سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2014

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2014

(جمعۃ المبارک13، سوموار16، منگل17، بدھ18، جمعرات19۔جون2014)
(یوم الجمع14، یوم الاثنین17، یوم الثلاثہ18، یوم اربعاء19، یوم الخمیس20۔شعبان المعظم1435ھ)

سولھویں اسمبلی: نواں اجلاس

جلد9(حصہ اوّل): شمارہ جات : 1تا5

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

نواں اجلاس

جمعتہ المبارک،13۔جون2014

جلد 9:شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	-----------	1
2۔	سالانہ بجٹ بابت سال 2014-15 پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ	-----------	1
3۔	ضمنی بجٹ بابت سال 2013-14 پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ	-----------	1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
4۔	ایجنڈا	------------	3
5۔	ایوان کے عہدے دار	------------	5
6۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	11
7۔	نعت رسول مقبول ﷺ	------------	12
8۔	چیئرمینوں کا پینل	------------	13
	حلف		
9۔	نو منتخب ممبران اسمبلی کا حلف	------------	13
	تعزیت		
10۔	معزز وزیر جناب خلیل طاہر سندھو کے والد کی وفات پر ایوان میں ایک منٹ کی خاموشی	------------	14
	سرکاری کارروائی		
11۔	سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر وزیر خزانہ کی تقریر	------------	14
12۔	سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال 15–2014 کا ایوان میں پیش کیا جانا	------------	42
13۔	ضمنی بجٹ گوشوارہ بابت سال 14–2013 کا ایوان میں پیش کیا جانا	------------	42
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)		
14۔	مسودہ قانون مالیات پنجاب 2014	------------	42
15۔	ترامیم اور قواعد کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	------------	43
	سوموار، 16۔جون 2014		
	جلد 9: شمارہ 2		
16۔	ایجنڈا	------------	45
17۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	47
18۔	نعت رسول مقبول ﷺ	------------	48

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	تعزیت		
19۔	اقلیتی رکن بلوچستان کے قتل پر ایوان میں دو منٹ کی خاموشی اختیار کرنا	----------	49
	سرکاری کارروائی		
	بحث		
20۔	سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث	-----------	49
	منگل، 17۔ جون 2014		
	جلد 9: شمارہ 3		
21۔	ایجنڈا	-----------	138
22۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	-----------	140
23۔	نعت رسول مقبول ﷺ	-----------	141
	سرکاری کارروائی		
	بحث		
24۔	سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث (۔۔۔جاری)	-----------	142
	پوائنٹ آف آرڈر		
25۔	تحریک منہاج القرآن کے سیکرٹریٹ پر پولیس کا دھاوا	-----------	162
26۔	سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث (۔۔۔جاری)	-----------	164
27۔	تحریک منہاج القرآن کے سیکرٹریٹ پر پولیس کا دھاوا (۔۔۔جاری)	-----------	168
28۔	سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث (۔۔۔جاری)	-----------	173
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)		
29۔	مسودہ قانون باب پاکستان فاؤنڈیشن 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اطلاعات کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	-----------	185
30۔	سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث (۔۔۔جاری)	-----------	186

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
190	مسودہ قانون ترقیاتی اتھارٹیز کی جانب سے املاک کا انتظام اور منتقلی 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	31۔
190	کورم کی نشاندہی ------------	32۔
	بدھ، 18۔جون2014	
	جلد 9: شمارہ 4	
193	ایجنڈا ------------	33۔
195	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	34۔
196	نعت رسول مقبولﷺ ------------	35۔
	تعزیت	
197	سانحہ ماڈل ٹاؤن لاہور میں شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت ------------	36۔
	پوائنٹ آف آرڈر	
198	تحریک منہاج القرآن لاہور کے سیکرٹریٹ پر رات گئے پولیس کی دہشت گردی سے متعدد خواتین و افراد کی ہلاکت ------------	37۔
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
208	سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث (---جاری) ------------	38۔
212	سانحہ ماڈل ٹاؤن پر بحث ------------	39۔
215	سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث (---جاری) ------------	40۔
218	قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	41۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	قرارداد	
42۔	شمالی وزیرستان میں دہشت گردوں کے خلاف آپریشن "ضرب عضب" شروع کرنے پر پاک فوج کی حمایت اور وزیر اعظم کو خراج تحسین کا پیش کیا جانا ----------	219
43۔	سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث (--- جاری) -----------	221
	جمعرات، 19۔جون 2014	
	جلد 9: شمارہ 5	
44۔	ایجنڈا -----------	281
45۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	283
46۔	نعت رسول مقبول ﷺ -----------	284
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
47۔	سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث (--- جاری) -----------	285
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
48۔	حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 07-2006 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا -----------	299
49۔	سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث (--- جاری) -----------	299
	پوائنٹ آف آرڈر	
50۔	تحریک منہاج القرآن کے سیکرٹریٹ پر پولیس کے دھاوے کے نتیجے میں ہونے والی ہلاکتوں پر بحث کا مطالبہ -----------	305
51۔	سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث (--- جاری) -----------	312
52۔	کورم کی نشاندہی -----------	391

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
53۔	سالانہ بجٹ بابت سال 2014-15 پر عام بحث (۔۔۔جاری) ------------	392
54۔	انڈکس	

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(46)/2014/1092. 9th June, 2014. The following Orders, made by the Governor of the Punjab, are hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Mohammad Sarwar,** Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Friday, 13th June, 2014 at 3:00 p.m. in the Provincial Assembly Chambers, Lahore."

سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ

"In exercise of the powers conferred under Rule 134 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, **I, Mohammad Sarwar,** Governor of the Punjab, hereby appoint Friday, 13 June, 2014 for the presentation of the Annual Budget Statement for the Financial Year 2014-15 before the Provincial Assembly of the Punjab at 3.00 p.m.

ضمنی بجٹ بابت سال 14-2013 پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ

"In exercise of the powers conferred under Rule 147 read with 134 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, **I, Mohammad Sarwar,** Governor of the Punjab, hereby appoint Friday, 13 June, 2014 for the presentation of the Supplementary Budget Statement for the Financial Year 2013-14 before the Provincial Assembly of the Punjab at 3.00 p.m.

Dated Lahore, the
9th June, 2014

MOHAMMAD SARWAR
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ13۔جون2014

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبولﷺ

سرکاری کارروائی

(اے) بجٹ کا پیش کیا جانا

1۔ سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال15-2014

وزیر خزانہ سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال15-2014ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ ضمنی بجٹ گوشوارہ بابت سال14-2013

وزیر خزانہ ضمنی بجٹ گوشوارہ بابت سال14-2013ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) مسودہ قانون کا پیش کیا جانا

3۔ مسودہ قانون مالیات پنجاب2014

وزیر خزانہ مسودہ قانون مالیات پنجاب2014ایوان میں پیش کریں گے۔

(سی) ترامیم اور قواعد کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

4۔ قانون خدمات پر سیلز ٹیکس پنجاب2012 کی دفعہ (3)5کے تحت دوسرے گوشوارہ میں ترامیم اور قانون ہذا کی دفعہ (2)76کے تحت وضع کردہ قواعد

وزیر خزانہ قانون خدمات پر سیلز ٹیکس پنجاب2012کے دوسرے گوشوارہ میں ترامیم سے متعلقہ اعلامیہ جات اور قانون ہذا کے تحت وضع کردہ قواعد ایوان میں پیش کریں گے۔

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	سردار شیر علی گورچانی
وزیراعلیٰ	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	میاں محمود الرشید

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	چودھری یٰسین سوہل، ایم پی اے	پی پی۔156
2۔	انجینئر قمرالاسلام راجہ، ایم پی اے	پی پی۔5
3۔	محترمہ صبا صادق، (ایڈووکیٹ)، ایم پی اے	ڈبلیو۔306
4۔	جناب محمد سبطین خان، ایم پی اے	پی پی۔46

3۔ کابینہ

1۔	راجہ اشفاق سرور	:	وزیر محنت وانسانی وسائل
2۔	کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ	:	وزیر تحفظ ماحول
3۔	جناب شیر علی خان	:	وزیر کان کنی ومعدنیات*
4۔	جناب تنویر اسلم ملک	:	وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات وتعمیرات*

• بذریعہ ایس این ڈی جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-10/2013 مورخہ 11۔ جون 2013 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (13 تا 26۔ جون 2014) تفویض کیا گیا۔

6

5۔	جناب محمد آصف ملک	:	وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری
6۔	رانا ثناء اللہ خان	:	وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور*
7۔	محترمہ حمیدہ وحید الدین	:	وزیر ترقی خواتین
8۔	جناب بلال یٰسین	:	وزیر خوراک
9۔	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:	وزیر خزانہ، آبکاری و محصولات*
10۔	رانا مشہود احمد خان	:	وزیر سکول ایجوکیشن، قانون و پارلیمانی امور* ہائر ایجوکیشن*، امور نوجواناں* کھیلیں*، آثار قدیمہ اور سیاحت*
11۔	میاں یاور زمان	:	وزیر آبپاشی
12۔	جناب عبدالوحید چودھری	:	وزیر جیل خانہ جات
13۔	ملک ندیم کامران	:	وزیر زکوٰۃ و عشر
14۔	میاں عطاء محمد خان مانیکا	:	وزیر اوقاف اور مذہبی امور
15۔	ڈاکٹر فرخ جاوید	:	وزیر زراعت
16۔	جناب آصف سعید منیس	:	وزیر سپیشل ایجوکیشن
17۔	سید ہارون احمد سلطان بخاری	:	وزیر سماجی بہبود اور بیت المال
18۔	ملک محمد اقبال چنڑ	:	وزیر امداد باہمی
19۔	چودھری محمد شفیق	:	وزیر صنعت، تجارت اور سرمایہ کاری
20۔	محترمہ ذکیہ شاہنواز خان	:	وزیر بہبود آبادی
21۔	جناب خلیل طاہر سندھو	:	وزیر انسانی حقوق اور اقلیتی امور

• بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-II)10/2013(4) مورخہ 20۔جون 2014 رانا مشہود احمد خان کو قانون و پارلیمانی امور کا اضافی چارج تفویض کیا گیا۔

7

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔	چودھری سرفراز افضل	:	امور نوجواناں، کھیل، آثار قدیمہ وسیاحت
2۔	راجہ محمد اویس خان	:	زکوٰۃ وعشر
3۔	جناب نذر حسین	:	قانون وپارلیمانی امور
4۔	صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی	:	لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ
5۔	حاجی محمد الیاس انصاری	:	سماجی بہبود وبیت المال
6۔	جناب محمد ثقلین انور سپرا	:	اوقاف ومذہبی امور
7۔	محترمہ راشدہ یعقوب	:	ترقی خواتین
8۔	جناب عمران خالد بٹ	:	صنعت، کامرس وتجارت
9۔	جناب محمد نواز چوہان	:	ٹرانسپورٹ
10۔	جناب اکمل سیف چٹھہ	:	تحفظ ماحول
11۔	چودھری محمد اسداللہ	:	خوراک
12۔	نوابزادہ حیدر مہدی	:	مینجمنٹ اور پروفیشنل ڈویلپمنٹ
13۔	خواجہ عمران نذیر	:	صحت
14۔	جناب رمضان صدیق بھٹی	:	لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ
15۔	جناب محمد خُرم گلفام	:	توانائی
16۔	چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)	:	ایس اینڈ جی اے ڈی
17۔	جناب سجاد حیدر گجر	:	ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
18۔	رانا محمد ارشد	:	اطلاعات وثقافت

• بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبرPA:4-18/2013 مورخہ 12۔دسمبر2013 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

8

19۔ میاں محمد منیر	:	آبکاری و محصولات
20۔ رانا اعجاز احمد نون	:	زراعت
21۔ محترمہ نغمہ مشتاق	:	بہبود آبادی
22۔ جناب احمد خان بلوچ	:	پبلک پراسیکیوشن
23۔ جناب عامر حیات ہراج	:	کانکنی و معدنیات
24۔ رانا بابر حسین	:	خزانہ
25۔ میاں نوید علی	:	محنت و انسانی وسائل
26۔ جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا	:	مواصلات و تعمیرات
27۔ جناب محمود قادر خان	:	چیف منسٹر انسپکشن ٹیم
28۔ سردار عاطف حسین خان مزاری	:	خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم
29۔ ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	:	منصوبہ بندی و ترقیات
30۔ سردار عامر طلال گوپانگ	:	سپیشل ایجوکیشن
31۔ مہر اعجاز احمد اچلانہ	:	داخلہ
32۔ چودھری خالد محمود ججہ	:	آبپاشی
33۔ میاں فدا حسین	:	جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری
34۔ چودھری زاہد اکرم	:	کالونیز
35۔ محترمہ شاہین اشفاق	:	کوآپریٹو
36۔ محترمہ مہوش سلطانہ	:	ہائر ایجوکیشن
37۔ محترمہ جوئس رُوفن جولیس	:	سکولز ایجوکیشن
38۔ جناب طارق مسیح گل	:	انسانی حقوق و اقلیتی امور

9

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

جناب مصطفیٰ رمدے

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی : رائے ممتاز حسین بابر

ڈائریکٹر جنرل (پارلیمانی امور اینڈ ریسرچ) : جناب عنایت اللہ لک

11

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا نواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 13-جون 2014
(یوم الجمع، 14-شعبان المعظم 1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 5 بج کر 5 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ مَا أُرِيدُ مِنْهُم
مِّن رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ ﴿٥٧﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ
ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ﴿٥٨﴾ فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذَنُوبًا مِّثْلَ ذَنُوبِ
أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونِ ﴿٥٩﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِن يَوْمِهِمُ
الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٦٠﴾

سورة الذّاريات آيات56تا60

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں(56) میں ان سے طالب رزق نہیں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے (کھانا) کھلائیں(57) اللہ ہی تو رزق دینے والا زور آور اور مضبوط ہے(58) کچھ شک نہیں کہ ان ظالموں کے لئے بھی (عذاب کی) نوبت مقرر ہے جس طرح ان کے ساتھیوں کی نوبت تھی تو ان کو مجھ سے (عذاب) جلدی نہیں طلب کرنا چاہئے(59) جس دن کا ان کافروں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس سے ان کے لئے خرابی ہے(60)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دے بسم لی حیرات ماحول لو | ہم لو درکار ہے روسی یا بی
ایک سیریں بھلک، ایک لوریں ڈلک | ح و تاریک ہے زندلی یا بی
اے لوید مسیحا یری لوم کا حال | میسی لی بھیڑوں سے ابتر ہوا
اس کے لمزور اور بے ہنر ہاتھ سے | پسین لی چرح نے برتری یا بی
کام ہم نے رلھا صرف اذکار سے | یری عیم اپنالی اغیار نے
حستر میں منہ دلھائیں کے یسے بھے | ہم سے، نالردہ کار اسی یا بی
زیست کے تپتے صحرا پہ شاہِ عرب | یرے الرام کا ابر برسے گا لب
لب ہری ہولی ستاج تمنا میری | لب مٹے لی میری سلی یا بی
یا بی اب لو آشوبِ حالات نے | یری یادوں کے چہرے بھی دُھندلا دیئے
دیلھ کے یرے تائب لی لغمہ لری | بنی جالی ہے لوحہ لری یا بی

چیئرمینوں کا پینل

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے:

1۔ چودھری یٰسین سوہل، ایم پی اے پی پی۔156

2۔ انجینئر قمر الاسلام راجہ، ایم پی اے پی پی۔5

3۔ محترمہ صبا صادق (ایڈووکیٹ)، ایم پی اے ڈبلیو۔306

4۔ جناب محمد سبطین خان، ایم پی اے پی پی۔46

(اس مرحلہ پر وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف) ایوان میں تشریف لائے)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "شیر آیا، شیر آیا" کی نعرے بازی)

حلف

نو منتخب ممبران اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: مجھے پتا چلا ہے کہ دو نئے منتخب ممبران اسمبلی، جن میں نارووال سے لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) شجاعت احمد خان، پی پی۔136 اور حافظ آباد سے محترمہ نگہت انتصار، پی پی۔107 حلف اُٹھانے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں تو میں اُن سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی نشستوں سے کھڑے ہو جائیں اور جس طرح میں بولتا جاؤں اُس کو ساتھ ساتھ دہراتے جائیں۔ محترمہ! میں تو مذکر میں بات کروں گا اور آپ مؤنث میں بات کریں گی۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے نارووال سے نو منتخب ممبر لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) شجاعت احمد خان، پی پی۔136 اور حافظ آباد نو منتخب ممبر محترمہ نگہت انتصار، پی پی۔107 سے حلف لیا اور بعد ازاں دونوں نو منتخب ممبران نے حلف کے رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت کئے)

جناب سپیکر: آپ دونوں کو میری طرف سے مبارک ہو۔

تعزیت

معزز وزیر جناب خلیل طاہر سندھو کے والد کی وفات پر ایوان میں ایک منٹ کی خاموشی

جناب سپیکر: میرے علم میں آیا ہے بلکہ مجھے اس سے قبل بھی معلوم ہے کہ جناب خلیل طاہر سندھو جو کہ ہمارے منسٹر بھی ہیں ان کے والد محترم وفات پا گئے ہیں ان کے لئے ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی جائے۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں ایک منٹ کے لئے خاموشی اختیار کی گئی)

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ آج کا دن گورنر پنجاب نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 134 کے تحت بجٹ پیش کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ میں وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بجٹ تقریر کا آغاز کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس بجٹ کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے No,No کی نعرے بازی)

سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر وزیر خزانہ کی تقریر

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آج پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ لے کر اس ایوان میں حاضر ہوا ہوں۔ اس بجٹ کا حجم ایک ہزار ارب روپے سے زیادہ ہے۔ یہ بجٹ صرف اپنے حجم ہی کی وجہ سے نہیں بلکہ کئی دوسرے حوالوں سے بھی ماضی کی نسبت ایک مختلف بجٹ ہے۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت نے اپنے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے مطابق پنجاب کو ایک محفوظ، خوشحال، تعلیم یافتہ، معاشی طور پر مستحکم اور صنعتی اور زرعی طور پر ترقی یافتہ صوبہ بنانے کے لئے ایک جامع، مربوط اور موثر پروگرام تشکیل دیا ہے۔ پنجاب میں ماضی کی کامیابیوں اور تجربوں پر مبنی عوام کی ترقی کا یہ پروگرام اگلے چار برسوں پر محیط ہے۔ 15-2014 کا یہ بجٹ اسی فلاحی اور انقلابی پروگرام کی کلیدی اور بنیادی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔

جناب سپیکر!

2۔ ہماری ماضی کی کارکردگی مستقبل کے لئے ہمارے ارادوں کی پختگی اور جذبوں کی صداقت کی سب سے بڑی گواہی ہے۔ ہمارا ماضی شاہد ہے کہ ہم نے زندگی کے ہر شعبے میں معاشرے کے محروم طبقوں کو اوّلین ترجیحات میں شامل رکھا ہے۔ ہسپتالوں میں ادویات کی مفت فراہمی ہو یا پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی مالی اعانت سے چلنے والے ہزاروں سکول، پنجاب ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ کے ذریعے دیئے جانے والے وظائف ہوں یا عام آدمی کے لئے سفری سہولتیں، آشیانہ ہاؤسنگ سکیم ہو یا دانش سکولوں کا قیام۔ یہ ہماری غریب دوست پالیسیاں ہی تھیں جن کی بناء پر عوام نے مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو منتخب کرنے اور پنجاب کے عوام کی خدمت کرنے کا ایک بار پھر فیصلہ دیا۔

جناب سپیکر!

3۔ بجٹ 15-2014 اُن ترجیحات اور اہداف کی عکاسی کرتا ہے جو ہم نے پنجاب کو ایک خوشحال اور حقیقی معنوں میں ترقی یافتہ صوبہ بنانے کے لئے متعین کئے ہیں۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم ترقیاتی منصوبوں کو اقتصادی ترقی کے عامل کے طور پر استعمال کرتے ہوئے انشاء اللہ

1۔ سال بہ سال بتدریج اضافے کے ذریعے آئندہ چار برسوں کے دوران صوبہ کی موجودہ 4.8 فیصد جی ڈی پی کی شرح نمو کو سالانہ 8 فیصد تک لے جائیں گے۔ آئندہ برس کے لئے شرح نمو کا یہ ہدف 5.5 فیصد مقرر کیا گیا ہے۔

2۔ اعداد و شمار کے مطابق اس وقت صوبہ کی 70 فیصد آبادی تیس برس سے کم عمر افراد پر مشتمل ہے۔ ہم نے صورتحال کے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے نوجوانوں کے لئے روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کرنے اور انہیں ان مواقع سے فائدہ اٹھانے کا اہل بنانے کے لئے تعلیم یافتہ اور ہنرمند بنانے کے لئے جامع منصوبہ بندی کی۔ حکومت کی اقتصادی پالیسیوں اور معیشت دوست اقدامات کے نتیجے میں آئندہ چار برسوں کے دوران روزگار کے چالیس لاکھ مواقع پیدا ہونے کی توقع ہے۔ چنانچہ ہم نے آئندہ چار برسوں کے دوران 20 لاکھ افراد جن میں مرد اور خواتین دونوں شامل ہیں کو فنی تعلیم دینے کا پروگرام تشکیل دیا ہے۔ اس تربیتی پروگرام کے لئے آئندہ برس کے بجٹ میں 6۔ ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔

3۔ ہمیں یقین ہے کہ اقتصادی عمل میں تیزی، نوجوانوں کی فنی تربیت اور مستقبل میں پیدا ہونے والے روزگار کے مواقع کے نتیجے میں ہم انشاء اللہ آئندہ چار برسوں کے دوران صوبہ کے 70 لاکھ افراد کو

خط غربت سے نیچے زندگی بسر کرنے والے انسانوں کی صف سے باہر لانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر!

4۔ ہم پنجاب میں ترقی اور خوشحالی کا ایک ایسا سورج طلوع ہوتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں جس کی کرنوں سے ہمارے معاشرے کے تمام طبقے، صوبہ کے تمام علاقے اور اس میں بسنے والے تمام افراد عقیدے، نسل اور جنس کی تفریق کے بغیر مستفید ہو سکیں۔ صوبہ کے نسبتاً پسماندہ علاقوں خصوصاً جنوبی پنجاب کے لئے حکومت پنجاب کی حکمت عملی اور بے مثال اقدامات ہماری اسی خواہش اور عزم کے آئینہ دار ہیں۔ ہم نے ماضی میں بھی جنوبی پنجاب کے لئے آبادی کی نسبت زیادہ ترقیاتی رقوم فراہم کی تھیں اور میں نہایت مسرت کے ساتھ یہ اعلان کر رہا ہوں کہ ہماری حکومت نے آئندہ بجٹ میں صوبہ کے کل ترقیاتی فنڈ کا 36 فیصد حصہ جنوبی پنجاب کے لئے مختص کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ رقم جنوبی پنجاب کو وسائل کی فراہمی کی تاریخ میں ریکارڈ کی حیثیت رکھتی ہے۔

جناب سپیکر!

5۔ جنوبی پنجاب کے عوام نے گزشتہ انتخابات میں پاکستان مسلم لیگ (ن) اور اس کی قیادت کے ساتھ محبت اور وابستگی کا جو مظاہرہ کیا اس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) اور جنوبی پنجاب کے عوام کے درمیان محبت کا یہ رشتہ دو طرفہ بنیادوں پر استوار ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے دور حکومت میں جنوبی پنجاب کے عوام کے لئے کئے جانے والے ترقیاتی اقدامات ان علاقوں میں ماضی کی حکومتوں کے مجموعی اقدامات سے کہیں زیادہ ہیں۔ میں یہاں کسی سیاسی بحث میں پڑے بغیر اس حقیقت کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جنوبی پنجاب کے نام پر پاکستانی سیاست کے اہم ترین عہدوں پر رسائی حاصل کرنے والوں نے اقتدار کے ایوانوں میں پہنچ کر زندگی کی محرومیوں کا شکار عوام کو یکسر فراموش کر دیا۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے بجٹ تقریر کے دوران نعرے بازی)

جناب سپیکر!

6۔ مسلم لیگ (ن) کے دور حکومت میں جنوبی پنجاب کے عوام کے لئے تیار کئے گئے فلاحی منصوبوں اور ترقیاتی اقدامات کی تفصیل بیان کرنے کے لئے ایسی کئی نشستیں درکار ہیں۔ چنانچہ میں اپنی تقریر کو رواں مالی سال اور آئندہ بجٹ میں جنوبی پنجاب میں کئے جانے والے اہم ترین اقدامات تک محدود رکھوں گا۔ میں نہایت مسرت کے ساتھ یہ اعلان کر رہا ہوں کہ جنوبی پنجاب میں 263۔ارب روپے مالیت کے منصوبے شروع کئے گئے ہیں یا کئے جارہے ہیں۔آئندہ برس کے دوران ان منصوبوں پر اخراجات کے لئے اگلے بجٹ میں 119۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے یہ رقم کل ترقیاتی بجٹ کا 36 فیصد ہے۔ حکومت پنجاب نے پچھلے برس بھی جنوبی پنجاب کے لئے وہاں کی آبادی کے تناسب سے زیادہ یعنی 32 فیصد رقوم مختص کی تھیں۔مذکورہ بالا منصوبوں میں:

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"مودی کے ان یاروں کو اور امریکا کے ان پیاروں کو، ایک دھکا اور دو" کی نعرے بازی)

- رحیم یار خان میں خواجہ فرید یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی
- رحیم یار خان میں شیخ زید میڈیکل کمپلیکس کی تکمیل
- بہاولنگر میں میڈیکل کالج کا قیام
- بہاول وکٹوریہ ہسپتال میں Thalassemia Unit & Bone Marrow Transplant Centre اور امراض قلب اور ہارٹ سرجری کے شعبوں کا قیام
- ملتان، وہاڑی، ڈی جی خان اور مظفر گڑھ میں ضلعی ہسپتالوں کی اپ گریڈیشن
- بہاولپور میں ویٹرنری یونیورسٹی کا قیام
- ملتان میں صوبے کی طویل ترین میٹرو بس
- ملتان میں چلڈرن ہسپتال کا قیام
- بہاولپور میں پاکستان کے پہلے سولر پارک کا قیام
- آبپاشی کے نظام کی بہتری کے لئے سلیمانکی بیراج اور پاکپتن کینال کی بحالی اور تعمیر نو
- بہاولپور تا حاصل پور دو رویہ سڑک کی تعمیر
- فورٹ منرو میں سیاحت کے فروغ کے لئے چیئر لفٹ اور واٹر سپلائی سکیم
- بورے والا میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ذیلی کیمپس کا قیام
- فورٹ منرو اور تونسہ میں دانش سکولوں کا قیام

- جام پور اور چولستان کے لئے خصوصی پیکج

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"ظلم کے یہ ضابطے، ہم نہیں مانتے، ہم نہیں مانتے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

7۔ میں یہاں جنوبی پنجاب کے ان دو منصوبوں کا خصوصی طور پر ذکر کرنا چاہوں گا جو میرے نزدیک پاکستان کے لئے ترکی کی حکومت اور عوام کی محبت کی علامت کی حیثیت رکھتے ہیں میری مراد مظفر گڑھ میں ترکی کی حکومت کے تعاون سے قائم ہونے والے دانش سکول اور طیب اردگان ٹرسٹ ہسپتال سے ہے۔ سٹیٹ آف آرٹ عمارت، جدید ترین آلات اور سامان کی بدولت اس ہسپتال کو بلا خوفِ تردید پاکستان کے چند بہترین ہسپتالوں میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ آپ کو یہ جان کر خوشی ہو گی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے مظفر گڑھ کے گزشتہ دورے میں اس ہسپتال کو 500 بستروں پر مشتمل ایک جدید ترین ٹیچنگ ہسپتال کی شکل دینے کا اعلان کر چکے ہیں۔ طیب اردگان ٹرسٹ ہسپتال کے معیار اور اس میں کام کرنے والے ماہرین طب کے اعلیٰ ترین معیار کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بات بآسانی کہی جاسکتی ہے کہ وہ وقت قریب ہے کہ جب کراچی اور لاہور سے، جہاں مظفر گڑھ کے عوام اس وقت علاج کے لئے جاتے ہیں، مریض اپنے علاج معالجے کے لئے مظفر گڑھ آیا کریں گے۔ میں یہاں جنوبی پنجاب کے عوام کو ان کی معیشت کے لئے غیر معمولی اہمیت کے حامل دو منصوبوں یعنی نشتر گھاٹ کے مقام پر پُل اور مظفر گڑھ سے ڈی جی خان تک دورویہ سڑک کی تعمیر کی خوشخبری بھی دینا چاہتا ہوں۔ یہ دونوں منصوبے اگرچہ وفاقی حکومت سے تعلق رکھتے ہیں لیکن واقفان حال جانتے ہیں کہ ان کی منظوری وزیر اعلیٰ پنجاب کی ذاتی کاوشوں کی مرہون منت ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"مودی کا جو یار ہے غدار ہے غدار ہے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

8۔ ہماری حکومت دیانتداری سے یہ سمجھتی ہے کہ جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والے علاقوں کی پسماندگی کا مداوا کرنے کے لئے ترقیاتی منصوبوں کے ساتھ ساتھ ان علاقوں کے عوام کو

ملازمتوں میں مناسب نمائندگی دینا بھی ضروری ہے۔ حکومت نے اس مقصد کے لئے ضروری قانون سازی کا فیصلہ کیا ہے۔اس سمت میں ابتدائی قدم کے طور پر جنوبی پنجاب کے امیدواروں کی سہولت کے لئے بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان میں پبلک سروس کمیشن کے دفاتر اور امتحانی مراکز قائم کئے جارہے ہیں۔مزید برآں ملتان اور بہاولپور میں بورڈ آف ریونیو کے دو ممبران کی مستقل تعیناتی کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"لاٹھی گولی کی سرکار، نہیں چلے گی نہیں چلے گی" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

9۔ پاکستان کے دوسرے حصے کی طرح اس وقت پنجاب کو بھی توانائی کے شدید بحران کا سامنا ہے۔ ماضی کے حکمرانوں نے ملک میں بجلی کی بڑھتی ہوئی قلت سے پیدا ہونے والی سنگین صورتحال کے حوالے سے جس مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کیا میں اس وقت اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔آپ جانتے ہیں کہ لوڈشیڈنگ کا خاتمہ اور بجلی کی پیداوار میں اضافہ ہماری حکومت کی اوّلین ترجیحات میں شامل ہے۔ اقتدار میں آنے کے بعد ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا جب مسلم لیگ(ن) کی حکومت نے وزیراعظم نواز شریف کی قیادت میں بجلی کے نئے منصوبوں کی تیاری، پرانے کارخانوں کی بحالی یا تقسیم کی بہتری کے لئے کوئی نہ کوئی عملی اقدام نہ کیا ہو۔آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ گزشتہ بارہ مہینوں کے دوران پاکستان مسلم لیگ(ن) کی حکومت بجلی کی پیداوار کے 19 منصوبوں پر کام کا آغاز کر چکی ہے۔ میں ابھی بجلی کی پیداوار میں اضافہ کے حوالے سے سابقہ وفاقی حکومت کی مجرمانہ غفلت کا ذکر کر رہا تھا۔ نندی پور کا منصوبہ میری اس بات کی وضاحت کے لئے بہترین مثال ہے۔ 2008 میں شروع ہونے والے اس منصوبے نے 2011 میں مکمل ہونا تھا لیکن بدقسمتی سے یہ منصوبہ حکمرانوں کی غفلت، نااہلی اور بدعنوانی کا شکار ہو کر رہ گیا۔ منصوبے کے لئے برآمد کی گئی اربوں روپے کی مشینری کراچی کی بندرگاہ پر تین سال تک پڑی رہی۔ سینکڑوں چینی انجینئرز واپس چلے گئے اور منصوبے پر کام رُک گیا۔ موجودہ حکومت نے برسرِاقتدار آنے کے بعد اس منصوبے کی بحالی کا بیڑہ اٹھایا اور پھر دنیا نے دیکھا کہ وزیراعلیٰ پنجاب کی ذاتی کاوشوں اور انتھک محنت

کے نتیجے میں صرف سات ماہ کی ریکارڈ مدت میں اس منصوبے سے بجلی کی پیداوار کا آغاز ہو چکا ہے۔

روشن کہیں بہار کے امکاں ہوئے تو ہیں
کچھ کچھ سحر کے رنگ پر افشاں ہوئے تو ہیں
ان میں لہو ہمارا جلا ہو کہ جان و دل
محفل میں کچھ چراغ فروزاں ہوئے تو ہیں

جناب سپیکر!

10۔ قومی زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح بجلی کی پیداوار کے میدان میں بھی پنجاب نے بے مثال کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ پنجاب حکومت ہائیڈل، تھرمل، ونڈ، سولر، بائیوماس، بائیو گیس الغرض توانائی کے تمام ممکنہ ذرائع سے بجلی حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ میں یہاں بہاولپور میں 1000 میگاواٹ کے ایشیا کے سب سے بڑے قائداعظم سولر پارک کا خاص طور پر ذکر کرنا چاہوں گا جس کے پہلے مرحلے میں دسمبر 2014 تک ہم انشاء اللہ 100 میگاواٹ بجلی حاصل کرنا شروع کر دیں گے۔ آئندہ سال اس مقصد کے لئے 17۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اسی طرح صوبے میں ساہیوال اور فیصل آباد میں چینی سرمایہ کاروں کے تعاون سے کوئلہ سے چلنے والے پاور پلانٹ لگائے جا رہے ہیں جن سے مجموعی طور پر 1620 میگاواٹ بجلی حاصل ہو سکے گی۔ آنے والے برسوں میں شیخوپورہ، مظفرگڑھ، رحیم یار خان، جھنگ اور قصور میں بھی ایسے ہی پاور پلانٹ لگائے جائیں گے۔ حکومت نے آئندہ بجٹ میں توانائی کے شعبے کے لئے 31۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

11۔ کون نہیں جانتا کہ توانائی کے بحران پر قابو پانے کے لئے بجلی کی بچت بجلی کی پیداوار سے بھی زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ بجلی کی بچت کے ذریعے فوری اور مفید نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ بجلی کا ایک واٹ بچانے کا مطلب یہ ہے کہ گویا ہم ایک واٹ اضافی بجلی پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے صوبے میں بجلی کی بچت کے لئے ایک وسیع تر پروگرام تشکیل دیا ہے جس کے تحت عام افراد، تجارتی اداروں، زرعی فارمز اور صنعتوں کو ضابطہ سازی اور

مختلف ترغیبات کے ذریعے کم بجلی خرچ کرنے والے آلات اور ساز و سامان استعمال کرنے پر آمادہ کیا جائے گا۔ اس مقصد کے لئے آئندہ بجٹ میں اڑھائی ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"غریب دشمن بازار، شاہی خاندان بازار، نامنظور نامنظور" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

12- قدرت نے پنجاب کو مختلف طرح کی معدنیات کی دولت سے نوازا ہے۔ مقام افسوس ہے کہ ماضی میں ان معدنیات کی طرف کسی نے کوئی توجہ نہیں دی۔ ہماری حکومت نے ایک معروف عالمی فرم کے ذریعے ان ذخائر کی ایک قابل اعتماد feasibility report تیار کرائی۔ چنانچہ اب کئی بین الاقوامی کمپنیاں ان ذخائر کو تجارتی مقاصد کے لئے استعمال میں دلچسپی کا اظہار کر رہی ہیں۔ ہمارے پاس ضلع چنیوٹ میں اعلیٰ کوالٹی کے لوہے کے 600 ملین ٹن ذخائر بھی موجود ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق ان کی لاگت کا کل تخمینہ 70۔ارب ڈالر سے زائد لگایا گیا ہے۔ یہ ذخائر فولاد سازی کے لئے انتہائی مناسب ہیں۔ گزشتہ 65 برس کے دوران ان ذخائر کی قدر و قیمت کے تعین کے لئے ضروری اقدامات بھی نہیں کئے جا سکے۔ شومئی قسمت کہ ماضی کی ایک حکومت نے پنجاب کے اس بیش قیمت خزانے پر دن دہاڑے ڈاکا ڈالتے ہوئے اس کو ایک جعلی کمپنی کے حوالے کر دیا۔ پنجاب حکومت نے اس معدنی دولت کی بازیابی کے لئے تقریباً تین سال تک عدالتی اور قانونی جنگ لڑی۔ اس کے بعد ہماری حکومت نے انتہائی شفاف طریقہ سے اس خزانے کی پیمائش و تشخیص کا کام دنیا بھر کی صف اوّل کی تین کمپنیوں کے consortium کے سپرد کیا۔ اس منصوبے پر ایک ارب 47 کروڑ روپے خرچ ہوں گے اور اس کو 18 ماہ میں مکمل کر لیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"لاٹھی گولی کی سرکار، نہیں چلے گی نہیں چلے گی" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

13- کالا باغ کے مقام پر خام لوہے کے ذخائر موجود ہیں۔ حکومت پنجاب نے اس ذخیرے سے فائدہ اٹھانے کے لئے ابتدائی نوعیت کے ایک منصوبے کا آغاز کر دیا ہے جس پر 13 کروڑ 80 لاکھ روپے خرچ ہوں گے اور یہ منصوبہ جولائی 2014 تک مکمل کر لیا جائے گا۔ ہم نے ایک

بین الاقوامی کمپنی کے ذریعے پنجاب کے کوئلے کے وسائل کی بھی feasibility study مکمل کی ہے جس کے بعد مختلف بین الاقوامی کمپنیاں پنجاب میں کوئلے کی دریافت کے منصوبوں میں دلچسپی کا اظہار کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر!

14۔ اس امر میں دو رائے ممکن نہیں کہ معاشرے میں امن عامہ اور انسانی جانوں کے تحفظ کو یقینی بنائے بغیر ترقی کا کوئی خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ اس وقت پاکستان کو دہشتگردی کے ایک چیلنج کا سامنا ہے جس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ہمیں مختلف محاذوں پر تیاری کرنے کی ضرورت ہے۔ 15-2014 کے دوران پولیس کے بجٹ میں 16 فیصد اضافہ کر کے اسے 70۔ ارب 51 کروڑ روپے سے 81۔ ارب 68 کروڑ روپے کرنے کی تجویز پیش کی جا رہی ہے۔ حکومت اس رقم سے بہتر تربیت، جدید ساز و سامان کی فراہمی اور ٹیکنالوجی کے ذریعے پولیس کی استعداد کار کو بہتر بنانا چاہتی ہے۔ دریں اثناء حکومت دہشت گردی کے سدباب اور جرائم کی بیخ کنی کے لئے ایک مربوط Command and Control System متعارف کروا رہی ہے۔ اس سسٹم کو معاشرے میں مشکوک اور مجرمانہ سرگرمیوں کی نگرانی کرنے اور انہیں قانون کی گرفت میں لانے کے لئے جدید ترین کیمروں اور دوسرے آلات سے آراستہ کیا جائے گا۔ دہشت گردی سے نمٹنے اور امن عامہ کی اضافی ضروریات کے لئے 5۔ ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"مودی کے ان یاروں کو اور امریکہ کے ان پیاروں کو، ایک دھکا اور دو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

15۔ صوبہ میں شہریوں کے جان و مال کے تحفظ اور دہشت گردی کے سدباب کے لئے 1500 مستعد اور جدید اسلحہ سے مزیّن افراد پر مشتمل ایک جدید فورس تشکیل دی گئی۔ دریں اثناء ایلیٹ فورس کے جوانوں اور افسروں کو ایک خصوصی پروگرام کے تحت جدید ترین تربیت دی جا رہی ہے۔ بدلتے ہوئے حالات کی نزاکت کے پیش نظر حکومت نے ایلیٹ فورس کی افرادی قوت میں بھی خاطر خواہ اضافہ کا فیصلہ کیا ہے۔ حکومت دہشت گردی کے خلاف برسرپیکار اپنے مختلف اداروں کی تربیت کے لئے دوست ممالک کا تعاون بھی

حاصل کر رہی ہے۔ حکومت نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں فرائض کی ادائیگی کے دوران شہادت پانے والے اہلکاروں اور افسروں کے اہل خانہ کی اعانت کے لئے خصوصی پیکج کا اعلان کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"اب کون بچائے گا پاکستان، عمران خان عمران خان" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

16- پنجاب حکومت نے 2011-12 میں صوبے میں ایک جدید فرانزک لیبارٹری قائم کی تھی۔ یہ لیبارٹری پیچیدہ جرائم کی تفتیش میں بے حد مددگار ثابت ہوئی ہے۔ حکومت 15 کروڑ 9 لاکھ روپے کی لاگت سے صوبے کے تمام ڈویژنل ہیڈکوارٹروں میں اس لیبارٹری کے دفاتر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ یہ کام دسمبر 2014 تک مکمل ہو جائے۔ حکومت نے اسلحہ کے لائسنس حاصل کرنے والوں کے مکمل کوائف سے آگاہ رہنے اور متعلقہ بدعنوانیوں کے خاتمے کے لئے ایک مربوط لائسنس مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم متعارف کروانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اسی طرح قیدیوں پر مؤثر کنٹرول اور جیل خانہ جات کی بہتر مینجمنٹ کے لئے ایک جیل مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم تشکیل دیا گیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"ظلم کے یہ ضابطے، ہم نہیں مانتے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

17- ہماری حکومت ریسکیو 1122 کا دائرہ کار تمام اضلاع تک بڑھا چکی ہے۔ رواں مالی سال کے دوران 12 تحصیلوں کو اس سکیم میں شامل کیا گیا۔ حکومت نے مالی سال 2014-15 کے دوران اس سکیم کو 36 تحصیلوں تک مزید وسعت دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

جناب سپیکر!

18- کسی بھی قوم کی ترقی اور خوشحالی میں تعلیم کے کلیدی کردار سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ حکومت پنجاب تعلیم کے شعبہ میں وسائل کی فراہمی کو قوم کے خوش آئند مستقبل کے لئے بہترین سرمایہ کاری تصور کرتی ہے۔ بجٹ 2014-15 میں تعلیم کے شعبہ کے لئے تجویز کی گئی خطیر رقوم ہمارے اسی نقطہ نظر کی عکاس ہیں۔ حکومت نے آئندہ بجٹ میں تعلیم کے شعبہ میں

صوبائی اور ضلعی سطح پر مجموعی طور پر 273-ارب روپے مختص کئے ہیں۔ واضح رہے کہ اس رقم میں سے صوبائی حکومت کا حصہ 65-ارب 20 کروڑ روپے سے بڑھ کر 92-ارب 65 کروڑ روپے ہو گیا ہے جو کہ 42 فیصد اضافہ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو سی ایم گو، گو سی ایم گو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

19- حکومت پنجاب نے یہ عزم کر رکھا ہے کہ صوبے کا ہر بچہ بہترین تعلیم سے مستفید ہو اور کوئی طالب علم محض وسائل کی کمی کی وجہ سے تعلیم سے محروم نہ رہ جائے۔ پنجاب میں مستحق اور قابل طلباء کو وظائف دینے کے لئے حکومت 11-ارب روپے کی لاگت سے پنجاب ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ قائم کر چکی ہے جو کہ پاکستان میں اس طرح کا سب سے بڑا فنڈ ہے۔ آئندہ مالی سال میں حکومت اس فنڈ کے لئے مزید 2-ارب روپے مختص کرنے کی تجویز پیش کرتی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"غریبوں کے خلاف بجٹ، ظالموں کا بجٹ اور شاہی خاندان کا بجٹ،
نامنظور نامنظور" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

20- دانش سکولوں کے قیام کا مقصد پسماندہ علاقوں میں بسنے والے غریب ترین مگر ہونہار بچوں کو ایچی سن کالج جیسے تعلیمی اداروں میں دی جانے والی معیاری تعلیم سے آراستہ کرنا ہے۔ اس مقصد میں کامیابی کے حصول کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ حال ہی میں دانش سکول سسٹم کی تین طالبات نے امریکہ میں ہونے والے ایک بین الاقوامی سائنسی مقابلے میں نمایاں پوزیشن حاصل کی ہے۔ آنے والے مالی سال کے دوران میلسی، لودھراں، جھنگ، تونسہ اور فورٹ منرو میں مزید پانچ دانش سکول قائم کئے جائیں گے۔ ہمارے ترک بھائیوں نے مظفر گڑھ میں ہمیں ایک دانش سکول کا تحفہ دیا ہے جس کا افتتاح جلد کیا جائے گا۔ آئندہ مالی سال میں دانش سکولوں کے لئے 2-ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

21- اس وقت پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے مالی تعاون سے 15لاکھ طلباء نجی سکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ حکومت نے فاؤنڈیشن کے تحت سکولوں کی رجسٹریشن اور تعلیمی vouchers کی تقسیم کے دائرہ کار کو وسیع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔آئندہ مالی سال میں پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لئے 7-ارب 50کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔

جناب سپیکر!

22- تعلیم کے شعبے سے متعلق ترقیاتی منصوبوں کے لئے 48-ارب 31کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں جس میں سے سکولوں کے لئے 28-ارب 10کروڑ روپے، ہائر ایجوکیشن کے لئے 14-ارب 5کروڑ روپے، سپیشل ایجوکیشن اور خواندگی کی ترویج کے لئے مجموعی طور پر 3-ارب20کروڑ روپے، کھیلوں کی ترقی کے لئے 2- ارب 96کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔ پنجاب کے سکولوں میں missing facilities کی فراہمی کے لئے 8-ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ پرائمری اور ایلیمنٹری سکولوں کی اگلے درجے میں منتقلی کے لئے ایک ارب 80کروڑ روپے، سکولوں میں آئی ٹی لیب کی فراہمی کے لئے ایک ارب 25کروڑ روپے اور نئے پرائمری سکولوں کے قیام کے لئے 60کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔ پنجاب میں طلباء کی زیادہ تعداد والے سکولوں میں اضافی کلاس روم کی فراہمی کے لئے ایک ارب روپے اور فرنیچر کی فراہمی کے لئے 50کروڑ روپے فراہم کئے جا رہے ہیں۔ سکولوں کی بوسیدہ عمارتوں کی تعمیر نو کے لئے 2-ارب 75کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ حکومت نے ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت ہائی سکولوں اور ہائر سیکنڈری سکولوں میں موجود آئی ٹی لیب کو شمسی توانائی پر منتقل کرنے کا منصوبہ شروع کیا ہے۔آئندہ بجٹ میں اس مقصد کے لئے ایک ارب 20کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر!

23- حکومت پنجاب ہائر ایجوکیشن کی ترقی کے لئے بھی ٹھوس اقدامات کر رہی ہے۔آئندہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں 14-ارب 5کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اس ضمن میں نمایاں اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:

- صوبے میں نئے کالجز کے قیام کے لئے 3-ارب 42کروڑ روپے

- کالجوں میں missing facilities کی فراہمی کے لئے ایک ارب 36 کروڑ روپے
- ہونہار طلباء کو میرٹ پر ایک لاکھ لیپ ٹاپ دینے کے لئے 3- ارب 50 کروڑ روپے
- کمپیوٹر labs کے قیام کے لئے 20 کروڑ 56 لاکھ روپے
- طلباء میں انعامات کی تقسیم، بیرون ملک مطالعاتی دوروں اور تقریری مقابلوں کے لئے 48 کروڑ روپے
- 20 لاکھ ناخواندہ افراد کو غیر رسمی تعلیم فراہم کرنے کے لئے 2- ارب 40 کروڑ روپے
- اساتذہ کو تربیت دینے اور ان کی استعداد کار بڑھانے کے لئے 3- ارب 92 کروڑ روپے
- تحصیل کی سطح پر پبلک پارکس میں ڈیجیٹل لائبریریوں کے لئے 20 کروڑ روپے

جناب سپیکر!

24- میں یہاں پر یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ صوبے میں اس وقت ملتان، فیصل آباد، سیالکوٹ اور بہاولپور میں خواتین یونیورسٹیاں اور ڈیرہ غازی خان یونیورسٹی زیر تعمیر ہے۔ آئندہ سال کے دوران پنجاب میں رحیم یار خان، ساہیوال اور اوکاڑہ میں تین نئی یونیورسٹیاں قائم کی جائیں گی۔

جناب سپیکر!

25- پنجاب میں ایجوکیشن روڈ میپ پر عملدرآمد کے ذریعے تعلیم کے شعبے میں دور رس اصلاحات کی گئی ہیں۔ صوبے میں ایک لاکھ کے قریب اساتذہ کی صرف اور صرف میرٹ پر بھرتی اور ان کی تربیت اسی روڈ میپ کی مرہون منت ہے۔ حکومت صوبے میں یونیورسل پرائمری ایجوکیشن کا ہدف پورا کرنے کے لئے پوری تندہی سے سرگرم عمل ہے۔ اب تک ایمرجنسی داخلہ مہم کے تحت تعلیم سے محروم 38 لاکھ بچوں کی ریکارڈ تعداد کو سکولوں میں داخلہ دیا جا چکا ہے۔ تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے حکومت پنجاب کی کاوشوں کا بین الاقوامی سطح پر بھی اعتراف کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر!

26- ہماری حکومت کی یہ خواہش ہے کہ ہم عوام کو اپنے ملک میں رہتے ہوئے بین الاقوامی معیار کی تعلیم فراہم کر سکیں۔ اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حکومت نے لاہور میں ڈی ایچ اے سے ملحقہ 705 ایکڑ کے رقبے پر نالج سٹی کے قیام کا منصوبہ تیار کیا ہے۔ اس ضمن میں چار عالمی یونیورسٹیوں کے ساتھ مفاہمت کی یادداشتوں پر دستخط کئے جا چکے ہیں۔ میں

یہاں پر یہ بھی بتاتا چلوں کہ پنجاب کی ماضی کی ایک حکومت یہ بیش قیمت اراضی اشرافیہ کو پر تعیش رہائشوں کی تعمیر کے لئے پیش کر چکی تھی۔

جناب سپیکر!

27۔ اب میں صحت کے شعبے میں اپنی حکومت کی ترجیحات ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ حکومت نے آئندہ بجٹ میں صحت کے شعبہ میں صوبائی اور ضلعی سطح پر مجموعی طور پر 121۔ارب 80 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔ صحت کے مجموعی صوبائی بجٹ کو 86۔ارب 88 کروڑ روپے کرنے کی تجویز ہے جو کہ گزشتہ مالی سال کے مقابلے میں 37 فیصد زیادہ ہے۔ صحت کے شعبے میں آئندہ بجٹ کے تحت ہمارے مجوزہ اقدامات درج ذیل ہوں گے:

- ہیلتھ انشورنس کارڈ کے اجراء کے لئے 4۔ارب روپے جس کی بدولت کم آمدنی والے افراد نہ صرف سرکاری بلکہ بہترین نجی اداروں میں بھی علاج کی مفت سہولت حاصل کر سکیں گے۔
- ہسپتالوں اور علاج معالجہ کی سہولیات کے لئے 47۔ارب 44 کروڑ روپے
- ماں اور بچے کی صحت کے منصوبے کے لئے ایک ارب 80 کروڑ روپے
- ضلعی اور تحصیل ہسپتالوں میں دل کے مریضوں کے لئے ایمبولینسوں کی خرید کے لئے 36 کروڑ 44 لاکھ روپے
- جگر اور گردے کی پیوند کاری اور کینسر کے علاج کے لئے ہسپتالوں کی تعمیر کا منصوبہ
- ڈائیلسز کے لئے 30 کروڑ روپے سے بڑھا کر 60 کروڑ روپے
- ادویات کی فراہمی کے لئے 8۔ارب 75 کروڑ روپے
- ٹیچنگ ہسپتالوں کے لئے مجموعی طور پر مختص شدہ رقم 5۔ارب 18 کروڑ روپے سے بڑھا کر 8۔ارب 15 کروڑ روپے کرنے کی تجویز ہے۔
- نرسوں کی تین ہزار نئی اسامیاں
- موبائل ہیلتھ یونٹس کے لئے ایک ارب روپے
- Millennium Development Goals کے لئے 2۔ارب روپے

جناب سپیکر!

28۔ ہمیں اس افسوسناک حقیقت کا اعتراف کرنے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہئے کہ پنجاب کے عوام کا بڑا حصہ آج بھی پانی جیسی بنیادی ضرورت سے محروم ہے۔ خود وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اس ضمن میں اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کئی بار کہہ چکے ہیں کہ مقام افسوس ہے کہ معاشرے کے صاحب ثروت افراد کو تو منرل واٹر کی عیاشی حاصل

ہے جبکہ پنجاب کے عوام کا بڑا حصہ آج بھی صاف پانی کی سہولت کے بغیر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ موجودہ حکومت اس مسئلے کے حتمی حل کے لئے مکمل طور پر پُرعزم ہے۔ وزیراعلیٰ اس ضمن میں واضح ہدایت دے چکے ہیں کہ عوام کو صاف پانی کی فراہمی کے عمل میں کسی روایتی تساہل یا تاخیری حربے کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ آئندہ بجٹ میں عوام کو صاف پانی فراہم کرنے کے لئے ایک میگا پراجیکٹ تیار کیا گیا ہے جس کے لئے 5۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ میں یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ آئندہ بجٹ میں پبلک ہیلتھ کے تحت نکاسی آب اور پینے کے پانی کے مختلف منصوبوں کے لئے مجموعی طور پر 17۔ارب 11کروڑ روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر!

29۔ اسی طرح لاہور میں سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کے کامیاب تجربے کے بعد ہم اس نظام کو فیصل آباد، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، راولپنڈی، ملتان اور بہاولپور میں بھی رائج کر رہے ہیں۔ حکومت کے اس اقدام سے نہ صرف ان شہروں میں حفظان صحت اور صفائی کی صورتحال بہتر ہو گی بلکہ سالڈ ویسٹ کو مناسب طریقے سے تلف کیا جا سکے گا اور اس سے توانائی بھی حاصل کی جا سکے گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو سی ایم گو اور شیم شیم" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

30۔ اب میں ایک ایسے قومی مسئلے کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس پر بدقسمتی سے ماضی میں مطلوبہ توجہ دینے سے بوجوہ گریز کیا گیا۔ اس حقیقت کے ادراک کے لئے علم اقتصادیات کا ماہر ہونا ضروری نہیں کہ تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی پر قابو پائے بغیر ہمارے عوام ترقیاتی منصوبوں کے ثمرات سے پوری طرح بہرہ مند نہیں ہو سکتے۔ ہماری حکومت نے آبادی میں 2 فیصد کی تشویشناک شرح نمو کو کم کرنے کے لئے ضروری اقدامات کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ حکومت نے اس مقصد کے لئے آئندہ ترقیاتی بجٹ میں ایک ارب 50 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"جھوٹا بجٹ ہائے ہائے، جعلی بجٹ ہائے ہائے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

31۔ پنجاب کی آبادی کا بڑا حصہ زرعی شعبے سے منسلک ہے۔ ہمارا محنتی کاشتکار اپنی محنت شاقہ سے ملک بھر کی غذائی ضروریات کی فراہمی میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ ہماری حکومت یہ سمجھتی ہے کہ زرعی شعبے میں کی جانے والی سرمایہ کاری کے مثبت اثرات معیشت کے تمام شعبوں پر مرتب ہوتے ہیں۔ چنانچہ حکومت نے بجٹ 15-2014 میں کاشتکاروں کی بہبود اور زراعت کے فروغ کے لئے 14۔ارب 97 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔ یہ رقم زرعی پیداوار میں اضافے، ڈرپ اریگیشن کے فروغ، لیزر لینڈ لیولنگ اور ہزاروں کھالوں کو پختہ بنانے پر صرف کی جائے گی۔ اسی طرح صوبے میں مختلف زرعی اجناس اور لائیوسٹاک کی سپلائی چین کو بہتر بنانے کے لئے ایک جامع پروگرام تشکیل دیا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "شیم شیم" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

32۔ حکومت پنجاب نے کاشتکاروں کو کھاد فراہم کرنے کے لئے آئندہ بجٹ میں 5۔ارب روپے کی سبسڈی رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف سے درخواست کی ہے کہ وفاقی حکومت بھی پنجاب کے کاشتکاروں کو کھاد خریدنے کے لئے اتنی ہی رقم سبسڈی کے طور پر فراہم کرے۔ اس درخواست پر عملدرآمد کے نتیجے میں پنجاب کے کاشتکاروں کو ڈی اے پی کھاد کی فراہمی کے لئے 10۔ارب روپے کی سبسڈی مہیا کی جا سکے گی۔ ہمیں یقین ہے کہ حکومت کے اس اقدام کے نتیجے میں ہماری زرعی معیشت میں فی ایکڑ پیداوار میں انقلابی اضافہ دیکھنے میں آئے گا اور ہماری زرعی معیشت میں ایک نئے دور کا آغاز ہو گا۔ حکومت پنجاب نے پچھلے دور حکومت میں Punjab Irrigated Agricultural Productivity Improvement Project شروع کیا تھا۔ آئندہ سال اس منصوبے کے لئے 4۔ارب 67 کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔

جناب سپیکر!

33۔ صوبے میں نقد آور فصلوں، سبزیوں اور دوسری اجناس کی پیداوار میں اضافے کے ترقیاتی منصوبے شروع کئے جا رہے ہیں۔ پھلوں اور سبزیوں کی برآمدات میں اضافے کے لئے ایک ارب 62 کروڑ روپے سے زائد کی لاگت سے Supply Chain Improvement of

Selected Agricultural and Livestock Products کا منصوبہ شروع کیا جا چکا ہے جس کے لئے آئندہ سال 24 کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔ حکومت بجلی اور ڈیزل سے چلنے والے 20ہزار ٹیوب ویلوں کو بائیو گیس پر منتقل کرنے کے لئے ایک ارب 87 کروڑ روپے سے زائد کی لاگت سے منصوبہ شروع کر رہی ہے۔ توقع ہے حکومت کے اس اقدام سے ایندھن کی مد میں 4۔ارب روپے کی بچت ہو گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "کون بچائے گا پاکستان، عمران خان عمران خان اور عمران تیرے جانثار، بے شمار بے شمار" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

34۔ پنجاب کا نہری نظام ہماری زرعی معیشت کے لئے رگ جاں کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہماری حکومت نے آئندہ بجٹ میں آبپاشی کے موجودہ نظام کی بحالی، آبی وسائل کی ترقی اور نہروں کی دیکھ بھال کے لئے 50 ارب 80 کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے۔ اس میں ترقیاتی رقم کا حصہ 35۔ارب 57 کروڑ روپے ہے۔ یہ رقم گزشتہ برس اس مقصد کے لئے مختص کئے گئے فنڈز سے 59 فیصد زیادہ ہے۔ آبپاشی کے شعبے میں چند نمایاں منصوبے اور ان کے لئے مختص رقوم درج ذیل ہیں:

- ☆ خانکی بیراج کی تعمیر کے لئے 6۔ارب 72 کروڑ روپے
- ☆ سلیمانکی بیراج کی بحالی کے لئے ایک ارب 75 کروڑ روپے
- ☆ نہر لوئر باری دوآب کے لئے 5۔ارب 66 کروڑ روپے
- ☆ سدھنائی میلسی بہاول لنک کینال کی تعمیر نو اور میلسی سائیفن کے لئے 50 کروڑ روپے
- ☆ لوئر چناب کینال اور ذیلی نہروں کے لئے 2۔ارب 10 کروڑ روپے
- ☆ چھوٹے ڈیموں کی تعمیر کے لئے 2۔ارب روپے
- ☆ ڈی جی خان کے علاقے میں عوام کو رود کوہیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک ارب 16 کروڑ روپے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گرتی ہوئی دیواروں کو ایک دھکا اور دو، سپیکر کے ان پیاروں کو ایک دھکا اور دو، مودی کے ان یاروں کو ایک دھکا اور دو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

35۔ زراعت کی طرح لائیو سٹاک کا شعبہ بھی قومی معیشت کے لئے کم اہمیت کا حامل نہیں۔اس شعبے کے لئے آئندہ بجٹ میں مجموعی طور پر8-ارب 93کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ ہماری خواتین زرعی معیشت میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں چنانچہ دیہی علاقوں میں غربت کے خاتمے اور خواتین کو لائیو سٹاک کے شعبے میں روزگار کے مواقع مہیا کرنے کے لئے 20۔ارب 16کروڑ روپے کی مالیت سے مویشیوں کی فراہمی کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔آئندہ مالی سال کے دوران اس مقصد کے لئے20 کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔ میانوالی، بھکر، لیہ اور خوشاب میں لائیو سٹاک کی ترقی اور مویشی منڈیوں کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے4۔ارب 36کروڑ روپے کی لاگت سے ایک منصوبے کا آغاز کیا جا رہا ہے۔لائیو سٹاک کی ترقی اور فروغ کے لئے بہاولپور میں ویٹرنری یونیورسٹی قائم کی جا رہی ہے جس کے لئے ایک ہزار ایکڑ زمین مختص کر دی گئی ہے۔آئندہ سال اس منصوبے کے لئے ایک ارب 28 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"ظلم کے یہ ضابطے، ہم نہیں مانتے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

36۔ 2014-15 کے بجٹ میں مواصلات و تعمیرات کے شعبے کے لئے 39۔ارب 56کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔یہ رقم صوبے کے مختلف حصوں میں سڑکوں کی تعمیر، بحالی اور اپ گریڈیشن کے لئے استعمال کی جائے گی جس سے 276جاری منصوبوں اور 190 نئے منصوبوں پر عملدرآمد کیا جائے گا۔ان میں142 منصوبے جنوبی پنجاب کے اضلاع میں ہیں۔2014-15 کے دوران مواصلات کے شعبے میں تعمیر ہونے والے پلوں، سڑکوں اور دیگر انفراسٹرکچر کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ میرے لئے اس تقریر میں ان سب کا فرداً فرداً ذکر ممکن نہیں۔تاہم میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ ان منصوبوں کی تکمیل سے پنجاب کے مواصلاتی نظام میں واضح بہتری اور وسعت آئے گی جس کے نتیجے میں روزگار کے بے شمار مواقع پیدا ہوں گے جس سے زرعی اور صنعتی دونوں طرح کی معیشت کو تقویت ملے گی۔

حکومت نے پہلے سے تعمیر شدہ انفراسٹرکچر کی نگہداشت اور مرمت کے لئے بھی خاطر خواہ وسائل مختص کئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"بجٹ ٹھاہ، بجٹ ٹھاہ" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

37۔ وزیراعلیٰ پنجاب عوام کو سستی اور معیاری پبلک ٹرانسپورٹ فراہم کرنے میں خصوصی دلچسپی رکھتے ہیں۔ لاہور کی میٹرو بس نے ٹرانسپورٹ کلچر میں انقلاب پیدا کر دیا ہے آج روزانہ ایک لاکھ 70 ہزار مسافر میٹرو بس سے سفر کر رہے ہیں۔ اس منصوبے کے نقاد، اس کی کامیابی پر بجائے خود حیرت زدہ ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہم راولپنڈی سے اسلام آباد میٹرو بس کا دوسرا منصوبہ شروع کر چکے ہیں جس پر 41۔ ارب 40 کروڑ روپے لاگت آئے گی۔ یہ منصوبہ مالی سال 2014-15 کے دوران مکمل ہو جائے گا اور روزانہ ڈیڑھ لاکھ مسافر اس سے مستفید ہوں گے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ملتان کے لئے بھی میٹرو بس کا اعلان کیا جا چکا ہے اس پر تقریباً 30۔ ارب روپے لاگت آئے گی اور اب میٹرو بس کا اگلا پڑاؤ فیصل آباد ہو گا۔ صوبائی دارالحکومت کے لئے 27.1 کلو میٹر طویل میٹرو ٹرین (اورنج لائن) کا منصوبہ لایا جا رہا ہے جس سے روزانہ اڑھائی لاکھ لوگ سفر کریں گے۔ یہ منصوبہ برادر ملک چین کی سرمایہ کاری سے 27 ماہ کی ریکارڈ مدت میں مکمل ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"مودی کا جو یار ہے، غدار ہے غدار ہے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

38۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اپنے اور اپنے بچوں کے لئے چھت کا حصول ہر شہری کا خواب ہے۔ ہماری حکومت نجی شعبے کے تعاون سے سستے گھروں کی فراہمی کے لئے ایک جامع پروگرام کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ ہماری حکومت ان سستی ہاؤسنگ سکیموں میں نجی شعبہ کو خصوصی ترغیبات دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کم آمدنی والے طبقات کو گھروں کی فراہمی کے لئے دوسرے اقدامات پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔ ہماری حکومت آئندہ مالی سال کے دوران مزدوروں کے لئے 20 ہزار گھروں کا منصوبہ بنا رہی ہے۔ علاوہ ازیں تین آشیانہ

سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں جبکہ مالی سال 15-2014 کے دوران چار نئی سکیمیں شروع کی جائیں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"لوڈشیڈنگ کیمپ لگاؤ، مینار پاکستان پر کیمپ لگاؤ" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

39۔ ہم صوبے میں ماحولیاتی آلودگی کے مسئلے کی اہمیت سے بھی پوری طرح آگاہ ہیں۔آلودگی کو کم کرنے کے لئے آئندہ بجٹ میں کئی اہم منصوبے شامل کئے گئے ہیں۔ ہم آئندہ برس صوبے میں Environmental Profile Management System کو متعارف کرانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آئندہ سال ہماری حکومت پنجاب گرین فنڈ قائم کر رہی ہے جس کے ذریعے ماحول میں بہتری پیدا کرنے کے لئے شجر کاری اور باغبانی کو فروغ دیا جائے گا۔اس فنڈ کے لئے 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔آئندہ سال جنگلات، ماہی پروری اور وائلڈ لائف کے فروغ کے لئے 2۔ارب 56 کروڑ روپے کا ترقیاتی بجٹ رکھا گیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"انڈیا کا جو یار ہے، غدار ہے غدار ہے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

40۔ ہم بے روزگار نوجوانوں کو خود روزگاری کے مواقع فراہم کرنے کے لئے ہر ممکن مساعی کر رہے ہیں۔ 13-2012 میں شروع کی جانے والی خود روزگار سکیم کے تحت نوجوانوں میں اب تک 3۔ارب روپے کے بلاسود قرضے تقسیم کئے جا چکے ہیں۔آئندہ بجٹ میں اس مقصد کے لئے 2۔ارب روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"نصیبو لیگ، ہائے ہائے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

41۔ ہماری حکومت صوبے میں معاشی استحکام، روزگار اور برآمدات میں اضافے کے لئے صنعتی ترقی میں خاطر خواہ اضافے کو یقینی بنانے کا عزم کئے ہوئے ہے۔ جی ایس پی پلس کے حصول

کی بدولت اب ہم اپنی مصنوعات یورپی منڈیوں میں کوئی ڈیوٹی ادا کئے بغیر بھیج سکیں گے۔ اس سہولت سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہمارے صنعتی شعبے میں بین الاقوامی طلب کو پورا کرنے کی اہلیت ہونا ضروری ہے۔ ہم اس سلسلے میں ٹیکسٹائل اور اس سے تیار ہونے والی مصنوعات کی پیداوار کی طرف خصوصی توجہ دے رہے ہیں۔ شیخوپورہ میں موٹروے کے قریب قائداعظم گارمنٹس زون کے قیام کے لئے 3۔ارب روپے کی لاگت سے زمین کے حصول کا کام مکمل کیا جا چکا ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب کی انتھک محنت کے نتیجے میں چین کی ایک ممتاز کمپنی فیصل آباد انڈسٹریل اسٹیٹ میں 2۔ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کر رہی ہے جس کے نتیجے میں صوبے میں ملازمت کے 35 ہزار نئے مواقع پیدا ہوں گے۔ سرمایہ کاری کے فروغ اور بیرون ملک پاکستانیوں کی سہولت کے لئے پنجاب اوورسیز پاکستانیز کمیشن کا قیام عمل لایا گیا ہے جس کے ذریعے نہ صرف بیرون ملک پاکستانیوں کے مسائل کا حل ڈھونڈا جائے گا بلکہ انہیں پاکستان میں سرمایہ کاری کے بہتر مواقع بھی میسر آسکیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"جھوٹے، جھوٹے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

42۔ ہمارے محنت کش ہمارا سرمایہ ہیں۔ ان کی مشقت قوم کی دولت کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ ہماری حکومت محنت کشوں کو قدر کی نظر سے دیکھتی ہے اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے ہر وقت کوشاں رہتی ہے۔ حکومت پنجاب نے لاہور میں انٹرنیشنل لیبر کانفرنس کا انعقاد کر کے محنت کشوں کے مسائل اجاگر کئے اور ان کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا۔ حکومت پنجاب نے محنت کشوں کی کم سے کم اجرت 10 ہزار سے بڑھا کر 12 ہزار روپے ماہانہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پنجاب میں صوبائی لیبر پالیسی مرتب کر لی گئی ہے جو کہ جلد کابینہ کے سامنے پیش کر دی جائے گی۔ حکومت صوبے میں چائلڈ لیبر اور بانڈڈ لیبر کے سدباب کے لئے 5۔ارب روپے کی لاگت کا منصوبہ شروع کر رہی ہے جس کے لئے آئندہ مالی سال میں 32 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں حکومت نے ماہ رمضان کے دوران کم آمدنی والے افراد کو اشیائے ضروریہ کی مناسب نرخوں پر فراہمی کے لئے 5۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی سپیکر ڈائس کے سامنے کھڑے ہو کر
"پہلے وعدے نامکمل" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

43۔ عوام کو بہتر خدمات کی فراہمی اور اچھی حکمرانی کے لئے انفارمیشن ٹیکنالوجی کا استعمال حکومت پنجاب کی اوّلین ترجیحات میں شامل ہے۔ صوبے میں چند برس قبل لینڈ ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا کام شروع کیا گیا تھا۔ ہماری حکومت نے اس منصوبے پر بھرپور توجہ دی اور اب اس کے ثمرات عوام تک پہنچنا شروع ہو گئے ہیں۔ اس منصوبے سے نہ صرف عوام کے اپنی جائیداد پر مالکانہ حقوق شفاف اور یقینی ہوں گے بلکہ اراضی کا نظم و نسق بہتر بنانے میں بھی مدد ملے گی۔ 114 تحصیلوں میں سروس سنٹرز کا آغاز ہو چکا ہے جبکہ 28 اضلاع میں ڈیٹا انٹری کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ اس منصوبے کے لئے مالی سال 2014-15 میں 4۔ارب 14 کروڑ روپے تجویز کئے گئے ہیں۔ اس منصوبہ سے 13 ہزار نئی ملازمتیں پیدا ہوئی ہیں اور جس طرح میں نے پچھلے سال بھی اعلان کیا تھا انشاء اللہ یہ منصوبہ اس سال کے آخر تک پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی سپیکر ڈائس کے سامنے کھڑے
ہو کر "جھوٹے، جھوٹے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

44۔ اگر میں 2014-15 کے بجٹ کو ایک عوامی بجٹ قرار دوں تو یہ بے جا نہیں ہو گا۔ اس بجٹ کا محور انسانی وسائل کی ترقی، عام لوگوں کی آمدنیوں میں اضافہ اور ان کے لئے روزگار کے مختلف مواقع فراہم کرنا۔ قومی زندگی اور ترقی میں خواتین کی بھرپور شمولیت ہماری حکومت کا اہم مطمع نظر ہے۔ موجودہ حکومت نے خواتین کی ترقی اور بہبود کے لئے ایک علیحدہ محکمہ بنایا ہے۔ حکومت نے گزشتہ دو برسوں کے دوران خواتین کی ترقی کے لئے کئی اہم اقدامات کا اعلان کیا ہے۔ ہم نے خواتین کو پالیسی سازی کے عمل میں شریک کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ ہم نے معاشی اور سماجی میدانوں کی خواتین کے بھرپور کردار کو یقینی بنانے کی غرض سے مختلف اقدامات کے لئے آئندہ بجٹ میں ایک ارب 86 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔ گزشتہ

برس کے دوران کام کرنے والی خواتین کے بچوں کے لئے صوبے میں 65 ڈے کیئر سنٹرز قائم کئے گئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس پروگرام کو آئندہ برس بھی جاری رکھا جائے گا۔ حکومت پنجاب نجی شعبے میں خواتین کے ہاسٹل بنانے کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ ہم نے اپنے گھروں سے دور ملازمت اختیار کرنے والی خواتین کی سہولت کے لئے انہیں vouchers فراہم کرنے کی سکیم متعارف کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ خواتین مذکورہ vouchers پر ان ہاسٹلوں میں مفت رہائش کی سہولت حاصل کر سکیں گی۔ میں صوبے میں خواتین کے ہاسٹلوں کے قیام کی حوصلہ افزائی کے لئے درج ذیل تجاویز پیش کرتا ہوں:

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی سپیکر ڈائس کے سامنے کھڑے ہو کر "گو سی ایم گو" کی مسلسل نعرے بازی)

(i) خواتین کے ہاسٹلوں کی عمارات پر صوبائی محصولات رہائشی نرخوں پر وصول کئے جائیں گے اور ان سے کمرشلائزیشن فیس نہیں لی جائے گی۔

(ii) خواتین کے ہاسٹل بنانے کے لئے بلدیہ اور ترقیاتی اداروں کی فیسیں اور پراپرٹی ٹیکس بھی رہائشی نرخوں پر لئے جائیں گے۔

(iii) حکومت پنجاب وفاقی حکومت سے بھی سفارش کرے گی کہ وہ ان اداروں سے یوٹیلیٹی بل رہائشی نرخوں پر وصول کرے۔

(iv) نجی شعبے میں قائم کئے جانے والے خواتین کے ہاسٹلوں میں معیاری سہولیات کی فراہمی یقینی بنانے کے لئے نجی شعبے کے مشورے سے قواعد وضوابط رائج کئے جائیں گے۔

اس سے نہ صرف ملازمت پیشہ خواتین کو محفوظ رہائش میسر ہو گی بلکہ ان ہاسٹلوں کے قیام سے صوبے میں روزگار کے ایک نئے میدان کا اضافہ ہو گا جس میں خواتین کی زیادہ سے زیادہ شمولیت ممکن ہو سکے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

45۔ یہ امر خوش آئند ہے کہ صوبے میں اب تک 1,18,702 خواتین وزیر اعلیٰ کے خود روزگار سکیم کے ذریعے قرضوں کی سہولتیں حاصل کر چکی ہیں۔ توقع ہے کہ 15-2014 کے دوران اس سکیم سے فائدہ اٹھانے والوں میں 42 فیصد سے زائد خواتین ہوں گی۔ اسی طرح آئندہ چار

برسوں کے دوران Skill Development Scheme کے تحت پنجاب کی 8لاکھ خواتین کو ہنر آشنا بناکر خود روزگار کے مواقع فراہم کئے جا سکیں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی سپیکر ڈائس کے سامنے کھڑے ہوکر "نصیبو لیگ ہائے ہائے" کی مسلسل نعرے بازی)

جناب سپیکر!

46۔ ہماری حکومت نے بچوں کے تحفظ اور بہبود کے لئے بھی ایک مربوط حکمت عملی تیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔اس پالیسی کے تحت بچوں کے لئے دار الامان بنائے جائیں گے۔ نیز ہم صوبے میں کم عمر بچوں کی شادی پر قانون کے تحت پابندی عائد کرنے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں۔ بے گھر بچوں کی بحالی اور انہیں گردونواح کے منفی اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے خصوصی اقدامات کا پروگرام تیار کیا گیا ہے۔ان تمام اقدامات کے لئے حکومت نے آئندہ بجٹ میں 50کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی سپیکر ڈائس کے سامنے کھڑے ہوکر "مودی کا جو یار ہے غدار ہے غدار ہے" کی مسلسل نعرے بازی)

جناب سپیکر!

47۔ اقلیتوں کے حقوق کی نگہداشت اور ان کا تحفظ حکومت اور عوام کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم انہیں ایک آزاد اور خود مختار زندگی بسر کرنے کے قابل بنانے کے لئے مکمل تحفظ اور یکساں مواقع فراہم کریں۔ گزشتہ برس اقلیتی برادریوں کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے 20کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی۔آئندہ بجٹ میں اس مقصد کے لئے 50کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز پیش کی جارہی ہے۔اس رقم سے اقلیتی برادریوں سے تعلق رکھنے والے طلباء کو خصوصی وظائف بھی دیئے جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی سپیکر ڈائس کے سامنے کھڑے ہوکر "نصیبو لیگ ہائے ہائے" کی مسلسل نعرے بازی)

جناب سپیکر!

48۔ ہماری حکومت نے ییلو کیب سکیم کا اجراء کیا جسے عوام میں بے حد پذیرائی حاصل ہوئی اور ان قرضوں کی واپسی کی شرح 100 فیصد رہی۔ مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے بڑی خوشی محسوس

ہو رہی ہے کہ مالی سال 15-2014 کے دوران عوام کو 25۔ارب روپے کی مالیت کی 50ہزار مزید ییلو کیب فراہم کی جائیں گی جو نہ صرف سفری سہولیات میں اضافے کا باعث ہوں گی بلکہ ان کے ذریعے 50ہزار خاندانوں کو روزگار بھی ملے گا۔اس مرتبہ اس سکیم کے دائرہ کار کو صرف شہروں تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ ہمارے دیہات میں بسنے والے بہن بھائی بھی اس سکیم سے استفادہ کر سکیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

49۔ حقیقت یہ ہے کہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے تیار کئے گئے منصوبوں کی تکمیل مطلوبہ وسائل کی فراہمی سے مشروط ہے۔ ہماری حکومت خود کو عوام کی ایک ایک پائی کا امین سمجھتی ہے۔چنانچہ سرکاری سطح پر ہونے والے تمام اخراجات میں نہایت کفایت شعاری سے کام لیا جاتا ہے۔اس کے برعکس حکومت کی کوشش ہوتی ہے کہ عوامی فلاح و بہبود کے لئے اپنی گنجائش سے بڑھ کر وسائل فراہم کرے۔ ہم نے آئندہ بجٹ میں نئے ٹیکسوں کے ذریعے عوام پر بوجھ بڑھانے کی بجائے موجودہ ٹیکسوں کی وصولی کا نظام میں خامیوں اور ممکنہ خُورد بُرد کے سد باب کے لئے بعض ضروری اقدامات کے ساتھ ساتھ ٹیکس اصلاحات متعارف کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ان اصلاحات اور اقدامات کے نمایاں نکات درج ذیل ہیں:

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "جھوٹے، جھوٹے" کی نعرے بازی)

(i) ٹیکس کی وصولی کے نظام میں شفافیت اور بہتر نگرانی کے ذریعے ٹیکس کی چوری کا سد باب کیا جائے گا۔ان اقدامات سے کم از کم 15۔ارب روپے کے اضافی محاصل کی توقع ہے۔

(ii) ٹیکس payers کی حوصلہ افزائی کے لئے خصوصی انعامی سکیمیں شروع کی جائیں گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "کون بچائے گا پاکستان" "عمران خان، عمران خان" کی نعرے بازی)

(iii) پرائیویٹ اور کوآپریٹو ہاؤسنگ سکیموں میں واقع جائیداد کی خرید و فروخت پر رجسٹریشن فیس وصول نہ ہونے سے پہنچنے والے نقصان کو روکنے کے لئے تجویز ہے کہ رجسٹریشن فیس کی وصولی کے طریق کار میں تبدیلی لائی جائے اور رجسٹریشن فیس کو پانچ لاکھ سے کم مالیت کی جائیداد کی صورت میں 500روپے اور اس سے زیادہ مالیت کی جائیداد کی صورت میں

1000روپے کر دیا جائے۔ جب کہ اسٹامپ ڈیوٹی کی شرح کو2فیصد سے بڑھا کر3فیصد کر دیا جائے۔ اس سے حکومت کو ایک ارب روپے کی آمدنی ہو گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "مودی کا جو یار ہے، غدار ہے" کی نعرے بازی)

(iv) اسٹامپ ایکٹ کے شیڈول کے بعض حصوں پر 1995 سے اب تک نظر ثانی نہیں کی گئی۔ افراط زر اور طباعت کی لاگت میں اضافے کی پیش نظر ان میں معمولی اضافے کی تجویز ہے۔ اس سے حکومت کو تقریباً60کروڑ روپے کی آمدنی کی توقع ہے۔

(v) شہری املاک کی valuation tables میں 2001 کے بعد کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ حکومت نے ایک باقاعدہ سروے کے بعد valuation tables کا از سر نو تعین کیا ہے۔ اب ان املاک پر پراپرٹی ٹیکس کا نفاذ نظر ثانی شدہ valuation tables کے مطابق کیا جائے گا۔ تاہم عوام کو سہولت دینے کے لئے شہری املاک پر پراپرٹی ٹیکس کی شرح کو20اور 25فیصد سے کم کر کے5فیصد کر دیا گیا ہے۔ تاکہ پراپرٹی ٹیکس میں متوقع اضافہ اوسطاً50فیصد سے زائد نہ ہو۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "عمران تیرے جانثار" بے شمار، بے شمار" کی نعرہ بازی)

(vi) ہوٹلوں پر سیلز ٹیکس کے نفاذ کے بعد بیڈ ٹیکس عملاً دوہرے ٹیکس کے زمرے آتا تھا اس لئے اسے ختم کرنے اور اس کی بجائے تمام ہوٹلوں پر16فیصد صوبائی سیلز ٹیکس نافذ کرنے کی تجویز ہے۔

(vii) حکومت نے دُگنا اور اس سے بڑے گھروں پر رقبے اور تعمیر کے اعتبار سے ٹیکس لگانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس ضمن میں 15-2014 کے بجٹ میں دو کنال سے لے کر8کنال تک کے گھروں پر ڈیڑھ لاکھ روپے فی کنال سے اڑھائی لاکھ روپے فی کنال کی شرح سے ٹیکس لگانے کی تجویز ہے۔ اس طرح آٹھ کنال سے زیادہ رقبہ پر محیط محل نما گھروں پر2سے3لاکھ روپے فی کنال کی شرح سے ٹیکس عائد کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ حکومت نے یہ فیصلہ بھی کیا ہے کہ ان پُر تعیش اور وسیع و عریض گھروں کے مکینوں سے حاصل ہونے والے ٹیکس کی آمدن کو آشیانہ سکیموں میں بے گھر اور کم وسیلہ افراد کے لئے گھروں کی تعمیر پر صرف کیا جائے گا۔ مذکورہ ٹیکسوں کی تفصیلات فنانس بل میں پیش کر دی جائیں گی۔

(viii) اس طرح حکومت نے1600سی سی اور اس سے زائد درآمدی پر تعیش گاڑیوں پر لگژری ٹوکن ٹیکس لگانے کا فیصلہ کیا ہے۔

(ix) ایک ہزار سی سی سے بڑی گاڑیوں کے ٹوکن ٹیکس میں بتدریج اضافہ کیا جا رہا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گو سی ایم گو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

50۔ 2012میں خدمات پر سیلز ٹیکس کی وصولی کے لئے پنجاب ریونیو اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔اس سے پہلے12-2011میں وفاقی حکومت کی جانب سے صوبہ پنجاب کوخدمات پر سیلز ٹیکس کی مد میں22۔ارب روپے دیئے گئے تھے جبکہ ریونیو اتھارٹی اپنے قیام کے پہلے ہی سال اس میں37۔ارب روپے وصول کئے۔آئندہ برس دس نئی خدمات کو سیلز ٹیکس کے دائرہ کار میں لانے کی تجویز ہے۔

جناب سپیکر!

51۔ تجویز کردہ بجٹ کے مطابق حکومت پنجاب اگلے مالی سال کے دوران ٹیکس کی مد میں 164۔ارب7روپے کا ہدف تجویز کررہی ہے جو رواں سال کے نظر ثانی شدہ تخمینہ جات سے 30فیصد زیادہ ہے۔

جناب سپیکر!

52۔ میں معزز ایوان کے سامنے مالی سال15-2014کے ترقیاتی بجٹ کا حجم345۔ارب روپے رکھا گیا ہے جس کی ذیلی تفصیل یہ ہے:

سماجی شعبہ جات کے لئے	96۔ارب3کروڑ روپے
مواصلات وتعمیرات کے لئے	137۔ارب53کروڑ روپے
پیداواری شعبہ جات کے لئے	20۔ارب72کروڑ روپے
خدمات کے شعبہ کے لئے	9۔ارب49کروڑ روپے
متفرق شعبہ جات کے لئے	8۔ارب20کروڑ روپے
سپیشل پروگرام کے لئے	18-ارب ایک کروڑ روپے
دیگر ترقیاتی ترجیحات اور خصوصی پروگراموں کے لئے	55۔ارب روپے

مالی سال15-2014میں جاری اخراجات کا کل تخمینہ699۔ارب95کروڑ ہے۔

جناب سپیکر!

53۔ اب میں آئندہ مالی سال کے بجٹ کے محصولات کی تفصیل بیان کرنا چاہوں گا۔General Revenue Receiptsکا تخمینہ1,033۔ارب7کروڑ روپے، قابل تقسیم محاصل سے پنجاب کے حصے کا تخمینہ804۔ارب19کروڑ روپے، صوبائی محصولات بشمول ٹیکس و نان ٹیکس کا تخمینہ228۔ارب87کروڑ روپے لگایا گیا ہے۔

جناب سپیکر!

54۔ ہمیں سرکاری ملازمین کی مشکلات کا بخوبی ادراک ہے۔ میں اپنی حکومت کی جانب سے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں 10 فیصد اضافہ کا اعلان کرتا ہوں۔ دوران سروس وفات پانے والے سرکاری ملازمین کے پسماندگان کو ملنے والی مالی امداد میں 100 فیصد اضافہ کا اعلان کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

55۔ اپنی تقریر کے اختتام سے پہلے محکمہ خزانہ اور پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے افسران وماتحت عملہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس متوازن، متحرک اور ترقیاتی بجٹ کی تیاری میں شبانہ روز محنت کی۔

جناب سپیکر!

56۔ میں نے اس معزز ایوان کے سامنے مالی سال 15-2014 کے بجٹ کے بنیادی مقاصد، ترقیاتی لائحہ عمل اور وسائل کی تقسیم کی تفصیلات پیش کر دی ہیں۔آپ نے ان تفصیلات کی روشنی میں دیکھا ہو گا ہماری حکومت ان تمام چیلنجز سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ایک ہمہ جہتی حکمت عملی پر عمل پیرا ہے جو اس وقت ہمیں عوام کے معیار زندگی کو بہتر بنانے، انہیں جدید شہری سہولتیں مہیا کرنے اور عدل وانصاف فراہم کرنے کے حوالے سے درپیش ہیں۔

جناب سپیکر!

57۔ توانائی کے بحران کے خاتمہ سے لے کر معیشت کی بہتری تک ہماری تمام تر مساعی کا محور صوبے کے عوام اور صرف عوام ہیں۔ پنجاب حکومت نے اس اعتماد پر پورا اترنے کا فیصلہ کر رکھا ہے جس کا اظہار صوبے کے عوام نے گزشتہ انتخابات میں کیا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ ہمیں عوامی بہبود پر مبنی اپنے عظیم مقاصد کے حصول کے لئے آپ کی اور اس معزز ایوان کی راہنمائی اور تعاون حاصل رہے گا۔

دلیل صبح روشن ہے ستاروں کی تنک تابی
افق سے آفتاب ابھرا، گیا دور گراں خوابی
اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو!
پاکستان پائندہ باد

(اس مرحلہ پر وزیر اعلیٰ نے وزیر خزانہ کی سیٹ پر آکر
بجٹ تقریر مکمل کرنے پر انہیں مبارکباد دی اور پانی کا گلاس پلایا)

جناب سپیکر: اب وزیر خزانہ گوشوارہ برائے سال 15-2014 پیش کریں۔

سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال 15-2014 کا ایوان میں پیش کیا جانا

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پیش کر دیا گیا۔ اب وزیر خزانہ گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال 14-2013 پیش کریں۔

ضمنی بجٹ گوشوارہ بابت سال 14-2013 کا ایوان میں پیش کیا جانا

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں ضمنی بجٹ گوشوارہ بابت سال 14-2013 پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال 14-2013 پیش کر دیا گیا۔

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون مالیات پنجاب 2014

MR SPEAKER: Minister for Finance may introduce the Punjab Finance Bill 2014.

MINISTER FOR FINANCE/EXCISE AND TAXATION (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Sir, I introduce the Punjab Finance Bill 2014.

MR SPEAKER: The Punjab Finance Bill 2014 has been introduced. Minister for Finance may lay the notifications relating to the amendments in the Second Schedule under Section 5(3) of the Punjab Sales Tax on Services Act 2012 and the Rules made under section 76(2) of the Act ibid.

ترامیم اور قواعد کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR FINANCE/EXCISE AND TAXATION (Mian Mujtaba Shuja-Ur-Rahman): Sir, I lay the notification relating to the amendments in the Second Schedule of the Punjab Sales Tax on Services Act 2012 and the Rules made under section 76(2) of the Act *ibid.*

MR SPEAKER: The notification amendments in the Second Schedule of the Punjab Sales Tax on Services Act 2012 and the Rules made under section 76(2) of the Act ibid has been laid.

اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے، معزز ممبران کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ مورخہ 16۔جون 2014 سے سالانہ بجٹ پر بحث کا آغاز ہو گا-عام بحث کے لئے چار دن 16، 17، 18 اور 19۔جون 2014 مختص کئے گئے ہیں، آخر میں وزیر خزانہ بجٹ پر عام بحث کو wind up کریں گے۔ جو ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کا اندراج سیکرٹری اسمبلی کے پاس کرا دیں۔ اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 16۔جون 2014 سہ پہر 3.00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

45

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،16۔جون2014

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"سالانہ بجٹ برائے سال15-2014پر عام بحث"

47

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا نواں اجلاس

سوموار،16۔جون2014

(یوم الاثنین،17۔شعبان المعظم 1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں شام 4 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمO

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِO

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَآ
إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٣﴾
وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ
فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿٣٤﴾
وَمَا يُلَقَّاهَآ إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا ۚ وَمَا يُلَقَّاهَآ إِلَّا ذُو حَظٍّ
عَظِيمٍ ﴿٣٥﴾

سُوۡرَۃُ حٰمٓ السجدة آیات 33 تا 35

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں(33) اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی گویا وہ تمھارا گرم جوش دوست ہے(34) اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں(35)

وماعلینا الاالبلاغO

نعت رسولِ مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے
اس دین میں خود تفرقہ اب آ کے پڑا ہے
جو دین کہ ہمدرد بنی نوعِ بشر تھا
اب جنگ و جدل چاروں طرف اس میں بپا ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، منشی صاحب!

تعزیت

اقلیتی رکن بلوچستان کے قتل پر ایوان میں دو منٹ کی خاموشی اختیار کرنا

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! بلوچستان میں ہمارے ایک ممبر اسمبلی کو بزدلانہ اور ظالمانہ طور پر قتل کر دیا گیا ہے۔ ہم سب ان کے خاندان کے ساتھ ان کے دکھ میں شریک ہیں اور میری آپ سے درخواست ہے کہ اس ایوان میں دو منٹ کی خاموشی اختیار کی جائے۔

جناب سپیکر: ہمارے جو معزز ممبر نے بات بتائی ہے وہ آج کے اخبارات اور کل ٹی وی میں بھی دیکھا گیا ہے کہ ہمارے ساتھی کو قتل کیا گیا۔ ہمیں ان کے اور ان کے خاندان کے ساتھ پوری طرح سے ہمدردی ہے لہذا ایوان میں دو منٹ کی خاموشی اختیار کی جائے۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں دو منٹ کے لئے خاموشی اختیار کی گئی)

سرکاری کارروائی

بجٹ

سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث

جناب سپیکر: اب ہم سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر بحث شروع کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ بحث مورخہ 19۔جون 2014 تک جاری رہے گی اور میری کوشش ہو گی کہ ہر معزز ممبر کو بات کرنے کا موقع ملے تاہم ممبران سے گزارش ہے کہ کم سے کم وقت میں اپنی بات مکمل کر لیں۔ جو معزز ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور انہوں نے ابھی تک اپنے نام نہیں بھجوائے وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو بحث کے لئے مع تاریخ بھجوا سکتے ہیں۔ اب ہم بحث کا آغاز کرتے ہیں اور اب میں قائد حزب اختلاف کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بحث کا آغاز کریں۔

Interruption will not bear. No body should interfere.

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! بجٹ پیش ہوا، یہ پاس بھی ہو جائے گا لیکن ایک سوال اپنی جگہ رہے گا اور رہا ہے۔ آیا اس بجٹ کی preparation میں، اس بجٹ کی تیاری میں اور اس بجٹ کی ترجیحات میں منتخب عوامی نمائندے چاہے ان کا تعلق حکومتی بنچوں سے ہو یا اپوزیشن بنچوں سے، ان کا input کس حد تک اس میں شامل ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ جو پچھلے 65,67 سال سے بیوروکریسی اور نوکر شاہی بنا رہی ہے یہ کسی طور پر بھی حقیقی معنوں میں عوام کے جذبات واحساسات، ان کی مشکلات، ان کے دکھوں کا آئینہ دار نہیں ہو سکتا۔ بدقسمتی سے یہاں اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹیاں بھی بنی ہوئی ہیں لیکن ان کا کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ خدا کے لئے اب وقت آ گیا ہے کہ ہم سوچیں کہ ان سٹینڈنگ کمیٹیوں کا مصرف کیا ہے؟ یہ صوبہ پنجاب کا جو سب سے اہم آئینی ادارہ ہے یہ اس کی توہین ہے کہ آپ بجٹ بیوروکریٹس سے بنوائیں، یہاں بجٹ پیش ہو، دو سے تین اور پانچ منٹ ہر ممبر اسمبلی اپنے دل کی بھڑاس نکالے، اس کے بعد وہ بجٹ پاس ہو جائے اور ہم گھروں کو چلے جائیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ تجاویز ایم پی ایز اور سٹینڈنگ کمیٹیوں سے finalize ہو کر پھر technical sanction کے لئے بیوروکریٹس کے پاس جانی چاہئیں۔ ہمارے ہاں یہاں بتیس کے قریب سٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں جن میں ایجوکیشن، ہیلتھ، لوکل گورنمنٹ، انوائرنمنٹ، ایگریکلچر، اریگیشن بلکہ ہر ڈیپارٹمنٹ کی ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے۔ جب بجٹ اجلاس جون میں شروع ہوتا ہے تو اس سے چھ ماہ پہلے یعنی دسمبر میں یہ task ان سٹینڈنگ کمیٹیوں کے پاس ہونا چاہئے۔ جس طرح منتخب نمائندے عوام کے لئے سوچ سکتے ہیں، اپنی عوام کی مشکلات کا جو درد انہیں ہوگا، اپنے صوبے کی ترقی کا جو فہم ان کو ہوگا وہ بیوروکریٹس کو کبھی نہیں ہو سکتا۔ چاہئے تو یہ کہ یہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کے پاس جائے، ان کے پاس سارے وسائل بھی ہوں، سارے مسائل بھی ان کے سامنے ہوتے ہیں اور ground realities بھی ان کے سامنے ہوتی ہیں تو وہ final proposals کر کے ٹیکنیکل سٹاف، پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ اور فنانس ڈیپارٹمنٹ میں بھجوا دیں اور وہ اس کی نوک پلک ٹھیک کر کے واپس سٹینڈنگ کمیٹی میں لے کر آئیں اور وہاں ڈیپارٹمنٹ کا یہ بجٹ پاس ہونا چاہئے لیکن المیہ یہ ہے کہ ان منتخب ممبران اسمبلی کو ان کے اصل کام سے ہٹا کر اس بیوروکریسی نے انہیں گلی، نالی، سڑک اور transfer posting کے پیچھے بھاگنے پر لگا دیا ہے۔ اصل کام قانون سازی، بجٹ سازی، وسائل کا استعمال، مسائل کا ادراک ہے۔ آج ہم تباہ و برباد ہو گئے ہیں کس لئے، کبھی ہم نے سوچا ہے؟ یہ جو ہم کہہ رہے ہیں کہ 6 ہزار میگاواٹ کا شارٹ فال ہے، آج energy crisis نے ملک کو برباد کر کے رکھ دیا ہے، سوئی گیس کا کیا

حال ہے؟اس کی لوڈشیڈنگ ہورہی ہے اور ہزاروں کے حساب سے CNG stations لگ گئے، کوئی پوچھنے والا نہیں تھا، کوئی روکنے والا نہیں تھا اور کوئی ٹوکنے والا نہیں تھا۔ آج اگر 70 فیصد لوگوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے اور اگر آج لاء اینڈ آرڈر کی یہ situation ہے کہ day by day جو کچھ ہورہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ یہ معزز ایوان، ہم لوگ، آپ لوگ اور ٹریژری بنچوں کے منتخب لوگ اور اپوزیشن کے منتخب لوگوں کو اپنی ذمہ داریوں کا ادراک بھی نہیں ہے اور ہم ان ذمہ داریوں کو پوری کرنے کے لئے کوشش بھی نہیں کررہے۔ یہ لیڈرشپ کا کام ہے کہ وہ initiative لیں۔ یہ مکھی پر مکھی مارنے کی فرسودہ روایات کو توڑ دیں اور اس سے آزاد ہو جائیں۔ منتخب نمائندوں کو empower کریں اور اس ایوان کو empower کریں کہ وہ بجٹ بنائیں اور وہ اپنے وسائل اور مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے وہ میزانیہ ترتیب دیں تو وہ بجٹ عوامی خواہشات، جذبات اور احساسات کا آئینہ دار ہوگا۔ بیوروکریسی یہ کبھی بھی نہیں چاہے گی اور جس کام سے ہم چھٹکارا چاہتے ہیں وہ چھٹکارا نہیں ہورہا۔ میر تقی میر نے شاید اسی صورتحال کو دیکھتے ہوئے کہا تھا کہ:

میر کیا خوب سادہ ہے وہ تھے بیمار جس کے سبب
اُسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

یعنی جس بیوروکریسی اور نوکر شاہی کو ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ سارے مسائل کی جڑ ہیں، یہ اسی بیوروکریسی کے بل بوتے پر سب کچھ کرنے چلے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ہم اس پر۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! حزب اختلاف کے لیڈر نے شعر غلط پڑھا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں! بعد میں correction کر لیں گے۔ آپ مہربانی کرکے تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں correction کر دیتا ہوں۔

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

جناب سپیکر: حضرت! اب آپ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے ایک تمہیدی گفتگو کی ہے اور میں نے اپنے بھائیوں اور ارباب اختیار کو بھی احساس دلانے کی کوشش کی ہے کہ ان روایات کو بدلیں۔ ہم عوامی نمائندے سارا سال اس ایوان کے اندر آتے ہیں، ہم اپنے حقوق سے دستبردار نہ ہوں اور یہ ہمارا آئینی حق ہے کہ ہم بجٹ کے اندر اپنی input دیں اور وہ بجٹ ہمارے ذریعے سے بننا چاہئے، ہمارے ذریعے سے پاس ہونا چاہئے اور ہمارے ذریعے سے utilize ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بجٹ کے اندر جو بنیادی ذمہ داری کسی بھی حکومت کی ہو سکتی ہے وہ جان ومال کا تحفظ ہے اور صحت، تعلیم، خوراک اور رہائش وہ بنیادی چیزیں ہیں جو ایک شہری حکومت سے توقع کرتا ہے جو اس کا آئینی حق بھی ہے کہ حکومت یہ چیزیں اسے فراہم کرنے کے لئے بجٹ سازی کرے۔ یہاں پنجاب کے بجٹ میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ پچھلے سال پنجاب کی شرح نمو 4.8 فیصد ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھول کر غلط فہمی سے 4.8 فیصد لکھ دیا گیا ہے۔ یہاں کوئی statistic نہیں ہے اور کوئی ادارہ نہیں ہے جس نے پنجاب کے بارے میں یہ کہا ہو کہ شرح نمو 4.8 فیصد ہے۔ ہر چیز تو deterrence کی طرف ہے، مہنگائی، بے روزگاری، بدامنی، دہشت گردی یہ ساری چیزیں، آپ کے ہاں شرح نمو 4.8 فیصد ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھی 07-2006 کے economic survey of Pakistan کے مطابق پنجاب کی شرح نمو 7.5 فیصد تھی اور اگر پچھلے سات اور آٹھ سال کے بعد یہ growth rate ہے اور ہم نے کہا ہے کہ آئندہ وہ 5.5 فیصد ہو گی تو ہم نے یہ کوئی تیر نہیں مارا بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ شرح نمو actual نہیں ہے جس کا کہا گیا ہے۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ یہ صوبہ اس وقت 451۔ارب روپے کا مقروض ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت کو جب یہ حکومت ملی تو اس وقت 100۔ارب روپے surplus تھے۔ پچھلے سات سالوں میں یہ 451۔ارب روپے کے مقروض ہو رہے ہیں۔ اس بجٹ کے اندر 37۔ارب روپے کا مزید قرضہ اس سال foreign assistance کے نام پر شامل کیا گیا ہے۔ میں یہ

سمجھتا ہوں کہ اربوں روپے لے کر یا کھربوں روپے کا مقروض کر کے، پنجاب کے اندر پیدا ہونے والا ہر بچہ آج مقروض ہے۔ اس مقروض صوبے کی حالت کو سامنے رکھتے ہوئے بجٹ کے اندر جو ترجیحات ہونی چاہئیں تھیں ان ترجیحات کو نہیں اپنایا گیا اور پچھلے سال 290- ارب روپے development کے لئے رکھا گیا تھا، حکومتی اعداد و شمار اور ہیں لیکن 9- جون کو ایک انتہائی authentic اخبار "Dawn" لکھتا ہے کہ اس میں سے صرف 110- ارب روپیہ utilize ہوا۔ یعنی جو development کے لئے پیسے رکھے گئے تھے اس میں سے 38 فیصد استعمال ہوئے اور باقی lapse ہو گئے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ جب 38 فیصد کی figure آج سے مہینہ ڈیڑھ مہینہ پہلے سامنے آئی ہو، مجھے کئی ڈیپارٹمنٹس کے اندر کچھ لوگوں نے کہا دھڑا دھڑ funds release ہو رہے ہیں، وہ پائپ لائن میں ہیں، اس ratio کو زیادہ show کرنے کے لئے کہ 60 فیصد بجٹ utilize ہو گیا ہے جبکہ (actual thirty eight percent) budget utilize ہوا ہے، یہ ہماری capacity کے اوپر ایک بہت بڑا question mark ہے کہ پنجاب کی یہ حکمران جماعت جو یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ہم بڑے experienced hand ہیں، ہمیں بڑا تجربہ ہے، ہمارے پاس بڑی ٹیمیں ہیں، ہمارے پاس بڑا vision ہے، ہمارے پاس بڑا network ہے، اس کی طرف سے 38 فیصد بجٹ کو utilize کرنا اور باقی بجٹ کو استعمال نہ کرنا یہ ایک انتہائی شرم کی بات ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ "انصاف" پوری بجٹ تقریر کے اندر موجود نہیں۔ پچھلی بجٹ تقریر کے اندر سادگی austerity کفایت شعاری پر ایک پورا chapter تھا۔ میں نے جب پچھلی بجٹ تقریر اور موجودہ بجٹ تقریر دیکھی تو میں بڑا محظوظ ہوا کہ بڑی خوبصورتی سے اس کو اڑا دیا گیا ہے، بڑی خوبصورتی سے اس کو ختم کر دیا گیا ہے۔ کسی جگہ سادگی، کفایت شعاری کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ لفظ "انصاف" پوری بجٹ تقریر میں نہیں ہے، یہ تحریک انصاف سے اتنے allergic ہو گئے ہیں کہ اگر ایک پارٹی نے اپنا نام انصاف رکھ لیا ہے تو آپ نے لفظ "انصاف" کو ہی ترک کر دیا ہے، اس کا استعمال ہی آپ نے چھوڑ دیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ سادگی، کفایت شعاری اور انصاف کے الفاظ پچھلی بجٹ تقریر میں بار بار repeat ہوتے رہے اس دفعہ اگر تو یہ سہواً ہو گیا ہے تو وہ تو درست ہو سکتا ہے اگر deliberately ہو گیا ہے تو پھر مجھے وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کے عزائم ٹھیک نہیں لگتے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے 14-2013 کے بجٹ میں 19 کروڑ 99 لاکھ 40 ہزار روپے رکھے گئے تھے لیکن جو خرچ ہوئے وہ 39 کروڑ 52 لاکھ روپے تھے، اس میں اضافہ کتنا ہے؟ 100 فیصد اضافہ ہے اور اس بجٹ تقریر میں ان کا دعویٰ یہ تھا کہ 30 فیصد وزیر اعلیٰ اپنے اخراجات

میں سے cutلگائیں گے یعنی30 فیصد اخراجات کم کریں گے اور ایک سال کے بعد جو حقیقت ہمارے سامنے آئی ہے اس کے مطابق اس میں100 فیصد اضافہ ہو گیا ہے۔ایک مقروض صوبہ جو450۔ارب روپے کا مقروض ہے اس کا خادم اعلیٰ ہمیں11 لاکھ 11 ہزار روپے روزانہ میں پڑ رہا ہے یعنی11 لاکھ روپے روزانہ وزیر اعلیٰ کے سیکر ٹریٹ کا خرچہ ہے، یہ مقروض صوبے کا حال ہے۔ہم جس نبی کے اُمتی ہیں وہ اپنی مثال آپ ہمارے سامنے تھے، آقائے نامدار کی زندگی کو دیکھ لیجئے، خلفائے راشدین کی زندگی کو دیکھ لیجئے، حضرت عمر بن عبدالعزیز کی زندگی کو دیکھ لیجئے۔میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ 11 لاکھ 11 ہزار روپے روزانہ کہاں پر خرچ ہوتے ہیں؟ خادم اعلیٰ اس مقروض صوبے کے اوپر ترس کیوں نہیں کھاتے، رحم کیوں نہیں کھاتے، کیا آپ کا ایک لاکھ یا50 ہزار روپے روزانہ میں گزارہ نہیں ہوتا؟ ترقی یافتہ ممالک کے اندر آپ جا کر دیکھ لیجئے، آپ وائٹ ہاؤس کو دیکھ لیں یا آپ باقی ترقی یافتہ ممالک کے وزرائے اعظم اور وزراء کے خرچوں کو جا کر دیکھ لیں۔یہ تو اس ٹھاٹھ باٹھ سے خرچ کر رہے ہیں جیسے مال مفت دل بے رحم یعنی 11 لاکھ 11 ہزار روپے روزانہ آپ خرچ کر رہے ہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے خادم اعلیٰ کو کسی طرح سے زیب نہیں دیتا کہ وہ جو بات کہیں اس کے الٹ یعنی30 فیصد کٹوتی کی بجائے 100 فیصد اضافہ اپنے سیکر ٹریٹ کے اوپر لگائیں۔ایک اور دلچسپ بات جو اس میں لکھی ہوئی ہے یعنی Entertainment and Gifts جس کے لئے ایک کروڑ20 لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے لیکن خرچ ہوئے 3 کروڑ82 لاکھ روپے۔اب مجھے سمجھ نہیں آئی اس کی تفصیل میں ڈھونڈتا رہا ہوں، اخبارات میں ایک دن خبر پڑھی تھی کہ سرگودھا سے30 لاکھ روپے کا کوئی گھوڑا لے کر ترکی بھیجا گیا ہے حالانکہ ترکی نسل کے گھوڑے تو پوری دنیا میں ضرب المثل ہیں، سرگودھا کے گھوڑے کی ترکی میں کیوں کمی محسوس کی جا رہی تھی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے سرکاری کھاتے سے سرگودھا سے تیس لاکھ روپے کا گھوڑا لے کر ترکی بھجوا دیا اور ترکی کے گھوڑے جو پوری دنیا میں اپنا ثانی نہیں رکھتے، انہیں اس بات کا خیال نہیں آیا کہ وہ لاکھ 2 لاکھ 4 لاکھ روپے کا کوئی اور تحفہ بھی دے سکتے تھے اور یہ کیا ہی بہتر ہوتا کہ وہ اسے اپنی گرہ سے دے دیتے کیونکہ میاں محمد شہباز شریف اور ان کے خاندان کی بھی اتنی حیثیت تو ہے، وزیر اعلیٰ اپنی جیب سے ایک ارب روپے کا تحفہ بھی دے دیتے تو کوئی بات نہیں تھی لیکن یہ جو گفٹ کی مد میں پونے چار کروڑ روپے کے اخراجات ہوئے ہیں اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔اس وقت صوبے کے جو مالی حالات ہیں وہ اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ اتنی خطیر رقم ہم تحفے تحائف اور اس قسم کے دوسرے اللوں تللوں پر خرچ کریں۔یہ کسی مقروض صوبے کا وزیر اعلیٰ ایسا نہیں کر سکتا، اس کا یہ طرز

عمل کسی طور پر بھی سمجھ میں نہیں آتا۔اس طرح ایک اور بات بھی عرض کروں گا کہ پچھلی دفعہ بھی میں نے وزیراعلیٰ کو کہا تھا کہ آپ اپنا کوئی ایک مرکزی دفتر declare کریں اور کسی ایک جگہ دوسرا کیمپ آفس قائم ہو سکتا ہے۔ جہاں پر کسی بھی وزیراعلیٰ کے چار دفاتر چل رہے ہوں گے اور according to rules ان چار پانچ دفاتر کے اخراجات پنجاب کے ان غریب لوگوں کو برداشت کرنے پڑ رہے ہوں گے وہ کسی طور پر بھی اسلامی روایات کے مطابق نہیں ہے،اس غریب اور مقروض صوبے کے وزیراعلیٰ کو کسی طور پر بھی یہ زیب نہیں دیتا۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ذرا بجٹ کی طرف آئیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ بات بجٹ کے اندر موجود ہے کہ کیمپ دفاتر میں اور دوسری چیزوں میں 100 فیصد اضافہ ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، اس کی وضاحت تو وہ اپنی تقریر میں کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ سب سے اہم بات ہے کہ ہمارے حکمران جو کہتے ہیں اس پر عمل کیوں نہیں کرتے،ان کے قول و فعل میں تضاد کیوں ہے؟ وہ بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں لیکن اس پر عمل کیوں نہیں کرتے،اس غریب صوبے کے عوام کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے؟ 30 فیصد کٹوتی کرنے کی بجائے 100 فیصد اضافہ کر دیا گیا ہے یہ کس طرح سے ہو گیا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ آپ مری میں بھی کیمپ آفس بنائیں، جاتی اُمرا میں بھی کیمپ آفس ہو، ایچ بلاک میں بھی کیمپ آفس ہو، 8 کلب روڈ پر بھی آفس ہو، 90 شاہراہ فاطمہ جناح پر بھی ہو، خدا کے لئے اس مقروض صوبے پر ترس کھائیں کوئی دو دفاتر اپنے declare کر دیں۔ کم از کم اس سے کروڑوں روپے کے اخراجات جو ان سیکرٹریٹ پر خرچ آتے ہیں اس پر بچت ہو سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ مالیاتی discipline، سادگی، کفایت شعاری جیسی چیزیں تو بجٹ تقریر سے نکال دی گئی ہیں۔ بجٹ کے ساتھ جو وائٹ پیپر تھا میں اس کو دیکھ رہا تھا تو مجھے اس بات پر حیرت ہوئی کہ یہ چار منظور نظر کون سے ایسے ہیں جنہیں 55 لاکھ 45 ہزار کی گرانٹیں دے دی گئی ہیں اور personal حیثیت میں دے دی گئی ہیں۔ اس کی تفصیل میں آپ کو دے دیتا ہوں۔ صفحہ نمبر 128 پر 45 لاکھ روپے شہباز ولد اسحاق، صفحہ نمبر 137 پر 50 لاکھ روپے افتخار خان ولد مختار خان اور اسی طرح صفحہ نمبر 134 پر 55 لاکھ روپے ثاقب علی کو دے دیئے گئے ہیں۔ روشن ہسپتال گجرات میں پنجاب میں بسنے والی ہماری غریب بہن اور بیٹی جس کے ہاں دو نومولود بچیاں پیدا ہوتی ہیں جس کی

deliveryکے اخراجات اس کے پاس نہیں ہوتے وہ 32ہزار روپے میں اپنی دونوں بیٹیوں کو بیچ ڈالتی ہے، یہ ہمارے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ہم یہ لاکھوں کروڑوں روپیہ اپنے منظور نظر لوگوں میں بانٹ رہے ہیں اور ہمیں یہ خیال نہیں آتا کہ پنجاب کے ہسپتالوں کے اندر پنجاب کے دیہاتوں کے اندر پنجاب کے چوکوں اور چوراہوں میں، دور دراز علاقوں میں لوگ کس طرح سے زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ discrimination ختم ہونی چاہئے، یہ کسی طور پر بھی میں سمجھتا ہوں کہ وزیراعلیٰ کو زیب نہیں دیتا کہ چند مخصوص لوگوں کو یہ پچاس پچاس لاکھ، چالیس چالیس لاکھ، پچپن پچپن لاکھ روپے کے فنڈز یہاں پر دیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ وزیراعلیٰ کو ایک روشن مثال ہونا چاہئے۔ اگر اب بھی نہیں ہوں گے تو تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی، چونکہ یہ کوئی پہلی یا دوسری دفعہ نہیں ہے بلکہ یہ چھٹی دفعہ ہے اب حکمرانوں کو بدل کر دکھانا ہوگا، یہ 85 سے شروع ہوئے پھر 88 میں، 90 میں، 97 میں، 2008 میں اور آج پھر حکمرانی ان کے حصے میں آئی ہے لیکن پنجاب کے اندر کیا تبدیلی آئی ہے، لوگوں کی زندگیوں میں کیا تبدیلی آئی ہے، کیا لوگوں کی غربت ختم ہو گئی ہے، کیا لوگوں کے مسائل حل ہو گئے ہیں، کیا لوگوں کو روزگار مل گیا ہے اور کیا لوگوں کے جان و مال محفوظ ہو گئے ہیں کچھ بھی نہیں ہوا؟

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی حکومت کی سب سے اوّلین ذمہ داری لوگوں کے جان و مال کا تحفظ ہے۔ بدقسمتی سے اس دن وزیر خزانہ یہاں پر بڑے خوشگوار موڈ میں یہ اعلان کر رہے تھے اور سب لوگوں کی طرف سے بڑی تالیاں بجائی گئیں کہ ہم نے پولیس کے بجٹ میں 16 فیصد اضافہ کر دیا ہے۔ پہلے 70۔ارب 51 کروڑ روپے تھے اب یہ 81۔ارب 68 کروڑ روپے ہو گئے ہیں یعنی 16 فیصد اضافہ ہو گیا ہے۔ میں حکومتی بنچوں کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ یہ جس تیزی کے ساتھ پولیس کے بجٹ میں اضافہ کر رہے ہیں تو جرائم بھی اسی تیزی کے ساتھ بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ پچھلے تئیس سالوں میں جرائم میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے لیکن آپ ہر سال پولیس کا بجٹ پانچ 10۔ارب روپیہ مزید بڑھا دیتے ہیں۔ کبھی آپ نے سوچا ہے کہ اتنی خطیر رقم ان اداروں کو دینے کے بعد پنجاب کے اندر امن عامہ کی جو ایک مثالی صورتحال ہونی چاہئے تھی وہ نہیں ہے اور یہاں کیا حال ہے؟ پولیس کی اپنی ویب سائٹ کے مطابق مارچ 2013 تک پنجاب میں 87484 رجسٹرڈ کیسز آئے، مارچ 2014 میں 95435 رجسٹرڈ کیسز آئے ان میں 7951 کیسز کا اضافہ ہوا۔ 2014 میں 23440 کیسز میں ملزمان کو سزائیں ہوئیں۔

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر: جی، Please carry on

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ پولیس کی اپنی official website میں جرائم میں یہ اضافہ show کیا گیا ہے۔ اس میں سب سے تشویشناک بات یہ ہے کہ 21297 لوگ quit ہو گئے یعنی ناقص تفتیش اور ناقص prosecution کی وجہ سے انہیں سزائیں نہیں ہو سکیں۔ جنسی تشدد کے واقعات روزانہ کا معمول ہیں ان سے روزانہ اخبارات بھرے ہوتے ہیں لیکن ان کی روک تھام کے لئے پولیس سنجیدہ نظر آتی ہے اور نہ ہی دیگر ادارے سنجیدگی کے ساتھ کوئی کوشش کر رہے ہیں۔ جنسی تشدد کے واقعات میں ہر سال 22 فیصد اضافہ ہو رہا ہے، پچھلے سال فیصل آباد اس معاملے میں سر فہرست رہا جہاں زیادتی اور جبری آبروریزی کے 1038 کیسز درج ہوئے اور پورے پنجاب میں اس کا پہلا نمبر رہا۔

جناب سپیکر! میں اس شہر لاہور کے انتہائی خوفناک حالات کے بارے میں تھوڑا سا data اس ایوان کی نذر کرنا چاہتا ہوں کہ شہر لاہور میں جرائم کے اندر پچھلے ایک سال میں 85 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ (شور وغل)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ایوان in order کرائیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ڈکیتی کی وارداتوں میں 39.4 فیصد اضافہ ہوا ہے، خونی ڈکیتی میں 140 فیصد اضافہ ہوا ہے اور پولیس مقابلوں میں 416 فیصد اضافہ ہوا ہے---

MR SPEAKER: Order please. Order please.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! لاہور شہر کے 84 تھانوں میں سے 57 تھانے ایسے ہیں جن میں سزا یافتہ پولیس افسران بطور ایس ایچ او تعینات ہیں۔ یہ انتہائی خوفناک پہلو ہے کہ یہ صوبائی دارالحکومت ہے اور حکومت کو یہاں پر 84 دیانتدار، نیک اور باصلاحیت پولیس افسران میسر نہیں ہیں۔ میرے پاس ان تھانوں اور ان افراد کی پوری فہرست پڑی ہے کہ وہ 57 افراد جو کسی نہ کسی الزام کی وجہ سے معطل ہوئے، نوکری سے برخاست ہوئے، قبضہ گروپوں کی سرپرستی کرتے ہوئے پائے گئے، رنگے ہاتھوں رشوت لیتے ہوئے پائے گئے وہ معطل ہوتے ہیں پھر بحال ہو کر دوبارہ ان تھانوں کے اندر تعینات ہو جاتے ہیں۔ اگر 84 میں سے 57 تھانوں کے اندر سزا یافتہ افراد تعینات ہیں تو لاہور کے اندر جو اودھم مچا ہوا ہے، جو ڈکیتیاں، جو چوریاں، جو پرس snatching، موبائل snatching اور اغواء

برائے تاوان کی جو وارداتیں ہو رہی ہیں وہ سمجھ میں آتی ہیں کہ جن لوگوں نے ان کو کنٹرول کرنا ہے ان کا دھیان مال بنانے کی طرف لگا ہوا ہے، ان کا دھیان قبضہ کرنے پر لگا ہوا ہے، اگر ان کا دھیان رشوت اکٹھی کرنے پر لگا رہا تو پھر جرائم کنٹرول نہیں ہوں گے۔ میں آپ کو سچ بتا رہا ہوں کہ آج 50 فیصد جرائم کی ایف آئی آر ز رجسٹرڈ نہیں ہو رہیں لوگ تھک ہار کر گھر بیٹھ جاتے ہیں وہ ایف آئی آر کے لئے جاتے ہیں لیکن دوسرے تیسرے چکر کے بعد ایم این اے یا ایم پی اے کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں یا مسلم لیگ (ن) کے کسی لیڈر کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں یا کسی پولیس افسر کی کوئی سفارش ڈھونڈتے ہیں اور اس کے بعد وہ بھی قسمت یاوری کرے تو ان کی ایف آئی آر درج ہوتی ہے ورنہ ایف آئی آر درج نہیں ہوتی۔ عام شریف آدمی جس کے ساتھ اس طرح کا کوئی بھی حادثہ ہو جاتا ہے وہ صبر شکر کر کے گھر بیٹھ جاتا ہے کہ میرا جو نقصان ہو گیا ہے وہ تو ہو گیا لیکن آئندہ جس اذیت اور جس کیفیت سے مجھے گزرنا ہے، میرا جو وقت برباد ہونا ہے اور پولیس والوں نے مجھے کہنا ہے کہ ملزم کو پکڑنا ہے گاڑی لے کر آؤ۔ میرا جتنا نقصان ہوا ہے مجھے اتنے پیسے پولیس والوں کو دینا پڑیں گے اور پھر بھی بے یقینی کی کیفیت ہو گی کہ مجھے میرا حق ملتا ہے یا نہیں؟ اگر ایف آئی آر درج ہو جائے تو اس کی انوسٹی گیشن نہیں ہوتی، اگر کسی طرح سے انوسٹی گیشن ٹھیک ہو جائے تو prosecution، عدالتی نظام اور ہمارا Criminal Justice System ایسا ہے کہ جس میں ایک عام آدمی دوسری اور تیسری نسل تک دھکے کھاتا رہتا ہے لیکن اس کو relief یا انصاف نہیں ملتا۔ کیا امر واقع یہی نہیں ہے، کیا ہم اپنے دل کے اوپر ہاتھ رکھ کر یہ نہیں کہتے کہ واقعی اسی طرح سے ہے؟ لوگ بیس بیس، تیس تیس سالوں سے ان عدالتوں کے اندر دھکے کھا رہے ہیں۔ مجسٹریٹس، سول عدالتوں، سیشن عدالتوں، ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ کے اندر لوگ دھکے کھاتے پھر رہے ہیں۔ حکومت کہاں سو رہی ہے؟ جب تک عام آدمی کو انصاف کی فراہمی کے لئے کوئی انقلابی اور visionary قدم نہیں اُٹھایا جاتا اس وقت تک یہ حالات جوں کے توں رہیں گے۔

جناب سپیکر! حالات کی بہتری کے لئے یہاں پر ایلیٹ فورس بنائی گئی۔ اس ایلیٹ فورس کے دو سو جوان آج اسلام آباد کی disposal پر ہیں۔ اسلام آباد وفاقی دارالحکومت ہے لیکن صوبہ پنجاب کے جب اپنے حالات اتنے بُرے ہیں تو یہ دو سو ایلیٹ کے سپاہی وہاں دینے کی کوئی منطق مجھے سمجھ نہیں آئی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ police rule 21-A کے تحت ایلیٹ فورس کی نفری محکمہ کی مجموعی تعداد کی دس فیصد ہونی چاہئے لیکن یہاں صرف ساڑھے سات ہزار ایلیٹ فورس کے جوان ہیں جبکہ رولز کے مطابق نفری اور ایلیٹ فورس کی تعداد سترہ ہزار ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ تین روز قبل پنجاب کے چیف جسٹس صاحب نے ایک تقریب کے اندر کھڑے ہو کر on record یہ بات کہی کہ نوے فیصد قتل کے مقدمات میں ناقص investigation and prosecution کی وجہ سے لوگوں کو سزا نہیں ہوتی اور وہ بچ جاتے ہیں۔ کسی صوبہ کی عدلیہ کے سربراہ کی طرف سے اس طرح کے remarks اس پورے سسٹم کے اُوپر ایک بڑا سوالیہ نشان ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر پولیس کو اس کے اصل کام سے ہٹایا جائے گا تو پھر یہی کچھ ہو گا، اگر سیاسی مخالفین کے جلسے جلوسوں کو روکنے کے لئے پولیس ہر وقت کمر بستہ رہے گی تو پھر یہی کچھ ہو گا اور اگر تقرر اور تبادلے merit کی بنیاد پر نہیں ہوں گے تو پھر یہی کچھ ہو گا۔ میں اکثر اخبارات کے اندر پڑھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ڈی پی او اور سی سی پی او کی تقرری کے لئے فلاں فلاں افسران کا انٹرویو لیا۔ میں سوچتا ہوں کہ یہ تو وزیر اعلیٰ پنجاب کا کام نہیں ہے۔ یہ کام تو آئی جی پولیس پنجاب کا ہے۔ خان بیگ صاحب فارغ ہو گئے ہیں۔ پچھلے ایک سال میں مجھے ان کے دفتر جانے کا دو مرتبہ اتفاق ہوا۔ میں ان کے پاس کچھ عوامی مسائل کے حوالے سے گیا تھا۔ میں اس وقت بھی گہری سوچ میں پڑ گیا تھا کہ جس پولیس کا سربراہ اتنا بے بس دکھائی دے کہ وہ آزادانہ طور پر ایک انوسٹی گیشن نہ بدل سکے تو وہ امن وامان کو کیسے کنٹرول کر سکے گا؟ میں بطور قائد حزب اختلاف دو مرتبہ کسی مسئلہ کے حوالے سے ان کے پاس گیا اور وہ مجھے بے بس دکھائی دیئے تو میں ان کی بے بسی دیکھ کر خاموش ہو گیا۔ اب انہیں ایک سال کے بعد تبدیل کر دیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ نئے آئی جی پولیس کو آپ تمام اختیارات دے دیجئے۔ وزیر اعلیٰ ڈی پی او یا سی سی پی او صاحبان کے انٹرویو نہ کریں بلکہ آئی جی پنجاب پولیس خود ان کے انٹرویو، تقرری اور تبادلے کرے۔ یہ کام وزیر اعلیٰ کی شایان شان نہیں ہے۔ آپ آئی جی پنجاب پولیس کو empower کریں اور اس سے کہیں کہ مجھے صوبے میں امن چاہئے۔ آئی جی سے کہیں کہ ڈکیتی، قتل، چوری اور ریپ کی وارداتیں ختم ہونی چاہئیں۔ آئی جی پولیس جس کو چاہیں پورے پنجاب میں تعینات کر لیں حکومت کی طرف سے کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں ہو گی تو پھر حالات بہتر ہو سکتے ہیں۔ اگر تقرری اور تبادلوں کا سلسلہ اسی طرح جاری رہنا ہے تو پھر مجھے حالات کی بہتری کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔

جناب سپیکر! امن وامان کے بعد سب سے اہم شعبہ تعلیم کا ہے جو کسی بھی قوم کی تعمیر و ترقی کے لئے کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 25(A) کے تحت ریاست پانچ سے سولہ سال تک کی عمر کے تمام بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرے گی۔ سب دوست جانتے ہیں کہ ہمارے

صوبہ میں تعلیم کی صورتحال کیا ہے۔ ہماری اس حکومت نے تعلیم جیسے انتہائی اہم شعبہ کو پرائیویٹ سیکٹر کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا ہے۔ یہاں چار قسم کے نظام ہائے تعلیم چل رہے ہیں۔ ایک طرف گرائمر سکولز ہیں، دوسری طرف ایچی سن، Choueifat اور امریکن سکولز ہیں، تیسری طرف عام سرکاری سکول جسے ٹاٹ سکول کہتے ہیں اور چوتھی طرف دینی مدارس ہیں۔ یہ چاروں جس طریقے سے تعلیم دے رہے ہیں اس سے قوم پیدا نہیں ہو رہی بلکہ مختلف طبقات پیدا ہو رہے ہیں۔ ہماری حکومت کو کب ہوش آئے گا کہ وہ یہاں پر یکساں نظام تعلیم لے کر آئے؟ یہاں پر کہا جاتا ہے کہ پچھلے سال شعبہ تعلیم کے لئے اتنا بجٹ تھا اور اس مرتبہ ہم نے اتنا اضافی بجٹ مختص کیا ہے جبکہ اس مسئلہ کی depth and gravity کا کسی کو اندازہ نہیں ہے۔ یہاں پر پرائیویٹ تعلیمی اداروں نے جو لوٹ مچا رکھی ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ آٹھ آٹھ، دس دس، بیس بیس ہزار روپے فیس وصول کی جاتی ہے۔ مائیں اپنے زیورات بیچ کر، کمیٹیاں ڈال کر اور جو سرکاری ملازم ہیں وہ کرپشن کر کے فیس ادا کر رہے ہیں کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ ان کا بچہ کسی اچھے سکول میں تعلیم حاصل کرے۔ اگر یہ نظام اسی طرح سے چلتا رہنا ہے اور حکومت نے اس جانب توجہ نہیں دینی تو پھر میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ حالات بہتری کی طرف نہیں جا سکتے۔ وزیر خزانہ نے یہاں دعویٰ کیا کہ ہم نے ضلعی اور صوبائی سطح پر 273۔ارب روپے تعلیم کی مد میں رکھے ہیں۔ یہ ایک jugglery ہے۔ اس میں ترقیاتی منصوبے، تنخواہیں اور سروسز کے اخراجات بھی شامل ہیں یعنی 80 فیصد رقم تو ادھر خرچ ہو جائے گی اور باقی بیس فیصد جو کہ 48.31۔ارب روپے بنتے ہیں۔ یہ رقم پنجاب کی تعلیم سے وابستہ تمام سرگرمیوں پر خرچ ہو گی۔ یہ ان کے اپنے دیئے ہوئے اعداد و شمار ہیں۔ اس وقت پنجاب میں سرکاری سکولوں کی تعداد 57998 ہے۔ ان میں سے ایسے سکول جن کی عمارتیں مکمل ہیں اور وہاں پر دوسری سہولتیں بھی میسر ہیں ان کی تعداد 11123 ہے۔ یہ کل سکولوں کی تعداد کا اٹھارہ فیصد ہے۔ اسی طرح چار دیواری کے بغیر سکولوں کی تعداد 8060 ہے جو کہ تقریباً پندرہ فیصد بنتے ہیں۔ جہاں پر پینے کا صاف پانی میسر نہیں ان کی تعداد چھ ہزار ہے جو کہ دس فیصد بنتے ہیں۔ ایک کمرہ پر مشتمل سکولوں کی تعداد چار ہزار ہے جو کہ ساڑھے چھ یا سات فیصد بنتے ہیں۔ راولپنڈی جیسے شہر میں چوبیس فیصد سکولوں میں پینے کے پانی کی سہولت میسر نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجموعی طور پر جو رقم انہوں نے development کے لئے رکھی ہے اس میں پرائمری اور quality ایجوکیشن کے لئے یہ رقم نہ ہونے کے برابر ہے۔ آپ ایک میٹرو بس چلاتے ہیں تو اس کے لئے 40۔ارب روپے خرچ کر دیتے ہیں۔ آپ ملتان کو دوسری

میٹرو بس دے رہے ہیں۔ جس پر 34۔ارب روپیہ خرچ آئے گا۔ یہ پورے صوبہ کے کروڑوں بچوں اور قوم کے مستقبل کا سوال ہے۔ قومیں میٹرو بسوں، فلائی اووروں اور انڈر پاسز سے ترقی نہیں کرتیں بلکہ تعلیم سے ترقی کرتی ہیں۔ آپ نے ایک میٹرو بس جتنا بجٹ پورے پنجاب کو دے کر فارغ کر دیا۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ISAP اور Institute of Policy Studies کے سروے کے مطابق اس وقت پنجاب میں ایک کروڑ 20 لاکھ بچے school going age کے ہیں انہیں سکولوں میں بھیجنے کے لئے کسی کی کوئی توجہ نہیں ہے۔ آپ چار پانچ دانش سکول بنا کر فارغ ہو گئے ہیں کہ بس اب دانش سکول بن گئے ہیں اور وزیر تعلیم نے بڑے فخر کے ساتھ کہا کہ تین بچیوں نے امریکہ کے فلاں کالج میں سائنس میں پوزیشن لی ہے۔ وہ اربوں روپیہ خرچ کر کے ہم اُن تین بچیوں کو تیار کر سکے ہیں کہ انہوں نے وہاں پر جا کر کوئی پوزیشن لی ہے۔ جنرل رزلٹ کیا ہیں؟ آپ compare کر کے دیکھیں، میرا چیلنج ہے کہ دانش سکولوں پر جتنی رقوم لگی ہیں اُن کے results اُس کے عشر عشیر بھی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! آپ دوبارہ دانش سکولوں کو اربوں روپیہ دے رہے ہیں۔ میں نے آپ کے سامنے Constitution کا article پڑھ کر سُنایا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے ایک کروڑ 20 لاکھ بچوں کا سکولوں سے باہر ہونا آئین کی حکم عدولی ہے یعنی یہ کام آئین کے خلاف ہو رہا ہے۔ ان بچوں کو تو آپ سکولوں میں نہیں بھیج سکے لیکن آپ نے دانش سکولوں کے لئے اتنا بڑا بجٹ رکھ لیا ہے۔

جناب سپیکر! میری دوسری سب سے اہم بات یہ ہے کہ سکولوں، بچوں، عمارات، نصاب تعلیم اور اس کے ساتھ ساتھ اساتذہ کا کیڈر، انہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں لکھا کہ ہم نے میرٹ پر ایک لاکھ ٹیچر بھرتی کر لیا۔ آپ ٹیچرز کے ساتھ جو سلوک کر رہے ہیں وہ کسی مہذب قوم کو زیب نہیں دیتا۔ آپ ٹیچرز کو اپنا زر خرید غلام سمجھتے ہیں۔ ڈینگی مہم ہو تو ٹیچرز کو پکڑ لیتے ہیں، یوتھ فیسٹیول میں بھی ٹیچرز، پولیو ویکسینیشن ہو تو بھی ماسٹرز، سرکاری سیاسی جلسے ہوں تو ٹیچرز کو لے کر آئیں۔ خدا کے بندو، یہ کوئی ٹیچرز کے کرنے کے کام ہیں؟ یہ قوم کے معمار پیدا کرنے والے لوگ ہیں۔ دنیا کے اندر کہیں یہ نہیں ہوتا۔ اُستاد کی سب سے زیادہ عزت ہوتی ہے لیکن یہاں پر اساتذہ کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے وہ شرمناک ہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ اساتذہ کو real sense میں قوم کا معمار بنانے کے لئے اُنہیں کسی طریقہ سے بھی سرکاری حکم کے تحت استعمال کرنا اور ہماری طرف سے اُنہیں دی جانے والی non-academic duties ختم ہونی چاہئیں۔

جناب سپیکر! اپریل 2014 میں رانا مشہود احمد خان نے اساتذہ کے مسائل کو address کرنے کے حوالہ سے ایک کمیٹی بنائی۔ ٹیچرز کا وفد میرے پاس بھی آیا اور انہوں نے کہا کہ ہمارے یہ یہ مسائل ہیں۔ اُن میں سے ایک اہم مسئلہ جس کا ابھی میں نے ذکر کیا کہ جو بھی سرکاری مہم آتی ہے اُس کے حوالہ سے ماسٹر کو پیغام چلا جاتا ہے کہ ماسٹر صاحب! اتنے بچے لے کر فلاں جگہ پر پہنچو۔ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اُس کمیٹی نے ٹیچرز کے ساتھ ایک آدھ ملاقات کی اور اُس کے فوراً بعد سید سجاد اکبر کاظمی، صدر پنجاب ٹیچرز یونین کو suspension کے آرڈر جاری ہو گئے۔ یہ جمہوری روّیہ نہیں ہے، یہ روّیہ چلنے والا نہیں ہے۔ جب تک آپ کسی ٹیچر کو اُس کی عزت و توقیر نہیں دیتے، اُن کے مسائل حل نہیں کرتے اور وہ یکسو ہو کر اپنے کام کے اوپر توجہ نہیں دیتے تب تک ہمارے تعلیم کے نظام کو کسی صورت پر بھی progressive نہیں بنایا جا سکتا۔

جناب سپیکر! ہمارے صوبہ اور ہمارے ملک میں energy کے حوالہ سے بہت شور وغل ہے۔ پوری قوم آج لوڈ شیڈنگ کو بھگت رہی ہے۔ ہماری موجودہ حکومت، ہمارے محترم وزیر اعظم، محترم وزیر اعلیٰ کے بڑے دعوے ہیں۔ ہمیں چھ ماہ کا ٹائم دیا، دو سال کا ٹائم بھی دیا، اب 2017 تک انتظار کی دعوت دے رہے ہیں۔ انہوں نے اس سال energy کے لئے 31۔ارب روپیہ مختص کیا ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ پوری دنیا میں تھرمل پاور جنریشن کو discard کیا جا رہا ہے کیونکہ کوئلہ کے ذریعے سے بجلی پیدا کرنا انتہائی مہنگا پڑتا ہے اور انتہائی خطرناک بھی ہے جس سے environmental problems پیدا ہوتے ہیں۔ کوئلہ یہاں نہیں ہے کوئلہ روس، چین یا پھر انڈیا سے آنا ہے۔ وہاں سے کوئلہ کا ایک ٹرک جب چلے گا تو اُس پر کرایہ اتنا لگے گا کہ وہ ٹرک آدھا ہو جائے گا۔ اُس کوئلہ سے بہت مہنگی بجلی پیدا ہو گی اور ہمارے حکمرانوں کا زیادہ تر focus تھرمل پاور جنریشن کے اوپر ہے۔ نیوکلئر چشمہ پاور پلانٹ پر 7 روپیہ فی یونٹ کے حساب سے بجلی پیدا ہوتی ہے تو یہ نیوکلئر پاور جنریشن کی طرف کیوں نہیں آتے؟ چشمہ بیراج کے انجینئرز سے میری بات ہوئی ہے انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں تو گورنمنٹ فنڈز نہیں دیتی تو ہم اس پر کیسے initiative لے سکتے ہیں؟ مرکزی حکومت نے 525۔ارب روپیہ کے ٹوٹل بجٹ میں سے 115۔ارب روپیہ پاور جنریشن کے لئے رکھا جس میں سے 25۔ارب روپیہ بھاشا ڈیم اور داسو ڈیم کے لئے رکھا ہے اور ابھی تک اُن کی ایک اینٹ بھی نہیں رکھی گئی۔

جناب سپیکر! اب میں کالا باغ ڈیم کے حوالہ سے بات کرنے لگا ہوں۔ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ کبھی یہ پنجاب کا issue ہوا کرتا تھا۔ پنجاب کے موجودہ حکمران بڑی حسرت سے

کہتے تھے کہ مرکز میں بھی جب ہماری حکومت ہو گی تو ہم اس مسئلہ کو sort out کریں گے۔ سب سے جلدی اور سب سے سستی بجلی کالا باغ ڈیم سے پیدا ہو سکتی ہے۔ میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ پنجاب کے حکمرانوں کی طرف سے اس حوالہ سے کوئی initiative نہیں ہے کہ وہ وزیر اعظم کو اس بات پر آمادہ کریں کہ دوسرے صوبوں کے اندر اگر اس issue پر unrest ہے اور اگر ماضی میں یہ issue, politicize ہو گیا ہے اور لوگوں کو اس سے شکایات پیدا ہو گئی ہیں تو پنجاب حکومت کو آگے بڑھ کر یہ initiative لینا چاہئے تھا لیکن پچھلے ایک سال کے اندر پنجاب کی طرف سے اس حوالہ سے کوئی activity ہوئی نہ پنجاب نے مرکزی حکومت سے کہا کہ وہ اس مسئلہ کو take up کرے اور ہم دوسرے صوبوں سے افہام و تفہیم کے ساتھ dialogue کریں اور ہم انہیں convince کرنے کی کوشش کریں کہ وہ کالا باغ ڈیم کے منصوبہ کو عملی طور پر دیکھیں کہ اُس کے نقصانات کیا ہیں اور فوائد کیا ہیں؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! مہربانی کریں اور دوسروں کا بھی خیال کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ابھی تو میری آدھی تقریر بھی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ آپ کو پورا ایک گھنٹہ ہو گیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ کی نہروں میں پندرہ سے بیس ہزار کیوسک پانی ہے۔ یہاں پر حکومت کی ترجیح ہونی چاہئے تھی اور میں وزیر خزانہ کو اب بھی مشورہ دوں گا کہ آپ اس طرف آئیں جہاں بارہ چودہ فٹ کی fall بنتی ہے وہاں پر دو سو میگاواٹ بجلی پیدا ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! سب سے افسوسناک بات یہ ہے کہ 40 فیصد line losses میں کمی نہیں ہوئی، بجلی چوری پر قابو نہیں پایا گیا، ہم default کرتے ہیں اور سرکاری محکمے سب سے بڑے defaulter ہیں۔ ہم پنجاب کے اندر بازاروں کو شام سات آٹھ بجے بند کر سکتے تھے۔ اگر ہم اس حکم پر سختی سے عملدرآمد کراتے تو ڈیڑھ ہزار میگاواٹ بجلی کی بچت ہوتی اور وہ بجلی نیشنل گرڈ میں آجاتی تو لوڈشیڈنگ کے حالات پہلے سے بہتر ہو سکتے تھے۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے بڑے بلند و بانگ دعوے کئے اور وزیر اعلیٰ بھی یہ کہتے رہتے ہیں کہ 2017 تک لوڈشیڈنگ ختم ہو جائے گی۔ میں آپ کو حقیقت بتانے لگا ہوں کہ یہ اس وقت جتنے منصوبے بنا رہے ہیں ان سب کو ملا کر ساڑھے چار ہزار میگاواٹ بجلی اگر 2017 تک generate بھی ہو جائے تو تصویر کا دوسرا رُخ کیا ہے؟ جب ساڑھے چار ہزار میگاواٹ بجلی generate ہو گی تو اگر ایک گھر میں دس کلوواٹ بجلی بھی استعمال ہوتی ہو، ایک ائیر کنڈیشنر، ایک ریفریجریٹر، دو چار پنکھے اور دو چار بلب

ہوں۔ان چار سالوں کے اندر پنجاب میں اگر ساڑھے چار لاکھ نئے گھر بن جاتے ہیں تو جو ساڑھے چار ہزار میگاواٹ بجلی آپ پیدا کرنے جارہے ہیں۔یہ تو نئے گھروں کی کھپت کے اوپر لگ جائے گی۔آپ کا shortfallاور آپ کا مسئلہ تو وہیں کا وہیں رہے گا اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس 30-ارب روپے کو انتہائی سمجھداری کے ساتھ ایسے منصوبوں پر لگانا چاہئے جس سے حقیقی معنوں میں سستی بجلی پیدا ہو سکے۔

جناب سپیکر! circular debt پر بھی بات ہو سکتی ہے لیکن آپ پھر کہیں گے کہ یہ مرکزی حکومت کا معاملہ ہے۔ ہماری حکومت ٹیکسوں کی مد میں اس وقت جو collection کر رہی ہے اس میں direct ٹیکس 18 فیصد ہیں، indirect ٹیکس 82 فیصد ہیں اور زرعی آمدن پر ان کا ٹارگٹ 830 ملین تھا اس میں 201 ملین اکٹھا ہوا ہے جو بہت بڑا shortfall ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کی نااہلی ہے۔NADRA کے figures کے مطابق 35 لاکھ افراد پورے پاکستان میں tax net کے اندر آ سکتے ہیں جن کے ذرائع آمدن اور باقی چیزیں اس معیار کی ہیں کہ انہیں ہر صورت میں tax net میں آ کر ٹیکس ادا کرنا چاہئے۔ان 35 لاکھ میں سے 22 لاکھ لوگ پنجاب کے اندر ہیں لیکن حکومت روایتی طریقے سے سوئی ہوئی ہے یا جان بوجھ کر deliberately ان لوگوں کو facilitate کیا جارہا ہے۔ میں یہاں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ جو 82 فیصد indirect ٹیکس لگائے جا رہے ہیں اس کا سارا بوجھ بھی غریب عوام پر پڑتا ہے مثلاً سپیکر صاحب ایک صابن کی ٹکیہ 20 روپے کی لیتے ہیں اور ایک عام آدمی چھابڑی والا بھی وہ صابن کی ٹکیہ 20 روپے کی لے گا۔ آپ نے بھی ٹیکس اتنا دینا ہے اور اس چھابڑی والے نے بھی اتنا ہی دینا ہے تو جناب! direct ٹیکس لگایا جائے اور indirect ٹیکسوں کی حوصلہ شکنی کی جائے اور 22 لاکھ لوگ جو tax net میں نہیں ہیں ان کو اس میں لانے کے لئے حکومت کو جو کوشش اور کاوش کرنی چاہئے وہ ہمیں نظر نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ کی تقریر کے صفحہ نمبر 19 پر پیرا 38 کو پڑھتا ہوں کہ:

"ہم سمجھتے ہیں کہ اپنے اور اپنے بچوں کے لئے چھت کا حصول ہر شہری کا خواب ہے۔ ہماری حکومت نجی شعبے کے تعاون سے سستے گھروں کی فراہمی کے لئے ایک جامع پروگرام کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ ہماری حکومت ان سستی ہاؤسنگ سکیموں میں نجی شعبہ کو خصوصی ترغیبات دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کم آمدنی والے طبقات کو گھروں کی فراہمی کے لئے دوسرے

اقدامات پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔ ہماری حکومت آئندہ مالی سال کے دوران مزدوروں کے لئے20ہزار گھروں کا منصوبہ بنا رہی ہے۔"

جناب سپیکر: یہ تو آپ گھر پڑھ لیں۔ مجھے کیا سنا رہے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ کہتے ہیں کہ تین آشیانہ سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں جبکہ مالی سال15-2014 کے دوران چار نئی سکیمیں ہم مکمل کریں گے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ابwind upکریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہاں محترم شیخ علاؤالدین صاحب بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کے انتظار میں سب بیٹھے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! شیخ صاحب آشیانہ کے ساتھ منسلک رہے ہیں۔ اتنا بڑا جھوٹ اور وہ بھیon the floor of the House ۔آپ دیکھیں کہ یہ وہ چیز ہے جو on groundجا کر دیکھی جا سکتی ہے۔ لاہور کی آشیانہ ہاؤسنگ سکیم میں ستائیس سو گھر بننے تھے لیکن ساڑھے تین سو گھر بنے ہیں اور باقی اسی طرح سے سب کچھ پڑا ہے۔ آپ نے بحریہ ٹاؤن والے کو ٹھیکہ دے دیا۔ اس کا ریٹ900روپے تھا اور دوسری bid جو تھی وہ920روپے تھی اب کئی سال ہو گئے ہیں کہ یہ ساڑھے تین سو گھر بنے ہیں اور جو گھر بنے ہیں آپ جا کرphysicallyدیکھ سکتے ہیں۔ میں وزیر خزانہ کو دعوت دوں گا کہ میرے ساتھ جا کرvisitکریں، تمام چھتیں پھٹ چکی ہیں اور وہاں پر آدھے گھروں کے اندر لوگ خوف کی وجہ سے رات کو نہیں سوتے۔ اس کے علاوہ ساہیوال اور فیصل آباد کی سکیمیں نامکمل ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی اہم شعبہ ہے لیکن ایک عام شہری یہ خواب اور تصور لئے قبر میں اتر جاتا ہے کہ میرا دو تین مرلہ کا گھر کسی جگہ ہو۔ حکومت نے اس میں اب تک کوئی کارکردگی نہیں دکھائی۔ یہاں آشیانہ سکیم کا ذکر کر دیا لیکن یہ نامکمل پڑی ہیں، ہزاروں گھر ابھی نہیں بنے اور آئندہ بننے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ ادارے جو اس کام کے لئے بنائے گئے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے تجویز دے دی ہے اب وہ آپ کے ساتھ جائیں گے اور دیکھیں گے جو آپ نے فرما دیا ہے۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!جو ادارے اس کام یعنی housing facilities provide کرنے کے لئے بنے تھے وہ MDA،FDA،LDAاور RDA تھے۔اب یہ ادارے تو خالصتاً کمرشل ادارے بن چکے ہیں۔یہ وہ ادارے ہیں جو اربوں کھربوں روپے کے اثاثہ جات رکھتے ہیں۔یہ وہ ادارے ہیں جن سے حکومتیں چل رہی ہیں۔ان اداروں کو بنانے کی جو اصل spirit تھی وہ یہ نہیں تھی جو یہ ادارے کر رہے ہیں۔آج کے اخبارات کے اندر پانچ لاکھ کا اشتہار آیا ہوا ہے جس میں کوئی 5،7۔ارب روپے کے پلاٹوں کی نیلامی ہے۔

جناب سپیکر:مجھے آپ کے آرام کا احساس بھی ہے۔آپ ذرا مہربانی کریں اور wind up کریں۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!مجھے اپنی بات مکمل کرنے کے لئے ایک گھنٹہ اور چاہئے۔

جناب سپیکر:نہیں،نہیں۔میں ان کا حق آپ کو نہیں دے سکتا۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!آپ میری بات سن لیں۔میں کوشش کرتا ہوں کہ دس پندرہ منٹ میں wind up کرلوں۔

جناب سپیکر:مہربانی۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!میں آپ سے یہ عرض کر رہا تھا کہ دیکھنا یہ ہے کہ ان اداروں کے بنانے کا اصل مقصد کیا تھا۔حکومت ان اداروں کو اصل مقصد کی طرف لے آئے اور اس پنجاب کے باسیوں کو سستے گھر نہ سہی سستے پلاٹ فراہم کرے۔ایل ڈی اے آج جو سکیم بناتی ہے پہلے دن سے 5لاکھ روپیہ فی مرلہ یعنی 25لاکھ کا پانچ مرلہ کا پلاٹ بنتا ہے۔کوئی عام آدمی اگر ساری زندگی لگا رہے تو وہ یہ پلاٹ نہیں خرید سکتا۔

جناب سپیکر!ہم کدھر جا رہے ہیں؟ہم لوگوں کو facilitate کرنے کے لئے ہیں۔حکمران کس مرض کی دوا ہیں؟حکمران لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لئے ہیں،حکمران لوگوں کو روزگار دینے کے لئے،ان کو چھت دینے کے لئے،ان کو تعلیم دینے کے لئے اور ان کو خوراک دینے کے لئے ہیں اگر ہم یہاں ان کی بات نہیں کریں گے،ہم ان اداروں کو criticize نہیں کریں گے،ہم ان اداروں کو expose نہیں کریں گے اور ہم نہیں بتائیں گے کہ کس طرح سے یہ ادارے لوٹ رہے ہیں۔کوئی ایل ڈی اے کو پوچھنے والا نہیں ہے۔آپ پہلے صرف شہر لاہور کے اندر تھے اور اب آپ چار شہروں پر

محیط ہو گئے ہیں۔ ننکانہ بھی اس میں شامل ہو گیا ہے، شیخوپورہ بھی اس میں شامل ہو گیا ہے اور قصور بھی اس میں شامل ہو گیا ہے۔ صرف ایل ڈی اے ایونیو ایک سکیم کو تیرہ سال ہو گئے ہیں ابھی وہ سکیم مکمل نہیں ہوئی، ابھی وہاں پر بجلی نہیں آئی، ابھی وہاں پر گیس نہیں آئی۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اس کا نام ایل ڈی اے نہیں ہے، اس کا نام آر ڈی اے ہے جس کے بارے میں آپ فرما رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں ایل ڈی اے کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! وہ آر ڈی اے ہے جو آپ فرما رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں ایل ڈی اے کی بات کر رہا ہوں۔ ایل ڈی اے ایونیو، ایل ڈی اے کی ایک سکیم ہے میں اس کا ذکر کر رہا ہوں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پرائیویٹ سیکٹر کو crush کر دیا گیا ہے۔ ایل ڈی اے اس کو اپنی سوتن سمجھتا ہے۔ کوآپریٹو سوسائٹیز، پرائیویٹ سیکٹر ڈویلپر، جب سے میاں برادران کی حکومت آئی ہے وہ کانوں کو ہاتھ لگا کر کاروبار چھوڑ کر بیٹھ گئے ہیں، وہ دُور دراز شفٹ ہو گئے ہیں یا کسی اور کاروبار میں چلے گئے ہیں یعنی اس قدر discourage کیا جاتا ہے۔ این او سی لینے کے لئے ایک ایک سال تک لوگ دھکے کھاتے ہیں کہ یہاں پر ہم نے پرائیویٹ سکیم بنانی ہے حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ پرائیویٹ سیکٹر کو encourage کرتے، پرائیویٹ سیکٹر کو encourage کئے بغیر Housing کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو آشیانہ ہاؤسنگ سکیم والی بات یہاں پر انہوں نے کی ہے وہ عملی طور پر ممکن نظر نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر! دوسری بات، انہوں نے بجٹ میں ساؤتھ پنجاب کا بڑا ذکر کیا ہے کہ پتا نہیں آئندہ ساؤتھ پنجاب میں دودھ اور شہد کی یہ نہریں بہادیں گے لیکن بد قسمتی سے بار بار یہ کہا گیا ہے کہ آبادی سے زائد وسائل ہم نے دے دیئے ہیں، آبادی ان کی اتنی بنتی تھی ہم نے 36 فیصد انہیں ڈویلپمنٹ کے فنڈز دے دیئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو NFC Award ہے اس میں principle of inverse density inverse population ratio وہ اس concept کے مطابق کہ جو ڈویلپمنٹ کا کام لاہور شہر یا فیصل آباد میں ایک لاکھ روپے میں ہونا ہے تو وہ ساؤتھ پنجاب میں جا کر ڈیڑھ لاکھ روپے میں ہو گا اگر آپ اس چیز کا تقابل کریں گے تو یہ جو رقم آپ نے بجٹ میں رکھی ہے یہ ان کی آبادی سے زیادہ نہیں ہے اور پھر NFC Award میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ صرف آبادی کو آپ نے پیش نظر نہیں رکھنا بلکہ آبادی سے ہٹ کے جو دیگر اصل حقائق ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے آپ

نے فنڈز دینے ہیں، poverty rate ساؤتھ پنجاب میں خط غربت سے نیچے زندگی گزارنے والے 60 فیصد لوگ ہیں۔ اگر آپ نے تھوڑی توجہ کی ہے تو کوئی احسان نہیں کیا یہ وہاں کے لوگوں کا حق ہے وہ حق آپ کو پہلے دینا چاہئے تھا۔ پہلے اگر نہیں دیا تو اب یہ آپ دے دیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ کو بھی کہوں گا کہ ادھورے کام چھوڑ دینا مناسب نہیں کیونکہ سکیموں کو complete ہونے میں کئی کئی سال لگ جاتے ہیں۔ Fully funded سکیمیں آپ کریں بے شک آپ تھوڑی سکیمیں رکھ لیں لیکن ایک سال کے اندر آپ جو کریں وہ fully funded سکیمیں ہونی چاہئیں۔ ایگریکلچر اور ہیلتھ کو میں ڈاکٹر صلاح الدین اور ڈاکٹر نوشین پر چھوڑتا ہوں وہ ان issues پر debate میں حصہ لیں گے۔ میں صرف تھوڑی سی بات Development Framework کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں جو بڑی ضروری بات ہے۔ یہ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ Development Framework صفحہ نمبر 169 پر social protection کے لئے انہوں نے پہلے ہی 100 فیصد بجٹ کی رقم کم کر دی ہے۔ پہلے 2092 ملین تھی اب یہ 900 ملین کر دی گئی ہے۔ بوڑھے افراد کے shelter homes کے لئے، child protection کے لئے، بے سہارا بچوں اور drugs addict کے علاج معالجے کے لئے یہ رقم تھی۔ Economic Survey of Pakistan کے مطابق اس وقت پنجاب میں 29 لاکھ لوگ نشے کے عادی ہیں جو ان کی اصلاح کے لئے یہ پروگرام تھا۔ اب 4.7 فیصد لوگ ہر سال نشے کے عادی ہو رہے ہیں۔ یہ حکومت وعدے کچھ کرتی ہے اور social protection کے ضمن میں انہوں نے 100 فیصد بجٹ کم کر دیا ہے۔ میں اس پر وزیر خزانہ کی توجہ دلاؤں گا اور انہیں یہ کہوں گا کہ یہ آپ کے قول و فعل کا تضاد ہے اس کو دور کیجئے اور بے سہارا لوگوں کے لئے یہ رقم بڑھائیں۔

جناب سپیکر! اس سے آگے لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ آگیا ہے اس میں دیہاتوں سے گندے پانی کا نکاس ہے، صفائی ستھرائی Solid and Waste Management ہے اور جانوروں کے لئے cattle market ہے ان کے لئے انہوں نے 3915 ملین رکھے تھے اور اس دفعہ 3488 ملین کر دیئے ہیں۔ یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی ضروری شعبہ تھا جس پر انہیں توجہ دینی چاہئے تھی۔ سب سے important بات ایمرجنسی سروسز کی ہے۔ صفحہ نمبر 425 پر آئیں تو ایک طرف بجٹ تقریر میں وزیر خزانہ یہ فرماتے ہیں کہ یہ 1122 کا دائرہ کار ہم 36 تحصیلوں تک بڑھا رہے ہیں مگر ہم کون سی بات سچ مانیں جو ایوان میں بجٹ تقریر میں انہوں نے کی ہے وہ بات سچ ہے یا

Development Frameworkمیں انہوں نے جو لکھ دیا ہے اس کو سچ مانیں؟ یہ بالکل قول وفعل کا تضاد ہے۔ آپ دیکھیں کہ بتدریج اس کے بجٹ میں کمی ہوتی جا رہی ہے۔2012-13 میں یہ 2100 ملین تھی پھر یہ 2013-14 میں 1652 ملین ہو گئی اور اب 2014-15 میں یہ 1450 ملین ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ 1122 سروس کو ہم 36اضلاع اور تحصیلوں تک بڑھا رہے ہیں لیکن بجٹ اس کا پہلے سے بھی کم کر دیا ہے۔ یہ ایک انتہائی اہم سروس ہے جو لوگوں کو بروقت سہولت پہنچاتی ہے۔ آگ لگ جائے کوئی accident ہو جائے، کوئی سانحہ یا حادثہ ہو جائے تو ہم سب نے دیکھا ہے کہ quickly وہ سروس دیتے ہیں۔ ہمیں appreciate کرنا چاہئے کہ یہ وہ واحد سروس ہے جو فوری طور پر پہنچ کر وہاں rescue کرتی ہے، لوگوں کی خدمت کرتی ہے اور لوگوں کے جان ومال کو بچانے کا باعث بنتی ہے۔ اس کے بجٹ میں کمی کر کے یہ کہنا کہ اس کا دائرکار بڑھا دیا ہے یہ ان کے قول وفعل کا بہت بڑا تضاد ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ گلے شکوے بعد میں کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! بعد میں کب کرنے ہیں؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! میرا خیال ہے اس کو wind up کر دیں۔ دیکھیں سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ دوسروں کا بھی حق ہے، ان کا حق نہیں مارنا چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ بار بار مجھے یہ کہہ رہے ہیں کہ میں wind up کر دوں۔ بہت سی چیزیں ابھی بات کرنے والی ہیں۔ میں آپ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے بنیادی دو تین باتیں کر کے اپنی بجٹ کی تقریر کو conclude کرتا ہوں اور جو باقی شعبے رہ گئے ہیں میرے دوست میاں اسلم اقبال صاحب، ڈاکٹر مراد راس، عباسی صاحب اور باقی ہماری خواتین بہنیں ان شعبوں پر بات کریں گی۔ بنیادی دو تین باتیں ہیں۔ پچھلا پورا سال یہ جمہوریت کا راگ تو الاپتے رہے لیکن جو بدترین سلوک انہوں نے ایک جمہوری process اور جمہوری طریقہ ساز سے elect ہو کر آئے ہوئے ان اپوزیشن ممبران کے ساتھ رکھا ہے اس کی مثال بھی کہیں نہیں ملتی۔ ان کے mandate کی پورا سال توہین کی گئی۔ جو شکست خوردہ عناصر ہیں ان کی سرپرستی کی گئی، ان کے علاقوں میں کام نہیں ہونے دیا گیا اور اگر یہی جمہوریت ہے۔۔۔

جناب سپیکر: معزز ممبران سے گزارش ہے کہ جو کچھ پینا ہے مہربانی کر کے باہر جا کر پیئیں۔یہاں پر اچھا نہیں لگتا۔مہربانی

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ اس روّیے کو حکمرانوں کو ترک کرنا ہو گا۔ اگر جمہوریت کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ صوبے کے اندر منتخب لوگوں کے mandate کا احترام کیا جائے تو آپ کو جمہوری روّیہ اختیار کرنا ہو گا۔ دوسرا یہ کہ جو کچھ پنجاب کی حکمران جماعت کر رہی ہے میں اس لئے کہتا ہوں کہ یہ کوئی نووارد نہیں ہے بلکہ انہیں پانچویں چھٹی دفعہ موقع ملا ہے لیکن حالات میں بہتری نہیں آ رہی۔ حالات میں بہتری اس لئے نہیں آ رہی کیونکہ یہ اداروں پر یقین نہیں رکھتے۔ یہ شخصی بھاگ دوڑ میں لگے ہوئے ہیں مگر یہ سسٹم کو مضبوط نہیں کرتے۔ یہ institutions بننے دیتے ہیں، ان کو مضبوط کرتے ہیں، سسٹم کو بننے دیتے ہیں اور نہ ہی سسٹم پر ان کا believe ہے۔ جب تک سسٹم کے اندر بہتری نہیں آئے گی وزیر اعلیٰ پنجاب اور کابینہ جتنی مرضی پھرتیاں دکھاتے پھریں تب تک پنجاب کے حالات ٹھیک نہیں ہو سکتے۔ پنجاب کے حالات تب ٹھیک ہوں گے جب آپ سسٹم کو بہتر کریں گے۔ پنجاب کے حالات تب ٹھیک ہوں گے جب آپ ادارے بنائیں گے اور ان اداروں کا احترام کریں گے۔ یہ بھی عجیب سوچ ہے کیونکہ حکمران برداشت نہیں کرتے۔ اداروں کے مضبوط ہونے اور سسٹم کے evolve ہونے سے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کمزور ہو جائیں گے حالانکہ یہ بالکل غلط سوچ ہے کیونکہ اداروں کے مضبوط ہونے سے ہمیشہ جمہوریت مضبوط ہوتی ہے، اداروں اور سسٹم کے مضبوط ہونے سے ہمیشہ بہتری آتی ہے۔ ہمیشہ عوام کی فلاح کے کام شخصی بنیادوں پر نہیں بلکہ اداروں کی بنیاد پر ہوتے ہیں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پہلے نمبر پر پنجاب کے حکمرانوں کو جمہوری روایات کے مطابق اپوزیشن کو ان کے جائز حقوق دینے چاہئیں۔ دوسرے نمبر پر ان اداروں کو پنپنے کا موقع دیں اور سسٹم کو ٹھیک کریں۔ تیسرے نمبر پر اپنی ترجیحات کو بدلیں۔ جب تک یہ اپنی ترجیحات نہیں بدلتے اُس وقت تک کوئی بہتری نہیں آئے گی۔ اگر میٹرو بسوں کا بُھوت اسی طرح سَر پر سوار رہے گا، فلائی اوور اور انڈر پاسز پر قوم کا کھربوں روپیہ لگا دیں گے تو بہتری نہیں آئے گی۔ تعلیم، صحت، جان و مال کا تحفظ، خوراک اور رہائش عام آدمی کو relief دینے کی چیزیں ہیں لیکن اس کی طرف اگر آپ focus نہیں کرتے تو اُس وقت تک حالات کے اندر بہتری پیدا ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! بڑی مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! بقولِ شاعر کہ:

جبر کا موسم کب بدلے گا، ہم بدلیں گے تب بدلے گا
عمر بھر یہ خواہش رہی، وہ اب بدلے گا اب بدلے گا
محکوموں کو ملے گی شاہی ایک دن
سب کا سب بدلے گا سب کا سب بدلے گا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: مہربانی کر کے ذرا صبر و تحمل سے بھی کام لیں اور کسی کی قیادت کے متعلق کوئی غلط بات نہ کی جائے۔ میں اس پر آپ کا شکر گزار ہوں گا۔ میرے خیال میں ٹائم سب کو ملنا چاہئے اور سب کو ٹائم دینے کے لئے ہم پانچ منٹ مقرر کر لیں تو اچھا رہے گا۔ کیا خیال ہے؟

معزز ممبران: کم از کم پندرہ منٹ ملنے چاہئیں۔

جناب سپیکر: پھر تو کئی صاحبان بولنے سے رہ جائیں گے۔ آج پچیس ممبران ہیں جن کے نام میرے پاس آ چکے ہیں۔

معزز ممبران: پانچ منٹ بہت ہی کم ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، یہ سب کا حق ہے، یہ کسی ایک کا حق نہیں ہے۔ ایسے ہی منٹ نہیں بڑھ سکتے کیونکہ جو طریق کار ہے اس کے مطابق ہی چلنا ہو گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ مہربانی کر کے بحث کے لئے دو دن بڑھالیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں سات منٹ سے زیادہ نہیں ہو سکیں گے۔ دوسروں کے حق کا بھی خیال کریں کیونکہ سب نے بولنا ہے۔ جی، علی اصغر منڈا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اس بجٹ بحث کے موقع پر سب سے پہلے اپنے قائد محترم میاں محمد نواز شریف اور قائد پنجاب سے میری مراد وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ہے۔

جناب سپیکر: میں اپوزیشن ممبران سے کہوں گا کہ جب قائد حزب اختلاف بول رہے تھے تو کسی نے interrupt نہیں کیا لہذا آپ بھی مہربانی فرمائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ پنجاب اور ان کی پوری ٹیم کو عوام دوست اور متوازی بجٹ پنجاب کی عوام کے لئے پیش کرنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جس طرح میاں محمد شہباز شریف کی ٹیم یعنی حکومتی بنچوں نے رواداری اور عقل و دانش کا مظاہرہ کرتے ہوئے تاریخی بجٹ کے موقع پر اپوزیشن کے ہمارے دوستوں نے جو روّیہ اپنایا اس کے مقابلے میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں اور ان کو چھوڑیں۔ آپ نے اچھا کیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! حکومتی بنچوں نے اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی بجائے دعاؤں، پھولوں سے دیا اور خاموشی کا مظاہرہ کیا۔ یہ قائد محترم کی تربیت اور ان کی ٹیم کی عقل و دانش کا مظہر ہے۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جس طرح کا قائد ہوگا اسی طرح اس کی ٹیم کے ممبر ہوں گے، اسی طرح کابینہ اور ان کے ممبران صوبائی اسمبلی ہوں گے۔ میرے قائد حزب اختلاف نے آخر پر اس بات پر بڑا زور دیا کہ یہ غیر جمہوری روّیے ہیں۔ آپ گزشتہ ڈیڑھ ماہ سے اسمبلی کے دو سیشن کے دوران حکومتی بنچوں اور اپوزیشن بنچوں کے جمہوری روّیے کا بڑی اچھی طرح موازنہ کر سکتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! اب آپ بجٹ پر آئیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بجٹ کی تقریر پر آنے سے پہلے بڑے مہذب الفاظ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ان کے سات منٹ پورے ہو گئے ہیں۔

MR SPEAKER: No interruption please.

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے پاس یہ وہ دستاویز ہے جس میں آئندہ ایک سال کے لئے پنجاب کے معاشی ترقیاتی اور سماجی پروگرام شامل ہیں۔ اس کتاب کے اندر سب سے پہلے میرے اللہ کا نام لکھا ہوا ہے اور جس طرح 13۔ تاریخ کو اس کتابچے کو پھاڑ کر نعوذ باللہ پتا نہیں کون کون سے قدموں کے نیچے پھینکا گیا اس کو پوری پاکستانی قوم اور پوری دنیا دیکھ رہی تھی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "شیم شیم" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: No interruption ان کو بات کرنے دیں۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے صرف تنقید ہی تنقید کی ہے جو بجٹ بحث کا حصہ نہیں ہوتی۔ میں positive mind میں respond کرنا چاہوں گا۔ میں ایسی زبان یا کوئی ایسے الفاظ استعمال نہیں کرنا چاہتا۔ میرا تو وہ قائد ہے جو اپنے بد ترین دشمن کے بارے میں بھی صاحب کا لفظ استعمال کرتا ہے اور میں تو اس کا worker اور سپاہی ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں تو اس قائد کا سپاہی ہوں جو پاکستان کی بات کرتا ہے، جو پاکستان کو ایٹمی طاقت بنانے کی بات کرتا ہے، میں اس قائد کا سپاہی ہوں اور اس اسمبلی کا نمائندہ ہوں جو پاکستان کے لئے موٹروے جیسے بہت کامیاب منصوبے شروع کرواتا ہے، وہ اس ملک کی خاطر گوادر پورٹ کو functional کرنے کے لئے اپنی دن رات کی نیندیں حرام کرتا ہے۔

جناب سپیکر! مجھ سے پہلے میرے ایک معزز ساتھی نے کالا باغ ڈیم کی بات کی، میں وہ الفاظ جو لاء منسٹر رانا ثناء اللہ خان کے ہیں، انہیں دہرانا ضروری سمجھتا ہوں کہ کالا باغ ڈیم پنجاب اور صوبہ سرحد کے اندر بننا ہے جس کا زیادہ علاقہ صوبہ کے پی کے میں شامل ہے لیکن ایک سال گزر گیا ہے اور ایک سال کے بعد انہوں نے دوبارہ کالا باغ ڈیم کا قصہ شروع کر دیا، یہ وہاں پر صوبائی اسمبلی میں ایک قرارداد کیوں نہیں لے کر آتے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ قرارداد لے کر آئیں اور مرکزی حکومت کو قرارداد پاس کر کے بھیجیں تو پھر ہم صوبوں کے consensus کے ساتھ کالا باغ ڈیم بنائیں گے۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! بجٹ کے بارے میں بات کریں ناں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے دوست کو انرجی کے کول پاور پلانٹ پر تو بڑا اعتراض ہے، ہائیڈل پاور کے منصوبہ جات اور نندی پور کا منصوبہ جو ایک ریکارڈ مدت میں مکمل ہوا، میرے دوست کو یہ بات تو نظر نہیں آئی کہ 12/13 سال مشرف کی باقیات نے اس ملک کے لئے ایک میگا واٹ بجلی پیدا نہیں کی۔ ہم نے ایک سال کے اندر انرجی کے shortfall کو پورا کرنے کے لئے 19 پراجیکٹس شروع کئے ہیں، کوئی زبانی جمع خرچ نہیں کیا اور نندی پور کا پراجیکٹ اس کی زندہ مثال ہے، ساہیوال کا کول پراجیکٹ اس کی

زندہ مثال ہے، فیصل آباد کا کول پراجیکٹ اس کی زندہ مثال ہے اور دیا میر بھاشا ڈیم کی تعمیر کی توسیع اور اس پر جو کام ہو رہا ہے وہ اس کی زندہ مثال ہے۔

جناب سپیکر! کسی شاعر نے خوب کہا تھا کہ:

جس بات کا ذکر سارے افسانے میں نہ تھا۔۔۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے قائد حزب اختلاف کی بات کو respond بھی کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو تھوڑی بہت فہم و فراست مجھے عطا کی ہے اس کے مطابق اپنے قائد کے وژن کو explain بھی کرنا ہے۔ ہم نے اس ایوان کو اور اس پنجاب کی آٹھ کروڑ عوام کو یہ بتانا ہے کہ ہم نے آپ کے لئے ایک visionary بجٹ پیش کیا ہے، ہم نے یہ ایک سال کا بجٹ نہیں بلکہ آئندہ چار سالوں کا روڈ میپ اس میں دے دیا ہے۔ یہ بجٹ میرے صوبے کے لئے Business friendly اور Agriculture friendly ہے۔ میرے صوبے کا یہ بجٹ pro Industry ہے۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تعلیم کی طرف آنا چاہوں گا کہ اس پنجاب کی تاریخ میں ریکارڈ حجم کا بجٹ پیش کرنے کا اعزاز میرے قائد میاں محمد شہباز شریف کی حکومت کو ہے اور جس طرح انہوں نے تقریباً پونے تین کھرب روپے تعلیم کے لئے جس میں صوبائی حکومت کا حصہ تقریباً ایک کھرب روپے ہے میری مراد 93 لاکھ روپے ہیں جس میں دانش سکولز، آئی ٹی لائبریریز اور پنجاب انڈوومنٹ فنڈ، پنجاب ایجوکیشن فنڈ، سکولوں کی اپ گریڈیشن، نئے سکولوں کی تعمیر اور ایک لاکھ اساتذہ کی میرٹ پر بھرتی اور ان کی ٹریننگ شامل ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: منڈا صاحب! بس کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! صرف دو منٹ میں اپنی بات مکمل کرتا ہوں۔ صحت کے حوالے سے انقلابی اقدامات کئے ہیں جس میں ہیلتھ انشورنس کارڈ کا اجراء، موبائل یونٹس، بہاولپور، رحیم یار خان اور مظفر گڑھ کے اندر ہسپتالوں کی تعمیر اور تین ہزار نرسوں کی بھرتی جیسے انقلابی اقدام ہیں۔

جناب سپیکر! امن وامان کے حوالے سے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ قائد حزب اختلاف کو بجٹ کا فرق تو نظر آ گیا لیکن ہماری پولیس کے ان جوانوں کی شہادتیں نظر نہیں آئیں جنہوں نے اس وطن

کی دھرتی اور پاکستانی قوم کو بچانے کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ میں پولیس کے ان شہداء کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنھوں نے دہشت گردی کے خلاف لڑتے لڑتے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر دیا۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! بس کریں اور اب آپ بیٹھ جائیں۔ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اپوزیشن نے اسمبلی کے باہر مال روڈ پر کیمپ لگایا ہوا ہے لیکن بیس دن پہلے اس ایوان میں جو روّیہ انہوں نے اختیار کیا وہ صرف جمہوریت کی وجہ سے تھا، اگر جمہوریت نہ ہوتی اور یہاں مشرف کا کوئی پالتو جرنیل بیٹھا ہوتا تو انہیں اٹھا کر اسمبلی سے باہر پھینک دیتا۔ یہ ہمارے صبر کا امتحان نہ لیں۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! مہربانی کر کے بس کریں اور اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے جو یہ ایم پی اے صاحب ہیں، ان بے چاروں کی میں تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہاں پر ایک بات کی ہے کہ "قائد حزب اختلاف نے رینٹل پاور کی بات کی ہے" تو انہیں نندی پور یاد نہیں رہا اور میں ان کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں اور انہیں معذرت کے ساتھ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس طرح اصغر منڈا صاحب ہیں تو اس طرح 80 فیصد لوگوں کو نہیں پتا یہ نندی پور کو ہائیڈل پاور پراجیکٹ سمجھ رہے ہیں۔ یہ ان کی اتنی نا سمجھی ہے یعنی انہیں یہ نہیں پتا کہ نندی پور تھرمل پاور ہے وہ ہائیڈل پاور نہیں ہے۔ (شیم شیم)

جناب سپیکر! پہلے جا کر ساری معلومات لیں اور پھر اس ایوان میں آکر بات کریں۔ یہ ان کی معلومات کا معاملہ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! [********] (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: نہیں، یہ مناسب نہیں ہے۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا صاحبہ!

ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ یہ اس حکومت کا دوسرا بجٹ ہے اور میری نظر میں یہ ایک یونیک اور reformist بجٹ ہے جس کا کریڈٹ اس حکومت کو دینا چاہئے۔ میں reformist بجٹ تین وجوہات کی بناء پر کہہ رہی ہوں۔ سب سے پہلے تو یہ ایک سال کا بجٹ نہیں ہے بلکہ ہم نے اس صوبے کی ترقی کے لئے ایک وژن دیا ہے اور چار سال کا ایک روڈ میپ دیا ہے یعنی ہم medium term development framework دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ اس medium term framework کا پہلا سال ہے جو اس tenure کے آخر تک یعنی اگلے چار سالوں میں ہمارے صوبے کی ترقی کو انشاء اللہ 8 فیصد تک لے جائے گا جہاں پرائیویٹ سیکٹر کی investment جو ابھی آٹھ بلین ڈالر ہے بڑھ کر ساڑھے 17 بلین ڈالر ہو جائے گی، اس میں روزگار کے مواقع چار بلین اضافی create ہوں گے اور 70 لاکھ لوگ poverty سے باہر نکل آئیں گے۔ سب سے اہم بات یہ ہے اور پہلے بھی یہ بات ہوئی ہے کہ ہمارے سوشل سیکٹرز اہم ہیں اور صحت و تعلیم صوبائی حکومتوں کی principal responsibility ہے اور انشاء اللہ ان چار سالوں کے tenure میں ہم اپنے Millennium Development Goals جو کہ صحت اور تعلیم وغیرہ سے related ہیں، انشاء اللہ ہم ان کو achieve کریں گے اور ان کو achieve کرنے کے لئے اگر میں آپ کو کچھ اعداد و شمار بتاؤں کہ ہم نے اس وقت تعلیم پر 273 بلین روپے اس بجٹ میں رکھے ہیں جو پورے صوبے میں خرچ کئے جائیں گے۔ صحت کے لئے 121 بلین رکھے ہیں جو کہ پورے صوبے میں development اور non development کی مد میں خرچ کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر! اگر آپ ایک ٹریلین کے بجٹ سے compare کرتے ہیں تو یہ اس کا 40 فیصد ہے تو جو allocations ہم نے سوشل سیکٹر کی ڈویلپمنٹ میں صحت اور تعلیم کے لئے رکھے ہیں، وہ in some ways skill development پر ہم record growth show کر رہے ہیں

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

نے بڑاfocusرکھا ہے یہ ہمارا جو خواب ہے صوبہ کو ترقی یافتہ بنانے کا اُس میں بڑاinstrumentہو گا اور ہم یہrealizeکرتے ہیں کہ اس صوبہ کیyouthکوengage productivelyکرنا ہےskill developmentکی مد میں ہم نے6بلین روپے رکھے ہوئے ہیں اور وہ انشاء اللہby the end of four yearsبیس لاکھ مرد اور عورتوں کوskill developmentیاvocational trainingدیں گے اور اُن کے لئے ترقی کے مواقع فراہم کریں گے۔

جناب سپیکر! دوسریimportantوجہ اس بجٹ کے منفرد ہونے کی یہ ہے کہ اس میں ہم نے سروسdeliveryپرfocusکیا ہےassets consolidation is the theme of the budget.اورpre-budget sessionکے دوران اپوزیشن اورtreasuryدونوں یہ کہہ رہے تھے کہ ہسپتال کھڑے ہوئے ہیں اُن میں نرسز نہیں ہیں، ڈاکٹر نہیں ہیں اور ادویات نہیں ہیں۔ سکولوں کوrepairاورmaintenanceکی ضرورت ہے۔ یہ سبrealizeکرتے ہوئے اس دفعہrepair and maintenanceکے بجٹ کوsubstantiallyبڑھایا گیا ہے۔ بجٹ میں ایک اور اہم بات یہ ہے کہongoing schemesکوfocusکیا گیا ہے اور155 billion rupeesadditionalرکھے گئے ہیں جو کہongoing schemesکوcompleteکرنے کے لئے رکھے گئے ہیں تاکہ اُس سےoutcomesنکلنا شروع ہو جائیں اورservice delivery facilitateہو جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ بات بھی یہاں کہتی چلوں کہ ان سب چیزوں کوfinanceکرنے کے لئے ہم اپنےtaxation structureمیںstructural reformsلے کر آئے ہیں۔ ابھی direct indirect taxationکی بات ہو رہی تھی گزارش ہے کہ اس دفعہ بجٹ کاfocusleakagesکو بند کرنا ہےunder taxedاورuntaxed sectorsکوtax netمیں لانا اور progressive measuresکےthrough resources mobilizeکرنا ہیں۔ ہم نے urban immovable property taxکیreformsکی ہیں اور بہت سے مزیدreformsلے کر آرہے ہیں ایسا کوئی بھیmeasureنہیں لیا گیا ہے جس کاincidence regressiveہو یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اس بات کوemphasisکر رہے ہیں کہtaxesکا بوجھ عام آدمی پر نہ پڑے۔ ابھی یہ بھی بات ہو رہی تھی کہ ہم نے قرضے بہت زیادہ لے لئے ہیں گزارش یہ ہے کہ پنجاب کی تقریباً 14 trillionکیeconomyہے جو قرضوں کی بات ہو رہی ہے وہ ہماریeconomyکا مشکل سے

تین فیصد ہے صوبہ پنجاب کے پاس گنجائش ہے کہ وہ debt کو sustain کر سکیں اور اس طرح سے fiscal space بڑھا سکے تاکہ صوبے کو ترقی کے لئے وہ وسائل فراہم کر سکیں جو اُس وقت needed ہیں۔ ہم نے کوئی بوجھ ایسا نہیں ڈالا ہے جو کہ صوبہ پنجاب اٹھا نہیں سکتا اور یہ کہنا کہ ہم نے صوبہ کو قرضوں کے بوجھ تلے دبا دیا ہے justified نہیں ہو گا اس لئے کہ اس وقت یہ 3 percent of our economy سے کم بوجھ ہے۔ یہاں بات یہ بھی کہی گئی ہے کہ یہ common man کا بجٹ نہیں ہے۔ infact یہ بات کی گئی ہے کہ social protection میں کٹوتی ہوئی ہے۔ میں اس لئے کہتی ہوں کہ یہ common man کا بجٹ ہے کہ نہ صرف اس میں emphasis کیا ہے job growth اور creating کو vocational training بلکہ اس بجٹ میں کوئی ڈیڑھ درجن سے زیادہ targeted interventions ایسی ہیں جس میں 75 بلین روپے خرچ ہوں گے جو عام آدمی کی سہولت کے لئے ہوں گے چاہے وہ سہولت ٹرانسپورٹ ہو، سکول جو جانے والے بچوں کے workers کو، labours کو ملیں، چاہے وہ Food subsidy کی مد میں ہو، چاہے وہ Health insurance کارڈ کی مد میں ہو، چاہے وہ آشیانہ سکیم کی مد میں ہو، چاہے وہ skill development کی مد میں ہو، وہ سب عام آدمی کے اوپر خرچہ ہے اور ان interventions کے لئے 75 بلین روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے اور اگر آپ regular education اور regular health budget بھی اس میں شامل کر لیں کہ وہ عام آدمی کو provide facilities کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو یہ مد اُس سے بھی زیادہ بڑھ جائے گی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ بجٹ واقعی عام آدمی کا بجٹ ہے یہ ایک progressive budget ہے یہ ایک reformist بجٹ ہے وہ بنیادیں دے رہا ہے جو اس صوبہ کو انشاء اللہ اگلے چار سال میں ایک high ترقی یافتہ صوبہ بنا سکتا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: Next قاضی احمد سعید صاحب!

قاضی احمد سعید: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا پاکستان پیپلز پارٹی کے آٹھ ممبران صوبائی اسمبلی ہیں اور سب نے نام دیئے تھے دو نے رضاکارانہ طور پر اپنے نام withdraw کر لئے لہٰذا اُن کا ٹائم بھی مجھے دے دیں۔

جناب سپیکر: کن کا جی؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! مخدوم علی اکبر محمود اور رئیس ابراہیم خلیل احمد صاحب!

جناب سپیکر: میرے پاس اُن کی کوئی request نہیں ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! اُن کے نام جمع ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں میرے پاس اُن کی کوئی request نہیں ہے

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! بجٹ 15-2014 پر بات کرنے سے پہلے میں بجٹ 13-2012 سے پہلے کا پس منظر پیش کرنا چاہتا ہوں۔آپ کو یاد ہو گا جب ممبران صوبائی اسمبلی نے حلف لیا اور وزیر اعلیٰ منتخب ہوئے on the floor of the House وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے پنجاب کی ترقی کے حوالے سے چند باتیں کی۔ میں اُن پر اپنی چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا کہ ہم تین ماہ کے اندر Energy Crisis پر کنٹرول کریں گے اور پنجاب میں لوڈ شیڈنگ کا خاتمہ کر دیں گے۔

جناب سپیکر! دوسرا انہوں نے فرمایا کہ میں تمام ایوان کو، اپوزیشن لیڈر اور اپوزیشن ممبران کو ساتھ لے کر چلوں گا۔اس کے بعد انہوں نے کہا کہ میں پنجاب میں بے روزگاری کا خاتمہ کروں گا، ملک میں جو مہنگائی اور بدامنی ہے اس کا خاتمہ کروں گا۔آپ کو یاد ہو گا جب پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی آپ بھی اس ایوان میں موجود تھے، میں بھی تھا وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے پاکستان پیپلز پارٹی کے لوڈ شیڈنگ کے حوالے سے Energy Crisis کے حوالے سے مینار پاکستان پر کیمپ لگایا اور ہاتھ والے پنکھے چلا کر protest کیا، جب انہوں نے اقتدار سنبھالا وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی حکومت آئی پنجاب میں میاں محمد شہباز شریف نے حکومت سنبھالی تو انہوں نے کہا کہ ہم تین ماہ میں Energy Crisis کو کنٹرول کر لیں گے اس پر پورا ایوان گواہ ہے، تین ماہ گزر گئے، ایک سال گزر گیا اب 2018 تک کہہ رہے ہیں۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو دعوت دیتا ہوں کہ آئیں Energy Crisis پر protest کریں مینار پاکستان پر کیمپ لگائیں تو اپوزیشن کے ممبران آپ کے پیچھے بیٹھنے کو تیار ہیں

جناب سپیکر: آپ مینار پاکستان پر کبھی گئے ہیں؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! آپ میری گزارش سن لیں، لوڈ شیڈنگ کی بات تو بہت دور کی بات ہے پاکستان پیپلز پارٹی کے دور میں گھریلو صارفین کا جو tariff تھا ایک سے پچاس unit تک تین روپے پچاس پیسے اور پچاس سے سو unit تک پانچ روپے پچاس پیسے اور اب جب پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت آئی

تو اب ان کا tariff یہ ہے کہ ایک سے پچاس unit تک نو روپے اور پچاس سے سو unit تک اٹھارہ روپے ہے یہ حالات ہیں اور لوڈشیڈنگ کا طریقہ واردات بھی میں آپ کو اور اس ایوان کو بتا تا چلوں کہ شہروں میں بتدریج اس انداز میں لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے لیکن دیہاتی فیڈر اور جو دیہاتی sub divisions ہیں اُن کا یہ حال ہے کہ بیس بیس گھنٹے اُن کے فیڈر بند رہتے ہیں اور غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ ہوتی ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ فیڈر میں fault ہے، درختوں کی کٹائی ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت Energy Crisis کو کنٹرول کرنے میں ناکام رہی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ میں اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلوں گا ایک سال گزر گیا ہے انہوں نے قائد حزب اختلاف سے مشاورت کی اور نہ انہوں نے اپوزیشن ممبران کو کسی legislation میں پنجاب کی ترقی کے حوالے سے اور بجٹ بنانے کے حوالے سے اعتماد میں لیا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اسی floor پر وزیر قانون نے یقین دہانی کرائی اور وزیر اعلیٰ صاحب نے اس اسمبلی بلڈنگ میں اپوزیشن کے ممبران کو یہ یقین دلایا کہ آپ کی تجاویز پر آپ کی خواہشات کے مطابق آپ کے حلقے میں فنڈز دیئے جائیں گے۔ ایک سال ہو گیا ہے مگر اپوزیشن کے ممبران کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اُن کی ضلعی کمیٹیوں میں نمائندگی نہیں، ان کو فنڈز نہیں دیئے گئے اس کا مطلب یہ ہوا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے اس وعدے سے بھی منحرف ہو گئے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ budget speech میں کہیں یہ بھی ذکر آتا کہ ہم اس پنجاب میں کرپشن کا خاتمہ کریں گے۔ کرپشن کا لفظ ایک جگہ بھی نہیں آیا اس کا مطلب ہے کہ پنجاب کرپشن سے پاک ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں مہنگائی کے حوالے سے یہ کہوں گا کہ آپ ہی انصاف کریں کہ کیا وزیر اعلیٰ پنجاب یہ وعدہ پورا کر چکے ہیں کہ پنجاب میں مہنگائی کا خاتمہ ہو گیا ہے؟ لوگ یوٹیلیٹی بلوں کے نیچے دب کر رہ گئے ہیں۔ جہاں تک تعلق ہے 2013 کا تو وزیر خزانہ موجود ہیں، یہ بجٹ نمائشی اور فرمائشی تھا۔ یہ لفظوں کا ہیر پھیر ہے۔[*******]

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں اور ان کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔ دیکھیں، آپ ایک معزز ممبر ہیں، آپ کو ایک معزز ممبر کا خیال رکھنا چاہئے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے اس ایوان میں جنوبی پنجاب کا بار بار ذکر کیا ہے۔ میں دو مثالیں دوں گا۔ یہ کریڈٹ بھی پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کو جاتا ہے کہ انہوں نے این ایف سی ایوارڈ صوبوں کو دے کر ان کو آبادی اور حقوق کے مطابق حصہ دیا۔ اپوزیشن نے ہمیشہ اس ایوان میں یہ باور کرایا ہے کہ ضلعی سطح پر بھی این ایف سی ایوارڈ قائم کیا جائے تاکہ ضلعوں کو پتا چلے کہ ان کا کیا حصہ ہے؟

جناب سپیکر: چلیں، اب wind up کر دیں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! بہت موضوع تھے مگر بات مکمل نہ ہو سکی۔ انہوں نے جو جنوبی پنجاب کا ذکر کیا ہے میں اس کی ایک مثال دے رہا ہوں۔ جب لاہور میں میٹرو بس بن رہی تھی تو وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا تھا کہ end of metro ملتان اور راولپنڈی میں بھی یہ منصوبہ بنے گا۔ انہوں نے راولپنڈی میں تو کام شروع کرا دیا مگر ملتان میں شروع نہیں ہوا۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ میٹرو بس کا منصوبہ لاہور کے بعد ملتان میں شروع کراتے لیکن انہوں نے راولپنڈی میں شروع کرایا۔

جناب سپیکر! یہ اخبار دیکھیں، کتنی بڑی زیادتی ہے کہ اس میں لکھا گیا ہے کہ نشتر گھاٹ ہمارا منصوبہ ہے۔ منڈا صاحب ابھی فرما رہے تھے کہ ہم نے گوادر کو functional کر دیا۔ نشتر گھاٹ کا منصوبہ پاکستان پیپلز پارٹی کا منصوبہ تھا جو پچاس فیصد مکمل ہوا اور اس حکومت نے اس کو جاری رکھا ہے۔ یہ کریڈٹ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کو جاتا ہے۔ گوادر کو functional کرنے کا منصوبہ بھی جناب آصف علی زرداری کا تھا۔ انہوں نے گوادر کو چین کے حوالے کر کے اس منصوبہ کو functional کیا، یہ کریڈٹ بھی پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کو ہی جاتا ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! مجھے صرف پانچ منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: میں پانچ منٹ کہاں سے دوں؟

قاضی احمد سعید: میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں اور میری تجویز ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! پنجاب کے سرکاری ملازمین کے ساتھ کتنی بڑی زیادتی ہے۔ انہوں نے ایک سال سے انتظار کیا کہ بجٹ میں ہماری تنخواہیں بڑھائی جائیں گی اور وہ بھی صرف دس فیصد بڑھائی گئیں۔ جس غریب ملازم کی تنخواہ دس ہزار روپے ہے سال کے بعد اس کی تنخواہ صرف ایک ہزار روپے

بڑھی۔آپ مہنگائی کا تناسب دیکھیں اور تنخواہ کا تناسب بھی دیکھیں۔میرے بھائی یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ہماری تنخواہ بھی دس ہزار روپے ہے اور یہ بھی دس فیصد بڑھی ہے۔میری گزارش یہ ہے کہ بجٹ میں تنخواہیں بڑھتی ہیں میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ اس تجویز کو نوٹ کر لیں کہ تنخواہیں سکیل کے حساب سے بڑھائی جائیں۔ٹھیک ہے کہ آپ دس فیصد بڑھاتے ہیں مگر ایک سے 10 سکیل تک کے ملازمین کے لئے 20 فیصد تنخواہیں بڑھائیں، 10 سے 15 سکیل تک کے لئے 15 فیصد اور 15 سے آگے سکیل تک کے لئے 10 فیصد بڑھائی جائیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ تعلیم اور صحت کا حال بُرا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! آپ کی وجہ سے میرا اتمام موضوع ختم ہو گیا ہے اور میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔وزیر خزانہ اور وزیر تعلیم نے ایجوکیشن پر اربوں، کھربوں روپے کا بجٹ لگا دیا ہے۔وہ آئیں میں انہیں نوٹ کراتا ہوں کہ اس حکومت کے چھ بجٹ ہو گئے ہیں اور یہ چھٹا سال ہے، یہ اس دور کا یہ دوسرا بجٹ ہے۔وہ میرے حلقے میں آئیں KLP روڈ پر رحیم یار خان جاتے ہوئے ایک سکول ہے جس کا نام گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول شہباز پور غربی ہے۔خدا کی قسم اس کی چار دیواری ہے، اس میں فرنیچر ہے اور نہ toilets ہیں۔یہاں یہ بات کرتے ہیں کہ ہم نے اربوں روپے خرچ کر دیئے۔یہ جنوبی پنجاب کی بات ہے، یہ ان کے کھوکھلے نعروں کی بات ہے۔یہ میرے پاس اخبار روزنامہ "ایکسپریس" ہے جو یکم جون 2014 کا ہے۔چولستان میں 4 ہزار 433 بچوں کا مستقبل تاریک۔۔۔

جناب سپیکر: قاضی صاحب! اب wind up کریں، مہربانی کریں اور دوسروں کا حق نہ ماریں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! eye to eye contact ہونا چاہئے۔آپ بات سنا بھی کریں اور درمیان میں نہ بولا کریں۔

جناب سپیکر: حضرت! آپ تشریف رکھیں۔میں نے جو ٹائم دیا ہے اس سے زیادہ نہیں ملے گا۔یہ باتیں نوٹ ہو رہی ہیں۔جی، قاضی صاحب!

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! آپ صاف پانی کو لے لیں۔خدا کی قسم ہمارے علاقے میں جانور اور انسان ایک ہی جگہ سے پانی پیتے ہیں۔وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف علاقے کا visit کر کے اپنی

آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ 5-ارب روپے صاف پانی کے لئے اور 30-ارب روپے انرجی سیکٹر کے لئے رکھے گئے۔ یہ کیا انصاف ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ان کی بات غور سے سنیں، آپ نے جواب دینا ہے۔ جی، قاضی صاحب!

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! یہاں پر گپ شپ ہو رہی ہے اور میرے خیال میں بات سنی نہیں جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ساری ریکارڈ ہو رہی ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں اسی طرح ایک اہم بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم تھوڑا ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! آپ نے وقت کی قید لگا کر سارا موضوع ہی تبدیل کر دیا ہے۔ میرے پاس صرف ایک ہی نکتہ ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اس طرح کیسے ٹائم دے دوں؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس بجٹ میں کسان کے لئے 10-ارب روپے کھاد پر سبسڈی دی گئی۔ کسان کتنا مظلوم ہے کہ سب سے پہلے اسے جعلی ادویات اور کھاد کے مرحلہ سے گزرنا پڑتا ہے، اس کے بعد اس کو آبیانہ اور مالیہ دینا پڑتا ہے، پھر اس پر زرعی ٹیکس بھی عائد کر دیا گیا ہے۔ اب اس گورنمنٹ نے کسان پر زرعی انکم ٹیکس لاگو کیا ہے۔ سبسڈی دینے کا کیا فائدہ ہے؟ یہ کتنا بڑا ظلم اور زیادتی ہے۔

جناب سپیکر! میری آخری بات سن لیں اور میں اس کو wind up کر رہا ہوں۔ قائد حزب اختلاف نے آج کوئی دھاندلی کی بات نہیں کی، میں صرف دو منٹ لوں گا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کو پنجاب میں صرف تین سیٹیں ملیں اور وہ بھی ہضم نہیں ہو رہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ ان کا مائیک بند کریں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! یہ مناسب بات نہیں ہے، آپ نے سارا موضوع change کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کیا کہا ہے؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں نے کہا ہے کہ آپ نے سارا موضوع change کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ پھر ضمنی بجٹ پر بات کر لینا۔ شیخ علاؤالدین صاحب! آپ بات کریں۔ شیخ صاحب! اب آپ کے ساتھ بھی وہی ہونا ہے جو دوسروں کے ساتھ ہوتا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے ان کو 17 منٹ دیئے ہیں لیکن پتا نہیں کہ آپ میرے ساتھ کیا کریں گے؟ میں گھڑی دیکھ رہا تھا۔

جناب سپیکر: آپ تھوڑا سا خیال کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں تھوڑا سا نہیں بلکہ بہت خیال کرتا ہوں لیکن مجھے آج بات کر لینے دیجئے گا۔ مجھے تو ویسے بھی point of clarification کا ٹائم بھی ملنا چاہئے کیونکہ قائد حزب اختلاف نے میرا نام لے کر کہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کیا کہا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو بھی کہا ہے۔ مجھے اس پر point of clarification کے لئے آدھا گھنٹہ ملنا چاہئے۔

وزیر جیل خانہ جات (عبدالوحید چودھری): جی، ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: جی، یہ انہوں نے دیا ہے یا میں نے دیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے آپ سے لینا ہے اور کسی سے نہیں لینا۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ آرام سے طریق کار کے مطابق مہربانی کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! قانون میرے لئے ہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، سب کے لئے ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے ایک ہزار ارب روپے کا تاریخی بجٹ جو عوام کی فلاح کے لئے پیش کیا ہے میں انہیں اور محترم وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جس کی حقیقتاً بنیاد نئے ٹیکس لگانا نہیں ہے بلکہ taxes کی collection ہے۔ میں جو بھی تجاویز دوں گا، میں چاہوں گا کہ وزیر خزانہ صاحب نے پہلے بھی مجھ پر مہربانی کی ہے اور

Resource Committee میں میری تجاویز کو بجٹ کا حصہ بنایا ہے لیکن میں نے ایک تجویز ایسی دی تھی جو میں ایوان کے سامنے بھی پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر Transfer of Property Act کے تحت property کی valuation کو صحیح price میں لاکر رجسٹرڈ کرلیں تو یہ صوبہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے surplus میں چلا جائے گا۔ Encashment کا ریٹ تین سے ساڑھے تین فیصد ہے لیکن اڑھائی فیصد اگر زکوٰۃ کے اندر وہ پیسا لے لیا جائے، میں مختصراً ایوان اور آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اگر ایک کروڑ روپے کی پراپرٹی کو 40 لاکھ میں رجسٹرڈ کیا جارہا ہے تو بقایا 60 لاکھ پر اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ لے کر اسے white قرار دے دیا جائے۔ اس کا direct فائدہ یہ ہو گا کہ ہمیں رجسٹریشن اکاؤنٹ سے اتنا پیسا ملے گا کہ ہمیں شاید اور ٹیکس لگانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

جناب سپیکر! میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ وفاقی حکومت سے اس پر بات کر کے ایک تو ہم اللہ کا جو حکم ہے اس پر پورا اتریں اور دوسرا یہ کہ یہ ہمیشہ کے لئے پیسا white ہوتا ہے، ایک پراپرٹی کو lesser value appear کر کے جو ہمیشہ کے لئے پیسا black ہو جاتا ہے۔ ہمارا ایک پڑوسی ملک ہے جس کا نام میں intentionally نہیں لے رہا انہوں نے رجسٹریشن ایکٹ میں اس طرح کی amendment کی ہے، میری وزیر خزانہ سے بات ہوئی تھی اور وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی اس کو بہت پسند کیا ہے۔ انہوں نے amendment یہ کی ہے کہ اگر رجسٹریشن کے وقت کسی پراپرٹی کو رجسٹرار یہ سمجھے کہ اس کی value کم دکھائی جارہی ہے تو on the behalf of the government وہ اس پراپرٹی کو 25 فیصد increase دے کر خرید لیتا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں اور وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس پر فوری طور پر قانون بنایا جائے تاکہ ہمیشہ کے لئے ہمارا صوبہ surplus ہو جائے۔

جناب سپیکر! معاملات یہ ہیں کہ اپوزیشن کے بہت اعتراضات ہیں لیکن ایجوکیشن سیکٹر میں تاریخی طور پر 273۔ ارب روپے دینا، یقیناً آج سے دس سال پہلے تک جن سکولوں کی واقعی چار دیواریاں نہیں تھیں، ہمارے ایوان میں بیٹھے ہوئے بہت سے معزز ممبران جانتے ہیں کہ وہاں پر ٹیچرز کے لئے لیٹرین نہیں تھیں۔ آج ان میں بیشتر سکولز update ہو چکے ہیں اور موجودہ بجٹ میں بھی ان کے لئے مزید پیسا رکھنا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ڈی ایچ اے میں 705 ایکڑ رقبہ جو IT Knowledge city کے لئے رکھا گیا ہے وہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ دانش سکولوں پر اکثر اعتراضات ہوتے ہیں لیکن دانش

سکولوں ہی کی وجہ ہے کہ آج ایک عام آدمی کا بچہ بہت کچھ سیکھ رہا ہے اور بہت کچھ پڑھ رہا ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ سکولوں میں dropout بڑھ رہا ہے اور سکولوں کا dropout پکڑا جا سکتا ہے کہ سکولوں کے اساتذہ سے unionism ختم کیا جائے۔ جب وہ unionism ختم ہو تو ان کی بنیاد پر اور ان کی performance پر ان کو آگے لایا جائے۔ اس بات کو بھی دیکھا جائے کہ اگر 200 بچے کسی کالج میں داخل ہوئے ہیں لیکن جب امتحان ہوتے ہیں تو اس کا رزلٹ 70 بچوں کے لئے دیا جاتا ہے اور 130 بچوں کو dropout کیا جاتا ہے تاکہ کالج کا رزلٹ خراب نہ ہو۔ اس پر ہماری حکومت کو ضرور توجہ دینی چاہئے کہ اگر 200 بچے داخل ہوئے ہیں تو 10 فیصد سے زیادہ dropout نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں نے Resource Committee میں بھی گزارش کی تھی اور ابھی اس ایوان کی خدمت میں بھی عرض کر رہا ہوں کہ پرائیویٹ سکولوں اور کالجوں کو یقیناً services and sale tax کے net میں لایا جائے۔ یہ جس قیمت پر services دے رہے ہیں ان کو لازمی services کے sale tax net میں لایا جائے اور ان کو کسی صورت میں ignore نہ کیا جائے۔ اس پر counter argument یہ کیا گیا تھا کہ ابھی ہم تعلیم اور صحت کو ہاتھ نہیں لگا رہے لیکن اگر ہم نے تعلیم اور صحت کو ہاتھ نہ لگایا، جیسے کہا گیا کہ فوڈ کو ہاتھ نہیں لگایا تو پھر PC Hotel کو بھی exempt کر دیا جائے کیونکہ وہ بھی تو فوڈ ہی بیچتا ہے اسی لئے بنیادی طور پر ان کو tax net میں لانا چاہئے۔

جناب سپیکر! ہسپتالوں میں دوائیوں کی خریداری کو transparent کیا جائے۔ تمام کے تمام ٹینڈر چاہے وہ سی اینڈ ڈبلیو کے ہوں، اریگیشن کے ہوں، ہیلتھ کے ہوں یا کسی اور محکمے کے ہوں اس پر میری استدعا ہے کہ پبلک کے نمائندے جو اس ایوان میں موجود ہیں ان کا عمل دخل بڑھایا جائے اور ان کی بغیر recommendation کے کوئی billing نہ کی جائے۔ اگر آپ ان لوگوں کو جو پبلک سے باقاعدہ اعتماد کا ووٹ لے کر آتے ہیں تو اگر ان کو کسی بھی development اور purchase کے کاموں میں involve کریں گے تو یقین کیجئے کہ حالات بہت بہتر ہوں گے اور میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ deciding authority کے ساتھ ہمارا کوئی بھی معزز رکن بیٹھے گا تو deciding authority سوچے گی کہ میں کس ریٹ پر ٹینڈر دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میری گزارش ہے کہ جو TV پر unregistered دوائیوں کے مختلف اشتہار دیئے جا رہے ہیں اس کی وجہ سے ہمارا بجٹ بڑھ رہا ہے اور بیماریاں بھی بڑھ رہی ہیں ان کو روکا جائے۔ آپ کے اور وزیر خزانہ کے علم میں ہے کہ کسی قسم کی منی لانڈرنگ State Bank کے

rulesکے خلاف ہے لیکن میں حیران ہوں کہ TV پر روزانہ money launderingگاڑیوں کے againstپراپرٹی کے againstاور gold کے against ہو رہی ہے جو کہ ایک جرم ہے اور اتنا سخت جرم ہے کہ اس کی بہت بڑی سزا ہے لیکن یہ دھڑلے سے اشتہارات آرہے ہیں اور لوگوں کو لوٹا جارہا ہے۔اس پر حکومت کو فوری طور پر توجہ دینی چاہئے کہ اس قسم کے اشتہاروں کو بند کیا جائے۔

جناب سپیکر! پنجاب پولیس کے لئے جو بجٹ بڑھایا گیا ہے وہ ایک اچھا اقدام ہے لیکن اس کے اندر میں ایک بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ پچھلے پورے سال میں پنجاب پولیس کی کسی بھی ضلع میں بھرتی نہیں کی گئی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جو اس کے لئے فنڈز رکھے گئے تھے وہ فنڈز lapse ہو گئے ہیں۔اس وقت پنجاب کا کوئی ضلع ایسا نہیں ہے جہاں پر بھرتی اور افرادی قوت پوری ہو۔ حق تو یہ ہے کہ جہاں تک maintenanceکا پیسا ہے اس پیسے کے سخت auditکی ضرورت ہے۔ میں تیزی سے چل رہا ہوں مجھے پتا ہے کہ آپ نے میرے ساتھ کیا کرنا ہے۔

جناب سپیکر!اس لئے میں ییلو کیب پر آگیا ہوں اور میں نے کافی چیزیں چھوڑ دی ہیں۔ محترم وزیر اعلیٰ نے 50ہزار ییلو کیب کا پنجاب کے لوگوں کو تحفہ دیا ہے۔20ہزار گاڑیاں جو 2011 میں دی گئی تھیں اس کے رزلٹ انتہائی بہترین آئے ہیں اور ایوان کو یہ سن کر بہت خوشی ہوگی کہ اس کے repayment resultبھی99.5فیصد آئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اب ان 50ہزار گاڑیوں کے اندر وزیر اعلیٰ نے ایک اور بہت بڑی مہربانی کی ہے اور وہ یہ ہے کہ رورل یوتھ کے لئے بھی light commercial vehiclesکو شامل کر دیا ہے۔یہ light commercial vehiclesوہ گاڑیاں ہیں جن کا Tonnage weight one ton or more than one tonہے جس کی وجہ سے شہروں میں دودھ کی سپلائی، سبزیوں کی سپلائی، فروٹ کی سپلائی، برائلر اور اس قسم کے روزگار ہوں گے جس کا میں بڑا محدود اندازہ بتا رہا ہوں کہ ایک گھر میں انشاء اللہ تعالیٰ یہ گاڑیاں جو وزیر اعلیٰ نے اب شامل کی ہیں تقریباً ایک لاکھ روپے ایک خاندان کو ماہوار ملنا شروع ہو جائے گا۔یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے خدا کرے کہ اس سلسلے میں ہم کامیاب ہوں، ہمارے پچاس ہزار گھروں کو انشاء اللہ اتنا ہی پیسا ملنا شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ جنگلات کے متعلق عرض کروں گا۔ میرے حلقہ میں چھانگا مانگا جنگل کے لئے تقریباً آٹھ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ میں نے اس معزز ایوان میں بہت دفعہ یہ گزارش کی ہے کہ چھانگا مانگا کا جنگل اس وقت تک نہیں بچ سکتا جب تک اس کی چار دیواری نہ ہو کیونکہ وہاں پر

لکڑی کی چوری عام ہے۔وزیر اعلیٰ نے 2009 میں اس پر احکامات بھی جاری کئے تھے لیکن آج تک چار دیواری کا کوئی کام نہیں ہوا لہذا میری وزیر خزانہ سے استدعا ہو گی کہ آٹھ کروڑ روپے میں سے on going scheme رکھ کر اس میں سے دو کروڑ روپے سے چار دیواری شروع کی جائے تاکہ یہ جنگل ہمیشہ کے لئے بچ جائے۔

جناب سپیکر! سروسز پر سیلز ٹیکس لگا دیا گیا ہے، دکانداروں پر بھی سیلز ٹیکس لگا دیا گیا ہے لیکن میں حیران ہوں اس بات پر، میں نے وزیر خزانہ سے بھی یہ عرض کی تھی کہ ان سپیشلسٹ ڈاکٹروں پر کیوں ٹیکس نہیں لگایا گیا جو روزانہ تقریباً آٹھ سے دس لاکھ روپے کما کر گھر جاتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین) میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کو اس سے کیوں exempt کیا گیا ہے، ان وکلاء پر کیوں سیلز ٹیکس نہیں لگایا گیا جو ایک ایک کیس کے اندر ایک کروڑ روپیہ فیس لیتے ہیں؟ اگر ہم across the board tax نہیں لگائیں گے تو پھر جو لوگ ہم پر تنقید کرتے ہیں وہ یہ کہیں گے کہ اگر ہم ایک ورکشاپ والے پر بھی ٹیکس لگانے پر اتر آئے ہیں تو Why not on these Professors. جو ویسے بھی تین مہینے کی تاریخ دیتے ہیں اور جب دیتے ہیں تو تین لاکھ روپے لینے کے بعد مریض کو جس حالت میں چھوڑتے ہیں وہ آپ بھی جانتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ ان کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ اسی طرح یہ جو ریسٹورنٹس پر ٹیکس لگایا گیا ہے، میری یہ گزارش ہو گی اور پورے ایوان سے ہو گی کہ اسی ایوان نے جب شادی بیاہ کی رسومات پر دس بجے کا ٹائم مقرر کیا تھا، جب پونے دس بجے لائٹیں بند ہوتی ہیں تو کتنے لوگوں کی دعائیں آج اس ایوان کو ملتی ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اگر ہم ریسٹورنٹس کو جو پوری دنیا میں سات بجے بند ہو جاتے ہیں، سات بجے کے بعد کہیں کھانا نہیں ملتا سوائے casinos کے، اگر ہم ان کو بند نہیں کر سکتے تو پھر نو بجے کے بعد جو ریسٹورنٹس اپنا بزنس کرتے ہیں ان پر پچیس فیصد کے حساب سے سیلز ٹیکس لگایا جائے تاکہ odd hours میں جو لوگ hoteling کرتے ہیں اور odd hours سے میری مراد وہ بھی ہے، آپ سمجھ رہے ہیں کہ odd hours جو ہیں وہ کہاں تک جاتے ہیں۔ ان odd hours کے اندر جب تک hoteling بند نہیں کریں گے اس وقت تک معاملات بہتر نہیں ہوں گے۔ جو حکومت ہے وہ اصل میں guardian ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ماں باپ سے پہلے بھی گورنمنٹ کا حصہ ہے کہ وہ as a guardian اس کو روکے۔ بہت بہت شکریہ۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! اس 2013 کے الیکشن میں جو کچھ چیزیں interesting تھیں اس میں ایک اور interesting چیز یہ ہے کہ تمام جو پولیٹیکل پارٹیز ہیں وہ اپوزیشن میں بھی ہیں اور گورنمنٹ میں بھی ہیں۔ ابھی قائد حزب اختلاف نے جو تقریر فرمائی اس میں انہوں نے پنجاب کے حوالے سے black paint کیا، تھوڑی سی comparative study میں ایوان کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں۔ بجٹ کے اندر ہمارے جو مختلف اقدامات ہیں اور جو بجٹ کے اندر announce کئے گئے ہیں، ان پر انہوں نے جو تنقید کی میرے خیال میں وہ شاید بھول گئے اور ان کی دلچسپی کے لئے میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ میٹرو بس کا منصوبہ، لینڈ ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن، طلباء کے لئے سکالر شپ، شہروں میں بچت بازار کے منصوبے، شمسی توانائی سے چلنے والے واٹر پمپس، صاف پانی اور ہیلتھ انشورنس سکیم جیسے منصوبے جو ہیں وہ خیبر پختونخوا کے بجٹ کے اندر پنجاب حکومت کی تقلید کرتے ہوئے شامل کئے گئے ہیں۔ میں کس بات کو صحیح مانوں کہ ایک طرف پنجاب کے ایوان کے اندر کھڑے ہو کر ان منصوبوں کی مخالفت کی جا رہی ہے اور دوسری طرف خیبر پختونخوا کے بجٹ کے اندر ان تمام منصوبوں کی تقلید کی گئی ہے اور اس میں دو تین ابھی important اور interested چیزیں ہیں، ابھی جو انہوں نے گورنمنٹ ملازمین کی دس فیصد تنخواہ کے بارے میں جو کچھ کہا، اتفاق کی بات ہے کہ سندھ میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے اور خیبر پختونخوا میں پی ٹی آئی کی حکومت ہے، دونوں نے ہی 10 فیصد اضافہ رکھا ہے۔ وہاں پر تو کسی نے ان کو منع نہیں کیا تھا وہاں پر سندھ میں اور خیبر پختونخوا میں پچاس فیصد اضافہ کیوں نہیں کر دیتے ان کو اس سے کسی نے نہیں روکا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسری بات اس میں دیکھنے والی یہ ہے کہ خیبر پختونخوا کا جو بجٹ ہے اور پنجاب کا جو بجٹ ہے تعلیم اور صحت میں پنجاب کا بجٹ خیبر پختونخوا کے بجٹ سے 6 فیصد زیادہ ہے۔ مجھے یہ بھی بڑا interesting لگا جب میں نے خیبر پختونخوا کے بجٹ پر تھوڑی سی ریسرچ کی، پچھلی دفعہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کا جو خیبر پختونخوا کا بجٹ تھا وہ 60 فیصد surrender کیا گیا ہے اور فروری 2014 میں پہلا منصوبہ پشاور کے اندر شروع کیا گیا اور اس سے پہلے۔۔۔

جناب سپیکر: ان کو چھوڑیں آپ اپنی بات کریں، آپ صوبہ پنجاب کی بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! عام بحث میں میرا حق ہے اور میں comparative study کی بات کر رہی ہوں کچھ کچھ facts and figures یہاں دینا ضروری ہیں۔ اس کے بعد ابھی

انہوں نے austerity کی بات کی جس پر اپوزیشن لیڈر نے بہت emphasis کیا میں ان کو یہ بتادوں کہ جو دس مرلہ کا گھر خیبر پختونخوا کے بجٹ کے اندر کہا گیا تھا، خود خیبر پختونخوا کے فنانس منسٹر نے اس بات کو اپنی پوسٹ بجٹ تقریر میں کہا کہ اس کی وزراء کی طرف سے مخالفت کی گئی ہے اور خیبر پختونخوا کے جو وزراء ہیں وہ austerity چاہتے ہیں اور نہ ہی وہ دس مرلہ کا گھر چاہتے ہیں۔ تکلیف دہ بات یہ ہے جو خیبر پختونخوا کے سکول ہیں سٹوڈنٹس کے لئے ،ٹاٹس کے لئے 79.80 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ طالبان کا آفس کھلوانے کے لئے پی ٹی آئی تیار تھی لیکن وہاں کے بچوں کو فرنیچر دینے کے لئے پی ٹی آئی تیار نہیں ہے اور وہاں کے بچوں کو ٹاٹوں پر بٹھایا جا رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم نے سنا ہے کہ خیبر پختونخوا میں لاء اینڈ آرڈر کی situation بہت خراب ہے اور پچھلی دفعہ پولیس کے لئے 23 بلین روپے رکھے گئے تھے جو کہ اس دفعہ 27 بلین روپے کر دیئے گئے ہیں اور یہ بھی تنخواہوں کی مد میں ہیں یعنی ایک پائی کا بھی اضافہ کیا گیا، کوئی equipment خریدنے کے لئے اور نہ ہی ان کی ٹریننگ کے لئے کوئی رقم رکھی گئی ہے بلکہ اس کے مقابلے میں پنجاب میں 16 فیصد پنجاب کی لاء اینڈ آرڈر کی situation بہتر کرنے کے لئے اضافہ کیا گیا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ڈویلپمنٹ فنڈز جن کے اوپر اپوزیشن نے بہت hue and cry کیا اور پچھلے بہت دنوں سے، ہمیں بہت کچھ اس ایوان میں دیکھنے کو ملا، میں آپ سے صرف گزارش یہ کرنا چاہتی تھی کہ خیبر پختونخوا کے اندر اپوزیشن کے جو 46 ممبران ہیں ان کو ایک پائی بھی ڈویلپمنٹ کے لئے فنڈ نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر! دوسری interested بات یہ ہے کہ جہاں تک foreign aid کی بات ہے خیبر پختونخوا گورنمنٹ کے اندر 75 پراجیکٹس جو ہیں وہ یو ایس ایڈ اور foreign aid پر چل رہے ہیں جس پر 39.7 بلین روپے foreign loan لے رہے ہیں اور 27.3 بلین روپے collation funds سے حاصل کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ پنجاب کی طرف آئیں، پنجاب کی بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اوروں کو نصیحت خود میاں فصیحت نہیں ہونا چاہئے، کچھ کر کے تو دکھائیں یہ تو تبدیلی کے نام پر منتخب ہو کر آئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ پنجاب کی بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ تو تبدیلی کے نام پر آئے ہیں، جب مشرف نے takeover کیا تھا ہم اس کے دور میں ماریں کھا رہے تھے، ہم اس وقت جیلوں میں جا رہے تھے جمہوریت ہمیں

پلیٹ میں رکھ کر کسی نے پیش نہیں کی اور انہوں نے جو بھی کہا ہم نے ڈیڑھ گھنٹہ ان کی بات سنی، عام بحث کے اندر آپ رولز نکال کر دیکھ لیجئے میں اپنی بات کر سکتی ہوں، میں تو comparative study کے متعلق بات کر رہی ہوں کہ پنجاب میں کیا ہو رہا ہے اور خیبر پختونخوا میں کیا ہو رہا ہے؟ 39.7 بلین foreign aids اور loans ہیں اور 27.3 بلین collation funds کی مد میں خیبر پختونخوا گورنمنٹ حاصل کر رہی ہے [********]

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔ آپ اپنی بات کریں، صوبہ پنجاب کی بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں اپنی ہی بات کر رہی ہوں اگر آپ میری بات دھیان سے سن لیں تو میں صرف comparative study نہیں کر رہی، اپنی بات بھی کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: میں سنے بغیر یہاں پر کہہ رہا ہوں؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ بھی تبدیلی کے نام پر آئے ہیں، اپنی بات کرنا میرا حق ہے وہ مجھ سے کوئی نہیں لے سکتا۔ ان کے وزیر خزانہ کہتے ہیں کہ کرپشن رشوت اور دہشت گردی کی مثالیں خیبر پختونخوا کے اندر موجود ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ خیبر پختونخوا کے اندر کرپشن کا خاتمہ ہو چکا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! محترمہ سے کہیں کہ وہ پنجاب کے بجٹ پر بات کریں۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ان کے فنانس منسٹر کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر کرپشن موجود ہے، کل سوشل میڈیا پر ایک پی ٹی آئی کے ووٹر نے لکھ کر بھیجا کہ:

رخ روشن تو روشن ایک پہلو بھی نہیں نکلا
جسے ہم چاند سمجھتے تھے وہ جگنو بھی نہیں نکلا

جناب سپیکر! یہ حالت ہے ان کی governance کی کہ جہاں یہ ڈویلپمنٹ نہیں کر سکتے، جہاں کرپشن پر وزیروں کو نکالتے ہیں لیکن ایک کیس رجسٹرڈ نہیں کرتے اور ان کے نکالے گئے وزیر عمران خان اور جہانگیر ترین پر کرپشن کے الزامات لگاتے ہیں، اس کی clarification آج تک نہیں

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

آئی یہ وہ حقائق ہیں۔ یہ ایک طرف تو پنجاب کی عوام سے ووٹ مانگتے ہیں، پنجاب کی عوام سے cess مانگتے ہیں اور دوسری طرف اسی پنجاب کی عوام کے بجٹ پر ان کے ساتھ ناانصافی کی بات کرتے ہیں، ان کا حق چھیننے کی بات کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف جناب محمد عارف عباسی، محترمہ شنیلا رُوت، جناب آصف محمود، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان اور محترمہ راحیلہ انور نے اپنی نشستوں سے کھڑے ہو کر کہا کہ محترمہ پنجاب کی بات کریں)

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ اب ٹائم نہیں ہے اس لئے آپ اسے wind up کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں wind up کر رہی ہوں، میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب کے بجٹ کے اندر تین چار چیزیں بہت important ہیں جن کو highlight کرنا ضروری ہے۔ میرے خیال میں ان کے لئے dose زیادہ ہو گئی ہے۔ حکومت پنجاب نے جو شادی کے بل کا فیصلہ کیا ہے میں اسے support کرتی ہوں اور مطالبہ کرتی ہوں کہ اسے جلد از جلد پنجاب اسمبلی میں پیش ہونا چاہئے۔۔۔

MR SPEAKER: Order please, Order please.

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! زراعت پر سبسڈی بہت اچھی بات ہے پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے اس پر سبسڈی زراعت کی flourish کرنے کے لئے ہو گی۔ بڑے گھروں پر ٹیکس بہت ضروری ہے جو بڑے بڑے گھروں میں رہتے ہیں اور غریبوں کی بات کرتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ٹیکس دینا ان کا قومی فریضہ ہے اور انہیں ٹیکس دینا چاہئے۔ ڈے کیئر سنٹر کی بات ہے، وو چرز کی بات ہے، خواتین کے لئے قرضوں کی بات ہے یہ appreciable ہیں انہیں اسے appreciate کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہتی ہوں کہ میٹرو بس یہ سب منصوبے گھر میں بیٹھ کر نہیں کئے جا سکتے۔ محنت کر حسد نہ کر۔ بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف کی طرف سے no no کی آوازیں)

جناب سپیکر: بہت شکریہ، مہربانی۔ سردار وقاص حسن موکل صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! انہوں نے خیبر پختونخوا کی بات کی ہے میں on record کہنا چاہتا ہوں کہ خیبر پختونخوا میں اپوزیشن کے ہر ایم پی اے کو تین تین کروڑ روپیہ ملا ہے۔ آپ کا جو گورنر

بنا ہے وہ اپنی سیٹ چھوڑ چکا ہے اسے بھی تین کروڑ روپیہ دیا گیا ہے۔ یہ بات ریکارڈ کا حصہ بنائی جائے کہ خیبر پختونخوا کے ہر ایم پی اے کو تین کروڑ روپیہ دیا گیا ہے اور جو گورنر ہاؤس میں بیٹھا ہے اسے بھی تین کروڑ روپیہ ملا ہے۔

جناب سپیکر: سردار وقاص حسن موکل صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ تین تین کروڑ روپے کے سلسلے میں غلط بات کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! رہنے دیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! عمران خان صاحب تو کہتے ہیں کہ ان کے پاس پیسے ہی نہیں ہیں اور یہ خود بتا رہے ہیں کہ تین تین کروڑ روپے دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ دونوں کی مہربانی

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! خیبر پختونخوا میں ہر ایم پی اے کو ڈویلپمنٹ کے لئے تین تین کروڑ روپے دیئے گئے ہیں۔

MR SPEAKER: Order please, Order in the House.

آپ کی مہربانی۔ آپس میں اس طرح باتیں نہ کریں۔ موکل صاحب! آپ کا ٹائم شروع ہو گیا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! وزیر خزانہ بیٹھے ہوئے ہیں میں سب سے پہلے یہ بات کروں گا کہ Medium Term Development Framework کی booklet ہے۔

جناب سپیکر: کون بیٹھے ہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: وزیر خزانہ!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بیٹھے ہیں، صبح سے تشریف فرما ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! صفحہ نمبر 19 پر E-Youth Initiative ہے میں اس کی پہلی لائن پڑھ دیتا ہوں میرے خیال میں اس سے کافی کارکردگی سامنے آ جائے گی۔

جناب سپیکر: وہ تو پہلے پڑھی جا چکی ہے۔ اب آپ دوبارہ پڑھنا چاہتے ہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ایک لائن پڑھنی ہے۔

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف نے اسے پڑھا ہے۔ جی، سردار وقاص حسن موکل!

SARDAR VICKAS HASSAN MOKAL: Mr Speaker! Chief Minister Punjab was launched an initiative for provision of Laptop

میرے خیال میں وزیر اعلیٰ یا وزیر خزانہ اسے ٹھیک کروالیں چونکہ یہ ہمارا official document ہے اور اس کے اندر basic انگریزی کی غلطیاں ہیں۔ پہلے صفحے کی پہلی لائن میں غلطی ہے۔

جناب سپیکر: صفحہ نمبر بولیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! صفحہ نمبر 19 پر E-Youth Initiative پہلی لائن میں Chief Minister Punjab was launched میرے خیال میں وزیر اعلیٰ صاحب اس پر بُرا منا جائیں گے لہذا یہ اسے ٹھیک کروالیں۔ میں documents کے reference کے point of view سے پہلے یہ بات note کرانا چاہتا ہوں۔ میں اگلی بات یہ کہوں گا کہ میں نے ابھی اس document کے اندر پڑھا ہے کہ ہائر ایجوکیشن، یوتھ اور ہیلتھ اگر آپ کہیں گے تو میں صفحہ نمبر اور باقی reference بھی دے سکتا ہوں اور یہ میرے پاس ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی support میں جو بات کرنا چاہتے ہیں مجھے کیا اعتراض ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ٹائم کی کمی کا مسئلہ بھی ہے۔

جناب سپیکر: ٹائم کی کمی تو سب کے لئے ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! بجٹ 15-2014 کے اندر حلقہ پی پی۔180 میں ایک روپے کی بھی سکیم نہیں ہے۔ میرا سوال صرف یہ ہے کہ کیا حلقہ پی پی۔180 صوبہ پنجاب سے باہر ہے، کیا اس کے ایک لاکھ اٹھاون ہزار رہائشی پنجاب اور پاکستان کا حصہ نہیں ہیں اور کیا ان کو صرف اس چیز کی سزا دی جا رہی ہے کہ انہوں نے ایک ایسے ممبر کو منتخب کر دیا ہے جو اس پارٹی کا نہیں ہے؟ یہ official document ہے جس کے اندر پورے پنجاب کے Medium Development Framework کی بات ہو رہی ہے۔ اس document کے مطابق اگلے ایک سال میں اس حلقے میں ایک پائی حکومت پنجاب کی نہیں لگ رہی۔ آپ یہاں پر تنقید کی بات کر رہے ہیں، آپ یہاں پر point scoring کی بات کر رہے ہیں لیکن میں اس عام آدمی کی بات کر رہا ہوں جو اس ملک کا، اس صوبے کا، اس حلقے کا رہائشی ہے۔ میں اور آپ جا کر اسے کیا جواب دیں گے؟ اچھا بجٹ ہوگا، balanced budget ہوگا، ہر چیز

covered ہو گی لیکن وہ پاکستانی وہ پنجاب کے رہنے والے وہ ووٹرز کیا کریں گے؟ یہ میرا صرف سوال تھا۔

جناب سپیکر! پاکستان کے اس صوبہ پنجاب کا ہر شہری 4510 روپے کا مقروض ہے جس میں ہم بھی شامل ہیں۔ شاید ہم تو 4510 روپے دے سکیں یہ بجٹ کے اس تناظر میں بات ہو رہی ہے کہ ہم نے ایک ہزار ارب روپے کا بجٹ دے دیا ہے لیکن ہم قرضہ کدھر لے کر گئے ہوئے ہیں۔ میں مختصراً بات کروں گا چونکہ میرے خیال میں ان باتوں کا کسی طرف بھی کوئی اثر نہیں ہونا۔یہاں پر محترمہ نے بات کی تھی کہ آنے والے بجٹ میں 70 لاکھ لوگ جو اس وقت دو ڈالر یا دو سو روپے سے کم پر جی رہے ہیں انہیں بہتر کیا جائے گا اور انہیں poverty line سے اوپر لایا جائے گا۔ میرے خیال میں اس سے پہلے پچھلے چھ سالوں میں جو تین کروڑ لوگ poverty line سے نیچے چلے گئے ہیں ان کا بھی جواب دینا چاہئے۔

جناب سپیکر! میرے خیال میں سوشل ویلفیئر میں تمام سماجی بہبود کی بات ہوتی ہے 2.09۔ارب روپیہ پچھلے سال رکھا گیا تھا اور اس سال 900 ملین روپیہ دیا ہے۔اگر ہم سوشل ڈویلپمنٹ کی بات کر رہے ہیں تو ہم پیسوں کی کمی کیوں کر رہے ہیں؟ 3500 یونین کونسلز کے لئے 6۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے جو کہ 17 لاکھ روپیہ فی یونین کونسل آتا ہے۔وزیر خزانہ سے میرا یہ سوال ہے اور باقی سارے ممبران بھی بیٹھے ہیں سب اپنے حلقوں میں کام کرتے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ 17 لاکھ روپے میں کون سی یونین کونسل میں کون سا کام ہو گا؟ یہ ایک بنیادی سوال ہے جو سب کے لئے ہے، میں نے تو پہلے ہی آپ کو بتا دیا ہے کہ میرے حلقے میں ایک پائی بھی نہیں آنی لیکن ان کی یونین کونسلز کے اندر 17 لاکھ روپے میں پورا سال چلانا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں آشیانہ سکیم کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر صاحب نے اپنی تقریر میں on record بات کی اور میں اسے quote کر سکتا ہوں کہ چار سکیمز ختم ہو چکی ہیں۔ پچھلے اجلاس میں میرے ہی سوال میں جواب دیا گیا تھا کہ ایک سکیم مکمل ہو گئی ہے شاید 290 سے پانچ اوپر یا پانچ نیچے گھر مکمل ہو چکے ہیں اور 300 کچھ مکمل ہو جائیں گے اور اگلی سکیم ابھی table work پر ہے۔یہ کس کے ساتھ جھوٹ بولا جا رہا ہے؟ تقریر انہوں نے لکھی ہے یہ اپنے facts and figures ہی ٹھیک کر لیں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا، اپوزیشن کیا کوئی بھی سوال نہیں کر سکتا، کون challenge کرے گا

کہ انہوں نے جو لکھا ہے وہ ٹھیک ہے یا نہیں لیکن print کے اندر ہی discrepancy ختم کر دیں کم از کم جھوٹ تو uniform ہو جائے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ یہ ان کی تقریر کی چیزیں ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں صحت کے متعلق عرض کروں گا کہ میں بھی اور آپ بھی لاہور جنرل ہسپتال سے گزرتے ہیں وہاں پر آپ نے نیورو سنٹر کی چھ منزلہ عمارت دیکھی ہے وہ ابھی تک کس وجہ سے مکمل نہیں ہوئی؟ یہ ایک بنیادی سا سوال ہے کہ پیسوں کی کمی کی وجہ سے، دکھ کی وجہ سے، رنج کی وجہ سے یا سیاست کی وجہ سے ؟ ایک ایک بیڈ پر تین تین مریض ہیں۔ یہ آپ کو بھی پتا ہے اور یہ سارے ایوان کے ہر ممبر کو پتا ہے چونکہ جس کا کوئی بیمار ہوتا ہے، جس کا کوئی ایکسیڈنٹ ہوتا ہے وہ ہم سے فون کروا کر جاتا ہے صرف اس لئے کہ اس بیڈ میں تیسرا حصہ مل جائے۔ فیصل آباد اور بہاولپور میں برن یونٹس نہیں بنے، جل جانے سے جو زخم ہوتے ہیں وہ سب سے زیادہ تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ جب مریض کو ہوش آتا ہے تب اس کا دکھ اور درد شروع ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ مجھے مار دو۔ جناح ہسپتال میں 200 بیڈز کہاں ہیں؟ میں آپ کو پرسوں کی اپنی آنکھوں دیکھی بات کر رہا ہوں کہ جناح ہسپتال کی آرتھوپیڈک ایمرجنسی وارڈ کے اندر پنکھا نہیں ہے۔ میں اپنے ایک مریض کے ساتھ وہاں پر گیا تھا اور مجھے بتایا گیا کہ اس بجٹ میں شاید پنکھے آ جائیں۔ اربوں کھربوں روپے کا یہ بجٹ پنجاب کی عوام کے لئے ہے۔ آپ، میں یا اس ایوان میں سے شاید بہت کم لوگ اس ہسپتال میں جائیں۔ ہم بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔ سیاست اپنی جگہ پر ہے لیکن اس سوال کا جواب بھی دے دیں کہ کیا اس ہسپتال میں جانے والے لوگوں کا یہ حق نہیں کہ ان کو صحت کی سہولتیں میسر آئیں ؟ اسی طرح میرا ایک چھوٹا سا مزید سوال ہے۔ اس کو آپ بے شک سیاسی پوائنٹ سمجھ لیں لیکن میں یہ ضرور پوچھنا چاہوں گا۔ کیا آپ کے اس پورے ایوان میں ایک بھی قابل ممبر یا وزیر نہیں ہے جو کہ محکمہ صحت کا وزیر بن سکے ؟ آپ نے مشیر صحت اور پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت لگا دیا لیکن محکمہ صحت کا کوئی وزیر نہیں ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے ان سوالوں کا جواب وزیر خزانہ اپنی winding up speech میں ضرور دیں گے۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! جناح ہسپتال میں سپلٹ یونٹس لگے ہوئے ہیں اس لئے پنکھے کی ضرورت نہیں ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحبہ میرے ساتھ ابھی چلیں تو میں ان کو دکھا دوں گا کہ وہاں پر کچھ بھی نہیں لگا ہوا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔اب میں چودھری عبدالرزاق ڈھلوں صاحب کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن، ممبران اسمبلی اور سیکرٹری صاحبان کو پنجاب کی تاریخ میں ایک ہزار ارب روپے سے زیادہ کا بہترین اور غریب دوست بجٹ پیش کرنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔وزیراعلیٰ پنجاب اس صوبے کو ایک محفوظ، خوشحال، تعلیم یافتہ، معاشی طور پر مستحکم، صنعتی اور زرعی صوبہ بنانے کی خواہش اور شوق رکھتے ہیں۔آج میں یہ ضرور کہوں گا کہ:

سو جاؤ عزیزو کہ فصیلوں پہ ہمہ وقت
ہم لوگ ابھی زندہ و بیدار کھڑے ہیں

جناب سپیکر! ہم نے اقتدار اس وقت سنبھالا جب یہ ملک اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔یہاں پر پٹرول اور گیس کی قلت تھی، صنعتیں بند ہو چکی تھیں، دہشت گردی کا دور دورہ تھا، اداروں کا ٹکراؤ تھا اور سابق حکمران خزانوں کو گدھوں کی طرح نوچ کر کھا چکے تھے۔مزدوروں کے چولہے ٹھنڈے ہو چکے تھے، غریب اپنے بچے بیچنے پر مجبور ہو چکے تھے، انڈسٹری تباہی کے دہانے پر پہنچ چکی تھی، معیشت نزاع کے عالم میں تھی اور پاکستان دنیا میں تنہا ہو چکا تھا۔۔۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! معزز ممبر لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں۔اس کی اجازت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، انہوں نے points لکھے ہوئے ہیں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! صوبائی حکومتوں میں تعصب کی فضا پیدا ہو چکی تھی۔میں ان حالات میں اپنے قائد سے صرف یہ کہوں گا کہ:

اے وطن تُو نے پُکارا تو لہو بول اُٹھا
تیرے بیٹے تیرے جانباز چلے آتے ہیں

جناب سپیکر! پاکستان کی ذمہ داری سنبھالنے پر میں اپنے made in Pakistan قائد میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد نواز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میرا قائد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایٹمی طاقت کا لوہا منوانے کے بعد ملک میں دہشت گردی کو ختم کرنے کا عزم لے کر آیا ہے۔ملک میں تعلیم کو لوگوں کے گھروں تک پہنچانے، ملک میں صنعتیں لگانے، ملک سے بے روزگاری ختم کرنے، غریب مزدور کا چولہا جلانے اور غریبوں کو علاج معالجہ کی سہولتیں مفت مہیا کرنے کے لئے میرے قائد نے پاکستان کی باگ ڈور سنبھالی ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس ملک پاکستان کو میرے قائد کی طرح کوئی اور مائی کا لال نہیں سنبھال سکتا۔ یہ وہ پاکستان ہے کہ جس کے ساتھ ایران کے تعلقات بہتر ہو چکے ہیں۔اس پاکستان کو چائنا نے اربوں روپے کی امداد مہیا کی ہے۔اس ملک پاکستان کے ساتھ سعودی عرب نے پیار کیا ہے۔ میرے قائد نے ایک سال کے اندر اندر ان ملکوں کے ساتھ پاکستان کے تعلقات بہتر بنائے ہیں۔اس ملک کے نظام کو بہتر کرنے اور اس کے ساتھ ہمدردی رکھنے والے ہر شخص کو یہ سوچنا چاہئے کہ پاکستان میں نواز شریف جیسا قائد نہیں مل سکتا۔وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کے غیر ملکی دوروں کی وجہ سے پاکستان کو 35۔ارب ڈالر کا package ملا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں اس سے پہلے اتنا بڑا package کوئی بھی لے کر نہیں آیا۔ میرے قائد نے پاکستان کو ایٹمی طاقت بنایا اور میرے قائد نے پاکستان میں موٹروے بنائی ہے۔آپ صوبہ خیبر پختونخوا کو دیکھ لیں۔وہاں پر ابھی تک سڑکیں بھی نہیں بن سکیں۔یہ کس سے مقابلہ کرتے ہیں؟ میرے قائد نے اب لاہور سے کراچی تک موٹروے بنانے کا عزم کیا ہے۔ میرے قائد نے گوادر سے لے کر چائنا تک ریلوے لائن کا منصوبہ دیا ہے۔اللہ کے فضل و کرم سے میرے قائد میں عزم اور سوچ ہے۔ میرے قائد نے نندی پور کا منصوبہ سات ماہ کے قلیل عرصہ میں مکمل کیا ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ کوئی اور مائی کا لال اس منصوبہ کو اتنی جلدی مکمل نہیں کر سکتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اب تشریف رکھیں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! ابھی دو منٹ رہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈھلوں صاحب! آپ ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں آخر میں اتنا ہی کہوں گا کہ:

یہ ہاتھ کٹ بھی گئے تب بھی
تیرے عَلَم کو نہ جُھکنے دُوں گا

اَے پاک دھرتی میں تیرا بیٹا
تیری حرمت پر کٹ مروں گا

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں محمد رفیق صاحب۔ میاں صاحب! وقت کا خیال کیجئے گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ تو ظُلم ہے۔

یہ دستور زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

جناب سپیکر! پانچ منٹ میں کیا تقریر کروں گا اور حزب اختلاف کی باتوں کا کیا جواب دوں گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ شروع تو کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ اور اگر مروت فرمادیں گے تو مزید شکریہ

جناب سپیکر! کسی بھی ملک کے بجٹ کے لئے تین factors نہایت اہم ہوتے ہیں۔ پہلا معروضی حالات، دوسرا دستیاب وسائل اور تیسرا factor ترجیحات کا ہوتا ہے۔ ان تینوں factors کی بنیاد پر ہمیشہ ہر ملک اپنا بجٹ تیار کرتا ہے۔ ہمارے معروضی حالات جس طرح کے ہیں وہ آپ بخوبی جانتے ہیں۔ دستیاب وسائل کے بارے میں قائد حزب اختلاف یہاں پر بات کر کے گئے ہیں تو میں خود اُن سے اتفاق کرتا ہوں کہ حالات تو ایسے ہی تھے۔ انہوں نے ایک شعر پڑھا تھا کہ:

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ بات عرض کروں گا کہ 40/50 سال پہلے میں نے ایک لازوال ڈرامہ دیکھا تھا جس پر صدارتی پرائیڈ آف پرفارمنس بھی دیا گیا تھا وہ ڈرامہ "مرزا غالب بندر روڈ پر" تھا۔ میر تقی میر اور مرزا غالب قبرستان سے روتے ہیں اور ڈائیلاگ یہیں سے شروع ہوتا ہے کہ:

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اُسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

اور مرزا غالب فرماتے ہیں:

قرض کی پیتے تھے مَے اور سمجھتے تھے کہ ہاں
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

جناب سپیکر! یہ "عطار" اور "لونڈا" تو 1948 سے ہمارے ساتھ جُڑے ہوئے ہیں۔ میاں محمد نواز شریف یا میاں محمد شہباز شریف نے آج ان کو ساتھ نہیں ملایا بلکہ یہ 1948 سے ہمارے ساتھ وابستہ ہیں اور تب سے قرضوں کی مے پی رہے ہیں۔ یہ جو موجودہ بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ غریب دوست، عوام دوست، متوازی، متحرک، ترقیاتی اور social welfare, revolutionary programme کا ایک road map ہے۔ اس پر میں وزیر اعلیٰ صاحب کے vision کو بھی مبارکباد دیتا ہوں، اس کے ساتھ ساتھ پی اینڈ ڈی والوں کو، حکومت کے سیکرٹریوں کو، وزیر خزانہ کو اور اُن سب لوگوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہوں نے یہ بجٹ تیار کرنے میں مدد دی ہے۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس بجٹ کے ترقیاتی پروگرام سیکرٹریوں کے حلقوں کے بنائے گئے ہیں یا معزز ممبران کی صوابدید پر اُن کے حلقوں کے ترقیاتی پروگرام بنائے گئے ہیں؟ آپ سارا بجٹ دیکھیں گے تو آپ کو اس بات کا اندازہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! میں وقت کی کمی کی وجہ سے موٹی موٹی باتیں کرتا ہوں۔ جنوبی پنجاب کی جو محرومیت اور پسماندگی تھی اور جنوبی پنجاب سے میرے ایک بڑے ہی پیارے دوست یہ کہا کرتے تھے:۔

میں تسی، میڈی روہی تسی
میکوں آکھ نہ پنج دریائی

او بھائی! آپ کی پسماندگی اور محرومی پر جو اتنا بجٹ دیا گیا ہے اُس سے کچھ نہ کچھ اشک شوئی تو ضرور ہو گی۔

جناب سپیکر! بجٹ تقریر میں یا کتابوں میں جو بجٹ تخمینہ دیا گیا ہے اب میں اُن منصوبہ جات کا فرداً فرداً ذکر کروں تو اور بھی وقت لگے گا لہذا میں منصوبہ جات کی بات نہیں کرتا بہر حال بجٹ کے اندر جتنے بھی منصوبہ جات دیئے گئے ہیں وہ قابل تحسین ہیں۔ ایک حلقہ کے ایم پی اے کو جو بجٹ ملتا ہے اُس سے وہ سب لوگوں کو خوش نہیں کر سکتا کیونکہ اُس سے اُس کے لوگوں کی محرومی اور پسماندگی دُور نہیں ہو سکتی۔ اسی طریقہ سے پنجاب کا بجٹ ساریاں خوش فہمیاں نہیں لا سکتا جس طرح کہ قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے اور وہ بھی ترجیحات کی بنیاد پر ہے۔

(اذانِ مغرب)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے یہاں پر ایوان میں جو نقشہ کشی بیان فرمائی ہے ہمیں اس سے اختلاف بھی نہیں کیونکہ ہر آدمی یہی کچھ نتائج نکالتا ہے۔اس بات کے بارے میں کوئی نہیں سوچتا کہ یہ نتائج کیوں برآمد ہوئے اور ان نتائج کے ذمہ دار کون لوگ ہیں اور اس کی اصلاح کی کیا صورت ہے؟ یہ میاں محمد شہباز شریف یا میاں محمد نواز شریف کا گناہ نہیں ہے، یہ سلسلہ تو پہلے سے چلا آ رہا ہے۔ میں اس حوالہ سے اُن کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اُن کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اُن دنوں میں یہی کچھ تھا کہ:

وہی حالات ہیں فقیروں کے، دن پھرے ہیں فقط وزیروں کے
دیس کا ہر بلاول ہے مقروض، پاؤں ننگے ہیں بے نظیروں کے

جناب سپیکر! یہ ہماری قومی حالت تھی لیکن آج اس معزز ایوان میں جو بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ غریب کی غریبی دُور کرنے اور غُربت کی لکیر سے نیچے رہنے والوں کو اُٹھا کر ایک ترقی یافتہ ماحول میں زندہ رہنے کے حوالہ سے ایک عوام دوست اور غریب دوست بجٹ ہے۔آج کے معروضی حالات اور دستیاب وسائل میں ایک بہت اچھا اور متوازن بجٹ پیش کیا گیا ہے جس پر میں نے سب کو اس بات کی مبارکباد دی ہے۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے یہ بھی کہا کہ کب بدلیں گے ہمارے حالات؟ ہمارے ملک میں بار بار مارشل لاء آنے کے باعث ہماری قوم مختلف دھڑوں میں تقسیم ہے، قومی فرقہ واریت، مذہبی فرقہ واریت، الیکشن کے پیدا کردہ دھڑے اور مفاد یافتہ طبقات پیدا کرنے کی وجہ سے یہ سارے حالات بنے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ تو زیادتی ہوگی کیونکہ سپیکر صاحب نے ہمارے احتجاج پر دس منٹ کا وقت مقرر کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، آپ wind up کر لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے تو بہت کچھ عرض کرنا ہے۔آپ لوگوں کے لئے وقت بڑھا سکتے ہیں اور دن بھی بڑھا سکتے ہیں۔ یہ تو گفتن، نشستن، برخاستن والی بات ہے جبکہ میں نے law and order اور تعمیر و ترقی کے حوالہ سے اپنے حلقہ کی بھی بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ wind up کرتے ہوئے اپنی آخری بات کر لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ ان لوگوں نے کتنے گھٹیا hoarding board لگا کر وزیر اعلیٰ پنجاب کے کردار کو کس طریقہ سے خراب کرنے کی کوشش کی ہے؟ فرض کریں کہ اگر یہ حکومت، پاکستان تحریک انصاف کی ہوتی تو کیا یہ ایک سال کے اندر اندھیرے دُور کر سکتی تھی؟ اب جو اندھیرے دُور کرنے کا road map یا پروگرام بنا ہے یہ لوگ اسی سے خوفزدہ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے ابھی بہت سی باتیں کرنی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ۔ پلیز تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! بس ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ بہت شکریہ۔ آپ میرے لئے قابل احترام ہیں۔ جی، رانا بابر حسین صاحب!

رانا بابر حسین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ پنجاب کو مبارکباد دوں گا کہ جنہوں نے تاریخی بجٹ دیا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ریکارڈ پر یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ صرف گفتن، نشستن، برخاستن والی بات ہے۔ میں احتجاجاً واک آؤٹ کر رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حزب اقتدار میاں محمد رفیق واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا بابر حسین صاحب! آپ بات کریں۔

رانا بابر حسین: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے مطابق پلان تھا کہ عام آدمی پر ٹیکس نہ لگایا جائے، جو لوگ luxury life گزارتے ہیں ان سے ان کی حیثیت کے مطابق ٹیکس وصول کیا جائے اور وہ پیسا عوام دوست پالیسی کے تحت جس طرح پنجاب گورنمنٹ نے آشیانہ ہاؤسنگ سکیم بنائی ہے ایسی ہاؤسنگ سکیموں پر خرچ کیا جائے۔ اس کے علاوہ ٹیکس کے نظام میں جو بدانتظامی ہے اس سسٹم کو بہتر کیا جائے تاکہ ٹیکس کی collection کو بہتر کیا جا سکے، ٹیکس کے نظام کو عام آدمی کے لئے قابل فہم بنایا جائے جس سے ٹیکس دینے والوں کو ٹیکس کی ادائیگی میں آسانی ہو۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ تقریباً ایک ہزار ارب روپے سے زائد کا ہے جو گورنمنٹ کا پلان تھا کہ یہ پیسا تعلیم، صحت، زراعت، آبپاشی، صنعت، توانائی اور انفراسٹرکچر پر خرچ کیا جائے۔ آپ کی طرح میرا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے۔ میرے شہر سے جنوبی پنجاب شروع ہوتا ہے اور آپ کے شہر پر ختم ہوتا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ بدقسمتی سے جنوبی پنجاب کے نام پر بہت سے سیاستدانوں نے اس ملک اور اس صوبہ کا استحصال کیا، جنوبی پنجاب کے نام کو بیچا گیا، جنوبی پنجاب کے نعرے کو بیچا گیا لیکن کسی نے اس صوبہ کے اس حصہ کے لئے کچھ نہیں کیا۔ میں وزیراعلیٰ پنجاب کا بڑا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے پچھلے تین سال میں جنوبی پنجاب جس کی آبادی پورے پنجاب کی آبادی کا 32 فیصد ہے کو بجٹ کا 32 فیصد حصہ دیا اور اس دفعہ مہربانی کرتے ہوئے ہمارا حصہ 4 فیصد بڑھا دیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس مالی سال میں 119-ارب روپے سے جو منصوبے شروع کئے گئے ہیں وہ جب ختم ہوں گے تو انشاء اللہ ان پر تقریباً 263-ارب روپیہ خرچ ہو چکا ہو گا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں جنوبی پنجاب میں اتنے بڑے بڑے لوگ جو بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے میں نام نہیں لینا چاہتا لیکن حقیقی معنوں میں کسی نے اس کے لئے کچھ نہیں کیا۔ یہ اتنے بڑے منصوبے ہیں کہ اگر یہ تمام منصوبے مکمل ہو گئے تو پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو جنوبی پنجاب کی پسماندگی کا نعرہ لگاتے تھے ان کا یہ نعرہ بالکل ختم ہو جائے گا۔ آپ جانتے ہیں کہ گزشتہ الیکشن میں بھی پاکستان مسلم لیگ (ن) کو اس حصہ میں کمزور سمجھا جاتا تھا اور یہاں مردہ لوگوں کو کندھوں پر اٹھا کر جنوبی پنجاب اور سرائیکی صوبہ کا نعرہ لگایا گیا۔ میں جنوبی پنجاب کے عوام کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس کھوکھلے نعرے کو اور کرپشن زدہ لوگوں کے اوپر اعتماد نہیں کیا بلکہ صحیح معنوں میں جو پاکستان کے عوام کی ترجمانی کرتے ہیں وہ لوگ، وہ حکمران یا وہ لیڈر جن پر ایک پیسے کی کرپشن کا الزام نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کا ایک ایم پی اے ہونے پر میں فخر محسوس کرتا ہوں کہ ہماری وفاقی اور صوبائی حکومت میں نہ صرف وزراء بلکہ تمام ایم این ایز اور ایم پی ایز میں سے کسی کے اوپر الحمدللہ ایک ٹکے کی کرپشن کا الزام نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی وہ وجہ ہے کہ چائنا جیسا ملک پاکستان اور اس کی لیڈرشپ پر اعتماد کرتے ہوئے اگلے چند سالوں میں انشاء اللہ 32-ارب ڈالر کی investment پاکستان میں کرے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ وہی پاکستان ہے جہاں چند سال پہلے پچھلی حکومت میں جب ہر صبح ہوتی تھی تو ایک نیا سکینڈل سامنے آتا تھا، ہر روز کی خبر ہوتی تھی کہ سپریم کورٹ نے آج فلاں محکمہ کے

چیف ایگزیکٹو کی کرپشن کے خلاف suo motu action لے لیا یہاں تک کہ جج کرنے والے لوگوں کو بھی نہیں بخشا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ نے صرف deliver ہی نہیں کیا، صرف نیک نامی ہی نہیں کمائی بلکہ الحمدللہ ایک standard set کیا ہے تاکہ پاکستان سے باہر بیٹھے ہوئے لوگوں کو پتا چل سکے کہ پاکستان کے حکمران کتنے صاف ستھرے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمارے سابقہ دور حکومت میں ایک منصوبہ میٹرو بس کے نام سے تھا۔ اس کو اتنے غلط نام دیئے گئے، اس پر بے جا تنقید کی گئی لیکن الحمدللہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی کامیابی ہے کہ ایسا منصوبہ پنجاب حکومت نے دیا کہ وہ لوگ جو تنقید کرتے تھے آج وہی لوگ سندھ اور خیبر پختونخوا میں اس کی نقل کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح یہ لوگ دانش سکول پر تنقید کرتے ہیں میں دعویٰ کرتا ہوں کہ بہت جلد آپ سنیں گے کہ صوبہ سندھ اور صوبہ خیبر پختونخوا میں یہ دانش سکول شروع کرنے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کے اندر گورنمنٹ نے خاص طور پر جو منصوبے شروع کئے ہیں جیسے رحیم یار خان میں خواجہ فرید انجینئرنگ یونیورسٹی، رحیم یار خان میں شیخ زید میڈیکل کمپلیکس اور بہاولنگر میں میڈیکل کالج کا قیام ہے۔ بہاول وکٹوریہ ہسپتال کو upgrade کیا گیا ہے۔ ملتان، وہاڑی، ڈی جی خان، مظفر گڑھ اور ضلعی ہسپتالوں کو upgrade کیا گیا۔ بہاولپور میں ویٹرنری یونیورسٹی کا قیام، ملتان میں صوبہ کی طویل ترین میٹرو بس، ملتان میں چلڈرن ہسپتال کا قیام، بہاولپور سے حاصل پور تک دو رویہ سڑک، بہاولپور میں پہلے سولر پاور پراجیکٹ کا قیام، آبپاشی کے نظام کی بہتری کے لئے سلیمانکی بیراج اور پاکپتن کینال کی بحالی اور تعمیر نو، فورٹ منرو میں سیاحت کے فروغ کے لئے چیئر لفٹ اور واٹر سپلائی سکیم کا آغاز، بورے والا میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ذیلی کیمپس کا قیام، فورٹ منرو اور تونسہ میں دانش سکولوں کا قیام، جام پور اور چولستان کے لئے special package۔ اس کے ساتھ ساتھ اس مالی سال میں تقریباً 35۔ ارب روپیہ پنجاب حکومت نہری نظام پر خرچ کرنے جا رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے جہاں پنجاب کے باقی حصوں کو فائدہ ہوگا وہاں سب سے زیادہ فائدہ انشاء اللہ جنوبی پنجاب کو ہوگا۔ آپ جانتے ہیں کہ پاکستان کو وقت کے ساتھ ساتھ پانی کی کمی کا سامنا ہے۔ یہ بہت بڑا اقدام ہے جو پانی کی اس کمی کو دور کرنے میں اہم کردار ادا کرے گا۔

جناب سپیکر! باتیں تو بہت ہیں جس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ کئی گھنٹے چاہئیں۔ میرے باقی ساتھی انتظار کر رہے ہیں کہ انہیں ٹائم ملے تو میں اپنی تقریر کو مختصر کرتے ہوئے صرف آخر میں ایک فقرہ کہنا چاہوں گا کہ آج پاکستان گورنمنٹ اور پنجاب گورنمنٹ کے خلاف احتجاج کرنے والے یہ لوگ بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ الحمدللہ پاکستان مسلم لیگ (ن) جس جوش، جذبے اور محنت سے کام کر رہی ہے انشاء اللہ اگر اسے باقی چار سال محنت سے کام کرنے کے لئے مل گئے تو ان لوگوں کی باری کبھی نہیں آئے گی۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، قاضی عدنان فرید صاحب!

قاضی عدنان فرید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں اس بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں۔ میں سب سے پہلے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، ان کی ٹیم اور میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن وزیر خزانہ کو تہہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جتنی عرق ریزی اور خوبصورتی سے انہوں نے پنجاب کے لئے جو نیا road map دیا ہے وہ یقیناً مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ہم نے پہلی دفعہ ایک ہزار ارب روپے سے اوپر کا thrash roll achieve کیا ہے۔ میں اس بات پر ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں کوشش کروں گا کہ مختصر بات کروں کیونکہ تفصیل میں جانے کا وقت نہیں ہے۔ میں یہ بھی کوشش کروں گا کہ جو وقت آپ مجھے allow کریں گے میں اسی کے اندر اپنی بات کو ختم کروں کیونکہ اور دوستوں نے بھی اپنی بات کرنی ہے۔ میں اس بجٹ کے حوالے سے یہ بات کروں گا کہ اس دفعہ کا بجٹ ایک مختلف نوعیت کا بجٹ ہے۔ یہ بجٹ ایک strategic vision کے تحت دیا گیا ہے جس میں ہم نے aim کیا ہے کہ ہم آج سے چار سال کے بعد اپنے پنجاب اور پنجاب کی عوام کو کس معیار پر دیکھنا چاہتے ہیں؟ اس وقت ہمارا GDP یعنی ہماری growth 4.8 percent ہے۔ ہم چار سال کے بعد یہ aim کر رہے ہیں کہ ہماری growth 8 percent ہونی چاہئے جس کے لئے ہم نے ایک سال میں next year میں 5.5 percent کا target achieve کرنا ہے۔ اس وقت ہمارا GDP 14 trillion کے قریب ہے اور انشاء اللہ چار سال کے بعد یہ 22 trillion کے قریب پہنچ جائے گا۔ میں اس بات سے اختلاف کروں گا اور افسوس کا اظہار کروں گا کہ اپوزیشن نے بجٹ کو پڑھا ہی نہیں ہے اگر وہ اس کو پڑھیں تو ان کو معلوم ہو گا کہ یہ انتہائی غریب عوام دوست بجٹ ہے۔ اس پیمانے پر اس بجٹ کو plan کیا گیا ہے کہ ہمیں روزگار کے مواقع ملیں، ہم انشاء اللہ ہر سال 10 لاکھ لوگوں کو روزگار مہیا کریں گے اور چار سال کے بعد ہمارے پاس 40 لاکھ روزگار

کے مواقع پیدا ہوں گے۔ مجھے یہ بتائیں اور اس بجٹ میں غریب کے لئے کیا ہو سکتا ہے؟ یقیناً improvement کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ اپوزیشن کا رویّہ اس بات کا مظہر ہے کہ ان کے پاس اس بجٹ پر criticize کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ یہاں پر صرف اپوزیشن لیڈر نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور باقی اپوزیشن غائب ہے، ان کے پاس کوئی پوائنٹ نہیں ہے جس پر وہ اعتراض اٹھا سکیں۔ میں جنوبی پنجاب کی طرف سے میاں محمد شہباز شریف صاحب کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے مہربانی کی اور ہماری آبادی کے portion کو consideration میں نہیں لیا بلکہ انہوں نے ہمارے ہاں جو پسماندگی تھی اس کو بھی account for کیا ہے اور بجا طور پر جنوبی پنجاب اس بات کا متقاضی تھا کہ اس کے لئے صرف 32 فیصد کی بجائے اس میں کم از کم 2,4,5 فیصد کا بتدریج اضافہ کیا جائے اور میں میاں محمد شہباز شریف سے توقع رکھتا ہوں کہ انہوں نے اس دفعہ ایک ایک فیصد جو کہ تقریباً 3.5۔ارب روپے سے زیادہ بنتا ہے اور لگ بھگ 12 سے 14۔ارب روپے بنتا ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے حصے سے زیادہ ملے گا۔ میں ان سے توقع رکھتا ہوں کہ آئندہ آنے والے سالوں میں انشاء اللہ وہ اس کا proportion مزید بڑھائیں گے۔ ہمارے جنوبی پنجاب میں اتنی زیادہ industrialization نہیں ہے۔ Overwhelming ہمارے لوگوں کے روزگار کا انحصار زراعت پر ہے اور زراعت کا تصور پانی کے بغیر نہیں ہے۔ میں میاں محمد شہباز شریف صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہماری اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے ہم پر مہربانی فرمائی ہے۔ ہمارے irrigation system کو بہتر کرنے کے لئے انہوں نے 50۔ارب روپے سے زائد رقم مختص کی ہے۔ میں irrigation system کی tail پر موجود ہوں تو مجھے اس بات کا احساس ہے کہ پانی کے water courses پر کتنی تکلیف ہے۔ 35۔ارب روپے کے بجٹ سے ہمارا نہری نظام بہتر ہوگا، کھالے پکے ہوں گے اور ہمارے پاس پانی بہتر انداز میں پہنچے گا۔ یہی وہ صورت ہے کہ اگر آپ زراعت کو adjust کریں گے تو آپ بے روزگاری کو adjust کریں گے۔ اس کے علاوہ ہمارے ہاں الحمدللہ ترقی کا جال بچھایا جا رہا ہے خواہ وہ ہیلتھ یا ایجوکیشن کے حوالے سے ہو، ہمارے پاس اس وقت جتنے بھی boys and girls schools ہیں ان میں 90 فیصد سے زائد missing facilities پوری کر دی گئی ہیں اور مزید جو رہ گئے ہیں ان کے لئے بھی مزید allocation کی گئی ہے۔ پنجاب میں ایجوکیشن کا جو بجٹ ہے اس میں پچھلے سال کے بجٹ کی نسبت تقریباً 42 فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح ہیلتھ میں بجٹ کو پچھلی دفعہ سے 37 فیصد مزید بڑھایا ہے۔ یہ ہیں وہ انقلابی اقدامات جن کے ذریعے ہم نے اپنی ترقی کا جو معیار متعین کیا ہے اس میں کوئی ہلکی

specific policies نہیں ہیں بلکہ اس میں ہم نے اپنی achievement اور goal کو سامنے رکھا ہے کہ کس طرح ہم اپنے اس goal کو achieve کر سکتے ہیں۔ ہم نے Millennium Developments Goals کی achievement کے لئے 2۔ارب روپے مختص کئے ہیں۔ یہ ہے وہ broader vision جس کو لے کر ہم انشاء اللہ ترقی کے وہ راستے قائم کریں گے جن کو achieve کرنا میں سمجھتا ہوں کہ دوسرے صوبوں کے لئے بہت بڑی بات ہو گی۔

جناب سپیکر! یہاں میں اگر پینے کے پانی کے منصوبوں کا ذکر نہ کروں تو بہت زیادتی ہو گی۔ پنجاب گورنمنٹ انتہائی تعریف کی مستحق ہے کہ اس نے لگ بھگ 23۔ارب روپے drinking water اور water supply schemes کے حوالے سے پنجاب کے لئے رکھے ہیں۔ دیہی علاقوں میں جہاں پر پانی کی رسائی نہیں ہے اس کے لئے ایک صاف پانی کمپنی کا قیام عمل میں لائے ہیں جو کہ بالخصوص دیہات میں پینے کے پانی کے solutions کو adjust کرے گی۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی باتیں ہیں جن پر بات کی جا سکتی ہے لیکن میں اپنی تقریر اس بات پر ختم کرتے ہوئے وزیر خزانہ کے سامنے ایک مطالبہ رکھوں گا اور اس مطالبے کی تجدید کروں گا جو کہ میں نے پچھلی دفعہ بھی کیا تھا کہ مہربانی فرمائیں ہمارا احمد پور شرقیہ 12 لاکھ لوگوں کی تحصیل ہے اور پنجاب میں آپ کو اس وقت کوئی ایسی تحصیل نہیں ملے گی جو یقیناً ضلعی ہیڈ کوارٹر stud ہوں گے لیکن تحصیل اس وقت کوئی ایسی نہیں ملے گی جس کی آبادی 12 لاکھ پر محیط ہو۔ میں حکومت سے مطالبہ کروں گا کہ وہ ہمیں ضلع بنانے کے لئے consider کرے اور اس کے لئے اقدامات کرے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب محمود قادر خان صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم (جناب محمود قادر خان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے خادم اعلیٰ پنجاب اور ان کی ٹیم کے اہم ممبر میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن وزیر خزانہ کو اس visionary budget پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ کافی بھائیوں نے detail میں discussions کر لی ہیں اگر میں ان کو بار بار دہراؤں گا تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میرا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے، جنوبی پنجاب میں پہلے محرومیاں تھیں اور 32 فیصد آبادی کے حساب سے دو سال پہلے میاں صاحبان نے، قائد محترم نے 32 فیصد آبادی کے تناسب سے ہمارا بجٹ مقرر کیا تھا یہ پہلی دفعہ ہے کہ ہمارے جنوبی پنجاب کے لوگوں کو 119۔ارب روپے 4 فیصد آبادی سے زیادہ ہمیں ہمارا حصہ دیا گیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اپوزیشن کے قائد یہاں پر موجود نہیں ہیں جنہوں نے اپنی تقریر میں ذکر

کیا جو کہ میں سن رہا تھا کہ یہ کوئی احسان نہیں ہے اگر وہ یہاں پر موجود ہوتے تو میں ان سے مؤدبانہ طور پر پوچھتا کہ پچھلے جو10 سال گزرے ہیں،20 سال گزرے ہیں یہ احسان پہلے تو کسی نے ہمارے اوپر نہیں کیا تھا، اگر آج میاں صاحبان نے، اس حکومت نے ہمارے حق سے بھی زیادہ ہمیں 4 فیصد دیا ہے تو پھر ہم ان کا شکریہ ادا نہ کریں تو اور کیا کریں؟

جناب سپیکر! دوسری میری ان سے گزارش تھی کیونکہ اس وقت اپوزیشن کا کوئی بھی بندہ یہاں موجود نہیں ہے۔ اگر وہ ہوتے یا باہر ٹی وی پر سن رہے ہیں تو وہ ضرور سنیں کیونکہ انہوں نے پورے اس بجٹ میں ایک گھوڑا نکالا ہے کہ ہمارے قائد محترم نے ترکی کے بادشاہ کو ایک گھوڑا دیا جس کی قیمت تیس لاکھ روپے ہے۔ ان کو شاید یہ بھی پتا نہیں ہے کہ گھوڑے کی قیمت ایک کروڑ روپے بھی ہوتی ہے، دو کروڑ روپے بھی ہوتی ہے۔ اگر یہ کبھی لاہور ریس کلب میں جائیں اور گھوڑے کی قیمت پوچھیں تو ان کو پتا چلے۔ ان ترک بھائیوں نے مظفر گڑھ میں ہمیں کروڑ ہا روپے کا ایک ہسپتال دیا ہے جو اپنی مثال آپ ہے جس کا افتتاح 27۔ تاریخ کو ترک وزیر اعظم اور ہمارے قائد محترم میاں محمد نواز شریف کر رہے ہیں اور اس ہسپتال کو اس بجٹ میں ٹیچنگ ہسپتال کا درجہ دیا گیا ہے۔ اس ہسپتال کا شوکت خانم ہسپتال مقابلہ کر سکتا ہے اور نہ ہی آغا خان ہسپتال کر سکتا ہے۔ یہ ہسپتال اس جگہ پر ہے جہاں ڈی جی خان، بلوچستان اور تمام دُور افتادہ علاقوں سے لوگ اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس بادشاہ کو ایک گھوڑا دینا کوئی جرم نہیں ہے۔ ان سے میں یہ کہتا ہوں کہ کوئی اور بات ہے تو نکالیں۔ ترک بھائیوں نے زلزلے کے وقت اور سیلاب کے وقت ہماری کیا امداد کی، کیا یہ اُن کو یاد نہیں آتا؟ میرے ایک بھائی نے کہا کہ خادمِ اعلیٰ اُس وقت مینارِ پاکستان میں کیمپ لگایا کرتے تھے اور بالکل ہم لگایا کرتے تھے لیکن یہ لوگ اُس وقت سوئے ہوئے تھے۔ ایک سال کے اندر ہماری حکومت اور قائدین نے بیس ہزار میگاواٹ کے منصوبے شروع کئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس وقت چائنا کی حکومت نے 32۔ ارب ڈالر کا قرضہ ساٹھ سال کے لئے ہمارے قائدین کے اوپر اعتماد کرتے ہوئے اور اس پاکستان کی عوام کو تحفے میں دیا ہے۔ ہمارے سعودی عرب کے بھائیوں نے اگر 1.5۔ ارب ڈالر کی امداد دی ہے جو غیر مشروط ہے تو ہمارے قائدین کی وجہ سے ہی دی ہے۔ جس وقت ہم نے کیمپ لگایا تھا تو اُس وقت یہ سوئے ہوئے تھے مگر ہم سوئے ہوئے نہیں ہیں۔ ایک سال کے عرصہ میں پنجاب کے اندر جتنے کام energy، صحت، تعلیم اور missing facilities پر شروع ہو چکے ہیں یہ نہیں کر سکتے بلکہ ہر سطح پر دن رات کام ہو رہا ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں

آتی ہے کہ یہ سوئے ہوئے ہیں۔ مجھے انتہائی افسوس ہوا جب قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ یہ بجٹ سیکرٹری صاحبان کا بنا ہوا ہے۔ میں ایک عوامی نمائندہ ہوں لہذا انہوں نے ہماری توہین کی ہے۔ آپ یقین کریں کہ اتوار والے دن بھی چھٹی نہیں ہوتی اور سیکرٹری صاحبان کو بھی چھٹی نہیں ہوتی۔ ایک ایک میٹنگ قائد محترم میاں صاحب خود لیتے ہیں۔ تمام issues پر سب کی رائے لینے کے بعد یہ ایک مصدقہ مسودہ تیار کیا گیا ہے۔ پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں رانا ثناء اللہ خان نے کہا کہ یہ ایک مصدقہ کتاب ہے جو چار سال کا روڈ میپ ہے۔ ہماری ٹیم نے ہمارے قائد محترم کے وژن کے مطابق یہ بجٹ بنایا ہے۔ میں اپوزیشن سے گزارش کروں گا کہ اگر اس بجٹ میں کوئی نقص ہے تو لے آئیں۔ یہ عوام دوست اور visionary بجٹ ہے جو پنجاب کے چار سال کے مسائل کو دیکھ کر تیار کیا گیا ہے۔ خصوصاً میں قائد محترم خادمِ اعلیٰ پنجاب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے دورویہ سڑک کے لئے پنجاب حکومت کی طرف سے وفاق کو سمری بھیجی ہے جس کے بارے میں مجھے پتا چلا ہے کہ وہ وہاں سے منظور ہو گئی ہے۔ اسی فورم کے اوپر پچھلے سال میں نے ایک قرارداد پیش کی تھی جس میں اس دورویہ سڑک کا بھی ذکر کیا تھا اور ساتھ ایک اور بھی ذکر کیا تھا۔ میں وزیر خزانہ اور رانا ثناء اللہ جو یہاں پر موجود ہیں اُن کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ ہمارے دورویہ سڑک کا منصوبہ منظور ہو گیا ہے لیکن میرا ایک مطالبہ اور بھی تھا جو عوامی ہے کہ ہم سب مل کر میاں صاحب سے منت کریں کہ پچھلی اسمبلی بلڈنگ کے لئے پیسوں کا کچھ حصہ رکھ دیں کیونکہ مشینری گل سڑ رہی ہے لہذا اس بلڈنگ کو ہم اگلے دو تین سال میں مکمل کر لیں۔ ہماری یہ بلڈنگ بھی کسی نے بنائی تھی جو صرف 35 ممبران کے لئے تھی مگر آج ہم اس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر آج پیچھے والی اسمبلی بلڈنگ بنا دیں گے تو کل آ کر وہاں کوئی اور بیٹھے گا لہذا میری یہ گزارش ہو گی کہ میری طرف سے میاں صاحب کو یہ اپیل ضرور پہنچائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ فورٹ منرو کے لئے خادم اعلیٰ صاحب نے 470 ملین کی چیئر لفٹ اور restoration of water supply کے لئے پیسے رکھے ہیں۔ جہاں قائد اعظم سولر پارک، میڈیکل کالج کی upgradation اور بے شمار کام کئے ہیں اسی طرح hill torrents پر کبھی کام نہیں ہوا مگر پہلی دفعہ جنوبی پنجاب میں ہمارے راجن پور اور ڈیرہ غازی خان کے hill torrents کے لئے اس حکومت نے پیسے دیئے ہیں۔ جنوبی پنجاب کی محرومیوں کو ختم کرنے میں ہم ان کا جتنا بھی شکریہ ادا کریں کم ہے۔ جہاں تک فورٹ منرو کی چیئر لفٹ اور restoration of water supply کا تعلق ہے وہاں میں وزیر خزانہ صاحب اور لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ

وہاں پر recognition activities اور tourist resorts کو محفوظ کرنے کے لئے BMP کے پاس کوئی stick بھی نہیں ہے۔ راجن پور کی BMP ہو یا ڈیرہ غازی خان کی ہو، مہربانی کر کے پہلے ان کو equipped کیا جائے۔ جب تک لاء اینڈ آرڈر ٹھیک نہیں ہو گا تب تک کوئی سیاح وہاں نہیں جائے گا لہذا یہ پچاس کروڑ روپے کی رقم ضائع ہو جائے گی کیونکہ بہاولپور، رحیم یار خان، ملتان اور جنوبی پنجاب کے تمام لوگ جب وہاں گرمیوں میں جاتے ہیں تو واپسی پر لوگ ان کا سامان چوری کر لیتے ہیں۔ میری استدعا ہو گی کہ وہاں کی BMP کے لئے کچھ نہ کچھ پیسے رکھے جائیں کیونکہ ان کے پاس گاڑیاں ہیں، کوئی سواری ہے اور نہ ہی stick ہے لہذا اس کا بندوبست ضرور کیا جائے۔ میں اس کے ساتھ ہی خادم اعلیٰ صاحب کا بے حد مشکور ہوں اور اس ٹیم کا بھی بے حد مشکور ہوں جنہوں نے جنوبی پنجاب کو پہلی دفعہ پہچانا ہے اور ہمارے حصے سے زیادہ ہمیں حصہ دیا ہے۔ جہاں لاہور اور راولپنڈی کو میٹرو بس دی وہاں ملتان کو بھی دی اور خصوصاً زراعت کے حوالے سے 10۔ارب روپے کی subsidy ڈی اے پی کھاد پر دی گئی ہے۔ اسی طرح ایک ارب 87 کروڑ روپے کی لاگت سے بیس ہزار ٹیوب ویل بائیو گیس پر شفٹ ہو جائیں گے جو ایک اچھا اقدام ہے اور 50۔ارب روپے کی رقم سے irrigation rehabilitation جس کے اندر بیراج، ڈیم اور hill torrents کا نظام بھی شامل ہے۔ اس بجٹ میں کسی شعبے کو نہیں چھوڑا گیا لیکن اپوزیشن والوں کے پاس کوئی جواز نہیں ہے کہ ہمارے اوپر تنقید کریں۔ ابھی تین دن پڑے ہیں لہذا ان کو کھلے عام دعوت ہے کہ ہمارے اوپر جو اعتراض کرنا چاہیں وہ کریں، انشاء اللہ یہ عوام دوست اور visionary بجٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ پاکستان زندہ باد۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! بہت شکریہ۔ میاں نصیر احمد صاحب!

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے 15-2014 کے اس شاندار بجٹ کو پیش کرنے پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کے ساتھ ساتھ اس بجٹ کو پیش کرنے اور شاندار طریقے سے پڑھنے پر میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن وزیر خزانہ کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں نیز ان کی سرکاری و غیر سرکاری ٹیم جنہوں نے یقیناً اس کے اندر محنت بھی کی اور اس بجٹ کو پیش کرنے میں اپنا حصہ ڈالا ان کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس اپوزیشن کو بھی سراہنا چاہتا ہوں جو یہاں پر موجود نہیں ہے۔ ایک ایسی بجٹ کتاب جس کو بار بار پڑھنے کے باوجود اپوزیشن لیڈر کو کوئی چیز تو نہیں ملی لیکن پھر بھی انہوں نے بطور اپوزیشن لیڈر سوا گھنٹہ کبھی گدھے پر تنقید کی، کبھی گھوڑے پر کی، کبھی کسی ہسپتال کا پنکھا خراب کرنے پر تنقید کی، کبھی دیوار گرنے پر تنقید کی یعنی سوا گھنٹہ انہوں نے

بطور اپوزیشن لیڈر بجٹ کتاب پر بات نہیں کی لیکن سوا گھنٹہ ضرور برباد کیا ہے اس پر میں ان کو ناکام کوشش کرنے پر سراہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! اگر ہم اس بجٹ کتاب کا مطالعہ کریں تو اس میں حکومت پنجاب اور ہماری لیڈرشپ کی determination، عوام سے commitment اور ایک وژن کی جھلک نظر آتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ باقی تین صوبوں کا بجٹ بھی پیش ہوا لیکن اس سے بڑی جرأتمندی کی بات کیا ہوگی کہ آپ نے چار سال کے اندر آٹھ فیصد growth rate کو declare کر دیا اور اعلان کر دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کی ترقی چاروں صوبوں کی ترقی ہے لیکن 65 فیصد آبادی کی نمائندگی کرنے والا یہ صوبہ اور یہ ایوان اس بات پر فخر محسوس کرتا ہے کہ ہم نے 65 فیصد کی آبادی والے صوبے میں پاکستان کی ترقی کے اندر 8 فیصد growth rate کا اپنا حصہ ڈالتے ہوئے اعلان کر دیا ہے کہ ہم چار سال کے اندر انشاء اللہ یہ growth rate حاصل کریں گے اور پاکستان کی ترقی میں اپنا حصہ ڈالیں گے۔ اس بجٹ کے اندر اگر آپ غور کریں تو پرتعیش زندگی کے وہ elements جن سے پنجاب کے غریب آدمی کے اندر احساس محرومی پیدا ہوتا تھا ان کی بھی نفی کی گئی ہے۔ اس بجٹ کے اندر وہ آدمی جس کو دو مرلے کا گھر میسر نہیں لیکن اس کے سامنے آٹھ آٹھ اور سو سو کنالوں پر بڑے گھر جن کو سہولتیں بھی میسر تھیں مگر ان پر کوئی ٹیکس نہیں تھا اور ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں تھا ان کی بھی نفی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے اندر اگر ہم وزیر اعلیٰ پنجاب کے وژن اور ان کی خواہش کو سامنے رکھیں تو وہ سختی کے ساتھ اس کی نفی کرنا چاہتے ہیں۔ میں یہاں پر وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ وہ بھی جرأتمندی کا مظاہرہ کریں کیونکہ کروڑوں اور اربوں روپے کے گھروں پر تین چار لاکھ روپے کے ٹیکس ان کا کچھ نہیں بگاڑتے اس لئے اس کی تعداد کو بڑھانا چاہئے۔ اس کی taxation millions میں ہونی چاہئے اور اس کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ پنجاب کی شہری آبادیاں یعنی لاہور، راولپنڈی اور ملتان جیسے شہروں کے اندر ایک یا دو مرلے کا گھر بنانا غریب اور عام آدمی کی خواہش ہی رہ گئی ہے اور خواب بن گیا ہے لہذا سختی سے اس چیز کی نفی کی جائے اور جو اڑھائی، تین یا چار چار لاکھ روپے ٹیکس لگائے گئے ہیں اس کی بجائے millions کے اندر ٹیکس لگانے چاہئیں۔ اس کا مقصد صرف پیسے اکٹھا کرنا نہیں بلکہ بڑے گھروں کی نفی کرنا ہے۔

جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہوگی کہ ان ٹیکسوں کو بڑھایا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک لگژری ٹیکس جو گاڑیوں پر لگایا گیا ہے۔ ڈیڑھ ڈیڑھ، دو دو کروڑ روپے اور چار چار کروڑ روپے کی گاڑیاں

رکھنے والوں کو اگر آپ 25ہزار یا30ہزار روپے سال بعد ٹیکس ادا کرنے کا کہیں گے تو یہ ایک مذاق ہے۔ میری ایک درخواست وزیر خزانہ سے ہے کہ یہ ٹیکس بھی لاکھوں میں ہونا چاہئے۔آپ پانچ ہزار روپے یا 25ہزار روپے رکھیں، جس نے چار کروڑ روپے کی، تین کروڑ روپے کی اور ڈیڑھ کروڑ روپے کی گاڑی رکھنی ہے،اسے یہ چیز matter نہیں کرتی۔ ہمارا ان تمام چیزوں پر ٹیکس لگانے کا بنیادی مقصد پیسے اکٹھے کرنا نہیں ہے بلکہ تمام اقدامات کی نفی کرنا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان ٹیکسوں کو revise کرنا چاہئے اور انہیں بڑھانا چاہئے لیکن یہ اقدام انتہائی احسن اور قابل تعریف ہے کہ پہلی دفعہ یہ سوچا گیا ہے کہ یہ خود نمائی کی جو روش سوسائٹی کے اندر چل نکلی ہے، ہمیں اس کی نفی کرنی ہے۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ساتھ بڑی قابل غور اور بڑی اہم بات ہے کہ جب بھی بجٹ پیش کئے جاتے ہیں تو اس کے اندر یہ کہا جاتا ہے کہ عوام سے جو ٹیکس اکٹھا کرنا ہے،اسے کیسے بڑھایا جائے اور جب بھی اس کے طریق کار پر بحث ہوتی ہے تو طریق کار یہی ہوتا ہے کہ اس ٹیکس کو دگنا کر دیا جائے، اس ٹیکس کو بڑھا دیا جائے اور لوگوں سے اسے کیسے حاصل کیا جائے؟ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ جسے حکومت نے خود یہ تسلیم کیا ہے کہ لوگوں پر ٹیکس کا بوجھ ڈالنے کی بجائے اپنے انتظامی ٹیکس collection کے نظام کو بہتر کیا جائے۔ یہ پہلی دفعہ اقرار کیا گیا ہے کہ بعض ڈیپارٹمنٹ کے اندر عملہ کی بد نظمی اور بد عنوانی کی وجہ سے وہ ٹیکس collection جو حکومت کو پہنچنی چاہئے یا ہونی چاہئے، اگر وہ ہو نہیں پاتی تو وہ محکمہ کے اندر سستی اور خرابی ہے جسے ہم نے دور کرنا ہے اور یہ بھی اس بجٹ کے اندر تسلیم کیا گیا ہے اور اسے ٹھیک کرنے کے اقدامات پر بحث کی گئی ہے جو کہ بڑا احسن اقدام ہے۔ اس بجٹ کے اندر ایک بات جو سب سے خوبصورت ہے اور یقیناً میں یہ سمجھتا ہوں کہ چار سال کے بعد اس صوبے کے رہنے والے لوگوں کو اس کا احساس ہوگا، پہلے بھی میرے دوستوں نے facts & figures پر بات کی ہے تو 40لاکھ لوگوں کو روزگار دینے کی بات کی گئی ہے یعنی 40لاکھ لوگوں کو روزگار دیا جائے گا، 20لاکھ لوگوں کو فنی تعلیم دی جائے گی اور 70لاکھ لوگوں کو خط غربت سے نکالنے کے لئے فنڈز رکھے گئے ہیں۔ اگر ہم یہ دیکھیں تو سوا کروڑ لوگ بنتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان چار سالوں کے دوران اس خطے کے اندر یہ سب سے کامیاب مہم ہے کہ سوا کروڑ لوگوں کو غربت سے نکالا جائے گا۔

جناب سپیکر! یہ تمام بجٹ الفاظ نہیں بلکہ ایک جنون ہے۔ یہ جنون ہے ملتان کے اندر میٹرو بس چلانے کا، یہ جنون ہے راولپنڈی کے اندر میٹرو بس چلانے کا، یہ جنون ہے جنوبی پنجاب کو پاکستان کا بہترین علاقہ بنانے کا اور یہ جنون ہے اس پنجاب کو پاکستان کا کامیاب صوبہ بنانے کا جسے انشاء اللہ ہم بنا کر

دکھائیں گے۔Energy crisis سے بھی نمٹیں گے، کرپشن سے بھی نمٹیں گے، دہشت گردی سے بھی نمٹیں گے اور انشاء اللہ یہ پنجاب اور یہ ریاست اس خطے کے اندر ایک مثالی ریاست بنے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! شکریہ۔ جی، نذر حسین صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! کسی بھی ملک کا میزانیہ بناتے وقت اور ترتیب دیتے وقت اس ملک یا صوبے کے معروضی حالات کو مدنظر رکھنا انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ آج ہمارا ملک پاکستان اور صوبہ پنجاب جن حالات سے گزر رہا ہے، ہمارے مشرقی محاذ پر ایک ملک جو کہ عددی اور عسکری لحاظ سے ہم پر برتری رکھتے ہوئے ایک خاص سوچ رکھتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مغربی محاذ پر عرصہ دراز سے جاری شورش کے اثرات ہمارے ملک میں آرہے ہیں جس کی بنیاد پر ہمارے ملک کے ہر شہر اور دیہات میں دہشت گردی اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ہے جس سے نبرد آزما ہونے کے لئے ہماری فوج آج حالت جنگ میں ہے۔ پنجاب کو آپ دیکھیں تو ہر جگہ لاء اینڈ آرڈر کی ایک عجیب صورتحال ہے تو ان تمام عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے ان حالات سے نبرد آزما ہونے کے لئے ہماری حکومت نے قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی زیر قیادت ہمارے قابل احترام وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم نے جو بجٹ پیش کیا ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں ان کی کوشش نہایت قابل ستائش ہے اور اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔

جناب سپیکر! کسی بھی ملک کی ترقی کے لئے اس کی تعلیم، صحت، زراعت اور اس کے ساتھ ساتھ صنعتوں کی تعمیر و ترقی انتہائی ضروری ہوتی ہے۔ اس بجٹ میں اگر آپ تعلیم کو ملاحظہ کریں تو کل 273- ارب روپے رکھے گئے ہیں جن میں ترقیاتی منصوبوں کے لئے 48- ارب 31 کروڑ روپے، جس میں سکولز، کالجز اور سپیشل ایجوکیشن کے ادارے شامل ہیں۔ تعلیم کو ترقی دینے کے لئے جتنی بھی چیزیں ضروری ہیں، سب سے پہلے تو یہ تدارک کیا جا رہا ہے اور اس کا بندوبست کیا جا رہا ہے کہ ہمارے وہ بچے جو دیہاتوں یا شہروں کے ہیں، 100 فیصد وہ سکول کی طرف جائیں اور ان کی انرولمنٹ 100 فیصد کی جائے اور جب وہ سکول جائیں تو وہاں بہتر ماحول دینے کے لئے سکول میں missing facilities کی صورت میں چار دیواری ہو، چھت ہو، پینے کا پانی یا ٹائلٹس کا بندوبست کرنے کے لئے خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ سکول میں تعلیم دینے والے اساتذہ پہلے میٹرک یا پی ٹی سی آتے تھے لیکن آج اللہ کے فضل و کرم سے بی اے، ایم اے اور بی ایڈ اساتذہ بھرتی کئے جا رہے ہیں اور جو سب سے اہم بات ہے کہ اساتذہ انتہائی

میرٹ اور شفاف طریقے سے بھرتی کئے جا رہے ہیں جو کہ اہلیت رکھتے ہیں اور بچوں کا مستقبل بہتر بنانے میں دلچسپی بھی رکھتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ انہیں مراعات اور تنخواہیں بھی اسی معیار پر دی جا رہی ہیں اور کسی پرائیویٹ سکول سے ان کی تنخواہیں کم نہیں ہیں۔اس کے علاوہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ نہ صرف سکولوں میں بلکہ بتدریج یہی صورتحال کالجوں میں ہے کہ وہاں بھی missing facilities پوری کرتے ہوئے نئے کالجوں کا اجراء کیا جا رہا ہے اور کالجوں کے ساتھ ساتھ آج پنجاب میں یونیورسٹیوں کے اجراء کا بھی سلسلہ جاری ہے۔

جناب سپیکر! آپ ملاحظہ فرمائیں کہ تمام کالجوں میں آئی ٹی لیب، کمپیوٹر لیب مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ ہر تحصیل میں نئے کالجز لازمی تعمیر کئے جا رہے ہیں بلکہ پرانے مرکز کی سطح پر کالج تعمیر ہو رہے ہیں اور رحیم یار خان، ساہیوال اور اوکاڑہ میں نئی یونیورسٹیاں تعمیر ہو رہی ہیں جبکہ لاہور میں 705ایکڑ اراضی پر ایک نالج سٹی تعمیر ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم و تربیت کا یہ سلسلہ جو کہ سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں سے نکلتا ہوا سپورٹس کی طرف بھی جاتا ہے اور صوبہ پنجاب میں 32 نئے جمنیزیم تعمیر ہو رہے ہیں، 10 نئے سٹیڈیم بنیں گے، 13 کھیلوں کے نئے میدان تعمیر ہوں گے اور اس کے علاوہ راولپنڈی اور گوجرہ میں ہاکی کے کھلاڑیوں کے لئے آسٹروٹرف بھی 2۔ارب روپے کی لاگت سے بچھائے جائیں گے۔

جناب سپیکر! نیشنل ایجوکیشن اور اس کے علاوہ نئے ادارے اور اپ گریڈیشن کا سلسلہ جاری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ پنجاب ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ اور پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو بھی فعال کیا جا رہا ہے۔غریب بچوں کو بہتر تعلیم دینے کے لئے دانش سکولوں کا سلسلہ جاری ہے جس میں میلسی، لودھراں، جھنگ، تونسہ اور فورٹ منرو میں پانچ دانش سکول 2۔ارب روپے کی مالیت سے تعمیر ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب اور اس کی پسماندگی کا بہت ذکر ہوتا تھا لیکن آج آپ ملاحظہ فرمائیں کہ کل بجٹ کا 36 فیصد یعنی 119۔ارب روپے صرف جنوبی پنجاب کے لئے مختص کئے گئے ہیں جس میں سے رحیم یار خان میں خواجہ فرید یونیورسٹی اور شیخ زید میڈیکل کمپلیکس بھی تعمیر ہو رہا ہے۔بہاولنگر میں میڈیکل کالج تعمیر ہو رہا ہے، بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں اضافی سہولتیں دی جا رہی ہیں اور ایک ویٹرنری یونیورسٹی تعمیر ہو رہی ہے، بورے والا میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کا کیمپس تعمیر ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے پنجاب کی سب سے آخری تحصیل جام پور جو کہ انتہائی پسماندہ گردانی جاتی تھی لیکن آج اس میں سڑک، حفاظتی بند، واٹر سپلائی سکیمیں جو شہری اور دیہاتی ہیں اور سیوریج سسٹم کے لئے 530 بلین روپے صرف ایک تحصیل کے لئے مختص کر کے یہ تاثر دیا گیا ہے کہ backward علاقوں کو ہم ترجیح دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! زراعت کے سلسلے میں ملاحظہ فرمائیں کہ کھاد میں 5۔ارب روپے کی سبسڈی دی جا رہی ہے اور اس کے علاوہ زراعت کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے میاں محمد نواز شریف ایگریکلچر یونیورسٹی بورے والا میں زرعی یونیورسٹی دیپالپور میں ایک سب کیمپس، اٹک میں پیر مہر علی شاہ بارانی یونیورسٹی کا سب کیمپس، 20ہزار ٹیوب ویلوں کو بائیو گیس پر منتقل کرنے کا ایک منصوبہ دیا جا رہا ہے۔ توانائی کے شعبے میں بہت بحث ہوتی ہے جو کہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے جس کی ترقی کے لئے 31۔ارب روپے مختص کرتے ہوئے نندی پور پاور پراجیکٹ اور درآمدی کوئلے سے ساہیوال، جھنگ، قصور، مظفر گڑھ اور رحیم یار خان کے مقامات پر نئے پراجیکٹ لگانے کا اعلان کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! بہاولپور میں ایک ہزار میگاواٹ کا پلانٹ قائداعظم سولر پارک جو کہ نجی شعبہ کے ذریعے بنایا جا رہا ہے اور اس کے علاوہ نہروں پر بھی تعمیر و ترقی کا سلسلہ جاری ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ صاف پانی جو ابتدائی طور پر انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نذر حسین صاحب! جلدی سے wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ جی، مہربانی۔ میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ)!

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ یہ 13۔جون 2014 کو جو ایک بجٹ دستاویز پیش کی گئی یہ صرف بجٹ دستاویز نہیں تھی بلکہ پنجاب کے عوام کے لئے چار سالہ روڈ میپ تھا جس کے لئے میں وزیر خزانہ، وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بجٹ میں یہ چار سال کے لئے بلکہ آئندہ دس سال کے لئے یہ روڈ میپ دیں گے۔ اس سے

پہلے آج تک جو سابق حکومتیں گزریں کسی نے بھی ایک سال سے ایک دن آگے کے لئے کوئی پلاننگ نہیں کی۔ یہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے چار سال کے لئے plan کیا اور میں دوبارہ گزارش کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ آئندہ انشاء اللہ یہ دس سال کے لئے road map دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ تنقید کرتے تھے Government of Punjab پر یا budget پر تو آج یہ ایوان گواہ ہے کہ آج اُن میں سے ایک بھی شخص یہاں پر موجود نہیں ہے۔ میرے خیال میں اور یہ حقیقت ہے کہ اُن کے پاس اس بجٹ پر تنقید کرنے کے لئے چند الفاظ بھی نہیں ہیں آج وہ واک آؤٹ کئے بغیر یہاں اس ایوان میں موجود نہیں ہیں اس سے میں سمجھتا ہوں کہ اُن کے پاس کچھ نہیں ہے اور اگر وہ کل آجائیں تو شاید وہ کہیں سے چند جھوٹے الفاظ لے کر آجائیں آج تک اُن کے پاس اس بجٹ کے خلاف کچھ نہیں تھا۔

جناب سپیکر! میں چند ایک گزارشات کرنا چاہوں گا کہ اس ایوان میں جو تنقید کی گئی کہ یہ غریب کا بجٹ نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہی وہ بجٹ ہے جو غریب کے لئے ہے، غریب کی فلاح کے لئے اور کسی بھی غریب کے لئے کسی قسم کا کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ امیر آدمی پر اور اس کی گاڑی پر اور امیر آدمی کی پراپرٹی پر کچھ taxes بڑھائے گئے ہیں۔ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جدید معاشرے میں جس طرح کہ یورپ انگلینڈ اور امریکہ میں ہے انہوں نے ترقی کی ایجوکیشن میں اور اُس کے بعد انہوں نے اپنی معیشت کو ترقی دی صرف اور صرف tax culture کو فروغ دیا آج ہمیں بھی tax culture کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ آج ہر شخص تنقید تو کرتا ہے اور اپنے منصوبے دیتا ہے لیکن کوئی شخص ٹیکس دینے کو تیار نہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہر وہ شخص جو اپنے بچوں کو پرائیویٹ سکول میں داخل کرواسکتا ہے، جو اپنے بچوں کو ہاسٹل میں داخل کرواسکتا ہے، جو اپنے بچوں کو قیمتی کتابیں لے کر دے سکتا ہے، جو ایک لاکھ روپے کی موٹر سائیکل لیتا ہے، جو چھ لاکھ روپے کی سوزوکی گاڑی لیتا ہے اور جس کے گھر میں air conditioner چلتا ہے اُس شخص کے اوپر فرض ہے کہ وہ گورنمنٹ کو ٹیکس دے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک شخص ہر روز direct tax گورنمنٹ کو ایک روپیہ بھی دینا شروع کر دے تو مہینے کے 30 روپے بنیں گے اور سال کے 365 روپے بنیں گے اور آپ تصور کر سکتے ہیں کہ کتنے اربوں کھربوں روپے بنیں گے جو گورنمنٹ کے خزانہ میں جمع ہوں گے اس کے لئے ہمیں ٹیکس کلچر کو فروغ دینا ہوگا اس ایوان کے تمام ممبران کو بھی لوگوں کو motivate کرنا ہوگا کہ آپ اگر معاشرے کی ترقی چاہتے ہیں تو لوگوں کو tax net میں لے کر آئیں۔ میں بڑی معذرت کے ساتھ یہ گزارش کرنا

چاہوں گا کہ میڈیا میں اور یہاں بھی لوگ ٹیکس کے لئے بڑے لوگوں کے خلاف باتیں کرتے ہیں جو درست ہے۔ہر شخص کو اپنی حیثیت کے مطابق ٹیکس دینا چاہئے لیکن میں سمجھتا ہوں اگر کوئی شخص ایک دن 600روپے کماتا ہے اور ایک ماہ کی تنخواہ اُس کی12,000روپے ہے تو کیا وہ گورنمنٹ کو ایک روپیہ روزانہ نہیں دے سکتا؟یورپ میں جدید معاشرے میں اگر کوئی شخص سال بھر فارغ رہتا ہے اور سال میں ایک دن چھ گھنٹے کام کرتا ہے تو وہ پہلے اُس کا ٹیکس deduct کرتا ہے پھر اُس کو payment ملتی ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں ہمیں بھی ٹیکس کلچر کو فروغ دینا چاہئے اور ایسے نئے لوگوں کو tax net میں لانا چاہئے جو ٹیکس دینے کے قابل ہوں خواہ وہ ایک روپیہ ہی روزانہ ٹیکس دیں۔ایک گزارش کروں گا کہ جس طرح لوگوں نے point scoring کرنے کی خاطر یہاں پر بات کی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: wind up کریں وقت ختم ہو گیا۔

جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!مجھے تو ابھی دو منٹ ہوئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں جی،آپ کو پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!چلیں،میں مختصر کرتا ہوں اور میں گزارش کرتا ہوں جس طرح اس بجٹ میں 2۔ارب 16 کروڑ روپے خواتین کی ترقی کے لئے رکھے گئے ہیں اور 14۔ارب 97 کروڑ روپے agriculture کے لئے اور laser land leveller کے لئے رکھے گئے ہیں تو میں اس میں چند ایک گزارشات کرنا چاہوں گا کہ پنجاب میں صرف laser land leveller ہی ایک ایسا زرعی آئٹم نہیں ہے جس کے اوپر سبسڈی دی جائے اس میں بے شمار اور بھی زرعی آلات ہیں جن کے اوپر گورنمنٹ کو سبسڈی دینی چاہئے۔ایک اور میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ پچھلے چند سالوں سے جو اربوں روپے کے laser land leveller دیئے جا رہے ہیں تو لاہور میں صرف پانچ فرموں کو رجسٹرڈ کیا جاتا ہے جبکہ ڈسکہ میں چار سو ایسے یونٹ ہیں جو زرعی آلات بناتے ہیں،فیصل آباد میں زرعی آلات بناتے ہیں میری اس ایوان سے دوبارہ گزارش ہے کہ سب لوگوں کو جو خاص طور پر ڈسکہ میں زرعی آلات بناتے ہیں دوبارہ اُن کے لئے prequalification کی جائے اور جو لوگ اس میں laser land leveller اور دیگر زرعی آلات گورنمنٹ کو subsidize rates پر دینا چاہتے ہیں اگر وہ competition میں آجائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب یہ باتیں note کر لیں۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! low rates پر مقابلے کا رجحان پیدا ہوگا اور جو انہوں نے بہت سخت قسم کی پانچ فرموں کے لئے ایک ایسی چیز رکھی میری گزارش ہے کہ سب لوگوں کو اس میں بلایا جائے تاکہ عوام کو زرعی آلات سستے نرخوں پر مل سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، next ڈاکٹر نادیہ عزیز صاحبہ!

ڈاکٹر نادیہ عزیز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے تو میں قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور اُن کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اتنا جامع، مربوط، متوازن اور عوام کی امنگوں کا ترجمان بجٹ پیش کیا ہے۔ یہ اپنی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے اور کریڈٹ بھی پنجاب حکومت کو جاتا ہے۔ یہ سب سے بڑا بجٹ 2014 میں پیش کیا گیا۔ میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح سے پنجاب گورنمنٹ نے اس سے پہلے بھی serve کیا پچھلے پانچ سال جس کے نتیجے میں آج ہم اس ایوان میں موجود ہیں اسی spirit اور اسی جذبہ کے ساتھ اگر پنجاب حکومت serve کرتی رہی تو انشاء اللہ اگلے پانچ سال بھی اور اُس سے اگلے پانچ سال بھی اپوزیشن کو یہاں پر آنے کا موقع نہیں ملے گا تو میں سمجھتی ہوں کہ اس بجٹ میں بہت ساری چیزوں پر بات کرنا چاہوں گی جس میں سب سے important میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک عام آدمی کا بجٹ ہے۔ ایک عام آدمی پر کوئی بوجھ نہیں ڈالا گیا کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا صرف کوشش کی گئی ہے کہ وہ tax collection جو اس سے پہلے بہتر طریقے سے نہیں ہو رہی اس کو بہتر کرنے کی کوشش کی جائے pilferage کو کم کیا جائے اور اپنے ریونیو کو بڑھایا جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس سلسلے میں میاں محمد شہباز شریف کا وژن بہت واضح ہے، بہت clear ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اگر ہم اسی وژن اور جذبہ کے ساتھ چلتے رہے تو انشاء اللہ میں سمجھتی ہوں، جب آپ کی نیت صاف ہو، جب آپ کے جذبے سچے ہوں اور جب آپ کے ارادے مستحکم ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مدد بھی آپ لوگوں کے ساتھ شامل حال ہوتی ہے اور کامیابی آپ لوگوں کا مقدر ٹھہرتی ہے میں سوچتی ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح ہم آگے چلتے رہے تو وہ وقت دور نہیں ہے جب اس بجٹ کی implementation سے ترقی کی نئی راہیں کھلیں گی، ہمارے بے روزگار نوجوانوں کو نیا روزگار ملے گا، انشاء اللہ تعالیٰ ترقی اور خوشحالی کا ایک نیا دور شروع ہوگا۔ تقریباً چالیس فیصد بجٹ ہیلتھ اور ایجوکیشن کے لئے رکھا گیا ہے۔ 121۔ ارب روپے ہیلتھ کے لئے رکھے گئے اور 273۔ ارب ایجوکیشن کے لئے رکھے گئے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اس دفعہ ایجوکیشن اور ہیلتھ کے لئے اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ بہت خوبصورت اضافہ ہے جس میں نئی یونیورسٹیوں کا قیام، زرعی یونیورسٹی کا قیام، انجینئرنگ یونیورسٹیوں کا قیام اور خاص طور پر ہماری چار نئی خواتین یونیورسٹیاں اس بجٹ میں منظور کی گئیں۔ اس کے ساتھ نئے کالجوں کا قیام، نئے سکولوں کا قیام، دانش سکول کا قیام، لیپ ٹاپ سکیم، ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ، سکالر شپ سکیم اور بیش بہا سکیمیں ہیں جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ چیف منسٹر صاحب تعلیم دوست ہیں۔ میں یہاں پر یہ ضرور ذکر کروں گی کہ ایک گرلز ڈگری کالج میرے حلقے کے لئے بھی منظور کیا جائے۔ میں اس کے لئے بہت شکر گزار ہوں کہ میرے حلقے کی بچیوں کے لئے ایک گرلز ڈگری کالج منظور کیا گیا جس میں بچیاں جو بہت دور دور سے آتی تھیں، جن کو کالج تک پہنچنے اور واپس جانے میں تین تین چار چار گھنٹے لگتے تھے اب ان کو بہت ساری سہولت ملے گی اور دعائیں بھی ملیں گی۔ مجھے یقین ہے کہ اسی وژن سے جب ہم آگے چلیں گے تو انشاء اللہ اگلا الیکشن بھی ہمارے لئے آسانیوں کا باعث ہو گا۔ میں یہاں پر ایک بات ضرور کرنا چاہوں گی کہ جب یہ حکومت قیام پا رہی تھی تو اُس وقت سب سے بڑا مسئلہ انرجی کرائسز کا تھا۔ اس انرجی کرائسز کو ختم کرنے کے لئے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ انہوں نے ہمت اور استقلال کے ساتھ pending منصوبوں نندی پور پاور پراجیکٹ پر کام کیا ہے اور قائداعظم سولر پارک انرجی منصوبوں پر بھی بہت تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ وہ قائد جو گیارہ ماہ میں میٹرو بس چلا سکتے ہیں، وہ قائد جو پچھلے پانچ عرصے میں آٹھ کالج و یونیورسٹیاں بنا سکتے ہیں، وہ قائد جو 35 ہزار سے زیادہ LHVs کو بھرتی کر سکتے ہیں اور ان کو مستقل کر سکتے ہیں ہمیں اس قائد کے vision پر پورا یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ انہیں جو mandate ملا ہے اس mandate کا احترام کرتے ہوئے وہ انرجی کرائسز کو ختم کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ، بہت شکریہ۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: آپ کا بہت شکریہ۔ میں ایک بات آخر میں ضرور کہوں گی کہ:

جب اپنا قافلہ عزم و یقیں سے نکلے گا
جہاں سے چاہیں گے راستہ وہیں سے نکلے گا
اے وطن کی مٹی مجھے ایڑیاں رگڑنے دے
مجھے یقیں ہے کہ چشمہ یہیں سے نکلے گا

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب امانت اللہ خان شادی خیل!

جناب امانت اللہ خان شادی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ بجٹ 15-2014 ایک ہزار بلین کا بجٹ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کی ہسٹری میں سب سے بڑا بجٹ ہے۔ خصوصی طور پر جو neglected areas تھے، چھوٹے اور دور دراز پسماندہ اضلاع تھے ان کی ترقی کے لئے اس بجٹ میں خطیر رقوم رکھی گئی ہیں۔ اے ڈی پی میں جو پیسا رکھا گیا ہے یہ پہلی دفعہ ہسٹری میں جب سے اسمبلی بنی ہے، جب سے پاکستان بنا ہے اور ہمارے جیسے چھوٹے اضلاع کے لئے اتنی بڑی رقم کا ملنا بہت خوش آئند بات ہے اس کے لئے میں اپنے لیڈران کا دل سے انتہائی مشکور ہوں۔ جہاں تک سکیموں کا تعلق ہے تو آج تک اتنی بڑی سکیم ہمارے چھوٹے اضلاع میں نہیں ملی۔ باقی جس طرح تعلیم اور صحت کی بات ہے تو تعلیم اور صحت کے لئے بہت بڑی رقوم رکھی گئی ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارشات یہ ہیں کہ جو hard areas ہیں ان میں کم از کم پرائمری، مڈل یا میٹرک سطح کی تعلیم کو فروغ دیا جائے جہاں لوگ سکول کے لئے ترس رہے ہیں۔ ایک طرف تو نئی enrollment کی بات ہو رہی ہے اور دوسری طرف merger کی بات ہو رہی ہے، خدارا یہ جو merger والا سسٹم ہے سکولوں کی merging کو hard areas میں بند کیا جائے کیونکہ وہاں پر پہلے سے ہی سکول کم ہیں۔ جو پرانے بنے ہوئے ہیں ہمیں کم از کم ان کو بند نہیں کرنا چاہئے بلکہ چلانا چاہئے کیونکہ اساتذہ دور سے نہیں آ سکتے اس لئے ان کی وہیں لوکل بھرتی ہونی چاہئے اور انہی لوگوں کو موقع دینا چاہئے تاکہ وہاں کے بچے تعلیم حاصل کر سکیں۔ میری گزارش ہے کہ ان سکولوں کو بند نہیں ہونا چاہئے۔ جہاں تک صحت کی بات کی ہے جتنے بھی BHUs ہیں آپ کے سامنے ہیں ان کو promote کرنا چاہئے اور وہاں سٹاف دینا چاہئے کیونکہ جب وہ چلیں گے تو لوگوں کو ریلیف ملے گا۔ آپ کے سامنے دور دراز علاقوں میں جہاں نیٹ ورک نہیں ہے، سڑکوں کا نیٹ ورک نہیں ہے، جہاں کا کمیونیکیشن سسٹم بہت کمزور ہے، جہاں لوگ سفر نہیں کر سکتے اگر وہاں پر سہولتیں نہیں ہوں گی تو motility rate بڑھے گا اور وہ اس وجہ سے بڑھ بھی رہا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ BHUs کو زیادہ سے زیادہ strong کیا جائے، ان کو equip کیا جائے، عملہ دیا جائے تاکہ وہ چلیں اور لوگوں کے لئے سہولتیں ملیں۔

جناب سپیکر! جس طرح میں سمجھتا ہوں کہ اس دور میں جتنی foreign investment آ رہی ہے وہ صرف اعتماد کی بناء پر آ رہی ہے۔ ہمارے ملک سے foreign investment نکل گئی تھی

لیکن یہ واپس آ رہی ہے کیونکہ یہ ہماری لیڈر شپ کے اعتماد کی بات ہے کہ وہ ان کو دوبارہ واپس لا رہے ہیں۔ وہ investment جو billions of dollars میں ہے جب وہ اس ملک میں آئے گی تو اس ملک میں خوشحالی ہو گی، اس ملک کی inflation میں فرق پڑے گا، روزگار کے نئے مواقع ملیں گے اور مہنگائی بھی کم ہو گی۔ باقی آپ یہ دیکھیں کہ بجلی کے جو بڑے بڑے منصوبے آ رہے ہیں اور ان کو آنے بھی چاہئیں۔ اس میں ایک چیز زیر غور ہے کہ آج اس ملک کو نقصان کس چیز سے ہو رہا ہے؟ وہ مہنگی بجلی سے ہو رہا ہے اور بجلی نہ ہونے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ جب بجلی سستی ہو گی اور عام ہو گی تو آپ کی انڈسٹری جس کی operation cost بڑھ رہی ہے یہ اس وقت کم ہو سکتی ہے جب آپ سستی بجلی فراہم کریں گے۔ آج GSP plus کی بات ہو رہی ہے۔ آپ GSP plus سے کیسے فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟ جب تک آپ کی بجلی سستی نہیں ہو گی اور آپ 24 گھنٹے انڈسٹریوں کو بجلی نہیں دیں گے اس وقت تک آپ کبھی بھی GSP plus سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

جناب سپیکر! دوسری طرف agriculture sector میں ایسے علاقے بھی ہیں وہاں سے میں تعلق رکھتا ہوں وہاں پر نہری نظام نہیں ہے۔ وہاں پر ٹیوب ویل بجلی پر چل رہے ہیں یا پھر ڈیزل پر چل رہے ہیں۔ خدارا یہ دیکھیں کہ وہاں پر پانچ پانچ، چھ چھ سو فٹ کے نیچے ان کی ٹربائنیں لگی ہوئی ہیں، ان کا روزگار نہیں ہے اور وہ اس پر نہیں چل سکتے اس لئے مہربانی کریں اور میری یہ تجویز ہے کہ ایسے hard areas کے لئے ایک special package دیا جائے ان کے لئے جو فائدہ مند ہو اور وہ بھی اس ملک کی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب امانت اللہ خان شادی خیل: جناب سپیکر! میں دو منٹ لینا چاہوں گا۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ wind up کر دیں کیونکہ کافی سارے مقررین بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب امانت اللہ خان شادی خیل: جناب سپیکر! میں taxation کی بات کرنا چاہ رہا تھا آپ نے time short کر دیا۔ آج ہمارے اپوزیشن کے دوست نہیں ہیں اگر وہ بیٹھے ہوتے تو میں یہ کہتا کہ جو دھاندلی کا راگ الاپا جا رہا ہے۔ چیئرمین تحریک انصاف، میں اسی حلقے سے تعلق رکھتا ہوں، اس نے 2002 میں contest کیا اور 2013 میں contest کیا۔ آپ 2002 کا ریکارڈ اٹھا لیں اور ایک

independentادارہ بٹھا دیں۔ 2002 کے الیکشن کی scrutiny کرا لیں اور 2013 کے جنرل الیکشن کی بھی scrutiny کرا لیں آپ کو واضح نظر آ جائے گا کہ دھاندلی کی پیداوار کون ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب محمد انیس قریشی صاحب!

جناب محمد انیس قریشی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بجٹ پر اپنی کچھ proposals پیش کروں گا اور management issues کو discuss کروں گا۔ میرا پہلا point سیلز ٹیکس اور انکم ٹیکس ہے۔ اس میں جو بے قاعدگیاں ہو رہی ہیں، ہمارے بے شمار دکاندار ایسے ہیں جنہوں نے duplicate رسید بکس رکھی ہوئی ہیں۔ وہ رسید جاری کرتے ہیں اور اس کی فوٹو کاپی نہیں رکھتے۔ عوام سے ٹیکس وصول کر رہے ہیں لیکن وہ سرکاری خزانے میں جمع نہیں کروا رہے ہیں بلکہ یہ business community کی جیبوں میں جا رہا ہے۔ میری حکومت سے گزارش ہے کہ وہ اپنی books print کروائے اور ان کو handover کرے، ان پر دستخط ہوں، ان کی مہر ہو تاکہ اس میں leakages نہ ہونے پائیں۔ اگر leakages کو plug کیا جائے، اس کا proper control کیا جائے تو میں ensure کرتا ہوں کہ یہ recovery double ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میرا دوسرا point توانائی کا بحران ہے۔ ہمارے ملک میں سب سے اہم ترین مسئلہ توانائی کا ہے۔ حکومت اس کے لئے بہت کوشش کر رہی ہے لیکن ایک aspect جس کو بجٹ میں touch تو کیا گیا ہے لیکن ایسا کوئی منصوبہ شروع نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! ہمارے بڑے شہروں میں کوڑا کرکٹ کی بہتات ہے۔ کوڑا کرکٹ سے منشاء گروپ آف انڈسٹریز کلر کہار میں سیمنٹ فیکٹری چلا رہے ہیں اور سارے شہر کو بجلی provide کر رہے ہیں۔ یہ economic source of energy ہو گا اس لئے کوڑا کرکٹ کے ذریعے پروگرام کو مزید وسعت دی جائے اور اس کے لئے زیادہ سے زیادہ پراجیکٹ عمل میں لائے جائیں۔ جو پرائیویٹ سیکٹر ہیں ان کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ ہو سکے تو منشاء گروپ آف انڈسٹریز کو بھی اس میں شامل کیا جائے کیونکہ precedent موجود ہے، ٹیکنیکل لوگ موجود ہیں، کوڑا کرکٹ کی بہتات ہے اور raw material موجود ہے تو اس کو بھی utilize کیا جائے۔

جناب سپیکر! میرا ایک تیسرا اور بہت اہم point ہے۔ آپ نے ملاحظہ کیا ہو گا کہ یہ بہت بڑا burning question اور سماجی issue ہے۔ ہمارے معاشرے میں سنٹرل پنجاب اور جنوبی پنجاب میں لوگوں کے چودہ چودہ بچے ہیں، ان کی جوان بیٹیاں ہیں لیکن ان کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ وہ

اپنی بیٹیوں کی عزت و آبرو کے ساتھ شادیاں کر سکیں۔ ہم نے سوشل سیکٹر میں اس کے لئے کوئی پیسے نہیں رکھے۔ بیت المال پچاس ہزار روپے چند selected ladies کو دیتا ہے اور باقی ساری خواتین محروم رہ جاتی ہیں اس لئے میری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ اس کو اور زیادہ launch کیا جائے اور کم از کم ایک لاکھ روپے ماہانہ ان عورتوں کو دیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہر تحصیل میں کم از کم بیس ایسی خواتین کو چنا جائے اور ان کو ڈی سی او کے ذریعے کمیٹی بنا کر ان کو select کیا جائے اور شادی کے موقع پر یہ رقم مہیا کی جائے۔ آپ یہ رقم بیت المال فنڈز، زکوٰۃ فنڈز یا بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام سے generate کر سکتے ہیں۔ Social sectors میں یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور ایک burning issue ہے آپ اس میں پرائیویٹ سیکٹر کو بھی involve کر کے اچھی خاصی progress کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میرا چوتھا point اریگیشن ہے۔ اریگیشن میں بجٹ دیا گیا ہے اور پوٹھوہار سیکٹر میں 200 چھوٹے ڈیم بنائے جا رہے ہیں۔ بہت سارے rain side areas ہیں، میں نارووال کی مثال دیتا ہوں کہ وہاں پر لئی ندی، ڈیک نالہ اور بسنتر پر بہت اچھے ڈیم بن سکتے ہیں جو آبپاشی کے لئے بھی کام آ سکتے ہیں اور فلڈ کو بھی کنٹرول کریں گے۔ اس کے علاوہ نہروں کی lining کی جائے اور ان کو پکا بنایا جائے تاکہ وہاں پر seepage نہ ہو۔ ہمارے پنجاب میں 80 فیصد ایسے دیہات ہیں جہاں پر کھالوں کو پکا نہیں کیا گیا اور 50 فیصد پانی ضائع ہو رہا ہے اور کسانوں کو motivate کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ پختہ کھالوں کے لئے 80 فیصد contribution حکومت کرتی ہے اور 20 فیصد کاشتکار کرتے ہیں لیکن آج تک ان کو کوئی motivate نہیں کر سکا اس لئے میری حکومت سے گزارش ہے کہ اسسٹنٹ کمشنر اور ڈی سی اوز کے ذریعے ان کھالوں کو پکا کیا جائے اور 20 فیصد contribution کو Arrears as of Land Revenue کے طور پر recover کیا جائے تاکہ ہمارے کاشتکار خوشحال ہو سکیں، لوگوں کو اس کا فائدہ ہو اور ملک بھی خوشحال ہو۔ ہماری بہت ساری زمین سیم اور تھور کی وجہ سے خراب ہو رہی ہے اس لئے حکومت ٹربائین لگائے اور drainage schemes بنائے تاکہ ہمیں seepage and water logging سے نجات مل سکے۔ حکومت بڑی نہروں کو پختہ کرے، ان کی lining کرے اور چھوٹے راجباہوں کی بھی lining کرے۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن سیکٹر پر محترم اپوزیشن لیڈر نے بتایا تھا اور بات کسی حد تک درست ہے کہ بڑے شہروں میں ایجوکیشن پرائیویٹ سیکٹر کے اندر چلی گئی ہے، fly cover ہو چکی ہے، جگہ جگہ

mushroomکی طرح سکول کھل گئے ہیں اور ان کو کنٹرول کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ وہ من مانی فیسیں لے رہے ہیں، باہر کی ڈگریاں جاری کرنے کا پراپیگنڈہ بھی کر رہے ہیں، کوئی reorganizationاور کوئیaffiliation نہیں ہے۔ رہائشی ایریا میں بے شمار سکول کھل گئے ہیں اس لئے ان کو کنٹرول کرنے کے لئے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اسمبلی میں کوئیlegislationلائے اور ان پر ٹوٹل کنٹرول ہونا چاہئے۔ بیرونی ممالک میں حکومتوں کا ان پر ٹوٹل کنٹرول ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قریشی صاحب! بہت شکریہ۔ میاں طارق محمود صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے میں وزیر خزانہ، ان کی ساری ٹیم اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے دن رات محنت کرکے 15-2014 کا بجٹ پیش کیا ہے۔ یہ بجٹ ایک ہزار ارب روپے سے زائد کا ہے اور جس سوچ اور سمجھ کے مطابق یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کی تاریخ میں سب سے پہلا بڑا بجٹ ہے۔ اس میں ہر ڈیپارٹمنٹ اور عام انسانوں کی ضروریات زندگی کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ ہمارے وزیر خزانہ کو جس زور سے بجٹ تقریر کرنا پڑی اور دوسری طرف دھواں ہی دھواں تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ان کا بڑا کارنامہ ہے لیکن آج ہم بہت عجیب محسوس کر رہے تھے اور بڑے آرام سے ساری باتیں سن رہے تھے جب قائد حزب اختلاف اتنے بڑے زور سے بول رہے تھے۔ پتا نہیں ان کو کیا پریشانی تھی؟ یہاں پر جن منصوبوں کی بات ہوئی تو میں صرف ان میں سے دو تین منصوبوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں سب لوگوں نے اپنے اپنے دور میں اپنا اپنا کام کیا لیکن میٹرو بس کا منصوبہ پاکستان کی تاریخ میں میاں محمد شہباز شریف نے جس طرح دن رات محنت کرکے اسے مکمل کیا یہ ایک تاریخی کام تھا اور یہ کوئی اور نہیں کر سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پہلے لاہور میں جتنا ٹریفک کا رش تھا، کبھی آپ پچھلی صورتحال دیکھیں اور آج کی دیکھیں تو بہت فرق نظر آتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک غریب آدمی عزت کے ساتھ سفر کرکے اپنی منزل تک پہنچتا ہے تو یہ انہی کا کارنامہ ہے۔ جب باقی شہروں کے لوگ اسے دیکھتے ہیں تو وہ بھی چاہتے ہیں کہ ملتان اور راولپنڈی میں بھی ایسا منصوبہ ہونا چاہئے۔ یہ ایک سہولت ہے اور یہ سہولت ہر ڈسٹرکٹ levelپر بڑے شہروں میں دینی چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے اس کارنامے کو جتنا بھی سراہا جائے کم ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے ایگریکلچر کے لئے ڈی اے پی کی مد میں 5۔ارب روپے رکھے ہیں تا کہ کاشتکاروں کو support price دی جائے اور کہا گیا ہے مزید 5۔ارب روپے وفاقی حکومت سے لے کر دیئے جائیں گے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں ایگریکلچر کو جتنا support کیا جائے کم ہے۔ اگر اس مد میں اور بھی پیسا رکھ دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمیں بہت زیادہ آگے لے کر جا سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ڈی اے پی کھاد کی مد میں پیسے بڑھانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے، ایک اور issue جو دن بدن بڑھ رہا ہے وہ ٹیوب ویل کا ہے کیونکہ زمینداروں کو پانی کا بڑا مسئلہ ہے۔ اگر ہم ان کے لئے سولر ٹیوب ویل کی مد میں فنڈز بڑھا دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہم مزید ترقی کی طرف جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہیلتھ کی مد میں جو فنڈز رکھے گئے ہیں وہ واقعی قابل تعریف ہیں اور ان کو بڑھا دیا گیا ہے۔ ہمارے گجرات میں بھی میڈیکل کالج بنایا گیا ہے۔ وزیر خزانہ صاحب یہاں پر تشریف رکھتے ہیں تو میں انہیں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ابھی بھی جو BHUs بنے ہوئے ہیں ان میں ڈاکٹرز نہیں ہیں، ہمیں میڈیکل کالجوں کی طرف توجہ دینی چاہئے اور اُن میں سٹاف پورا کرنے کے لئے بھی فوری طور پر کام کرنا چاہئے۔ ہر یونین کونسل کے level پر جو ایک ہسپتال بنا ہے چاہے وہ چھوٹا ہے یا بڑا ہے وہاں پر ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہو گا تب ہی دیہات کے لوگ اس سے مستفید ہو سکیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں طارق محمود صاحب! بہت شکریہ

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں دو گزارشات کر لوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ایک گزارش کر لیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! چلیں! ایک گزارش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میرے حلقہ میں دو روڈ بنائے جا رہے ہیں (i) اتوال پل نہر کے ساتھ روڈ کا کام شروع ہے جس کو مکمل کرنے کے لئے مزید فنڈز کی ضرورت ہے (ii) ڈنگہ سے چک نمبر 35 تک روڈ کا کام شروع ہے اسے مکمل کرنے کے لئے مزید فنڈز کی ضرورت ہے تو میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ اگر ان کے لئے فنڈز رکھ دیئے جائیں تو یہ سڑکیں مکمل ہو جائیں گی اور میرے حلقے کے لوگ آپ کو دعائیں دیں گے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ آخری گزارش منسٹر صاحب کو کر دیجئے گا۔ چودھری یٰسین سوہل صاحب!

چودھری یٰسین سوہل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔ میں سب سے پہلے وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو داد دیتا ہوں کہ جنہوں نے اس بجٹ کو چیختی چلاتی اپوزیشن جس نے اس دن ایوان کو مچھلی منڈی بنایا ہوا تھا اس میں پیش کیا تو یہ واقعی ان کی ہمت تھی تو میں اس پر انہیں سلیوٹ پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن واویلہ تو کرتی ہے، چیختی چلاتی تو ضرور ہے اور ایوان میں جھوٹ بھی بولتی ہے لیکن ان کے لئے اور ان کے لیڈر کے لئے میں ایک شعر کہنا چاہتا ہوں کہ:

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

جناب سپیکر! پنجاب میں انشاء اللہ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں آنے والے چار سالوں میں جو ہونے جا رہا ہے تو یہ اپوزیشن اسی طرح چیختی چلاتی رہے گی لیکن ہم نے جو منزل متعین کی ہے ہم اس منزل پر انشاء اللہ پہنچ جائیں گے اور میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف نے یہ کہا کہ پنجاب میں 38 فیصد بجٹ خرچ ہوا تھا، میں کہتا ہوں کہ اگر آپ اس کا موازنہ صوبہ خیبر پختونخوا سے کریں تو وہاں پر یہ 30 فیصد خرچ ہوا تھا، میں انہیں چیلنج کرتا ہوں اور وہ میری بات چیک کر لیں۔ یہ اپنی بات تو کرتے نہیں سارا نزلہ پنجاب پر آ کر گراتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ نے انہیں بھی موقع دیا ہے، پیپلز پارٹی کو بھی موقع دیا ہے بلکہ ساری جماعتوں کو موقع دیا ہے، اپنے اپنے صوبوں میں کام کریں۔ پنجاب میں ہم کام کر رہے ہیں وہ اپنے صوبوں میں کام کریں جب چار سال بعد اگلا الیکشن آئے گا اور جب ہم دوبارہ عوام کے پاس جائیں گے وہ اس بات کا فیصلہ کرے گی کہ کون پنجاب کا خیر خواہ ہے اور کون پاکستان کا خیر خواہ ہے؟ یہ فیصلہ آپ نے نہیں کرنا بلکہ پنجاب کی عوام نے کرنا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف پنجاب سے محبت کرتے ہیں بلکہ عشق کرتے ہیں۔ اس وقت پنجاب اسمبلی کے جتنے بھی ممبران ہیں ان کی تنخواہ غالباً 40 یا 42 ہزار روپے ہے لیکن خیبر پختونخوا میں ممبران کی تنخواہ ایک لاکھ 30 ہزار روپے ہے، یہ باتیں تو کرتے ہیں لیکن اپنے گریبان میں نہیں جھانکتے، ہمیں اپنے گریبان میں بھی جھانکنا ہوگا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن جنہوں نے بجٹ پیش کیا ہے، یہ ایک بڑے حجم کا بجٹ ہے لیکن مجھے یہ کہنے میں بھی کوئی عار نہیں کہ اگر یہ بجٹ چار گنا بھی ہو جائے تو تب بھی حالات بہتر نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ ہم نیک نیت نہیں ہوں گے، جب تک ہمارا ارادہ ٹھیک نہیں ہو گا، جب تک ہماری will نہیں ہو گی، جب تک ہم

مسائل زدہ پاکستان کو مسائل سے نکالنے کے لئے تگ و دو نہیں کریں گے، اس وقت تک ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ مجھے ایک شاعر کا شعر یاد آ رہا ہے۔

یوں تو پتھر کی بھی تقدیر بدل جاتی ہے
شرط یہ ہے کہ اسے دل سے تراشا جائے

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میاں محمد شہباز شریف دل سے لگے ہوئے ہیں وہ پنجاب کو خوشحال دیکھنا چاہتے ہیں لیکن وہ اگر دانش سکول بناتے ہیں تو ان کے پیٹ میں مروڑ اٹھتے ہیں کیونکہ ان کے اپنے بچے تو غیر ممالک میں پڑھتے ہیں، ایچی سن میں پڑھتے ہیں، اگر غریبوں کے لئے دانش سکول بنتا ہے تو انہیں تکلیف کیوں ہوتی ہے؟ لاہور میں میٹرو بس بنتی ہے تو یہ اسے جنگلا بس کا نام دیتے ہیں اور اب اسی بس میں یہ سفر کر رہے ہیں۔ میرے حلقہ میں فلائی اوور جس کا ابھی تھوڑے دن پہلے افتتاح ہوا ہے صرف 62 دن میں یعنی دو مہینوں میں یہ فلائی اوور مکمل ہوا ہے۔ اتنا بڑا فلائی اوور اتنا بڑا پراجیکٹ بن جانا بھی ایک عجوبہ ہے، لوگ سوچ بھی نہیں سکتے کہ اتنی جلدی یہ پراجیکٹ مکمل ہو جائے گا۔ آپ باہر چلے جائیں کسی بھی ملک میں چلے جائیں کسی بھی شہر میں چلے جائیں لوگ پوچھتے ہیں کہ یہ کیسے ہو گیا لیکن اللہ کے فضل و کرم سے یہ برق رفتاری کے ساتھ مکمل ہو گیا۔ ابھی پچھلے دنوں میں راولپنڈی گیا تو وہاں بھی میٹرو بس کا منصوبہ شروع تھا، وہاں بھی اتنی تیزی سے کام ہو رہا ہے جس کی ماضی میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

چودھری لیسین سوہل: جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کہنا چاہوں گا بلکہ وزیر خزانہ کو یہ تجویز دینا چاہوں گا کہ پنجاب حکومت اگر اپنی سرکاری زمینیں حاصل کر لے جو بڑی بڑی سوسائٹیوں کے زیر استعمال ہیں، جیسے ڈی ایچ اے ہے، کوآپریٹو سوسائٹیز ہیں، ان سوسائٹیوں کے اندر جتنی ہماری سرکاری زمینیں ہیں چاہے وہ نہروں کی صورت میں ہوں، چاہے کھالوں کی صورت میں ہوں جن پر ان لوگوں نے قبضے کئے ہوئے ہیں، گھر بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں ان سوسائٹیوں سے حکومت پنجاب صرف اپنی زمین کے پیسے ہی وصول کر لے تو بہت بڑی بات ہو گی۔ ان زمینوں پر انہوں نے بڑے بڑے بنگلے بنائے ہوئے ہیں اگر اس کی قیمت ان سے وصول کر لی جائے تو اس سے پورا پنجاب خوشحال ہو سکتا ہے۔ یہ میری ایک تجویز ہے جس پر پنجاب حکومت کو توجہ دینی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں عرفان دولتانہ صاحب!

میاں عرفان دولتانہ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ سب سے پہلے میں اپنے شیر پاکستان میاں محمد نواز شریف اور شیر پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے ایک بہترین بجٹ دیا اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے جتنی بہادری سے بجٹ پیش کیا اس پر میں انہیں داد دیتا ہوں کیونکہ اپوزیشن کا جو اس دن روّیہ تھا وہ تو ایسے لگ رہا تھا کہ وہ کسی میچ میں بیٹھے ہوئے ہیں، عمران خان صاحب نے لگتا ہے ابھی تک کرکٹ کی روایات بدلی نہیں ہیں اور انہیں چاہئے کہ وہ سیاست کی نسبت کرکٹ کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ ایک بار پھر میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے 263 بلین روپے کے پراجیکٹس جنوبی پنجاب کو دیئے جو کہ ٹوٹل بجٹ کا 36 فیصد بنتا ہے۔ کون کہتا ہے کہ یہ بجٹ امیروں کا ہے؟ اس بجٹ میں گھروں کے ٹیکس پر valuation table revise کیا جا رہا ہے، پراپرٹی ٹیکس بڑھایا جا رہا، اسٹامپ ڈیوٹی 2 فیصد سے 3 فیصد کی جا رہی ہے، ٹیکسوں کی چوری پر پابندی لگائی جا رہی ہے، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ بجٹ امیروں کا ہے یا غریبوں کا؟ اپوزیشن کو میرے خیال میں شکر گزار ہونا چاہئے کہ ہمارے پاس ایسے وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ موجود ہیں جن کے دل میں غریبوں کا درد ہے جنہوں نے ییلو کیب سکیم شروع کروائی، اس کے لئے بجٹ میں 25۔ ارب 50 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں جس سے 50 ہزار خاندان فائدہ اٹھائیں گے۔ کیا یہ ییلو کیب میں نے لینی ہے یا پارلیمنٹ میں بیٹھے لوگوں نے لینی ہے یا غریب لوگوں نے لینی ہے؟ اسی طرح اقلیتوں کے لئے 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں، چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے لئے 50 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں، عورتوں کے لئے پہلے ہم لندن میں سنتے تھے لیکن اب پاکستان میں پنجاب میں بھی ہاسٹلز اور ڈے کیئر سنٹرز شروع کروائے جا رہے ہیں، اس کے لئے میں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ آپ پٹواری مافیا سے بھی ہماری جان چھڑوا رہے ہیں، میاں محمد شہباز شریف کا وعدہ ہے کہ لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کر دیا جائے گا اور اس پٹواری مافیا سے انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لئے ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ کم از کم اجرت جو کہ پہلے 10 ہزار روپے مقرر تھی اس کو 12 ہزار روپے کر دیا گیا ہے، پرائیویٹ سیکٹر کے متعلق بھی میں request کروں گا کہ اس کو وہاں پر بھی implement کروایا جائے۔ رمضان شریف جو ابھی آنے والا ہے اس کے لئے بھی 5 بلین روپے کی سبسڈی دی گئی ہے۔ اسی طرح سیلز ٹیکس وغیرہ کو بھی enhance کیا گیا ہے۔ میرے پاس چونکہ وقت

کم ہے اس لئے میں اس کو cut down کرتا ہوں۔ ملتان میں ٹرانسپورٹ کے سلسلے میں میٹرو بس کا پراجیکٹ شروع کیا جا رہا ہے اور اسی طرح لاہور میں transit train یعنی میٹرو ٹرین شروع ہونے سے، ہم بھی اورنج ٹرین کے ملکوں میں شامل ہو جائیں گے کہ پاکستان میں لاہور کے اندر بھی یہ سہولت موجود ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح لائیو سٹاک کے لئے بھی ایک بلین روپے رکھے گئے ہیں، اس کے علاوہ نہری نظام، کھاد کے لئے 10-ارب روپے کی سبسڈی رکھی گئی ہے جس میں سے 5-ارب روپے فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے اور 5-ارب روپے پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے رکھے گئے ہیں۔ میاں شہباز شریف تیری کس کس چیز کا ہم شکریہ ادا کریں گے، پاپولیشن کے لئے 1.5 بلین روپے رکھے گئے ہیں، سالڈ ویسٹ یعنی گندگی ختم کرنے کے لئے ساؤتھ پنجاب میں پراجیکٹس شروع کروائے جا رہے ہیں، اسی طرح پینے کے صاف پانی کے لئے پراجیکٹس شروع کروائے جا رہے ہیں۔ ہیلتھ کے سلسلے میں 86 بلین سے بڑھا کر 121 بلین روپے کر دیئے گئے ہیں، اسی طرح انشورنس کارڈ سکیم شروع کروائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن میں 42 فیصد increase کر دی گئی ہے، ایجوکیشن سیکٹر کو اگر دیکھا جائے تو missing facilities، نئے کالجز، ایک لاکھ لیپ ٹاپ تقسیم کئے جائیں گے، اس کے علاوہ کمپیوٹر لیب کے لئے بھی پیسے رکھے گئے ہیں، ٹیچرز ٹریننگ کے لئے بھی پیسے مختص کئے گئے ہیں، ڈیجٹل لائبریریز اور اپ گریڈیشن آف سکولز، دانش سکول یعنی اس حکومت نے ایجوکیشن کے لئے کیا کچھ نہیں کیا۔ ہماری حکومت پر تو یہ تنقید کرتے ہیں ان کی حکومت نے خیبر پختونخوا میں کیا کیا ہے؟ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ایجوکیشن اور ہیلتھ کے ٹھیکیدار ہیں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ ٹھیکیدار نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو ہمت دے جو بہتر سے بہتر طریقے سے ہیلتھ اور ایجوکیشن سیکٹر میں کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح فرانزک لیبارٹریز کا باقی اضلاع میں قیام عمل میں لایا جائے گا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اس وقت سب سے بڑا issue بجلی کا بحران ہے اس کو ختم کرنے کے لئے قائداعظم سولر پارک کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس سے ایک ہزار میگاواٹ سولر انرجی حاصل کی جائے گی اسی طرح ہائیڈل، تھرمل، بائیو گیس یعنی ہر چیز کے لئے چیف منسٹر صاحب، پرائم منسٹر صاحب دن رات لگے ہوئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ مجھے پوری امید ہے کہ آنے والے چار سالوں میں ہم

انرجی سیکٹر کو بہتر سے بہتر کر لیں گے۔ ترکی، سعودی عرب، یو ایس اے، یورپ ہر ملک کا پنجاب اور پاکستان کے حکمرانوں پر اعتماد ایک اچھا indicator ہے۔1.5 بلین ڈالر سعودی عرب نے دیئے ہیں، اسی طرح ترکی نے مظفر گڑھ کے اندر دانش سکول کا ہاسٹل دیا ہے۔

جناب سپیکر! پولیس کی بہتری کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں۔ میاں محمد شہباز شریف، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو اللہ تعالیٰ ہمت دے کہ آپ ساؤتھ پنجاب اور پنجاب کے دوسرے تمام علاقوں کے لئے بھرپور توجہ دے سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

میاں عرفان دولتانہ: جناب سپیکر! آخر میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ حلقہ لڈن جس سے میرا تعلق ہے،اس کے متعلق میں request کروں گا کہ وہاں پر Hepatitis اور سیوریج سسٹم کا بہت problem ہے۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے اندر 10 کروڑ روپے کی لاگت سے یہ منصوبہ اگر آپ شروع کریں گے تو وہاں پر پچاس ساٹھ ہزار کی آبادی ہے وہ ساری اس سے cover ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب عبدالرؤف مغل صاحب!۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب محمد غیاث الدین صاحب!

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! تخمینہ 15-2014 کے سلسلہ میں پنجاب اسمبلی کے ممبران اپنی اپنی رائے کا اظہار کر رہے ہیں۔ میں اس تخمینہ کے بنانے پر وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم اور خادم اعلیٰ پنجاب، قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں جس عرق ریزی، جس محنت اور جس لگن سے بیرونی، ملکی اور بالخصوص پنجاب کے حالات کے پیش نظر انہوں نے یہ تخمینہ پیش کیا ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر کوئی بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔بجٹ پیش کرتے وقت قائد حزب اختلاف اور ان کے متوسلین نے جس طرح کا مظاہرہ کیا یہ ایوان اس مظاہرے کا متحمل نہیں تھا لیکن ان کے شور کے اندر وزیر خزانہ نے جس جذبہ اور محبت کے ساتھ بجٹ پیش کیا ان کے متعلق میں یہی کہہ سکتا ہوں سید سلامت جالندھری فرماتے ہیں کہ:

ان سنگ دل بتوں کی عادت نہیں بدلتی
سیرت بدل بھی جائے صورت نہیں بدلتی

جناب سپیکر! ادھر ہمارے وزیر خزانہ نے جس انداز سے بجٹ پیش کیا ہے ان کے متعلق میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ:

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف جن کے نہ صرف پنجاب نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے لوگ معترف ہو چکے ہیں وہ قلندرانہ صفات کے حامل ہیں، وہ جس اچھے کام کرنے کا ارادہ کر لیتے ہیں جیسے قلندر کے منہ سے جو بات نکلتی ہے وہ پورا کر کے دکھاتا ہے اسی طرح پنجاب کے جو سربراہ ہیں وہ پنجاب کے عوام کے لئے جو بات منہ سے نکالتے ہیں اللہ کے فضل و کرم سے وہ پورا کر کے دکھاتے ہیں چونکہ قلندر کی صفت ہی یہی ہے۔

حالات کے قدموں میں قلندر نہیں گرتا
ٹوٹے بھی ستارا تو زمین پر نہیں گرتا
دریا تو سمندر میں گرا کرتے ہیں ہر دم
لیکن کسی دریا میں سمندر نہیں گرتا
ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! حزب اختلاف کی طرف سے قائد حزب اختلاف بجٹ پر جو ناقدانہ تقریر کر رہے تھے ان کی تنقید سے، ان کی زبان سے یہ پتا چل رہا تھا کہ ان کی زبان اور دل میں رفاقت نہیں ہے، ٹھہراؤ پیدا ہو رہا تھا زبان و دل میں رفاقت نظر نہیں آ رہی تھی کیونکہ ان کے الفاظ اٹک رہے تھے۔ انہیں تنقید کرنے کا کوئی پہلو نظر نہیں آ رہا تھا اور کیسے نظر آتا اس لئے کہ یہ بجٹ تعلیم کے لحاظ سے، زراعت کے لحاظ سے، مزدوروں کے لحاظ سے، پنجاب کی عوام کے لحاظ سے بلکہ ہر طرح سے خوش آئند بجٹ ہے اس لئے انہیں تنقید کا پہلو نظر نہیں آیا لیکن انہوں نے تنقید کرنی تھی تو میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ:

اے چشم تر شعلہ زن تو ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب تشریف فرما ہیں اس لئے میں صرف ایک بات آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ میرا حلقہ پی پی-133 شکر گڑھ دیہات پر مشتمل ہے، گندم اور چاول کی فصل میں ایک نامور علاقہ تصور ہوتا ہے۔ اب شکر گڑھ میں اتنا بہترین چاول پیدا ہو رہا ہے کہ اس سے زر مبادلہ کمایا جا رہا ہے لیکن زمینداروں کو اپنی اجناس منڈی تک پہنچانے کے لئے سڑکیں نہیں ہیں، راستے نہیں ہیں اس لئے آڑھتی ان کی مجبوری کا فائدہ اٹھا کر انہیں پوری قیمت نہیں دیتے۔ میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ قائد پنجاب سے ہمارے لئے سڑکوں کا کوئی package لے کر دے دیں تاکہ زمیندار بہتر طریقے سے سڑکیں استعمال کر سکیں اور ان کا پورا فائدہ اٹھا کر اپنی اجناس منڈیوں تک پہنچا کر فائدہ اٹھا سکیں۔ میں جاتے جاتے حزب اختلاف سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ:

ہم کہ عریاں بہت ہیں تماشا نہ بن اپنی ضد چھوڑ دے
میں تجھے اوڑھ لوں تو مجھے اوڑھ لے

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ چودھری اشرف علی انصاری!

چودھری اشرف علی انصاری: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین، الصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے پنجاب کی تاریخ کے سب سے بڑے اور بہترین بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا کہ جن کی بھرپور دلچسپی کی وجہ سے آج ہم اس قابل ہوئے ہیں کہ اللہ نے ہمارا سر فخر سے بلند کر دیا ہے کہ ہم نے پنجاب کے عوام کو تاریخ کا سب سے بڑا اور بہترین بجٹ دے دیا ہے۔ جب ہم بڑے اور بہترین بجٹ کی بات کرتے ہیں تو یہ محض ایک اتفاق یا ایک حادثہ نہیں ہے بلکہ اس کے پیچھے بہت لمبی محنت کی داستان ہے، ایک سوچ کارفرما ہے۔ یہ وہی سوچ ہے جس نے اس ملک کے اندر سے اندھیروں کو ختم کرنے کا خواب دیکھا۔ یہ وہی سوچ ہے جس نے اس پنجاب کے اندر سے، اس ملک کے اندر سے زراعت کو پیلا ہونے سے بچانے کا خواب دیکھا۔ یہ وہی سوچ ہے جس نے اس ملک کی فیکٹری، اس ملک کی صنعت، اس ملک کا کارخانہ جو انرجی بحران کی وجہ سے بند ہو چکا تھا اس فیکٹری، اس کارخانے اور اس

صنعت کو دوبارہ چلانے کا خواب دیکھا تھا۔ جب ہم اس سوچ کی بات کرتے ہیں تو پھر ایک شخصیت کا نام آتا ہے اور وہ شخصیت میرے اور آپ کے قائد میاں محمد شہباز شریف ہیں۔ میری اور آپ کی خوش قسمتی ہے کہ ہمارا تعلق اسی پارٹی سے ہے جس کے سربراہ میاں محمد شہباز شریف ہیں۔

جناب سپیکر! جس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ انرجی کے بحران نے اس ملک اور قوم کو پوری طرح سے جکڑ لیا تھا، زراعت تباہ ہو رہی تھی، فیکٹری اور کارخانے بند ہو رہے تھے اور روزگار کے مواقع میسر نہیں آ رہے تھے تو یہ قوم جو بڑی تیزی کے ساتھ ترقی اور خوشحالی کی جانب گامزن تھی energy crisis کی وجہ سے یہ ترقی اور خوشحالی کی منزل پر پوری توانائی کے ساتھ آگے نہ بڑھ سکی لیکن جیسے ہی میرے قائد اقتدار میں آئے تو سب سے پہلے انہوں نے اس بات کا ادراک کیا اور energy crisis پر focus کیا اور یہی وجہ ہے کہ نندی پور پاور پراجیکٹ جس کے بارے میں گزشتہ حکومت نے کہا تھا کہ ہم اسے 2008 میں شروع کریں گے اور 2011 میں مکمل کر دیں گے۔ وہ مکمل تو کیا لیکن اسے شروع بھی نہ کر سکے لیکن میرے قائد جو حقیقی معنوں میں ملک اور قوم کی خدمت کا ازم لے کر میدان عمل میں نکلے تھے انہوں نے اس مردے کو قبر سے نکالا اور سات ماہ کے قلیل عرصہ میں نندی پور پاور پلانٹ کو functional کر کے ثابت کر دیا کہ اگر ملک و قوم کی خدمت کا جذبہ ہو تو وقت کی کوئی قید نہیں ہوتی۔ جس طرح انرجی بحران ختم ہو رہا ہے، انرجی مل رہی ہے، بجلی مل رہی ہے تو زراعت ایک دفعہ پھر سرسبز اور شاداب ہو رہی ہے، فیکٹری اور صنعت چل رہی ہے، انقلاب آ رہا ہے، ترقی اور خوشحالی آ رہی ہے اور ہماری قوم حقیقی معنوں میں ایک بار پھر ترقی و خوشحالی کی موٹروے پر گامزن ہو چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وزیر خزانہ نے کہا کہ آئندہ چار برسوں میں ہم چالیس لاکھ نئے روزگار کے مواقع اس قوم کو دینے جا رہے ہیں۔ یہ صرف اور صرف اس وجہ سے ہے کہ انرجی کا بحران ختم ہونے جا رہا ہے۔ ہم نے اس نوجوان نسل کو روزگار کے مواقع مہیا کرنے ہیں لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ نوجوانوں کو فنی تعلیم سے بھی روشناس کرایا جائے اور انہیں ووکیشنل ٹریننگ دی جائے۔ اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بجٹ میں بیس لاکھ نوجوانوں کو فنی تعلیم دینے کے پروگرام کا اعلان کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ملک اور قوم کی نوجوان نسل کے ساتھ محبت کا ایک ادنیٰ سا ثبوت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! وقت ختم ہو چکا ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں اختصار کے ساتھ بات کرتے ہوئے اپنی تقریر کو جلد ہی ختم کر دوں گا۔ جنوبی پنجاب کے لئے 119۔ارب روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے اور پاکستان

کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اتنی بڑی رقم رکھی گئی ہے۔ میں اس بات کا ذکر بھی کرنا چاہوں گا کہ ترکی کی حکومت نے وہاں پر ایک ہسپتال اور دانش سکول بنا کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے ایک اعزاز کی بات ہے کیونکہ ترکی کی حکومت نے وہاں پر ہسپتال اور دانش سکول بنا کر دانش سکولوں کو international level پر recognized کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخری بات یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ بجٹ نوجوان، بوڑھے، بچے، کسان، مزدور، سرکاری ملازم، اور پوری پاکستانی قوم کا ہے۔ انشاء اللہ یہ بجٹ ہمیں ترقی اور خوشحالی کی طرف لے کر جائے گا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ رانا منور حسین!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وما ارسلنک الا رحمت للعالمین۔ الصلوۃ والسلام علیٰ خاتم النبی والمرسلین۔ جناب سپیکر! میں قائد میاں محمد شہباز شریف کے وژن کو سلام پیش کرتا ہوں اور وزیر خزانہ جنہوں نے بڑی دلیرانہ بجٹ تقریر کی ہے ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ان کی ٹیم نے دن رات محنت کر کے پنجاب کو ایک بھاری بھر کم اور عوامی امنگوں سے بھرپور بجٹ دیا ہے۔ ایک ہزار ارب روپے سے زائد کا بجٹ دینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ ایوان میں بے جا تنقید کرنا اور ایوان کا وقت ضائع کرنا تو بڑی آسان بات ہے لیکن قوم کی تقدیر کو بدلنے کے لئے ایک سوچ دینا اور ایک راستہ دکھانا بہت بڑی بات ہے۔ یہ بہت بڑا عظیم کارنامہ ہے جو کہ میرے قائد میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ پنجاب نے سرانجام دیا ہے۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کی محرومیوں کو دُور کرنے کے لئے 36 فیصد ترقیاتی بجٹ جنوبی پنجاب کے عوام کو دیا گیا ہے۔ جنوبی پنجاب کی محرومیوں کو دُور کرنے کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا عظیم کارنامہ کبھی بھی کسی وفاقی یا صوبائی حکومت نے سرانجام نہیں دیا ہوگا۔ پنجاب کے عوام کی غربت ختم کرنے کے لئے نوجوانوں کو فنی تربیت دینے کی خاطر ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کے عوام کے لئے بہت بڑی نیکی ہے جو کہ اس حکومت نے سرانجام دی ہے۔

جناب سپیکر! ہینڈی کرافٹ پنجاب کی ایک اہم صنعت ہے جس کی بنیاد میرے حلقہ سلانوالی میں رکھی گئی تھی۔ ہندوستان کی تقسیم کے بعد جو لوگ وہاں سے آئے تو انہوں نے یہاں آکر ہینڈی کرافٹ کا کام شروع کیا۔ یہ گھریلو صنعت اس وقت پوری دنیا میں پاکستان کا نام روشن کر رہی ہے۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ پنجاب کے اس عوام دوست بجٹ میں سلانوالی کی

International Wooden Handicraftہینڈی کرافٹ صنعت کو فروغ دینے کے لئے Expo Centreکے قیام کے لئے رقم مختص کی جائے۔انشاء اللہ اس سے پاکستان کا نام مزید روشن ہو گا اور یہ صنعت زیادہ ترقی کرے گی۔

جناب سپیکر!شعبہ صحت کے لئے 86۔ارب 88کروڑ روپے کی ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے۔پہلے ہی ہسپتالوں کی ایمرجنسی میں مریضوں کو مفت ادویات اورtreatmentملتی ہے۔میں وزیر خزانہ اور حکومت پنجاب کو یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ بنیادی مراکز صحت کے نظام کو بہتر کیا جائے،وہاں پر زیادہ سے زیادہ ادویات کی فراہمی یقینی بنائی جائے اور ڈاکٹر تعینات کئے جائیں۔اسی طرح دوسرے ضروری آلات بھی تمام بنیادی مراکز صحت میں مہیا کئے جائیں۔اس بجٹ میں ریسکیو۔1122کا دائرہ کار ضلع سے تحصیل تک بڑھایا جا رہا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک اہم کارنامہ ہے اور پنجاب کے عوام کے ساتھ دوستی کا اہم ثبوت ہے۔میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ جہاں پر آپ نے دوسری دُور دراز اور پسماندہ تحصیلوں کو اس پروگرام میں شامل کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ ضلع سرگودھا کی ایک پسماندہ تحصیل سلانوالی کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔اس تحصیل سے قائد محترم میاں محمد نواز شریف نے الیکشن لڑا تھا اور الحمد للہ ایک لاکھ کی leadسے کامیابی حاصل کی تھی۔میں یہ درخواست کروں گا کہ تحصیل سلانوالی میں بھی ریسکیو۔1122کی سہولت ضرور میسر کی جائے۔

جناب سپیکر!شعبہ تعلیم کے لئے اس بجٹ میں 92۔ارب 65کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔اس کے علاوہ سکولوں،کالجوں اور missing facilitiesکو پورا کرنے کے لئے اس سے زیادہ رقم مختص کی گئی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:میاں محمد رفیق صاحب واک آؤٹ کر گئے تھے۔میں امجد علی جاوید صاحب سے کہوں گا کہ انہیں منا کر ایوان میں واپس لائیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان:جناب سپیکر!پچھلے سال پنجاب حکومت نے بچیوں کے سکولوں کی missing facilitiesکو پورا کیا ہے۔میں گزارش کروں گا کہ اگر بچیوں کے سکولوں میں کوئی missing facilitiesرہ گئی ہیں تو اس بجٹ میں ان کو پورا کرنے کے لئے رقم رکھی جائے اور اسی طرح بچوں کے سکولوں میں بھی missing facilities provideکی جائیں۔ان سکولوں میں فرنیچر،پینے کا پانی مہیا کیا جائے اور عمارتیں وغیرہ مکمل کی جائیں تاکہ بچے آسانی سے وہاں پر تعلیم حاصل کر سکیں۔قائد محترم میاں محمد شہباز شریف کا وژن ہے کہ enrollmentسو فیصد ہونی چاہئے تو

وہ اسی صورت میں ہو گی جب ان تمام سکولوں میں missing facilities پوری ہو جائیں گی۔ ہائر ایجوکیشن کے لئے 14۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ میری تحصیل سلانوالی میں ایک قصبہ شاہ نک در بہت دُور دراز علاقے میں ہے۔ یہ قصبہ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر سے ایک سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ وہاں پر بچوں اور بچیوں کے لئے ایک ایک کالج کی منظوری دی جائے۔ واٹر سپلائی کے لئے Operation and Maintenance Wing کا قیام از حد ضروری ہے تاکہ water supply schemes کا system بہتر ہو سکے۔

جناب سپیکر! محکمہ لائیو سٹاک، محکمہ معدنیات اور کان کنی کو promote کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے حکومت پنجاب کو بہت زیادہ آمدن حاصل ہو سکتی ہے لہذا اس کو promote کرنے کے لئے مزید بہتر اقدامات کئے جائیں۔ محکمہ انہار کا سسٹم بہتر کرنے کی خاطر اس بجٹ میں مختلف پراجیکٹس کے تحت ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ minors کی lining اور زراعت کے projects کے لئے جو رقوم مختص کی گئی ہیں وہ خوش آئند ہیں۔ محکمہ زراعت کے field staff کی حاضری کو ensure کیا جائے اور اس مقصد کے لئے ایک خصوصی ٹاسک فورس تشکیل دی جائے تاکہ field staff زمینداروں کو زیادہ سے زیادہ educate and facilitate کر سکے۔

جناب سپیکر! ییلو کیب سکیم بہت خوش آئند ہے۔ ماضی میں ہماری حکومت نے گرین ٹریکٹر سکیم دی تھی اگر اس سکیم کو زیادہ بہتر اور مربوط کر لیا جائے تو اس سے پنجاب کی عوام کو بہت زیادہ فائدہ پہنچے گا اور صوبے میں گرین انقلاب آئے گا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ کل بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوا۔ اب اجلاس بروز منگل مورخہ 17۔جون2014 صبح 10-00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

138

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 17- جون 2014

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سرکاری کارروائی

"سالانہ بجٹ برائے سال 15-2014 پر عام بحث"

140

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا نواں اجلاس

منگل، 17- جون 2014

(یوم الثلاثاء ، 18- شعبان المعظم 1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 37 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِo

حٰمٓ ﴿۱﴾ وَالۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ ﴿۲﴾ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ
اِنَّا كُنَّا مُنۡذِرِيۡنَ ﴿۳﴾ فِيۡهَا يُفۡرَقُ كُلُّ اَمۡرٍ حَكِيۡمٍ ﴿۴﴾ اَمۡرًا
مِّنۡ عِنۡدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرۡسِلِيۡنَ ﴿۵﴾ رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ
هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۶﴾

سُوۡرَةُ الدّخان آیات 1 تا 6

حٰمٓ (1) اِس کتاب روشن کی قسم (2) کہ ہم نے اُس کو مبارک رات میں نازل فرمایا ہم تو رستہ دکھانے والے ہیں (3) اسی رات میں تمام حکمت کے کام فیصل کئے جاتے ہیں (4) (یعنی) ہمارے ہاں سے حکم ہو کر۔ بے ہم ہی (پیغمبر کو) بھیجتے ہیں (5) (یہ) تمہارے پروردگار کی رحمت ہے۔ وہ تو سننے والا جاننے والا ہے (6)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

اے رسولِ امیں، خاتم المرسلیں
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
ہے یہ اپنا عقیدہ بصدق و یقیں
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
بزمِ کونین پہلے سجائی گئی
پھر تیری ذات منظر پہ لائی گئی
سید الاوّلیں سید الآخریں
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
دستِ قدرت نے ایسا بنایا تجھے
جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں اے ابد کے حسیں
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا
اس زمیں میں ہوا آسماں میں ہوا
کیا عرب کیا عجم سب ہیں زیرِ نگیں
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ Have your seat

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! میں نے ایک اہم بات کرنی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ٹھیک نہیں ہے، جب سپیکر بول رہا ہو تو اس وقت آپ مہربانی فرمایا کریں۔ This is not good

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث

(جاری۔۔۔)

جناب سپیکر: جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کل ہم نے سالانہ بجٹ 15-2014 پر بحث کا آغاز کیا تھا تو آج بھی اس پر بحث جاری رہے گی۔ آج حکومتی بنچوں کی طرف سے تیس اور اپوزیشن کی جانب سے دس صاحبان کے نام آئے ہیں، اس حساب سے 1/3 کی ratio بنتی ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ آپ کا جتنا ٹائم ہے اگر اسی ٹائم میں اپنی تقریر wind up کر لیں گے تو میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔ مجھے پہلے ان کا پوائنٹ آف آرڈر لینے دیں۔ اگر valid ہو گا تو موقع دیا جائے گا ورنہ نہیں۔ جی، غوری صاحب!

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ کوئٹہ میں ہمارے بھائی ایم پی اے۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر تو کل بات ہو گئی ہے۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! میں وہ بات نہیں کروں گا جو کل ایوان میں ہوئی ہے۔ مجھے موقع تو دیجئے میں ایک منٹ سے زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ جو ہینڈری مسیح کا واقعہ ہوا میں چاہوں گا اور میری آپ سے درخواست ہو گی کہ آپ دعا پڑھایا کریں کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنے عقیدے کے مطابق ان کے لئے اور ان کے خاندان کے لئے دعا کریں۔

جناب سپیکر: چلیں، اب تو وہ بات گزر گئی ہے۔ اب آئندہ سے، خدانخواستہ اللہ رحم کرے، آپ کی بات پر عمل ہو گا۔ جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ میں بجٹ بابت سال 15-2014 پر اپنی گزارشات آپ کے اور اس معزز ایوان کے سامنے رکھ سکوں۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ 14-2013 کے اندر ایک بجٹ پیش کیا گیا تھا اور اُس بجٹ کی کتاب کا رنگ گرین تھا۔ آج 15-2014 کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس کی کتاب کا رنگ پیلا ہے۔ پورے پنجاب کو حکمرانوں کی نااہلیوں نے اسی طرح پیلا اور یرقان زدہ کر دیا ہے جس طرح سے یہ کتاب چھاپی گئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جس طرح سے 14-2013 کے بجٹ کے اندر شعبدہ بازیوں کے ذریعے میزانیہ پیش کیا گیا، اس کتاب کی رُو سے یہ white paper بجٹ جو 14-2013 ہے اس کو پڑھ لیں۔ اس کے صفحہ نمبر 31 پر۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تو گرین لگتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ گرین ہے اور اب والا؟

جناب سپیکر: یہ off white ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سبحان اللہ۔ میرا خیال ہے کہ اگر تسی مائنڈ نہ کروتے اسیں دونوں اکھاں چیک کران چلئے۔ چلیں، کوئی بات نہیں۔ گزارش یہ ہے کہ اس بجٹ کے صفحہ نمبر 31 پر یہ ایک ڈایا گرام ہے current revenue expenditure اور یہ جو موجودہ بجٹ آپ نے پیش کیا ہے اس کے صفحہ نمبر 23 پر اس کا ڈایا گرام ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تصحیح کریں کہ کس نے پیش کیا، کیا یہ میں نے پیش کیا؟

میاں محمد اسلم اقبال: گورنمنٹ نے۔

جناب سپیکر: ایسے کہیں، ایسے بات اچھی نہیں لگتی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ایک ہی بات ہے، ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ میں مختلف محکموں پر بات کرنا چاہوں گا، خصوصی طور پر محکمہ تعلیم پر جو بجٹ رکھا گیا اور یہاں پر show کیا گیا ہے، یہاں پر منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں انہوں نے 2013 کی تقریر کے دوران صفحہ نمبر 11 پر چھ دانش سکول بنانے کا وعدہ کیا تھا اور ان کے لئے 3۔ارب روپے رکھے تھے۔ جتنے بھی پنجاب کے سکول ہیں جو

کم و بیش 58ہزار کے قریب ہیں۔ کیاان تمام سکولوں کے اندر جو missing facilities کی بات پچھلے بجٹ کے اندر کی گئی تھی اور جو بجٹ رکھا گیا تھا کیا اس کے مطابق وہ پوری ہو گئی ہیں؟ دانش سے خالی حکومت تمام سکولوں کی تباہی اور بربادی پر دانش سکول بنا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی کوئی حد ہی نہیں رہی، یہاں صفحہ نمبر 12 پر پچھلے بجٹ 14-2013 میں کہا گیا کہ اساتذہ اور اہل علاقہ پر مشتمل سکول کونسلیں بنائی جائیں گی۔ مجھے بتائیں کہ انہوں نے کون سی سکول کونسلیں بنائیں اور ان کو کون سے فنڈز دیئے ہیں۔ میں لاہور میں رہتا ہوں اور ہمارے شہر میں بے شمار سکول ہیں، انہوں نے کوئی ایک کونسل جس کے ذریعے development کا کام کروایا ہو وہ بتا دیں۔ ہم پھر اگلی بات کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ایک ارب روپے کی لاگت سے ایک ہزار کمپیوٹر لیب بنائیں گے۔ یہ بتائیں کیونکہ میرے حلقہ پی پی-139 کے اندر بھی سکولز ہیں وہاں پر کون سی لیب بنائی گئی ہے؟ یہ صرف اور صرف "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور" ہیں۔ انہوں نے کچھ نہیں کرنا انہوں نے صرف ایک ہی کام کرنا ہے یعنی پل بنانے ہیں اور اس کے علاوہ اس حکومت کا کوئی کام نہیں ہے۔

جناب سپیکر! پرائمری سکول کی ایجوکیشن جو کسی قوم کو قوم بناتی ہے اور اس پر ان کی کوئی توجہ نہیں ہے۔ اگر آپ پچھلے سال کے ایجوکیشن بجٹ پر نظر دوڑا کر دیکھیں تو آپ حیران رہ جائیں گے۔ اگر آپ comparison کریں تو جو بجٹ انہوں نے ایجوکیشن کے سلسلے میں رکھا ہے یعنی 6.68 فیصد پچھلے سال کے بجٹ میں رکھا گیا تھا اور اب اس بار کم کر کے 6.67 فیصد کر دیا ہے۔ اس میں انہوں نے جو تنخواہیں 10 فیصد بڑھائی ہیں ان کا شیئر بھی اس میں شامل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے سابق ساتھی اور موجودہ سینیٹر جناب محمد محسن لغاری صاحب یہاں گیلری میں تشریف رکھتے ہیں۔ ہم ان کو welcome کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم بھی ان کو پی ٹی آئی کی طرف سے welcome کرتے ہیں۔

یہ اپنے آپ کو تعلیم دوست کہتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ ان سے بڑا تعلیم دشمن اس صوبے کے اندر اور کوئی نہیں ہے۔ 6.68 فیصد سے 6.67 فیصد بجٹ کر دیا گیا ہے، بجٹ کم کیا گیا ہے 10 فیصد تنخواہوں کے اندر اضافہ کر دیا گیا اور جو 10 فیصد اضافہ کیا گیا ہے وہ بھی اس میں شامل ہے۔ جس جس چیز سے ان کی فائدہ پہنچتا ہے اور جس چیز سے ان کی شعبدہ بازی زیادہ ہوتی ہے، انہوں نے سر سے اخروٹ توڑنے والے بجٹ کو زیادہ کیا ہے جس کے اندر کرپشن ہوتی ہے اس کا بجٹ انہوں نے 2.2 فیصد سے 3.3 فیصد کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں اگلی بات ایجوکیشن کے حوالے سے کروں گا۔ پچھلی ایک ہزار لیبارٹری قائم نہیں ہوئیں اور اگلے بجٹ کے اندر انہوں نے کہہ دیا ہے کہ ہم ہائی سکولوں کے اندر تمام آئی ٹی لیب بنائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی عوام کے ساتھ بہت بڑا فراڈ ہے جو انہوں نے کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم یونیورسٹیوں کے کیمپس بنائیں گے، ان کی بات کو سنا جائے کہ انہوں نے کیا کہا؟ انہوں نے تین یونیورسٹیوں کے لاہور کے اندر کیمپس بنائے ہیں جس میں بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی، گجرات یونیورسٹی اور سرگودھا یونیورسٹی شامل ہے۔ انہوں نے اپنے پیاروں کو public private partnership کے تحت جو کچھ دیا ہے میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ اس پر انکوائری کروائیں اور پتا کریں کہ اس میں کون کون سا منسٹر involve ہے، کس کس نے ان سے پیسے لے کر یہاں پر کیمپس کھلوائے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اگلی بات ہیلتھ کے حوالے سے کروں گا۔ یہ آپ کی بھی سننے والی بات ہے اور مہربانی کر کے ذرا سنیئے گا۔ بجٹ 14-2013 کے صفحہ نمبر 10 پر انہوں نے کہا کہ ہیلتھ انشورنس کارڈ کے لئے 4۔ارب روپے رکھے جا رہے ہیں اور اس وقت یہاں پر تمام حکومتی ایم پی ایز نے ڈیسک بجا بجا کر توڑ دیئے تھے۔ مجھے بتائیں کہ پورے پنجاب کے اندر انہوں نے کسی کو ایک ہیلتھ انشورنس کارڈ issue کیا ہے؟ یہ صرف اور صرف خالی خولی حکومت کے نعرے ہیں اور اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر اگلی بار انہوں نے غریب عوام کو سہانا خواب دکھایا ہے جو کہ 15-2014 کے بجٹ کے صفحہ نمبر 14 پر پیش کیا گیا ہے اور دوبارہ ہیلتھ انشورنس کا ذکر کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ عوام کے ساتھ بہت بڑا فراڈ ہے۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ موٹی موٹی باتیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے یہاں ایوان میں کھڑے ہو کر بات کی، یہاں پر تالیاں بجائی گئیں، ڈیسک بجائے گئے، کسانوں کو جھوٹے دلاسے دیئے گئے اور وہ دلاسے کیا تھے کہ ہم تمام ٹیوب ویلوں کو سولر انرجی اور بائیو گیس پر لے کر جائیں گے۔ پہلا وعدہ مکمل نہیں ہوا، پنجاب میں ایک ٹیوب ویل بتا دیں کہ جو حکومت نے کسی کو سبسڈی دے کر بنوا دیا ہو۔ انہوں نے پھر بجٹ 15-2014 کے اندر سہانا خواب دکھایا ہے کہ ہم یہ کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ پچھلا بجٹ گرین اور یرقان زدہ تھا اور یہ اس کا صرف اور صرف پائی چاٹ ہے اور پائی چاٹ کا شاید منسٹر صاحب کو نہ پتا ہو میں انہیں بتا دیتا ہوں کہ جو گول ہوتا ہے اس کو پائی چاٹ بولتے ہیں۔ وہ صرف کاپی پیسٹ کیا گیا ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! اب میں امن وامان کے بجٹ کے حوالے سے بات کروں گا کہ حکومت نے بڑا شور ڈالا، ابھی پیپر کے اندر اس پائی چاٹ کو ظاہر کیا گیا ہے کہ ہم نے 16.66 فیصد بجٹ بڑھایا ہے۔ میرے علاقے میں ولی شاہ بھتہ خوری کا معاملہ ہوا اور گنگارام ہسپتال میں بچی کے ساتھ زیادتی کا معاملہ ہوا جو مرضی ہو جائے اس حکومت کو سوائے پل بنانے کے اور کوئی کام نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیراعلیٰ کو چاہئے کہ بجٹ کے اندر رکھ دیں کہ جہاں پر پل بنے گا وہاں پر اس کے اوپر چھوٹا سا سکول بھی بنادیں گے اور چھوٹی سی کوئی ڈسپنسری بھی بنادیں گے کیونکہ ہسپتالوں کی جو حالت زار ہے، میں سمجھتا ہوں کہ آپ لاہور کے اندر پنجاب کارڈیالوجی ہسپتال میں چلے جائیں تو آپ کو نظر آئے گا کہ ایک بیڈ پر تین تین مریض لٹائے ہوئے ہیں اور انہیں پل بنانے کی پڑی ہوئی ہے۔ پورے شہر کے اندر ایک برن سنٹر نہیں ہے اور انہیں پل بنانے کی پڑی ہے۔ امیر لوگوں کے حلقوں کے اندر 72 کروڑ سے 72 دن کے اندر یہ پل بناتے ہیں۔ انہیں اس چیز کا خیال نہیں ہے کہ اگر شہر میں ہماری بچیاں یا ہمارے بھائی خدانخواستہ کوئی جھلس جاتا ہے تو ہسپتال میں اس کے لئے کوئی برن سنٹر نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے بڑی نااہلی ہے اور یہ نااہلیت پر مبنی بجٹ ہے۔ جناح ہسپتال کے اندر برن سنٹر بنا ہوا ہے صرف وہاں پر پھٹی کسی اور کی لگی ہوئی ہے اس وجہ سے ان کی ہمت نہیں ہے، ان میں اخلاقی جرأت نہیں کہ اس ہسپتال میں یہ سٹاف اور وہاں پر پورا سامان دے دیں۔ ڈیڑھ کروڑ کی آبادی والا پورا شہر اور دس کروڑ کی آبادی والا صوبہ جس کے اندر ایک برن سنٹر نہیں ہے۔ یہ اس حکومت کو سوچنا چاہئے اگر ان کے ساتھ کوئی واقعہ ہو جائے تو یہ ائر ایمبولینس لے کر دبئی، کینیڈا یا دوسرے ممالک میں چلے جائیں گے۔ اس غریب کا کیا بنے گا جو تین بچیاں میرے حلقے کے اندر جھلس کر مر گئی ہیں اور ہسپتال کے اندر ان کو انصاف نہیں ملا۔ کیا ہم بچیوں والے نہیں ہیں؟ ایک ہسپتال میں وہ بچی گئی، دوسرے ہسپتال والوں نے کہا کہ واپس جاؤ اور وہ واپس آئی لیکن وہاں پر سہولت نہ ہونے کی وجہ سے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! مہربانی کر کے جلدی wind up کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری عرض سنیں۔ میں بالکل wind up کر رہا ہوں۔ اگر ایک پل نہ بنائیں تو برن سنٹر اس لاہور میں بن سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ پلوں والی حکومت مشہور ہو گئی ہے۔ انہیں کسی کے روزگار سے کوئی تعلق نہیں ہے، انہیں کسی کی بیماری سے کوئی تعلق نہیں ہے، شہر میں پانی نہیں ہے ان کا اس سے کوئی تعلق نہیں، غربت عروج پر ہے ان کا اس سے کوئی تعلق نہیں، شہر کے اندر خودکشیاں ہو رہی ہیں ان کا اس سے کوئی تعلق نہیں اگر ان کا کوئی تعلق ہے تو صرف کرپشن کے ان

منصوبوں سے ہے جن سے ان کی جیب بھرتی ہے۔ یہ شوگر مافیا، سریا مافیا اس حکومت کو اقتدار میں لے کر آیا ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پی ٹی آئی نے جنوبی پنجاب کے اندر جلسے کرنے شروع کئے تو انہیں جنوبی پنجاب یاد آ گیا ہے، لاہور میں پی ٹی آئی کی ریلیاں شروع ہوئیں تو انہیں لاہور میں میٹرو بس یاد آ گئی۔

جناب سپیکر: مائی ڈیئر، بڑی مہربانی۔ شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ صرف اور صرف دکھاوے کی بات کر رہے ہیں۔ آج آپ نے امن وامان کے نام پر پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری کے گھر سے barrier اٹھائے ہیں، اگر ایسی بات ہے تو پھر 186 ایچ کے بھی اٹھائیں، 96۔ ایچ کے بھی اٹھائیں، جاتی امرا سے بھی ختم کریں، 90 شاہراہ قائداعظم کے بھی اٹھائیں، ڈیفنس کے بھی اٹھائیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ اپنے گھر کی حفاظت کے لئے تو فوج سے مدد مانگ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی، بہت شکریہ۔ میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس سے زیادہ نااہلیت والا بجٹ اور کیا ہو گا، اس یرقان زدہ بجٹ کو میں مسترد کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اپنے جذبات کو کنٹرول کریں۔ رانا محمد ارشد!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ جناب سپیکر! الحمد للہ، اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کا شکر ہے کہ قائد پاکستان، وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے عوام سے جو وعدہ کیا تھا، ان کے vision کے مطابق خادم اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے ایک مثالی بجٹ پیش کرکے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہم جو کہتے ہیں اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ اب ان کے پیٹ میں درد کیوں ہو رہا ہے، اب ان کے پیٹ میں مروڑ کیوں اٹھ رہے ہیں؟ ہمارا پچھلا بجٹ 897۔ ارب روپے کا تھا اب ہم نے ایک ہزار 44۔ ارب روپے کا مثالی بجٹ پیش کرکے یہ ثابت کیا ہے کہ عوام کا دکھ درد ہمارے دل میں ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "جھوٹے، جھوٹے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: ان کی بات سنیں. No cross talk

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ہم مسلمان ہیں سردار دو جہان حضرت محمد ﷺ کے گنبد خضریٰ کا رنگ بھی سبز ہے اور پاکستان کے جھنڈے کا رنگ بھی سبز اور سفید ہے لیکن آج کیوں پاکستان سے نفرت سامنے آ رہی ہے؟ ہم نے جو وعدہ کیا تھا اس کے مطابق 207-ارب روپے ایجوکیشن کی مد میں رکھے ہیں، غریب کا بچہ مارے مارے پھرتا تھا ہم نے گورنمنٹ سکولوں میں 85ہزار ایجوکیٹر پچھلے دو سالوں میں بھرتی کئے ہیں، 30ہزار ایجوکیٹر ہم نے اس مہینے میں بھرتی کئے ہیں اور میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کئے ہیں تاکہ ایک غریب کا بچہ بھی اعلیٰ تعلیم سے مستفید ہو سکے۔ ہم نے دانش سکول کیوں بنائے؟ اس لئے کہ غریب کا درد ہمارے دل میں ہے ایک ریڑھی چلانے والے کا بچہ، ایک مزدور کے بچے کو اگر ایچی سن کالج کے برابر ایجوکیشن مل رہی ہے تو یہ ہیلی کاپٹر اور جہاز مافیا کے پیٹ میں درد کیوں اٹھ رہے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر ہم نے غریب کے بچے کو دانش سکول دے دیا ہے تو اب ان کو صبر کرنا چاہئے، آج پہلی جماعت سے لے کر میٹرک تک مفت تعلیم دی جا رہی ہے، مفت کتابیں دی جا رہی ہیں۔ ہم نے 2008 سے Education Endowment Fund قائم کیا تاکہ غریب آدمی اپنی تعلیم جاری رکھ سکے، غریب آدمی کا کیا جرم ہے اگر وہ ذہین ہے intelligent ہے اور وہ اعلیٰ تعلیم سے مستفید ہونا چاہتا ہے تو اس کے لئے بیرونِ ملک کی یونیورسٹیوں کے دروازے کیوں بند ہوں، ہم نے Education Endowment Fund کے نام سے ان طلباء کو سکالرشپ دیا اور آج الحمدللہ ہم نے 11-ارب روپے کی بجائے اس کو 13-ارب روپے کر دیا ہے، جس کی وجہ سے 70ہزار طلباء اعلیٰ تعلیم سے مستفید ہو کر پاکستان کی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں، آج غریب کا بچہ Education Endowment Fund کے ساتھ ساتھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن سے بھی فائدہ حاصل کر رہا ہے۔ 15لاکھ غریب طلباء جو پرائیویٹ سکولوں میں پڑھ رہے ہیں ان کی فیسوں کے لئے 8-ارب روپے مزید رکھ دیئے ہیں تاکہ غریب کے بچے کی تعلیم جاری وساری رہے۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب جو صوبہ پنجاب کا دل ہے ہم ان سے جو کہتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں۔ جب سے پاکستان بنا ہے جنوبی پنجاب کے لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوتی رہی ہے ان کو وہ ترقی نہیں ملی جس کے وہ حق دار تھے۔ ہم نے اب الحمدللہ on record thirty one percent آبادی ہونے

کے باوجود بجٹ کا 36 فیصد دیا ہے اور اس سال کے بجٹ میں ان کو 119-ارب روپے دینے کا مثالی فیصلہ کیا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ رحیم یار خان میں خواجہ فرید یونیورسٹی یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی کا Chartered ہو گیا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا رحیم یار خان کے بچوں کا پنجاب پر حق نہیں ہے؟ اب وہاں کے بچے رحیم یار خان میں انجینئرنگ اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں گے۔ اسی طرح ملتان میں بھی نواز شریف انجینئرنگ یونیورسٹی کا چارٹرڈ دے دیا گیا ہے، اس کے علاوہ بہاولنگر میں بھی ہم نے ایک میڈیکل کالج بنایا ہے اور ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج بنایا ہے، جہاں پر طلباء اب سیکنڈ ائیر میں پڑھ رہے ہیں۔ اگر ہم نے بہاولپور میں ایگریکلچر یونیورسٹی کا کیمپس بنا دیا ہے، ہم نے مظفر گڑھ میں اعلیٰ قسم کا ہاسٹل بنا دیا ہے اس قسم کا ہاسٹل لاہور میں بھی نہیں ہے تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ ہم تو جنوبی پنجاب کو اپنے دل کی دھڑکن سمجھتے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب ان کو کیا پریشانی ہے، اب ان کا غیر ملکی ایجنڈا یہاں پر کامیاب نہیں ہوگا۔ 28- مئی 1998 کو پاکستان ایک ایٹمی طاقت بنا تھا جو کہ میاں محمد نواز شریف نے بنایا تھا، اس کے علاوہ میاں محمد نواز شریف نے عوام کو موٹر وے بھی دی اور آج الحمد للہ لاہور میں میٹرو ٹرین چل رہی ہے، یہاں پر راولپنڈی کے دوست بھی بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی ہمارے دلوں کی دھڑکن ہیں، راولپنڈی میں اگر میٹرو بس شروع کی جا رہی ہے۔[******]

جناب سپیکر: ایسے الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے، ان نازیبا الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اللہ کے حکم سے پنجاب ترقی کر رہا ہے، پاکستان ترقی کی جانب جا رہا ہے اور یہ بیرونی investors کو بھگانے والا غیر ملکی ایجنڈا کامیاب نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ time short ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ علامہ اقبالؒ کا پاکستان ہے، قائداعظم محمد علی جناحؒ کا پاکستان ہے، مادر ملت کا پاکستان ہے۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تقریر wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ہم اس کو اسلامی فلاحی مملکت بنارہے ہیں اور انشاء اللہ یہ فلاحی مملکت بن رہا ہے، پاکستان ترقی کر رہا ہے۔ البتہ وہ مفاد پرست ٹولہ جو ہمیشہ پارٹیاں بدلتا ہے اور ان کا جینا مرنا حکومت ہوتا ہے۔ پاکستان کے اندر energy crisis ہے لیکن الحمد للہ چائنا 35۔ ارب ڈالر کی investment کر رہا ہے۔ آج نندی پور پاور پراجیکٹ سے بجلی بن رہی ہے اور آج پاکستان کی بہادر افواج پاکستان کی سرحدوں کی حفاظت کر رہی ہے، پاکستان کی عوام اپنی بہادر افواج کے ساتھ مل کر دہشت گردوں سے نجات دلانا چاہتی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ آپ کو سارے salient feature بتارہے ہیں مہربانی کریں اور wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! آج پاکستان کی بہادر افواج، پاکستان کی سرحدوں کی حفاظت کر رہی ہے، عوام اپنی بہادر افواج کے ساتھ مل کر اپنے پاکستان کو دہشت گردوں سے نجات دلانا چاہتی ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی کریں اب wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! وہ کون سے ہاتھ ہیں، وہ کون سا غیر ملکی ایجنڈا ہے جو پاکستانی عوام کے مسائل حل ہوتے ہوئے برداشت نہیں کر رہا۔ میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جن کو عوام مسترد کر چکی ہے وہ غیر ملکی ایجنڈا کب سے لے کر آئے ہیں؟

جناب سپیکر: مہربانی

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! آج زمیندار کے لئے سبسڈی شہباز شریف دے رہے ہیں، آج محکمہ پولیس کو بہتر کرنے کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بہت مہربانی۔ آپ کا بہت شکریہ۔ آپ کا ٹائم ختم ہوا۔ حضرت! ٹائم ختم ہوا مہربانی کریں۔ Thank you very much اگلے مقرر چودھری سرفراز افضل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ وسیاحت (چودھری سرفراز افضل): اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آج میں سب سے پہلے پنجاب کی تاریخ کے سب سے بڑے ترقیاتی بجٹ۔۔۔ (شور وغل)

میں بات کرلوں یا پھر آپ بات کرلیں۔۔۔

MR SPEAKER: Please no cross talk, no cross talk.

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت (چودھری سرفراز افضل): میں صوبے کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ پیش کرنے پر میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ اور ان کی پوری ٹیم کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں اپنی بات آگے بڑھانے سے پہلے صرف ایک بات کا جواب دے دوں کہ یہاں پر جو سبز او پیلے کی بات کی گئی، یہاں بیٹھے ہوئے میرے ذہن میں پنجابی کا ایک شعر آیا ہے کہ:

شیشے اُتے دھوڑاں پیئاں کندھاں جھاڑی جاندے نیں
ورقے پھاڑی جاندے نیں تے جلداں سانبھی جاندے نیں
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اپوزیشن نے تو یہاں پر بجٹ تقریر کے دوران انتہا کر دی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے مقدس نام کی بھی پاسداری نہ کی اور اس طریقے سے، اس دھڑلے سے بجٹ کی کتابیں پھاڑیں۔۔۔

جناب سپیکر: بجٹ پر بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت (چودھری سرفراز افضل): جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیں میں اپنے ٹائم کے اندر بات کروں گا۔ جس بجٹ کا پی کو یرقان زدہ کہا جا رہا ہے اس پر go go کے نعرے لکھ دیئے اور آج انہی کا پیوں کو اٹھا کر یہاں پر صرف point scoring کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: بجٹ پر آئیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت (چودھری سرفراز افضل): جناب سپیکر! یہ ایک عوام دوست بجٹ ہے جس میں سنٹرل پنجاب کے ساتھ ساتھ جنوبی پنجاب کی ترقی کو بھی پورا حصہ دیا گیا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ نہ صرف پورا حصہ دیا گیا بلکہ ان کے حصے سے بڑھ کر ان کا حق رکھا گیا۔ اس سے پہلے کہ میں آگے بڑھوں، میں اس بجٹ کو عوام دوست ہونے کے ساتھ ساتھ پنجاب کی یوتھ اور نوجوان دوست بجٹ ہونے کا خطاب بھی دینا چاہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پنجاب کا وہ نوجوان جو در بدر ہوا ہوا تھا جسے اپنی زندگی کے لئے کوئی راستہ نظر نہیں آتا تھا، وہ نوجوان جو نشے کی لعنت میں پڑ گیا تھا، وہ نوجوان جو غلط کاریوں میں پڑ گیا تھا اس بجٹ میں

اس نوجوان کو غلط کاریوں سے نکال کر نشے کی عادت سے چھڑا کر اسے ایک دفعہ پھر کھیل کے میدان کا راستہ دکھایا گیا اور اس مقصد کے لئے پنجاب کے اندر نئے سٹیڈیم، نئے جمنیزیم بنانے اور کھیل کے میدانوں کو upgrade کرنے کے لئے اس بجٹ میں ایک ارب 96 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ عوام دوست، یوتھ دوست اور کھیلوں کو فروغ دینے کے لئے ایک اہم اور مثالی قدم ہے۔ کہتے ہیں کہ جب تک بنیاد سیدھی نہ ہو تو عمارت کبھی اچھی تعمیر نہیں ہو سکتی، آپ اپنی یوتھ کی بنیاد، اپنے نوجوان کی بنیاد کہاں سے ڈالتے ہیں؟ آپ سکول ایجوکیشن سے اس کی اچھی بنیاد رکھتے ہیں اور اسی مقصد کے لئے اس بجٹ میں سکول ایجوکیشن کے لئے 48۔ارب 31 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے جو اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ حکومت پنجاب صرف پڑھے لکھے پنجاب کا خواب نہیں دیکھتی بلکہ وہ عملی طور پر پڑھا لکھا پنجاب ثابت کرنا جانتی ہے اسی لئے 48۔ارب روپے سے زائد کی رقم سکول ایجوکیشن کی missing facilities کے لئے، سکولوں کو upgrade کرنے اور آئی ٹی لیبز کے قیام کے لئے مختص کی گئی۔ اس کے بعد جب آپ ہائر ایجوکیشن کی بات کرتے ہیں کہ جب آپ کا نوجوان اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے اور اس کے پاس اتنے بڑے بڑے سرمائے نہیں ہوتے کہ وہ جا کر مہنگی Pioneers Universities میں داخلہ لے کر اعلیٰ تعلیم حاصل کرے۔ اس کے لئے 14۔ارب روپے سے زائد کی رقم مختص کی گئی ہے جس سے میرے پیارے پاکستان کے معمار، میرے پاکستان کا مستقبل اعلیٰ تعلیم حاصل کریں گے۔ وہ نوجوان بچیاں بچے جن کے کالجز میں missing facilities ہیں ان missing facilities کو پورا کرنے کے لئے اور پھر میں جس منصوبہ کو state of the Art منصوبہ قرار دوں گا، walled city جیسے منصوبے پھر رحیم یار خان، اوکاڑہ اور ساہیوال کے پسماندہ علاقوں کی بچیوں اور بچوں کے لئے یونیورسٹیاں قائم کی جا رہی ہیں میں اسے یوتھ دوست اور تعلیم دوست نہ کہوں تو پھر میں اسے کس چیز کا نام دوں؟

جناب سپیکر! جب میرے نوجوانوں کی تعلیم کی بات ہوتی ہے اور جب ہمارا بچہ سکول یا کالج میں اچھے نمبر لے کر آتا ہے تو کیا ہم اسے انعام نہیں دیتے اور کیا ہم اسے نہیں کہتے کہ اگر تم نے سکول یا کالج میں top کیا تو ہم تمہیں یہ انعام دیں گے؟ میں سمجھتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم نے پنجاب کی عوام کے ساتھ ایک شفیق باپ ہونے کا حق ادا کیا ہے اور ایک لاکھ لیپ ٹاپ ان نوجوان بچیوں اور بچوں کے لئے رکھے گئے ہیں جو یونیورسٹیز اور کالجز میں top کرتے ہیں۔ ان کے لئے 3.5۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے تاکہ اس سے ایک لاکھ نوجوانوں کو لیپ ٹاپ دیئے جا

سکیں اور ان کو غیر ملکی مطالعاتی دوروں پر بھیجا جا سکے۔ پنجاب کے عوام کا ایک بڑا حصہ یوتھ پر منحصر ہے، یہاں پر یوتھ کا تعلیم کے ساتھ ساتھ روزگار کا بھی مسئلہ ہے، اگر ہم اس پر بات نہ کریں، اگر ہم اسے یہاں پر نہ چھیڑیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم جو اس ایوان میں بیٹھے ہیں یہ ہماری اپنی نوجوان نسل کے ساتھ زیادتی ہو گی۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہماری عوام دوست حکومت نے اس بجٹ میں skill development programmers اور TEVTA کے تحت 3۔ارب روپے کی ایک خطیر رقم مختص کی ہے تا کہ پنجاب کے نوجوان لڑکیاں، لڑکے اور خواتین و مرد صنعتی شعبے میں مہارت حاصل کر سکیں۔ اگر ان کے پاس اعلیٰ تعلیم نہیں ہے یا ان کے پاس اعلیٰ روزگار نہیں ہے یا ان کے پاس نوکریاں نہیں ہیں تو وہ جا کر مختلف شعبہ ہائے زندگی میں پاکستان کے اندر اور بین الاقوامی مارکیٹ میں عزت سے حلال روزگار حاصل کر سکیں اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہاں پر اس انقلابی اقدام کا ذکر ضرور کرنا چاہوں گا کہ جس میں ہمارے نوجوانوں کو بلا سود قرضے دیئے جا رہے ہیں تا کہ وہ حلال طریقے سے اپنا روزگار کما سکیں۔ سود جسے اللہ کے ساتھ جنگ قرار دیا گیا ہے اس لعنت سے اپنے معاشرے کو پاک کیا جا سکے اور نوجوانوں کے لئے بلا سود 2۔ارب روپے کے قرضے مختص کئے گئے ہیں تا کہ وہ اپنا روزگار حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اس انقلابی اقدام کی بات کیوں نہ کروں کہ جس کی داغ بیل اور بنیاد آج سے کم و بیش سترہ سال پہلے میرے قائد، قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف اس وقت کے وزیر اعظم نے رکھی۔ اس پراجیکٹ سے آج کئی بیوہ عورتیں اپنے یتیم بچوں کا پیٹ پال رہی ہیں۔ اس انقلابی سکیم سے پہلے ہماری وہ بہنیں اور بیٹیاں جن کے ہاتھوں پر اپنے والدین کی خالی جیبوں کی وجہ سے مہندی کا رنگ نہ سج سکا اور وہ نوجوان جو بے روزگار در بدر پھرتا تھا۔ اس کو روزگار مہیا کیا جائے گا۔ میرا اشارہ اس انقلابی ییلو کیب سکیم کی طرف ہے۔ اس سکیم کے تحت 25۔ارب روپے کی ایک خطیر رقم پچاس ہزار ییلو کیب سکیم کے لئے مختص کی گئی ہے تا کہ ہمارے نوجوانوں کو روزگار کے مواقع فراہم کئے جا سکیں۔

جناب سپیکر: چودھری سرفراز صاحب! بڑی مہربانی، تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت (چودھری سرفراز افضل): جی، بہتر ہے میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اب محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ بات کریں گی۔ آپ تمام حضرات مہربانی کر کے وقت کا خصوصی خیال رکھیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! حکومت پنجاب کی طرف سے مالی سال 15-2014 کے لئے 10 کھرب 44۔ارب روپے کا متوازن، ترقیاتی، عوام دوست اور حقائق پر مبنی بجٹ پیش کرنے پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان لوگوں کی دن رات کی محنت سے آج ہم اس قابل ہوئے ہیں کہ پنجاب کے لوگوں کو ایک اچھا بجٹ دے سکیں۔ اس بجٹ میں عوام کے اجتماعی مفادات کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے معاشرے کے تمام طبقات مستفید ہوں گے اور اس کے ثمرات ہمیں جلد ہی دکھائی دینے لگیں گے۔ ثمرات کے حوالے سے کسی شاعر نے کہا ہے کہ:

عمل میں اگر خلوص وفا بھی شامل ہو
تو چراغ بُجھ نہیں سکتے جلائے ہوئے

جناب سپیکر! موجودہ بجٹ کی خصوصیات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ نہ صرف energy crisis کے خاتمے کے لئے projects شروع کئے جا رہے ہیں بلکہ تعلیم اور صحت کے شعبہ جات کو ترقی دینے اور صاف پانی کی فراہمی کے لئے حکومت بہت سے اقدامات اُٹھا رہی ہے۔ سرکاری ملازموں کی تنخواہوں اور پنشن میں دس فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ مزدور کی ماہانہ اُجرت 10 ہزار سے بڑھا کر 12 ہزار روپے کر دی گئی ہے۔ اقلیتی برادری کے بچوں کے لئے 50 کروڑ روپے کے خصوصی وظائف مختص کئے گئے ہیں۔ اسی طرح skill development کے تحت پنجاب کی آٹھ لاکھ خواتین کو ہنر مند بنایا گیا ہے تاکہ وہ ملکی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ ایسی خواتین جو کہ گھروں سے دور ملازمت اختیار کئے ہوئے ہیں انہیں رہائش کی سہولت مہیا کرنے کے لئے ہاسٹل بنائے جائیں گے۔ پچاس ہزار مزید پیلو کیب کے ذریعے روزگار کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا ہے۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والے علاقوں کی پسماندگی دُور کرنے کے لئے موجودہ حکومت نے اس بجٹ میں کل ترقیاتی بجٹ کا تقریباً 36 فیصد حصہ مختص کیا ہے جو کہ 263۔ارب روپے بنتے ہیں۔ میں خاص طور پر ذکر کروں گی کہ 30۔ارب روپے کی لاگت سے ملتان میں میٹرو بس کا منصوبہ شروع کیا جائے گا۔ فورٹ منرو میں چیئر لفٹ اور واٹر سپلائی کا منصوبہ شروع کیا جائے گا۔ مظفر گڑھ میں ترک حکومت کے تعاون سے دانش سکول اور ہسپتال بنایا جا رہا ہے۔ رحیم یار خان میں خواجہ فرید یونیورسٹی کا سب کیمپس قائم کیا گیا ہے۔ ملتان میں چلڈرن ہسپتال بنایا جا رہا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ وہ منصوبہ جات ہیں کہ جن کے مکمل ہونے سے وہاں کے لوگوں کی زندگی کا معیار نہ صرف بلند

ہو گا بلکہ ترقی کے مزید راستے کُھلیں گے۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ جو لوگ جنوبی پنجاب کو ایک سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں ان کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے۔ ہماری حکومت نے جنوبی پنجاب کی عوام کے لئے آبادی کی نسبت کہیں زیادہ funds مختص کئے ہیں۔ ہمیشہ یہی کہا جاتا ہے کہ جنوبی پنجاب کو محروم رکھا گیا ہے۔ میں یہ کہتی ہوں کہ جنوبی پنجاب اُس وقت محروم تھا جب وہاں سے تین سپیکر قومی اسمبلی منتخب ہوئے، جب وہاں سے ایک صدر پاکستان، گورنر، وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم منتخب ہوئے تھے۔ ان میں سے کسی نے بھی جنوبی پنجاب کی ترقی کے لئے نہیں سوچا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو اس کا credit دوں گی اور خراج تحسین پیش کروں گی کہ جنہوں نے نہ صرف جنوبی پنجاب کی محرومیوں کے بارے میں سوچا بلکہ بہت سے عملی اقدامات بھی کئے ہیں۔

جناب سپیکر! حکومت نے شعبہ صحت کے لئے صوبائی اور ضلعی سطح پر 121۔ارب 80 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔ اس وقت حکومت ایک کروڑ 53 لاکھ اور 90 ہزار روپے کی لاگت سے male and female internees کے لئے چلڈرن ہسپتال لاہور میں ہاسٹل تعمیر کر رہی ہے جو کہ بہت اچھی بات ہے۔ میں یہاں پر ایک بات کا اضافہ کروں گی کہ چلڈرن ہسپتال میں The School of Allied Health Sciences بھی قائم ہے جس میں ڈگری پروگرام شروع کئے گئے ہیں اور تقریباً ساڑھے پانچ سو بچے زیر تعلیم ہیں مگر انہیں ہاسٹل کی سہولت میسر نہیں ہے۔ میری تجویز ہے کہ internees کے لئے جو ہاسٹل بنایا جا رہا ہے اس کا ایک حصہ ان بچوں کے لئے بھی مختص کیا جائے۔

جناب سپیکر! دوسرا یہ ہے کہ تعلیمی اداروں میں طلباء وطالبات کو میڈیکل کی سہولتیں فراہم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر سکول میں ایک ڈسپنسری قائم کی جائے اور سال میں دو دفعہ بچوں کا ہر قسم کا طبی معائنہ ہو تاکہ بچوں کو ہم بہت سی بیماریوں سے بچا سکیں۔

جناب سپیکر! منشیات کی لعنت، وباء اور اس کے بڑھتے ہوئے رجحان پر قابو پانے کے لئے ضروری ہے کہ تمام ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں منشیات سے بچاؤ کے لئے بحالی سنٹر قائم کئے جائیں اور خصوصاً جو ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال upgrade کئے جا رہے ہیں ان میں یہ شعبہ قائم کیا جانا بہت ضروری ہے۔ اسی طرح ہسپتالوں میں ادویات اور سٹاف کی فراہمی کو بھی یقینی بنایا جائے۔ ڈرگ ٹیسٹ کے لئے testing لیبارٹریاں قائم کی جائیں۔ راولپنڈی، ملتان اور بہاولپور کی طرح تمام اضلاع میں drug testing لیبارٹریاں قائم کی جائیں۔

جناب سپیکر! شعبہ تعلیم کی بہتری کے لئے حکومت پنجاب بہت سے اقدامات کر رہی ہے جن کو بیان کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ بہت سے معزز ممبران نے اس کا ذکر کیا ہے اور یقیناً یہ اقدامات قابل ستائش ہیں۔ میں یہاں یہ کہنا چاہوں گی کہ طلباء و طالبات کے تمام کالجوں میں بسوں کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے تاکہ طالب علموں کی آمد و رفت آسانی سے ہو سکے اور وہ اپنی پوری توجہ پڑھائی کی طرف مبذول کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں خراج تحسین پیش کروں گی کہ اس بجٹ میں غریب عوام پر کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا لیکن ایک شکایت آ رہی ہے کہ Multi National اور لوکل کمپنیوں نے قیمتوں میں تو اضافہ نہیں کیا مگر اشیاء کی مقدار میں کمی کر دی ہے۔ ایسی کمپنیوں کو black list کیا جائے اور ان کا محاسبہ کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ آخر میں صرف اتنا کہوں گی کہ معاشرے میں تبدیلی اس وقت آتی ہے جب ہم مثبت انداز میں سوچتے ہیں اور مثبت انداز سے اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ اس حوالے سے میں ایک شعر کہنا چاہوں گی:

خواہش سے نہیں گرتے پھل جھولی میں
وقت کی شاخ کو میرے دوست ہلانا ہوگا
کچھ نہیں ہوگا اندھیروں کو بُرا کہنے سے
اپنے حصّے کا دِیا خود ہی جلانا ہوگا

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ میں امجد علی جاوید صاحب سے کہوں گا کہ ہمارے سینئر معزز ممبر میاں محمد رفیق صاحب لابی میں تشریف رکھتے ہیں۔ شاید انہوں نے کل واک آؤٹ کرتے ہوئے بائیکاٹ کی بات کی ہے تو آپ جا کر انہیں ایوان کے اندر لے آئیں۔ وہ ہمارے بزرگ اور سینئر بھی ہیں۔ انہیں میری طرف سے درخواست کریں کہ وہ ایوان کے اندر تشریف لے آئیں۔ اب میں ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں محکمہ صحت پر focus کروں گی۔ اس دفعہ گو کہ محکمہ صحت کے بجٹ میں اضافہ کیا گیا ہے مگر ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ کیا اس کے ثمرات عام عوام تک پہنچتے ہیں یا نہیں اور کیا اس میں وہ ترجیحات شامل ہیں کہ جن کی عوام کو ضرورت ہے؟ اس بجٹ میں purchase of free medicines کے لئے 8- ارب اور 75 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں مگر صورتحال یہ ہے کہ جو ادویات ہسپتالوں کے لئے خریدی جاتی ہیں وہ اتنی ineffective ہیں کہ ان

کا کوئی اثر ہی نہیں ہوتا۔اس کی ایک چھوٹی سی مثال میں یہ دوں گی کہ پندرہ ملی گرام Diazepam کا انجکشن ایک مریض کو بے ہوش کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے جبکہ ہمارے ہسپتالوں میں چالیس ملی گرام تک کا انجکشن لگا دیا جاتا ہے تب بھی مریض کے ہاتھ پاؤں ہلتے رہتے ہیں تو اس طرح کی ineffective medicines کے لئے اگر اتنا بڑا بجٹ رکھا گیا ہے تو میرا خیال ہے کہ یہ surety بھی کر لی جائے کہ اُن دوائیوں کی خرید کا طریقہ جو کہ PPRA کے through ہوتا ہے اُس کو change کیا جائے کیونکہ اُس میں medicines کی lowest bid کا ٹینڈر accept ہوتا ہے جس کی وجہ سے غیر معیاری ادویات کے اوپر یہ پیسا ضائع ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! 2013-14 کے بجٹ میں Child Health کے اوپر 2۔ارب 10 کروڑ روپیہ رکھا گیا تھا اور اس سال اس کو reduce کر کے ایک ارب 44 کروڑ روپیہ کر دیا گیا ہے۔یہ حکومت خواتین کے لئے packages دیتی ہے اور خواتین کے حقوق کی بات کرتی ہے، میں سمجھتی ہوں کہ کیا حالات بہتر ہو گئے ہیں جو انہوں نے اس میں ایک ارب روپیہ کم کر دیا ہے بلکہ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ ہمارے ملک میں ماؤں کی شرح اموات باقی دُنیا سے 90 فیصد زیادہ ہے۔500 بچے پیدائش کے فوری بعد فوت ہو جاتے ہیں تو ایسے میں Mother and Child Health کے بجٹ کو reduce کرنا میرے خیال میں بہت غلط قدم ہے۔Basic Health Facility تک امیر آدمی کی رسائی 24 فیصد اور غریب تر طبقہ کی رسائی 10 فیصد تک ہے تو ایسے میں ہمیں Basic Health Units کو strengthen کرنے کے لئے بجٹ کے اندر کوئی مثبت اقدامات کرنے چاہئیں تھے۔ ہمارے پاس Primary Health Care, Secondary Health Care and Tertiary Health Care کا دنیا کے خوبصورت ترین health models میں سے یہ model موجود ہے مگر اس model کو strengthen کرنے کے لئے کوئی اقدامات نہیں کئے جا رہے اگر ان کو آپس میں integrate کر کے utilize کیا جائے کیونکہ ہمارے پنجاب میں اڑھائی ہزار BHUs موجود ہیں ان کو اگر proper طریقہ سے utilize کیا جائے تو میرے خیال میں appendixes اور ڈائریا کے مریض Tertiary Hospitals تک نہ پہنچیں اور وہاں پر burden reduce ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! ابھی یہاں پر Health Insurance Card کی بات کی گئی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ being a Pakistani یہی ہمارا Health Insurance Card ہے تو ہمیں کسی اور Health Insurance Card کی ضرورت نہیں ہونی چاہئے کیونکہ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے

اور یہ Constitution میں موجود ہے کہ حکومت ہر شہری کو مفت اور آسان علاج مہیا کرے۔ ہماری حکومت Health Insurance Card دے کر پنج میں سے کچھ لوگوں کو چُن رہی ہیں اور باقی سب لوگوں کو disown کر رہی ہے تو میرے خیال میں health کے حوالہ سے حکومت کی پالیسی health for all کے اوپر focus ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! اس دفعہ Hepatitis کے بجٹ کو reduce کیا گیا ہے اور اس کو reduce بھی اس طریقہ سے کیا گیا ہے کہ پچھلے بجٹ میں Punjab Hepatitis Control Programme میں drugs and medicines کی خرید کے لئے 3 کروڑ 86 لاکھ روپیہ رکھا گیا تھا جبکہ اس دفعہ بجٹ میں صرف ایک لاکھ روپیہ drugs and medicines کی خرید کے لئے رکھا گیا ہے، کیا Hepatitis ختم ہو گیا ہے؟ آج پنجاب کا یہ حال ہے کہ ہر دسواں بندہ Hepatitis کا شکار ہے تو ایسے میں یہ بجٹ reduce کرنا میرے خیال میں بہت criminal ہے۔ چیف منسٹر صاحب نے چونکہ Liver Transplant Centre کا اعلان کر دیا ہے تو وہ سوچتے ہوں گے کہ Hepatitis کے زیادہ سے زیادہ مریض ہوں تاکہ اُن کے liver خراب ہوں اور اُن کا Liver Transplant Centre چل پڑے۔ اسی طرح TB Control Programme کے اندر دوائیوں کی خرید کے لئے کوئی بجٹ نہیں رکھا گیا۔ ہمارے ملک میں اس وقت TB کافی پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس دفعہ ملیریا کنٹرول کا بجٹ ختم کر دیا گیا ہے۔ Dialysis Unit کا بجٹ 30 کروڑ روپیہ سے بڑھا کر 60 کروڑ روپیہ کر دیا گیا ہے مگر وہاں پر qualified doctors موجود نہیں ہیں۔ Dialysis Machines کی proper operation کے لئے جب تک اُن کے اوپر کوئی qualified doctor نہیں بیٹھا ہوگا، وہ Dialysis Machines بالکل بے کار ہیں اور اس وقت Dialysis کی صورتحال یہ ہے کہ اس مرض کی وجہ سے شرح اموات میں اضافہ ہو رہا ہے کیونکہ اُنہیں مشینوں کا صحیح استعمال نہیں آتا۔

جناب سپیکر! Young Doctors کا کوئی service structure نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے ہسپتالوں میں medical doctors کا روّیہ مناسب نہیں ہے، جیسے ہی اُن کے پاس کوئی qualification آتی ہے وہ UAE, Ireland or England کی طرف چلے جاتے ہیں کیونکہ وہاں اُن کے لئے کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ہے تو اس معاملہ کو روکنے کے لئے بھی اس بجٹ میں ہمارے پاس کوئی ایسی پالیسی نہیں آئی۔ ڈاکٹرز ہمارے غریب مریضوں کے اوپر experiment کر کے جب کچھ

سیکھ لیتے ہیں تو پھر وہ باہر کی طرف چل پڑتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان چیزوں کو تھوڑا سا نظر میں رکھ کر اگر بجٹ بنایا جاتا تو شاید ہم health کا بہتر بجٹ پیش کر پاتے۔۔۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، باؤ اختر علی صاحب!

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے میں وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف، خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، ہر دلعزیز وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور اُن کی ٹیم، جنہوں نے 15-2014 کا 1044۔ارب روپیہ پر محیط تاریخی بجٹ اس معزز ایوان میں پیش کیا، میں انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ بجٹ غریب اور مڈل کلاس طبقہ کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس بجٹ میں کوئی بھی مکتبہ ہائے فکر یا کسی بھی شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی طبقہ محروم نہیں ہے۔ اس بجٹ میں سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس بجٹ میں ایک road map دیا گیا ہے، ایک ایسا دھارا دیا گیا ہے جس پر چل کر پاکستان اور بالخصوص پنجاب کے اندر جو مسائل ہیں اُن کا بخوبی تدارک کیا جا سکے گا۔ میں یہاں پر بات کروں گا کہ خادم اعلیٰ پنجاب نے اٹک سے لے کر رحیم یار خان تک ہر شعبہ میں ترقی کے کام کا بیڑا اُٹھا رکھا ہے۔ انہوں نے کل بجٹ کا 36 فیصد حصہ جنوبی پنجاب کو دے کر یہ باور کرایا ہے کہ پنجاب میں چاہے اٹک ہو، رحیم یار خان ہو، چاہے فیصل آباد ہو، چاہے قصور ہو، چاہے ساہیوال ہو، چاہے جھنگ ہو، خادم اعلیٰ پنجاب اور اُن کے اکابرین پورے پاکستان سے محبت کرتے ہیں اور بالخصوص پورے پنجاب سے محبت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں توانائی پر بات کروں گا تو اُس میں خادم اعلیٰ پنجاب نے چائنا حکومت کے ساتھ اپنی پچھلی حکومت کے دوران نندی پور پراجیکٹ کا معاہدہ کیا۔ نندی پور پراجیکٹ کی مشینری تین سال تک گوادر پورٹ پر پہنچ کر گلتی سڑتی رہی تو خادم اعلیٰ پنجاب نے اُس معاہدے کے تحت اس پراجیکٹ کو functional کیا اور اُس کے ساتھ ہی ایک سو میگاواٹ بجلی national system میں چلی گئی جبکہ سابقہ ادوار میں کسی حکمران نے ایک میگاواٹ بجلی بھی پیدا کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی کہ ایسا پراجیکٹ لگایا جائے اور ایک میگاواٹ ہی نیشنل سسٹم میں چلا جائے۔ اس کے ساتھ ہی دسمبر میں مزید ساڑھے تین سو میگاواٹ نیشنل سسٹم میں چلا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حزب اقتدار میاں محمد رفیق واک آؤٹ
ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: میاں صاحب! Welcome back بہت شکریہ۔ جی، باؤ اختر علی صاحب!

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! 15-2014 کے بجٹ میں 31۔ارب روپے سے چار ہزار میگاواٹ کے پنجاب کے مختلف شہروں میں انرجی کے منصوبے شروع کئے جا رہے ہیں اور آئندہ آنے والے چند سالوں میں انشاء اللہ یہ چار ہزار میگاواٹ بھی نیشنل سسٹم میں چلا جائے گا۔ یہ ثبوت ہے خادم اعلیٰ پنجاب کا اپنے صوبہ سے محبت کا جس کے داعی بین الاقوامی ممالک ہیں جو آج بھی ان کی اس بات پر تعریف کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں اپوزیشن تنقید کرتی ہے لیکن حقائق کو نہیں دیکھتی جبکہ حقائق یہ کہتے ہیں کہ کوئی میاں محمد شہباز شریف کا ثانی تو آئے، کوئی ہم دم تو آئے اور کوئی آئے تو سہی جسے پتا چلے کہ خادم اعلیٰ پنجاب صوبہ پنجاب کی کیا خدمت کر رہے ہیں؟ اس میں ملک پاکستان کی خدمت بھی شامل ہے جس کے معترف دنیا کے تمام ممالک ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بات بھی کروں گا کہ صحت کے شعبہ میں 121۔ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے جو پچھلے بجٹ سے 37 فیصد زائد ہے۔ یہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ خدمت چاہے کسی بھی شعبہ میں ہو وہ خدمت کا symbol عوامی خدمت ہونا چاہئے۔ میں یہاں یہ بات ضرور کروں گا کہ اپوزیشن نے یہ کہا کہ بیوروکریٹس سے یہ بجٹ بنوایا گیا ہے۔ یہ on the record ہے کہ یہاں کئی دن pre-budget discussion ہوتی رہی اور اس بحث کے نتیجے میں اس بجٹ کو بنایا گیا اور اس میں تمام ایوان کے ممبران چاہے اپوزیشن کے تھے یا حکومتی بنچوں سے تھے انہوں نے حصہ لیا۔ آج میں یہ ضرور کہوں گا کہ یہ ایک فلاحی اور ترقی پسند بجٹ ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ بڑی مہربانی۔ جناب طارق مسیح گل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! شکریہ اس سے پیشتر کہ میں آج ایک عظیم اور خوبصورت بجٹ کی بات کروں میں سب سے پہلے آپ کا اور آپ سے بڑھ کر اپنے رب کا جس نے مجھے اس ایوان میں بھیجا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جس نے کہا کہ دیکھ میں جلد آنے والا ہوں اور ہر ایک کے کام کے موافق دینے کے لئے اجر میرے پاس ہے۔

جناب سپیکر! پاکستان کی 67 سالہ زندگی میں پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب کے عوام کی بہتری، خوشحالی اور ترقی کے لئے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ان کے سپہ سالار اور وفادار ساتھی وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے بجٹ پیش کیا۔ میاں محمد شہباز شریف کی صلاحیتوں اور پالیسیوں کو سامنے رکھتے ہوئے جس انداز سے پیارے بھائی میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے 13۔جون کو جو بجٹ اس ایوان میں پیش کیا اس بجٹ کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ عوام دوست بجٹ

نہیں، یہ عوام کے خلاف بجٹ ہے، یہ غریب سے متعلق پالیسیوں کے مطابق بجٹ نہیں تو میں یہ کہتا ہوں کہ یہ اپنے اپنے ذہن کی بات ہے۔

جناب سپیکر! آج میں یہ بات ضرور کروں گا کہ قائد میاں محمد شہباز شریف نے جن باتوں کا ذکر اس کتابچے میں کر دیا ہے اور جس طرح سے اتنا بڑا بجٹ ہم سب کی بھلائی اور ترقی کے لئے نمایاں طور پر ہمیں دیا ہے اس کی مثال پوری پاکستان کی ہسٹری میں نہیں ملتی۔ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ اپوزیشن کے لوگوں نے جب یہ بجٹ دیکھا اور اس بجٹ کو پڑھنے کے بعد جب یہ رات کو اپنے اپنے بستر پر سوئے تو جب ان کی آنکھیں آسمان کی طرف گئیں تو انہوں نے ستاروں کی بجائے میرے قائد میاں محمد شہباز شریف کی اس محبت کو دیکھا، ان کی آنکھ نے اس شیر ببر کی بات کو دیکھا، اس شیر ببر کی تصویر کو دیکھا تو ان کے پیٹ میں درد شروع ہو گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ اس شخص کو لے کر آئیں جس کے بال لمبے لمبے تھے۔ اس دن میں نے جب اسے دیکھا تو کہا کہ یہ [*****] ہے۔ وہ یہاں بار بار پانی پیتا تھا، بار بار نعرے لگاتا تھا، بار بار ہچکولیاں لیتا تھا، بار بار سانس لیتا، بار بار بات کرتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ جناب! یہ منسٹر صاحب نہیں یہ چیف منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔ یہ چیف منسٹر عوام کی بھلائی کی بات کرتے ہیں ہم نے ان کی بات نہیں سننی، نہ سنو بھئی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: غیر شائستہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ بڑی مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): انہوں نے کہا کہ میاں شہباز شریف کا بجٹ ہمیں پسند نہیں ہے۔ یہ عوام کا بجٹ ہے اور پبلک پاکستان مسلم لیگ (ن) کی بات کرے گی۔ پاکستان میں میاں محمد شہباز شریف کی بات کرے گی اور میاں محمد نواز شریف کی بات کرے گی۔ میں التماس کرتا ہوں کہ جس شخص نے پورا سال ایوان میں آکر آپ کی نمائندگی نہیں کی اس شخص کو آج بھی دیکھیں ایوان میں نہیں آیا۔ آپ دیکھ لیں کہ بڑے بڑے بالوں والا آدمی نہیں ہے آج وہ کہاں ہے؟ اس کو صرف بلایا گیا کہ آپ کو پانی پلائیں گے اور آپ پنجاب حکومت کے قائدین کے بارے میں صرف سوچیں۔ آپ اپنے اپنے حلقوں سے ووٹ لے کر آئے ہیں۔ آپ نے جن لوگوں سے ووٹ لئے ہیں ان کی بات تو کرو، ان کے حق کی بات تو کرو۔ (قطع کلامیاں)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! ان کے پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔ اگر آپ کے پاس پیٹ درد کا انجکشن نہیں ہے تو میاں محمد شہباز شریف کے پاس ہے۔

جناب سپیکر: گل صاحب! آپ کا ٹائم ختم ہوا۔ آپ تشریف رکھیں۔ ان کو بٹھائیں۔ جی، چودھری محمد اشرف صاحب!

(اس مرحلہ پر پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور جناب طارق مسیح گل کو معزز ممبر حزب اقتدار سید زعیم قادری نے ان کی نشست پر بٹھایا)

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

تحریک منہاج القرآن کے سیکرٹریٹ پر پولیس کا دھاوا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم یہاں اسمبلی کے floor پر بجٹ کے حوالے سے جو بھی باتیں کر رہے ہیں۔ اس وقت نہ صرف پنجاب بلکہ پورے ملک میں آگ بھڑک اٹھی ہے اور میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ اب تک چھ افراد مارے جا چکے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے ظلم، ظلم کی آوازیں)

جناب سپیکر! آج صبح تحریک منہاج القرآن کے سیکرٹریٹ کو پولیس نے گھیرے میں لیا وہاں سے زبردستی بیریئر اٹھا کر سیکرٹریٹ میں گھسنے کی کوشش کی گئی جس کے جواب میں ہنگامے پھوٹے۔ اس وقت چھ افراد لاہور میں جاں بحق ہو چکے ہیں اور ساٹھ سے زیادہ شدید زخمی ہیں جو جناح ہسپتال اور جنرل ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

جناب سپیکر! اس وقت جو میڈیا دکھا رہا ہے، پورے پنجاب میں بیسیوں شہروں کے اندر آگ لگی ہوئی ہے، دست بدست لڑائی ہو رہی ہے اور فائرنگ ہو رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کا انتہائی قابل افسوس رویہ ہے اس موقع پر جبکہ ایک طرف فوج نے آپریشن شروع کیا ہوا ہے اور پوری قوم چاہتی تھی کہ ہم یکسو ہوں، اس آپریشن کی backing ہو اور امن کی بحالی کے لئے ہمیں وہاں پر

کامیابی حاصل ہو لیکن ایک انتہائی بھونڈے انداز سے غلط وقت پر اس طرح کی آگ یہاں پر لگائی جا رہی ہے جس سے یہ پورا ملک جل کر خدانخواستہ بھسم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس انداز سے آج پورے پنجاب میں فائرنگ ہو رہی ہے، شیلنگ ہو رہی ہے اور لوگ مارے جا رہے ہیں لہذا یہ ایوان اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وزیر قانون یہاں پر آئیں اور آکر بتائیں کہ اصل حالات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! لاء منسٹر صاحب سے پوچھتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس موقع پر یہ جو ہلاکتیں ہو رہی ہیں اور پولیس جس طرح وحشیانہ انداز سے پورے پنجاب میں شیلنگ کر رہی ہے، لوگوں پر براہ راست گولیاں چلا رہی ہے، ہم اس پر احتجاج کریں گے، ہم اس ظلم اور زیادتی کی بالکل اجازت نہیں دیں گے اور ہم سب لوگ اٹھ کر اس پر احتجاج کریں گے۔ یہ کسی لحاظ سے بھی درست نہیں ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی conspiracy ہے جو کہ جمہوری نظام کے خلاف ایک سازش ہے اور جس طریقے سے آپ نے کارکنوں کو پکڑنا اور مارنا شروع کیا ہے اس سے پورے صوبے کا نہیں بلکہ پورے ملک کا نظام تہہ و بالا ہو جائے گا۔ وزیر قانون یہاں ایوان میں تشریف لائیں اور justify کریں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! وزیر قانون سے پتا کرتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"پولیس گردی بند کرو" کی نعرے بازی)

اگر وزیر قانون سن رہے ہیں تو وہ تشریف لے آئیں۔ جی، چودھری محمد اشرف صاحب! آپ سب تشریف رکھیں رانا صاحب تشریف لاتے ہیں۔ میں نے آدمی کو بھیجا ہے اگر لاء منسٹر صاحب اسمبلی میں موجود ہوئے تو ابھی تھوڑی دیر میں آجائیں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"ظلم کے یہ ضابطے، ہم نہیں مانتے" کی نعرے بازی)

جی بہت مہربانی۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ چودھری صاحب کو تقریر کرنے دیں۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری محمد اشرف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! لاء منسٹر صاحب کو بلانے کے لئے گئے ہیں ان کے آنے تک آپ تشریف رکھیں وہ آتے ہیں پھر آپ بات کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"قاتل حکومت مردہ باد" کی نعرے بازی)

سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

چودھری محمد اشرف: جناب سپیکر! جو بجٹ مورخہ 13۔جون کو وزیر خزانہ نے اس ایوان میں پیش کیا ہے وہ انتہائی اہم غریب پرور اور عوامی ہمدردانہ بجٹ ہے۔ میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کے ساتھیوں نے جس ہمت حوصلے اور محنت سے یہ بجٹ پیش کیا ہے وہ ایک اچھی سوچ کا علمدار ہے۔ بجٹ میں اچھی سوچ کا ہونا ایک بہت اہم نکتہ ہوتا ہے، یہ اچھی سوچ ہی ہے جس کے ذریعے تعلیم کے شعبہ میں، ہیلتھ کے شعبہ میں اور خاص طور پر جنوبی پنجاب کو جس طرح اس بجٹ میں اہمیت دی گئی ہے اس کی مثال پہلے نہیں ملتی۔ یہاں یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ اس بجٹ کو نہ صرف اس سال کے لئے بلکہ آئندہ چار سال کے لئے road map کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"لاٹھی گولی کی سرکار، نہیں چلے گی نہیں چلے گی" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر! اس بجٹ کو جس اچھی نیت سے پیش کیا گیا ہے انشاء اللہ اس پر عملدرآمد ہو گا اور صوبہ پنجاب کی قسمت بدل جائے گی۔ میں میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے نیک نیتی، ہمت، محنت اور کوشش سے یہ بجٹ پیش کیا ہے۔ میں یہاں یہ کہنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ بجٹ کوئی آسمانی صحیفہ نہیں ہوا کرتا یہ انسانوں کا بنایا ہوا بجٹ ہوتا ہے، بے شک اس میں کمی کوتاہی رہتی ہے لیکن حزب اختلاف کے معزز ممبران کو اچھی سوچ کے ساتھ اس میں اچھی تجاویز دینی چاہئیں نہ کہ اس طرح سے مخالفت کرنی چاہئے۔ میں قطعاً یہ بات کہنے سے گریزاں نہیں ہوں کہ پنجاب اسمبلی کا ایوان انشاء اللہ بڑے اچھے طریقے سے، بڑی محنت سے، بڑی کوشش سے کامیابی کی طرف ہمکنار ہے اور اچھے سے اچھے منصوبے پیش کر رہا ہے۔ صوبہ پنجاب انشاء اللہ آئندہ چار سال میں

اتنی ترقی کرے گا کہ اس کی مثال پچھلے دنوں میں نہیں مل سکتی اور ہر بہتری کی طرف بڑھے گا۔ میرے معزز حزب اختلاف کے ممبران کو اپنی اچھی تجاویز یہاں پیش کرنی چاہئیں نہ کہ اس طرح سے احتجاج کرنا چاہئے۔ میں یہ بات ایک دفعہ پھر کہوں گا کہ انشاء اللہ یہ صوبہ پنجاب آئندہ چار سالوں میں اتنی ترقی کرے گا کہ جس کی مثال پچھلے دنوں میں نہیں مل سکتی اور یہ صوبہ بہتری کی طرف بڑھے گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"لاٹھی گولی کی سرکار نہیں چلے گی، نہیں چلے گی اور ظلم کے یہ ضابطے، ہم نہیں مانتے" کی نعرے بازی)

حزب اختلاف کے میرے معزز ممبران کو اچھی طرح سے یہاں اپنی تجاویز پیش کرنی چاہئیں نہ کہ اس طرح احتجاج کرنا چاہئے۔ میں یہ بات ایک دفعہ پھر کروں گا کہ اس بجٹ میں تعلیم اور زراعت کے شعبہ کے لئے جس طرح فنڈز رکھے گئے ہیں اور subsidies جاری رکھی گئی ہیں یہ زرعی لحاظ سے بھی ایک اہم بجٹ ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"شیم شیم" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر! شعبہ صحت میں کافی اصلاحات کی ضرورت ہے۔ جتنا بجٹ شعبہ صحت کے لئے رکھا گیا ہے اس کو کنٹرول کرنا بہت ضروری ہے تاکہ ہسپتالوں میں ادویات ٹھیک مل سکیں اور غریب لوگوں تک صحیح طریقے سے مل سکیں۔ اسی طرح شعبہ تعلیم میں بھی جتنا سرمایہ رکھا گیا ہے یا جتنے وسائل دیئے گئے ہیں ان کو بھی صحیح طرح سے استعمال ہونا چاہئے اور اس کی صحیح نگرانی ہونی چاہئے تاکہ شعبہ تعلیم بھی دن بدن ترقی کی طرف بڑھے اور صوبہ پنجاب اور ملک میں بہتری آئے۔ تعلیم ایک ایسی چیز ہے جس کے بغیر کوئی ملک اور قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ جیسے تعلیم کے شعبے میں دیانتداری کی اہم ضرورت ہے اسی طرح زراعت میں بھی دیانتداری کی سخت ضرورت ہے جو انشاء اللہ ہمارے لیڈر میاں محمد شہباز شریف میں موجود ہے۔ وہ عملی طور پر کام کر رہے ہیں اور محنت بھی کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ وہ دن دُور نہیں جب یہ صوبہ پنجاب ایک ترقی یافتہ صوبہ بن جائے گا۔ اس ملک اور قوم کی بہتری کے لئے بہترین بلکہ اوّل صوبہ بڑے بھائی کی طرح ثابت ہوگا کہ یہ دوسرے صوبوں سے بڑا اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ میں میاں محمد شہباز شریف کا ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ اپنی محنت، لگن اور دن رات کوشش سے اس صوبے کی بہتری کے لئے کام کر رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"ظلم کے یہ ضابطے، ہم نہیں مانتے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر! یہ بہت ضروری ہے کہ حزب اختلاف ہمارا ساتھ دے اور ہم تمام ساتھی سب مل کر صوبے کی ترقی کے لئے کام کریں تاکہ یہ صوبہ ایک بہترین صوبہ بن سکے۔ دنیا اس صوبے کے وزیر اعلیٰ کو پہچان رہی ہے اور appreciate کر رہی ہے لہذا اسی طرح ہمیں بھی ساتھ دینا چاہئے۔ ہمیں دن بدن کوشش کر کے اس صوبے کو اس جگہ پر لے جانا چاہئے جہاں پاکستان کا نام روشن ہو اور یہ صوبہ اپنی منازل طے کر سکے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ خان فوراً ایوان میں آئیں۔

جناب سپیکر: میں نے ابھی لاء منسٹر صاحب کی طرف پیغام بھیجا ہے۔ وہ پتا کر کے ابھی apprise کریں گے کہ کیا position ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ خان کو فوراً ایوان میں آنا چاہئے تھا۔ ہم یہاں پر کھڑے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ آ جائیں گے۔ وہ ابھی آتے ہیں۔ ہم اس کا notice لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پورے پنجاب کے اندر آگ لگی ہوئی ہے۔ آپ ایوان میں وقفہ کریں۔

جناب سپیکر: میاں خرم جہانگیر وٹو صاحب! کیا آپ بولنا چاہ رہے ہیں؟ جناب صدیق خان صاحب! آپ بھی نہیں بولنا چاہتے، میں آپ سے کہہ رہا ہوں؟ چلیں، نہیں بولنا چاہتے۔ آصف محمود صاحب! کیا آپ بھی نہیں بولنا چاہتے؟ سید محمد سبطین رضا صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب کو ابھی بلوائیں۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو بلایا ہے۔ میں نے ان کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا ہے۔ ان کی بات سنتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): آپ دس منٹ کے لئے وقفہ کریں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔ میں نے ان کو پہلے ٹائم دیا ہے۔ Let him speak

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ایک طرف آگ لگی ہوئی ہے تو دوسری طرف یہاں تعریفیں کرنے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جب تک وہ نہیں آتے تب تک کارروائی چلاتے ہیں۔ جب وہ تشریف لاتے ہیں تو ہم اُن کی بات سنیں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ bulldoze کر رہے ہیں۔ جب تک پتا نہیں چلتا تب تک یہاں پر کوئی کارروائی نہیں چلے گی۔ اس کارروائی اور بحث کو ملتوی کریں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، لاء منسٹر صاحب آتے ہیں پھر ہم اس بارے میں بات کریں گے۔ میں نے اُدھر آدمی بھیجا ہے۔ لاء منسٹر صاحب کا پتا کریں تاکہ وہ ادھر آکر ایوان کو apprise کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ خان کو بلائیں۔

جناب محمد عارف عباسی: خدا کے لئے عوام کا ساتھ دیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب کی ذرا بات سنیں۔ پلیز ایک منٹ تشریف رکھیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! میری آپ کے توسط سے اپوزیشن بنچوں کے بھائیوں اور بہنوں سے گزارش ہوگی کہ انہوں نے جو point raise کیا ہے اُس سے ہم deny کر رہے ہیں اور نہ ہم اس چیز کو resolve کرنے کی طرف جا رہے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: یہ اپنی پولیس کو سمجھائیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! یہ میری بات تو سن لیں۔ جو حقائق ہیں وہ تو سن لیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "قاتل حکومت، نامنظور" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: عباسی صاحب! پلیز تشریف رکھیں اور ان کی بات سنیں۔ لاء منسٹر صاحب بھی آ گئے ہیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! اگر ان کا یہ attitude ہے تو پھر ان کی مرضی ہے۔ لاء منسٹر صاحب تشریف لے آئے ہیں اور یہ اسی چیز کو handle کر رہے تھے۔

جناب سپیکر: تمام ممبران اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں اور مجھے ان کی بات سننے دیں۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! ہم اس چیز کو handle کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تمام حقائق آپ کے سامنے آئیں گے مگر آپ کے اس attitude سے کوئی بندہ آپ سے کیا گفتگو کرے؟

جناب سپیکر: یہ اچھی بات نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جو لوگ مر رہے ہیں اس کا جواب دیں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! رانا صاحب اس چیز کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: مجھے آپ پوچھنے دیں۔ کیا مجھے پوچھنے دیں گے یا نہیں؟ آپ اُن کو بات کرنے کا موقع دیں۔ لاء منسٹر صاحب! باہر کے معاملات کیسے ہیں مجھے تو یہاں بیٹھے ہوئے نہیں پتا مگر یہ بتا رہے ہیں کہ کچھ صاحبان نے معاملات اِدھر اُدھر کئے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! معاملات اِدھر اُدھر نہیں ہوئے۔ بندے مرے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ دیکھ کر آئے ہیں لیکن مجھے نہیں پتا۔ میں تو یہاں سکرین نہیں دیکھ رہا۔ اب آپ اُن کی بات سنیں اور ان کو بات کرنے دیں۔ پلیز تشریف رکھیں اور ان کی بات سنیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

تحریک منہاج القرآن کے سیکرٹریٹ پر پولیس کا دھاوا

(۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! جس واقعہ کے بارے میں بات ہو رہی ہے، جس کے بارے آپ نے فرمایا ہے کہ میں اس کے بارے میں وضاحت اور facts کے متعلق اپوزیشن اور ایوان کے دوسرے معزز ممبران کو آگاہ کروں۔ جہاں تک حفاظتی بیریئرز کا تعلق ہے تو حفاظت کے لئے بیریئرز لگائے جا سکتے ہیں۔ باقاعدہ عدالتوں میں لوگوں نے writs کیں اور عدالتوں نے some specifications کے تحت کئی محلوں اور علاقوں میں اس کی اجازت دی کہ حفاظت کے نقطہ نظر سے بیرئیرز لگائے جا سکتے ہیں لیکن کسی بھی علاقے کو no go area بنانے کے لئے بیریئرز لگائے جا سکتے ہیں اور نہ ہی اس قسم کے بیریئرز کہ وہ کسی علاقے کو no go area بنائیں وہ acceptable ہیں۔ ادارہ منہاج القرآن اور طاہر القادری صاحب کی رہائش گاہ کے اطراف یہ بیریئرز آج سے نہیں بلکہ کئی سالوں سے وہاں پر موجود ہیں۔ ان بیریئرز کے اوپر باقاعدہ پولیس پہرہ یعنی ڈیوٹی دیتی رہی ہے۔ اب جب طاہر القادری صاحب کی واپسی کا اعلان ہوا تو اس

کے ساتھ وہاں پر کچھ تبدیلیاں رونما ہونے لگیں ان کے تحت ان بیریئرز کے اوپر پہلے تو انہوں نے اپنی پرائیویٹ ملیشیا کو ڈیوٹی پر لگا دیا اور اس کے بعد آہستہ آہستہ عملاً ایک ایسی صورتحال پچھلے دس بارہ روز سے وہاں پر قائم تھی کہ وہ علاقہ no go area بن گیا۔ وہاں پر انٹیلی جنس ایجنسیوں کی رپورٹ کے مطابق ایسے لوگوں اور گاڑیوں کا آنا جانا تھا جن کو وہاں پر چیک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ یہ اطلاعات تھیں کہ وہاں پر مسلح افراد اور اسلحہ موجود ہے۔ یہ بھی اطلاعات موجود تھیں کہ وہاں پر قرآنِ پاک کے اوپر لوگوں سے ایک مخصوص تحریر کے اوپر حلف لیا جا رہا ہے۔ یہ ملک بے بہا قربانیوں کے ساتھ معرضِ وجود میں آیا ہے اور میرے اپوزیشن کے بھائی بھی اس بات کو تسلیم اور endorse کریں گے کہ اس ملک میں جمہوریت، آئین کی بحالی اور عملداری کے لئے لوگوں نے جیلوں سے لے کر ٹارچر سیلوں تک اور پھانسیوں سے لے کر جلا وطنیوں تک قربانیاں دی ہیں۔ اگر آج ایک آدمی جس کا اس ملک کی 65 سالہ تاریخ میں اس جمہوری جدوجہد میں اور اس آئین کی بحالی کی جدوجہد میں خون کے ایک قطرے کے برابر بھی حصہ نہ ہو، وہ آدمی اگر یہ کہے کہ وہ چند ہزار اور چند سو لوگوں سے قرآن پاک پر حلف لے کر اور انہیں مسلح کر کے اس ملک میں انارکی اور فتنہ پھیلائے گا اور اس ملک کے 18 کروڑ عوام کی قسمت سے کھیلے گا تو پھر یہ acceptable نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کو کسی طور پر accept نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لئے ہمیں جو بھی قربانی دینی پڑی ہم دینے کے لئے تیار ہیں لیکن ہم کسی صورت بھی اس بات سے پیچھے نہیں ہٹیں گے اور اس میں کسی کو کوئی شک نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! انہیں یہ آگاہ کیا گیا کہ آپ ان بیریئرز سے یا تو اپنی سول ملیشیا کو ہٹا لیں اور ان بیریئرز کا کنٹرول پولیس کو دے دیں یا پھر ان بیریئرز کو ہٹا دیں۔ "no go area" acceptable نہیں ہے اور آج جب ان بیریئرز کو ہٹانے کی کوشش کی گئی تو وہ تمام باتیں جن کے متعلق انٹیلی جنس کی reports تھیں کہ یہاں پر مسلح لوگ موجود ہیں، یہاں پر ایسے لوگ موجود ہیں جو State within State بنانا چاہتے ہیں تو وہ ساری چیزیں، وہ تمام فوٹیج اور بعض ٹی وی چینلز ان فوٹیج کا کچھ حصہ دکھا رہے ہیں وہ ساری نہیں دکھا رہے، وہ تمام کی تمام فوٹیج سامنے آئیں گی اور پوری قوم کے سامنے آئیں گی جسے پوری قوم کو دکھائیں گے اور پھر اس کے بعد قوم فیصلہ کرے گی کہ کون اس ملک میں violence کو جنم دے رہا ہے، کون یہ چاہتا ہے کہ چند سو یا چند ہزار افراد کو مسلح کر کے اس ملک میں فتنہ و فساد اور انارکی پھیلا دی جائے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جب پولیس وہاں پر گئی تو وہاں سے مسلح مزاحمت کی گئی، وہاں پر پولیس کے لوگ بھی زخمی ہوئے اور پولیس کی کراس فائرنگ سے دوسری طرف سے بھی لوگ زخمی ہوئے۔ اس واقعہ کا مقدمہ درج کیا جا رہا ہے یا درج ہو چکا ہے اور میں اپوزیشن کو بھی اس بات کی یقین دہانی کراتا ہوں کہ وہاں پر جو بھی تصادم ہوا، وہاں پر کیا صورتحال موجود تھی جس کی وجہ سے تصادم ہوا تو اس تمام معاملے کی انشاء اللہ جوڈیشل انکوائری ہو گی اور اس جوڈیشل انکوائری میں اگر کوئی Law enforces ایجنسیز کا آدمی قصوروار پایا گیا تو اسے بھی معافی نہیں ہو گی لیکن جو لوگ اس بات کے قصوروار پائے گئے، اس ملک میں ایک طرف تو ہماری مسلح افواج وزیرستان میں "no go area" کو ختم کرنے کے لئے شہادتوں کو گلے لگا رہی ہیں اور ہمارے سپوت، ہمارے بھائی اور ہمارے بیٹے شہادتیں قبول کر رہے ہیں جبکہ دوسری طرف ہم اپنے شہروں میں نئے "no go area" کو جنم دیں اور نئے "no go area" بننے دیں۔ یہاں پر لوگوں کو یہ کھلی چھٹی دے دیں کہ وہ قرآن پاک پر حلف لیں اور وہ تحریر بھی ہم سامنے لے کر آئیں گے۔ جس تحریر پر لوگوں سے قرآن پاک پر حلف لئے گئے ہیں ہم وہ تحریر بھی سامنے لے کر آئیں گے اور یہ لوگ justify کریں۔ (شیم شیم)

جناب سپیکر! یہ لوگ justify کریں کہ کس طرح سے اس تحریر پر کسی بھی مسلمان، کسی بھی کلمہ گو اور کسی بھی پاکستانی سے حلف لیا جا سکتا ہے اور اسے کہا جا سکتا ہے کہ تم ریاست کے خلاف اٹھ کھڑے ہو۔ یہ ساری چیزیں سامنے آئیں گی اور میں اس بات کو پوری طرح سے دوٹوک انداز سے کہوں گا کہ اس واقعہ کی بھی جوڈیشل انکوائری ہو گی اور جو قصوروار ہوں گے، انہیں اس ملک کے آئین و قانون کے مطابق سزا دی جائے گی۔ ساتھ ہی میں یہ بھی کہتا ہوں کہ ہمیں کسی طرح کے انجام اور کسی طرح کے خوف سے نہ کوئی ڈرائے۔ ہم اس بات کے اوپر بالکل قائم ہیں اور ہر قیمت پر اس ملک میں جمہوری آزادی اور آئین کا تحفظ کریں گے۔ اس کے اوپر ہماری جان جا سکتی ہے لیکن ہم ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! رانا صاحب نے بات کی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید خود وزیر قانون کو اور treasury benches پر بیٹھے ہوئے ممبران کو حالات کی sensitivity کا اندازہ نہیں ہے کہ اس سے حالات کتنے زیادہ خراب ہو سکتے ہیں۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ معاملہ جتنا بگڑ سکتا ہے شاید ان دوستوں کو اس کا اندازہ نہیں ہے اور اگر اسے کسی اچھے طریقے کے ساتھ ہینڈل کیا جاتا، بدقسمتی سے اب تک آٹھ افراد جاں بحق ہو چکے ہیں اور یہ صرف لاہور ماڈل ٹاؤن منہاج القرآن سیکرٹریٹ کا مسئلہ نہیں ہے۔ رانا صاحب کیوں نہیں یہ سمجھنے کی کوشش کر رہے کہ اگر یہ آگ لگی تو countrywide لگے گی اور اس کا ٹارگٹ پنجاب ہو گا۔ یہ جمہوری حکومت کا بوریا بستر گول کرنے کی اگر conspiracy میں یہ شامل ہے، یہ سارا کچھ کر کے کہ پولیس کو آپ کہیں اور انہیں فری ہینڈ دے دیں کہ آپ سویلین کو گولیاں ماریں، انہیں آپ مارتے چلے جائیں۔ دیکھئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی موقع نہیں تھا اور یہ خود رانا صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ کئی سالوں سے وہاں بیریئرز لگے ہوئے تھے اور پولیس وہاں پر ڈیوٹی دیتی تھی۔ خدا کے بندو! ایک طرف فوج آپریشن کر رہی ہے اور پورے ملک کی قوم چاہتی ہے کہ یکسو ہو کر کوشش کریں کہ ہمارے ملک کے اندر امن بحال ہو اور دوسری طرف اس ملک کے اندر انارکی و خانہ جنگی اور خون ریزی کے لئے جس بھونڈے طریقے کے ساتھ آج یہاں پر پنجاب پولیس اور پنجاب کے حکمرانوں کے ساتھ اگر یہ مشورہ کر کے سارا کچھ ہوا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی افسوسناک ہے جس سے پورے جمہوری نظام کو خطرات پیدا ہو گئے ہیں۔ پورے پنجاب کے سینکڑوں شہروں کے اندر آج گلی گلی آگ لگی ہوئی ہے لیکن کیا رانا صاحب کو اس کا ادراک نہیں ہے اور رانا صاحب کو اس کا احساس نہیں ہے؟ یہ یہاں پر بڑھکیں لگا رہے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اپنی سوچ، اپنے طرز حکومت اور اپنے روّیوں سے جمہوری نظام کا بوریا بستر گول کرنے کا خود بندوبست کرتے ہیں۔ پہلے بھی 1999 میں اپنی غلط حکمت عملی کی وجہ سے خود جدہ چلے گئے تھے اور بھونڈے انداز سے حکومت کرنے کی وجہ سے آج پھر اس پورے جمہوری نظام کے اوپر ایک question mark لگ گیا ہے۔ یہ جمہوری طاقتوں، سیاسی پارٹیوں اور جمہوری اداروں کو ساتھ لے کر اور ملک کے عسکری اداروں کو ساتھ لے کر چلنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہ بادشاہ بن کر آ رہے ہیں اور سعودی عرب میں رہ کر بادشاہت کی ہے۔ انہوں نے شاید یہ بھی سوچ رکھا ہے کہ ہم نے یہاں پر کسی کو اختلاف کا حق نہیں دینا۔ آج یہ آٹھ آدمی اگر مارے گئے ہیں اور سینکڑوں لوگ اگر مارے جائیں گے تو اس کا خون حکومت کی گردن پر ہو گا میں یہ سمجھتا ہوں کہ فی الفور اس کو ترک کیا جائے اور اس خون ریزی کو روکنے کے لئے political point scoring نہ کی جائے۔

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کو موقع ملے گا، آپ بیٹھیں اُن کو بات کرنے دیں۔

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس خون ریزی کو روکنے کے لئے حکمران فوری طور پر آگے آئیں اور میں بطور احتجاج متحدہ اپوزیشن پنجاب کی طرف سے اس ظلم اور زیادتی کے خلاف اور اس غلط کارروائی کے خلاف ہم دس منٹ تک اس ایوان کی کارروائی کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ اس طرح نہ کریں، ایسے ٹھیک نہیں ہے۔

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر اگر ایس پی اور ڈی آئی جی صاحبان کو گولیوں سے چھلنی کیا جائے اور یہ یہاں بات کر رہے ہیں ہم اس بات کی اجازت نہیں دیں گے یہ غلط بات کر رہے ہیں ہم اپنے اداروں کو مضبوط کرنے کی بجائے کمزور کر رہے ہیں ہمارے سکیورٹی کے نوجوانوں کو گولیاں لگی ہیں یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟(قطع کلامیاں)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بے گناہ شہریوں کا لاہور کے اندر قتل عام ہو رہا ہے۔

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

مجھے مکمل رپورٹ لے لینے دیں میں پھر اس پر بات کروں گا اس طرح نہ کیا کریں۔(قطع کلامیاں)

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جب تک اپوزیشن لیڈر کو بات نہیں کرنے دی جائے گی تو کارروائی نہیں چلنے دیں گے۔

MR SPEAKER: Order please. Order in the House

آپ کی بڑی مہربانی، دیکھیں جو آپ کا مطالبہ تھا وہ پورا کر دیا گیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزبِ اختلاف کی طرف سے
"لاٹھی گولی کی سرکار نہیں چلے گی، نہیں چلے گی" کی نعرے بازی)

جو آپ کا مطالبہ تھا وہ میں نے پورا کر دیا ہے انہوں نے اپنا بیان دے دیا۔ آپ اب کیا کرنا چاہتے ہیں؟ بڑے افسوس کی بات ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزبِ اختلاف کی طرف سے "قاتل ٹھاہ، قاتل ٹھاہ اور مودی کے یار ٹھاہ"
جبکہ معزز ممبران حزبِ اقتدار کی طرف سے "یہودی ٹھاہ" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: اب نماز ظہر کی ادائیگی کے لئے آدھ گھنٹہ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 2:10 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث

(---جاری)

جناب سپیکر: اب میں سید محمد سبطین رضا صاحب سے کہوں گا کہ وہ بجٹ پر تقریر فرمائیں۔

سید محمد سبطین رضا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں پنجاب کا ایک ہزار ارب روپے سے زائد کا تاریخی بجٹ پیش کرنے پر وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں خصوصی طور پر جنوبی پنجاب کے لئے ترقیاتی بجٹ کا 36 فیصد حصہ مختص کرنے پر میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آئندہ سالوں میں اس 36 فیصد میں بھی اضافے کا وعدہ کیا گیا ہے جس پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے مسلم لیگ (ن) کو پنجاب میں دوبارہ حکومت عطا کی ہے اور جنوبی پنجاب میں ترقی کے راستے کھول دیئے ہیں۔ ایک ہزار ارب روپے سے زائد کا یہ بجٹ پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے۔ اس کے علاوہ اس میں آئندہ چار سالوں کا ایک road map بھی ہے جس میں آنے والے سالوں میں پنجاب کی ترقی کی ایک راہ متعین کی گئی ہے۔ تقریباً 17۔ارب روپے پینے کے صاف پانی اور نکاسی آب کے منصوبوں کے لئے رکھے گئے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ شاید اپر پنجاب کے لوگ تو پینے کا صاف پانی مانگتے ہوں گے لیکن ہم جنوبی پنجاب کے لوگوں کے بہت سے علاقوں میں پینے کا پانی ہی دستیاب نہیں ہے۔ میرے حلقہ میں فتح پور اوّل، فتح پور دوئم اور موضع علی پور کے وسیع علاقے کا زیر زمین پانی کڑوا ہے۔ وہاں پر لوگوں کو پینے کا پانی دستیاب نہیں ہے۔ اس بجٹ میں اس بات کو ensure کیا جائے کہ ان علاقوں میں ترجیحی بنیادوں پر پانی مہیا کیا جائے جہاں پر پینے کا پانی دستیاب ہی نہیں۔ صاف پانی تو بعد کی بات ہے وہاں پر تو پینے کا عام پانی بھی دستیاب نہیں ہے لہذا ان علاقوں میں واٹر سپلائی کی سکیمیں فوری طور پر مکمل کی جائیں۔

جناب سپیکر! معزز ممبر اسمبلی شیخ علاؤالدین صاحب نے کل کچھ تجاویز دی تھیں میں ان کے ساتھ دو تجاویز پر اتفاق کرتا ہوں جو کہ بہت ضروری ہیں۔ پہلی تجویز یہ ہے کہ تمام تر کرپشن ٹینڈروں میں ہوتی ہے۔ اسی طرح ہمارے بجٹ کی مالیت اور اہمیت کو کم کرنے کی ذمہ دار بیوروکریسی ہے۔ آپ

ٹینڈروں میں ارکان پارلیمنٹ کی شمولیت کو یقینی بنائیں تاکہ شفاف طریقے سے تمام مدارج طے ہو سکیں۔اس صوبہ پنجاب کو بیوروکریسی کے ہاتھ میں مت دیں۔اس صوبہ پنجاب پر حکومت کرنے کا حق عوام نے اپنے منتخب کردہ نمائندوں کو دیا ہے لہذاان نمائندوں سے ہی نگرانی کروائیں اور چیک اینڈ بیلنس رکھیں تاکہ تمام مراحل صحیح انداز میں، خوش اسلوبی سے طے ہو سکیں۔

جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے دوسری تجویز یہ دی تھی کہ جس پراپرٹی کا رجسٹرار یہ سمجھے کہ اس کی قیمت مارکیٹ سے کم لکھوائی جارہی ہے تو اس پر پچیس فیصد زیادہ بولی دے کر وہ خود خرید لے۔یہ تجویز بہت زبردست ہے۔اس بابت قانون سازی ہونی چاہئے تاکہ پنجاب کے ریونیو میں اضافہ ہو سکے۔

جناب سپیکر! مظفر گڑھ کینال ہیڈتونسہ سے نکلنے والی نہر ہے۔یہ silt up ہو چکی ہے جس کی وجہ سے پورا ضلع مظفر گڑھ متاثر ہو رہا ہے۔اگر حکومت پنجاب مظفر گڑھ کی عوام کو کوئی تحفہ دینا چاہتی ہے اور اگر حکومت پنجاب مظفر گڑھ کے عوام کی بھلائی چاہتی ہے تو پھر اس مظفر گڑھ کینال کو پختہ کروا دیں۔یہ نہر نوہزار کیوسک کی ہے لیکن اس وقت یہ چھ ہزار کیوسک سے زیادہ پانی نہیں لے سکتی۔ہم ایک عرصہ سے سنتے آرہے ہیں کہ یہ نہر پختہ ہونے والی ہے لیکن ابھی تک ایسا کچھ نہیں ہوا۔ایک تو یہ نہر ششماہی ہے،اس پر وارا بندی اور پھر یہ silt up ہو چکی ہے جس کی وجہ سے مظفر گڑھ خصوصی طور پر تحصیل علی پور اور جتوئی کے عوام کا معاشی قتل ہو رہا ہے۔مہربانی کرتے ہوئے اس نہر کو پختہ کیا جائے اور وہاں کی عوام کے معاشی قتل کو روکا جائے۔اس بجٹ میں مظفر گڑھ کینال کو پختہ کرنے کے لئے رقم مختص کی جائے اور اس منصوبے پر فوری طور پر عملدرآمد کروایا جائے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! وقت ختم ہو گیا ہے۔

سید محمد سبطین رضا: جناب سپیکر! میں wind up کرنے لگا ہوں۔میں یہ کہوں گا کہ اگر آپ حقیقت میں جنوبی پنجاب کے عوام کا احساس محرومی دُور کرنا چاہتے ہیں تو وہاں پر نئے اضلاع بنائیں۔اگر لودھراں، چنیوٹ اور ننکانہ صاحب جیسے چھوٹے ضلعے بن سکتے ہیں تو پھر جنوبی پنجاب میں چھوٹے اضلاع کیوں نہیں بنائے جا سکتے؟ میں تجویز کرتا ہوں کہ تحصیل علی پور اور جتوئی کو ملا کر ایک نیا ضلع بنایا جائے اور اس ضلع کا نام علی پور رکھا جائے۔اس مقصد کے لئے اس موجودہ بجٹ میں رقم مختص کی جائے۔اگر آپ واقعی جنوبی پنجاب کے عوام کے مسائل کو دُور کرنا چاہتے ہیں اور ان کے دلوں کو جیتنا چاہتے ہیں تو وہاں پر چھوٹے اضلاع بنائیں۔

جناب سپیکر! میں میاں محمد نواز شریف اور پاک فوج کو دہشت گردی کے خلاف جنگ کرنے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ آخر میں پاک فوج کے ان جوانوں کے لئے ایک شعر پیش کرنا چاہتا ہوں جو جام شہادت نوش کر رہے ہیں:۔

کرو نہ فکر ضرورت پڑی تو ہم دیں گے
رگوں کا خون چراغوں میں ڈالنے کے لئے

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ مدیحہ رانا صاحبہ!

محترمہ مدیحہ رانا: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ پنجاب میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ جنہوں نے اتنے نامساعد حالات میں بھی ایک متوازن اور غریب دوست بجٹ پیش کیا ہے جس کا حجم ایک ہزار ارب روپے سے زائد ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے قائد وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کی نذر ایک شعر کرنا چاہوں گی کہ:

تیرے ہاتھ میں قلم ہے، تیرے ذہن میں اُجالا
تجھے کیا مٹا سکے گا، ظُلمتوں کا پالا
تجھے فکر امن عالم اسے اپنی ذات کا غم
تو طلوع ہو رہا ہے اور وہ غروب ہونے والا

جناب سپیکر! اس بجٹ میں موجودہ حکومت نے ایجوکیشن کے لئے 273۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ محکمہ ایجوکیشن اب ایک محکمہ نہیں بلکہ یہ کئی محکموں میں تقسیم ہو گیا ہے جس میں سکول ایجوکیشن، ہائر ایجوکیشن، ٹیکنیکل ایجوکیشن اور سپیشل ایجوکیشن نمایاں ہیں۔ حکومت نے ان تمام محکموں کے لئے علیحدہ علیحدہ بجٹ مختص کیا ہے جو بہت خوش آئند ہے۔ حکومت پنجاب کے تعلیمی اداروں کی missing facilities کو پورا کرنے کے لئے اس بجٹ میں 8۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے فروغ اور ذہین بچوں کی حوصلہ افزائی کے لئے 11۔ارب روپے سے پنجاب انڈوومنٹ فنڈ قائم کیا گیا تھا۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں اس کے لئے مزید 2۔ارب روپے کی رقم مختص کرنا حکومت کی تعلیم دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جناب سپیکر!ٹیکنیکل ایجوکیشن PML(N) کی حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے کہ کس طرح لوگوں کو ہنر مند بنانا ہے اور کس طرح ان کے لئے روزگار کے مواقع پیدا کرنے ہیں۔اس بجٹ میں 20 لاکھ افراد کو ٹیکنیکل ایجوکیشن دینے کے لئے 6۔ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے جو کہ پنجاب حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔

جناب سپیکر!خود روزگار سکیم میں 3۔ارب روپیہ پہلے دیا جا چکا ہے اور مزید 2۔ارب روپیہ اس بجٹ میں رکھا گیا ہے۔اسی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف نے نوجوانوں کے لئے وزیراعظم روزگار سکیم کا اجراء کیا جس کی چیئر پرسن محترمہ مریم نواز صاحبہ ہیں۔میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس سکیم کی بدولت ہزاروں خاندان باعزت طریقے سے اپنا روزگار حاصل کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ پنجاب حکومت نے خواتین کے لئے بھی ٹیکنیکل ایجوکیشن کے ادارے قائم کئے ہیں تاکہ خواتین بھی باعزت طریقہ سے اپنے خاندان کی کفالت کر سکیں۔وہ کہتے ہیں کہ:

ہم ہر حال میں حق بات کا اعلان کریں گے
ہم پیروی حنبلؒ و نعمانؒ کریں گے
ہم اہل جنوں اور جھکیں موت کے آگے
ہم جب بھی مرے موت پہ احسان کریں گے

جناب سپیکر!اس متوازن بجٹ میں PML(N) کی حکومت نے صحت کے لئے 121۔ارب 80 کروڑ روپے کی کثیر رقم مختص کی ہے۔میرے قائد میاں محمد شہباز شریف جس طرح شعبہ صحت میں دن رات محنت کر رہے ہیں۔میں یہ سمجھتی ہوں کہ اپوزیشن بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتی جس کے نتیجے میں نہ صرف شہروں کے ہسپتالوں میں عوام کے علاج معالجہ کے لئے ادویات موجود ہیں بلکہ دیہاتوں کے BHUs اور قصبوں کے RHCs میں بھی عوام کی سہولت کے لئے ڈاکٹر اور ادویات موجود ہیں۔

جناب سپیکر!میاں محمد شہباز شریف کے لئے بجلی کا بحران سب سے بڑا چیلنج تھا۔اس سے نمٹنے کے لئے اس بجٹ میں 31۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔میں پنجاب حکومت کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ جس نے ایک سال کی محدود مدت میں بجلی کے بحران پر قابو پانے کے لئے 19 منصوبوں پر کام شروع کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں نندی پور پراجیکٹ کا ذکر ضرور کروں گی کہ جسے سابق حکومت دفن کر کے چلی گئی اور اس مردہ پراجیکٹ کو ہمارے وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے دوبارہ زندہ کیا اور اب نندی پور پاور پراجیکٹ صوبہ پنجاب اور ملک کی ترقی میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔

جناب سپیکر! میٹرو بس پر تنقید بہت کی گئی لیکن اس کی افادیت یہ ہے کہ لاکھوں مسافر ہر روز اس سے استفادہ کر رہے ہیں۔ ایک ویلفیئر سٹیٹ کا concept یہی ہوتا ہے کہ عوام کو سہولت فراہم کی جائے اور میٹرو بس سروس کے ذریعے عوام کو اچھے اور باوقار سفر کی سہولت فراہم کی گئی ہے۔ خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے لاہور کے بعد راولپنڈی میں میٹرو بس کے منصوبے کا اعلان کیا جس پر کام بھی شروع ہے۔ ملتان میں میٹرو بس کا اعلان ہو چکا ہے اور بہت جلد اس پر کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! بحوالہ بجٹ تقریر راولپنڈی اور ملتان کے بعد میرے شہر فیصل آباد میں بھی انشاءاللہ میٹرو بس چلے گی۔

جناب سپیکر! میں یہاں اپوزیشن کے لئے صرف یہی کہوں گی کہ:

کیسی بے وساہی نے گھیریا اے
ڈراں اپنے میں دربان کولوں
ایہندے وچ وی کتھے نہ بمب ہووے
ڈراں اپنے میں سامان کولوں
بیٹھا بھیڑیا جنگل وچ سوچدا
کیویں بچاں گا میں انسان کولوں
ایناں کسے دے کولوں وی نہیں خطرہ
مسلمان نوں جناں مسلمان کولوں

جناب سپیکر! اب میں اپنی آخری بات کروں گی۔ حکومت پاکستان نے 3G اور 4G کی جو ٹیکنالوجی حاصل کی ہے اس سے نہ صرف پاکستان کو اربوں روپے کا فائدہ ہوا ہے بلکہ آئی ٹی کے میدان میں انقلاب بھی برپا ہوا ہے۔ بس یہاں پر ضرورت اس بات کی ہے کہ اس ٹیکنالوجی کو ہم اپنے بچوں میں اس طرح سے منتقل کریں کہ جس سے مثبت نتائج حاصل ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔اب آپ تشریف رکھیں۔ محمد صدیق خان صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ جناب آصف محمود صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ راجہ راشد حفیظ صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔جی،انجینئر قمرالاسلام راجہ صاحب!

انجینئر قمرالاسلام راجہ :جناب سپیکر! شکریہ۔ بجٹ کی تعریف،جناب طارق گل، باؤ اختر علی اور چودھری علی اصغر منڈاوالی وزیر خزانہ صاحب کی توصیف کے بعد میں وقت کو بچاتے ہوئے آگے بجٹ پر بات کروں گا۔ابھی یہاں پر قائد حزب اختلاف موجود نہیں ہیں انہوں نے آج صبح تعلیم کے حوالہ سے چند باتیں کیں۔سب سے پہلے میں اُن کی تصحیح کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔انہوں نے کہا کہ پچھلے بجٹ میں School Management Committees کا اعلان کیا گیا تھا اور یہ کمیٹیاں کہیں نظر نہیں آتیں تو شاید وہ لابی میں بیٹھ کر میری بات سُن رہے ہوں۔ میں اُن کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ School Management Committees پورے پنجاب میں پوری طرح فعال ہیں۔ سکولز کے جتنے فنڈز ہیں وہ ان کمیٹیوں کے ذریعے سے خرچ کئے جا رہے ہیں۔اگر قائد حزب اختلاف کو کسی سکول میں School Management Committee نظر نہیں آتی تو وہ کسی ایک کی نشاندہی کر دیں اور اگر کوئی انفرادی کیس ہے تو اُس کے متعلق نہیں کہا جا سکتا۔ بغیر تصدیق کے بات کر دینا اور کسی چیز کو دیکھے بھالے بغیر محض تنقید کرنے کی نیت سے بات کر دینا، میں سمجھتا ہوں کہ مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر! آج قائد حزب اختلاف نے دوسری بات یونیورسٹیوں کے حوالہ سے کی کہ لاہور میں تین یونیورسٹیوں کے campuses کھول دیئے گئے اور انہوں نے کچھ الزامات لگائے کہ شاید اس میں کسی کا مالی مفاد تھا تو میں گزارش کروں گا کہ وہ یونیورسٹی ایکٹ کو پڑھ لیتے کیونکہ universities independent ہیں اور اُن کا اپنا syndicate ہوتا ہے۔ بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی اور سرگودھا یونیورسٹی نے جب لاہور میں اپنے campuses کھولے تو حکومت نے فوری طور پر اُس کا نوٹس لیا اور اُس پر ایک کمیٹی بنائی۔اُس کمیٹی نے پوری طرح چھان بین کرنے کے بعد campuses کھولنے کے عمل کو نامناسب قرار دیا اور اُس کے بعد جن یونیورسٹیوں کو چارٹر دیئے گئے تھے اُن پر پابندیاں لگا دی گئیں کہ کوئی بھی یونیورسٹی campus کھولنے سے پہلے Private Public Partnership Act, enforce ہو اور اُس کی روشنی میں تمام یونیورسٹیاں اُس کی پابند ہوں گی۔اُس کمیٹی کی رپورٹ آ چکی ہے اور اُس رپورٹ کی روشنی میں اُس ایکٹ میں ترامیم کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے تیسری بات IT Labs کے حوالہ سے کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ پچھلے بجٹ میں بھی ایک ہزار IT Labs کا اعلان کیا گیا تھا جو نظر نہیں آئیں۔ پچھلے بجٹ میں جن ایک ہزار IT Labs کا اعلان کیا گیا تھا اُن میں 500 IT Labs, Secondary Schools کے لئے اور 500 IT Labs, Elementary Schools کے لئے تھیں چونکہ ابھی پچھلے بجٹ کے مالی سال کا اختتام نہیں ہوا تو IT Labs کی procurement ہو چکی ہے۔ بہت سے سکولوں میں سامان پہنچ چکا ہے اور باقی سکولوں میں بھی پہنچ رہا ہے۔ اسی مالی سال کے اندر ایک ہزار IT Labs تیار ہو جائیں گی اور اس سے پہلے پنجاب کے پانچ ہزار سکولوں کے اندر IT Labs بہت اچھے طریقے سے perform کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے ایک اور بات کی کہ پچھلے بجٹ میں سکولز ایجوکیشن کا بجٹ 6.67 فیصد تھا اور اس موجودہ بجٹ میں بھی 6.67 فیصد ہی ہے۔ انہوں نے pie کی بات کی کہ شاید یہ copy paste کی گئی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ وہ اس بجٹ کے حجم کو بھول گئے کہ پچھلے سال جو 6.67 فیصد تھا وہ 897 ارب کے پچھلے سال کے بجٹ کا تناسب تھا اور اس دفعہ بجٹ چونکہ ایک ہزار ارب روپے سے تجاوز کر گیا ہے اس لئے جو 6.67 فیصد اِس بجٹ کا ہے تو لازمی بات ہے کہ رقم میں اضافہ ہوا ہے جس کو شاید وہ صرف نظر کر گئے تھے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ محترم قائد حزب اختلاف نے طبقاتی نظام تعلیم کا ذکر کیا تھا۔ انہوں نے بیکن ہاؤس سکول کا نام لیا اور دیگر اداروں کے نام لے کر کہا کہ یہ ادارے یہاں کام کر رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ حکومت پنجاب پچھلے پانچ برسوں میں بھی کوشش کرتی رہی ہے اور اب بھی بھرپور کوشش کر رہی ہے جس کے نتیجہ میں ہم نے تمام سکولوں کو انگلش میڈیم کر دیا ہے۔ نظام تعلیم کو یکساں کرنے کے دو طریقے ہوتے ہیں ایک یہ کہ جو ذرا کمتر ہیں انہیں اوپر لایا جائے اور دوسرا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جو اوپر ہیں انہیں نیچے لایا جائے۔ یہ جب بیکن ہاؤس کو خیبر پختونخوا میں دوسرا طریقہ استعمال کر کے ختم کریں گے تو ہم انشاء اللہ معیار تعلیم کو بلند کر کے حکومتی سکولوں کو اس جگہ پر لائیں گے۔

جناب سپیکر! میں ایک اور گزارش کرنا چاہوں گا کہ دانش سکول کے متعلق بات ہوئی اور بار بار ایک ہی معاملہ کو لے کر اس پر تنقید کی جاتی ہے جبکہ صرف 2۔ارب روپے حکومت پنجاب نے ان بچوں کے لئے مختص کئے ہیں۔ ان بچوں میں صرف دو خصوصیات ہوتی ہیں یعنی دانش سکول میں داخلے کے صرف دو معیار ہیں ایک لیاقت اور دوسرا غربت۔ اس کے علاوہ تیسرا کوئی سیاسی وابستگی یا کوئی اور

معیار نہیں ہے۔ 273۔ارب روپے کے بجٹ میں سے صرف 2۔ارب روپیہ ان غریب بچوں کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ میں کسی مخصوص ادارے کے خلاف بات نہیں کر رہا لیکن ہم نے جب ہوش سنبھالا تو سنا کہ فلاں چیف کالج کا پڑھا ہوا ہے اور فلاں ایچی سن کالج کا پڑھا ہوا ہے۔ حکومت پنجاب نے ان غریب اور ہونہار بچوں اور ان کے والدین کے درد کو محسوس کرتے ہوئے ان بچوں کے لئے اس معیار کے ادارے قائم کرنے کے لئے صرف ایک معمولی رقم مختص کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت پنجاب اس کے لئے 20۔ارب روپے بھی مختص کرتی تو یہ اسمبلی دونوں ہاتھ اٹھا کر اس کی منظوری دیتی۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں آخری بات صرف یہ عرض کروں گا کہ ایک طرف ہم پر تنقید کی جاتی ہے تو ان کے پاس گھوڑا بھی حاضر ہے اور میدان بھی حاضر ہے کہ ان کے پاس ایک صوبہ کی حکومت ہے۔ ہم نے جب بچوں کو درسی کتب دیں تو تنقید کی گئی اور مذاق اڑائے گئے۔ اس وقت خیبر پختونخوا کی حکومت نے پنجاب حکومت کو copy کرتے ہوئے اس کی پالیسیوں کی اچھائی کو تسلیم کرتے ہوئے کتب کے لئے بجٹ مختص کیا ہے۔ ہم نے جب انڈوومنٹ سکیم کا اجراء کیا تو اس پر بھی انہوں نے تنقید کی لیکن اس وقت ہمارے 9۔ارب روپے کے مقابلے میں انہوں نے صرف 50 کروڑ روپے وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا انڈوومنٹ سکیم کے لئے بجٹ میں مختص کئے گئے ہیں۔ ہم نے جب پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے حوالے سے ووچر سکیم کی بات کی جس میں پندرہ لاکھ بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس وقت انہوں نے چیف منسٹر ووچر سکیم کے لئے صرف 50 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سردار شہاب الدین خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد عارف عباسی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج کیا ہی اچھا ہوتا کہ جن لوگوں نے یہاں بیٹھ کر حکومت پنجاب پر تنقیدی جائزہ لیا وہ میرے بھائی آج اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھے ہوتے کیونکہ میں سیاست کا ایک طالبعلم ہونے کے ناتے سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کے بنچوں پر ان کا بیٹھنا ہمارے اوپر مثبت تنقید کرنا اور ہمارا بڑی خندہ پیشانی سے ان کی تنقید کے اوپر respond کرنا یہ parliamentary norms ہیں۔ آپ کے حکم کے مطابق جب قائد حزب اختلاف نے debate کے لئے ایوان کو open کیا تو انہوں نے تین باتیں کیں۔ انہوں نے کہا کہ میں تمہیدی طور پر سمجھانے کی بات کر رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ کاش پنجاب کے حکمران بیوروکریسی کے ذریعے بجٹ پیش نہ کرتے اور ممبران کو

on board لیتے۔ میاں محمود الرشید صاحب نے پھر یہ فرمایا کہ چیف منسٹر کو روشن مثال ہونا چاہئے تو آج اگر میں یہ ثابت نہ کر سکا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ روشن مثال ہیں تو پھر مجھے سیاست کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اگر ہم تھوڑا سا پیچھے جائیں جب 2011 میں ڈینگی کی وباء نے پنجاب کے اندر پنجے گاڑے تو سری لنکا سے ٹیم بلوائی گئی اور ایک سال war footing پر چیف منسٹر پنجاب نے اپنی ٹیم کے ساتھ جنگ لڑی اور ایک سال کے قلیل عرصہ میں انہوں نے اس موذی مرض پر قابو پایا اور مجھے وہ وقت بھی یاد ہے، وہ گھڑی بھی یاد ہے اور ڈاکٹر فرنینڈو نے جو جملہ بولا وہ بھی یاد ہے۔ وہ جملہ حکومتی بنچوں کے کسی ممبر نے نہیں بولا وہ مسلم لیگ کے کسی عہدیدار نے نہیں بولا وہ سری لنکا کے ڈاکٹروں کی ٹیم کے سربراہ نے بولا تھا کہ جب میڈیا نے یہ سوال کیا کہ ڈاکٹر صاحب آپ یہ بتائیں کہ آپ کو اس مرض سے لڑنے کے لئے بائیس سال لگے حکومت پنجاب کے پاس ایسا کون سا جادو کا چراغ ہے کہ اس نے صرف ایک سال میں اس مرض پر قابو پا لیا تو ڈاکٹر فرنینڈو نے کہا کہ:

> Gentleman! You asked me very critical question and answer is this unfortunately we have no Shahbaz Sharif.

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ tribute ہے میرے اور آپ کے قائد میاں محمد شہباز شریف کو اور یہاں پر پنجاب کے چودھری جنہوں نے بے وفائی کا جو عندیہ پنجاب کے عوام کو دیا۔۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں اور اپنی بات کریں۔ یہ اچھا نہیں لگتا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں اپنی بات کر رہا ہوں۔ انہوں نے میٹرو بس کو پنجرہ بس کہا۔ پنجاب کے پسے ہوئے طبقوں کی ترجمان بس کو پنجرہ بس کہا اور آج ستوکتلہ سے لے کر مینار پاکستان تک مزدور، کسان اور پسا ہوا طبقہ صرف دس بیس روپے میں اپنا سفر جاری و ساری کر کے اپنی منازل کو طے کر رہا ہے۔ اب تو میٹرو ٹرین بھی آنے والی ہے۔ میاں صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ ہمیں ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا چاہئے تو میں ان کو کہتا ہوں کہ سمجھائیں سونامی خان کو کہ وہ ذمہ داری کا مظاہرہ کرے، سمجھائیں ان لوگوں کو اور مجھے تو اپنے ان بھائیوں پر ترس آتا ہے کہ ان کو lead وہ کر رہا ہے جو شکست خوردہ اور سیاست کی [******]

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ آپ ایسے نہ کریں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ شکست خوردہ سیاستدان اس بات سے نابلد ہیں کہ ترقی کی شاہراہ پر جمہوریت کی گاڑی فراٹے بھر رہی ہے اور ڈرائیونگ سیٹ پر میرے اور آپ کے قائد میاں محمد نواز شریف بیٹھے ہیں ان کے ہاتھ عوام کی نبض پر ہیں۔ میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ آئیں ملک کے معروضی حالات کے مطابق اتنے شاندار بجٹ پر ہمارے ساتھ آ کر debate کریں اور ملک کے ان خاص حالات میں جب دہشتگردی کے عفریت نے ہمیں گھیرا ہوا ہے۔ میاں صاحب کا یہ stand کہ انہوں نے پاک فوج کے ساتھ مل کر دہشت گردوں کے خلاف آپریشن شروع کیا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! شاہراہ ترقی پر گامزن جمہوریت کی گاڑی کو میاں محمد نواز شریف کے ساتھ یہ کہہ کر چلائیں جو کہ نور جہاں نے کہا تھا کہ "مینوں رکھ لے کلینڈر نال، جی کر دا اے چلاں میں تیرے نال لمیاں روٹاں تے" اگر تم نے تاریخ میں اپنا نام رقم کروانا ہے تو میاں محمد نواز شریف کے کلینڈر بن جاؤ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! وقت ختم ہو گیا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ سازشی عناصر کا ٹولہ سسٹم کو derail کرنے جا رہا ہے۔ ان کو پانچ سال خوف کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! بہت شکریہ

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!

وگدے شوہ وچ مار نہ سوٹا
پانی پاٹ کے دو نئیں ہونا
جو توں چاہنا ایں
اوہ نئیں ہونا

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں بس ایک منٹ میں wind up کرتا ہوں۔ ایک سال ہوا جمہوریت کی گاڑی فراٹے بھر رہی ہے اور اس گاڑی کے آگے بیریئر لگانے کے لئے شکست خوردہ عناصر گٹھ جوڑ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! بہت شکریہ

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! ان کو میں یہ دعوت دیتا ہوں کہ قائد پاکستان کے ہمنوا بنیں اور بننے کے بعد جمہوریت کی گاڑی کو چلنے دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان کا یہ خوف ختم کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! بہت شکریہ۔ محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ!

محترمہ حنا پرویز بٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! السلام علیکم۔ سب سے پہلے میں آپ کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ 13۔ جون کو جب بجٹ پیش ہو رہا تھا تو ہماری اپوزیشن جماعتوں نے خصوصاً پی ٹی آئی نے بہت undemocratic behaviour show کیا۔ اس سے پہلے کہ بجٹ پیش ہو، وہ بجٹ کو سنیں اور پڑھیں لیکن انہوں نے شور مچانا شروع کر دیا اور budget speech کو پھاڑ کر پھینک دیا پھر بھی ہمارے وزیر خزانہ نے بہت خوبصورت طریقے سے speech کی۔ ان کو کبھی head phone لگانا پڑا لیکن پھر بھی انہوں نے بڑی اچھی طرح بجٹ کو deliver کیا۔ ایک طرف تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم educated youth کو represent کرتے ہیں۔

Is this the kind of message they are delivering to the youth, the message of non discipline, the message of non tolerance. This is totally undemocratic behaviour.

آپ پہلے گورنمنٹ کو chance دیں کہ وہ اپنا بجٹ پیش کرے۔

Criticism for the sake of criticism is not good. If you want to add positive values to the budget that is well and good but this kind of behaviour is totally not acceptable.

جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گی کہ میاں محمود الرشید نے اپنی تقریر میں کہا کہ میاں محمد شہباز شریف کو انفراسٹرکچر، پُل اور میٹرو بس بنانے کا جنون سوار ہے تو اُن کو بالکل جنون سوار ہے لیکن اُن کو لوگوں کی خدمت کرنے کا جنون سوار تھا، سوار ہے اور رہے گا اسی لئے وہ ہمارے خادم اعلیٰ کہلاتے ہیں۔ پنجاب ایک model province ہے اور ہم لوگ اپنی performance سے یہ چیز ثابت کرتے ہیں۔ ایک اور بات انہوں نے کہی کہ یہ cement factories اور steel factories کا pro budget ہے۔ کیا یہ سیمنٹ فیکٹریاں اور انڈسٹریاں غیر ملکی ہیں؟ یہ پاکستان کی انڈسٹریاں ہیں۔ ہمارا yearly budget one نہیں ہے بلکہ اُس کا چار سالہ goal ہے۔ اس نے اپنا target one percent of GDP رکھا ہے اور یہ بھی target ہے کہ ہم پرائیویٹ investment کو from 8 billion to 17.5 billion increase کریں۔ جب ہمارے پرائم منسٹر نے 1997 میں

تمام motorway project launch کیا تب بھی ان ہی لوگوں نے criticize کیا تھا۔ تمام foreign countries اپنے infrastructure کی وجہ سے ترقی کرتی ہیں۔ اب ایک بات میں یہ بھی کروں گی کہ بارہ ہزار minimum wage پر اتنی تنقید کی گئی تو پھر کیوں سندھ اسمبلی اور خیبر پختونخوا اسمبلی نے بھی بارہ ہزار wage رکھی تو یہاں پر تنقید کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ اگر تنقید کرنی تھی تو پھر وہاں پر minimum wage increase کرتے۔ اس کے علاوہ میں یہ کہوں گی کہ بیس لاکھ youth کی ٹریننگ کی جارہی ہے۔ اب یہ بتائیں کہ باقی جماعتیں خصوصاً پی ٹی آئی کی جماعت کہتی ہے کہ ہماری youth کی بڑی جماعت ہے لیکن انہوں نے کوئی ایک سکیم بھی youth کے لئے نکالی ہو تو بتائیں۔

Punjab is the only Province and our Party PML (N) is actually on ground working for the youth.

ہم چاہتے ہیں کہ ہماری youth political and economic ہو۔ ہم نے ایجوکیشن کے لئے 27 فیصد بجٹ رکھا ہے جبکہ خیبر پختونخوا میں 21 فیصد ہے so education budget is much higher. اسی طرح خصوصی طور پر women empowerment کے لئے ہم نے 30- ارب روپے رکھے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر ہیلتھ کو ہم compare کریں کیونکہ یہ ہیلتھ پر بہت تنقید کر رہے ہیں۔ ہیلتھ پر پنجاب کا سب سے highest بجٹ ہے۔

> 12 percent budget is kept for health as compared to 6 percent budget kept in KPK.

ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ measles کی vaccination کی وجہ سے خیبر پختونخوا میں لوگ مر رہے ہیں۔ اگر جنوبی پنجاب کو دیکھا جائے تو

> 31 percent of the population is in south of Punjab but we have allocated the budget of 36 percent and we have allocated funds for a 500, bed hospital for Muzafargarh and Rs.10 billion mass transit metro bus service for Multan and 100 mega watts Quaid-e-azam solar park for Bahawalpur.

ایک اور چیز یہ کہ چیف منسٹر نے بھی اپنے expenditure کو بجٹ میں 30 percent cut کیا ہے۔ In the last I just want to say کہ یہ کیوں شور مچاتے ہیں؟ یہ اس لئے شور مچاتے ہیں کیونکہ ان کو پتا ہے کہ پانچ سال تک PML(N) سارے project چلاتی رہے گی اور عوام کی ساری مشکلات کا حل کر دے گی تو پھر یہ کیا کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ۔ In the end I would like to say کہ یہ بات میں سو فیصد confidence سے کہتی ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف کا نام history میں ان golden words میں یاد رکھا جائے گا کہ:

> The brave and truthful man who built modern Punjab and I will repeat the brave and truthful man who built modern Punjab.

جناب سپیکر! اب ہمارا ملک حالت جنگ میں ہے اور سب پارٹیوں کو چاہئے کہ وہ ہمارے ساتھ کھڑی ہوں۔ میں میاں محمد نواز شریف کو خطاب پیش کروں گی that he is the iron man جس طرح ہم 27۔ مئی کو یوم تکبیر مناتے ہیں اسی طرح ہم اب یوم امن منائیں گے۔ شکریہ

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں طاہر صاحب مجلس قائمہ برائے اطلاعات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون باب پاکستان فاؤنڈیشن 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اطلاعات کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں

The Bab-e-Pakistan Foundation Bill 2014 (Bill No.15 of 2014)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اطلاعات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔ محترمہ نگہت شیخ صاحبہ!

سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

محترمہ نگہت شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے فخر ہے کہ پنجاب اسمبلی میں جو بجٹ پیش ہوا ہے اور اس پر جو بحث ہو رہی ہے میں اس کا حصہ ہوں۔ ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں جو بجٹ پیش ہوا اور گزشتہ چھ سالوں میں جو بجٹ پیش ہوئے ہیں ان میں سے ایک بجٹ یہ بھی ہے جو پنجاب کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے ایک اہم قدم ہے۔ مجھے فخر ہے کہ میں اس کا ایک حصہ ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کروں گی کہ جس غیر روایتی ماحول میں انہوں نے budget speech کو deliver کیا وہ قابل ستائش ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ بات کروں گی کہ ہمارے اپوزیشن کے ممبران نے یہاں پر جو غیر روایتی انداز اپنائے رکھا ہے اور کل سے آج تک جتنی بھی تقاریر ہوئی ہیں ان میں سے سوائے اس تنقید کے کہ اس کتاب کا رنگ پیلا ہے، سبز سے پیلا ہو گیا یا ہمارے حلقوں میں فنڈز نہیں ملے اس کے علاوہ کوئی تعمیری تنقید نہیں تھی، کوئی تجاویز نہیں تھیں جو عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ہوتیں جس سے اپوزیشن کا جمہوری کردار ثابت ہوتا۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر اپوزیشن ممبران اس کتاب کو اندر سے بھی کھول کر پڑھنے کی زحمت کرتے، اس میں خامیوں کو ڈھونڈنے کی کوشش کرتے اور ان پر تجاویز دے کر وہ اس کو مزید بہتر کرتے لیکن شاید ہی انہوں نے اس کو پڑھا ہو۔ میں اس کو عوام دوست بجٹ اس لئے کہوں گی کہ اپوزیشن ممبران کو اس کے اندر سے شاید کوئی خامی ملی ہی نہیں۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کا آغاز خواتین کے حقوق اور women empowerment سے کروں گی۔ میں یہاں پر خیبر پختونخوا کے حوالے سے بات کروں گی کہ وہاں پر خواتین کے تحفظ حقوقِ نسواں کے لئے just ایک ڈیسک قائم کر دیا گیا اور lady teachers کو ٹرانسپورٹ الاؤنس دیا جا رہا ہے جبکہ پنجاب حکومت جس پر یہ تنقید کرتے ہیں اگر یہاں کی بات کی جائے تو میاں محمد شہباز شریف

پہلے دن سے ملک کی ترقی میں خواتین کو شانہ بشانہ شریک کرنے کے لئے کوشاں ہیں جس کی مثالیں موجود ہیں۔ چاہے پالیسی سازی ہو، روزگار کے مواقع ہوں یا ملک کی ترقی میں تکنیکی صلاحیتوں کا بھرپور طریقے سے استعمال ہو تو ایسی پالیسیاں مرتب کی جا رہی ہیں جن میں خواتین اپنا بھرپور کردار ادا کر سکیں۔ یہاں پر women empowerment کے حوالے سے وزیر خزانہ صاحب کی تھوڑی توجہ چاہوں گی کیونکہ میں ایک اہم issue پر بات کرنا چاہتی ہوں اور میری یہ اہم تجویز ہوگی۔ییلو کیب سکیم میں جو بیس ہزار گاڑیاں دی گئی تھیں ان میں سے صرف 31 خواتین تھیں جو qualify کر سکی تھیں کیونکہ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ زیادہ تر خواتین کو ڈرائیونگ نہیں آتی تھی۔ میری تجویز یہ ہے اور میں یہ بات یقین سے کہہ رہی ہوں کہ سوزوکی موٹر جاپان نے پنجاب گورنمنٹ کو ایک offer کی تھی جس میں انہوں نے international standard کا ایک ڈرائیونگ سکول بنانے کا کہا تھا جس کے تمام اخراجات سوزوکی موٹر جاپان نے اٹھانے ہیں۔ اگر پنجاب حکومت اس opportunity کو avail کرے اور خواتین کے لئے صرف مختص کر دے تو اس سے نہ صرف خواتین ڈرائیونگ سیکھیں گی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس سکول میں خواتین کو آٹو موبائل انڈسٹری کے حوالے سے الیکٹریکل ٹریننگ ملے گی کیونکہ خواتین میں گاڑیوں کے استعمال کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! یہاں پر لوگوں نے تعریفی کلمات اور تنقید برائے تنقید پر دس دس بیس بیس منٹ بات کی ہے لیکن میری تقریر میں سوائے suggestions کے اور کوئی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ منسٹر صاحب کو suggestions دے دیں کیونکہ بہت سے مقررین ہیں اور میرے پاس بڑی لمبی لسٹ ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! آپ مجھے صرف دو منٹ اور دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ بس اب آپ wind up کریں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میں wind up ہی کر رہی ہوں۔ میری اس میں یہ تجویز ہوگی کہ سیالکوٹ انڈسٹری یا گجرات کی پنکھا ساز انڈسٹری میں خواتین جو role play کر رہی ہیں اسی طرح آٹو موبائل انڈسٹری میں بھی خواتین کو skilled کیا جائے۔ اسی کے ساتھ ساتھ خواتین کو ہاسٹل کا بڑا مسئلہ

درپیش ہے۔ جس طرح سکول کے لئے حکومت زمین فراہم کرتی ہے اسی طرح لیڈیز ہاسٹل کے لئے زمین فراہم کی جائے تو ان کو روزگار بھی ملے گا اور بہتر رہائش بھی ملے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میں اپنی تمام speech کو skip کر کے ایک اہم مسئلہ کے لئے آپ سے صرف ایک منٹ چاہوں گی۔ محکمہ تحفظ ماحول کے لئے جو پچاس کروڑ روپے کا فنڈ رکھا گیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب حکومت کے اوپر محکمہ تحفظ ماحول ایک بوجھ ہے یہ بات میں بڑی معذرت کے ساتھ کہوں گی۔ میں لاہور شہر کی خوبصورتی کے حوالے سے نہر کی ایک چھوٹی سی مثال دوں گی کہ پچھلے پانچ سال اس ایوان میں کئی بار میں اور میرے کئی ممبران اس نہر کو آلودگی سے بچانے کے لئے بات کر چکے ہیں لیکن محکمہ تحفظ ماحول نے کچھ نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ اب آپ اپنی تجاویز دے دیں کیونکہ منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! آخر میں صرف ایک منٹ لوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ طحیانون صاحبہ!

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! بڑی اہم بات ہے۔ میں بس wind up کر رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ آپ اپنی تجاویز دے دیں کیونکہ میں بول چکا ہوں۔ محترمہ طحیانون صاحبہ!

محترمہ طحیانون: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! السلام و علیکم۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی یہ عرض کیا تھا جس کا رانا ثناء اللہ خان نے جواب دیا جس کے بعد وہ فوراً اٹھ کر چلے گئے۔ اس وقت لاہور شہر میدانِ جنگ بنا ہوا ہے۔ اب تک آٹھ افراد جاں بحق ہو چکے ہیں اور پورے شہر کے مختلف چوکوں میں پولیس کے ساتھ جھڑپیں جاری ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم روٹین میں یہاں پر تقریریں کرنے کی بجائے اس حساس معاملے پر جیسے میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اس کے اوپر بحث رکھیں یا فوری طور پر ان حالات کو بہتر کرنے کے لئے حکومت کیا کر رہی ہے اس بارے میں بات کریں؟ رانا ثناء اللہ خان نے یہاں پر جو بات کی ہے

اس سے مزید اس بات کو تقویت پہنچی ہے کہ یہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہے اور جس انداز سے انہوں نے بات کی ہے کہ ہم کسی صورت پیچھے نہیں ہٹیں گے یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ اب ٹی وی پر ticker چل رہا ہے کہ وزیر اعلیٰ کے علم میں نہیں ہے اور وزیر اعلیٰ کو اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ رانا ثناء اللہ خان کہہ رہے ہیں کہ ہمیں اعتماد میں نہیں لیا گیا لہذا ہم پولیس افسران کی سرزنش کریں گے اور پولیس والوں کو معطل کریں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے اس کے اوپر اسمبلی کے اندر بات کرنے کی آپ ہمیں اجازت دیں کیونکہ حالات بہت زیادہ خراب ہیں۔ نہ صرف لاہور میں جی ٹی روڈ بند ہے، ملتان روڈ بند ہے اور پورے لاہور کی بڑی شاہراہیں block ہو چکی ہیں بلکہ پورے پنجاب کے اندر جگہ جگہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ باہر نکل کر احتجاج کر رہے ہیں۔ اس پر ہمیں یہاں اسمبلی کے اندر بحث کرنے کی اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب آجاتے ہیں تو ان سے پوچھ کر دیکھ لیتے ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف جو فرما رہے ہیں میں اس پر تھوڑا respond کرنا چاہوں گا۔ دو بجے اسی سلسلے میں ایک انتہائی اہم میٹنگ تھی جس کے لئے لاء منسٹر صاحب اسمبلی سے گئے ہیں۔ اس وقت بھی اسی معاملے کے اوپر میٹنگ چل رہی ہے تو میرے خیال میں وہ اُس میٹنگ سے فارغ ہو کر ہمیں یہاں پر join کریں گے۔ Meanwhile ہم بجٹ اجلاس کے حوالے سے debates کو جاری رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وہ آجاتے ہیں تو ان سے جواب لے لیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! باہر لوگ مر رہے ہیں اور یہاں ہم بجٹ پر بات کر رہے ہیں۔ ہمیں تھوڑا سا اپنے ضمیر کے مطابق چلنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! ان کو آنے تو دیں پھر بات کرتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! لاہور کے شہری مارے جا رہے ہیں۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب کو آنے تو دیں۔اسی سلسلے میں ہم پہلے اُن کی statement تو لے لیں پھر بات کریں گے۔ سید محمد سبطین رضا صاحب مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون ترقیاتی اتھارٹیز کی جانب سے املاک کا انتظام اور منتقلی 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

سید محمد سبطین رضا: جناب سپیکر! میں

The Management and Transfer of Properties by Development Authorities Bill, 2014 (Bill No. 14 of 2014)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

کورم کی نشاندہی

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں کیونکہ کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے اور اجلاس کا وقت بھی ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 18۔جون 2014 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ کل بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔

193

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 18۔ جون 2014

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"سالانہ بجٹ برائے سال 15-2014 پر عام بحث"

195

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا نواں اجلاس

بدھ،18-جون2014

(یوم الاربعاء ،19-شعبان المعظم1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر12بج کر5منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری رمضان قادر چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِo

وَلَقَدۡ كَتَبۡنَا فِى الزَّبُوۡرِ
مِنۡۢ بَعۡدِ الذِّكۡرِ اَنَّ الۡاَرۡضَ يَرِثُهَا عِبَادِىَ الصّٰلِحُوۡنَ ﴿١٠٥﴾ اِنَّ فِىۡ
هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوۡمٍ عٰبِدِيۡنَ ﴿١٠٦﴾ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿١٠٧﴾

سُوۡرَةُ الأنبياء آیات105تا107

اور ہم نے نصیحت کی کتاب (یعنی تورات) کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ میرے نیکو کار بندے ملک کے وارث ہوں گے(105) عبادت کرنے والے لوگوں کے لئے اس میں (اللہ کے حکموں کی) تبلیغ ہے(106) اور (اے محمدؐ) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے(107)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

در نبی پر پڑا رہوں گا، پڑے ہی رہنے سے کام ہو گا
کبھی تو قسمت کھلے گی میری، کبھی تو میرا سلام ہو گا
خلافِ معشوق کچھ ہوا ہے، نہ کوئی عاشق سے کام ہو گا
خدا بھی ہو گا اُدھر ہی اے دِل، جدھر وہ عالی مقام ہو گا
کئے ہی جاؤں گا عرضِ مطلب، ملے گا جب تک نہ دل کا مطلب
نہ شامِ مطلب کی صبح ہو گی، نہ یہ فسانہ تمام ہو گا
جو دل سے ہے مائلِ پیمبر، یہ اُس کی پہچان ہے مقرر
کہ ہر دم اُس بے نوا کے لب پر، درود ہو گا سلام ہو گا
اِسی توقع پہ جی رہا ہوں، یہی تمنا جِلا رہی ہے
نگاہِ لطف و کرم نہ ہو گی تو، مجھ کو جینا حرام ہو گا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

تعزیت

سانحہ ماڈل ٹاؤن لاہور میں شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ کل لاہور میں جو واقعہ ہوا ہے اس میں 10 افراد اب تک شہید ہو چکے ہیں ان کی مغفرت کے لئے ایوان میں دعائے مغفرت کروائی جائے۔

جناب سپیکر: جی، میں بھی یہی کہنے والا تھا، مجھے گورنمنٹ کی طرف سے لاء منسٹر صاحب نے بھی کل یہی request کی تھی اور اب آپ نے بھی حکم دے دیا ہے، ہمیں سب کو مل کر ان کے لئے دعائے مغفرت کرنی چاہئے۔

(اس مرحلہ پر شہداء کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں دو لفظ بول لوں، اس کے بعد آپ جو بات کرنا چاہیں کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: سالانہ بجٹ بابت 15-2014 کی بحث کا آغاز ہو چکا تھا اور آج جو اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہیں گے، ان کے نام تو کافی ہیں، پہلے وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان کو ٹائم دوں گا، اس کے بعد محترمہ طحیانون صاحبہ کا نمبر آئے گا۔ میاں صاحب! آپ فرمائیں!

تحریک منہاج القرآن لاہور کے سیکرٹریٹ پر رات گئے پولیس کی دہشت گردی سے متعدد خواتین وافراد کی ہلاکت

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! کل یہاں ایوان میں ہم نے بات کی اور احتجاج بھی کیا، اس وقت تک حالات اتنے خراب ہو چکے تھے کہ دیکھتے ہی دیکھتے وہاں پر ہلاکتوں کی تعداد تیزی کے ساتھ بڑھنے لگی اور آج صبح تک دس افراد شہید ہو چکے ہیں اور ان میں سے پانچ چھ افراد کی حالت اس وقت بھی انتہائی critical ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ ایک طرف تو ہم دہشت گردی کے واقعات کو condemn کر رہے ہیں، دہشت گردوں کے خاتمہ کے لئے فوج آپریشن کر رہی ہے، پوری قوم اس آپریشن کو کامیاب بنانے کے لئے اور امن کی بحالی کے لئے کوشاں ہے لیکن دوسری طرف پولیس کی وردی میں اس جمہوری دور کے اندر دہشت گردی کا یہ حملہ۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ پاکستان کی 67 سالہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ کسی جمہوری دور میں تو کیا آمریت کے کسی دور میں، ضیاء الحق کے دور میں، پرویز مشرف کے دور میں، ایوب خان کے دور میں بھی ایسا کبھی نہیں ہوا کہ نہتی، باپردہ خواتین کو سامنے سے چھاتی پر اور منہ پر گولیاں ماری جائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر! کیا یہ کسی دشمن ملک کے لوگ تھے، کیا وہاں پر یہ سارا کچھ اچانک ہو گیا ہے؟ رات دو بجے سے آپریشن شروع ہوا جو کل سہ پہر تک چلتا رہا، 18 گھنٹے خون کی ہولی کھیلی گئی، ایک ایک کر کے لوگ گرتے رہے، میڈیا نے اس بارے میں جو کچھ پیش کیا ہے اس کا یہاں پر بیان کرنے سے بلکہ اس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اسی، اسی سال کے سفید ریش بزرگوں کو جس طرح ٹانگوں سے پکڑ کر گھسیٹا گیا، جس طرح انہیں مارا گیا، جس طرح عورتوں کی بے حرمتی کی گئی، جس طرح سے انہیں پیٹا گیا، جس طرح سے انہیں گولیوں سے بھونا گیا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی افسوسناک ہی نہیں بلکہ اس کی ذمہ داری کا بھی تعین کرنا ہو گا۔ یہاں پر کل لاء منسٹر صاحب نے کھڑے ہو کر بات کی کہ وہاں پر اسلحہ کے ڈھیر اکٹھے ہو رہے ہیں، وہاں پر لوگوں سے غیر آئینی طور پر، غیر قانونی طریقے سے ایک حلف لیا جا رہا ہے ایک oath لیا جا رہا ہے اور وہ علاقہ no go area بنا ہوا ہے۔ پانچ سات سال سے اگر وہاں پر barrier لگے ہوئے ہیں، کل میں نے خود وہاں پر جا کر لوکل ایڈمنسٹریشن کی طرف سے وہ لیٹر

بھی دیکھے ہیں جس میں انہوں نے کہا ہے کہ آپ کو یہاں پر دہشت گردی کا خطرہ ہو سکتا ہے اس لئے آپ یہاں barrier لگا لیں۔ وہاں پر ایس پی اور ڈی سی او کے letter موجود ہیں جو ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ اس طرح کا واقعہ ہو جانا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک سوچے سمجھے پلان کے تحت سارا کچھ ہو رہا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا، پولیس کو اتنی جرأت نہیں ہو سکتی کہ وہ اس طرح سے گولیاں چلائے۔ ہم کل ہسپتالوں میں گئے ہیں وہاں پر 60 لوگ ایسے ہیں جنہیں سیدھی گولیاں لگی ہیں۔ آپ خود سوچیں کہ دھکم پیل میں یا اس طرح کے سیاسی بلواؤں میں لاٹھی چارج ہوتا ہے یا آنسو گیس چھوڑی جاتی ہے۔ اگر وزیر قانون کی یہ بات ہم صحیح مان بھی لیں کہ اندر اسلحہ کے بڑے ذخائر تھے تو دس آدمی مارے جاتے ہیں 60 لوگوں پر گولیاں چلتی ہیں، اندر سے اگر اسلحہ کا ذخیرہ ہوتا تو 10 آدمی پولیس والوں کے بھی گرتے۔ یہ ایک مفروضہ کے اوپر محض ایک چھوٹی سی بات کے لئے اس ساری situation کو mishandle کیا گیا، ان دس افراد کا خون کس کے گلے پڑا ہے؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ کہتے ہیں کہ میرے تو علم میں نہیں ہے اگر پنجاب کا وزیر اعلیٰ لاہور میں بیٹھ کر کہے کہ مجھے تو پتا نہیں، ایک ایک بچے کو پتا ہے، پورے ملک میں پتا ہے، پوری دنیا کو پتا ہے کہ لاہور کے اندر کیا ہو رہا ہے اور وزیر اعلیٰ کہہ رہے ہیں کہ یہ بات میرے تو علم میں نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر اسے وزیر اعلیٰ رہنے کا حق نہیں ہے انہیں پہلے استعفیٰ دے دینا چاہئے تھا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "سی ایم استعفیٰ دیں" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر! وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان نے بھی یہ بات کی اور اس کے بعد پھر جو کچھ ہوا۔۔۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! یہ لاشوں پر سیاست نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): آپ آرام سے بیٹھیں، آپ چمچہ گیری بند کریں۔ آپ کو شرم نہیں آتی۔۔۔

جناب سپیکر: جناب وحید گل صاحب! آپ ماحول کیوں خراب کر رہے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): آپ آرام سے نیچے بیٹھ جائیں۔

جناب سپیکر: گل صاحب! آپ ماحول کیوں خراب کر رہے ہیں؟ آپ بیٹھیں۔

Order in the House, order in the House.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! بے غیرتی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں۔

جناب محمد عارف عباسی: ہم بھی تو بیٹھے ہوئے ہیں، ہم کر ہی کیا سکتے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم ایک طرف جمہوریت کا نام لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس بات کی سب کو تکلیف ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): ہم ایک طرف جمہوریت کا نام لیتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ کل لاء منسٹر نے جس اعتماد کے ساتھ اس ساری کارروائی کو own کیا آپ ریکارڈنگ نکلوا کر دیکھ لیجئے انہوں نے کہا کہ وہاں اسلحہ کے ذخائر ہیں، انہوں نے کہا کہ وہ no go area ہے۔ کیا جاتی امرا no go area نہیں ہے؟ وہاں دو کلومیٹر کے اندر چڑی نہیں جا سکتی، کوئی انسان، چرند پرند نہیں جا سکتا۔ کیا ایچ بلاک no go area نہیں ہے؟

جناب سپیکر: ان سے پوچھتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): وہاں پورے ماڈل ٹاؤن کے لوگ زندگی سے بیزار ہوئے ہوئے ہیں۔ بیریئر ہٹانے کے نام پر اس ملک کے سیاسی اور جمہوری چہرے پر چھیاسٹھ سال کے اندر سب سے بدنما دھبا اور داغ لگانے کا credit آج ان جمہوری حکمرانوں کو جاتا ہے۔ یہ جتنا بڑا واقعہ ہو گیا ہے میں نے جیسے پہلے کہا کہ اور طریقوں سے تو دہشت گردی ہوتی ہے لیکن پولیس کی وردی میں جو دہشت گردی ہوئی ہے، پولیس کی موجودگی میں اور پولیس کے کہنے پر وہاں گلو بٹ اور جھلو بٹ جیسے درجنوں غنڈے لاٹھیوں اور ڈنڈوں سے لوگوں کی گاڑیاں توڑتے رہے، گھنٹوں توڑتے رہے، وہاں پر درجنوں دکانیں لوٹ لی گئیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارے علم میں نہیں ہے۔ وہاں پر چھ ڈویژن کی پولیس ہے چھ ایس پی وہاں پر ہیں، ڈی آئی جی آپریشن وہاں پر ہے، سی سی پی او وہاں پر ہے، ڈی سی او وہاں پر ہے، مجسٹریٹ وہاں پر ہے۔ یہ وہاں کس کو فتح کرنے جا رہے تھے؟ ایک بیریئر ہٹانے کے لئے تو اتنی لمبی چوڑی تیاری نہیں ہوتی، بیریئر ہٹانے کے لئے تو بہتر ہوتا کہ آپ ان کی لیڈر شپ کو بلاتے ان سے بات کرتے negotiate کرتے اور کہتے کہ آپ نے یہ یہ چیزیں غیر قانونی طور پر روا رکھی ہوئی ہیں آپ انہیں remove کر دیں لیکن یہ کون سا طریقہ ہے؟ میں طاہر القادری کی جماعت کا ممبر ہوں نہ میں ان کی وکالت کر رہا ہوں بلکہ میں تو ان کے طرز عمل کو condemn کر رہا ہوں اور جمہوریت کے نام پر جو

آمرانہ سوچ ہے ان کا جو طرز حکومت ہے، جمہوری دور کے اندر جمہوریت کے بارے میں ان کے جو روّیے ہیں میں ان کو condemn کر رہا ہوں۔ اگر انہوں نے کہا ہے کہ میں نے 23 کو آنا ہے، میں جلوس نکالنا چاہتا ہوں، میں جلسہ کرنا چاہتا ہوں، طاہر القادری نے جلسہ جلوس تو پہلے بھی کیا تھا وہاں ایک گملا بھی نہیں ٹوٹا اور آپ نے بغیر کچھ ہوئے ان کے دس آدمی مار دیئے، شہید کر دیئے۔ وہ پاکستانی تھے، کسی کا باپ مرا، کسی کا بھائی مرا، کسی کی بیٹی مری، کسی کی ماں مری ان سب کا خون کس کی گردن پر ہے؟ کیا وزیر قانون یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ گولی کس کے حکم پر چلائی گئی؟ جو اطلاعات ہمارے تک آئی ہیں ایک میٹنگ کے اندر وہاں پر پولیس افسران نے یہ کہا کہ اس طرح کا آپریشن شہر کے اندر مناسب نہیں ہے لیکن وہاں پر compel کیا گیا کہ نہیں یہ آپریشن کرنا ہے اور یہ no go area بنا ہوا ہے اسے ختم کرنا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ وحشت و بربریت کی جو داستان کل رقم ہو گئی ہے اس کے بعد ان حکمرانوں سے خیر کی کوئی توقع نہیں ہے۔ یہ لوگوں کو کہتے ہیں لیکن یہ اس جمہوری نظام کا بوریا بستر گول کرنے کا بندوبست خود کر رہے ہیں۔ ان کا ماضی بھی اس بات کا گواہ ہے کہ یہ اس طرح کے غیر جمہوری اور آمرانہ ہتھکنڈوں سے ہمیشہ isolation کا شکار ہوئے، کبھی فوج سے پھڈا، کبھی عدلیہ پر حملہ، کبھی جمہوری اداروں پر حملہ، کبھی سیاسی جماعتوں کے ساتھ پنگا یہ سارا کچھ کرنے کے بعد پھر کبھی عمران خان کو دوش دیتے ہیں، کبھی طاہر القادری کو اور کبھی کسی اور کو۔ ان کے اپنے طرز عمل کی وجہ سے یہ جمہوری نظام سخت خطرات سے دوچار ہے اور ان کو ہوش نہیں آتی یہ اقتدار کے نشے میں بدمست ہو کر اس طرح کی کارروائیاں کر رہے ہیں۔ ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں اور ہم نے اس پر ایک قرارداد بھی جمع کرائی ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے اپنی بات کر لی ہے اب ان کی بات بھی سن لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جی، بات کریں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! جہاں تک کل کے افسوسناک واقعہ کا تعلق ہے۔۔۔

جناب محمد عارف عباسی: کل تو کچھ اور کہہ رہے تھے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: No interruption please. دیکھیں یہ بات اچھی نہیں ہے۔ ان کی بات سنیں، ایسے ٹھیک نہیں ہے، اچھی بات نہیں ہے۔ This is not good. ان کو بات کرنے دیں۔ پلیز ان کو بات کرنے دیں، آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی کو غلط فہمی ہو رہی ہے میں نے جو کل کہا تھا وہ میں آج بھی کہہ رہا ہوں۔ وہ اس بات کا حوصلہ رکھیں میں نے کل بھی یہ کہا تھا کہ کسی بھی علاقے کو no go area نہیں بننے دیا جائے گا۔ وہ بیریئرز جو کسی بھی علاقے میں حفاظتی انتظامات کے حوالے سے بنائے جائیں وہ law enforcing agencies کی دسترس میں ہونے چاہئیں، اگر پرائیویٹ ملیشیا یا پرائیویٹ گارڈ ان بیریئرز کے اوپر دسترس حاصل کریں گے ان کو take on کریں گے تو law enforcing agencies کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان بیریئرز کو، ان رکاوٹوں کو ہٹا دیا جائے اور میں یہ بات categorically کہہ رہا ہوں اور میں نے کل بھی یہ بات کی تھی کہ یہ لوکل ایڈمنسٹریشن اور پولیس ایڈمنسٹریشن کا فیصلہ تھا کہ صرف اور صرف ان رکاوٹوں کو، بیریئرز کو remove کیا جائے۔ یہ کہنا کہ یہ کوئی آپریشن کا فیصلہ تھا یا منہاج سیکرٹریٹ پر کوئی حملہ تھا یا اس قسم کا فیصلہ گورنمنٹ کے کسی level پر ہوا یہ بات قطعی طور پر غلط اور بے بنیاد ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: آٹھ آٹھ گھنٹے کے اجلاس ہوئے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: آپ کے لیڈر نے بات کی تو ان کو کسی نے interrupt کیا؟

جناب محمد عارف عباسی: جی، کیا کہا؟

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف نے بات کی تو کسی نے interrupt کیا؟ اگر کسی نے کیا تو میں نے اسے فوری بھگایا۔ آپ ایسے نہ کریں۔ آپ بیٹھیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب اپنی بات اور اپنی دلیل پر اعتماد نہ ہو تو پھر لوگ اسی طرح سے بے حوصلہ ہوا کرتے ہیں کہ سامنے

سے آنے والی دلیل کو روکا جائے۔ میں واضح طور پر یہ کہتا ہوں کہ ان بیریئرز، رکاوٹوں کو ہٹانے کے علاوہ کسی قسم کے آپریشن یا کسی سیکرٹریٹ یا کسی بلڈنگ کی search کا یا کسی قسم کا کوئی فیصلہ حکومتی، لوکل ایڈمنسٹریشن کے level پر ہوا اور نہ ہی ایسا فیصلہ موجود تھا۔ میں قائد حزب اختلاف کی بات کو appreciate کرتا ہوں انہوں نے کہا کہ یہ اتنا افسوسناک واقعہ کیوں کر وہاں پر ہوا۔ ذرا اس پہلو کو بھی دیکھ لیا جائے کہ سڑک پر قائم ایک بیریئر یا رکاوٹ کو اگر ٹی ایم اے یا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی ٹیم جاکر گراتی ہے تو کیا وہاں پر فوری طور پر وہ کون سے عوامل ہوئے جن کی وجہ سے پولیس اور منہاج ٹرسٹ کے کارکنوں کا تصادم ہوا۔ کیا پولیس نے بغیر کسی مزاحمت کے وہاں پر جاکر براہ راست گولیاں برسانی شروع کر دیں اور پولیس حملہ آور ہو گئی یا وہاں پر تین سے چار گھنٹے تک پتھر بازی اور resistant ہوتی رہی اور اس کے بعد یہ واقعہ پیش آیا؟۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس کے بعد گولیاں مار دو۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ واقعہ 11.45 پر ہوا اس پورے واقعہ کی لمحہ بالمحہ رپورٹ میرے پاس ہے۔ 11.45 پر ایک مؤقف ہے کہ دونوں طرف سے فائرنگ ہوئی، ایک مؤقف ہے کہ ایک طرف سے فائرنگ ہوئی، ایک مؤقف ہے کہ دوسری طرف سے فائرنگ ہوئی اور آدمی hit ہوئے، ایک طرف کا مؤقف ہے کہ دوسری طرف کی فائرنگ سے آدمی hit ہوئے بہر حال ان تمام چیزوں کو دیکھنے کے لئے ایک جوڈیشل کمیشن بنایا گیا ہے۔ یہ کون کہہ سکتا ہے کہ پاکستان میں جوڈیشری آزاد نہیں ہے ایک independent Judicial Commission قائم کیا گیا ہے۔ یہ کمیشن ان تمام عوامل کی نشاندہی کرے گا جن کی وجہ سے یہ افسوسناک واقعہ پیش آیا اور جو لوگ ذمہ دار پائے گئے ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ اگر کسی نے میڈیا پر بیٹھ کر لوگوں کو اشتعال دلایا تو وہ بھی ذمہ دار ہے اور اگر کسی نے موقع پر بلا اشتعال طاقت کا استعمال کیا تو وہ بھی ذمہ دار ہے۔ کمیشن جن لوگوں کی ذمہ داری کا تعین کرے گا ان کے خلاف بالکل قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ میں یہ بات کہہ دوں کہ جن لوگوں کو اس وقت جمہوریت کی ہمدردی کے مروڑ اُٹھ رہے ہیں وہ ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر یہ بھی دیکھ لیں کہ اس ملک کی پینسٹھ سالہ تاریخ میں آئین کی بحالی، آئین کی عملداری اور جمہوریت کی بحالی کے لئے جو جدوجہد ہوئی ہے اس میں ان کا کیا کردار ہے؟ اس جدوجہد میں لوگوں نے جیلوں سے لے کر ٹارچر سیلوں تک اور پھانسیوں سے لے کر جلاوطنی تک کے مصائب جھیلے ہیں۔ یہ لوگ ذرا اپنے گریبان

میں جھانک لیں کہ یہ اُس وقت آمروں کی گود میں بیٹھے تھے یا کسی جمہوری جدوجہد میں شریک تھے؟(قطع کلامیاں)

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!یہ تو بھاگ گئے تھے۔یہ تو بھگوڑے ہو گئے تھے۔

جناب سپیکر:میاں صاحب!تشریف رکھیں۔Order please. Order in the House

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون وپارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!ان کو میرے الفاظ بڑے بھاری پڑیں گے لیکن میں یہ بات واضح کردوں کہ یہ سیاسی بے روزگار اور سیاسی آوارہ گرد جو خواب دیکھ رہے ہیں یہ کبھی پورے نہیں ہوں گے۔اس ملک میں جمہوریت رہے گی،اس ملک میں آئین رہے گااوراس قسم کے لوگوں کے عزائم کبھی بھی پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!مجھے بھی اس حوالے سے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:قائد حزب اختلاف بات کر چکے ہیں اور وزیر قانون نے بھی اس کا جواب دے دیا ہے۔میرے بھائی!اب آپ مہربانی فرمائیں اور بجٹ پر بحث شروع کرنے دیں۔

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!مجھے بھی اپنی پارٹی کا مؤقف پیش کرنے دیں۔میری بات سُنیں۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!بجٹ پر بحث اتنی ضروری نہیں بلکہ اس واقعہ پر بات کرنا ضروری ہے۔اس وقت امن وامان کی صورتحال پر بات کرنا انتہائی ضروری ہے۔اگر آپ ہمیں بات نہیں کرنے دیں گے تو پھر یہ ایوان نہیں چلے گا۔

جناب سپیکر:ایسی تڑیاں آپ مجھے نہ لگائیں۔آپ کی مہربانی ہے کہ آپ مجھے تڑیاں نہ لگائیں۔میں تو قواعد وضوابط کے مطابق چلوں گا۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے
اور ایک ساتھ بولنا شروع کر دیا)

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!کل کے واقعہ میں انسان مرے ہیں اور آپ ہمیں اس پر بات کرنے کا موقع نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف کو بات کرنے کا موقع دیا گیا ہے۔ وہ آپ کے قائد ہیں اور تفصیل سے بات کر چکے ہیں۔ آپ کا یہ روّیہ ٹھیک نہیں ہے۔ آپ سب حضرات تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"غنڈہ گردی نہیں چلے گی، لاٹھی گولی کی سرکار نہیں چلے گی" کی نعرے بازی)

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ واقعہ تو کل ہوا ہے لیکن اس سے پہلے بھی حزب اختلاف کا روّیہ مناسب نہیں رہا۔ یہ سازشی، آمر مشرف کے پیروکار، اور محلاتی سازشیں کرنے والے کرائے کے لوگ ہیں۔ یہ لوگ اس ملک اور پاکستانی قوم کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔ کل کے واقعے پر ہمیں بھی افسوس ہے لیکن ہم کسی شخص کو ان لاشوں کے اُوپر کوئی جھوٹی سیاست چمکانے نہیں دیں گے۔ ہم انشاءاللہ تعالیٰ ان سازشی لوگوں کو شکست فاش دیں گے۔ جب ڈکٹیٹر مشرف نے جمہوریت پر ڈاکا ڈالا تھا تو ان لوگوں نے دھمال ڈالی تھی۔ یہ مشرف کے پیروکار ہیں، یہ بہت جھوٹے لوگ ہیں اور ان کا ماضی داغدار ہے۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"بے گناہوں کے قاتلو شرم کرو" کی نعرے بازی)

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! یہ دوسروں کی لاشوں پر اپنی سیاسی دکانداری چمکا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: حضرت صاحب! تشریف رکھیں۔ Order please. Order in the House. آپ مہربانی کر کے سب بیٹھ جائیں۔ دیکھیں، میں سردار شہاب الدین خان کو floor دے رہا ہوں۔ ان کی بات سُننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ دو چار منٹ کے لئے بات کریں گے۔ جی، سردار شہاب الدین خان صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر یہ بات کریں گے تو پھر انہیں بھی ہماری بات سُننا پڑے گی۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ ان کو بات کرنے دیں۔ بھئی! سُننے کی قوت رکھیں۔ آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ میں نے floor ادھر دیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! تمام پارلیمانی پارٹیوں کے leaders کو بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ ضروری نہیں ہے۔ میں سردار شہاب الدین خان کو آپ کے کہنے پر floor دے رہا ہوں۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! ہم کسی کو لاشوں پر سیاست نہیں کرنے دیں گے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ میں بات سُننے اور برداشت کی قوت ہونی چاہئے۔ حضرت صاحب! آپ اپنی سیٹ پر جائیں۔ Order please. Order in the House. جی، سردار شہاب الدین خان صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں حکومتی بنچوں کے معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ خدارا کچھ خیال کریں۔ کل جو سانحہ ماڈل ٹاؤن منہاج سیکرٹریٹ میں وقوع پذیر ہوا ہے حکومت کو چاہئے کہ اس کو منطقی انجام تک پہنچائے۔ حزب اقتدار کے معزز ممبران میں بات سُننے کا حوصلہ ہی نہیں ہے۔ پرسوں رات سوا گیارہ بجے سے لے کر کل دوپہر تک جو ظلم ہوا ہے اس حوالے سے وزیر قانون نے آج بات کرتے ہوئے اپنی کل کی گفتگو کو second کیا ہے کہ ہم no go areas نہیں بننے دیں گے۔ انہوں نے ابھی کہا ہے کہ اس آپریشن کا فیصلہ لوکل ایڈمنسٹریشن کا تھا تو کل وزیر قانون صاحب نے اس آپریشن کو own بھی کیا کہ یہ ہمارے علم میں تھا، ہم نے یہ کچھ کرنا تھا اور آج اپنی ہی بات کی نفی کرتے ہوئے انہوں نے کہا ہے کہ اس آپریشن کا فیصلہ لوکل ایڈمنسٹریشن کا تھا۔ اگر یہ لوکل ایڈمنسٹریشن کا فیصلہ ہے تو کیا لوکل ایڈمنسٹریشن کو حکومتیں اسی طرح اجازت دیتی ہیں کہ وہ سیدھی گولیاں برسائیں؟ وزیر قانون صاحب کی رات کی گفتگو کہ اُن کے اُوپر پتھراؤ ہوا اور لاٹھیاں برسیں۔ وزیر قانون کی کل کی تقریر تھی کہ وہاں بہت اسلحہ تھا اور آج یہاں پر بات کر رہے ہیں کہ دو رائے آئی ہیں کہ اسلحہ تھا یا نہیں تھا۔ کل کے واقعہ سے یہ چیز ثابت ہو گئی ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت، جس کو پاکستان پیپلز پارٹی نے support کیا، اس کے ساتھ رہے اور کل بھی قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف جناب خورشید احمد شاہ نے کہا کہ حکومت خود جمہوریت کی بساط لپیٹنا چاہ رہی ہے۔ ہم ہر وقت ان کے ساتھ ہیں لیکن خدا کے لئے ان کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی تحریک منہاج القرآن، عوامی تحریک کے شہداء اور اُن کے کارکنان کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کرتی ہے اور کل کے واقعہ کو condemn کرتی ہے۔ میں آخر میں پھر یہ بات ضرور کروں گا کہ رانا ثناء اللہ خان صاحب ہمارے لئے محترم ہیں لیکن اُن کی کل کی تقریر اور آج کی تقریر ایسی نہیں ہونی چاہئے کیونکہ وہ senior

parliamentarian ہیں لہذا یہاں پر بڑھکیں مارنے کی بجائے معاملہ کو حل کرنے کی کوشش کریں۔ بہت شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس واقعہ پر مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کون سی پارلیمانی پارٹی کے لیڈر ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ واقعہ لاہور شہر کے اندر ہوا ہے اور میں اسی شہر کا نمائندہ ہوں تو اس واقعہ پر بات کرنا میرا استحقاق ہے۔

جناب سپیکر: اچھا، استحقاق کی بات ہے لیکن ابھی میں نے استحقاق کے لئے کسی کو پکارا نہیں تھا۔ کیا کر رہے ہیں آپ؟ (قطع کلامیاں)

Order please اُن کو بات کرنے دیں۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ کل کا واقعہ انتہائی افسوسناک ہے جس کی وجہ سے پورا لاہور، پورا پنجاب اور پورا پاکستان بہت افسردہ ہے۔ وہاں پر کل پولیس گردی کرتے ہوئے نہتے، معصوم اور بے گناہ نمازی شہریوں کا قتل عام کیا گیا۔ حزب اختلاف کے دوستوں نے منہاج القرآن ٹرسٹ کا visit کیا، جن میں میاں محمود الرشید صاحب، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب، سردار شہاب الدین خان صاحب اور میں بھی تھا تو انہوں نے ہمیں ایڈمنسٹریشن کی طرف سے جاری کردہ ایک letter دکھایا جس میں انہیں کہا گیا تھا کہ آپ تمام راستے بند کر کے اپنی سکیورٹی کا بندوبست کریں اور یہاں پر ہر آنے اور جانے والے کو پولیس چیک کرے گی۔ اُس letter کے تحت وہاں کے متعلقہ ایس پی آئے اور سارے معاملات طے ہو گئے تھے۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please. Order, order

مجھے اُن کی بات سُننے دیں۔ آپ کو کیا ہو گیا ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جب گندم کا ایک پودا لگایا جاتا ہے تو کسان کبھی توقع نہیں کر سکتا کہ مجھے وہاں سے چاول میسر ہو گا۔ 1984 کے اندر آمر نے ایک پودا لگایا تھا تو وہ پودا 2014 کے اندر آج وہی کام کرے گا جو وہ آمر اپنے طور پر کیا کرتا تھا۔ انہوں نے بھی اُس آمر کی یاد تازہ کی ہے۔ جالب کی نظمیں پڑھنے والے نے کل [******] (قطع کلامیاں)

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 208 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔آپ تشریف رکھیں۔ان الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بننے دیا جائے۔میاں صاحب!آپ بھی تشریف رکھیں۔بہت مہربانی آپ کی۔جی، محترمہ طاہیا نون صاحبہ!

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث

(جاری۔۔۔)

MRS TAHIA NOON: Bismillah ir-Rahman ir-Rahim. Mr Speaker! Assalam-o-Alaikum! Currently the Punjab has a population of 62 percent that is below the age of 35. A further 17 percent are those between the ages of 35 to 50 and a further 17 percent are those that are above the age of 50. What this means in actual terms is that currently residing within this one province of the Punjab alone are around 35 million people between the ages of 15 to 29. Our youth population is a large potential asset with a large scope and scale of great success. Unfortunately, if we don't take ownership of our youth and provide them economic, academic, cultural and recreational facilities and take ownership of them within our society our youth will turn to negative influences such as radicalization. We are very fortunate that our Prime Minister, Mian Nawaz Sharif and our Chief Minister, Mian Shahbaz Sharif recognized the latent potential that lies within our youth. They have provided opportunities for our youth to take ownership of their land, heritage and nation. The past budget and this current proposed 2014-15 Budget reflect exactly this. The Skill Development Programme is set to cater to over 2 million youth over the next 4 years. This is an integral programme and without the private sector would not be possible.

Mr Speaker! Not only does this develop skills but it also develops great employment opportunities. Apart from catering to our youth to skill development, this budget caters to their higher educational needs.

Mr Speaker! Three new universities are to be established in Sahiwal, Rahim Yar Khan and Okara and this is amongst other colleges. A total of 14 billon rupees are to go to higher education. A sum of half a billion rupees has been set aside for Knowledge City. This comprises of 705 acres of prime Lahore Real Estates.

Mr. Speaker! Universities, institutions and other colleges from abroad are being invited to establish themselves here in the Punjab. A budget of Rs.1.96 billion has been allocated for Sports and Youth Affairs.

Mr Speaker! Sports, is an integral component of any nation, society, individual's health and wealth, mental outlook and success. With this in mind and a view to develop our youth the Chief Minister has given priority to develop various schemes within the Punjab. There are currently 85 on-going schemes that will be completed hopefully within this year or by December 2015. May I add here another new initiative that is going to take place is that all schemes must be completed within a period of two year within the Punjab and that any Project Director is to remain with the Project until such time as that project is finalized. Apart from this, Mr. Speaker, there are 120 new schemes that the Chief Minister has developed. These new schemes are all sports and youth related. May I add that at present worldstadium.com recognizes 61 of Pakistan's institutions as world standard and Pakistan only has 188. The worldstadiumdatabase.com recognizes none as zero. None of ours are of world standard but all 85 and all 120 are to be built to international standards.

Mr Speaker! This will set Punjab apart from all other provinces and will be a measure by which they may emulate themselves. Mr. Speaker, an additional sum of Rs. One billion has been put aside to create a Sports Endowment Fund. This is to help our current and future veterans of sports and this is to be managed and maintained through the Punjab Education Endowment Fund.

Mr. Speaker! So a total of 2.96 billion has actually been allocated towards our youth. In addition to this, a local administration has been asked to allocate 4 percent of their budget towards youth and sports.

جناب سپیکر: آرڈر پلیز! ان کی بات سنیں۔ جی، محترمہ! آپ جاری رکھیں۔

MRS TAHIA NOON: I would like to point out many cultural and heritage opportunities that have been established for our youth. The Tourism Department has a budget of Rs.999 million out of which rupees 750 million is being used to establish a Resort at Fort Munro thus creating more jobs, employment and recreational opportunities. Tourism, Archeology and Youth Affairs have established many new initiatives which this budget will help them to continue. The Youth Call Centre caters to over 300 phone calls a day guiding and counseling our youth in careers in their future prospects. This budget will allow them to continue this further. Thank you Mr. Speaker!

MR SPEAKER: Thank you

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: No point of order آپ کی بہت مہربانی۔ جناب علی سلمان صاحب۔۔ جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب!۔۔۔ خواجہ محمد نظام المحمود صاحب!۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! آپ ہماری بات نہیں سنتے۔

جناب سپیکر: میں کیسے نہیں سنتا میں تو دونوں کانوں سے آپ کی باتیں سن رہا ہوں۔ مجھے بڑا افسوس ہے۔ میں اس پر افسوس ہی کر سکتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم وزیر قانون صاحب کے جواب سے مطمئن نہیں ہیں اس لئے ہم ایوان سے بائیکاٹ کر رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف بائیکاٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب سپیکر: میرے خیال میں آ جائیں تو بہتر ہے۔ آپ یہاں آ جائیں اور اپنے حلقوں کی نمائندگی کریں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج دعائے مغفرت کے بعد قائد حزب اختلاف نے کل کے واقعہ پر اظہار خیال کیا اور ان کے بعد میں نے اپنا بیان دیا پھر سردار شہاب الدین نے بات کی، ان کے بعد میاں محمد اسلم اقبال نے بات کی اور ان کے بعد محترمہ نے اپنی پوری تقریر مکمل کی۔ قائد حزب اختلاف کو کافی دیر بعد یہ خیال آیا یا میرے خیال میں باہر سے کوئی چٹ آئی اور انہوں نے کہا کہ ہم لاء منسٹر کے بیان سے مطمئن نہیں ہیں یعنی انہیں اطمینان نہیں ہے کہ پتا لگتے لگتے کوئی بیس منٹ یا آدھ گھنٹہ لگا ہے۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ آپ یہاں سے دو یا تین معزز ممبران کو بھیجیں کہ وہ قائد حزب اختلاف اور ممبران حزب اختلاف کو دوبارہ اطمینان دلائیں اور ان کو ایوان میں واپس لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: جی، سفید بالوں والوں کو بھیجتے ہیں۔ چودھری شفیق صاحب، جناب خلیل طاہر سندھو، ملک ندیم کامران اور میاں محمد رفیق قائد حزب اختلاف اور ممبران حزب اختلاف کو منا کر لائیں۔ دیکھیں! اب جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ کے بعد ہی کچھ ہو سکے گا۔ اس سے پہلے کوئی بات کرنی میرے خیال میں مناسب نہیں لگتی۔ جناب احمد خان بلوچ صاحب! آپ بجٹ پر اپنی بات کریں۔

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں ایک غریب دوست، عوام دوست، کاشتکار دوست، صنعتکار دوست اور سرمایہ دار دوست بجٹ پیش کرنے پر وزیراعلیٰ صاحب اور ان کی تمام ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوں کہ 10 کھرب کا یہ ایک تاریخی بجٹ ہے جو کہ پنجاب کی تاریخ میں پہلے کبھی پیش نہیں ہوا۔ میں وزیراعلیٰ صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے عوام کی مشکلات کو حل کرنے کے لئے بہت بڑا تاریخی بجٹ پیش کیا ہے۔ جن مسائل کو سب سے زیادہ ترجیحات دی گئی ہیں ان میں سب سے پہلے بجلی کی پیداوار کو بڑھانا اور لوڈشیڈنگ کو کم کرنا ہے۔ جب سے وزیراعلیٰ اور وزیراعظم نے حلف اٹھایا ہے کوئی بھی دن یا رات ایسی نہیں ہے۔ جس میں وزیراعلیٰ اور وزیراعظم نے بجلی کی پیداوار کو بڑھانے اور لوڈشیڈنگ کو کم کرنے کے لئے۔۔۔

(اس مرحلہ پر قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید) ایوان میں تشریف لائے)

MR SPEAKER: Mian sahib! Welcome back and thank you very much.

سانحہ ماڈل ٹاؤن پر بحث

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب! آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ ملک صاحب کو پہلے بات کر لینے دیں۔

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ہم آپ کے حکم کے مطابق باہر گئے تھے اور قائد حزب اختلاف اور باقی ممبران سے بھی بات چیت ہوئی۔ اس سے پہلے کہ باقی دوست بھی ایوان میں تشریف لاتے، قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ میں ایوان میں جا کر کچھ بات کرنا چاہتا ہوں تو وہ تشریف لے آئے ہیں ان کی بات سن لیں تاکہ معاملہ آگے بڑھ سکے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومتی بنچوں کی طرف سے جس طرح کے جذبات کا اظہار کیا گیا وہ زبانی اظہار افسوس تو ہوا لیکن اس سے ایسا لگا کہ جیسے اس کو celebrate کیا جا رہا ہے۔ میں انتہائی دکھ اور انتہائی قرب کے ساتھ یہ بات کہہ رہا ہوں کہ جس انداز سے یہاں بعض ممبران نے اٹھ کر باتیں کیں کہ لاشوں پر سیاست نہیں کرنے دیں گے، یہ نہیں کرنے دیں گے اور وہ نہیں کرنے دیں گے۔ خدا کے بندو! آپ بھی اسی جمہوری دور کی وجہ سے یہاں پر موجود ہیں۔ اگر اس طرح کے واقعات کو ہم condemn نہیں کرتے، اس طرح کے واقعات کے ذمہ داران کو کیفر کردار تک نہیں پہنچاتے، اس ایوان کے اندر بھی ہم سنجیدگی سے بات نہیں کر سکتے، ذمہ داری کا

تعین نہیں کر سکتے اور اس طرح کے واقعات کے repercussions اور اس کے after effects کیا ہوں گے اس پر بھی بات نہیں کر سکتے تو ہمارا کیا فائدہ ہے؟ آپ ایک اندھی تقلید اور جوش میں جس طرح کے مظاہرے یہاں کر رہے ہیں ہمارا ضمیر اس بات کو گوارا نہیں کر رہا۔ یہ واقعہ اتنا important ہے کیونکہ لاہور شہر کی تاریخ خون میں نہا گئی ہے۔ اس واقعہ کے بعد یہاں سب سے پہلے چیف منسٹر پنجاب کو آنا اور own کرنا چاہئے تھا کہ میں اس کی investigation کرواتا ہوں اور ذمہ داروں کو کیفر کردار تک پہنچاؤں گا۔ وزیر اعلیٰ تو نہیں آئے مگر وزیر قانون نے جو بات کی انہوں نے اپنی کل والی بات کی طرح اسی تحکمانہ انداز کے ساتھ insist کیا کہ ہم no go area نہیں بننے دیں گے اور یہ لوکل ایڈمنسٹریشن کی ساری کارروائی ہے۔ حکمرانوں، وزیروں اور سفیروں کو بالکل بھی احساسِ زیاں نہیں ہے۔ اگر یہی حالات رہے تو پتا نہیں کب تک اسمبلیاں چلتی ہیں لہذا ان کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ پورے ملک اور پنجاب کے حالات اتنے worst ہو چکے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو روّیہ آج حکومتی بنچوں، وزراء اور وزیر قانون کا ہے وہ انتہائی افسوسناک ہے۔ ہم اپوزیشن کی تمام جماعتوں نے باہر لابی میں بیٹھ کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم بطور احتجاج آج سوگ منائیں گے اور بجٹ کی کسی بھی کارروائی میں حصہ نہیں لیں گے۔ ہم بطور احتجاج بطور سوگ کہ حکومتی بنچوں نے اس واقعہ کے بعد جس انداز سے ان شہداء کا تمسخر اڑایا ہے اور اس تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے وہ انتہائی افسوسناک ہے۔ بجائے اس کے کہ ان ذمہ داران کو پھانسی پر لٹکانے کی بات کرتے، ان ذمہ داروں کو کیفر کردار تک پہنچانے کی بات کرتے، وزیر اعلیٰ خود یہاں آ کر اس بات کا اعلان کرتے اور ایوان کو اعتماد میں لیتے کیونکہ وہ اس 10 کروڑ کے صوبے کی جان و مال کے آئین کے مطابق محافظ بنے ہوئے ہیں۔ کس نے ان کو حکم دیا کہ وہاں پر لوگوں اور عورتوں کو گولیوں سے بھون دیں۔ ساٹھ افراد آج بھی زندگی اور موت کی کشمکش میں ہسپتال میں پڑے ہیں اور ہمیں بجٹ تقریر کی پڑی ہوئی ہے۔ ہمیں یہاں "شہباز شریف اور نواز شریف زندہ باد" نعروں کی پڑی ہوئی ہے۔ ہمیں ڈوب مرنا چاہئے، ہمیں شرم کرنی چاہئے اور ایسے موقع پر یہ بات ہمیں نہیں کرنی چاہئے لہذا میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید) ایوان
سے واک آؤٹ کر گئے)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے انتہائی افسوس سے اس بات کی نشاندہی کرنی پڑ رہی ہے کہ محترم قائد حزب اختلاف فرما رہے تھے کہ

مجھے اس بات کا بڑا دکھ ہوا ہے کہ ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ آپ لاشوں پر سیاست نہ کریں۔ آپ دیکھیں یہ سوگ والی بات اب ان کو گیلری میں جاکر سمجھ آئی ہے کہ ہم بائیکاٹ کر کے آ گئے ہیں اور ہم نے سوگ کا ذکر ہی نہیں کیا لہذا اب وہ بائیکاٹ ختم کر کے صرف یہ بتانے آئے تھے کہ ہم نے جو بائیکاٹ کیا ہے اس میں سوگ کو بھی شامل کر لیں یعنی ان کے اپنے روّیے اور اپنے سوگ کی یہ صورتحال ہے کہ انہیں رہ رہ کے یاد آ رہا ہے کہ ہم statement سے satisfied نہیں ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب ایوان میں آکر بیان دیں اور ہم اس پر سوگ منانا چاہتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کل پوری قوم کے سامنے میڈیا پر آکر اس واقعہ کی مذمت کی، اس پر اظہار افسوس کیا اور خود کو انہوں نے پوری قوم اور پورے صوبہ پنجاب کے سامنے جوابدہ ٹھہرایا۔ انہوں نے اس واقعہ کی ایک independent Judicial Commission سے انکوائری کے orders کئے ہیں اور ساتھ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس independent Commission کی fact finding کی روشنی میں اگر کوئی بات میری طرف بھی آئی تو میں فوراً استعفیٰ دے کر عوام کی عدالت میں پیش ہو جاؤں گا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا اپنے آپ کو احتساب کے لئے پیش کیا جا سکتا ہے؟

(اس موقع پر سردار شہاب الدین خان ایوان میں تشریف لائے)

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں کچھ بات کروں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر یہ واک آؤٹ کو واپس لینے کا اعلان کریں تو پھر بات کریں لیکن وہ دوبارہ میرا خیال ہے کہ باہر کوئی instruction لینے چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے اپوزیشن کو منانے کے لئے جو ٹیم بھیجی تھی وہ آ گئی ہے۔ جی، منسٹر صاحب! کیا خبر لے کر آئے ہیں؟ آپ خبر سے آگاہ فرمائیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ہم نے پوری کوشش کی ہے اور اُن کو ہر طریقے سے سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ آپ کا جمہوری حق ہے آپ بالکل speech بھی کریں اور احتجاج کا بھی حق بنتا ہے لیکن ہمیشہ یہ واک آؤٹ ہوتا بھی رہتا ہے اور دوبارہ پھر واک آؤٹ کے بعد ایوان میں بھی آ جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان کی سمجھ میں کوئی بات نہیں آتی اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سیشن میں حصہ نہیں لینا۔

جناب سپیکر: چلیں، ہم نے تو اپنا فرض پورا کیا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! بس ٹھیک ہے۔ اب پتا چل گیا ہے اور آپ ان کے ساتھی تھے جو آپ کو lead کر رہے تھے۔ بلوچ صاحب! میں آپ سے مخاطب ہوں لہذا آپ اپنی بات کریں۔ ان کو پانچ منٹ مزید دیتے ہیں کیونکہ دو منٹ تو ان کے ضائع ہوئے ہیں۔

سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث

(---جاری)

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مہربانی کر کے اس ٹائم کو میرے ٹائم میں شامل نہ کیجئے گا۔ جو وقوعہ ہوا ہے اس میں وزیر اعلیٰ صاحب کا یہ اعلان کر دینا کہ ہائی کورٹ کے جج سے انکوائری کروائی جائے گی۔ ہائی کورٹ کے جج یا سپریم کورٹ کے جج سے انکوائری کرائیں تو اس سے بڑی انکوائری کوئی نہیں ہو سکتی۔ کیا ہمیں عدلیہ پر بھی اعتماد نہیں ہے؟ ایک طرف وہ کہتے ہیں کہ عدلیہ سب کچھ کرے اور الیکشن بھی وہی کروائے تو دوسری طرف عدلیہ کی انکوائری پر اعتماد نہیں ہے۔ اگر انہوں نے انتظامیہ کے چیف سیکرٹری، ایڈیشنل چیف سیکرٹری یا آئی جی کو مقرر کر دیا ہے تو بے شک یہ کہیں کہ یہ غلط ہے لیکن افسوس ہے کہ ان کو عدلیہ پر ہی اعتماد نہیں ہے۔ اتنی بڑی انکوائری میں اگر رانا ثناء اللہ صاحب مجرم بنیں گے حتیٰ کہ ایسا کوئی نہیں کہتا جیسے وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا ہے کہ اگر میں بھی مجرم بنا اور میرا گناہ ثابت ہو جائے تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔ ہائی کورٹ کا جج آ گیا ہے جو انکوائری کرے گا اور جو بھی گنہگار ہو گا انکوائری میں ثابت ہو جائے گا۔ یہ خواہ مخواہ اتنا بڑا شور شرابا کر کے اپنے نمبر بنانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: اُن کو کرنے دیں جو وہ کرتے ہیں لیکن آپ اپنا کام کریں جو آپ نے کرنا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری اس میں گزارش یہ تھی کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے energy اور لوڈ شیڈنگ ختم کرنے کے لئے جو وعدے کئے تھے انہوں نے حلف اٹھاتے ہی اس طرف قدم اٹھایا اور دن رات meetings کر کے اپنے وعدوں کو پورا کرنے کے لئے کوشش کی۔ ایک سال میں بجلی کی پیداوار اور لوڈ شیڈنگ کو کم کرانے کے لئے انہیں منصوبے شروع کرا دیئے مگر افسوس یہ ہے کہ اپوزیشن والے کہتے ہیں کہ انہوں نے لوڈ شیڈنگ اور بجلی کی پیداوار کا کیا کیا ہے؟ وہ شور اس لئے مچاتے ہیں کہ یہ

لوڈشیڈنگ بھی ختم ہو جائے گی، بجلی کی پیداوار بھی پوری ہو جائے گی، جب بجلی پوری ہو گی تو مہنگائی بھی ختم ہو گی، کاشتکاروں کی ڈی اے پی کھاد سستی ہو گی، صنعتکاروں کی فیکٹریاں چلیں گی اور ملک کی معیشت مضبوط ہو گی تو پھر ہمارے پاس نعرہ لگانے کے لئے کچھ نہیں ہو گا۔ اس کے علاوہ یہ انہیں منصوبے اتنی جلدی شروع بھی کرا دیئے گئے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ صرف چھ مہینے آرام کریں اور شور شرابا نہ کریں تو پھر دیکھیں کہ دسمبر میں لوڈشیڈنگ ختم ہوتی ہے یا نہیں۔ ایک سال یہ خاموش ہو جائیں اور اگلے بجٹ میں دیکھیں کہ بجلی کی پیداوار ملک میں کتنی شامل ہو گئی ہے۔ اگر یہ ہمیں کام ہی نہیں کرنے دیں گے تو پھر یہ لوڈشیڈنگ ختم اور بجلی کی پیداوار کیسے ہو گی؟ میرے خیال میں جو اچھا کام ہے اس کو اچھا کہنا چاہئے۔ اگر میاں صاحبان نے بجلی کی پیداوار کے لئے انہیں منصوبے شروع کر دیئے ہیں تو اچھا کام کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے ملک میں بجلی کی پوری پیداوار نہیں بلکہ ہماری ضرورت سے بھی زیادہ پیداوار ہو گی اور ہمیں اچھے کام کو اچھا کہنا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمیں اس بجٹ میں جنوبی پنجاب کے لئے 36 فیصد دیا گیا ہے۔ جنوبی پنجاب والے 32 فیصد ہیں اور ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ ہمیں 32 فیصد بجٹ دیا جائے لیکن ہم وزیر اعلیٰ صاحب کے مشکور ہیں کہ آبادی ہماری 32 فیصد ہے لیکن انہوں نے ہمیں 36 فیصد بجٹ allocate کر کے 119 ارب روپے دے دیئے ہیں۔ اس پر ہم جنوبی پنجاب والے ممبران اور عوام جتنا بھی میاں صاحبان کا شکریہ ادا کریں اتنا کم ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میاں صاحبان نے ہر پہلو پر نظر رکھی ہے اور جس جس چیز کی اس پنجاب کے لئے ضرورت تھی اس کو مدنظر رکھا ہے۔ ہیلتھ کے حوالے سے دیکھیں تو مظفر گڑھ میں جو ہسپتال بن رہا ہے وہ تُرک بھائیوں کی امداد سے بن رہا ہے۔ ہمیں یہ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ وہ ہسپتال ایسا ہو گا، ایسی مشینری آئے گی اور ایسے آلات آئیں گے کہ مظفر گڑھ جیسے backward اور دُور افتادہ ضلع اور ساتھ والے اضلاع والوں کو لاہور آنے یا کراچی جانے کی ضرورت نہیں ہو گی بلکہ بعض ایسی مشینریاں ہیں کہ کراچی اور لاہور والوں کو مظفر گڑھ جانا پڑے گا۔ اس سے بڑی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ جنوبی پنجاب سے اتنی محبت کرتے ہوئے ملک کے چند بڑے ہسپتالوں کے برابر ایک ہسپتال مظفر گڑھ میں بنا دینا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔

جناب سپیکر! میں زیادہ تر proposals دینا چاہتا ہوں۔ تعلیم پر بھی بہت بڑا بجٹ دیا گیا ہے اور ہر چیز کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ میری اس میں proposal یہ ہے کہ یونین کونسل سطح پر ایک یونٹ بنا دیا

جائے یعنی ہر یونین کونسل میں ایک بوائز ہائی سکول اور ایک گرلز ہائی سکول بنایا جائے۔اسی طرح ہر ایم پی اے کے حلقے میں اگر ایک بوائز اور گرلز ڈگری کالج بنا دیا جائے تو حقیقت ہے کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ تعلیمی لحاظ سے بہت آگے نکل جائیں گے۔ ہمارے ان دیہاتوں میں جو شہروں سے بہت دُور ہیں وہاں ڈگری کالج نہیں ہیں، وہاں یونین کونسل سطح پر بوائز اور گرلز ہائی سکول نہیں ہیں اور ہم اس وجہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں کیونکہ غریب بچے دیہاتوں میں پڑھ کر شہروں میں نہیں جا سکتے۔اگر ایک ایک کالج ہر ایم پی اے کے حلقے میں بنا دیا جائے تو وہ تعلیمی لحاظ سے بہت فائدہ مند ہوگا۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔پلیز wind up کریں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! جی۔

جناب سپیکر: میں کہہ رہا ہوں کہ مہربانی کر کے wind up کر دیں۔آپ کو تو دس منٹ مل گئے ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میں صرف proposals دینا چاہتا ہوں اور کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ ویسے بھی میرا ٹائم ابھی رہتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تجاویز منسٹر صاحب کو in writing دے دیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! ایک پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن ہے جس کے متعلق میں کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ 7۔ارب روپے کا بجٹ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لئے رکھا گیا ہے۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: بس اب آپ wind up کر دیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میں ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ 7۔ارب روپے اس کے لئے رکھے گئے ہیں جو ضائع ہو رہے ہیں۔ خدا کے لئے اس کی نگرانی کریں کیونکہ اس کو کوئی check نہیں کر رہا۔ فرضی طور پر یہ سکول ڈالے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے پیسے ضائع ہو رہے ہیں۔اس کے لئے ایک کمیٹی بنائی ہے جس کے بندے اپنی مرضی سے جا کر سکول select کرتے ہیں، وہاں پر نجی سکولوں کے مالکان اور جو آدمی یہاں سے جاتا ہے وہ مل کر پیسے بانٹ لیتے ہیں اور دو دو لاکھ روپیہ مہینہ نجی سکول کا مالک کما رہا ہے اس لئے سکولوں کو select کرنے کے لئے متعلقہ ڈی سی او اور ایم پی اے کو شامل کیا جائے اور دیکھا جائے کہ وہ سکول صحیح ہے یا غلط۔

جناب سپیکر! میں لاء اینڈ آرڈر جس کے لئے 80۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے، کے متعلق دو چار باتیں کہہ کر بیٹھ جاتا ہوں اور صرف ایک منٹ لوں گا۔ میری اس حوالے سے یہ proposal ہے کہ جتنی جلدی ایف آئی آر کاٹتے ہیں کاٹنی چاہئے لیکن مہربانی کر کے جب وہ ایف آئی آر جھوٹی ثابت ہو تو جتنی جلدی وہ ایف آئی آر کاٹتے ہیں اتنی جلدی اس کو خارج بھی کر دینا چاہئے۔ چھ چھ ماہ لگ جاتے ہیں جبکہ بے گناہ آدمی جیلوں میں پڑے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ دیہاتوں میں سراغ رساں کتوں کا آج کل ایک رواج پڑا ہوا ہے جو دیہاتیوں کو لوٹ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ لوٹتے ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اس کے لائسنس ہونے چاہئیں اور بغیر لائسنس کے کتوں والے نہ جائیں۔

جناب سپیکر: جی، سن لیا ہے۔ بہت مہربانی۔

جناب احمد خان بلوچ: اس کے علاوہ وہ ایس ایچ او کی مرضی کے بغیر نہ جائیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان آپریشن "ضرب عضب" کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے آپریشن "ضرب عضب" کے حوالے سے ایک قراداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے"۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 تحت قاعدہ 115اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے آپریشن "ضرب عضب" کے حوالے سے ایک قراداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اوراب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 تحت قاعدہ 115اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے آپریشن "ضرب عضب" کے حوالے سے ایک قراداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

شمالی وزیرستان میں دہشت گردوں کے خلاف آپریشن "ضرب عضب" شروع کرنے پر پاک فوج کی حمایت اور وزیراعظم کو خراج تحسین کا پیش کیا جانا

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان شمالی وزیرستان میں حکومت پاکستان کی ہدایت پر پاک فوج کی جانب سے دہشت گردوں کے خلاف شروع ہونے والے آپریشن "ضرب عضب" کی بھرپور حمایت اور تائید کرتا ہے۔ یہ ایوان ملک و قوم کی سلامتی اور بقاء کے اس دلیرانہ فیصلے پر وزیراعظم پاکستان جناب محمد نواز شریف کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

اس ایوان کی رائے ہے کہ وزیراعظم پاکستان نے نہایت فہم و فراست سے بروقت فیصلہ کیا ہے۔ یہ ایوان اس آپریشن میں مصروف عمل پاک افواج اور دیگر سکیورٹی فورسز کے ساتھ بھرپور اظہار یکجہتی کرتا ہے اور ان کی جلد کامیابی کے لئے دعا گو ہے۔

یہ ایوان اس یقین کا بھی اظہار کرتا ہے کہ جس طرح جناب محمد نواز شریف نے پاکستان کی اقتصادی اور سماجی ترقی کے لئے اہم اقدامات شروع کئے ہیں۔اسی طرح ان کی ولولہ انگیز قیادت میں پاکستان ملکی سلامتی کے لئے کئے جانے والے اس اقدام سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ ایک پرامن اور مثالی ملک بن جائے گا۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان شمالی وزیرستان میں حکومت پاکستان کی ہدایت پر پاک فوج کی جانب سے دہشت گردوں کے خلاف شروع ہونے والے آپریشن "ضرب عضب" کی بھرپور حمایت اور تائید کرتا ہے۔یہ ایوان ملک وقوم کی سلامتی اور بقاء کے اس دلیرانہ فیصلے پر وزیراعظم پاکستان جناب محمد نواز شریف کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

اس ایوان کی رائے ہے کہ وزیراعظم پاکستان نے نہایت فہم و فراست سے بروقت فیصلہ کیا ہے۔یہ ایوان اس آپریشن میں مصروف عمل پاک افواج اور دیگر سکیورٹی فورسز کے ساتھ بھرپور اظہار یکجہتی کرتا ہے اور ان کی جلد کامیابی کے لئے دعاگو ہے۔

یہ ایوان اس یقین کا بھی اظہار کرتا ہے کہ جس طرح جناب محمد نواز شریف نے پاکستان کی اقتصادی اور سماجی ترقی کے لئے اہم اقدامات شروع کئے ہیں۔اسی طرح ان کی ولولہ انگیز قیادت میں پاکستان ملکی سلامتی کے لئے کئے جانے والے اس اقدام سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ ایک پرامن اور مثالی ملک بن جائے گا"۔

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان شمالی وزیرستان میں حکومت پاکستان کی ہدایت پر پاک فوج کی جانب سے دہشت گردوں کے خلاف شروع ہونے والے آپریشن "ضرب عضب" کی بھرپور حمایت اور تائید کرتا ہے۔یہ ایوان ملک وقوم کی سلامتی اور بقاء کے اس دلیرانہ فیصلے پر وزیراعظم پاکستان جناب محمد نواز شریف کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

اس ایوان کی رائے ہے کہ وزیر اعظم پاکستان نے نہایت فہم و فراست سے بروقت فیصلہ کیا ہے۔ یہ ایوان اس آپریشن میں مصروف عمل پاک افواج اور دیگر سکیورٹی فورسز کے ساتھ بھرپور اظہار یکجہتی کرتا ہے اور ان کی جلد کامیابی کے لئے دعا گو ہے۔

یہ ایوان اس یقین کا بھی اظہار کرتا ہے کہ جس طرح جناب محمد نواز شریف نے پاکستان کی اقتصادی اور سماجی ترقی کے لئے اہم اقدامات شروع کئے ہیں۔ اسی طرح ان کی ولولہ انگیز قیادت میں پاکستان ملکی سلامتی کے لئے کئے جانے والے اس اقدام سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ ایک پر امن اور مثالی ملک بن جائے گا۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب سپیکر: ڈاکٹر نجمہ افضل صاحبہ!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) شجاعت علی خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) شجاعت علی خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: مجھ سے سوال کرنا ہے؟

سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) شجاعت علی خان: جناب سپیکر! جی، ویسے ہی یہاں پر جو بحث ہوتی ہے اور بڑی مثبت بحث ہوتی ہے۔ بہر حال یہاں پر اچھی چیزیں سامنے آتی ہیں اور کچھ points بڑے positive ہوتے ہیں مثلاً ابھی فاضل ممبر بات کر رہے ہیں کہ یونین کونسل کی سطح پر کم از کم ایک ہائی سکول ہونا چاہئے تو کم از کم ایک لڑکیوں کا اور ایک لڑکوں کا ہائی سکول ضرور ہونا چاہئے۔
So, I think, I understand that there are positive skills coming on the grass.

میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کی جو filtration ہے ان کا جو تجزیہ ہے، بات یہاں پر ختم ہو جاتی ہے یا انہیں بعد میں آپ کس طریقے سے ان کی filtration کرتے ہیں اور suggestion جو underline points ہوتے ہیں like ابھی فاضل ممبر نے بات کی ہے تو کہاں پر جا کر بات ختم ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: ماشاء اللہ۔ آپ پہلے بھی اس معزز ایوان کے ممبر رہے ہیں۔ دیکھیں، یہاں پر آپ نے جو بولا ہے یا جو آپ نے کہا ہے اور جو آپ نے interruption کی ہے، وہ تمام کی تمام ریکارڈ میں موجود ہوتی ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) شجاعت علی خان: جناب سپیکر! لیکن کچھ چیزیں ایسی ہی doubt کے accept کرنی پڑتی ہیں جس طرح انہوں نے بات کی ہے تو یہ باتیں میں پچھلے دس پندرہ سال سے سن رہا ہوں۔ یہ سوال میں نے اس لئے کیا ہے، ریکارڈ ضرور ہوتی ہیں لیکن ان کی filtration کے بعد ان کا انجام آخر کہاں تک پہنچتا ہے؟

جناب سپیکر: محکمہ بھی آپ کی تمام باتیں نوٹ کرتا ہے اور ہماری proceedings میں آپ کی تمام بات محفوظ ہے جو متعلقہ محکمہ کو بھیج دی جاتی ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیراعلیٰ پنجاب، ان کی ٹیم، یہاں اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام ممبران اور پنجاب کے عوام کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ پنجاب کی تاریخ میں سب سے بڑا بجٹ جو کہ 1033۔ ارب روپے پر مشتمل ہے، پیش کیا جا چکا ہے۔ اس بجٹ میں 345۔ ارب روپے کی خطیر رقم رکھی گئی جو کہ انفراسٹرکچر اور ڈویلپمنٹ پر خرچ ہو گی اور اس مرتبہ اتنے بڑے تعمیراتی منصوبے پیش کئے گئے ہیں اور پروگرام ہے جو یقیناً پنجاب کے عوام کی زندگی کو بہتر کرنے کے لئے اور خوشگوار بنانے کے لئے ایک کلیدی کردار ادا کرے گا۔

جناب سپیکر! نئے ہسپتال، نئی سڑکیں، نئے پل، نئے سکول، آبپاشی کا بہتر نظام، پولیس کا بہتر سسٹم اور بہت سے دیگر شعبہ جات میں انشاء اللہ تعالیٰ بہتری آئے گی۔ اتنی خطیر رقم کے منصوبہ جات سے ہر شعبہ جات کے لئے اب روزگار مہیا ہو گا، نئی نوکریاں ملیں گی اور انشاء اللہ تعالیٰ ہماری کنسٹرکشن انڈسٹری کے علاوہ کارخانوں اور کاروبار میں ترقی کا معیار بہتر ہو گا۔ جو ٹیکسز لگائے گئے ہیں اس میں زیادہ تر امیر طبقے کو ٹارگٹ کیا گیا ہے جو بخوبی ان کو برداشت کر سکتے ہیں۔ اس طرح سے جو ٹیکس اور دولت امیروں سے غریبوں کی طرف منتقل ہو گی جو کہ انتہائی اہم ترین ضرورت تھی۔

جناب سپیکر! ہمیں اپنے تعلیم یافتہ اور ہنر مند بچوں کو بر سر روزگار بنانے کے لئے مرکزی حکومت کے یوتھ پروگرامز، پیلی ٹیکسی سکیم کے علاوہ زمینداروں کے لئے سستے ٹریکٹرز مہیا کئے جائیں گے اور طلباء و طالبات کے لئے وظائف رکھے گئے ہیں جن سے ان کے حالات میں بہتری پیدا ہو گی۔ میاں شہباز شریف کی والہانہ قیادت میں پہلے ہی پنجاب کے دوسرے صوبوں کے مقابلے میں عوام کو بہتر سہولیات میسر کی گئی ہیں لیکن اب اس میں مزید تیزی انقلابی طریقے سے آئے گی Energy Crisis کو دور کرنے کے لئے 39۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جو کہ تاریخ میں پہلی دفعہ اتنا بڑا سرمایہ Energy Sector کے لئے رکھا گیا ہے انشاء اللہ اپنی قیادت کی انتھک کوششوں سے بجلی کی لوڈشیڈنگ پر قابو پایا جائے گا اور پاکستان کو اندھیروں سے چھٹکارا ملے گا۔ صحت کے شعبے کے لئے 121۔ارب 80 کروڑ روپے گزشتہ مالی سال کے مقابلے میں 37 فیصد زیادہ رکھے گئے ہیں۔ یہ ایک قابل تحسین اقدام ہے کہ غریب عوام کے لئے Health Insurance Scheme کا اجراء کیا گیا ہے جس کے تحت غریب عوام کو Health Cards دیئے جائیں گے اور وہ سرکاری اور نجی ہسپتالوں میں بھی اس سہولت کا فائدہ اٹھا سکیں گے اس کے لئے پنجاب حکومت کا 4۔ارب روپے مختص کرنا قابل تعریف ہے ،ماں اور بچے کی صحت کے لئے ایک ارب 80 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جس سے اُن کی حالت یقینی بہتر ہو گی۔ Dialysis کے لئے 30 کروڑ سے بڑھا کر 60 کروڑ روپے کر دیئے گئے ہیں جس سے ہزاروں غریب مریض اس سے مستفید ہوں گے۔ تین ہزار نرسوں کی اسامیاں پیدا کی گئی ہیں جس سے صحت کے شعبے میں کارکردگی بہتر ہو گی۔

جناب سپیکر! میری تجویز ہے کہ جو midwives ہیں اُن کی training کے اوپر بھی ضرور توجہ دی جائے اور ان کو مزید scientific بنیادوں پر skill training دی جائے تاکہ وہ صحت کے شعبے میں ایک فعال کردار ادا کر سکیں اس کے علاوہ undergraduate or post graduate obstetric gynae کے شعبہ کو بہتر بنایا جائے اور ہمارے جو Mobile Health Units ہیں اُن کے لئے بھی ایک ارب روپے ایک اچھی پیشرفت ہے remote areas کے غریب عوام بھی اس سے فائدہ اٹھائیں گے اور فیصل آباد، بہاولپور، گوجرنوالہ، راولپنڈی میں بچوں کے ہسپتال کے قیام کا اعلان ہوا ہے اور یہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! گیارہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز اور اکیس تحصیل ہیڈ کوارٹرز کو upgrade کیا جا رہا ہے یہ ایک اہم پیشرفت ہو گی جس سے ہمارے شہروں کے ہسپتالوں پر رش اور دباؤ کم ہو گا primary

and secondary health care budgetکا پہلے سے260فیصد بڑھانا بہت ہی قابل تحسین بات ہے۔Tertiary Health Careکی مد میں53.44فیصد بجٹ کو بڑھانا بہت بہتری کا پیش خیمہ ہے، جگر اور گردے کے لئے30 million HIV/AIDS Control Programmeکے لئے 415ملین روپےimmunizationکے توسیعی کے پروگرام کے لئے 400ملین روپے پنجاب میں یرقان کے کنٹرول کے لئے300ملین روپےT.Bکنٹرول کے لئے 90ملین روپے کینسر ہسپتال لاہور کے لئے400ملین روپے جنوبی پنجاب کے لئے36فیصد فنڈز یہ پنجاب حکومت کے انقلابی اقدامات ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ قابل فخر بات ہے۔Family Planningکے لئے ایک ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ بڑھتی ہوئی آبادی ہمارے ملک کا ایک گھمبیر مسئلہ ہے ہمیں اس پر بھرپور توجہ دینی ہے اور اِس میں جو اسامیاں خالی پڑی ہیں ہماری جو لیڈی ڈاکٹرز کی تقریباً157اسامیاں خالی ہیں اور گریڈ16کے نیچے جو عملہ آتا ہے اُس کی1079اسامیاں خالی ہیں اُس پر خواتین کو بھرتی کیا جائےrecruitmentپر پابندی کو ہٹایا جائے تاکہhuman resourceکی کمی کو پورا کیا جاسکے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ جی،nextہیں محترمہ زیب النساء اعوان!

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! بڑھتی ہوئی آبادی ہمارا بڑا مسئلہ ہے اس پر آپ توجہ دیں---

جناب سپیکر: آپ منسٹر صاحب کو لکھ کر دے دیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے میں خادم اعلیٰ پنجاب فخر پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن، راجہ اشفاق سرور، مسلم لیگ (ن) کی پوری ٹیم ایم پی ایز اور وزراء صاحبان کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ مبارکباد کے ساتھ ساتھ میں اپنے قائدین کو ایک شعر کے ساتھ خراج تحسین پیش کرتی ہوں

غلامی میں کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

جناب سپیکر! 15-2014کا یہ بجٹ غریب عوام کا بجٹ ہے یہ عوام دوست بجٹ ہے یہ مثالی بجٹ ہے[*************]

جناب سپیکر: ایسی باتیں نہیں کرتے ایسی باتیں اچھی نہیں لگتیں۔

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر225الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! میرے قائد نے جو وعدہ کیا وہ پورا کیا۔

وہ وعدہ ہی کیا جو وفا نہ ہوا
وہ قرض ہی کیا جو ادا نہ ہوا

جناب سپیکر! میرے قائد نے ہمیشہ وعدہ کی وفاداری کی ہے۔ اپنے وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے حکومت سنبھالنے کے بعد جو ترقیاتی منصوبے دیئے اُن میں موٹر وے کا منصوبہ، میٹرو بس کا منصوبہ، سڑکوں کا جال، پلوں کی تعمیر، ییلو کیب سکیم، ہاریوں کو زمین دینا، دانش سکول یا خواتین کی ترقی کی بات ہو۔[*********](نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بی بی یہ الفاظ استعمال نہ کریں۔ ان الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! میں دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ میرے محبوب قائد میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف کو زندگی دے، صحت عطا کرے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! میں ان الفاظ کے ساتھ ختم کرتی ہوں

اپنی ہی مٹی پہ چلنے کا سلیقہ سیکھو
سنگ مرمر پہ چلو گے تو پھسل جاؤ گے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، محترمہ سائرہ افتخار صاحبہ!

محترمہ سائرہ افتخار: شکریہ۔ جناب سپیکر! اپنی تقریر شروع کرنے سے پہلے میں endorse کروں گی کہ میرے بھائی نے پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا ذکر کیا وہ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں کیونکہ میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی ممبر ہوں اور جب اُس کے audit paras discuss ہو رہے تھے تو بہت سارے grey areas دیکھنے میں آئے تھے تو یہ جتنی 42 Ordinance کے تحت companies ہیں ان کا جو performance audit اور ان کا جو financial audit ہے اس میں بہت سارے grey areas ہیں۔ مہربانی کہ اس کو میری تقریر کے وقت میں consider نہ کیا جائے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، اچھا

محترمہ سائرہ افتخار: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے august House میں بولنے کا موقع دیا۔ میں کوئی budget analysis کی expert تو نہیں ہوں لیکن میں نے جو ایک overview کیا ہے اس budget document کا اس میں economic revival and renaissance کا جو رنگ ہے وہ بہت واضح طور پر نظر آتا ہے۔ جہاں پر اس بجٹ میں achievement کا ذکر ہے اور اس میں future کے goals بھی ہیں اور وژن بھی سیٹ کیا گیا ہے اور میں بڑے confidence کے ساتھ کہتی ہوں کہ اگر ہم نے full spirit میں اس بجٹ کو implement کیا، dedication سے کام کیا تو ہمارے قائد کا جو وژن ہے کہ ہماری current جو 13 کھرب کی economy ہے اس کو انشاء اللہ ہم 2018 تک 22 کھرب کی economy ضرور بنائیں گے چونکہ time بہت short ہے اور میں پورے بجٹ کا احاطہ تو نہیں کر سکتی. I would like to talk about few ideas.

MR SPEAKER: Salient features.

محترمہ سائرہ افتخار: جناب سپیکر! میں صرف ان subjects پر بات کروں گی جس پر میں سمجھتی ہوں کہ ان پر مجھے تھوڑا بہت knowledge ہے۔ I am not jack of all trades لائیو سٹاک ملک کی GDP میں اس وقت 12 percent contribute کر رہا ہے جو کہ آپ کی agriculture کی overhead contribution سے زیادہ ہے which is 10 per 2 percent آپ اپنی ساری major crops کو لے لیں اور minor crops کو لے لیں سب کا ملا کر جو کل GDP ہے National debt is 10 percent whereas as compared to that لائیو سٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ کا حصہ اس وقت National economy کی GDP میں 12 فیصد ہے جس کے اندر 51 فیصد ہمیں ملوں کی commodity سے ملتا ہے۔ I must say milk has the potential to become the white oil of Pakistan اگر ہم اس کو صحیح طریقے سے export کریں۔ plus it is a rapid income generating commodity اس دفعہ لائیو سٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ کے شعبے کو مزید ترویج اور اس کی growth کے لئے 5200 روپے ملین کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ Relatively لائیو سٹاک کے شعبے کو پہلے اتنی importance نہیں دی گئی لیکن یہ پہلی دفعہ اس طرح ہوا ہے جو چیف منسٹر صاحب کے ایک larger vision میں اس کو اتنا زیادہ highlight کیا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ کچھ salient points ہیں جو میں نے ابھی jot down کئے کہ پنجاب کی ہر ڈویژن میں کم از کم ایک تحصیل میں Modern Veterinary Hospital کا جو قیام ہے یہ بہت revolutionary step ہوگا کیونکہ ابھی حالیہ picture جو میں نے fields میں خود جا کر دیکھی ہے ہمارا جو چھوٹا کسان ہے، جو ریموٹ ایریا میں بیٹھا ہے اس کے پاس deviance نہیں پہنچتے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا ہے کہ وہ per visit جا کر جانور کو دوائی دینے کے لئے پانچ سو روپیہ فیس بھی لیتے ہیں۔ چھوٹا کسان اتنا مجبور ہوتا ہے، اس کی روزی روٹی کا دارومدار اس جانور کی صحت پر ہوتا ہے لہذا اس کے پاس کوئی اور choice نہیں ہوتی اس لئے وہ exploit ہو جاتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہر ڈویژن کی ایک ڈسٹرکٹ میں ویٹرنری ہسپتال کا قیام بہت ضروری ہے اس کا direct beneficiary چھوٹا کسان ہوگا۔ حالیہ بجٹ میں rural women کی جو poverty alleviation ہے اس کے لئے ان کو فری مویشی دینے کا جو منصوبہ شروع کیا گیا ہے وہ بہت خوش آئند ہے۔ اس سے نہ صرف یہ کہ 48 فیصد خواتین جو اس وقت rural residents ہیں ان کو۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ بی بی! جیتی رہیں۔

محترمہ سائرہ افتخار: جناب سپیکر! آپ نے پوری بات ہی نہیں کرنے دی۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ ثمینہ نور صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نور: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس بجٹ پر بحث کرنے کا موقع فراہم کیا۔ اس بجٹ کو اگر عوامی بجٹ کہا جائے تو یہ بے جا نہ ہوگا کیونکہ اس کا محور انسانی وسائل کی ترقی اور لوگوں کے روزگار کے مواقع فراہم کرنا ہے جس کے لئے میں وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ اور وہ تمام ادارے جنہوں نے اس کی تیاری میں حصہ لیا ہے ان کو مبارکباد دینا چاہوں گی۔ اس بجٹ میں تعلیم کے شعبہ کے لئے 273۔ارب روپے allocate کئے گئے ہیں جو کہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب کا علم دوستی ثبوت کا vision ہے۔ میں یہاں ایک گزارش کرنا چاہوں گی کہ میرا حلقہ پی پی۔ 185 جو کہ تقریباً دو لاکھ کی آبادی پر مشتمل ہے وہاں پر ایک بھی گرلز اور بوائز کالج نہیں ہے اس لئے بچوں کو اوکاڑہ شہر تعلیم حاصل کرنے کے لئے جانا پڑتا ہے جس کی وجہ سے بہت سے بچے اپنا تعلیمی سلسلہ discontinue کر دیتے ہیں۔ اگر اس ADP میں وزیر خزانہ اور محکمہ اس کے لئے بجٹ allocate کر دیں تو یہ میرے حلقے کے لئے بہت بڑی مہربانی ہوگی۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں صحت کے شعبہ میں موبائل ہیلتھ یونٹ کے اجراء کی تجویز دی گئی ہے۔ میں یہاں یہ کہنا چاہوں گی کہ پہلے ہمیں ان ایریاز کو target کرنا چاہئے جہاں پر ہر سال سیلاب آتے ہیں۔ وہاں پر سیلاب کے دنوں میں 24 hours موبائل یونٹ available ہوں تاکہ کسی بھی قسم کے ہنگامی حالات سے بروقت نپٹا جا سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! زراعت ہماری آبادی کی backbone کی حیثیت رکھتی ہے۔ کسان خوشحال ہو تو ملک خوشحال ہوتا ہے۔ اس بجٹ میں کھاد پر سبسڈی دی جا رہی ہے، بیس ہزار ٹیوب ویل بائیو گیس پر منتقل کئے اور laser land levelling کا پروگرام ہے جس سے ہمارے غریب کسان کے لئے معاشی ترقی کے انقلاب کے دروازے کھلیں گے جس کے لئے میں حکومت پنجاب کو مبارکباد دیتی ہوں۔

Being a youth member I appreciate all the steps taken for the youth whether it is Laptop Scheme.

خود روزگار سکیم اور ییلو کیب سکیم ہے۔ اس دفعہ ییلو کیب سکیم کے لئے بہت اچھا اقدام اٹھایا گیا ہے کہ اس کا دائرہ کار دیہات تک پھیلا دیا گیا ہے جس سے ہمارے حلقے کے لوگوں کو بھی روزگار کے مواقع فراہم ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آخر میں وزیراعلیٰ پنجاب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی جنہوں نے میرے ضلع اوکاڑہ کے لئے ایک خواتین یونیورسٹی کا تحفہ دیا۔

جناب سپیکر: مہربانی، بہت شکریہ

محترمہ سائرہ افتخار: جناب سپیکر! آپ کو چاہئے کہ سب کو ایک جیسا وقت دیں۔ آپ کو جس کی شکل اچھی لگتی ہے اس کو ٹائم دے دیتے ہیں اور جس کی شکل اچھی نہ لگے اس کو آپ ٹائم نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: میں ایک منٹ بھی نہیں دوں گا۔ میں کیوں دوں، دوسرے جو 68 ممبران ہیں وہ کہاں جائیں گے؟ آپ اپنی بات کرتی ہیں، عجیب بات ہے آپ کی۔ آپ سپیکر کو اس طرح کہتی ہیں مجھے افسوس ہے۔ جی، جناب امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! تعریف اور تنقید ہر بجٹ کا مقدر رہے۔

ہر کوئی ہے دل کی ہتھیلی پہ صحرا رکھے
وہ کسے سیراب کرے کسے پیاسا رکھے

جناب سپیکر: آپ کو ذرا ٹائم کا خیال رکھنا پڑے گا۔

جناب امجد علی جاوید: لامحدود خواہشات اور محدود وسائل کے درمیان وزیر خزانہ کی ٹیم نے ایک مشکل ٹاسک کو بہترین توازن کے ساتھ 2014 کا بجٹ بنا کر پیش کیا ہے جس پر ان کو جتنی بھی مبارکباد دی جائے وہ کم ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی اپوزیشن نے بجٹ کو سنے بغیر جس روّیے اور ہلڑ بازی کا اس ایوان میں مظاہرہ کیا ہے تو وہ لوگ جس civilized اور ذمہ دار اپوزیشن ہونے کا دعویٰ کرتے تھے ان کے چہرے سے وہ نقاب اترا ہے جس کو کیمرے کی آنکھ کے ذریعے پورے ملک نے دیکھا ہے۔ میری لیڈر آف دی اپوزیشن کی خدمت میں یہی گزارش ہے کہ:

شوقِ سفر میں گرد اتنی نہ اڑا
منزل پہ جا کر سانس لینا بھی محال ہو

جناب سپیکر! پوری کوشش کے بعد جب ان کو کوئی چیز ایسی نہیں ملی جس پر وہ تنقید کر سکیں تو ان کی تان اس بات پر ٹوٹی کہ ممبران کو نالی اور سولنگ کے کام پر لگا دیا گیا اور دوسری ہی سانس میں یہ کہتے پائے گئے کہ ہمارے ممبران کو ڈویلپمنٹ گرانٹس نہیں دی گئی۔ مجھے ایک مثال یاد آتی ہے کہ کسی اخبار میں ایک کارٹون چھپا تھا اس میں آزادی حقوقِ نسواں کی کچھ خواتین مظاہرہ کر رہی تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں بینر تھے جن پر لکھا تھا کہ مرد بڑے ظالم ہیں، فاسق ہیں اور عورتوں پر تشدد کرتے ہیں۔ دوسری طرف ایک بینر پکڑا ہوا تھا کہ ہمیں مردوں کے برابر حقوق دیئے جائیں۔ اس کا فیصلہ وہی کر سکتے ہیں کہ اُن کی کون سی بات درست ہے؟

جناب سپیکر! تعلیم کے حوالے سے یہاں یہ بات کی گئی کہ چار طرح کے نظامِ تعلیم اس ملک کے اندر نافذ ہیں۔ مہنگی تعلیم کے حوالے سے بات کی گئی کہ پرائیویٹ تعلیمی ادارے لوگوں کو لوٹ رہے ہیں۔ میری گزارش ہوگی کہ وہ اپنی صفوں کے اندر نظر ڈالیں جو لوگ تعلیم کو بیچ رہے ہیں اور جو اس ملک میں نظام تعلیم میں تفریق پیدا کر رہے ہیں۔ وہ لوگ کن صفوں میں بیٹھے ہوئے ہیں؟ جتنا بجٹ تعلیم کے لئے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے رکھا ہے وہ پاکستان کی تاریخ ہے اور اس میں چالیس فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ اس وقت سکولوں میں 38 لاکھ نئے سٹوڈنٹس داخل ہو گئے ہیں۔ پہلی مرتبہ یہ ہوا ہے کہ پرائیویٹ سکولوں سے بچے نکل کر گورنمنٹ سکولوں میں داخل ہو رہے ہیں۔ دانش سکولوں پر اپوزیشن کی طرف سے اتنی تنقید ہوتی ہے تو آج یہ بات سمجھ میں آ رہی ہے کہ وہ لوگ جو ان کی صفوں میں موجود ہیں، جو اپنے اداروں کو محفوظ کرنا چاہتے ہیں، جن کی وہ ترجمانی کرنا چاہتے ہیں وہ اس لئے

دانش سکولوں پر تنقید کرتے ہیں تاکہ غریب کے بچوں کو اعلیٰ پائے کے سکول میسر نہ آ جائیں۔ ان کا یہی مقصد تھا۔

جناب سپیکر! ہیلتھ کے لئے 173- ارب روپے رکھے گئے ہیں جس میں تقریباً 30 فیصد اضافہ ہے۔ میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہو گی کیونکہ یہ چار سال کا پراجیکٹ ہے تو اس میں اس بات کو لازم کر دیا جائے کہ ہر ضلع میں ایک میڈیکل کالج بن جائے اور جب ایک ضلع میں میڈیکل کالج بنے گا تو اس کا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال اس کے ساتھ upgrade ہو جائے گا جس سے لوگوں کو سہولیات میسر آ جائیں گی۔

جناب سپیکر! میری ایک گزارش یہ ہے کہ دو کنال سے بڑے گھروں پر جو ٹیکس لگایا گیا ہے اس میں میری پچھلے بجٹ میں بھی submission تھی کہ خدا کے لئے ٹیکس ضرور لگائیں لیکن یہ یاد رکھیں کہ لاہور میں ایک کنال زمین دو کروڑ روپے کی ہے اور صادق آباد میں ایک کنال زمین دو لاکھ روپے کی ہے تو دونوں میں ایک طرح کا ٹیکس نہیں لگ سکتا۔ وہاں دو لاکھ روپے اور یہاں دو کروڑ روپے دونوں کو ایک ہی طرح کا ٹیکس لگایا گیا ہے اس کی slab بنائیں اور جتنی قیمت ہے اس کے حساب سے ٹیکس لگایا جائے۔ اس میں میری ایک دو submissions اور بھی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بھائی! کیا آپ bell نہیں سن رہے، کیا آپ کو bell سنائی نہیں دیتی؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں ایک شعر سنانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ان کا مائیک بند کریں۔ شعر پھر ادھر ہی سنا دیں ہمیں پہنچ جائے گا۔ جی، محمد وحید گل صاحب آپ اپنی بات کریں۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اپنی گفتگو کا آغاز اللہ کریم کے نام کے ساتھ کرتا ہوں جو سارے جہانوں کا خالق و مالک ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات مبارک پر کروڑوں درود و سلام۔ میں اپنی بجٹ تقریر سے پہلے کل کے واقعہ پر اظہار افسوس کرتا ہوں لیکن اس واقعے کے بعد چیف منسٹر پنجاب نے نہ صرف اس واقعے پر افسوس کا اظہار کیا بلکہ اپنے آپ کو احتساب کے لئے پیش کر کے تاریخ رقم کی۔ چیف منسٹر پنجاب نے یہ کہا کہ عدالتی کمیشن بنا دیا گیا ہے اور اگر یہ عدالتی کمیشن مجھ پر اس واقعے کی ذمہ داری fix کرتا ہے تو میں چیف منسٹر پنجاب کے عہدے سے استعفیٰ دے دوں گا۔ اس کے بعد چیف منسٹر پنجاب نے ان مرحومین اور شہداء کے لئے مالی امداد کا بھی اعلان کیا اور نہ صرف یہ اقدامات کئے بلکہ CCPO لاہور اور SSP آپریشن کو OSD بنا دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومتی اقدامات

اپنی جگہ پر لیکن ہم اس واقعے کو بھرپور condemn کرتے ہیں اور ان لواحقین سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں لیکن اس پر جس طرح کا رویّہ اپوزیشن نے اختیار کیا ہوا ہے وہ سمجھ سے بالا تر ہے۔ آج قوم حالت جنگ میں ہے اور پوری قوم پاکستان آرمی کے پیچھے کھڑی ہے اور جس بہادری سے وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے یہ اعلان کیا کہ اس ملک میں امن قائم کرنے کے لئے اب جنگ میں جانا ناگزیر ہے۔ آج پوری قوم یہ دیکھنا چاہتی ہے کہ ہم یکسو ہو کر آج پاکستان آرمی کے پیچھے کھڑے ہوں اور اس کا عملی مظاہرہ صوبائی اسمبلی، قومی اسمبلی بلکہ ہر سطح پر ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! یہ پنجاب کا تاریخی بجٹ پیش کیا گیا، میں نے قائد حزب اختلاف کی تقریر سنی جب میٹرو بس کی مخالفت کرتے ہیں۔ میٹرو ایک روٹ کا نام نہیں ہے بلکہ اس روٹ پر آنے والے پانچ بڑے ہسپتال جن میں جنرل ہسپتال، چلڈرن ہسپتال، گلاب دیوی ہسپتال اور اتفاق ہسپتال شامل ہیں۔ یہ وہ ہسپتال ہیں جن میں آنے والے لوگ اس سے facilitate ہوتے ہیں اور یہ سواری امیروں کے لئے نہیں ہے۔ قائد حزب اختلاف جب بھی بات کرتے ہیں تو دانش سکولوں کی بات کرتے ہیں یہ دانش سکول چیف منسٹر پنجاب کا وہ کارنامہ ہیں جس طرح شیر شاہ سوری نے سڑک بنائی اور آج تاریخ میں اس کا نام رقم ہے۔ یہ دانش سکول کے بچے جب میٹرک، ایف اے اور بی اے پاس کریں گے اور اعلیٰ تعلیم کے لئے باہر کے ممالک میں جائیں گے اور انہی میں سے وہ بچے نکلیں گے جو اس ملک کے بیوروکریٹس بنیں گے، جو اس ملک کے چیف منسٹر بنیں گے، جو اس ملک کی اسمبلیوں کے ممبر بنیں گے آپ کو اس وقت اندازہ ہوگا کہ یہ دانش سکول کیا ہیں۔ آج صرف اور صرف ان سیٹوں پر کوئی آتا ہے تو وہ بیوروکریٹس کا بیٹا آتا ہے یا بڑے سے بڑے آدمی کا بیٹا آتا ہے کیونکہ اس کے پاس تو ایچی سن کالج اور کریسنٹ سکول میسر ہیں جہاں کی بھاری فیسیں غریب ادا نہیں کر سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دانش سکول چیف منسٹر پنجاب کا ایک بہت عظیم کارنامہ ہے۔ میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ جس طرح تاریخی بجٹ قومی اسمبلی میں پیش کرتے ہوئے فنانس منسٹر صاحب نے 16 سکیل کے ملازمین جو کہ سپرنٹنڈنٹ ہیں ان کو 17 سکیل میں upgrade کیا ہے اور اس بات کو سندھ حکومت نے بھی endorse کیا ہے۔ کیا ہی بہتر ہو کہ پنجاب کا یہ ایوان بھی اس بات کو endorse کرے اور سپرنٹنڈنٹ کو 17 سکیل میں لے کر جائے جس سے ہزاروں سرکاری ملازمین کو فائدہ ضرور ہوگا۔

جناب سپیکر: بس اب آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! ابھی تو میں نے اہم باتیں کرنی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، پہلے سوچ سمجھ کر چلا کریں۔ جی، محمد ارشد پی پی۔222 بات کریں۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: ان کا مائیک بند کریں۔ جی، محمد ارشد صاحب! آپ اپنی بات شروع کریں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے وقت دیا۔ اللہ اور پیارے محمدؐ کی حمد وثناء کے بعد جیسا کہ یہ بجٹ سیشن ہے اور بجٹ کے بارے میں گفتگو سیر حاصل ہوئی۔ ایک ہزار ارب روپے سے زائد حجم کا یہ بجٹ جس کے تاریخی ہونے میں کوئی شک نہیں اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، ان کی پوری ٹیم اور وزیر خزانہ کا یہ بہت بڑا اقدام ہے۔ اس کے بارے میں بہت ساری باتیں کی گئیں لیکن جو بجٹ ہے ہی تاریخی تو میرے خیال میں اس کے لئے بہت زیادہ باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اس سے بھی زیادہ اور اہم بات جس کو میں یہاں ایوان میں appreciate کرنا چاہتا ہوں کہ میرے اور آپ کے قائد میاں محمد نواز شریف اس ملک میں ایک سال کی حکومت کے دوران تبدیلی لائے ہیں، یہ دیکھیں کہ ایک سال پہلے جب پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اور ان کی coalition government تھی تو فیڈرل اداروں میں دکانداروں کی لائنیں لگی ہوئی تھیں اور جو ان کے وزراء اور مشیر تھے ان کی وہ دکانیں کھلی ہوئی تھیں۔ آپ کھاد کے محکمے میں دیکھ لیں کہ کھاد کے لئے لائنیں لگی ہوتی تھیں اس وقت کھاد بلیک ہوتی تھی کھاد کے لئے جو rate fix ہوتے تھے اس سے تین چار سو روپے فی بوری extra لیتے تھے، یہ ایک بزنس بنا ہوا تھا، چور بازاری شروع ہو گئی تھی اور اس کے ساتھ یوٹیلٹی سٹور والوں نے بھی اپنی دکانیں کھولی ہوئی تھیں۔ میرے اور آپ کے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب کا ایک بہت بڑا vision ہے جس کو آج میں یہاں پر appreciate کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے اس تاریخی اقدام کی وجہ سے، ان کی دانشمندی کی وجہ سے، آج آپ دیکھ لیں کہ پنجاب میں، وفاق میں کوئی بھی ایسا محکمہ نہیں ہے جس میں اس قسم کی دکانداری ہو رہی ہو، آج پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت کا یہ بہت بڑا credit ہے بلکہ تاریخی قدم ہے۔ چونکہ ہم پر وقت کی قدغن ہے اس لئے میں کم از کم گفتگو کرتے ہوئے صرف چند تجاویز پر اکتفا کروں گا۔

جناب سپیکر! جس ضلع سے میرا تعلق ہے آپ اس کو جو بھی سمجھ لیں luckily یا hard luck سمجھ لیں کہ یہ ضلع اس جگہ پر واقع ہے جو سنٹرل پنجاب اور جنوبی پنجاب کے درمیان ایک پل کا کردار ادا کرتا ہے اور ہمارا جو ساہیوال ڈویژن ہے اس کو اس بجٹ میں ہر طرح سے نظرانداز کیا گیا ہے۔ جیسا کہ دانش سکولوں کی جنوبی پنجاب میں ضرورت ہے تو ہم بھی جنوبی پنجاب کے کارنر پر بیٹھے ہوئے

ہیں، ہمیں بھی دانش سکولوں کی ضرورت ہے، دانش سکول جو غریبوں کے لئے بنائے گئے ہیں، ہمارا علاقہ بھی بہت پسماندہ ہے وہاں بھی دانش سکولوں کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے علاقہ کو بھی اس میں شامل کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ میں وزیر اعظم پاکستان اور خادم اعلیٰ پنجاب کا شکر گزار ہوں، انہوں نے یہ جو قدم بجلی کی پیداوار بڑھانے کے لئے اٹھایا ہے، ساہیوال میں بجلی پیدا کرنے کے لئے جو میگا پراجیکٹ شروع کیا گیا ہے، میں on the floor of the House وزیر اعظم پاکستان کا اور میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ساہیوال کے لئے ایک بہت بڑا منصوبہ دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میری یہ آخری گزارش وزیر خزانہ کی خدمت میں ہو گی کہ ساہیوال میں مواصلات کا نظام بھی بہت پسماندہ ہے اور میرے حلقہ میں بھی بعض ایسے معاملات ہیں جنہیں دیکھنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: بہت بہت شکریہ۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، ڈاکٹر محمد افضل!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، محترمہ خدیجہ عمر!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، جناب خرم شہزاد!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے ، محترمہ نگہت انتصار بھٹی!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، جناب جاوید اختر انصاری!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، جناب عبدالمجید خان نیازی!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، محترمہ سعدیہ سہیل رانا۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، جناب محمد سبطین خان!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، جناب احمد خان بھچر!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، میاں خرم جہانگیر خان وٹو!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، محترمہ فائزہ احمد ملک!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، جناب آصف محمود!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، چودھری عامر سلطان چیمہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، میاں طاہر صاحب!

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے سالانہ بجٹ پر اپنا نقطہ نظر بیان کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں یہاں پر صوبائی حکومت کا بجٹ، کارکردگی اور منصوبوں کو ایک نظر میں بیان کرنا چاہوں گا۔ یہ حقیقت ہے اور صوبے کا ہر شہری بخوبی جانتا ہے کہ میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کے اندر اللہ تعالیٰ نے خداداد صلاحیت پیدا کی ہوئی ہے، وہ جب بھی اقتدار میں آئے وہ نہ صرف انتظامی لحاظ سے ایک اچھے ایڈمنسٹریٹر ثابت ہوئے بلکہ انہوں نے صوبہ کو ترقی کی کئی منازل طے کروائیں، اگر ہم حالیہ منصوبوں کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے آنے والے پچاس سالوں کو مد نظر رکھتے ہوئے منصوبہ جات بنائے ہیں جو اپنی مثال آپ ہیں۔ انہوں نے کئی سالوں پر محیط منصوبوں کو مہینوں میں پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور یہاں پر میں اپنے بھائی وزیر خزانہ کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ

انہوں نے پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ پیش کیا اور اس میں خصوصاً جنوبی پنجاب اور ہمارے پنجاب میں بسنے والے غریبوں کے لئے جو خصوصی طور پر فنڈز رکھے گئے ہیں، میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے بعد انرجی بحران پر قابو پانے کے لئے منصوبے جو حکومت پنجاب نے شروع کر کے عوام کے ساتھ لازوال محبت کی مثال قائم کی ہے، اسی سال دسمبر میں انشاء اللہ تعالیٰ 100 میگاواٹ بجلی سسٹم میں شامل ہونے کی نوید صوبہ کے عوام کے چہرہ پر خوشیاں واپس لائے گی۔ بہاولپور میں ایک ہزار میگاواٹ کا قائداعظم سولر پارک عوام کے لئے ایک تحفہ سے کم نہ ہے اور کوئلہ سے چلنے والے منصوبے جو ساہیوال، شیخوپورہ، مظفر گڑھ، رحیم یار خان، جھنگ اور قصور میں پاور پلانٹوں سے 1620 میگاواٹ بجلی حاصل ہونے کا امکان ہے جس سے نہ صرف لوڈشیڈنگ سے نجات حاصل ہو گی بلکہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو گا، جو آنے والی نسلوں کے لئے بہترین ترقی کا موجب بنے گا۔ حکومت پنجاب نے آئین پاکستان کے آرٹیکل (A)25 کی صحیح معنوں میں تکمیل کرتے ہوئے پہلی جماعت سے دسویں جماعت تک فری تعلیم دینے کا قانون بنانے کی منظوری دے دی ہے، اس قانون کے تحت ہر غریب آدمی کے بچے کو یونیفارم، کتابیں مفت ملیں گی اور فیس بھی معاف ہو جائے گی۔ یہی نہیں حکومت نے اعلیٰ تعلیم کے لئے مستحق طالب علموں کو Fee Return Scheme کا بھی اعلان کیا ہے، جس کے تحت ہزاروں طلباء وطالبات کو ان کی ادا شدہ فیسیں ان کی دہلیز تک پہنچائیں اور اس منصوبہ کا باقاعدہ مستقل بنیادوں پر اعلان ہو چکا ہے۔ حکومت نے پسماندہ علاقوں میں بسنے والے غریب ترین، ہونہار بچوں کو ایچی سن کالج جیسے تعلیمی اداروں میں دی جانے والی معیاری تعلیم سے آراستہ دانش سکولوں کا قیام ایک بے مثال منصوبہ ہے۔ یہاں پر وزیر خزانہ کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے عرض کروں گا کہ میں فیصل آباد کو represent کرتا ہوں، وہاں کی آبادی 80 لاکھ سے بھی تجاوز کر چکی ہے، میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ دانش سکول کا قیام فیصل آباد میں بھی انتہائی ضروری ہے تاکہ فیصل آباد کے غریب بچے فیصل آباد کے بے سہارا بچے بھی وہاں پر تعلیم حاصل کر سکیں۔ حکومت پنجاب نے ماضی میں بھی پیلو کیب سکیم کا منصوبہ 4۔ارب 50۔کروڑ روپے کی لاگت سے شروع کیا تھا جس میں اکثر مستحق غریبوں کو میرٹ پر بیس ہزار گاڑیاں دی گئیں اور حکومت نے اس کامیاب سکیم کو نئے مالی سال 15-2014 میں بھی عوام کو 25۔ارب روپے کی مالیت کی پچاس ہزار مزید پیلو کیب فراہم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس منصوبہ میں قابل غور بات یہ ہے کہ اس منصوبہ کے تحت زیادہ تر گاڑیاں دیہات میں بسنے والے بے روزگار خواتین وحضرات کے لئے ہیں اس لئے یہ منصوبہ قابل تحسین ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! چونکہ اب buzzer بج چکی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ

میاں طاہر: میں نے یہاں پر ایک قرارداد بھی جمع کروائی تھی۔ میں آخر میں نظم سنا کر اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر: نظم نہیں۔ اتنا لمبا ٹائم نہیں ہو گا۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ محترمہ شمعونہ بادشاہ قیصرانی!

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں دو اشعار ہی سنا دیتا ہوں:

فقط ایک فرض باقی ہے نبھا کر لوٹ آؤں گا
وطنِ کا قرض باقی ہے چکا کر لوٹ آؤں گا
قسم مجھ کو وطن کی مٹی کے زخموں کی
صفحہ ہستی سے دشمن کو مٹا کر لوٹ آؤں گا
مجھے معلوم ہے کہ میں تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں
پریشان ہو نہ میری ماں میں جا کر لوٹ آؤں گا

جناب سپیکر: یہاں شعر و شاعری نہیں ہو گی۔ یہ مشاعرہ نہیں ہے۔ جی، محترمہ شمعونہ بادشاہ قیصرانی صاحبہ!

محترمہ شمعونہ بادشاہ قیصرانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے ہم جنوبی پنجاب کے باسیوں کے اندر نسلوں پرانا جو احساس محرومی چھایا ہوا تھا اسے دور کرنے کے لئے اس بجٹ میں خاطر خواہ رقم رکھی ہے۔ انہوں نے جنوبی پنجاب کے لئے جو بجٹ پیش کیا ہے اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی، جب پچھلی گورنمنٹ میں لاہور میں میٹرو بس کا منصوبہ شروع کیا گیا تھا تو ہم جنوبی پنجاب کے باسیوں میں ایک بے چینی اور احساس محرومی کی کیفیت پیدا ہوئی تھی اور ہر ممبر صوبائی اسمبلی دبے دبے الفاظ میں یہی بات کہہ رہا تھا کہ کاش یہ پیسا ہمیں مل جاتا اور ہم اس سے اپنے لئے صاف پانی لے لیتے، اپنے لئے farm to market roads لے لیتے، اپنے لئے سکولز لے لیتے لیکن جب کچھ عرصہ کے بعد میٹرو بس کے ساتھ ساتھ ہم

جنوبی پنجاب کے لئے انجینئرنگ یونیورسٹیز، میڈیکل کالجز اور صاف پانی کے لئے اربوں روپیہ دیا گیا تو ہمیں احساس ہوا کہ ہمارے وزیراعلیٰ پنجاب کے نزدیک لوئر اور اپر پنجاب کا کوئی فرق نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمیں محسوس ہوا کہ ہمیں نہ صرف ہمارا حق ملا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ملا ہے چونکہ اس بجٹ میں انہوں نے ہمارے لئے 36 فیصد رکھ کر ہمارے اندر احساس محرومی ختم کر دیا ہے۔ اس بجٹ میں پولیس کی کارکردگی بہتر بنانے اور جرائم کے خاتمے کے لئے جو قابل ستائش اقدامات کئے گئے ہیں اور جہاں ان کے بجٹ میں اضافہ کیا گیا ہے میں گزارش کروں گی کہ ہمارے ڈیرہ غازی خان ڈویژن جس کا بیشتر حصہ ٹرائبل ایریا پر مشتمل ہے اور یہاں پر بارڈر ملٹری پولیس اور بلوچ لیوی کام کرتی ہے۔اس بجٹ میں پولیس کے بجٹ کے ساتھ نہ صرف ان کے بجٹ میں اضافہ کیا جائے بلکہ میری گزارش ہو گی کہ ان پر جو کافی عرصے سے ban لگا ہوا ہے اسے lift کر کے نئی بھرتیاں کی جائیں اور کافی عرصے سے جو خالی اسامیاں پڑی ہیں انہیں fill کیا جائے تاکہ ان کی افرادی قوت میں اضافہ کیا جا سکے۔آج وزیرستان میں جو آپریشن جاری ہے، ڈیرہ غازی خان کی سرحدیں تین صوبوں سے ملتی ہیں اور میرا حلقہ پی پی۔240، خیبر پختونخوا کے بارڈر پر ہے اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ یہاں پر خصوصاً ٹرائبل بیلٹ کو safe کیا جانا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! میں سب سے آخر میں اپنی تحصیل تونسہ کی عوام کی طرف سے وزیراعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کی بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے ہمارے پسماندہ علاقہ کے لئے دانش سکول دے کر ہماری نسلوں پر احسان کیا ہے۔بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ کا شکریہ۔ محترمہ عفت معراج اعوان صاحبہ!

محترمہ عفت معراج اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنے قائد محترم وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ان کی پوری ٹیم کو اتنا شاندار اور تاریخ ساز بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتی ہوں کہ انہوں نے ایک سال کی قلیل مدت میں دن رات کی ان تھک محنت اور کوششوں سے پنجاب کو ایک تاریخی بجٹ دیا ہے۔ موجودہ بجٹ بلاشبہ ایک غریب پرور بجٹ ہے کیونکہ اس بجٹ میں عام لوگوں کو ریلیف دیا گیا ہے جس کا ثبوت ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ، ہیلتھ انشورنس کارڈ کا اجراء، بیلو کیب سکیم کے دائرہ کار کی وسعت جس کو دیہاتوں تک پھیلانے کا عزم ہے، بجٹ میں تعلیم اور صحت کے شعبوں میں 42 فیصد اضافہ، سکولوں کی تعمیر،

سکولوں کی upgradation اور دانش سکولوں کا قیام ہے۔ ٹیکس کے نظام کو بہتر اور مؤثر بنانے کی تجاویز یہ سب ایک عام آدمی کو ریلیف دینے کا ثبوت ہے۔ اتنا جامع متوازن اور معیاری بجٹ پیش کرنے سے پنجاب میں ترقی اور خوشحالی کا ایک نیا دور شروع ہو گا، پنجاب دن دُگنی اور رات چگنی ترقی کرے گا۔ پنجاب کی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ زرعی شعبہ سے وابستہ ہے اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کسانوں کی فلاح اور زراعت کو فروغ دینے کے لئے حکومت نے 14-ارب 97 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔ حکومت نے بجلی اور ڈیزل سے چلنے والے تقریباً بیس ہزار ٹیوب ویلوں کو بائیو گیس پر منتقل کرنے کا عزم کیا ہے جس کا کسان کو معاشی طور پر فائدہ ہو گا۔ سستی اور معیاری ٹرانسپورٹ کے لئے میٹرو بس سروس، سستے گھروں کی فراہمی کے لئے آشیانہ سکیم جیسے منصوبے جن سے کم آمدنی والے تقریباً بیس ہزار افراد کو گھر مہیا کئے جائیں گے۔ قومی زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح توانائی کے بحران پر قابو پانے کے لئے حکومت نے ہائیڈرل، تھرمل، ونڈ، سولر اور بائیو گیس جیسے منصوبے شروع کئے ہیں۔ اس کا ثبوت بہاولپور میں ہزار میگاواٹ کا قائداعظم سولر پارک اور نندی پور پراجیکٹ ہیں۔

جناب سپیکر! امن عامہ بہتر بنانے اور دہشت گردی جو اس وقت کا بہت بڑا المیہ ہے اس سے نبرد آزما ہونے کے لئے بہت بڑی رقوم مختص کی گئی ہیں۔ پنجاب جو ملک کی 65 فیصد آبادی پر مشتمل ہے وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے مطابق انشاء اللہ تعالیٰ محفوظ، خوشحال، تعلیم یافتہ اور معاشی طور پر مستحکم، صنعتی اور زرعی ترقی کی بلندیوں کو چھوئے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرا حلقہ پی پی-53 جڑانوالہ فیصل آباد کا آخری حلقہ ہے جس کی boundary ننکانہ صاحب سے ملتی ہے، میرے حلقہ میں صرف ایک ہی اہم رابطہ سڑک ہے جو ننکانہ، بچیانہ، جڑانوالہ کو ملاتی ہے۔ چونکہ ننکانہ صاحب انٹرنیشنل سٹی ہے اور میرے حلقہ میں گنگا رام کا گاؤں گنگا پور ہے، بھگت سنگھ کا گاؤں ہے۔ یہاں پر کافی انٹرنیشنل سیاح آتے ہیں لیکن سڑک کی بدحالی اور اس کی ٹوٹ پھوٹ کی وجہ سے انہیں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ اس سڑک کو نیشنل ہائی وے میں ڈال کر ون وے بنا دیا جائے تو فیصل آباد سے لاہور کا راستہ صرف ڈیڑھ گھنٹے میں طے ہو سکتا ہے۔ میرے حلقہ میں گنگا پور میں ایک بوائز ڈگری کالج کا قیام نہایت ضروری ہے کیونکہ میرا حلقہ ٹوٹل رورل ایریا پر مشتمل ہے اور تعلیمی لحاظ سے بہت پیچھے ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ڈاکٹر عالیہ آفتاب صاحبہ!

ڈاکٹر عالیہ آفتاب: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں اپنی تقریر کا آغاز ایک خاص عنوان سپیشل ایجوکیشن کے حوالے سے کروں گی۔ سپیشل ایجوکیشن عام تعلیم سے ذرا مختلف اور ہٹ کر ہے۔یہ ان معذور بچوں کی تعلیم ہے جو کسی نہ کسی disability کا شکار ہوتے ہیں۔ ہمارے صوبہ پنجاب کے سکولوں میں چار طرح کی disabilities پر کام ہو رہا ہے۔اس میں physically handicapped, blind, hearing impaired and mentally challenged بچے شامل ہیں۔ پنجاب کے اڑھائی سو سکولوں میں تقریباً ستائیس ہزار خصوصی بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ان بچوں کو نہ صرف وہاں پر تعلیم فراہم کی جاتی ہے بلکہ بہت ساری دوسری سہولتیں بھی مہیا کی جاتی ہیں۔ان بچوں کو free pick and drop کی سہولت دی جاتی ہے، آٹھ سو روپے ماہانہ وظیفہ کی ادائیگی کی جاتی ہے، بچوں کو وردی مہیا کی جاتی ہے، ووکیشنل ٹریننگ دی جاتی ہے اور ان کی extra curriculum activities پر بھی بہت توجہ دی جاتی ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے اس پر بہت زیادہ توجہ دی ہے جس کے نتیجے میں پچھلے نو ماہ میں ہم نے پانچ ہزار نئے بچوں کی enrollment کی ہے۔یہ سپیشل ایجوکیشن میں ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ حال ہی میں ساٹھ بچوں کی cochlear implant ہوئی ہیں جس سے بچوں کی speech میں بہت زیادہ فرق پڑا ہے اور یہ بچے normal mainstream میں آنا شروع ہو گئے ہیں۔اس میں سب سے اچھی بات یہ ہے کہ وفاقی حکومت نے اس پر ٹیکس exempt کر دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ جن کی پہنچ سے یہ چیز باہر تھی اب وہ لوگ بھی اس کا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔اس کے علاوہ ابھی حال ہی میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے تقریباً 221 جنریٹرز سپیشل ایجوکیشن کو مہیا کئے ہیں تاکہ energy crisis کا مسئلہ حل ہو سکے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ نے سپیشل ایجوکیشن کے حوالے سے اتنی زیادہ دلچسپی لی کہ جن بچوں نے وہاں پر ساٹھ سے ستر فیصد marks لئے انہیں نقد انعام دیئے گئے اور باقی سارے بچوں کی حوصلہ افزائی کے لئے لیپ ٹاپ اور سولر انرجی لیمپ دیئے گئے جو کہ ایک بہت ہی اچھی بات ہے۔یہ بچے mainstream line سے بہت دُور ہوتے ہیں لہذا ان کی جتنی حوصلہ افزائی کی جائے وہ کم ہے۔ابھی حال ہی میں ہمارا Youth Festival ہوا جس میں ان خصوصی بچوں کو اپنی قابلیت دکھانے کا بہت

زیادہ موقع ملا اور بچوں نے کافی gold medal حاصل کئے ہیں۔اس سے بچے بہت زیادہ خوش تھے کیونکہ انہیں mainstream line میں آنے کا موقع ملا ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح Inclusive Education کا آغاز 2012 میں ہوا تھا۔ابھی 2014-15 کے بجٹ میں چنیوٹ سمیت جنوبی پنجاب کے تقریباً گیارہ اضلاع میں Inclusive Education شروع کرنے کے لئے رقم مختص کی گئی ہے۔اسی طرح بچوں کی تفریح کے لئے پچھلے سال دو recreational parks بھی بنائے گئے ہیں۔ان میں ایک recreational park جناح گارڈن اور دوسرا ریس کورس پارک میں موجود ہے۔

جناب سپیکر! اب میں کچھ تجاویز دینا چاہوں گی۔ہمارے physically handicapped بچوں کے لئے یہاں کوئی سہولت موجود نہیں ہے تو میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہم ان کی transport کے لئے وین کا بندوبست کر دیں تاکہ بچے خود مختار ہو سکیں۔جب ہم Inclusive Education کی بات کرتے ہیں تو اس میں بہت زیادہ پرائمری سکول ہیں۔تقریباً پچیس ہزار سے زیادہ پرائمری سکول موجود ہیں اور اگر وہاں پر ہم Inclusive Education شروع کر دیں تو وہ بچے بھی جو کہ پسماندہ علاقوں میں رہتے ہیں تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔اب جناب محمد عمر جعفر صاحب بجٹ پر بات کریں گے۔

جناب محمد عمر جعفر: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کو comment کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے detailed speech کی اور record breaking بجٹ پیش کیا۔یہ ایک ہزار ارب روپے سے زائد کا بجٹ ہے۔وزیر خزانہ کی goodwill job یہ ہے کہ انہوں نے بہت زیادہ شور میں اپنی بجٹ تقریر کی ہے تو میں اس پر وزیر خزانہ کو again comment کروں گا۔

جناب سپیکر! first of all اس بجٹ کا major point یہ ہے کہ جنوبی پنجاب جہاں سے میرا بھی تعلق ہے اس کو focus کیا گیا ہے۔اس کو focus اس لئے کیا گیا ہے کیونکہ It is the less developed area compared to rest of Punjab. اس کا بالکل یہ مطلب نہیں ہے کہ Southern Punjab is higher than rest of the Punjab. یہ اس لئے کیا گیا ہے تاکہ غریب لوگوں کی betterment کے لئے زیادہ کام ہو سکے۔میرے بہت سے ساتھیوں نے اس بجٹ کے major points آپ کو بتا دیئے ہیں۔ماشاءاللہ ہمارے جنوبی پنجاب میں خواجہ فرید یونیورسٹی بن رہی ہے جس میں آئی ٹی اور انجینئرنگ کی تعلیم دی جائے گی۔یہ صرف جنوبی پنجاب کے

لئے نہیں بلکہ یہ پورے پاکستان کے لئے ہے کیونکہ یہ سندھ، بلوچستان اور پنجاب کو cater کرے گی۔ اگر آپ رحیم یار خان کو visit کریں تو وہاں پر شیخ زید میڈیکل کالج کی expansion جلدی سے اور record breaking time میں ہو رہی ہے۔ جس طرح تیزی سے میٹرو بس کا ٹریک بنایا گیا تھا ویسے ہی اس میڈیکل کالج کو تیزی سے develop کیا جا رہا ہے۔ I would like to thank again the Chief Minister کہ وہ focus کر کے جنوبی پنجاب کو ترقی کی راہ پر گامزن کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح سڑکوں کے حوالے سے بھی انہوں نے record breaking major schemes دی ہیں۔ میں یہاں یہ درخواست کروں گا کہ شہروں میں چھوٹی گلی محلوں کے لئے packages دیا کریں۔ شہر کے منتخب ممبران یا مقامی انتظامیہ کو ایسے packages دیئے جائیں تاکہ وہ ان کی سڑکوں کو improve کر سکیں۔ جب لوگ ہمارے پاس آتے ہیں تو ان کا یہی مطالبہ ہوتا ہے کہ پہلے ان چھوٹی سڑکوں کو improve کریں اور پھر major roads بنائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! یہاں پر criticize کیا جاتا ہے کہ لیپ ٹاپ سکیم did not work well اگر یہ نوجوانوں کے پاس جائیں اور ان سے پوچھیں کہ کیا آپ کو اپنی تعلیم کے لئے لیپ ٹاپ چاہئیں؟ تو وہ کہیں گے کہ ہاں ہمیں ہر وقت اس کی ضرورت ہے۔ لیپ ٹاپ سے طالب علموں کی education improve ہوتی ہے اور پھر انہیں جلدی نوکری ملنے کے مواقع بھی میسر آتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہوں گا کہ پورا پاکستان، پورا پنجاب اور پورا رحیم یار خان پاک فوج کے ساتھ کھڑا ہے۔ اس پر ہم کبھی بھی compromise نہیں کر سکتے۔ انشاء اللہ ہماری پاک فوج victory حاصل کرے گی کیونکہ پورا پاکستان ان کے ساتھ ہے۔ .Thank you very much

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب چودھری فضل الرحمٰن صاحب بجٹ پر بحث کریں گے۔

چودھری فضل الرحمٰن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ان کی ٹیم کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس بجٹ میں خاص طور پر جنوبی پنجاب کی محرومی کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس مرتبہ ترقیاتی بجٹ کا 36 فیصد جنوبی پنجاب کے لئے مختص کیا گیا ہے جس سے لوگوں کی محرومی ختم ہو گی۔ یہ بجٹ بہت محنت سے بنایا گیا ہے۔ شعبہ تعلیم، صحت، آبپاشی اور صاف پانی کی فراہمی کے لئے بہت زیادہ رقوم مختص کی گئی ہیں۔ اس بجٹ کی تیاری میں ہر چیز کو باریکی سے دیکھا گیا ہے۔ ہمارے

حزب اختلاف کے معزز ممبران نے بجٹ پڑھنے سے پہلے ہی احتجاج شروع کر دیا۔ ہمیں اس روّیے پر بڑی شرمندگی ہوئی ہے۔ لوگوں نے ہمیں محبت، پیار اور بڑی توقعات کے ساتھ منتخب کر کے یہاں اس مقدس ایوان میں بھیجا ہے۔ ہم پر بہت زیادہ ذمہ داریاں ہیں۔ ہمارے اس روّیے اور language کی وجہ سے لوگوں کی طرف بہت غلط پیغام جا رہا ہے اور لوگ مایوسی کی طرف جا رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ تنقید برائے تنقید ضرور کی جائے اور اگر حکومت کوئی غلط فیصلے کرتی ہے تو حزب اختلاف ان کی بہتری کے لئے اپنی تجاویز دے۔ ایوان میں شور کرنے کے بعد بائیکاٹ کر کے باہر چلے جانے سے بہتری نہیں آئے گی اور یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج، رحیم یار خان میں یونیورسٹی اور ملتان میں میٹرو بس کے منصوبے اسی بجٹ میں دیئے گئے ہیں۔ ہمارے علاقے کا پانی بہت زیادہ آلودہ ہو چکا ہے اس آلودگی کو ختم کرنے کے لئے بجٹ میں ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے جس سے لوگوں کی صحت بہتر ہوگی۔

جناب سپیکر! بجٹ ہمیشہ آتے ہیں لیکن اصل میں اس پیسے کا استعمال میری سمجھ کے مطابق صحیح نہیں ہوتا اور زیادہ تر پیسا غلط ہاتھوں میں چلا جاتا ہے۔ اگر پیسے کا صحیح استعمال کرنے کے حوالے سے ہم کوئی قانون سازی کریں تو بہتر ہوگا کیونکہ جو پرانی روایت چلی آ رہی ہے اس میں کرپشن زیادہ اور استعمال کم ہوتا ہے۔ جیسے ہم نے بجٹ بنایا اور جن جن مدات میں ہم نے یہ پیسا شروع میں رکھا اگر ان شعبوں میں اس پیسے کا صحیح استعمال ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکستان بھی ترقی کرے اور سب سے بڑا صوبہ پنجاب بھی ترقی کرے گا۔ میرے کئی معزز ممبران نے کہا کہ میاں محمد شہباز شریف صرف پُل بناتے ہیں تو پُل بنانا بھی ذمہ داری ہے کیونکہ آپ محسوس کرتے ہوں گے کہ لاہور کے اندر جتنی آبادی بڑھ رہی ہے اگر یہ پُل نہ بنتے اور یہ سڑکیں چوڑی نہ ہوتیں تو میرے خیال میں ہم میں سے کوئی شخص بھی وقت پر اپنے گھر تک نہ پہنچ سکتا لہٰذا ان پُلوں اور سڑکوں کی اشد ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر میرے ایک دوست نے کہا کہ دو کنال کے گھروں پر ٹیکس لگایا گیا ہے تو یہ بہت اچھی تجویز ہے لیکن لاہور کی دو کنال کی کوٹھیوں کے ریٹ اور ہیں، ملتان کے اور ہوں گے، رحیم یار خان کے اور ہوں گے اور ہمارے چھوٹے علاقوں جیسے کبیر والا اور خانیوال وغیرہ کے دو کنال گھروں کے ریٹ اور ہوں گے تو اُن گھروں کی قیمت کے حساب سے اُن پر ٹیکس لگایا جائے۔

جناب سپیکر!حکومت اشٹامپ ڈیوٹی تین فیصد کرنے کی طرف جارہی ہے۔ زراعت ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے اوریہاں پر بیٹھے ہوئے زیادہ تر دوست زراعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ تجارت پر تو بے شک اشٹامپ ڈیوٹی بڑھادی جائے لیکن پہلے ہی زراعت پر بڑے اخراجات ہیں جن کی وجہ سے زراعت پیشہ لوگ پریشان ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ زراعت پر اشٹامپ ڈیوٹی نہیں بڑھانی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ حاجی محمد الیاس انصاری صاحب!

حاجی محمد الیاس انصاری: جناب سپیکر!میں آج اس ایوان میں صوبہ پنجاب کی عوام کے لئے خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن اور اُن کی ٹیم کو ایک ہزار ارب روپے سے زیادہ تاریخ ساز بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اس کے ساتھ ساتھ ترقیاتی کاموں کے لئے 14-2013 میں290۔ارب روپیہ رکھا گیا تھا اُس کو بڑھاکر 345۔ارب روپے کر دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ پنجاب میں جس طرح میاں محمد شہباز شریف نے پُلوں، فلائی اوورز، میٹرو بسوں کے حوالہ سے اور آئندہ لاہور میں میٹرو ٹرین کے حوالہ سے جو منصوبے جاری کئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ دور حاضر کے شیر شاہ سُوری ہیں۔

جناب سپیکر!جس طرح ہماری وفاقی حکومت کی ترجیحات میں انرجی کے مسئلہ پر قابو پانے کے لئے انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ کام ہو رہا ہے اسی طرح صوبہ پنجاب میں خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے پچھلے سال انرجی کے لئے جو20۔ارب روپیہ رکھا تھا اُس کو بڑھاکر31۔ارب روپیہ کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ 1999 میں پاکستان جب ایشین ٹائیگر بننے جارہا تھا تو آج وہ دور پھر آ ہے کہ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ہم اس ملک کو اندھیروں سے نکال کر انشاءاللہ تعالیٰ روشنیوں میں لے جانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر!اس ملک کی عوام آج یہ محسوس کر رہی ہے کہ اس وقت کی حکومت جس کی باگ ڈور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے قائدین کے پاس ہے اُن میں اتنی صلاحیت ہے کہ آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ چائنا، تُرکی اور جاپان کی طرف سے بہت زیادہ investment ہمارے ملک میں آ رہی ہے تو انشاءاللہ تعالیٰ اب وہ دن دور نہیں کہ پاکستان بھی اُن ترقی یافتہ ممالک میں شامل ہو جائے گا اور یہاں کے عوام بھی خوشحال زندگی گزار سکیں گے۔ میں آخر میں حزب اختلاف کی نذر ایک شعر کرتا ہوں:

ان سونامی آندھیوں سے کہہ دو اپنی اوقات میں رہیں
ہم وہ پیڑ نہیں جو طوفان سے اُکھڑ جائیں

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب جناب محمد نعیم صفدر انصاری صاحب!

جناب محمد نعیم صفدر انصاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے اس انتہائی اہمیت کے حامل بجٹ کے اوپر مجھے اظہار خیال کا موقع دیا اور پچھلی دفعہ بھی آپ نے کمال شفقت فرمائی۔ میں یہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کروں گا جن کی شب و روز کی محنت اور لگن سے اتنے بڑے حجم کا بجٹ پیش کیا گیا اور یہ بجٹ ایسے حالات میں پیش کیا گیا جو صحیح معنوں میں خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم سب جو اس معزز ایوان کا حصہ ہیں اس صوبہ کی ترقی میں اپنا انتہائی اہم کردار ادا کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہاں پر حزب اختلاف کی طرف سے جو رویّہ دیکھنے میں آیا وہ کسی سے بھی ڈھکا چھپا نہیں۔

جناب سپیکر! اب اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے میں عرض کروں گا کہ میں بجٹ تقریر میں ایک چیز پڑھ رہا تھا جو ایک بڑی alarming situation تھی جو ہماری youth کے حوالہ سے تھی۔ اس صوبہ پنجاب کی 70 فیصد آبادی youth پر مشتمل ہے جن کی عمر 30 سال سے بھی کم ہے۔ مجھے یہ بات کرتے ہوئے بڑی خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ جس طرح قائد محترم کے اقتصادی اور معاشی منصوبہ جات ہیں تو اگر اللہ تعالیٰ نے موقع دیا اور یہ تسلسل جاری رہا تو آنے والے چند سالوں میں 40 لاکھ نوکریاں پیدا کرنے کے جو مواقع بنائے جا رہے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا یہ سب سے بڑا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ میں یہاں پر تجویز کے طور پر ایک بات کہتا چلوں کہ جس طرح ہماری حکومت کی ترجیحات میں ہے کہ ہم نے ہر حلقہ میں کم از کم ایک سکول اور ایک کالج کا قیام یقینی بنانا ہے وہاں پر ایک technical institute کو بھی لازم قرار دیا جائے تاکہ ہمارے نوجوان تعلیم کے ساتھ ہنر بھی حاصل کر سکیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ایم اے اور ایم بی اے کئے بچے بے روزگار پھر رہے ہیں اور ان کی وجوہات میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ ان کے پاس ایسا کوئی ہنر بھی نہیں ہے کہ وہ اس تعلیم سے استفادہ کر سکیں۔ میں آگے بڑھتے ہوئے یہ بات کہنا چاہوں گا کہ جس طریقے سے آج ہمیں انرجی کرائسز کا سامنا ہے۔ میرا تعلق قصور شہر سے ہے جو ایک صنعتی علاقہ بھی ہے وہاں کینوس، ٹینٹ اور چمڑے کی انڈسٹریز اس ملک پاکستان کی ترقی اور زر مبادلہ کمانے میں اپنا کلیدی کردار ادا کر رہی ہیں۔ پچھلے پانچ سالوں میں بد قسمتی سے انرجی کرائسز کی وجہ سے ہمارے علاقہ نے بہت suffer کیا ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ جس طریقے سے الحمد للہ

ہماری لیڈر شپ انرجی کرائسز کو ختم کرنے میں دن رات کوشاں ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم آنے والے دنوں اور مہینوں میں اس پر قابو پاتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔

جناب سپیکر! میں یہاں ایک چھوٹی سی گزارش کرتے ہوئے اجازت چاہوں گا۔ میں نے یہاں یوتھ فیسٹیول کے حوالے سے پہلے بھی بات کی تھی۔ ہماری گورنمنٹ کا یہ بڑا اچھا initiative تھا اس کو جاری بھی رہنا چاہئے۔ پاکستان میں سب سے پہلے میٹرو بس کا پراجیکٹ پنجاب میں بنا، پاکستان کی تاریخ میں سب سے پہلے سولر پاور پراجیکٹ کا بہاولپور میں قائداعظم سولر پارک کے نام سے انعقاد کیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انصاری صاحب! Wind up کریں۔

جناب محمد نعیم صفدر انصاری: جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ پاکستان کی سب سے پہلی سپورٹس یونیورسٹی بھی پنجاب میں بنائی جانی چاہئے تاکہ ہمارا جو image بین الاقوامی طور پر develop ہو رہا ہے کہ یہ قوم نہ صرف دہشت گردی سے نمٹ رہی ہے بلکہ اس کے نوجوانوں میں اہلیت ہے کہ یہ اپنا لوہا منوا سکتے ہیں۔ یہ اسی چیز کا شاخسانہ ہے کہ ہمیں یہاں ایک سپورٹس یونیورسٹی بنانی چاہئے تاکہ ہمارے بچے دنیا میں اپنا نام پیدا کر سکیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ سردار بہادر خان میکن صاحب!

سردار بہادر خان میکن: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے اپنی طرف سے اور اپنے حلقہ کے عوام کی طرف سے شہباز پاکستان اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن اور ان کی پوری ٹیم کو اس متوازن، غریب دوست اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ بات ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ میں سرگودھا کے اس حلقہ سے ایم پی اے منتخب ہوا ہوں جہاں سے محسن پاکستان، پاکستان کو ایٹمی طاقت بنانے والے، اس تاریک ملک کو اجالوں کی طرف لانے والے وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف بھی این اے۔68 سے ممبر قومی اسمبلی بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے ہیں۔ اس حلقہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ قیام پاکستان سے لے کر آج تک جتنے بھی الیکشن منعقد ہوئے ہیں الحمدللہ اس حلقہ کے عوام نے ہمیشہ مسلم لیگی امیدوار کو ہی کامیابی سے ہمکنار کیا ہے۔ اس حلقہ کے عوام نے بھی پورے پنجاب کی طرح پاکستان کے نامساعد حالات کے باوجود کہ جہاں عوام کو دہشت گردی ورثہ میں ملی ہو، ڈرون حملے

ورثہ میں ملے ہوں، بجلی کی لوڈشیڈنگ ورثہ میں ملی ہو ایک انتہائی مفید اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں تمام شعبہ ہائے زندگی میں بہتری لائی جانے کی نوید دی گئی ہے اور خصوصی طور پر تعلیم، صحت اور سماجی بہبود کے شعبوں میں قابل قدر اصلاحات اور خصوصی فنڈز رکھے گئے ہیں جس سے نہ صرف صوبہ بھر کے عوام کا معیار زندگی بہتر ہوگا بلکہ صوبہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور ہمارے قائدین کی قائدانہ صلاحیتوں سے دن دُگنی رات چوگنی ترقی بھی کرے گا۔

جناب سپیکر! خصوصی طور پر بجلی کی پیداوار میں اضافہ کے لئے پنجاب اپنا بھرپور کردار ادا کر رہا ہے جس میں نندی پور پاور پراجیکٹ اور ساہیوال کول پراجیکٹ روشن مثالیں ہیں۔

جناب سپیکر! 1122 کی سروس 36 تحصیلوں کو اس سال مہیا کیا جانا نہایت احسن قدم ہے۔ میں بھی امید کرتا ہوں کہ حلقہ پی پی۔38 میں بھی اس رواں مالی سال میں 1122 کی سروس مہیا کی جائے گی۔

جناب سپیکر! میں ایک بار پھر وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ پیش کر کے ایک تاریخ رقم کی ہے۔ اس بجٹ میں بالعموم پورے پنجاب اور بالخصوص جنوبی پنجاب کے عوام کی محرومیوں کو دور کیا جائے گا۔ اس بجٹ کی ایک خطیر رقم جنوبی پنجاب کے عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوگی جس سے ہمارے قائدین کی انتھک محنت اور کاوش سے صوبہ پنجاب کی ترقی روز روشن کی طرح عیاں ہوگی اور عوام کے دکھوں کا مداوا ہوگا اور صوبہ ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا۔

جناب سپیکر! میں ییلو کیب سکیم کے ساتھ ساتھ گرین ٹریکٹر سکیم جو کسانوں کے لئے ہے اس کے لئے تجویز پیش کروں گا کہ ییلو کیب سکیم کے ساتھ ساتھ گرین ٹریکٹر سکیم بھی ساتھ شروع ہونی چاہئے تاکہ ہمارا کسان بھی ترقی کرے۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! بہت شکریہ۔ جناب خالد غنی چودھری صاحب!

جناب خالد غنی چودھری: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ کے تاریخی بجٹ پر مجھے اظہار خیال کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے تو اپنے قائد محترم میاں محمد شہباز شریف، اپنے بھائی وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور محکمہ خزانہ کے جو افسران ہیں

ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے دستیاب وسائل میں رہتے ہوئے ایک بہت ہی اچھا تاریخی اور عوامی بجٹ پیش کیا۔

جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو بھی علم ہے کہ جب یہ بجٹ تیار ہو رہا تھا تو اس وقت میرے قائد نے تمام ممبران کو on board لیا، pre-budget اجلاس ہوا، تمام ممبران سے تجاویز لی گئیں اور جو تجاویز سامنے آئیں ان کی روشنی میں یہ بجٹ تیار کیا گیا۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت کا یہ ایجنڈا ہے کہ غریب اور درمیانے طبقے کے معیار زندگی کو بلند کیا جائے۔ اس سلسلہ میں میٹرو ٹرین کا جو منصوبہ پیش کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے غریب طبقہ کو سستی ٹرانسپورٹ مہیا ہو گی اور اس کی مشکلات میں کمی ہو گی۔

جناب سپیکر! اسی طرح تعلیم اور صحت کے شعبے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی معاشرے کی ترقی کے لئے تعلیم اور صحت بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں بجٹ میں خطیر رقم رکھی گئی ہے اور خاص طور پر جنوبی پنجاب کو focus کیا گیا ہے جہاں پر یونیورسٹیاں اور کالج بن رہے ہیں۔ مجھے یہ بتاتے ہوئے بہت خوشی ہو رہی ہے کہ اب ہم 138 نئے کالج بنانے جا رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ تمام کالج اور یونیورسٹیاں بن جائیں گی تو تعلیم کے میدان میں جو deficiency ہے وہ بہت حد تک ختم ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! اسی طرح اگر ہم معدنی ذرائع کی طرف آئیں تو پچھلی حکومتوں نے اس شعبہ میں کوئی خاطر خواہ کام نہیں کیا۔ ہماری حکومت مبارکباد کی مستحق ہے کہ اس نے اس شعبہ پر بہت زیادہ کام کیا ہے اور ہمیں کافی چیزیں چنیوٹ سے ملی ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر ہم اسی طرح چلتے رہے تو اس صوبہ کی ترقی میں معدنیات بہت اہم کردار ادا کریں گی۔

جناب سپیکر! اسی طرح بجلی کا معاملہ ہے کہ پچھلی حکومتوں میں بھی بجلی کا بحران رہا ہے۔ کسی بھی ملک اور صوبہ کی ترقی کے لئے بجلی بھی ایک بنیادی عنصر ہے۔ میاں محمد شہباز شریف جس طرح محنت کر رہے ہیں اور جس لگن سے کام کر رہے ہیں اس کا واضح ثبوت نندی پور کا پراجیکٹ ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس طرح کے دیگر پراجیکٹ بھی جلد از جلد مکمل ہوں گے اور بجلی کی کمی پوری ہو گی اور ہمارا ملک و صوبہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! دانش سکول کے بارے میں ہماری پالیسی آئی ہے اور بڑے سکولوں کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ غریب کے بچوں کو مفت تعلیم دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ غریب کے لئے ایک سرد ہوا کا

جھونکا ہے کہ غریب کے بچے بھی اب ایلیٹ کلاس کے بچوں کے ساتھ تعلیم حاصل کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ غریب کا حق تھا جو میاں محمد شہباز شریف نے ان تک پہنچا دیا ہے جس کے لئے میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہیلتھ انشورنس کے لئے جو4۔ارب روپے رکھے گئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے لیکن اس کو مزید بڑھانا چاہئے۔ چونکہ غربت بہت زیادہ ہے اس لئے میری تجویز ہو گی کہ اس رقم کو کم از کم ڈیڑھ گنا بڑھایا جائے۔ اسی طرح ہمارے جو آبی وسائل ہیں اس پر بھی گورنمنٹ بہت پیسے خرچ کر رہی ہے لیکن میں یہاں تجویز دوں گا کہ ہمارے کسان پر جو ٹیکس لگایا جارہا ہے مہربانی فرما کر ان پر مزید ٹیکس نہ لگائے جائیں کیونکہ پہلے ہی بہت مہنگائی ہے اور کسان مزید ٹیکس برداشت نہیں کر سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب خالد غنی چودھری: جناب سپیکر! صرف ایک بات اور کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب خالد غنی چودھری: جناب سپیکر! چونکہ غربت بہت زیادہ ہے اس لئے بیت المال کے فنڈز بھی بڑھائے جائیں۔ میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ میری یہ بات ذراnoteفرمائیں کہ بیت المال کے فنڈز بڑھانے چاہئیں۔ میری ایک تجویز ہے کہ جو ہمارے لئے بجٹ کی booksشائع ہوتی ہیں میرا خیال ہے کہ 95فیصد ممبران ان کو پڑھتے ہی نہیں ہیں لہذا میری یہ گزارش ہو گی کہ چونکہ آئی ٹی کا دَور ہے تو آپ kindlyاس کی ایک سی ڈی بنا کر دے دیا کریں اس سے ہمارے کروڑوں روپے بچ جائیں گے۔ میری وزیر خزانہ سے گزارش ہو گی کہ اس کی سی ڈی بنا کر دیا کریں اور books نہ چھاپا کریں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! سی ڈی اسbookکے ساتھ ہوتی ہے۔ جی، محترمہ گلناز شہزادی صاحبہ!

MRS GULNAZ SHAHZADI: First of all, I would like to congratulate honourable Chief Minister, Mian Muhammad Shahbaz Sharif and Finance Minister, Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman and all the team members for this proportional and balanced Budget which is infact pro

poor and Insha Allah will bring about revolution in the life of every common man. This is all due to the epoch making vision of our honest and hard working honourable Leaders Mian Muhammad Nawaz Sharif and Mian Muhammad Shahbaz Sharif that the World Bank has approved the financing of DASSU Hydro Power Project. I think it is a great achievement for the people of our country. We are proved of our leadership for making Pakistan economically strong. I would like to explain the road map which is presented in this budget, huge budget of one thousand arab rupees. It is also about the four years onwards and "Inshallah" the increase in GDP will be from 4.8% to 08% and this year Inshallah we will achieve 5.5%. This road map includes the employment of forty lac, employment opportunities. Six arab have been allocated for the technical education for 20 lac persons including men and women and 25 arab rupees allocation for Yellow Cab Scheme. These are all the historical initiatives taken by our government.

Mr Speaker! The completion of Nandi Pur Power Project in the record time limit and more over 19 power projects have been started or inaugurated and especially I will like to quote here the Asia's largest Quad-e-Azam Solar Park. These are also the historical initiatives taken by our government.

Mr Speaker! Now, I will keep my focus on education. Forty two percent budget has been allocated for the education which is more than the education budget of the other provinces and especially for school education 28 arab and 10 billion rupees have been allocated. Here I would like to mention especially the education road map and education reforms taken by Honourable Chief Minister; Quaid-e-Punjab has been appreciated internationally. According to this education road map enrollment of 38 million students have been ensured, recruitment of one

million educators on merit base and onwards Cluster Training Centres. These centres are working very well for primary teachers.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب محمد توفیق بٹ صاحب!

جناب محمد توفیق بٹ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں کل کے واقعہ پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اظہار افسوس کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف نے اپنے خطاب میں جس طرح عوام سے بات کرتے ہوئے اپنے قرب کا اظہار کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ عوام کے دلوں کی آواز تھی جس کو انہوں نے اچھے طریقے سے handle کیا۔ میں دعا گو ہوں کہ اس وقت جو سازشیں کرنے والے عناصر ہیں ان کے عزائم ناکام ہوں۔ میاں محمد شہباز شریف، میاں نواز شریف کی قیادت میں پاکستان تیز ترین ترقی کی طرف گامزن ہے اور پاکستان مزید تیز ترین ترقی کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ قائد میاں محمد شہباز شریف کو ہمت اور طاقت عطا فرمائے تاکہ وہ اسی طرح صوبے کی خدمت کرتے رہیں۔ میں وزیر خزانہ کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے بجٹ بناتے وقت میرے شہر گوجرانوالہ کا بھی visit کیا، Chamber of Commerce کے لوگوں سے بھی ملے اور دیگر عوامی نمائندوں سے بھی انہوں نے مشاورت کی۔ میں سمجھتا ہوں یہی وجہ ہے کہ میاں محمد شہباز شریف یا وزیر خزانہ نے جو سابقہ بجٹ پیش کئے یہ بجٹ بھی ان سابقہ بجٹ کا ہی ایک تسلسل ہے اور یہ بجٹ بھی سابقہ بجٹ کی طرح ایک بہترین بجٹ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے دوستوں نے اس بجٹ پر کافی تقاریر کر لی ہیں اور تمام اعداد و شمار بھی بتا دیئے ہیں۔ میں موٹی موٹی بات کر کے اپنی تقریر ختم کروں گا۔ اس بجٹ میں عوام کی حقیقی معنوں میں energy crisis پر نظر تھی کہ اس وقت جو بحران ہمارے ملک اور صوبے میں ہے اس پر ہماری حکومت کیا کرتی ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں جس طرح ہمارے شہر گوجرانوالہ میں نندی پور پراجیکٹ سات ماہ کی قلیل مدت میں پایۂ تکمیل تک پہنچایا گیا اور پرائم منسٹر آف پاکستان نے اس کا افتتاح کیا جو کہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم energy crisis پر قابو پا لیں گے۔ اس بجٹ میں وزیر اعلیٰ پنجاب یا وزیر خزانہ نے اس بات کا اعلان کیا ہے کہ ہم تمام پراجیکٹ جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے اور ان projects کے لئے 31۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ عوام کے لئے خوشخبری ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم صوبہ پنجاب میں بجلی کا بحران ختم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ ہمارے شہر گوجرانوالہ میں جس طرح سابقہ سالوں میں قائد محترم میاں محمد شہباز شریف نے فلائی اوور بنایا جس کی وجہ سے ایک گھنٹے کا جو سفر تھا اب وہ دو منٹ

میں طے ہوتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک اور فلائی اوور کا قائد محترم نے اعلان کیا ہے چونکہ لوگ گھنٹوں عزیز کلاس چوک میں پھنسے رہتے ہیں اس فلائی اوور کی تعمیر سے یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے گا اور اس کا پورے پاکستان کو فائدہ پہنچے گا، اس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کا شکر گزار ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ہمیں بجٹ میں یہ بھی یقین دلایا ہے کہ گوجرانوالہ میں سکولوں کی missing facilities کے لئے کروڑوں روپے رکھے گئے ہیں، میں اس پر بھی ان کا شکر گزار ہوں۔ جس طرح وزیر خزانہ نے اس بجٹ میں میڈیکل کالج گوجرانوالہ کے لئے پیسے رکھے ہیں میں اس کے لئے بھی شکر گزار ہوں۔ جس طرح وزیر خزانہ نے اس بجٹ کو پیش کرتے ہوئے گوجرانوالہ کے سیوریج سسٹم کے لئے master plan کے تحت 900 ملین روپے رکھے ہیں، میں اس کے لئے بھی ان کا شکر گزار ہوں۔ میں ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ انہوں نے اس بجٹ میں جو وسائل پیدا کرنے کے لئے طریق کار سوچا ہے اس میں یہ کامیاب ہو جائیں اور پنجاب کی عوام کے لئے حقیقی معنوں میں 345۔ارب روپے کا پیکج ترقیاتی کاموں کے لئے رکھا ہے اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچالیں۔ اگر ہم اس میں کامیاب ہو گئے تو یہ صوبہ انشاء اللہ تعالیٰ مزید ترقی کرے گا۔ ہم جو ایک ہزار ارب روپے کا کہہ رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد جو اگلا بجٹ آئے گا اُس وقت اپوزیشن والے میرے بھائیوں کے پاس کوئی بات کرنے کے لئے نہیں رہے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ بٹ صاحب! پلیز wind up کریں۔

جناب محمد توفیق بٹ: جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ ہم صوبے کو روشن صوبہ بنائیں گے، پاکستان کو ترقی یافتہ پاکستان بنائیں گے اور اس کے لئے ہم سارے مل جل کر انشاء اللہ تعالیٰ کام کریں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب محمد الیاس چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وحدہ الصلوۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ 15-2014 کی بحث میں حصہ لینے کا موقع فراہم کیا۔ سب سے پہلے تو میں کل کے ماڈل ٹاؤن واقعہ کی شدید مذمت کرتا ہوں اور حکومتی مؤقف کی تائید کرنا چاہتا ہوں کہ اس واقعہ کی عدالتی تحقیقات جلد از جلد سامنے لائی جائیں جس سے آئندہ اس قسم کے واقعات کی روک تھام ہو سکے۔ میں قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ان کی ٹیم کو عوامی اور غریب پرور بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں اتنا ضرور کہوں گا کہ بڑی مشکلات اور قربانیوں کے بعد یہ ترقی کا سفر شروع ہوا لیکن اسلام اور پاکستان دشمن

طاقتیں پاکستان کو مضبوط ہوتا نہیں دیکھ سکتیں اور ساتھ اس ملک کے اندر انارکی پھیلانے کے در پے ہیں۔ایک سیاسی قائد نے بیان دیا کہ مسلم لیگ (ن) نے دہشت گردی کے سوا دیا کیا ہے ؟ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ جائیں اور دیکھیں کہ صوبے کے کونے کونے میں ترقیاتی کام کیسے ہو رہے ہیں۔ اصل وجہ یہ ہے کہ سابقہ حکومت نے جو لوٹ مار مچا رکھی تھی اور اپنی تجوریاں بھر رہی تھی مگر اب وہ موقع ان کے ہاتھ سے نکل گیا ہے جس کی وجہ سے وہ پریشان ہیں۔

جناب سپیکر!نندی پور کے حوالے سے میں اپنا ذاتی مشاہدہ پیش کروں گا کہ میں چند ماہ پہلے اس کا معائنہ کرنے گیا تو وہاں کے سکیورٹی انچارج نے یہ بات بتائی کہ سابقہ حکومت نے اس منصوبے کا یہ حشر کر دیا تھا کہ وہاں رہتے ہوئے ڈر لگتا تھا اور بنک نے ایک گارنٹی لیٹر مانگا کہ ہم آپ کو فنڈز مہیا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بائیس مہینوں میں اس سابقہ حکومت نے وہ گارنٹی لیٹر مہیا نہ کیا جبکہ میاں شہباز شریف صاحب کو پتا چلا تو جو بائیس مہینوں میں انہوں نے کام نہیں کیا تھا وہ شہبازِ پاکستان نے صرف آدھے گھنٹے میں لیٹر تیار کروا کر بنک کے حوالے کیا پھر وہ کام تیزی سے شروع ہوا۔ وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ سابقہ حکومت نے بجلی کیا پیدا کرنی تھی بلکہ وہاں پر مشینری اور لوہے کا جو سامان آیا ہوا تھا اس کو سکریپ میں بیچا جا رہا تھا۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس نندی پور کے علاوہ جتنے اور منصوبے ہیں ان کے ساتھ ساتھ کالا باغ ڈیم پر بھی توجہ دی جائے اور ملکی اعتماد کے ساتھ چالو کیا جائے تو یہ crisis ختم ہو سکتے ہیں۔ میں اس بات پر بھی توجہ دلاؤں گا کہ جتنی بجلی بھی لوڈ شیڈنگ کی ترتیب سے آتی ہے اس میں voltage کم ہوتے ہیں۔ زرعی موٹریں یا دوسرے جو آلات ہیں وہ voltage کی کمی کی وجہ سے جل جاتے ہیں جس سے کافی نقصان ہوتا ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ رمضان کے مہینے میں افطاری کے دستر خوان لگائے جاتے ہیں وہاں دیکھا یہ جاتا ہے کہ غیر مستحق اور غیر روزہ دار براجمان ہوتے ہیں لہذا میری تجویز یہ ہے کہ اگر اس کے علاوہ عام خورد و نوش کی اشیاء پر subsidy کے طور پر رقم دے دی جائے تو پورے پنجاب کی عوام کو اس کا فائدہ ہوگا۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے اہلیان چنیوٹ کا ایک دیرینہ مطالبہ پورا کرتے ہوئے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے لئے فنڈز مختص کئے،اس کے علاوہ چنیوٹ فیصل آباد روڈ کی تعمیر کے لئے فنڈز رکھے تو یہ منصوبہ جات اہلیان چنیوٹ کے لئے ایک تحفہ سے کم نہیں ہیں اور مجھے امید ہے کہ ان پر فی الفور عمل کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ چنیوٹ کے لئے سیوریج سکیموں کے لئے بھی فنڈز رکھے گئے جس کے لئے چنیوٹ کی عوام حکومت کی شکر گزار ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہوں گا کہ چنیوٹ کو پولی ٹیکنیکل

کالج کی تعمیر کی اشد ضرورت ہے۔ اسی طرح لوکل سڑکات موضع پترا کی، بڑھے دریا پر پُلی، ٹھٹھہ مٹھہ، راؤ باغ تا سپرا کالونی، موضع قاضیاں تا دُسری لنک روڈ چک نمبر 10 تا 11، بائی پاس تا ٹھٹھہ موچیاں سرگودھا روڈ کی تعمیر کے لئے فنڈز کا رکھا جانا ضروری ہے۔ حکومت نے تعلیم کے شعبے میں خاطر خواہ پیسے رکھے ہیں لیکن میں یہاں یہ توجہ دلانا چاہوں گا کہ ہمارے ہاں ایک الاصلاح ہائی سکول جو ساٹھ سال پہلے بنا تھا جس کی عمارت کو مسمار کر دیا گیا اس کے لئے فنڈز رکھے گئے لیکن جون آنے کی وجہ سے وہ lapse ہو گئے۔ اب وہاں عمارت ادھوری ہے جہاں پر سترہ سو بچے دربدر ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ ایسے ہی اسلامیہ ہائی سکول 1901 میں تعمیر ہوا تھا جس کو سو سے زیادہ سال ہو گئے ہیں۔ اس کی عمارت بھی بوسیدہ ہو چکی ہے جس کے لئے فنڈز کی اشد ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو آخر میں تھوڑی سی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! اب آپ آخری بات کر کے ختم کریں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں ایک تجویز دوں گا کہ پولیس کے لئے بہت زیادہ فنڈز رکھے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود رشوت ستانی پر کنٹرول نہیں ہوتا اور وارداتیں ہوتی رہتی ہیں۔ جیسے موٹروے پولیس اور دیگر پولیس کے محکموں میں خاطر خواہ تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں اسی طرح اگر ہماری پنجاب پولیس کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا جائے تو کافی فائدہ ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! آخر پر میں اپنے وزیر معدنیات جناب شیر علی خان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی توجہ سے چنیوٹ میں جیسے بجٹ تقریر میں بھی ذکر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے وہاں پر قدرتی وسائل لوہے کا بہت بڑا ذخیرہ دیا ہے جس کے لئے فنڈز رکھے گئے ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اگر اس کو آگے چلایا گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ ملک کی ترقی میں سنگ میل ثابت ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! بہت شکریہ۔ منسٹر صاحب اس کو note کر رہے ہیں۔ میاں کاظم علی پیرزادہ صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! آخری ایک بات رہ گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ ان کو اپنی تجاویز دے دیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں بول چکا ہوں۔ جی، کاظم علی پیرزادہ صاحب!

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! کل کے افسوسناک واقعہ پر پوری قوم غمگین ہے اور مجھے یقین ہے کہ جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ آنے کے بعد جو بھی اس کے ذمہ داران ہیں اُن کو قرار واقعی سزا ملے گی۔ ہمیں وزیر اعلیٰ پنجاب پر اعتماد ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ مجھے پورا یقین ہے کہ اس واقعہ پر انصاف ہو گا۔

جناب سپیکر آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ کی تجاویز کے لئے موقع فراہم کیا۔ میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ اور ایوان کے علم میں لاؤں کہ نواب بہاولپور سر صادق محمد خان عباسی کے بعد جو institution اور infrastructure ان کے دَور میں بنا اس کے بعد پچاس ساٹھ سالوں میں ریاست بہاولپور ڈویژن کے لئے کوئی قابل قدر کام نہ ہو سکا اور کوئی قابل ذکر منصوبہ وہاں پر نہ آیا۔ بہاولپور میں ساٹھ سال BVH ہسپتال کے اوپر ہی گزارا رہا لیکن الحمد للہ اس حکومت کے آنے کے بعد پچھلے tenure میں وزیر اعلیٰ نے بڑی مہربانی کرتے ہوئے بہاولپور میں 400 بستر پر مشتمل ایک ہسپتال بنایا۔ اسی طرح نواب بہاولپور نے بہاولپور میں صادق پبلک سکول کا تحفہ دیا جبکہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے بہاولپور کو دانش سکول دیا۔ اسی طرح بہاولپور کے تینوں اضلاع میں سب سے پہلے دانش سکول بنائے گئے جس پر میں اُن کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس سے بڑھ کر اس دفعہ اس انقلابی بجٹ میں جو میڈیکل کالج بہاولنگر اور آئی ٹی اینڈ انجینئرنگ یونیورسٹی رحیم یار خان میں بنانے کا عزم کا اظہار کیا اور اس کے لئے پیسے رکھے گئے اس کے لئے بھی میں اُن کا شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر! میں اپنے حلقے اور اپنے ضلع کی ایک سکیم کا ذکر کرنا بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ بہاولپور حاصل پور روڈ جو کہ انتہائی خستہ تھی اور ٹریفک کے قابل بھی نہ تھی الحمد للہ پچھلے سال کے بجٹ میں اس کے لئے پیسے مختص کئے گئے اور اس پر بڑی تیزی سے ماشاء اللہ کام جاری ہے اور 90 کلو میٹر کا ایک تحفہ dual carriage way ہمارے علاقے کو ملا جو کہ کسی موٹر وے سے کم نہ ہے۔ اس کی افادیت اس طرح بھی بڑھ جاتی ہے کہ میرا حلقہ اور میرا ایریا پاکستان کی بہترین کوالٹی کاٹن پیدا کرنے والا ایریا ہے۔ ہماری کاٹن باقی پنجاب سے سب سے زیادہ اچھی اور کوالٹی کاٹن سمجھی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آخری بات۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! میری صرف دو تجاویز ہیں۔ حاصل پور بہاولپور روڈ کے اوپر ایک قصبہ قائم پور واقع ہے جس میں ایک جگہ جمال پور قائم پور ہے جس کے درمیان ایک سڑک کی تعمیر

کی تجویز دینا چاہتا ہوں۔ میرے حلقہ میں farm to market roads کی بڑی کمی ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کے توسط سے اس کے لئے بھی میرے حلقہ اور ایریا کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔

جناب سپیکر! آخری تجویز یہ ہے کہ حکومت پنجاب غریب کاشتکاروں اور کسانوں کو بائیو ٹیکنالوجی کے لئے سبسڈی دے رہی ہے تو میری تجویز یہ ہے کہ بے شک سبسڈی نہ دیں لیکن ایک چیز تمام زمینداروں کے لئے ہونی چاہئے اور وہ یہ ہے کہ اس ٹیکنالوجی کے بارے میں کہ اسے کیسے لگایا جائے اور اسے اگر کوئی کاشت کار لگانا چاہتا ہے تو اس کی معاونت کا انتظام کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ کرن عمران صاحبہ!

محترمہ کرن عمران: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے 15-2014 کے بجٹ پر بولنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا ترقیاتی بجٹ پیش کرنے پر وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ دیا۔

جناب سپیکر! میں یہاں بتاتی چلوں کہ پاکستان کو آزاد ہوئے 60 سال سے زائد کا عرصہ ہو گیا لیکن آج تک کیونکہ جمہوریت کو پنپنے نہیں دیا گیا اور یہی وجہ رہی کہ کوئی ایسا بجٹ نہیں آ سکا جو چار سال یا پانچ سال تک جمہوریت کو sustain کرتا اور اس طرف چلتا۔ میں سمجھتی ہوں کہ مسلم لیگ (ن) کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ پچھلے tenure میں بھی پنجاب حکومت ان کے پاس تھی اور یہ tenure بھی ان کے پاس ہے تو ہماری تاریخ میں یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ہمیں ایک ایسا بجٹ دیا گیا ہے جو چار سالوں کے لئے ایک کوشش ہو گی جس کے ثمرات آگے نظر آنا شروع ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جب ہم یورپی ممالک کی بات کرتے ہیں تو وہاں پر پالیسیاں وہی رہتی ہیں لیکن وہاں چہرے تبدیل ہوتے ہیں تو میرے خیال میں یہ جو چار سال کا بجٹ ہے یہ اس کو reflect کر رہا ہے کہ پالیسیاں وہی رہیں گی۔ میں سمجھتی ہوں کہ عوام نے ہماری پارٹی کو اعتماد کا ووٹ دے کر یہاں تک بھجوایا تو اس کی یہی وجہ ہے کہ ہم اس قابل ہو سکیں کہ ہم نے چار سال کا یہ بجٹ پیش کیا۔ میں یہاں پر میاں اسلم اقبال صاحب جو ہمارے colleague بھی ہیں، نے بات کی تھی کہ کسی ہسپتال میں برن سنٹر کا افتتاح نہیں کیا گیا کیونکہ اس کے اوپر جو "پھٹی" ہے وہ کسی اور قائدین کی ہے تو میں انہیں یہ کہوں گی کہ جب Rescue 1122 کے اوپر بات کی جائے تو اسے بھی کسی اور کے قائدین نے شروع کیا تھا لیکن ہماری حکومت نے initiative لیا اور پچھلے سات سال سے جب بھی بجٹ آتا ہے تو اس کے لئے ایک رقم

مختص کی جاتی ہے۔ اس دفعہ بجٹ کے اندر اس مقصد کے لئے ایک ارب 45 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں اور میرے خیال میں ہم چیزیں لے کر چل رہے ہیں جن کے بارے میں بھی ذکر کرنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر تجاویز کی طرف آؤں گی کہ گھریلو صنعت کاری اور دستکاری، اگر ہم بھارت کی مثال دیں تو وہاں پر نگینہ سازی ہے اور اگر میں بنگال کی مثال دوں تو وہاں پر ململ ہے اور ان چیزوں پر کام کرتے ہوئے انہوں نے پوری دنیا میں اپنا نام پیدا کیا تو میں یہ چاہوں گی کہ ہماری حکومت اس پر قانون سازی کرے۔ ہمیں problem کہاں آتی ہے actually چھوٹے صنعتکاروں کو ہم اتنا rely نہیں کرتے اور ان کا معاوضہ روزانہ کی بنیاد یا کام ختم ہونے پر انہیں نہیں دیا جاتا بلکہ ایک پرچی مافیا شروع ہو جاتا ہے۔ میں کہوں گی کہ اس کے لئے باقاعدہ ایک سسٹم بنایا جائے کہ اندرون و بیرون ملک ان کی منڈیوں تک رسائی ہو اور اس کے لئے ایک حکمت عملی بنائی جائے۔ اس سے کیا ہو گا کہ دیہاتوں اور شہروں میں جو لوگ کام کرنا چاہتے ہیں یا جو اپنے گھروں میں بیٹھ کر کام کرنا چاہتے ہیں اور جو پاکستان کی خوشحالی میں اپنا کردار ادا کرنا چاہتے ہیں، انہیں معاوضہ بھی ان کے گھر تک ملے گا اور اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہو گا کہ شہروں میں آنے والے لوگوں کے رجحان میں کمی ہو گی اور انہیں اپنے گھر میں ہی روزگار ملے گا۔

جناب سپیکر! اگر ان چھوٹی چھوٹی صنعتوں کو حکومت کی طرف سے apprise مل جائے تو ہم جو بتا رہے ہیں کہ GDP کا چار سال میں ایک فیصد ہے تو اگر ہم اس پر proper کام کریں تو میرے خیال سے دو سالوں کے اندر ایک فیصد پر پہنچ سکتے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ میری گل صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ چودھری خالد محمود ججہ!

چودھری خالد محمود ججہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج میں چولستان جیسے پسماندہ ترین علاقے کا نمائندہ ہونے کے باوجود فخر سے 15-2014 کی بجٹ تقریر کر رہا ہوں۔ چولستان کسی بھی طرح سے سندھ کے تھر سے مختلف نہیں ہے۔ اس سال جو تھر میں تباہی برپا ہوئی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے اور آج تک تھر کے عوام انہی حالات سے گزر رہے ہیں۔ ہمیں بھی چولستان میں یہی چیلنجز درپیش تھے مگر میں سلام پیش کرتا ہوں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کو جنہوں نے اس معاملے کی سنگینی کو سمجھا اور فوری طور پر چیف سیکرٹری کی نگرانی میں تمام سیکرٹری صاحبان، تمام متعلقہ وزراء اور منتخب نمائندوں کو چولستان بھیجا اور آج چولستان میں ہم نہ صرف اس مسئلے سے نمٹ چکے ہیں اور قحط کی ایمرجنسی صرف

ایک ہفتہ میں ختم ہوئی بلکہ 236 کروڑ روپے کی بروقت گرانٹ سے شروع ہونے والے منصوبوں نے چولستان کی زندگی کو آسان کر دیا۔

جناب سپیکر! صحرا کی زندگی میں پانی کی اہمیت سے سبھی واقف ہیں۔ پانی نہ ہونے کی وجہ سے چولستان میں رہنے والوں کو مختلف ادوار میں جب پاکستان وجود میں آیا، جو زمین الاٹ ہوئی اور ضلع بہاولپور میں، تحصیل یزمان میں تقریباً 70 ہزار ایکڑ کے قریب وہ بنجر ہو کر رہ گئی۔ اس سلسلے میں اہم پیشرفت جو اس بجٹ میں ہے اور میں خاص طور پر اور فخر سے اس بات کا کریڈٹ لینا چاہتا ہوں کہ میرے والد چودھری ممتاز احمد ججہ (مرحوم) نے اسی اسمبلی کے floor سے 11-2010 میں اس مسئلے کو اجاگر کیا اور میلسی سائفن کی بیرل 1300 کیوسک اور ایس ایم بی لنک کی اپ گریڈیشن کے لئے حکومت سے مطالبہ کیا۔ یہ منصوبہ تقریباً 3.5 ارب روپے کی لاگت کا تھا جس کی وفاقی حکومت کی منظوری کے بعد پچھلے سال کے بجٹ میں فزیبلٹی کے لئے 20 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی، اس دفعہ اس منصوبے کو شروع کرنے کے لئے 50 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی جو کہ ایک انقلابی قدم ہے جس سے چولستان اور بالخصوص بہاولپور کے کسان کو امید کی کرن نظر آئی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ کو یہ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ اس کی رقم کو دگنا کر دیا جائے تاکہ چار سال تک یہ منصوبہ پایۂ تکمیل کو پہنچے۔

جناب سپیکر! اب میں آپ کی توجہ ان اقدامات کی طرف دلاتا ہوں جو پاکستان میں خوراک کے بحران پر قابو پانے اور ہمارے ملک کے مستقبل کو محفوظ بنانے کے لئے انتہائی اہم ہیں۔ پنجاب حکومت نے آبپاشی کے لئے 50 ارب 80 کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے جس میں نہروں کی تعمیر و ترقی اور توسیع شامل ہے۔ یہ وہ پیش بندی ہے جو سابق حکومتیں بجلی کے مسئلے پر نہ کر سکیں۔ اگر آج یہ سرمایہ کاری نہ کریں تو کچھ سالوں بعد خوراک کا بحران اسی طرح آئے گا جس طرح آج بجلی کا بحران ہے تو اس پر میں اپنے قائد کی دوربینی اور پیش بندی کو سلام پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ بجا طور پر اس بات کی نوید دیتا ہے کہ جنوبی پنجاب کو جو اہمیت اور وہاں کے لوگوں کے مسائل دور کرنے میں مسلم لیگ (ن) نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ چاہے پچھلے پانچ سالہ دور میں دانش سکولوں کا قیام ہو یا پھر بہاولپور میں 400 بستروں پر مشتمل ڈسٹرکٹ ہسپتال ہو یا بہاولپور کا نادرن بائی پاس ہو، چولستان میں واٹر سپلائز اور آج بھی پنجاب کے کل بجٹ کا 36 فیصد جنوبی پنجاب کے لئے مختص کیا گیا ہے جو کہ جنوبی پنجاب کے لئے اہمیت کا حامل ہے۔ حکومت کا focus جنوبی پنجاب پر نظر آتا ہے جس کا ثبوت رواں بجٹ میں دیئے گئے ترقیاتی منصوبے ہیں جن میں 1286 ملین

روپے کی لاگت سے بہاولپور میں ویٹرنری یونیورسٹی کا قیام، 17000 ملین روپے سے بہاولپور میں سولر پارک کا قیام، 500 ملین روپے سے بہاولپور سے حاصل پور تک دورویہ سڑک کی تعمیر، 1300 ملین روپے کی لاگت سے چولستان کی سڑکوں کی اپ گریڈیشن اور نئی سڑکیں اور 1500 ملین روپے سے یزمان سے احمد پور شرقیہ سڑک کی اپ گریڈیشن قابل ذکر اور اہم ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ججہ صاحب! وقت ختم ہو گیا ہے اس لئے مہربانی کریں۔

چودھری خالد محمود ججہ: جناب سپیکر! آخر میں آپ کی توجہ اور اس معزز ایوان کی توجہ اپوزیشن کے کھوکھلے نعروں اور ہماری حکومت کے ٹھوس عملی اقدامات کی طرف بھی دلانا چاہتا ہوں۔ پی ٹی آئی والے اپنے جلسوں اور انتخابی مہم کے دوران پٹواری کلچر میں تبدیلی لانے کا دعویٰ کرتے نہیں تھکتے تھے۔ زمینی حقیقت یہ ہے کہ جنوبی پنجاب کی اکثر تحصیلوں میں پٹواری کے نظام کا مکمل خاتمہ ہو چکا ہے اور تمام نظام کمپیوٹرائزڈ کر دیا ہے۔ ہر امیر و غریب اور خاص و عام ایک طریقے سے اس نظام سے مستفید ہو رہے ہیں اور ہمارے پی ٹی آئی والے انقلابی بھائیوں کے صوبہ خیبر پختونخوا میں اس بجٹ میں انہوں نے پٹواریوں کے لئے مراعات کا اعلان کر دیا ہے جس کا مطلب ہے کہ پرانے نظام پر اعتماد کر کے اپنے وعدوں کی نفی کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، next محترمہ لبنیٰ فیصل صاحبہ!

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے مالی سال 15-2014 کے میزانیہ پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ میں ایک ہزار ارب روپے سے زائد کا بجٹ پیش کرنے پر میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں بہترین بجٹ پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف خادم اعلیٰ پنجاب کی ایڈمنسٹریشن کو دنیا تسلیم کرتی ہے۔ یہ متوازن بجٹ بھی ان کی ایڈمنسٹریشن کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ بجٹ ایک ہزار ارب سے زائد کا ہے لیکن اس میں سب سے زیادہ اہمیت شعبہ تعلیم کو دی گئی ہے اور اس کے لئے کل 273۔ارب روپے کی کثیر رقم مختص کی گئی ہے۔ اس رقم کو سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور متعلقہ اداروں پر متوازن طریقے سے تقسیم کیا گیا ہے۔ پنجاب کے تعلیمی اداروں کی missing facilities کو پورا کرنے کے لئے اس بجٹ میں 8۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو انتہائی خوش آئند قدم ہے۔ میاں محمد شہباز شریف صاحب تعلیمی وظائف کا خاص طور پر خیال رکھتے ہیں کیونکہ وظائف ہی اصل میں motivation کا ذریعہ

بنتے ہیں۔اسی طرح صحت کے شعبہ کے لئے کل 121۔ارب 80کروڑ روپے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں مختص کئے گئے ہیں جو ہیلتھ انشورنس، نئی ایمبولینسوں کی خریداری،medicine کی purchase،نئے ہسپتالوں کا قیام اور نئی بھرتیوں کے منصوبوں پر خرچ ہوں گے۔

جناب سپیکر!لاء اینڈ آرڈر کو برقرار رکھنے کے لئے موجودہ حکومت نے پولیس کے لئے 81۔ارب 68کروڑ روپے کا بجٹ رکھا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف کی قائدانہ صلاحیتوں کا معترف تو زمانہ ہے لیکن پولیس کی اصلاحات میں جدید تقاضوں کو جس طرح خادم اعلیٰ نےinsert کیا ہے وہ خاصا بھی انہی کا ہے۔

جناب سپیکر!لینڈ ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن ایک ایسا کام ہے جس سے آئے روز کے جھگڑے اور کورٹ کچہری کے چکر ختم ہو جائیں گے اور کوئی کسی کی اراضی پر قبضہ نہ کر سکے گا۔اس اہم کام کی تکمیل پر میاں محمد شہباز شریف خصوصی طور پر خراج تحسین کے مستحق ہیں۔اس عمل کو مکمل کرنے کے لئے 4۔ارب روپے سے زائد کی رقم مختص کی گئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!مواصلات و تعمیرات کے لئے29۔ارب50کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جس سے سڑکوں کے انفراسٹرکچر کو بہتر بنایا جائے گا اور یقیناً کسی بھی ملک کی ترقی میں اس کی شاہراہوں کا اہم کردار ہوتا ہے۔ جیسا کہ سب دیکھ رہے ہیں ہمارےflyover/underpasses اور جتنے بھی bridge بن رہے ہیں اُس سے ہم بہت کم وقت میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر!میری بہن کرن ڈار نے ابھی 1122 کا ذکر کیا کہ جس کا آغاز مسلم لیگ(ق) کے دور میں ہوا تھا لیکن ہماری پنجاب حکومت نے اس کو مزید36 تحصیلوں تک پھیلایا ہے جو کہ انتہائی اہم قدم ہے اور ہماری قیادت کا وژن ایسا ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ کو ساتھ لے کر چلا جائے، بے روزگاری کا خاتمہ کیا جائیں، خواتین کو سہولیات دی جائیں، مسافروں کو آرام دہ سفر مہیا کیا جائے، مزدوروں کا خیال کیا جائے اور تاجروں کی ضروریات کو مدنظر رکھا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!بجٹ بنانے کا مقصد پاکستان مسلم لیگ(ن) کی قیادت کی نظر میں عوام کی خدمت ہے اور اس مقصد کے لئے ان کی ٹیم یعنی ہم کارکن ان کے ساتھ کندھے سے کندھا ملائے کھڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں پاکستان کی بہتر طریقے سے خدمت کرنے کی توفیق دے۔(آمین)

پاکستان زندہ باد

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی،next ہیں میاں محمد اسلام اسلم صاحب!

میاں محمد اسلام اسلم: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج 15-2014 کے بجٹ پر مجھے بولنے کا موقع فراہم کیا لگ تو یہی رہا ہے کہ جناب سنیں گے اور ہم سنائیں گے۔ باقی کافی ممبران تو جا چکے ہیں لیکن بجٹ 14-2013 کا جو حجم تھا 897.569۔ ارب روپے تھا لیکن اب 15-2014 کا جو Volume ہے اس کو 1043۔ ارب روپے کر دیا گیا ہے یہ واقعی پنجاب کا بہت بڑا بجٹ ہے میں اس پر میاں محمد شہباز شریف کو اور فنانس منسٹر صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور خاص طور پر اس لئے بھی کہ انہوں نے زندگی کے ہر شعبہ کو اس میں touch کیا ترقیاتی کاموں کے لئے 14-2013 میں 290۔ ارب روپے رکھے گئے تھے جو اب بڑھا کر 345۔ ارب روپے کر دیئے گئے ہیں اسی طرح سدرن پنجاب کے لئے 14-2013 میں 93۔ ارب روپے رکھے گئے تھے جنہیں اب بڑھا کر 119۔ ارب روپے کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے شعبہ میں ضلعی اور صوبائی حکومتوں کے لئے 14-2013 میں 244۔ ارب روپے رکھے گئے تھے جو اب بڑھا کر 273۔ ارب روپے کر دیئے گئے ہیں یعنی 29۔ ارب روپے زیادہ کر دیئے گئے ہیں حالانکہ ہمارے بہت سارے کام کالجز اور سکولوں کے ہو چکے ہیں جس میں چار دیواری اور اُن کے گیٹ اور toilet سب ہی کچھ تھا لیکن ایجوکیشن کے شعبے میں خواہ وہ HEC، خواہ کوئی بھی تعلیم کے متعلقہ شعبہ ہو اس میں فنڈز بڑھا کر حکومت پنجاب نے بہت اہم کام سر انجام دیا ہے اسی طرح ہیلتھ کے حوالے سے سابقہ جو بجٹ تھا وہ ضلعی اور صوبائی حکومتوں کا 102۔ ارب روپے کا تھا جو اب 121.80۔ ارب روپے رکھا گیا ہے جو 20۔ ارب روپے زیادہ ہے لیکن اس میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ میری تحصیل لیاقت پور کے ٹی ایچ کیو میں ڈاکٹرز کی 19 اسامیاں ہیں لیکن صرف چار ڈاکٹر موجود ہیں یعنی پندرہ ڈاکٹر وہاں موجود نہیں ہیں جس کی وجہ وہاں پر facilitation کا نہ ہونا اور residence کا نہ ہونا ہے تو آپ مہربانی کر کے اس کو note کر لیں وزیر خزانہ کے reference سے کہ وہاں پر ڈاکٹروں کی جو کمی ہے وہ due to residence ہے تو ہمیں یہ سہولت فراہم کی جائے۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں energy کے حوالے سے گزارش کروں گا۔ پچھلے سال 20.43۔ ارب روپے رکھے گئے تھے جو 31۔ ارب روپے کر دیئے گئے ہیں۔ پنجاب کی بجلی پیدا کرنے کی total capacity چودہ ہزار میگاواٹ کے مقابلے میں 9564 میگاواٹ ہے جو 8 فیصد سالانہ کے حساب سے بڑھ رہی ہے 2018 میں یہ demand 20570 Mega watts ہو گی اور 2025 میں ہماری بجلی کی ضرورت 35254 میگاواٹ تک پہنچ جائے گی۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں وزیر اعلیٰ

میاں محمد شہباز شریف کو جنہوں نے اس کاinitiativeلیا، Coal Hydro Projectاور Solarسمیت تمام منصوبوں پر خطیر رقم خرچ کر رہے ہیں تاکہ جو بجلی کی لوڈشیڈنگ ہے اس کی لعنت سے چھٹکارا مل سکے اگرچہ اس کے لئے ابھی کم وپیش چار سال چاہئیں۔

جناب سپیکر! Roadsکے لئے 15-2014میں 31.560بلین روپے رکھے گئے ہیں۔ بجلی پیدا کرنے کی مد میں جنوبی پنجاب کے لئے 1153ملین روپے رکھے گئے ہیں میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں وزیر خزانہ کے referenceسے اپنے بھائی کو کہ خانیوال سے لودھراں روڈ کو دو رویہ کرنے کی تجویز ہے اور دوسری میری گزارش آپ کی توسط سے مرکزی حکومت سے ہے کہ ملتان سے رحیم یار خان تک موٹروے ہونی چاہئے کیونکہ ہمارا پسماندہ علاقہ ہے وہاں کوئی اچھی روڈ نہیں ہے اس لئے اس کو فوری طور پر دو رویہ بنانے کی تجویز ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! بس آخری بات کرلیں۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! آخری بات یہ ہے کہ اتنا بڑا بجٹ رکھا گیا اس میں ایم پی ایز کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ کم از کم ان کے salary package میں اضافہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ بھی انسان ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! پوری بات سن لیں۔ ان کے لئے ہر تحصیل میں آفس ہونا چاہئے، چاہے وہ ٹی ایم اے میں ہی ہو۔ جب ہم ان کی تنخواہوں میں اضافہ کریں گے تو definitelyکرپشن کے راستے رکیں گے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ، بہت شکریہ

میاں محمد اسلام اسلم: جس طرح چیف منسٹر صاحب پیکج کا اعلان کرتے ہیں، میرٹ کا اعلان کرتے ہیں تو میں انشاء اللہ تعالیٰ توقع رکھتا ہوں کہ وہ ہمارے میرٹ کا بھی خیال رکھتے ہوئے اچھا پیکج رکھیں گے۔ آخر میں یہی بات کہ:

پورا سمندر میرے پاس ہے
ایک قطرہ بوند میری پیاس ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ نجمہ بیگم صاحبہ!

محترمہ نجمہ بیگم: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ 15-2014 کی بحث میں بات کرنے کا موقع دیا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اتنا اچھا بجٹ پیش کیا۔ خاص طور پر جنوبی پنجاب کے لئے 36 فیصد بجٹ دینا جنوبی پنجاب کی عوام کے ساتھ محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کتاب کے رنگ پر تنقید کی گئی۔ جب ڈیرہ غازی خان میں غازی یونیورسٹی بنانے کا اعلان کیا تو اپوزیشن کے رنگ پیلے ہو گئے، جب غریب بچوں کے ہاتھوں میں لیپ ٹاپ دیا گیا تو ان کے رنگ پیلے ہو گئے، جب غریب کا بچہ دانش سکول میں پڑھتا ہے تو ان کے رنگ پیلے ہو جاتے ہیں اور جب غریب لوگ لال رنگ کی میٹرو بس میں بیٹھتے ہیں تو ان کے رنگ پیلے ہو جاتے ہیں۔ یہ عوام دوست بجٹ ہے کیونکہ ہمارے اپوزیشن لیڈر بھائی نے اس کتاب کی ہر لائن پر کہا ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس میں کیا ہے؟ واقعی ان کو کچھ سمجھ نہیں آئی کیونکہ انہوں نے سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ اگر وہ سمجھنے کی کوشش کرتے تو ایک ہزار ارب روپے کا بجٹ ان کو عوام کے لئے نظر آتا۔ ان کو صرف پیلے رنگ کی کتاب نظر آئی کیونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے تمام منصوبے ان کو برداشت نہیں ہو رہے ہیں اور ان کے رنگ پیلے ہو گئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! چونکہ غیر رسمی تعلیم کے لئے فنڈز رکھے گئے ہیں تو اس میں میری ایک تجویز ہے کہ جو بچے دکانوں پر کام کرتے ہیں یا مزدوری کرتے ہیں اگر موبائل ٹیمیں بنا کر ان بچوں کے لئے ایک جگہ تعلیم دینے کا انتظام کر دیا جائے اور ان کو ایک ٹائم کا کھانا دے دیا جائے تو اس طرح سے وہ بچے کام سیکھنے کے ساتھ ساتھ تعلیم بھی حاصل کر سکیں گے۔ اس طرح سے ہمارا literacy rate آگے بڑھے گا۔

جناب سپیکر! اسی طرح خواتین کی ترقی کے لئے جو فنڈز رکھے گئے ہیں میں نے اس میں پہلے بھی تجویز دی تھی، جب چیف منسٹر صاحب ڈیرہ غازی خان آئے تھے تو میں نے ان کو بھی تجویز دی تھی اور انہوں نے سراہا بھی تھا۔ میں یہ نوٹ کروانا چاہتی ہوں کہ خواتین کو ترقی دینے کے لئے ان کے لئے ماڈل بازار بنا دیئے جائیں۔ ہمارے ڈیرہ غازی خان میں ایک رانی بازار ہے جو بہت تنگ گلیوں پر مشتمل ہے اگر خواتین کے لئے باہر ایک ماڈل بازار مخصوص کر دیا جائے تو اس سے ہماری خواتین آسانی سے خرید و فروخت کر سکیں گی۔

ہم ہواؤں کے رخ بدلنے والے ہیں
ہمارے عزم جواں ہیں ہمارے ساتھ چلو

جناب سپیکر!ایک اس قائداعظم کا احسان ہے جس نے ہمیں پاکستان دیا اور دوسرا احسان میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا ہے کہ وہ ملک کو سنوارنے کے لئے ایک vision لے کر آئے ہیں۔ اس دھار بٹار سے ملک کی تقدیریں نہیں بدلا کرتیں ان اوچھے ہتھکنڈوں سے ملک کی تقدیریں نہیں بدلا کرتیں۔اگر ملک کی تقدیر بدلنی ہے تو ایک vision لے کر آؤ اور ایک سوچ لے کر آؤ۔ میاں محمد نواز شریف کی جو سوچ ہے، میاں محمد شہباز شریف کی جو سوچ ہے۔ میں ایک بات یہاں پر ضرور کہنا چاہوں گی کہ جو کمر پر ہاتھ رکھ کر ایکٹنگ کر کر کے میاں محمد اسلم اقبال صاحب باتیں کرتے ہیں،اِن کے اُس وقت رنگ پیلے نہیں ہوتے جب پنڈی بھٹیاں میں ہم خواتین کے ساتھ بے حرمتی کی جاتی ہے۔ میں خود چشم دید گواہ ہوں کہ جو ظلم ہماری بہنوں کے ساتھ ہوا ہے، زیادتی ہوئی ہے ہم اس کو برداشت نہیں کر سکتے۔ میں نے یہ کہہ کر اپنی جان بچائی، اپنی عزت بچائی کہ میں لاہور سے نہیں بلکہ خیبر پختونخوا سے آئی ہوں اس لئے مجھے معاف کر دیا گیا اور جو میری بہنوں کے ساتھ ظلم ہوا ہے ہم اس کو برداشت نہیں کر سکتے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ نجمہ بیگم: اس وقت اِن کے رنگ پیلے کیوں نہیں ہوتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ چودھری طاہر احمد سندھو!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سردار خالد محمود وارن صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں محمد شعیب اویسی صاحب!

میاں محمد شعیب اویسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے اس بجٹ پر بولنے کا موقع دیا۔ میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میاں صاحب نے خصوصی طور پر ہمارے جنوبی پنجاب میں بجٹ کا 36 فیصد حصہ رکھا ہے میں ان کا شکر گزار ہوں۔ جنوبی پنجاب میں قائداعظم سولر پارک کا قیام، دو رویہ سڑک اور خصوصاً کسانوں کے لئے سبسڈی کا جو اعلان کیا ہے اس سے انہوں نے لوگوں کے دل جیت لئے ہیں۔ میں وزیراعلیٰ کا بے حد مشکور ہوں اور آخر میں ایک بار پھر میں وزیراعلیٰ پنجاب اور ان کی ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ رائے منصب علی صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد ارشد خان لودھی صاحب!

جناب محمد ارشد خان لودھی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے ہمیں دیکھتے ہوئے بات کرنے کا موقع دیا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے بار بار موقع دیا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس ایوان کے در و دیوار کو اپنی گزارشات پیش کرتا رہا ہوں۔ میں اس تقدس کو اور آپ کی عزت کو سامنے رکھتے ہوئے بیٹھا رہا۔ میں نے کہا کہ کبھی آپ کی نظر شفقت اِدھر بھی آ جائے گی۔ I am grateful to you اور یہ میرا فرض بھی ہے۔ آپ کی عزت اور ایوان کی عزت ہمارے کندھوں پر ہے۔

جناب سپیکر! ہونا تو سارے ایوان کو چاہئے لیکن آپ کی طرف سے کچھ discipline کا تقاضا بھی مرہونِ خاطر ہونا چاہئے کہ اگر یہ ایوان اسی لئے بنا ہے کہ ہم نے پنجاب اور پاکستان کے نشیب و فراز کو دیکھنا ہے تو پھر ہمارا فرض ہے کہ جتنی دیر آپ بیٹھیں، جتنی دیر یہ ایوان continue کرے اُتنی دیر تک ہم بھی بیٹھیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں جناب پرائم منسٹر، وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بڑی محنت سے اس بجٹ کو تیار کر کے اس ایوان میں پیش کیا۔ بجٹ کو تیار کرنے، اس کے اعداد و شمار کو اکٹھا کرنے اور اس کے نشیب و فراز کو دور کرنے کے لئے ان طبقات کی محرومیوں کو دور کرنے کے لئے بجٹ کے تقاضے کو پورا کیا گیا۔ میں اس کے لئے خصوصی طور پر میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ بجٹ ہمیشہ مراعات طبقے سے محرومیوں کی طرف راغب کیا جاتا ہے۔ میں appreciate کرتا ہوں کہ اس بجٹ میں اچھے علاقوں سے وافر رقم کو ان پسماندہ ایریا کی طرف اصولی طور پر لایا گیا ہے اور میں ان کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمیشہ ہم تقریریں کرتے رہے کہ پنجاب کے وہ علاقے بھی موجود ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے بہت نعمتیں دی ہوئی ہیں اور یہ صحیح بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان اور اس پنجاب کو بڑی نعمتوں سے نوازا ہے۔ اگر آپ رخ اسلام آباد کی طرف کریں تو پھر یہ پہاڑ اور وادیاں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہیں یہ خزانوں سے بھری پڑی ہیں۔ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ آج 36 فیصد بجٹ کا حصہ آپ کے جنوبی پنجاب کو دیا گیا ہے۔ میں یہ بات اس لئے نہیں کر رہا ہوں کہ you belong to southern Punjab میں نے خود وہاں جگہ جگہ جا کر دیکھا ہے کہ جتنی محرومیاں ادھر ہیں کسی اور جگہ پر نہیں ہیں۔

آپ یقین کریں کہ یہ میں credit کی بات نہیں کرتا۔اپنے وقت میں جب اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دیا تھا تو میں نے اس پنجاب کو گندم میں خود کفیل کیا اور گندم کو دور دراز علاقوں میں پھیلایا۔آپ اس سے واقف ہیں کہ صوبہ پنجاب آج گندم میں خود کفیل ہے اور اس بات کا صوبہ پنجاب کو credit جاتا ہے کہ ہم ہر صوبے کو گندم سپلائی کرتے ہیں، ہم آزاد کشمیر کو گندم سپلائی کرتے ہیں، ہم آرمڈ فورسز کو گندم سپلائی کرتے ہیں اور دوسرے صوبوں کو گندم سپلائی کرتے ہیں لیکن زراعت پر اس کے برابر ہی amount رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میری تجویز ہے کہ اگر ہم نے سب سے بڑی progress کرنی ہے تو ہمیں زراعت میں progress کرنی چاہئے۔اس پر وزیر خزانہ کی طرف سے کوشش کی گئی ہے لیکن اگر آج زراعت چل رہی ہے تو پاکستان آباد ہے، اگر زراعت چل رہی ہے تو 85 فیصد لوگ اس شعبے سے تعلق رکھتے ہیں اور صوبہ پنجاب کا 85 فیصد طبقہ ایگریکلچر سے تعلق رکھتا ہے لیکن اس پر تھوڑی بہت کوشش کی گئی ہے۔ منسٹر صاحب بھی یہاں بیٹھے ہیں اور میری ان سے درخواست ہے کہ اس پر خصوصی توجہ دینی چاہئے۔ اللہ کرے کہ جنوبی پنجاب پر پوری توجہ کریں اور اس کی محرومیوں کو دور کریں اور ان کی appreciation ہے کہ وہ طبقات ہماری favour کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب محمد ارشد خان لودھی: جناب سپیکر! ہماری لاء اینڈ آرڈر پر توجہ ہے، ہماری تعلیم پر توجہ ہے، ہماری زراعت پر توجہ ہے اور ہماری جنوبی پنجاب پر توجہ ہے لیکن میں ایک بات آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جس کو حکومت دیتا ہے اور پھر اس کے ذمہ لوگوں کی جان و مال اور عزت کا تحفظ بھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میاں محمد نواز شریف کی قیادت لوگوں کی جان مال اور عزت کا تحفظ کر رہی ہے۔ ہمیں اتحاد کرنا چاہئے، ہمیں متحد ہونا چاہئے اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے بعد پاکستان کو تحفظ دینا ہے تو انشاء اللہ میاں نواز شریف نے دینا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لودھی صاحب! بہت شکریہ

جناب محمد ارشد خان لودھی: میں ایک اور بات آپ کی اجازت سے کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ جلدی wind up کریں۔

جناب محمد ارشد خان لودھی: جناب سپیکر! میں نے ایک دن وزیر خزانہ کو گزارش کی تھی اور آپ جانتے ہیں کہ میں اس ایریا سے تعلق رکھتا ہوں جو ہڑپہ historical طور پر بڑا مشہور ہے۔ وہاں پر جب اللہ نے مجھے بڑے موقعے دیئے اور میں نے بڑی development کی ہے۔ میں نے وزیر خزانہ صاحب کو اس دن بھی لکھ کر دیا تھا کہ ہمارا ایک بوائز ہائر سیکنڈری سکول ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں اس کو ڈگری کالج کا درجہ دیا جائے اور وہ اس لئے دیا جائے کہ وہ مقام تیس میل شمالی side تیس میل جنوبی side اور تیس میل شرقی اور غربی side کے درمیان واقع ہے اور وہاں پر کوئی کالج نہیں ہے۔ آپ توجہ فرمائیں اور مہربانی کر کے اس سکول کو upgrade کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! یہ ذرا note فرمائیں۔

جناب محمد ارشد خان لودھی: میں آپ کا ممنون ہوں۔ میں آئندہ کے لئے توقع کر رہا ہوں کہ اگر ہماری طرف نظر ذرا جلدی پڑ جایا کرے تو اچھی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ رانا محمد افضل!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد وارث کلو صاحب آپ بات کریں۔

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا، وزیر خزانہ صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں اور میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں۔ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ بڑا متوازن اور سوچ سمجھ کر یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے اور اس بجٹ میں زندگی کے ہر شعبے کو اچھے طریقے سے address کیا گیا ہے۔ آج کل بجلی کی لوڈشیڈنگ کا جو حال ہے اور یہ ہمارے ملک اور صوبہ پنجاب کا سب سے بڑا مسئلہ ہے اس پر جس طریقے سے ہماری حکومت توجہ دے رہی ہے یہ قابل تحسین ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بہت اچھے طریقے سے اس کو address کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح تعلیم (PEF) Punjab Education Endowment Fund، اور دانش سکول ہوں یا missing facilities ہوں ان تمام پر بجٹ میں توجہ دی گئی ہے۔ اسی طرح ہیلتھ پر بھی توجہ دی گئی ہے اور پھر علاقائی حوالوں سے خاص طور پر پچھلے کچھ عرصہ سے آوازیں اٹھی تھیں اور جنوبی پنجاب کے بارے میں جس طرح مطالبات شروع ہو گئے تھے تو میاں محمد شہباز شریف کے vision نے ان ساری آوازوں کو خاموش کرا دیا ہے۔ پچھلے سال آبادی کے تناسب سے ترقیاتی بجٹ میں 32 فیصد حصہ دیا گیا اور اس سال بجٹ میں آبادی کے تناسب سے بھی زیادہ 36 فیصد حصہ دیا گیا ہے

یعنی بجٹ کا 36 فیصد حصہ جنوبی پنجاب کے لئے رکھا گیا ہے اور واقعی جنوبی پنجاب اس کا حقدار تھا اور ان کو یہ فنڈز ملنے چاہئیں تھے، اسی طرح جب میں دیکھتا ہوں کہ وسطی پنجاب میں تو فنڈز کی بارش ہوتی ہے اور شمالی پنجاب میں بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب جنوبی پنجاب میں بھی بیش بہا منصوبے شروع ہو چکے ہیں کچھ ابھی بجٹ کی کتابوں میں دیکھے ہیں، میں کوئی حسد کی بات کسی سے نہیں کر رہا لیکن ایک انسانی فطرت ہوتی ہے، ایک جبلت ہوتی ہے کہ خیال تو ضرور آتا ہے، میں ڈھونڈتا ہوں مجھے آج بارہویں دفعہ اس ایوان میں بات کرنے کا اللہ تعالیٰ نے شرف عطا کیا ہے، میری بجٹ کے حوالے سے بارہویں تقریر ہے۔ میں ہمیشہ اپنے جو اضلاع ہیں، ان کے بارے میں یہ تلاش کرتا رہا ہوں کہ یہ جو علاقائی حوالے ہیں، ہم کہاں پر place ہوتے ہیں کیونکہ نہ تو ہم جنوبی پنجاب میں آتے ہیں، میانوالی، خوشاب اور بھکر کو کہاں place کیا جاتا ہے کیونکہ نہ تو شمالی پنجاب والے انہیں own کرتے ہیں نہ وسطی پنجاب والے own کرتے ہیں البتہ جنوبی پنجاب والے، جب صوبے کی بات چلی تھی تو وہ ہمارے پاس آئے میانوالی، خوشاب اور بھکر کو convince کرنے کی کوشش کی اور انہوں نے اپنے دائرے، نقشے میں بھی اس کو شامل کر دیا لیکن ہمارے لوگ لاہور کے کوئی اتنے اسیر ہو گئے ہیں کہ انہوں نے کہا نہیں جی ہم نے تو لاہور میں رہنا ہے، چاہے لاہور والے ہمارے ساتھ جو سلوک بھی کریں، حالانکہ ہم سرائیکی بولنے والے ہیں اس کے باوجود بھی ہمارے لوگوں نے یہ کہا کہ ہم نے تو لاہور کے ساتھ ہی رہنا ہے۔ وزیر خزانہ صاحب اس وقت تشریف رکھتے ہیں ان سے میں یہی استدعا کروں گا کہ میں ترقیات کی بات بھی نہیں کرتا بلکہ میں صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ ہمیں آپ کہیں place تو کر دیں کہ خوشاب، میانوالی اور بھکر جو کہ سرگودھا ڈویژن کے اضلاع ہیں، ہمیں place کر دیں کہ ہم آخر کہاں جائیں، ہمیں آپ کہاں رکھتے ہیں؟ ہمیں کس طریقے سے آپ address کریں گے کیونکہ ابھی ایک ڈویژن بننے کی بات آئی، اس وقت بھی ہم نے کہا نہیں جی، ہم نے تو مظفر گڑھ ڈویژن میں نہیں جانا، لیہ ڈویژن میں بھی نہیں جانا۔ یہ پتا نہیں کیا بات ہے دل نہیں مانتا، دل لاہور کو چھوڑنے کو تیار نہیں ہے۔ لاہور والے مہربانی کریں میں دو تین چیزیں وزیر خزانہ صاحب کو بتا دوں گا۔ ہمارے علاقے میانوالی، بھکر، خوشاب کا اتنا وسیع ایریا ہے لیکن آبادی کم ہے، وہاں سے چلتے چلتے ہم سرگودھا تک بھی نہیں پہنچتے۔ Heart کے بارے میں آج میں بارہویں دفعہ کہہ رہا ہوں کہ پنجاب کارڈیالوجی کی طرز پر ایک کارڈیالوجی سنٹر بنا دیں کیونکہ ہم ملتان پہنچتے ہیں راولپنڈی پہنچتے ہیں نہ ہی لاہور پہنچ سکتے ہیں اور ہمارے بندے راستہ میں ہی مر جاتے ہیں۔ اس سے متعلق دو دفعہ قرارداد بھی میں اس اسمبلی سے پاس کروا چکا

ہوں لیکن اس قرارداد پر جس طرح دوسری قراردادوں کا حشر ہوتا ہے اس کا بھی یہی حشر ہوا ہے۔ اسی طرح ہمارے ہاں وہاں 2000 میں گریٹر تھل کینال بنی تھی اور اس کینال پر اربوں روپے خرچ ہوئے، سرکار کے اربوں روپے خرچ ہوئے، وہاں پر محکمہ کا چیف انجینئر موجود ہے، ایس ای ہے، ایکسیئن ہے اس کے علاوہ بے شمار عملہ موجود ہے اگر نہیں ہے تو وہاں پر پانی نہیں ہے، وہاں پر تھل کینال operate ہی نہیں ہو رہی، بے شمار لوگ تنخواہیں لے رہے ہیں، پھر میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ کا، غریب لوگوں کے ٹیکس کا پیسا ہے اس کو بچائیں اور یہ گریٹر تھل کینال کو بند کریں۔ صوبہ سندھ پر احسان چڑھائیں جو اس کے خلاف جلوس نکالتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

ملک محمد وارث کلو: اس کو پھر مکمل طور پر بند کر دیں۔ میں ایک چھوٹی سی اور گزارش کرتا چلوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! ہمارا علاقہ اتنا backward area ہے کم از کم خوشاب کو بھی ایک دانش سکول دے دیں، ہم بھی کہیں گے کہ ہمارے ساتھ بھی کوئی تھوڑا سا انصاف ہوا ہے۔ سڑکوں کی تو یہ حالت ہے کہ ابھی اس دور میں بھی ٹریکٹروں، اونٹوں اور گھوڑوں پر ہم صحرا میں سفر کرتے ہیں۔ اگر ہمارے لئے کچھ بچ سکے، وزیر خزانہ صاحب کی اللہ تعالیٰ لمبی عمر کرے، اللہ کرے گا کہ اگلا بجٹ بھی یہی پیش کریں۔ یہ کم از کم اس بات کو یاد رکھیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! غور کریں، کلو صاحب کی بات کو آپ serious لیں۔

ملک محمد وارث کلو: بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، جی، حاجی عمران ظفر صاحب!

حاجی عمران ظفر: شکریہ۔ جناب سپیکر! اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک و اصحابک یا حبیب اللہ۔ یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے۔ میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات کا جتنا بھی شکر ادا کروں وہ کم ہے کہ جس نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے ہماری لیڈر شپ کو خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو اور ہمارے نہایت ہی قابل احترام وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو ایک غریب دوست بجٹ پیش

کرنے کا موقع فراہم کیا، میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ان کی پوری ٹیم کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ تھا جو پیش کیا گیا۔اس میں ہر شعبہ کے حوالے سے خصوصی طور پر، میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم، صحت، بے روزگاری، انرجی کے لحاظ سے کافی رقم رکھی گئی ہے۔ سب سے پہلے تو میں انرجی کے لحاظ سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح ہمارے ملک میں انرجی کے crisis ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف کے وژن کے مطابق دن رات کوشش کر رہے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ وہ دن دور نہیں کہ اس ملک میں یہ جتنے اندھیرے ہیں یہ چھٹ جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا ملک روشن ہو گا اور ترقی کی راہ پر گامزن ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ انرجی کے حوالے سے 31-ارب روپے مختص کئے گئے ہیں، جس خادم اعلیٰ پنجاب کی پوری ٹیم نے بہت کم مدت میں جس طرح نندی پور پراجیکٹ پایۂ تکمیل تک پہنچا ہے انشاء اللہ تعالیٰ یہ دوسرے بھی جتنے منصوبے ہیں وہ بہت جلد پایۂ تکمیل تک پہنچیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں ایجوکیشن کے حوالے سے پچھلے بجٹ کی نسبت اس دفعہ 42 فیصد اضافہ کیا گیا ہے اور 92-ارب روپے تعلیم کے حوالے سے مختص کئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ خادم اعلیٰ پنجاب کا تعلیم دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جس طرح تعلیم کے حوالے سے اس دفعہ بجٹ میں ایک لاکھ لیپ ٹاپ رکھے گئے ہیں، ذہین طلباء وطالبات کے لئے وظائف کے لئے بھی اربوں روپے رکھے گئے ہیں، سکولوں کی اپ گریڈیشن کے لئے بھی پیسے رکھے گئے ہیں، پانچ نئے دانش سکول بنائے جائیں گے، نئے کالجز اور نئی یونیورسٹیاں بھی بنائی جائیں گی، سکولوں میں بھی نئی لیبارٹریاں بنائی جائیں گی، سکولوں میں missing facilities کے لئے 8-ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ Punjab Education Endowment Fund کے لئے 2-ارب روپے رکھے گئے ہیں، پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لئے 7-ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح ہمارے پچھلے دور میں بھی لیپ ٹاپ دیئے گئے تھے، سولر پینل بھی فراہم کئے گئے تھے، یقین کیجئے کہ امیروں کے بچے تو اپنے باپ کی کمائی سے لیپ ٹاپ لے سکتے تھے لیکن کیا غریبوں کے بچوں کو یہ حق حاصل نہیں تھا؟ الحمد للہ خادم اعلیٰ پنجاب نے، ہماری قیادت نے امیر اور غریب کے درمیان یہ جو تفریق تھی اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے۔

پچھلے دور میں بھی یہ تفریق ختم کرنے کی کوشش کی گئی تھی اور اس سال بھی لیپ ٹاپ سکیم دوبارہ شروع کرکے یہ تفریق ختم کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جو بڑے پراجیکٹس ہیں، جس طرح لاہور میں میٹرو بس بنی مجھے یاد ہے کہ جب موٹر وے بنائی گئی تھی میرے لیڈر قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف نے جب اپنے سابقہ دور میں موٹر وے بنائی تو تنقید کرنے والوں نے بڑی باتیں کیں لیکن آپ تصور میں لائیے اگر آج موٹر وے نہ ہوتی تو آج ہمارے جی ٹی روڈ کا کیا حال ہوتا؟ آج کل بھی جو جنگلا بس کے حوالے سے باتیں کرتے تھے یہ میٹرو بس یقین کیجئے کہ آج ڈیڑھ لاکھ افراد روزانہ سستا ترین اور باعزت سفر کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک لیڈر شپ کا وژن ہے کہ انہوں نے ایک ایسا کام کیا ہے کہ جس کا فائدہ direct غریب عوام کو ہوا ہے۔ میں ہیلتھ کے حوالے سے بھی بات کرنا چاہتا ہوں، میں نے پچھلے بجٹ میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عمران ظفر صاحب! اپنی بات کو مختصر کر دیں۔

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر! میں نے پچھلے بجٹ میں بھی یہ request کی تھی کہ dialysis کے لئے رقم میں اضافہ کیا جائے، میں اپنے بھائی میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے dialysis کی رقم کو 30 کروڑ روپے سے بڑھا کر 60 کروڑ روپے کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ ادویات کے لئے 8۔ارب روپے رکھے گئے ہیں، ٹیچنگ ہسپتالوں کے لئے اربوں روپے رکھے گئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا ٹائم آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ عمران ظفر صاحب! اب wind up کر دیں۔

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر! بے روزگاری کے حوالے سے پچاس ہزار ییلو کیب گاڑیوں کے لئے 25۔ارب روپے رکھے گئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پچاس ہزار خاندان فائدہ اٹھائیں گے۔ بیس ہزار غریبوں کے لئے گھر بنانے کا اعلان کیا گیا ہے، آئندہ چار سالوں میں بیس لاکھ مرد و خواتین کے لئے فنی تعلیم کو فروغ دینے کے لئے 6۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر! میں آخر میں ایک مرتبہ پھر اپنے بھائی میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور پوری ٹیم کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں

اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہمیں سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ کی ذات ہمیں اپنے ملک کی بے لوث خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آمین، سید محمد محفوظ مشہدی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری محمد اشرف وڑائچ صاحب!۔۔۔وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ مہر محمد فیاض صاحب!۔۔۔وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ جناب فیضان خالد ورک صاحب!۔۔۔وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ ملک سیف الملوک کھوکھر صاحب!۔۔۔وہ بھی موجود نہیں ہیں، جناب شہزاد منشی صاحب !۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ جی، جناب ذوالفقار غوری صاحب!

جناب ذوالفقار غوری: شکریہ۔ جناب سپیکر!

خداوند میری روشنی اور میری نجات ہے مجھے کس کی دہشت
خدا وند میری زندگی کا پشتہ ہے مجھے کس کی ہیبت

جناب سپیکر! آج میرے لئے انتہائی خوشی اور عزت کا مقام ہے کہ میں معزز ایوان کے سامنے اپنی قوم کی آواز بن کر موجودہ بجٹ پر بات کر رہا ہوں۔ میں اپنے قائدین وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو اس بجٹ پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، میں وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کی بہترین کاوشوں پر انہیں اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں اس بجٹ کو ایک متوازن اور غریب دوست بجٹ قرار دیتا ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ پنجاب کی ترقی کے لئے یہ بجٹ بڑا مفید اور معاون ثابت ہوگا۔ یہ بجٹ پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے یعنی ایک ہزار ارب روپے سے بھی زیادہ کا بجٹ ہے۔ یہ روڈ میپ ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ صوبائی حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ صحت کے لئے 121۔ارب روپے رکھا جانا بہت اچھی بات ہے، تعلیم کے لئے 273۔ارب روپے کا فنڈ تعلیم کے فروغ کے لئے بہت اچھا کام ہے۔ توانائی کے شعبے کے لئے 31۔ارب روپے رکھے گئے، پاکستان میں انرجی کا جو بحران ہے اس سلسلے میں وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف اور وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف دن رات کبھی چین کبھی ترکی کبھی کسی ملک میں جاتے ہیں یہ ان کی کاوش کا ایک بہترین نمونہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کو بجٹ کا 36 فیصد حصہ دیا گیا ہے، ان کی محرومیوں کا تدارک صرف مسلم لیگ (ن) ہی کر سکتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ سے استدعا کروں گا کہ ٹیکس کے نظام کو مزید بڑھایا جائے اور اسے مؤثر بنایا جائے، یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ خاص کر چالیس لاکھ افراد کو روزگار دیا جائے گا۔ میں

سمجھتا ہوں کہ ہمیں سب سے ضروری پرائمری ہیلتھ کیئر پر زور دینا چاہئے اور اسے focus کرنا چاہئے۔ اگر پرائمری ہیلتھ کیئر پر focus کیا گیا تو آئندہ صحت کا معیار زیادہ بہترین ہو سکتا ہے۔ موجودہ حکومت میاں محمد شہباز شریف کی سرکردگی میں زندگی کے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں نمایاں کامیابیاں حاصل کر رہی ہے جن سے ملک کی سماجی، معاشرتی، تعلیمی اور اکانومی میں جو تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں وہ کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! ملک پاکستان کی تعمیر و ترقی میں خصوصاً مسیحیوں کی خدمات کو تعلیم اور صحت کے میدان میں ہر گز ہر گز نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ پاکستان کی اقلیتوں نے خصوصاً پاکستان کی مسیحی آبادی نے تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا ہے اور پاکستان کی تشکیل میں احسن اقدامات بھی کئے ہیں۔ میں آپ کو یہ بات باور کرانا چاہتا ہوں اور تاریخ اس چیز کی گواہ ہے کہ سب سے پہلے لاہور میں انجمن حمایت اسلام کا مسیحی اقلیت نے ساتھ دیا اور لاہور کی میئر شپ کے لئے امیر الدین کی حمایت کا اعلان کیا، انہیں ووٹ دیا اور انہیں لاہور کی میئر شپ کے لئے منتخب کرایا۔ یہ پاکستان کے مسیحی ہی تھے جنہوں نے اپنا ووٹ پاکستان کے حق میں دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: غوری صاحب! بہت شکریہ

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! مجھے دو منٹ دے دیں میں تین چار تجاویز دے کر wind up کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، wind up کریں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے صرف دو منٹ چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بولیں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! باؤنڈری کمیشن میں پاکستان کے مؤقف کی حمایت کی گئی، بانی پاکستان اور قائداعظم بنانے میں مسٹر فیڈرک کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ میں چند تجاویز پیش کرنا چاہوں گا کہ سکاچ مشن ہائی سکول گندم منڈی شہر سیالکوٹ جہاں حضرت علامہ محمد اقبالؒ اور فیض احمد فیض نے تعلیم حاصل کی۔ آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ سکاچ مشن ہائی سکول میں ان کی یادگار تعمیر کی جائے تاکہ ایک تاریخی ورثہ بن جائے اور آنے والی نسلیں اپنے مشاہیر کے بارے میں جان سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! ایک تاریخی واقعہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: غوری صاحب! آپ باقی تجاویز منسٹر صاحب کو دے دیں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! میں نے آپ سے دو منٹ مانگے تھے لیکن ابھی ایک ہی منٹ ہوا ہے۔ آپ مجھے وقت دے دیں نہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر تجاویز دینی ہیں تو منسٹر صاحب کو دیں چونکہ اور کافی ممبران بیٹھے ہیں۔

جناب ذوالفقار غوری: آپ نے تو لوگوں کو دس دس منٹ بھی دیئے ہیں لیکن مجھے تو ابھی چار منٹ ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ چار منٹ نہیں بلکہ آپ کے سات منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب ذوالفقار غوری: پلیز مجھے بولنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ آخری بات کریں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! میں ایک تاریخی واقعہ کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ سیالکوٹ شہر سرکل روڈ نزد تالاب شیخ مولا بخش کے پاس ایک جوبلی چرچ ہے۔ حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ جب سیالکوٹ تشریف لائے تو سیالکوٹ کے مسیحیوں نے 30۔ اپریل 1944 کو قائداعظمؒ کا وہاں استقبال کیا یوں یہ چرچ یادگار اہمیت کا حامل ہے اس لئے میری تجویز ہے کہ وہاں ایک مینار تعمیر کیا جائے تاکہ اس مینار کو دیکھ کر ہم سب مل کر یکجہتی، ہم آہنگی اور قومی سوچ کو اجاگر کریں کیونکہ یہ ہم سب کا پاکستان ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلے مقرر ملک مظہر عباس راں صاحب!

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! میں آخر میں اپنے قائد کے لئے ایک شعر پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شعر پیش کر لیں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کے حوالے سے شعر پیش کرنا چاہتا ہوں۔ خادم اعلیٰ پنجاب بہترین انتظامی صلاحیتوں کے مالک ہیں وہ ملک کو گھرے ہوئے مسائل سے نکالنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں ایک شعر پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شعر پیش کریں۔

جناب ذوالفقار غوری:

گرداب بلا خیز میں پہنچے ہیں سفینے
اے وقت کے مانجھی انہیں ساحل کی لگن دے ساحل کی لگن دے

جناب ڈپٹی سپیکر: غوری صاحب! بہت شکریہ۔ ملک مظہر عباس راں صاحب!

ملک مظہر عباس راں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اپنی تقریر اپنے حلقے سے شروع کروں گا، کچھ تجاویز دوں گا اور اگر آپ نے وقت دیا تو آخر میں حکومت کی تعریف کرنے کی کوشش بھی کروں گا۔ میں نے pre-budget discussion کے موقع پر بھی تقریر کی تھی اور حُسن اتفاق سے اس وقت آپ ہی Chair کر رہے تھے۔ اس وقت میں نے اپنی تقریر میں کچھ سیوریج سکیموں کی بات کی تھی جس پر آپ نے فرمایا کہ یہ تجاویز وزیر خزانہ کو دے دی جائیں۔ حقیقت حال یہ ہے کہ وہاں پر ہمارے چار بڑے قصبے ہیں اور جب بارش ہوتی ہے تو لوگ ناقص سیوریج سسٹم کی وجہ سے ہمیں اتنی گالیاں دیتے ہیں کہ میں ان کو لاہور shift نہیں کر سکتا اور خود ہی برداشت کر لیتا ہوں۔ میں نے pre-budget discussion کے موقع پر اپنی تقریر میں تجاویز دیں، پھر وزیر خزانہ ملتان تشریف لے گئے تو وہاں پر بھی میں نے یہی گزارش کی کہ مہربانی کر کے قادر پور راواں، بُدلہ سنت، رشیدا اور مل صادق آباد کی آبادی کے لئے سیوریج سکیمیں دی جائیں۔ یہ بہت بڑے قصبے اور میرے حلقہ کی main آبادیاں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر خزانہ صاحب! ذرا ملک مظہر عباس راں صاحب کی بات سُنیں۔

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! یہ تو پہلے بھی سُن چکے ہیں لیکن عملدرآمد کوئی نہیں ہوا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ان آبادیوں میں اسّی کی دہائی میں سیوریج کا نظام قائم کیا گیا تھا اور آج تک اس کی کوئی rehabilitation نہیں ہوئی۔ ان آبادیوں کی گلیوں میں پانی کھڑا ہو جاتا ہے اور میں بھی خوش قسمتی یا بد قسمتی سے اسی قصبے میں رہتا ہوں۔ جب بارش آتی ہے تو لوگ جلوس کی شکل میں آتے ہیں اور ہمیں گالیوں سے نوازتے ہیں۔ ابھی وارث کلو صاحب نے مجھے ایک بات بتائی ہے کہ بارھویں مرتبہ وہ اپنی تجویز دے رہے تھے۔ ان کی اس بات کو سُن کر میرا حوصلہ بڑھا ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ اگر مجھے قدرت نے

موقع دیا تو میں بھی ہر pre-budget discussion اور سالانہ بجٹ کے موقع پر یہی مطالبات پیش کرتا رہوں گا۔ شاید کبھی ان کی سمجھ میں یہ بات آ جائے۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے حوالے سے بات ہو رہی تھی اور میں اس بات پر انتہائی شکر گزار ہوں کہ جنوبی پنجاب کے لئے بہت زیادہ ترقیاتی رقوم مختص کی گئی ہیں۔ میں یہ تجویز کروں گا کہ اس بجٹ میں جو رقوم مختص کی گئی ہیں ان کو خرچ کرنے کے حوالے سے priorities کو سامنے رکھا جائے۔ کیا ہم ان رقوم سے carpeted roads بنائیں گے، کیا ہم ان رقوم سے ہسپتال بنائیں گے، کیا ہم ان رقوم سے لوگوں کے لئے روزگار کے وسائل تعمیر کریں گے یا پھر یہ رقوم ٹھیکیداروں کی نذر ہو جائیں گی؟ خوش قسمتی سے آپ کا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جنوبی پنجاب سے جتنے بھی ہمارے معزز ممبران ہیں ان میں آپ بڑے عہدے پر فائز ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ جنوبی پنجاب کے لئے مختص کردہ بجٹ کو monitor کیا جائے، ان رقوم کو خرچ کرنے کے لئے priorities طے کی جائیں اور آپ کی نگرانی میں جنوبی پنجاب کے ایم پی اے صاحبان کی مشاورت سے یہ رقوم خرچ کی جائیں۔

جناب سپیکر! ایک اور اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلاؤں گا۔ ابھی چولستان کے حوالے سے چودھری خالد محمود ججہ صاحب بات کر رہے تھے۔ انہوں نے بہت اچھی بات کہی ہے اور ان کے والد صاحب کی بہت کاوشیں ہیں۔ نواب آف بہاولپور نے پندرہ بیس سال پہلے ہیڈ راجکاں کے مقام پر نہر پر ایک پختہ دیوار تعمیر کروائی تھی۔ اُس وقت انہوں نے یہ کہا کہ پانی آگے نہیں جانا چاہئے کیونکہ یہ لوگ میری زمینوں پر ناجائز قابض ہیں اور وہ دیوار آج تک موجود ہے۔ وہاں کی نہروں کا flood canal status ہے۔ جب سیلاب آتا تھا تو ان میں پانی پہنچ جاتا تھا لیکن اس دیوار کی تعمیر ہونے سے سیلاب کا پانی بھی اب چولستان کو نہیں مل رہا۔ میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اس دیوار کو ہٹایا جائے۔

جناب سپیکر! میں ایک بہت ہی اہم بات کالا باغ ڈیم کے سلسلے میں کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بہت ہی قومی اہمیت کا مسئلہ ہے اس کے لئے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس صاحب کی سربراہی میں ایک کمیشن تشکیل دیا جائے۔ تمام ہائی کورٹس کے چیف جسٹس صاحبان کو اس کا ممبر بنایا جائے اور تمام صوبائی حکومتوں کو کہا جائے کہ وہ international level کے دو دو technocrats اس میں ممبر بنا کر بھیجیں جو کہ اس صوبے کا کیس بھی پیش کریں۔ بدقسمتی سے اس اہمیت کے حامل مسئلہ کو سیاست کی نذر

کر دیا گیا ہے۔ انڈیا کے پیسوں کی وجہ سے اس کو سیاسی مسئلہ بنا دیا گیا ہے اور یہ اب سیاسی سطح پر حل ہونے والا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک مظہر عباس راں صاحب! آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! میں wind up کرنے لگا ہوں۔ میری گزارش یہ ہے کہ کالا باغ ڈیم کے مسئلہ کو اس کمیشن کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ میری اور بھی بہت سی تجاویز ہیں۔ میں جنوبی پنجاب کی عوام کے لئے آپ سے مزید دو منٹ مانگوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ ابھی کافی معزز ممبران بات کرنے کے لئے تشریف فرما ہیں اس لئے آپ آخری بات کر لیں۔

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! کھیل کے میدان کے لئے میری ایک تجویز ہے کہ تمام دیہاتوں میں سرکاری زمینیں موجود ہیں۔ ان زمینوں پر کچھ لوگ ناجائز طور پر قابض ہیں یا وہ چراگاہ کی زمینیں ہیں۔ اگر حکومت تھوڑی سی توجہ دے، کچھ رقم مختص کر دے اور یونین کونسل کے ذریعے ان جگہوں پر گھاس لگوا دی جائے تو ہر دیہات میں کھیل کا میدان میسر آ سکتا ہے۔

جناب سپیکر! ادویات کی خریداری محکمہ صحت کے لوگ یعنی ڈی ایچ او یا ای ڈی او (صحت) کرتا ہے اور ان ادویات کی distribution بھی انہی کے ذریعے سے ہوتی ہے۔ ان ادویات کے تقسیم کار بھی محکمہ صحت کے ماتحت ہوتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ اگر دس لاکھ روپے کی ادویات بی ایچ یو کو بھیجی جاتی ہیں تو کاغذات میں دس لاکھ کی ادویات ظاہر کر کے اس پر دستخط لے لئے جاتے ہیں جبکہ وہاں پر صرف پانچ لاکھ روپے مالیت کی ادویات مہیا کی جاتی ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ ان ادویات کی فہرستیں تیار کروائی جائیں۔ میرا وقت ختم ہو چکا ہے اور وزیر خزانہ میری بات سُن بھی نہیں رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، وہ سُن رہے ہیں۔ آپ بات کریں۔

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! میں کہہ رہا تھا کہ ان ادویات کی فہرستیں تیار کروائی جائیں کہ کن مریضوں کو وہ دی گئی ہیں۔ یہ فہرستیں مقامی ایم پی اے صاحبان کو دی جائیں تاکہ وہ اس کی verification کروا سکیں۔ وہ یہ معلوم کر سکیں کہ یہ ادویات محکمہ کھا گیا ہے یا واقعی مریضوں تک پہنچی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! بہت شکریہ۔ اب وقت ختم ہو گیا ہے۔

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! صرف آخری بات عرض کرنے لگا ہوں۔ میں جنگلی حیات کے بارے میں گزارش کروں گا کہ پاکستان میں جنگلی حیات کا قتل عام ہو رہا ہے۔ میں تجویز کروں گا کہ پرائیویٹ سیکٹر میں لوگوں کو سفاری پارک بنانے کی سہولتیں مہیا کی جائیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی مہربانی۔ اب محترمہ تمکین اختر نیازی صاحبہ بات کریں گی۔

محترمہ تمکین اختر نیازی: جناب سپیکر! موجودہ بجٹ صوبہ کی عوام کی خدمت کے حوالے سے وزیر اعلیٰ کے vision کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔ اس بجٹ کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اگلے چار سال کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے تشکیل دیا گیا ہے۔ اس بجٹ کے ذریعے وزیر خزانہ نے ہمیں یہ خوشخبری سنائی ہے کہ اگلے چار سال کی مدت میں ہم G.D.P growth rate کو 4.8 فیصد تک لے جائیں گے۔ اسی طرح چالیس لاکھ لوگوں کے لئے روزگار کے مواقع مہیا کئے جائیں گے۔ ستر لاکھ لوگ جو کہ below poverty line زندگی گزار رہے ہیں ان کو غربت سے باہر نکالا جائے گا۔ یہ بجٹ زندگی کے ہر شعبے میں بہتری اور ترقی کی نوید سناتا ہے۔

جناب سپیکر! وقت کی کمی کے باعث اس وقت میں صرف شعبہ تعلیم پر focus کرنا چاہوں گی جس کے لئے 273۔ ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ تعلیم کے شعبے میں پہلے کبھی اتنا بڑا بجٹ allocate نہیں کیا گیا۔ یہاں پر میں دانش سکولوں کا ذکر ضرور کروں گی کیونکہ پچھلے سال حکومت کو اس حوالے سے بہت زیادہ تنقید کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن آج اس کی کامیابی آپ سب کے سامنے ہے کیونکہ ان سکولوں کی غریب چھوٹی بچیوں کو امریکہ میں accolades ہیں۔ ایسے غریب بچوں کو اس قسم کا exposure اور تعلیم کا حق پہلے کبھی نہیں دیا گیا۔ اس کے لئے میاں محمد شہباز شریف کو بے پایاں ثواب ملے گا اور اُن بچوں کے مستقبل سنور جائیں گے۔ میں نے میانوالی میں سکول کا ایک project submit کیا ہے جو بچوں کی basic education کو solid رکھنے اور جن بچوں کی diversion دوائیوں یا addiction کی طرف ہوتی ہے تو مختلف چیزیں جنہیں معاشرہ permit نہیں کرتا اُس کی طرف بچے divert ہو جاتے ہیں تو اُن بچوں کا interest تعلیم کی طرف رکھنے کے لئے پرائمری سکولوں کے projects بڑھانے چاہئیں اور جن علاقوں میں تعلیم کو کوئی زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی وہاں پر تعلیم کی طرف بچوں کا شوق پیدا کرنا چاہئے۔ جنوبی پنجاب کے لئے بھی 263 بلین روپیہ مختص کیا گیا ہے جو کل بجٹ کا 36 فیصد ہے یہ بہت ہی خوش آئند بات ہے کیونکہ اس میں ترقی کی خوشخبری سُنائی گئی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں حکومت نے عالمی سطح پر ایک concept کو اپناتے ہوئے Public Private Partnership کا آغاز اور tax base بڑھانے کا عندیہ دیا گیا ہے۔ ٹیکس دہندگان کو احترام دینے کے ساتھ ساتھ tax culture پر focus کرنے کی بات بھی کی گئی ہے۔ اسی طرح لگژری گاڑیوں اور بڑے گھروں پر ٹیکس لگایا گیا ہے لیکن بجٹ کا اصل ذریعہ مرکزی حکومت کا divisible pool ہے جہاں سے ہمیں یہ رقوم موصول ہوتی ہیں۔ FBR نے رواں مالی سال میں revenue collection کے اصل ہدف 2475 ملین روپے کو کم کر کے 2275 ملین روپے کر دیا تھا لیکن اگلے مالی سال کا ہدف 2810 بلین روپیہ رکھا گیا ہے جس پر بہت سے لوگ تنقید کر رہے ہیں کہ یہ بہت ambitious ہدف ہے جو شاید achieve نہیں ہو سکتا لہذا اگر اس کا shortfall ہو گا تو صوبائی حکومتوں کو رقوم ملنے میں بھی کمی آئے گی اور اس کا اثر اخراجات کے اوپر ہو گا جس سے وہ متاثر ہوں گے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ یہ اعتراض well-founded نہیں ہے کیونکہ عالمی مالی اداروں کے مطابق پاکستان کی economy, progress ترقی کر رہی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ FBR یہ targets achieve کرنے میں کامیاب ہو جائے گا اور اُس pool سے ہمارا حصہ ہماری توقعات کے مطابق حاصل ہو جائے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، چودھری محمد اقبال!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری محمد اکرم صاحب!

چودھری محمد اکرم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اپنی طرف سے اور اہل سیالکوٹ کی طرف سے خادم اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور اُن کی پوری ٹیم کو عوام دوست، غریب پرور اور پنجاب کا سب سے بڑا ایک ہزار ارب روپے کا بجٹ پیش کرنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے vision کے مطابق پنجاب کو ایک خوشحال، تعلیم یافتہ، معاشی طور پر مستحکم اور صنعتی وزرعی طور پر ترقی یافتہ صوبہ بنانے کے لئے میاں محمد شہباز شریف صاحب اور اُن کی پوری ٹیم کو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے لئے ترقیاتی فنڈز کا 36 فیصد حصہ مختص کرنا بہت ہی خوش آئند بات ہے۔ یہ سب مسلم لیگ (ن) اور اُس کی قیادت کے ساتھ جنوبی پنجاب کی وابستگی اور محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ میں اپنے قائدین میاں محمد نواز شریف، وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان اور وزیر اعلیٰ

پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو برادر ملک چائنا کے ساتھ 32۔ارب ڈالر کے توانائی، مواصلاتی اور تجارتی منصوبوں کے معاہدوں پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! خادم اعلیٰ پنجاب نے پچھلے سال سیالکوٹ چیمبر آف کامرس کے visit کے دوران سیالکوٹ کے صحافیوں کی جرنلسٹ کالونی کے لئے فنڈز دینے کا اعلان کیا تھا۔ میں گزارش کروں گا کہ جرنلسٹ کالونی کے لئے اس سال فنڈز مہیا کئے جائیں۔ ہمارا شہر export industrial city ہے جس پر ہمیں فخر ہے۔اس وقت World Football Cup منعقد ہو رہا ہے جس میں سیالکوٹ کی Forward Sports Company کا بنا ہوا فٹ بال کھیلا جا رہا ہے جس پر ہم سب پاکستانیوں کو فخر ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ exports کی ترقی کے لئے سیالکوٹ میں ٹیکنالوجی یونیورسٹی کے لئے فنڈز رکھے جائیں۔

جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف نے اپنے visit کے دوران سیالکوٹ میں پولیس کی نفری بڑھانے اور ٹریفک وارڈن کا بھی وعدہ کیا تھا اس کے لئے بھی فنڈز مہیا کئے جائیں۔ سیالکوٹ چیمبر آف کامرس کے ساتھ مل کر development programme کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب نے 500 ملین روپے دینے کا وعدہ کیا تھا میں چاہوں گا کہ وہ وعدہ بھی پورا کیا جائے۔

جناب سپیکر! خواجہ محمد صفدر میڈیکل کالج کو اس مالی سال میں مکمل کرنے کے لئے فنڈز مہیا کئے جائیں۔ سیالکوٹ میں گورنمنٹ علامہ اقبال ہسپتال اور گورنمنٹ سردار بیگم ہسپتال میں نئے وارڈز بنانے کے لئے بھی فنڈز رکھے جائیں۔ گورنمنٹ علامہ اقبال ہسپتال سیالکوٹ میں کارڈیالوجی وارڈ بھی بنایا جائے اور اُس کے لئے بھی فنڈز مہیا کئے جائیں۔

جناب سپیکر! ہمارے شہر میں پینے کے پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ پانی کے چالیس سال پرانے تمام پائپ جگہ جگہ سے خراب ہو گئے ہوئے ہیں۔ شہر سیالکوٹ میں پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کے حوالہ سے نئے پائپ ڈالنے کے لئے بھی فنڈز مہیا کئے جائیں تاکہ hepatitis کا تدارک ہو سکے۔

جناب سپیکر! سیالکوٹ شہر کے قبرستانوں میں مزید جگہ نہیں رہی تو میری گزارش ہو گی کہ نئے قبرستانوں کے لئے اس بجٹ میں فنڈز رکھے جائیں۔ سیالکوٹ شہر میں کھیل کے نئے میدانوں کے لئے بھی فنڈز رکھے جائیں تاکہ نوجوان نسل کے کھیلنے کے لئے کھیل کے نئے میدان بنائے جا سکیں۔

جناب سپیکر! سیالکوٹ شہر کی سبزی منڈی پچھلے چار سالوں سے اسی طرح پڑی ہوئی ہے اُس فروٹ اور سبزی منڈی کو بھی اس سال مکمل کرنے کے لئے فنڈز رکھے جائیں۔ سیالکوٹ شہر کے کالجوں اور سکولوں کے لئے فرنیچر وغیرہ کے لئے بھی فنڈز رکھے جائیں۔

جناب سپیکر! میرا حلقہ پی پی۔122 میں سیلاب کے باعث sewerage کا نظام خراب ہو گیا ہے لہذا اس بجٹ میں سیوریج کے لئے بھی فنڈز رکھے جائیں۔ سیالکوٹ جیل کی بلڈنگ 1870 میں 700 قیدیوں کے لئے بنی تھی وہاں پر اس وقت 2200 قیدی ہیں اس میں نئی بلڈنگ بنانے کے لئے بھی فنڈز رکھے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب نعیم اللہ گل!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اب اجلاس کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 19۔ جون 2014 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے اور اس روز بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔

281

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 19۔جون 2014

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"سالانہ بجٹ برائے سال 15-2014 پر عام بحث"

283

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا نواں اجلاس

جمعرات،19۔جون2014

(یوم الخمیس،20۔شعبان المعظم1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر15منٹ پر زیر صدارت
جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور احمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِo

اِنَّ الَّذِيۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ
الۡمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّةِ الَّتِىۡ كُنۡتُمۡ
تُوۡعَدُوۡنَ ﴿۳۰﴾ نَحۡنُ اَوۡلِيٰٓؤُكُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَفِى الۡاٰخِرَةِ
وَلَـكُمۡ فِيۡهَا مَا تَشۡتَهِىۡۤ اَنۡفُسُكُمۡ وَلَـكُمۡ فِيۡهَا مَا تَدَّعُوۡنَ ﴿۳۱﴾
نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِيۡمٍ ﴿۳۲﴾

سُوۡرَۃُ حٰمٓ السجدۃ آیات30 تا32

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے ان پر فرشتے اُتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا خوشی مناؤ(30) ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو (ملے گی) اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے (موجود ہوگی)(31)(یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے(32)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دلوں سے غم مٹاتا ہے، محمدؐ نام ایسا ہے
نگر اُجڑے بساتا ہے، محمدؐ نام ایسا ہے
انہی کے نام سے پائی فقیروں نے شہنشاہی
خدا سے بھی ملاتا ہے، محمدؐ نام ایسا ہے
محبت کے کنول کھلتے ہیں ان کو یاد کرنے سے
بڑی خوشبوئیں لاتا ہے، محمدؐ نام ایسا ہے
مدد حاصل ہے مجھ کو ہر گھڑی شاہ مدینہ کی
مری بگڑی بناتا ہے، محمدؐ نام ایسا ہے

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز ممبران! میں آپ کی اطلاع کے لئے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج 15-2014 کے بجٹ کا آخری دن ہے اور آخر میں وزیر خزانہ اس کو win up کریں گے۔ اب تک 73 معزز ممبران نے اس بجٹ بحث میں حصہ لیا ہے اور آج کی لسٹ پر 78 ممبران کا نام ہے۔ اب آپ خود ہی دیکھ لیں کہ آج میں تمام معزز ممبران کو کس طرح سے موقع دوں؟ میرے خیال میں پانچ منٹ کا وقت بہتر رہے گا۔

معزز ممبران: یہ بہت کم وقت ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ issue اتنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جو چند ممبر رہ جائیں گے اُن کو ضمنی بجٹ میں ایک دن موقع ملے گا اُس وقت وہ بات کر لیں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بجٹ کے اوپر بات کرنا اتنا ضروری ہے کیونکہ سب معزز ممبران اپنے حلقوں کے issues پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں اگر اس بحث کو ایک دن کے لئے extend کر دیا جائے تو کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہوگا۔ اگر ایک دن extend کر دیں گے تو سب ممبران اپنے issues discuss کر لیں گے۔ میں اپوزیشن کے لئے نہیں کہہ رہا بلکہ حکومتی بنچوں کے لئے بھی کہہ رہا ہوں کہ دونوں بنچوں پر بیٹھے ممبران کے لئے اگر ایک دن extend کر دیں گے تو کیا حرج ہوگا کیونکہ اتنے لوگ بولنے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں جن کو کم از کم سات منٹ جو پہلے طے کئے ہوئے تھے وہ تو ملیں گے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے پہلے سات منٹ ہی طے کئے تھے جس کے تحت اب تک 73 ممبران بات کر سکے ہیں جبکہ آج 78 ممبران کی لسٹ ہے۔ What I should do then?

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آدھے آج بات کر لیں اور آدھے کل بات کر لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، کل اس پر بات نہیں ہو سکے گی کیونکہ آج یہ wind up ہو گی اور اس کا آج آخری دن ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اگر اس کو آپ ایک دن کے لئے extend کر دیں تو کیا حرج ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، دن extend نہیں ہو سکتے۔ یہ آپ کے Rules کے مطابق ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ Rules change کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔

MR SPEAKER: I think five minutes are sufficient.

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! کیا یہ ہو سکتا ہے کہ اگر ہم میں سے کوئی ممبر نہیں بول رہا تو دوسرا ممبر اس کا ٹائم لے سکتا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: اگر وہ ممبر بیٹھے ہوں اور اپنا ٹائم دے دیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر موجود نہیں ہیں تو وہ غیر حاضر ہیں لیکن ان کا ٹائم نہیں مل سکتا۔ اگر کوئی ممبر یہ کہے کہ میں voluntarily کہہ رہا ہوں کہ میرا ٹائم ان صاحب کو دے دیا جائے تو مجھے اعتراض نہیں ہے، پھر ٹھیک ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! اگر آپ حکومتی اور اپوزیشن بنچوں کو بھی equal time دے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا equal سے کیا مطلب ہے؟ میں ممبر کی بات کر رہا ہوں اور میرے لئے تمام معزز ممبران برابر ہیں چاہے وہ حکومتی یا اپوزیشن بنچوں سے ہوں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں اور بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے کوئی ratio بنانی پڑے گی۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں یہ بات کر رہا تھا کہ آپ کے لئے دونوں ایک ہیں، چاہے حکومتی ہے اور چاہے اپوزیشن ہے۔ آپ نے میری بات کو سمجھا نہیں ہے یا میں سمجھا نہیں سکا۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ اگر دو یا تین گھنٹے اجلاس ہوتا ہے تو ڈیڑھ گھنٹہ اپوزیشن کو مل جائے اور ڈیڑھ گھنٹہ حکومتی بنچوں کو مل جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، اس طرح نہیں ہو گا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میری ایک submission ہے جس کو اگر آپ قبولیت بخشتے ہیں تو آپ کی مرضی ہے۔

MR SPEAKER: Justice should be done.

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ہمیشہ اپوزیشن کو بجٹ پر grievances ہوتے ہیں اور بجٹ میں غلطیاں یا deficiencies کو اپوزیشن ہی point out کرتی ہے۔ میں اس ایوان اور آپ کے سامنے ایک request کر رہا ہوں کہ آپ برابر ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: میں تمام ممبران کو برابر ٹائم دینا چاہتا ہوں مگر آپ اس میں bifurcate کیوں کر رہے ہیں؟ میری بات سنیں۔ آج حکومتی بنچوں کی طرف سے 57 ممبران کی لسٹ آئی ہے اور آپ کی غالباً 30 کی ہے۔ میرے خیال میں سب کے لئے پانچ منٹ ہی کافی ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: میری عرض تو سنیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، اتنا ٹائم تو ہم نے اسی بحث میں ہی گزار دیا ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے اپنی بات کہنی ہوتی ہے اور اپنے حلقے کی بات کرنی ہوتی ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں request کروں گا کہ جیسے ہمارے اپوزیشن کے ممبران فرما رہے ہیں اور سارے ایوان کا ایک نقطہ نظر ہے کہ سب لوگ بولیں تو اس میں پھر ایک ہی طریقہ ہے کہ آپ سات منٹ کی بجائے پانچ منٹ کا وقت مقرر کر لیں۔ ممکن ہو سکے تو اسمبلی کے اجلاس کا ٹائم بڑھا دیں تو اس سے میرے خیال میں کافی لوگ satisfy ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، میں accommodate کرنے کی کوشش کروں گا بلکہ پانچ منٹ کی بجائے میں چھ منٹ مقرر کر دیتا ہوں۔ سب کے لئے چھ منٹ ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

پہلے رئیس ابراہیم خلیل احمد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ان کے بعد مخدوم سید علی اکبر محمود صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ان کے بعد اعجاز خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد عارف عباسی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد صدیق خان صاحب!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ہمارے grievances ہیں اور مہربانی کر کے ہمیں گفتگو کرنے دیں۔

جناب سپیکر: میں معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ کسی کو interrupt نہ کیا جائے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ ایک تو آپ نے ہماری اس درخواست کو قبولیت بخشی کہ آپ ہمیں زیادہ وقت بجٹ پر گفتگو کرنے کے لئے دیں گے۔ دوسری بات یہ کہ اس بجٹ پر منسٹر صاحب سے آپ کی وساطت سے درخواست کروں گا کہ وہ میرے کچھ پوائنٹس لکھ لیں اور انہیں اپنی wind up تقریر میں incorporate کریں۔ میری صرف یہ درخواست ہو گی جیسا کہ ہمارے وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں بالخصوص جنوبی پنجاب کی ترقی کے لئے جو گفتگو کی، جو بلند و بانگ نعرے لگائے، جنوبی پنجاب، پنجاب کا حصہ ہے مگر وہ neglected area ہے جہاں پر وہ ڈویلپمنٹ نہیں ہے جو وسطی پنجاب اور نادرن پنجاب میں ہوئی ہے۔ ہمیں بہت خوشی ہوئی ہے لیکن میں دوسری طرف یہ درخواست کروں گا اور ان سے پوچھوں گا کہ پچھلے سالانہ بجٹ 14-2013 میں جو allocation جنوبی پنجاب کی تعمیر و ترقی کے لئے کی گئی تھی اس میں جنوبی پنجاب کی کتنی utilization کی گئی؟ جہاں تک میرے پاس ڈیٹا موجود ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ آپ کو کیا کہہ رہے ہیں؟ ان کی بات سنیں کیونکہ آپ نے ان کی بات کا جواب بھی دینا ہے۔ جی، صدیق خان صاحب!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں 9۔ مئی 2014 کے اخبار روزنامہ "ڈان" اور "ٹریبون" کے حوالے سے انتہائی ذمہ داری کے ساتھ بات کر رہا ہوں کہ اس اخبار میں بلکہ میرے پاس پاکستان کے مختلف مایہ ناز اکانومسٹ کے حوالے سے جو experts opinions آئی ہیں کہ پنجاب کا totally بجٹ 39 فیصد utilize ہو سکا ہے۔ اس کی وجہ کیا تھی کہ receipts کے targets میں 70 بلین روپے کی کمی آئی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہی وجہ تھی کہ جس وقت receipts کے ٹارگٹ حکومت اور regime meet نہیں کر سکی تو پھر کس طرح بجٹ allocation من و عن utilize ہو سکتی ہے۔ اس حوالے سے میرے نقطہ نظر سے پنجاب کے بجٹ میں جتنا A.D.P پروگرام تھا اس میں سے 39 فیصد utilization ہوئی ہے تو میں درخواست کروں گا کہ یہ جو بجٹ میں juggling of words کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ لفظ 14-2013 یا 15-2014 کے بجٹ پر صادق آتا ہے کیونکہ انہوں نے پنجاب کی عوام کے ساتھ غلط facts & figure دے کر ایک دھوکا کیا ہے۔ وہ allocation جو یہ 14-2013 کے بجٹ میں سامنے لائے تھے اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ اس کے بعد میں یہ بھی عرض کروں گا کہ میری ایک بہن نے اپنی بجٹ تقریر میں پنجاب اور خیبر پختونخوا کا موازنہ کیا تو میرے

پاس دونوں صوبوں کے بجٹ کا موازنہ موجود ہے اور میری درخواست ہو گی کہ اگر اس حوالے سے منسٹر صاحب موازنہ نوٹ کر لیں تو مجھے بہت خوشی ہو گی۔ وہ اپنی wind up تقریر میں جواب دیں جیسا کہ 1998 کی مردم شماری کے مطابق صوبہ خیبر پختونخوا کی آبادی 35 ملین اور صوبہ پنجاب کی آبادی تقریباً 8 کروڑ ہے۔ پنجاب کا موجودہ بجٹ 10 ٹریلین 33 بلین روپے کا ہے اور اس کے مقابلے میں خیبر پختونخوا کا بجٹ 4.4 ٹریلین کا ہے جس میں 111 بلین ایجوکیشن سیکٹر کے لئے allocated ہے اور اس کے مقابلے میں جو پنجاب کا بجٹ ہے وہ 279 بلین روپے allocate ہے لیکن میرا خیال ہے کہ تعلیم کے سیکٹر کے لئے تو 344 بلین روپے ہونا چاہئے۔ آپ دیکھیں کہ ویلفیئر کے دو سیکٹر ہیں بالخصوص Education as well as Health تو یہ 444 کے مقابلے میں 279 بلین روپے allocate ہو رہا ہے اور اس کے مقابلے میں خیبر پختونخوا میں 111 بلین روپے خرچ کیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پنجاب کے ملازمین ایک ملین کے figure پر مشتمل ہیں اور چار لاکھ 37 ہزار پنشنرز ہیں جنہیں اس میں یہ لائے ہی نہیں جس طرح کہ فیڈرل بجٹ کا سروے ہے کہ ایک فیصد inflation اس مالی سال میں ہوئی ہے مگر اس مہنگائی کے مطابق ان کی تنخواہیں نہیں بڑھائی گئیں اور اس کے مقابلے میں آپ دیکھیں کہ 10 فیصد ملازمین کی تنخواہیں بڑھائی ہیں جبکہ خیبر پختونخوا کی جو بجٹ proposal ہے وہ 15 فیصد اضافہ ہے۔

جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ پنجاب کے ملازمین کی اسامیاں پیدا کرنے کے لئے اس ایوان نے اور اس حکومت نے اپنا کوئی کردار کیا اور نہ ہی اس صوبے کے پنشنرز کے figure point out کئے ہیں کہ 4 لاکھ 37 ہزار اور ان کی بھلائی کے لئے بھی اس بجٹ میں کوئی provision نہیں رکھی گئی ہے۔ میری درخواست ہو گی کہ آپ پنجاب کے لوگوں کو mislead مت کریں، انہیں حقائق سے آگاہ کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ جو G.S.T provincial کی proposal ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ G.S.T impose کر دی گئی تو مہنگائی میں اتنا اضافہ ہو گا کہ ایک عام آدمی کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ بس یہی میری تجاویز ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی اور بہت شکریہ۔ محترمہ مہوش سلطانہ صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اپنے وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے اتنا pro common man بجٹ پیش کیا ہے۔ اس بجٹ کو میں common man اس لئے کہوں گی

کہ اس میں service delivery کی طرف بہت زیادہ زور دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اس چیز پر بھی زور دیا ہے کہ ہمارے existing system کو مضبوط کیا جائے اور اس میں نئی innovations لائی جائیں۔ میں اس کے ساتھ ساتھ میاں محمد شہباز شریف کو بھی خراج تحسین پیش کروں گی جنہوں نے Millennium Development Goal کا concept دیا جس کے تحت تمام محکموں نے اپنے road maps تیار کئے جن کے مطابق یہ بجٹ allocate ہوا۔

جناب سپیکر! چونکہ میرا تعلق ایجوکیشن سے رہا ہے اس لئے میں بالخصوص تعلیم کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی کہ پنجاب کا literacy rate 62 percent ہے جو کہ پاکستان کے دیگر تمام صوبوں سے زیادہ ہے لیکن اس کے باوجود حکومت پنجاب نے صوبائی اور ضلعی سطح پر تعلیم کے لئے 273۔ارب روپے مختص کئے ہیں جو کہ تعلیم کے شعبہ میں خرچ کئے جائیں گے جس میں صوبائی حکومت کا حصہ 65۔ارب سے بڑھا کر 92۔ارب 65 کروڑ روپے ہو گیا ہے جو کہ 42 فیصد اضافہ ہے۔ سب سے پہلے میں سکولز ایجوکیشن کے حوالے سے بات کروں گی جس کے لئے 28۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ سکولز ایجوکیشن کے روڈ میپ میں missing facilities, I.T. Labs, بچوں کا سکولوں میں داخلہ، ٹیچرز کی بھرتیاں اور دانش سکول وغیرہ شامل ہیں۔ missing facility جو کہ ایک بہت اہم سیکٹر تھا جس کے لئے اس بجٹ میں 8۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جس میں پچھلے سال بھی گرلز سکولوں میں جتنی بھی missing facilities تھیں انہیں پورا کیا گیا اور آئندہ اس آنے والے سال میں missing facilities جن سکولوں میں رہ گئی ہیں انہیں پورا کیا جائے گا اور اس کے ساتھ ساتھ گرلز سکولوں میں ان تمام سہولیات کو مہیا کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! دانش سکولوں کے لئے 2۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جو ظاہر ہے کہ ان تمام بچوں کے لئے ایک بہت اچھا اور اہم پراجیکٹ ہے۔ جن بچوں کے لئے سکول جانے کا سوچنا بھی محال تھا انہیں ایک اعلیٰ کوالٹی کی ایجوکیشن مہیا کی جائے گی۔ اس کے علاوہ حکومت پنجاب کا ایک Internationally renowned project ہے جو کہ پنجاب انڈوومنٹ فنڈ جس کے لئے 11۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں اور اس میں ان تمام بچوں کو وظائف دیئے جاتے ہیں جس کے تحت وہ بیرون ملک بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ہائر ایجوکیشن کے متعلق بات کرنا چاہوں گی کہ جس کے لئے 14۔ارب 5کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں جس میں نئے کالجز کی تعمیر شامل ہے۔ پہلے کالجوں میں missing facilities کو پورا کرنے کے لئے ایک ارب 36 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! دیکھ کر پڑھنے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ وہ بہت سمجھدار ہیں۔ جی، محترمہ carry on اپنا وقت ضائع نہ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کی طرف گورنمنٹ کا focus ہے۔ خواجہ فریدالدین یونیورسٹی کے لئے 179 کروڑ روپے رکھے ہیں۔ گورنمنٹ کا ایک اور upcoming project نالج پارک کے حوالے سے ہے۔ نالج پارک انشاء اللہ تعالیٰ جب مکمل ہوگا تو یہ پنجاب کے لوگوں کے لئے حکومت پنجاب کا ایک بہت بڑا تحفہ ہوگا جس کے لئے اس بجٹ میں funds allocate کر دیئے گئے ہیں اور اس کے لئے کئی international universities کے ساتھ MOUs sign ہوئے ہیں جن میں Lancaster and Seattle Universities بھی شامل ہیں اور یہ تمام وہ upcoming منصوبے ہیں جو کہ حکومت پنجاب کا road map ہیں۔ یہ ہمارا اس road map کا پہلا سال ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جب ہمارے چار سال مکمل ہو جائیں گے تو ایک مثبت اور positive result کے ساتھ ہم یہاں آپ کے سامنے موجود ہوں گے اور جو حکومت نے road map کا concept دیا ہے اس سے انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب کی ترقی میں بہت زیادہ اضافہ بھی ہوگا اور اس سے بہتر نتائج بھی حاصل ہوں گے۔

میں آخر میں اپنی speech کو wind up کرتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: اُن کی بات کا بھی جواب دے دیں کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ محترمہ دیکھ کر پڑھ رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! میں نے تو صرف digits پڑھے ہیں۔ میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام مثبت کاموں میں کامیابی عطا کرے اور اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

جناب سپیکر: شاباش۔ زندہ باد، next محترمہ بُشریٰ انجم بٹ صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ next احسان الحق باجوہ صاحب!

جناب احسان الحق باجوہ: شکریہ

جناب سپیکر: پہلے اپنی سیٹ پر پہنچیں۔

جناب احسان الحق باجوہ: جناب سپیکر! میری سیٹ یہی ہے۔

MR SPEAKER: No.

جناب احسان الحق باجوہ: جناب سپیکر! معزز ممبران اسمبلی اور تمام دوستوں کو السلام و علیکم ،سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور اُن کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے فخر عالم اسلام قائد محترم میاں محمد نواز شریف کے عین وژن کے مطابق غریب پرور اور جنوبی پنجاب دوست بجٹ پیش کیا جس پر میں اُن کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! موجودہ ملکی حالات کے باوجود ایک ہزار ارب روپے کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ پنجاب کا سب سے بڑا بجٹ ہے جس میں تعلیم کے فروغ کے لئے، زراعت کے لئے، صحت کے لئے اور لاء اینڈ آرڈر کے لئے مثبت اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔اس بجٹ میں جنوبی پنجاب کو خصوصی طور پر focus کیا گیا ہے اور 36 فیصد حصہ ٹوٹل بجٹ کا جنوبی پنجاب کو دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! گزشتہ دنوں میرے ایک فاضل دوست نے دانش سکول کو تنقید کا نشانہ بنایا، دانش سکول وہ سکول ہے کہ ہم سمجھتے ہیں جہاں pure غریبوں کے بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کے گھر کھانے کے لئے روٹی نہیں ہے، چولہا نہیں جلتا ہے اور وہ Aitchison School کے برابر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ہم غریب بچوں کو معیاری تعلیم دلانے کے لئے دانش سکول کا انشاء اللہ سلسلہ جاری رکھیں گے۔ موجودہ بجٹ میں میرے فاضل دوستوں کو کیوں نہیں نظر آرہا کہ تعلیم کے لئے 273۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جس میں ہائر ایجوکیشن کے لئے 14۔ارب روپے اور سکولوں کے لئے 28۔ارب روپے اور کالجز کے لئے 3۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میرا تعلق جنوبی پنجاب کے پسماندہ ضلع بہاولنگر سے ہے۔ میرے قائد میاں محمد شہباز شریف نے 119۔ارب روپے کا بجٹ جنوبی پنجاب کے لئے رکھا ہے جبکہ سابقہ جو کام ہیں وہ 263۔ارب روپے سے چل رہے ہیں جن میں بہاولنگر قائداعظم میڈیکل کالج کا قیام، بہاولپور وکٹوریا ہسپتال میں heart surgery کا قیام، ملتان میں صوبہ بھر کی طویل ترین میٹرو بس کا قیام، اسلامیہ یونیورسٹی میں سولر پاور پراجیکٹ اور قائداعظم سولر پاور پارک کا قیام، بہاولپور سے dual road حاصل پور تک بنائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن جو موجود نہیں ہیں، اُن کو ایک request کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح بہاولپور سے حاصل پور تک dual road بنائی گئی ہے، ہمارا بہاولنگر ضلع بہت پسماندہ ہے ایک dual road حاصل پور سے لے کر براستہ چشتیاں بہاولنگر تک بنائی جائے اور جو میرے دوست صادق آباد سے سفر کرتے ہیں لاہور کے لئے ان کے لئے نہ صرف 70 کلومیٹر کا سفر کم ہو گا بلکہ دو گھنٹے وقت کی بچت بھی ہو گی اور مزید یہ کہ جی ٹی روڈ پر ٹریفک بھی کم ہو جائے گی۔ میری خصوصی درخواست ہے کہ اسی بجٹ میں ہمارا یہ منصوبہ شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! ایک دوسری درخواست کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے ڈسٹرکٹ بہاولنگر کے ہیڈ سلیمانکی کی renovation کے لئے ایک ارب کروڑ روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اسی ہیڈ سلیمانکی سے ہماری دو نہریں نکلتی ہیں نہر صادقیہ اور نہر فورڈ واہ تو اگر اُن کی lining اور renovation ہو جائے تو ہمارے ضلع کے پانی کا مسئلہ ختم ہو جائے گا، کسان خوشحال ہو جائیں گے اور فصل زیادہ ہو سکے گی۔ میری یہ درخواست آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن سے بھی ہے کہ اس کو اسی بجٹ کا حصہ بنایا جائے۔ ایک اور ضروری گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج جو احتجاج کی سیاست ہو رہی ہے اس کے لئے میں کہنا چاہتا ہوں میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد نواز شریف تندیٔ باد مخالف سے گھبرائے بغیر خلوص نیت سے محفوظ خوشحال اور روشن پاکستان بنانے کے لئے مسلسل جدوجہد کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ آنے والے سالوں میں ہمارا ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائے گا اور انشاء اللہ ہمارا ملک دنیا کے اچھے ملکوں میں شمار ہو گا۔

جناب سپیکر! ہماری قیادت آنے والے سالوں میں پاکستان کو درست سمت کی طرف لے کر جا رہی ہے اور ملک کو اندھیروں سے نکال رہی ہے۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت بجلی کے 19 منصوبوں پر کام ہو رہا ہے اور انشاء اللہ آنے والے سالوں میں یہ منصوبے مکمل ہو جائیں گے اور یہ اندھیرے ہمارے ملک سے ختم ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں معزز ممبران سے صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ اُن کا ایجنڈا یہ ہے "اگر کچھ نہ کر سکے تو ڈبو دیں گے سفینے کو" احتجاج کرنے والے دوستوں سے جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ نہ کھیڈاں گے، نہ کھیڈن دیاں گے لیکن ہماری قیادت کا وژن ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی،آپ کا ٹائم ختم ہو گیا مہربانی تشریف رکھیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! اس طرح کی budget speeches آپ نے کروانا تھیں اپوزیشن پر بلاوجہ تنقید کر رہے ہیں۔

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

جی، میاں مرغوب احمد صاحب!

میاں مرغوب احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر تقریر کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ان حالات کے اندر ایک ہزار 33۔ارب کا ایک متوازن اور ویلفیئر بجٹ پیش کیا۔ مجھے اپنی بات کے آغاز پر یہ کہنا ہے کہ جنوبی وزیرستان میں جو آپریشن شروع کیا گیا ہے میں میاں محمد نواز شریف کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہوں گا کہ انہوں نے بالآخر امن و سلامتی کے لئے یہ ناگزیر قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس آپریشن کو کامیاب کرے اور پاکستان میں امن و سکون بحال ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں سانحہ لاہور کے حوالے سے بھی یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ انتہائی ناخوشگوار واقعہ ہوا ہے لیکن ہمیں آگے بڑھنا ہے اور تعمیری سوچ کے ساتھ جس جگہ پر بھی highhandedness ہوئی ہے یا negligence ہوئی ہے اس کے لئے ایک کمیشن appoint ہو چکا ہے۔ ہمیں اس کی investigation میں شامل ہونا چاہئے اور جو بھی نتیجہ ہو اسے قبول کرنا چاہئے تاکہ آئندہ اس قسم کے واقعات پنجاب اور لاہور میں نہ دہرائے جائیں۔ مجھے یہ بات بھی کہنی ہے کہ آج ملک میں انرجی کرائسز کے اوپر ہماری قیادت نے جس طرح اس ایک سال کے اندر دن رات ایک کئے ہیں اور ان کرائسز کو ختم کرنے کے لئے مختلف منصوبے چاہے وہ ہائیڈل کے ہیں، چاہے وہ سولر کے ہیں، چاہے وہ wind کے ہیں، چاہے وہ Biomass کے ہیں اور 19 سے زائد منصوبے پائپ لائن میں ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں امید ہے کہ یہ شبانہ روز محنت رنگ لائے گی۔ عوام جس اذیت کا شکار ہے انشاء اللہ تعالیٰ العزیز ہماری قیادت ان اندھیروں سے اس ملک کو نکالے گی۔ اس ملک میں ترقی اور خوشحالی کے لئے جو کام شروع کئے گئے ہیں بالخصوص آج پنجاب کے اندر یہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس میں ہیلتھ اور ایجوکیشن کے شعبے میں پچھلے بجٹ سے زیادہ 42 فیصد اور 37 فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ ہو، دانش سکول ہوں، خواتین کی یونیورسٹیاں ہوں، سکولوں کی missing facilities ہوں ان تمام شعبوں میں مجھے

یہ کہنا ہے کہ آج ان کی improvement کے لئے کام ہو رہا ہے۔ایجوکیشن کی improvement کے لئے ایک لاکھ لیکچرارز کی بھرتیاں میرٹ پر ہوئی ہیں، پرائمری کا جو ٹارگٹ تھا اس کو achieve کرنے کے لئے اس شہر میں ایک knowledge city کا قیام کیا گیا۔ مجھے یہ بات کہنی ہے کہ ان تمام تر کاوشوں کے باوجود جب تک ہم پرائیویٹ سکول اور کالج جو اس وقت ایک مافیا بن چکے ہیں، جن کی فیسیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں اور یہ لوگوں کی جیبوں پر ڈاکا ڈالتے ہیں ان کو لگام نہیں دیں گے، جب تک ان کو ہم discipline کے اندر نہیں لے کر آئیں گے اس وقت تک ایجوکیشن کی field کے اندر جو steps ہم نے اٹھائے ہیں ان کے ثمرات قوم کو نہیں مل سکیں گے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہیلتھ کے شعبے کے اندر آج بہت بڑی ڈویلپمنٹ ہونے جا رہی ہے۔ Health Insurance Card کی سکیم کا آغاز کیا گیا اور کینسر ہسپتال کے قیام کا اعلان کیا گیا۔آج جو ڈاکٹرز پرائیویٹ پریکٹس کرتے ہیں، یہ پرائیویٹ ہسپتال جب تک discipline کے اندر نہیں آئیں گے اس وقت تک اس ملک کے اندر، اس صوبے اور شہر کے اندر ہیلتھ کی جو facilities ہیں ان کے ثمرات عوام تک نہیں پہنچ سکتے۔اس کے اوپر بھی ہمیں بہت پیشرفت کرنے کی ضرورت ہے۔مجھے یہ بات کہتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ Land Record Computerization کا عمل مکمل کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ آج پہلی بار پاکستان کی تاریخ میں معدنیات کے حوالے سے پنجاب میں جو ڈویلپمنٹ ہوئی ہے، چنیوٹ میں لوہے کے ذخائر جو چھ سو ملین ٹن سے زائد ہیں ان کی feasibility study کی گئی ہے۔آج کالا باغ ڈیم پر جو لوہے کے ذخائر ہیں ان کی feasibility study کروائی گئی ہے۔ پنجاب بھر میں کوئلے کے ذخائر ہیں ان کی feasibility study کے بعد اب ہم اس کی production کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں اس سے یقیناً اس صوبے کے اندر خوشحالی آئے گی۔اس ملک میں فنی تعلیم کے حوالے سے جو steps اٹھائے جا رہے ہیں اس سے بے روزگاری کا خاتمہ ہو گا۔آج لیبر کے لئے جو سستے گھر بنانے کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے اس سے بھی یقیناً بہت بڑی پیشرفت ہونے کو ملے گی۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ بات کہوں گا کہ یہ ملک زرعی ملک ہے اور ہماری عوام کا بیشتر حصہ زراعت سے وابستہ ہے اور یقیناً DAP کے حوالے سے 5،5۔ارب روپے کی سبسڈی دینا بہت بڑا اقدام ہے۔کھالوں کی پختگی، ڈرپ اریگیشن یا لیزر لیولنگ ہو اس حوالے سے بھی ہم آگے بڑھ رہے ہیں لیکن آج کاشتکار کے پاس بیج کے لئے پیسے نہیں ہیں۔اس کے پاس ڈیزل اور بجلی کے بلوں کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ ٹیوب ویلوں کو بائیو گیس پر منتقل کرنے کا ہنگامی بنیادوں پر منصوبہ بنایا ہے۔جب تک ہم یہ

ٹارگٹ نہ بنالیں کہ ہم نے اس سال 20 ہزار ٹیوب ویلوں کو بائیو گیس پر شفٹ کرنا ہے تو اس وقت تک یہ بوجھ زمیندار پر کم نہیں ہو سکتا۔ اس بوجھ کو کم کرنے کے لئے یقیناً ہمیں ایک initiative لینا ہے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

میاں مرغوب احمد: جناب سپیکر! آج tunnel technology ہے اس کے اوپر مزید توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ ہم سبزی اور پھلوں میں بہتری لاسکیں۔ اس کے ساتھ دودھ اور گوشت کی growth پر لائیو سٹاک پر توجہ دینے کی ضرورت ہے---

جناب سپیکر: بہت مہربانی، بہت مہربانی۔

میاں مرغوب احمد: جناب سپیکر! آج ہماری قیادت اس ملک اور صوبے کے لئے جو کچھ کر رہی ہے تو اس کے لئے میں یہ کہوں گا کہ:

تُندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ ملک تیمور مسعود صاحب!--- نہیں ہیں۔ سید اعجاز حسین بخاری صاحب!--- تشریف نہیں رکھتے۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!--- نہیں ہیں۔ جی، جناب محمد سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں ٹائم ضائع کئے بغیر اپنی گفتگو فوراً یہاں سے شروع کروں گا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پچھلے سال کی نسبت اس سال بہت بڑا بجٹ دیا ہے لیکن پچھلی دفعہ بھی میں نے ایک بات کی تھی اور آج پھر یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارا main اور core issue وہ census ہے جس کی طرف کوئی توجہ نہیں کر رہا ہے۔ 1998 کے بعد آج تک ہمارے ملک میں census نہیں ہو رہا ہے۔ تقریباً 16 سال اس بات کو گزر گئے ہیں۔ جب آپ اپنی population کو determine نہیں کریں گے، آپ کو پتا ہی نہیں ہے کہ ہمارے پنجاب کی population کیا ہے، بلوچستان کی کیا ہے اور پاکستان کی کیا ہے تو پھر آپ اس پر آنکھیں بند کر کے ہی بجٹ بنائیں گے کیونکہ budget shall reflect as mirror to the society and their needs اس بجٹ میں ہمیں نظر اس وجہ سے نہیں آ رہا ہے کہ ہمارے census نہیں ہیں۔ اسی اسمبلی میں سولہ کروڑ، سترہ کروڑ، اٹھارہ کروڑ اور انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے چند دنوں میں اسی اسمبلی کے یہی ایم پی ایز کہنا شروع کر دیں گے کہ پاکستان کی

آبادی بیس کروڑ ہو گئی ہے۔ پھر ہم اس بیس کروڑ کو چیک جائیں گے اور ہمیں کوئی پتا نہیں ہو گا کہ ہماری actual آبادی کتنی ہے۔ اسی وجہ سے بجٹ میں یہ problems آتی ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ priorities not according to need ہمیں stress تو کرنا چاہئے ایجوکیشن، ہیلتھ، انرجی، لاء اینڈ آرڈر، جسٹس اور زراعت پر لیکن اس بجٹ میں ان چیزوں پر مجھے توجہ نظر نہیں آ رہی ہے۔

جناب سپیکر! آپ ایجوکیشن پر آ جائیں کہ literacy rate کے بارے میں ہماری حکومت کا یہ مؤقف ہے کہ پاکستان کا literacy rate 57 percent ہے اور United Nations کے جو consensus ہیں انہوں نے کہا ہے کہ literacy rate 26 percent ہے۔ ہم literacy rate 57 percent کو اس طرح سمجھتے ہیں کہ جو بندہ صرف اپنا نام لکھ لے مثال کے طور پر میرا نام محمد سبطین خان ہے اور اگر میں محمد سبطین خان لکھ لوں تو میں پڑھے لکھے بندوں میں آ جاتا ہوں whereas یہ بات یوں نہیں ہے اور United Nations کے consensus کے مطابق literacy rate 26 percent ہے۔

جناب سپیکر! اب میں missing facilities کی بات کرتا ہوں اور missing facilities پچھلے آٹھ سال یعنی 2002 سے چل رہی ہیں جب چودھری پرویزالٰہی وزیراعلیٰ پنجاب ہوا کرتے تھے۔ آپ ریکارڈ چیک کرائیں کہ 2002 سے 2014 آ گیا ہے لیکن missing facilities پوری ہونے کو ہی نہیں آ رہیں that means کہ حکومت پیسے رکھ رہی ہے اور حکومت ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں missing facilities کے لئے پیسے رکھتی ہے but at the grass roots level, at the lower level اس کی proper implementation نہیں ہو رہی ورنہ یہ ماننے والی بات ہے کہ 2002 سے لے کر 2014 تک اربوں روپے missing facilities کے نام پر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں رکھے جا رہے ہیں لیکن آج تک missing facilities جوں کی توں ہیں، کہیں لائٹ نہیں ہے، کہیں toilets نہیں ہیں اور کہیں چار دیواری نہیں ہے۔ یہ ساری خرابی مردم شماری کی وجہ سے ہے کہ ایک چھوٹا سا دیہات ہے جب اس کی آبادی کا پتا نہیں لیکن political pressure میں آ کر وہاں سکول تو بن گیا جب سکول بن گیا تو وہاں بچیوں کی تعداد نہیں ہے، وہاں ٹیچر نہیں ہیں اور وہاں male and female teachers نہیں ہیں۔ یہ خرابی پچھلے دس سال سے missing facilities

کے نام پر چل رہی ہے، پتا نہیں کیا ہو رہا ہے اور یہ اگلے چار سال مزید missing facilities چلتی رہیں گی۔

جناب سپیکر! اب میں ہیلتھ پر بات کرتا ہوں۔ ہمارے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ پر پریشر دیکھیں، بڑے شہروں پر پریشر دیکھیں، آپ Punjab Institute of Cardiology میں چلے جائیں، سروسز ہسپتال میں چلے جائیں اور جناح ہسپتال میں چلے جائیں تو بڑے شہروں میں اتنا پریشر ہے کہ جب تک آپ کی کوئی پولیٹیکل سفارش نہ ہو یقین کریں کہ آپ کو بیڈ ملنا ہی مشکل ہے، وہاں چیک اپ بھی نہیں ہوتا اور میڈیسن نہیں ملتی۔ میری یہ ذاتی رائے ہے کہ حکومت نے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں پیسے رکھے ہیں اور اس پر اختلاف کوئی نہیں ہے لیکن they should make sure کہ اس کی proper utilization ہو۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں infrastructure پر آتا ہوں۔ ہم نے infrastructure کے لئے ایک ارب 48 کروڑ روپیہ رکھا ہے۔ اب بات یہ ہے کہ infrastructure تو بنتا ہے انڈسٹری اور ایگریکلچر سے، farm to market roads ہوتی ہیں اور جہاں انڈسٹری چل رہی ہے اس کی سڑکیں ہوتی ہیں جب ہمارے پاس گیس اور بجلی نہ ہے، آپ نے انرجی سیکٹر کے لئے ٹوٹل 13۔ ارب روپیہ رکھا ہے، infrastructure کے لئے ایک ارب 48 کروڑ روپیہ رکھا ہے، اب 13۔ ارب روپے کی ہماری ایگریکلچر پالیسی ہے، وہ ہماری پالیسی ہے نہ ہی farmer کو اس کا کوئی فائدہ ہے۔

جناب سپیکر! اب 27 کلومیٹر کی میٹرو بس پر مجھے اختلاف نہیں ہے بالکل اچھی بات ہے ملک میں ترقی ہونی چاہئے لیکن 30۔ ارب روپے میں 27 کلومیٹر پر میٹرو بس اور 13۔ ارب روپے پورے پنجاب کے ایگریکلچر کے لئے رکھا ہے۔ جہاں 70 سے 80 فیصد۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی، آپ کا ٹائم ختم ہو گیا۔ بہت شکریہ

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں آخر پر یہ کہوں گا اگر آپ مجھے ایک منٹ دے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! پھر یہ کیسے ہو گا، کیا دوسرے کا حق ماریں؟

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ بہت شکریہ

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 07-2006 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب جناب محمد ثاقب خورشید صاحب پبلک اکاؤنٹ کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ رپورٹ پیش کریں۔

جناب محمد ثاقب خورشید: جناب سپیکر! میں

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 07-2006 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹ کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث

(---جاری)

جناب سپیکر: جناب شوکت علی لا لیکا صاحب تشریف رکھتے ہیں؟

جناب شوکت علی لا لیکا: جناب سپیکر! میں ایک وضاحت کے بعد اپنی تجاویز پر آؤں گا۔ اپوزیشن کی طرف سے میرے کچھ دوست پوائنٹ آف آرڈر پر ایک بات کر گئے تھے اور نندی پور منصوبے کے حوالے سے صرف یہ بات کی کہ اس کو درست کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کے الفاظ صحیح نہیں ہیں۔ کاش کتنا اچھا ہوتا اور یہ مطالبہ کیا جاتا کہ اس قوم کو اربوں روپے کا جس نے ٹیکہ لگایا ہے جن کی کرپشن اور نااہلی کی وجہ سے---

جناب سپیکر: آپ اس کو درست کر لیں، آپ کدھر جا رہے ہیں؟

جناب شوکت علی لا لیکا: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا جانا چاہئے تھا۔ ایک طرف تو یہ بات کرتے ہیں کہ پاکستان میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ مقروض ہے اور اس مقروض پاکستان کو اربوں روپے جس حکومت اور جن لوگوں نے یہ ٹیکہ لگایا ہے ان کے خلاف کارروائی کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: میرے دوست آپ بجٹ پر آئیں۔

جناب شوکت علی لا لیکا: جناب سپیکر! میں بجٹ پر آتا ہوں آپ پریشان نہ ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

جناب شوکت علی لا لیکا: جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے حوالے سے بات ہوئی، جب growth rate 08-2007 میں 7.5 فیصد تھا تو اس وقت جب جنوبی پنجاب کو فنڈز دیا گیا تو وہ بھی ملاحظہ کر لیں کہ وہ صرف 22۔ارب روپے تھا اور development budget کا صرف 15 فیصد تھا۔ اگر آج 119۔ارب روپے جنوبی پنجاب کو دیئے گئے ہیں جو کہ ترقیاتی بجٹ کا 36 فیصد ہے، اپوزیشن کے دوستوں نے صحیح بات کی کہ میاں محمد شہباز شریف نے کوئی احسان نہیں کیا، ہاں ٹھیک ہے کوئی احسان نہیں کیا اور یہ ان کا حق تھا لیکن انہوں نے جنوبی پنجاب کے لیڈر ہونے کا حق ضرور ادا کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! زراعت کے حوالے سے اس بجٹ میں اس دفعہ کافی پیسا رکھا گیا ہے اور توجہ دی گئی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ توجہ کم ہے اور یہ فنڈز بڑھائے جائیں۔ میں ایک وضاحت کرتا چلوں کہ پچھلے بجٹ میں بھی میں نے گزارش کی تھی کہ زراعت چلے گی تو انڈسٹری چلے گی، زراعت ہو گی تو بے روزگاری ختم ہو گی اور زراعت ہو گی تو یہ جو بڑے شہروں کی بے ہنگم طریقے سے آبادی بڑھ رہی ہے اس پر کنٹرول ہو گا۔

جناب سپیکر! میری تجاویز ہیں کہ زرعی انقلاب لانے کے لئے خاص طور پر بجلی کے ٹیوب ویل پر سبسڈی دی جائے، ٹریکٹر پر ڈیوٹی ختم کی جائے، ان لوگوں پر ڈیوٹی لگائی جائے جو مرسیڈیز میں بیٹھتے ہیں، جو لینڈ کروزر میں بیٹھتے ہیں اور جو ہنڈا میں بیٹھتے ہیں ان پر ڈیوٹی ڈبل کی جائے۔ یہ واحد مشینری ہے جو زراعت کے بغیر اور زمین کے بغیر نہیں چلتی۔ (قطع کلامی)

مراد راس صاحب kindly interrupt نہ کریں تو بہتر ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ ادھر مخاطب ہو کر بات نہ کریں، آپ مجھ سے بات کریں۔

جناب شوکت علی لالیکا: جناب سپیکر! خاص طور پر جو کسانوں کو مشکلات ہیں، جیسے کھاد اور زرعی ادویات میں ملاوٹ ہے ان کا سدباب کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اس میں میری تجویز ہے کہ ہر تحصیل ہیڈکوارٹر پر ایک لیبارٹری ہونی چاہئے، ایک لٹر ایک کاشتکار لیتا ہے تو وہ دو میل دور جا کر اس کا ٹیسٹ نہیں کروا سکتا۔ اس دفعہ میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ پانی کے لئے پچھلے بجٹ کے مقابلے میں 60 فیصد زیادہ فنڈز رکھے گئے ہیں۔ 50۔ ارب سے زیادہ کے فنڈز رکھے گئے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی کم ہیں۔ اسے ہنگامی بنیادوں پر لینا چاہئے ہم water stressed countries میں داخل ہو رہے ہیں اور دس سال کے بعد کا سوچتے ہیں تو خوف آتا ہے۔ چھوٹے ڈیمز، نہروں کی لائننگ، water courses ان سب کے لئے فنڈز زیادہ رکھے جائیں۔ اس کے علاوہ اس وقت پانی چوری کا جو بڑا مسئلہ ہے، مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی کہ اس سلسلے میں ترمیم کیوں نہیں کی جا رہی، اس میں ترمیم ہونی چاہئے۔ اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ ہمارا جو دریا کا پانی ہے، بہاولنگر، بہاولپور میں دریائے ستلج میں جو پانی جا رہا ہے، قصور کی فیکٹریوں کا زہر آلود پانی treat کئے بغیر چھوڑا جاتا ہے، اسے treat کرنا چاہئے، فیکٹری مالکان کو پابند کریں یا پھر گورنمنٹ خود اس پانی کو treat کرے جو کہ انتہائی ضروری ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تقریر کو wind up کریں، اب ٹائم نہیں ہے۔

جناب شوکت علی لالیکا: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں۔ جنوبی پنجاب میں جس طریقے سے ریونیو بورڈ کے ممبران کو بھیجا گیا ہے، وہاں پر ان کے sub offices بھی ہونے چاہئیں۔ رحیم یار خان سے جو بندہ لاہور آتا ہے وہ چوبیس گھنٹے drive کر کے آتا ہے کیونکہ بارہ گھنٹے آنے کے اور بارہ گھنٹے جانے کے لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح جو چیف انجینئر ساؤتھ ہے اس کا کام تو جنوبی پنجاب میں ہے لیکن دفتر اس کا لاہور میں ہے لہذا میری یہ گزارش ہے کہ اس کا دفتر بھی وہیں ہونا چاہئے۔ وزیر موصوف اگر میری بات پر توجہ دیں تو میں عرض کروں۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ان کی بات سن لیں، کیا کر رہے ہیں آپ؟ مجھے افسوس ہے کہ آپ اپنی گپ شپ میں مصروف ہو جاتے ہیں، اتنی important بات ہو رہی ہے آپ اپنی گپوں میں لگے ہوئے ہیں۔ وزیر صاحب کے پاس جو معزز ممبران بیٹھے ہوئے ہیں وہ اپنی سیٹوں پر چلے جائیں۔ مہربانی۔

جناب شوکت علی لا لیکا: جناب سپیکر! جب کسانوں کی بات ہوتی ہے تو یہ گپ شپ میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ بہاولنگر میں بہاولپور یونیورسٹی کا سب کیمپس ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ wind up کریں ٹائم تھوڑا رہ گیا ہے۔

جناب شوکت علی لا لیکا: جناب سپیکر! میں آدھ منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب اپنی بات ختم کریں جو بات رہ گئی ہے وہ منسٹر صاحب سے کر لیں، اب آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ مہربانی، آپ تشریف رکھیں، باقی وزیر موصوف کو لکھ کر دے دیں۔ رمیش سنگھ اروڑا صاحب!

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک balanced budget پیش کیا ہے اور یہ الفاظ میرے نہیں ہیں، میرے right side پر بیٹھے ہوئے اپوزیشن کے دوستوں نے بھی لفظ decent budget استعمال کیا ہے اور اس سلسلے میں میرے پاس proof بھی موجود ہے لہذا یہ ایک decent غریب پرور اور balanced budget ہے۔ میں یہ بات ریکارڈ پر بھی لانا چاہوں گا کہ ہم نے جو یہ بجٹ پیش کیا ہے، یہ جو بجٹ کی دستاویز ہے یہ صرف ایک سال کا بجٹ نہیں ہے بلکہ ہم نے آئندہ چار سال کا پلان بھی دیا ہے کہ ہم نے اگلے چار سالوں میں پنجاب میں غریبوں پر کیسے پیسا خرچ کرنا ہے؟ یہ جو ہمارا چار سال کا پلان ہے یہ اس کو supplement کر رہا ہے جو overall پاکستان کا Vision 2025 ہے، اس کو یہ contribute کر رہا ہے۔ اگلے چار سال کا medium term development کا جو framework ہم نے بنایا ہے، ہمارے اس vision کو supplement کر رہا ہے لہذا ایسا نہیں ہے کہ ہم نے isolation میں بیٹھ کر بجٹ بنایا ہے بلکہ ہم نے overall اپنے ملک کی پالیسی دیکھی اور اسی پالیسی کو ہم نے اپنے چار سالہ بجٹ میں reflect کیا ہے۔ میں بات کرنا چاہوں گا کہ اس سال جو ہم نے budget allocation کی ہے particularly ہماری DFID کی skilled development پر جو donor funding ہے اس کو مدنظر رکھ کر کیا ہے۔ ہمارا focus یہ ہے کہ اگلے چار سالوں میں سات ملین لوگوں کو out of poverty لے کر آنا ہے اور یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔ ہم نے ایک لائن دے دی ہے کہ کس طریقے سے ہماری کون کون سی intervention ہو گی، جس کی basis پر ہم نے سات ملین لوگوں کو اگلے چار سال میں out of poverty لے کر جانا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہم نے لوگوں کو trained کرنا ہے، ان کو employment کی طرف لے کر جانا ہے۔ میں وزیر خزانہ

کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جس طریقے سے ان کی ٹیم نے پورا ایک سال محنت کی اور اس ایک سال کے بعد آپ نے ہمیں ایک پلان دیا، اس پر میں آپ کو اور آپ کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔DFID کا جو اس وقت ہمارا budget approve ہوا ہے جس کو ہم چار اضلاع سے بڑھا کر چودہ اضلاع تک لے گئے ہیں جس میں 2ہزار 8سو 60 ملین اس سال میں خرچ کئے جائیں گے اور یہ skilled development پر خرچ کئے جائیں گے۔اس سلسلے میں ہم کافی زیادہ لوگوں کو ٹریننگ کی facility دیں گے۔ اس کے ساتھ جو IFAD کا ہمیں پراجیکٹ ملا ہے جس میں ہم as such transfer کی بات کر رہے ہیں، لائیو سٹاک اور اس کے ساتھ ایگریکلچر میں ہم کس طریقے سے extension workers کو accommodate کریں گے۔ جب ہم extension کی بات کر رہے ہیں تو اس میں اس دفعہ ہم نے جو budget allocation کی ہے وہ ایک ہزار 546 ملین روپے کی ہے اور اس میں جنوبی پنجاب کے چار اضلاع کو focus کیا گیا ہے جہاں پر ایگریکلچر اور لائیو سٹاک پر ہم اپنے یہ پیسے خرچ کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایجوکیشن کی بات ہوئی، ایجوکیشن ہمارا ہمیشہ priority area رہا ہے جہاں تک ہم سکول enrolment کی بات کرتے ہیں، missing facilities کی بات کرتے ہیں، ہم اُجالا سکیم کی بات کرتے ہیں، اُجالا پروگرام کی بات کرتے ہیں تو اس پر میں تھوڑی سی روشنی ڈالنا چاہوں گا کہ اس دفعہ کی جو budget allocation ہے اس پر 2ہزار ملین ہم دانش سکولوں پر خرچ کریں گے، دانش سکول ایک ایسا پروگرام ہے جہاں پر ہم quality education کی بات کر رہے ہیں، جہاں پر ہم غریب کے بچے کی equality کی بات کرتے ہیں، اگر ایک امیر کا بچہ بیکن ہاؤس میں پڑھ رہا ہے جہاں پر امیر کا بچہ ایچی سن میں پڑھ رہا ہے تو غریب کے بچے کو دانش سکولوں میں بھی اسی طریقے کی facilities دے رہے ہیں اور اس کے لئے ہم نے 2ہزار ملین allocate کئے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ اس وقت ہمارے بہت سے ایسے بچے ہیں جو کسی نہ کسی طریقہ سے پرائیویٹ سکولوں میں پڑھ رہے ہیں لیکن ان کے پاس اتنی financial capacity نہیں ہے کہ وہ ان سکولوں کی فیسیں برداشت کر سکیں اس کے لئے ہم نے 7ہزار 5سو ملین کا budget allocate کیا ہے جو کہ ووچر سکیم کے ذریعے ایسے غریب اور نادار بچوں کو financial support دی جائے گی تاکہ وہ بھی quality education کی طرف جا سکیں، کوالٹی کی تعلیم حاصل کر سکیں اور اس معاشرے میں اپنا ایک key role play کر سکیں۔ اسی طرح ہمارا جو سکالرشپ کا پروگرام ہے جس کا نام Punjab Education Endowment Fund ہے، پچھلے سال یہ پروگرام بہت اچھا چلا، اس دفعہ ہم نے اس

کے لئے 2ہزار ملین allocate کیا ہے تاکہ وہ غریب بچے جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے جانا چاہتے ہیں اور وہ اچھا perform کر رہے ہیں ان کو ہم یہ facility دیں گے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہمارا اجالا پروگرام ہے آپ کو تو پتا ہے کہ جس طریقے سے پچھلے پانچ سال سے ہماری پنجاب گورنمنٹ اس پر کام کر رہی ہے، اس دفعہ ہماری پاکستان گورنمنٹ بھی اس پر کام کر رہی ہے اور اس وقت ہمارے بجلی کے 19 پروگرام چل رہے ہیں، اس دفعہ ہم 78ہزار solar solution دے رہے ہیں، ان غریب اور نادار بچوں کو دے رہے ہیں تاکہ ہم ان کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کر سکیں۔

جناب سپیکر: پلیز آپ اپنی تقریر کو wind up کریں۔

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب سپیکر! مجھے دو منٹ اور چاہئیں تاکہ میں اپنی بات کو مکمل کر سکوں۔

جناب سپیکر: دو منٹ نہیں، ایک منٹ ملے گا۔

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب سپیکر! ایک انتہائی اہم بات جو میں discuss کرنا چاہوں گا وہ ہماری ہیلتھ انشورنس سکیم ہے کیونکہ اس وقت آپ کو پتا ہے کہ جس طریقے سے صحت کے معاملے میں ہم کام کر رہے ہیں، 4ہزار ملین ہم نے اس کے لئے allocate کیا ہے تاکہ ان غریب لوگوں کو بھی access دے سکیں۔

جناب سپیکر! آخر میں عرض کروں گا کہ محترم وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس دفعہ ایک سپیشل پیکج جنوبی پنجاب کے لئے announce کیا ہے، ان کو بجٹ کا 36 فیصد allocate کیا ہے۔ اسی طریقے سے minority کے لئے بجٹ جو پہلے 200 ملین تھا اب اس کو بڑھا کر 5 سو ملین کر دیا ہے تاکہ minority کے جو ایم پی ایز ہیں ہماری جو minority community ہے وہ اپنے آپ کو ہمیشہ neglected نہ سمجھے ان کے لئے 5 سو ملین allocate کیا گیا ہے۔ میں اس پر بھی وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور چیز جو بہت important ہے جس طرح پچھلی دفعہ میگا پراجیکٹس کے لئے 130 ملین فنڈز رکھے گئے، اس میں صرف پانچ ڈسٹرکٹ رکھے گئے تھے، میری اب ان سے گزارش ہوگی کہ اس دفعہ جب یہ funds allocate کریں تو ---

جناب سپیکر: بہت مہربانی، بہت بہت شکریہ۔ دیکھیں میں پانچ منٹ پر پہلی گھنٹی دیتا ہوں اور چھٹے منٹ کے آخر میں دو گھنٹیاں ہوں گی۔

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی

پوائنٹ آف آرڈر

تحریک منہاج القرآن کے سیکرٹریٹ پر پولیس کے دھاوے کے نتیجے میں ہونے والی ہلاکتوں پر بحث کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ جو لاہور میں واقعہ ہوا ہے دیگر صوبوں کی اسمبلیوں میں اس پر بحث ہو رہی ہے۔ آج سندھ اسمبلی میں بھی لاہور کے اس واقعہ پر بحث ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ تو ایک دن پہلے اس پر بحث کر چکے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم نے توجہ دلاؤ نوٹس دیا تھا لیکن اس کا کوئی جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: وہ رولز کے مطابق ہی ہوگا، رولز کے مطابق دیتے ہیں، اگر رولز میں provided ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ آپ کی مہربانی

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): اس کا جواب نہیں آیا۔ کل رانا ثناء اللہ خان نے بات کی اور انہوں نے کہا کہ ہم نے جوڈیشل کمیشن بنا دیا ہے وہ تحقیقات کر رہا ہے۔ ایک طرف جوڈیشل کمیشن کی بات ہو رہی ہے اور دوسری طرف تین ہزار افراد اور طاہر القادری کے بیٹے پر دہشت گردی اور قتل کی دفعات لگا کر مقدمہ درج کر لیا گیا ہے، اس کے بعد آج صبح اس کا نام پرچے سے نکال دیا گیا ہے۔ اگر یہ بات صرف پولیس کی طرف سے ہی ہوئی ہے کسی اور نے اس کا حکم نہیں دیا اگر آپ سمجھتے ہیں کہ وہاں پر مدرسے کے لوگوں کی طرف سے زیادتی ہوئی ہے تو پھر پولیس افسران کو OSD لگانے کا کیا جواز ہے۔ اگر آپ نے CCPO، ڈی آئی جی آپریشن اور دوسرے آفیسرز کو OSD لگا دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! قانون اور قاعدہ بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ میں کیا کروں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ ان کی طرف سے توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب آنا چاہئے تھا لیکن وہ جواب نہیں آیا آج لاء منسٹر خود یہاں موجود نہیں ہیں۔ یہ اتنا اہم معاملہ ہے،

گیارہ لوگ مر گئے ہیں مزید تین چار لوگوں کی حالت تشویشناک ہے لیکن ہم یہاں پر اسمبلی کی routine کی کارروائی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): پورے صوبے کے اندر لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے۔۔۔

جناب سپیکر: اس کی اجازت نہیں ہے۔ توجہ دلاؤ نوٹس آئے گا تو ہم اسے دیکھیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): آپ اسے کب دیکھیں گے؟

جناب سپیکر: اگر آپ کا توجہ دلاؤ نوٹس رولز کے مطابق ہو گا تو اسے دیکھ لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ ہمارا right بنتا ہے اور جو حالات ہیں ہمیں ان کے مطابق بات کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے، آپ کی بات irrelevant ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! سندھ اور خیبر پختونخوا میں اس پر بات ہو رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ ان کے قائد حزب اختلاف بول رہے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: آپ انہیں بولنے دیں گے تو وہ بولیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): آپ سیٹ تبدیل کر لیں۔

جناب سپیکر: ہم منسٹر صاحب کی بات بھی سن لیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو قائد حزب اختلاف نے جو بات کی ہے میں اس کا مختصر سا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، رولز کے مطابق کچھ نہیں ہو سکتا چونکہ بجٹ پر بحث ہے اس دوران کوئی اور بات نہیں ہو سکے گی۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! وہ بات کر رہے ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں مختصر سی بات کر لوں تاکہ تھوڑا سا پتا چل جائے کہ حکومت کیا کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، آپ بتانا چاہتے ہیں تو بتا دیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اصل بات یہ ہے کہ جیسے قائد حزب اختلاف نے بات کی اور ان کے تمام ساتھیوں نے اس بات کو محسوس کیا ہے میں بتانا چاہتا ہوں کہ جو احساسات ان کے ہیں یہی احساسات پورے ایوان کے ہیں، ہر شخص اس کو بڑا seriously دیکھ رہا ہے اور بڑے اچھے طریقے سے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ کل جب لاء منسٹر صاحب نے بیان دیا اس سے پہلے یہ کارروائی ہو چکی تھی، میں یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ کل اس بات کو بڑی شدت سے محسوس کرتے ہوئے کابینہ کا ہنگامی اجلاس بلایا گیا جس میں تقریباً تین گھنٹے اس پر سیر حاصل بحث ہوئی وہاں پر جو جو واقعات رونما ہوئے ان کو دیکھا گیا اور بہت سے لوگوں کی جو نااہلی سامنے آئی اس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے فوری طور پر پوری کابینہ کو اس پر apprise کیا کہ ان کے خلاف مکمل کارروائی کی جائے گی اور جوڈیشل انکوائری میں جو جو چیزیں آئیں گی اس کے مطابق کارروائی کریں گے لیکن انتظامی طور پر جو چیزیں سامنے آ رہی ہیں اور ہر دن ایک نئی چیز سامنے آ رہی ہے اس پر فوری طور پر کارروائی کی جائے گی۔ یہ کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے جس کو دبا دیا جائے یا اسے neglect کر دیا جائے۔ قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ یہاں پر لاء منسٹر صاحب نہیں ہیں میں اس سلسلے میں بتانا چاہتا ہوں کہ وزیر اعظم صاحب نے ایک high level کی میٹنگ بلائی ہے اس لئے ان کو وہاں پر بلایا گیا ہے لہذا حکومت اسے seriously take up کر رہی ہے اور میں یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ اس کا اچھا رزلٹ نکلے گا اور جن لوگوں نے جو جو کوتاہی کی ہے جو negligence's ہوئی ہیں اس پر مکمل کارروائی کی جائے گی اور تمام ایوان کو اعتماد میں لیا جائے گا۔ شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ان پر جو مزید مقدمات درج کئے جا رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، کیا کہا؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! منہاج القران کے لوگوں پر جو مزید مقدمات درج کئے جا رہے ہیں یہ تو حالات کو مزید خراب کرنے کا طریق کار ہے۔

جناب سپیکر: دونوں طرف سے اس میں بہتری کی بات کرنی چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! تین ہزار لوگوں پر دہشت گردی کا پرچہ درج کروا دیا گیا ہے اور ساتھ کہتے ہیں کہ ہم نے تعزیت کے لئے جانا ہے۔ وہ بات صحیح ہے یا یہ بات صحیح ہے۔ اظہار افسوس کریں، ندامت کا اظہار کریں اور پھر تین ہزار افراد پر دہشت گردی کا پرچہ درج کرا دیا۔

جناب سپیکر: مجھے نہیں پتا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر وہ دہشت گرد ہیں تو پھر پولیس والوں کو کیوں معطل کیا، پولیس والوں کو OSD کیوں بنایا؟ آپ پولیس والوں کو معطل کرنا چاہتے تھے لیکن انہوں نے کہا کہ ہم جوڈیشل کمیشن میں جا کر صحیح بات بتائیں گے کہ آپ نے کہا کہ مولوی کو سبق سکھانا ہے۔ جب وہ سیدھے ہو گئے تو آپ نے انہیں OSD کر دیا۔ اب آپ کہتے ہیں کہ ہم ندامت کے اظہار کے لئے جانا چاہتے ہیں۔ یہ بات اس حکومت کا نکتہ زوال ثابت ہو گی، نہتے شہریوں پر گولیاں چلانا، عورتوں پر گولیاں چلانا اور پھر اس پر اترانا۔ رانا صاحب نے دو دفعہ اس بات پر insist کیا کہ میں نے کل جو بات کی تھی آج بھی وہی بات کرتا ہوں کہ اندر اسلحہ جمع تھا، اندر غیر قانونی سرگرمیاں ہو رہی تھیں۔ وہاں سے کوئی اسلحہ برآمد نہیں ہوا، اب تین ہزار افراد پر دہشت گردی کی دفعات لگا دی ہیں اور ساتھ کہا ہے کہ جوڈیشل کمیشن بنا ہوا ہے۔ یہ تو پھر وہی بات ہے کہ:

وہی قاتل، وہی شاہد، وہی منصف ٹھہرے
اقرباء میرے خون کا دعویٰ کریں کس پر

جناب سپیکر! آپ سب کچھ خود ہی کر رہے ہیں اور آپ نے جوڈیشل کمیشن بنا دیا، قوم کو جوڈیشل کمیشن پر اعتبار نہیں ہے۔ پہلے جو جوڈیشل کمیشن بنے ان کی رپورٹوں کا کیا بنا؟ یہاں پر 2008 میں سیلاب آیا اس پر جوڈیشل کمیشن بنا بتائیں اس کا کیا ہوا؟ پی آئی سی میں جوڈیشل کمیشن بنا، گوجرہ کے سانحہ پر جوڈیشل کمیشن بنا، جوزف کے سانحہ پر جوڈیشل کمیشن بنا، راولپنڈی کے سانحہ پر جوڈیشل کمیشن بنا لیکن کسی کی رپورٹ پر کچھ نہیں ہوا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ فوری طور پر وزیر اعلیٰ اور وزیر قانون کو مستعفیٰ ہونا چاہئے اور اس کے بعد proceedings چلنی چاہئیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ استعفیٰ مانگ رہے ہیں یا کارروائی مانگ رہے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جو نیا مقدمہ درج کیا گیا ہے اس سے حالات مزید خراب ہوں گے۔۔۔

جناب سپیکر: اگر جوڈیشل کمیشن بن چکا ہے تو یہ ویسے بھی contempt لگتی ہے اور ہم کسی contempt میں نہیں آنا چاہتے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ اس پر ایوان میں بحث کے لئے ٹائم مقرر کریں اور آج ہی اس پر بحث ہو، ایوان کی رائے لی جائے اور اس کے نتیجے میں کوئی لائحہ عمل طے کرنے کی ضرورت ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جو یہ کام چل رہا ہے یہ جمہوریت کی بقا کے لئے خطرناک ہو جائے گا اس لئے یہ serious معاملہ ہے ہم بھی concerned ہیں، یہ سارے concerned میں پورے پنجاب اور پاکستان کی عوام concerned ہے اور اس کی طرف دیکھ رہی ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں آپ تمام نے یہاں بیٹھ کر ان کے لئے دعائے مغفرت کی اور تمام ایوان نے اس پر افسوس ظاہر کیا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کیا آپ مجھے بولنے نہیں دیں گے؟

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ اسے criticize کرنا چاہتے ہیں۔ کوئی طریقہ بنائیں یہ تو اچھی بات نہیں ہے۔ جس دن آپ کا توجہ دلاؤ نوٹس آئے گا تو پھر میں دیکھوں گا لیکن یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ اب بجٹ پر بحث ہے اگر اس پر بحث کرنی ہے تو بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ اسے out of turn لے لیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم پنجاب اسمبلی میں اس واقعے پر بات کیوں نہیں کر سکتے اور وزیر اعلیٰ صاحب پچھلے تین دن سے ایوان میں کیوں نہیں آ رہے؟ ان کو ایوان میں بلائیں۔

جناب سپیکر: کیا سپیکر کسی معزز ممبر کو زبردستی کہہ سکتا ہے کہ آپ ایوان میں ضرور آئیں۔ وہ اور آپ سب independent ہیں۔ آپ صبح سے کدھر تھے؟ آپ کی یہاں پر غیر حاضری موجود ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ ہمیں بولنے کی اجازت کیوں نہیں دے رہے۔ سندھ اسمبلی اور خیبر پختونخوا میں اس حوالے سے بات ہوئی ہے تو پنجاب اسمبلی میں کیوں نہیں ہو سکتی؟

جناب سپیکر: عباسی صاحب! آپ ایسا نہ کیا کریں۔ وزیر اعلیٰ ان کے ساتھ آپ سے زیادہ ہمدردی رکھتے ہیں۔ میں نے ٹیلیویژن پر دیکھا اور اخبارات میں پڑھا ہے۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے اور
"لاٹھی گولی کی سرکار نہیں چلے گی" کی نعرے بازی کرنے لگے)

دیکھیں، میں آپ کی توجہ Rule-42 کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔اس کے مطابق بجٹ پر discussion کے علاوہ کوئی اور business take up نہیں کیا جا سکتا۔آپ اس rule کو پڑھ لیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ تو dictatorship ہے۔آپ rules suspend کر لیں۔

جناب سپیکر: اس طرح rules suspend نہیں ہو سکتے اس کا ایک طریق کار ہے۔آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ دیکھیں، میری بات سُنیں۔آپ وزیر قانون کو آنے دیں۔ صبح وزیر قانون آ جائیں گے تو ہم اُن کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں گے۔قائد حزب اختلاف، میں اور آپ مل بیٹھ کر اس بارے میں وزیر قانون کے ساتھ بات کر لیں گے۔اگر آپ آنا چاہیں تو آ جائیں اور نہ آنا چاہیں تو آپ کی مرضی ہے البتہ میں آپ کو کل ضرور call کروں گا۔ ہم مل بیٹھ کر اس معاملے کو settle کرنے کی کوشش کریں گے۔آپ کی جو جو تجاویز ہیں وہ ان تک پہنچائیں گے۔یہ بات آپ کے فائدے میں ہے۔ میرا اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں آپ کو موقع دے رہا ہوں، میں آپ کو بجٹ پر بحث کے لئے دعوت دے رہا ہوں اور اگر آپ بات نہیں کرنا چاہتے تو پھر آپ کی مرضی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید) جناب سپیکر! یہ بجٹ سے زیادہ اہم مسئلہ ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ یہ قواعد کی معطلی کا نوٹس دیں اور اس کے اُوپر رائے شماری کروالی جائے۔ ہم نے قانون اور قواعد و ضوابط کے مطابق چلنا ہے۔

جناب سپیکر: میاں محمود الرشید صاحب! آپ کے بنائے ہوئے rules کے مطابق ہی میں چل رہا ہوں۔آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو suggest کیا ہے لہذا اس کے مطابق چلیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اگر سندھ اسمبلی میں اس واقعہ پر بات ہو سکتی ہے تو پھر یہاں پنجاب اسمبلی میں کیوں نہیں ہو سکتی؟

جناب سپیکر: آپ تو بات سُننے کی ہمت نہیں رکھتے۔آپ کے روّیہ پر مجھے بڑا افسوس ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! مجھے صرف یہ بتا دیں کہ کس کے کہنے پر پولیس نے فائرنگ کی تھی، وہاں پر مجسٹریٹ تو موجود نہیں تھا تو پھر کس کے حکم سے گولی چلائی گئی؟

جناب سپیکر: آپ کی یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ اب میں مخدوم ہاشم جواں بخت کو floor دے رہا ہوں کہ وہ بجٹ پر بحث کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہمارے ساتھ discrimination ہو رہی ہے۔ مجبوراً ہمیں walkout کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر: مہربانی کر کے ایسا نہ کریں۔ میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ صبح وزیر قانون کی موجودگی میں اس پر بات ہو جائے گی۔ اس وقت آپ بجٹ پر بحث کریں۔ آپ کے بنائے ہوئے rules بجٹ کے علاوہ کسی اور موضوع پر بات کرنے کی اجازت نہیں دیتے لہذا آپ ان rules کے مطابق چلیں۔ آپ مہربانی کر کے ماحول کو خراب نہ کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم ماحول کو خراب نہیں کرنا چاہتے لیکن آپ ہماری بات تو سُنیں۔ ہمیں بات کرنے کا موقع تو دیں۔ ہماری زبان بندی کیوں کی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر: میں کہتا ہوں کہ صبح وزیر قانون سے آپ کی بات کا جواب لیں گے۔ آج وہ یہاں موجود نہیں ہیں۔ ہمیں ان کے ساتھ ہمدردی ہے اور جس کے ساتھ بھی زیادتی ہو گی ہماری ہمدردی اس کے ساتھ ہو گی۔ آپ مہربانی فرمائیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! ہم نے جو توجہ دلاؤ نوٹس دیا ہے اس پر کل کا time fix کر دیں۔

جناب سپیکر: میں rules کے مطابق دیکھوں گا اور اگر rules اجازت دیں گے تو پھر میں آپ کو بات کرنے کی اجازت دوں گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کل یہاں ایوان میں شُہداء کا مذاق اُڑایا گیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم حکومت کے اس روّیہ کے خلاف احتجاجاً ایوان سے پانچ منٹ کے لئے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے احتجاجاً واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: معزز ممبران! آپ واپس تشریف لے آئیں۔ جی، مخدوم صاحب!

مخدوم ہاشم جواں بخت: جناب سپیکر! اس مالی سال کے بجٹ کی انفرادی نوعیت کے لحاظ سے میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو A step in stone سمجھا جائے۔۔۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ حسب روایت آپ کسی منسٹر یا معزز ممبر کو بھیج دیں تاکہ وہ حزب اختلاف کے معزز ممبران کو واپس ایوان میں لے آئیں۔ آج winding up speech بھی ہے لہذا مناسب یہی ہے کہ حزب اختلاف کے ساتھیوں کو واپس بُلایا جائے۔

جناب سپیکر: میں جناب خلیل طاہر سندھو، ملک محمد اقبال چنڑ، چودھری محمد شفیق اور میاں یاور زمان سے کہوں گا کہ وہ جا کر حزب اختلاف کو ایوان میں واپس لائیں۔ جی، مخدوم ہاشم جواں بخت صاحب!

مخدوم ہاشم جواں بخت: جناب سپیکر! اگر House decorum میں ہو گا تو پھر ہی میں تقریر کر سکوں گا۔

جناب سپیکر: خاموشی اختیار کریں۔

Order please. Order in the House.

سالانہ بجٹ بابت سال 2014-15 پر عام بحث

(---جاری)

مخدوم ہاشم جواں بخت: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی ہے کہ مجھے بجٹ پر بات کرنے کے لئے وقت دیا۔ میں اس بجٹ کی انفرادی نوعیت کے بارے میں یہ بات کر رہا تھا کہ اس میں اگلے چار سالوں کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ ہمیں Medium Term Development Framework یہ بتاتا ہے کہ 2018 تک ہم نے اپنے صوبے کی جی ڈی پی کو آٹھ فیصد پر لے کر جانا ہے۔ ہم نے اپنے لوگوں کو ہر سال پانچ لاکھ نوکریاں دینی ہیں اور ان کو اپنے vocationally trained workforce کے اندر لے کر آنا ہے۔ یہاں پر youth کا بڑا ذکر کیا جاتا ہے۔ یہاں پر youth bulge and youth dividend کی بات ہو رہی ہے۔

MR SPEAKER: Order in the House.

چودھری صاحب! اپنی سیٹ پر جائیں۔ جی، مخدوم صاحب!

مخدوم ہاشم جواں بخت: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہم جس youth کی بات کرتے ہیں اُس کو باقی ممالک میں golden era کہتے ہیں جس کے ذریعے قومیں اپنی تقدیر کو بدلتی ہیں۔ میں youth کی میٹنگز میں شریک ہو کر اور آج کے بجٹ کو دیکھتے ہوئے یہ کہوں گا کہ حکومت میں ایک

youth اپنی cognizance ہے کہ ہم نے اس youth کو ایک workforce کا حصہ بنانا ہے۔ اگر ہم اپنی youth کو workforce کے اندر لے آئے تو یقیناً یہ ملک ترقی کی طرف ضرور گامزن ہوگا۔ صرف 8 percent GDP Growth, achieve کرنے کے لئے ہمیں وسائل بھی چاہئیں۔ اگر ہم اپنے revenue کو دیکھیں تو ہماری ایک بڑی significant on the federal grant reliance ہے لیکن ایک cognizance ہے کہ ہم نے پنجاب کے اندر اپنی receipts کو بڑھانا ہے اس لئے پنجاب حکومت، محکمہ خزانہ اور خاص طور پر PRA ایک بڑا ہی اہم ادارہ بن سکتا ہے، یہ Provincial FBR ضرور بن سکتا ہے۔ محکمہ خزانہ سے میرا ایک سوال ضرور ہے کہ اس کو مزید مثبت، مزید طاقت ور اور مزید بہتر کرنے کے لئے ہم کیا اقدامات لے رہے ہیں؟ کیا capacity building کر رہے ہیں؟ ہمارے لئے یہ ایک بڑا ضروری پہلو ہے جس کے ذریعے ہم خود اپنے generate financial revenues کر سکیں گے۔

جناب سپیکر! اگر آپ اس بجٹ کو دیکھیں تو جہاں broadening of the tax base پر focus کیا گیا ہے وہاں پر اُس کو towards luxury tax, pro poor budget کیا گیا ہے تاکہ

People who can afford should contribute more. That is very interesting and a positive aspect of this budget.

جناب سپیکر! میں اپنی تقریر کے آخر میں تھوڑا سا جنوبی پنجاب کے حوالہ سے بات کرنا چاہوں گا۔ اس بجٹ میں ذکر ہو رہا ہے کہ اس سال جنوبی پنجاب کو پچھلے سال کی نسبت آبادی کے حساب سے 4 فیصد زیادہ حصہ ملا ہے۔

This is very important to brisk to regional disparity which exists between the various regions of the Punjab. This is very very positive development.

جناب سپیکر! ہم نے اس بجٹ کو missing facilities and education کے لحاظ سے بھی دیکھا ہے۔ رحیم یار خان میں آئی ٹی یونیورسٹی آ رہی ہے، کالجز آ رہے ہیں، missing facilities میں South Punjab کو disproportionately زیادہ فنڈز دیئے گئے ہیں۔ اگر آپ وہاں پر financial utilization دیکھیں گے تو اس بار وہ بھی انتہائی اچھی آئی ہے اور انشاء اللہ Finance Department اور Education Department, Planning & Development

سے بھی میری یہ گزارش ہو گی کہ یہ سال جو upgradations کا سال رکھا جا رہا ہے، اس سال missing facilities کی مد میں دوبارہ پیسے دیئے جا رہے ہیں تو اس میں ہمیں South Punjab پر ضرور focus رکھنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک بار دوبارہ اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم نے اس بجٹ کو اس مالی سال کے لئے سوچنا ہے تو یہ اس بجٹ کی اصلی ترجمانی نہیں ہے، یہ ایک foundation ہے جس کو ہم انشاء اللہ 2018 میں 8 percent GDP growth تک لے کر جائیں گے اور ہم اس target کو ضرور achieve کریں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شاباش۔ جی، ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ بجٹ 15-2014 ان نامساعد حالات میں بھی پنجاب کی تاریخ کا بہترین بجٹ ہے جو اندھیروں کو دُور کرنے کا بجٹ ہے، یہ نوید سحر کا بجٹ ہے اور یہ کشکول کو توڑ دینے کا بجٹ ہے۔ بہترین بجٹ وہ ہوتا ہے جس میں اخراجات کے ساتھ ساتھ آمدنی کو بڑھانے کے لئے وسائل کو بھی بروئے کار لایا جائے۔ اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے visionary وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے affordable لوگوں پر ٹیکس لگایا ہے تاکہ revenue generate ہو اور اُس سے آمدن میں اضافہ ہو تاکہ ہم وہ رقم اپنی غریب عوام پر صرف کر سکیں۔

جناب سپیکر! پاکستان کی معیشت میں زراعت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کاشتکاروں کو سہولیات فراہم کرنے کے لئے 14۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ کسان بھائیوں کو اعلیٰ قسم کی کھاد ارزاں نرخوں پر مہیا کرنے کے لئے 5۔ارب روپیہ کی سبسڈی دی گئی ہے تاکہ پنجاب میں زیادہ سے زیادہ فصلیں کاشت کی جا سکیں اور کسان کے فائدہ کے ساتھ ساتھ عوام کو ارزاں نرخوں پر وہ چیزیں مہیا ہو سکیں گی۔

جناب سپیکر! سب سے زیادہ توجہ کی بات یہ ہے کہ دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام پنجاب میں ہے۔ اس میں rivers and link canals ہیں اور زمینوں کو سیراب کرنے کے لئے نہریں ہیں۔ موجودہ حکومت نے نہروں کی بحالی اور مرمت کے لئے اس بجٹ میں 50۔ارب 80 کروڑ روپیہ کا بجٹ مختص کر کے تنقید کرنے والوں کو حیرت زدہ کر دیا ہے۔ آج تک کسی سابقہ حکومت نے نہری پانی پر غور ہی نہیں کیا اور ہمارے وزیر اعلیٰ کا یہ وژن ہے کہ اگر پانی ہی نہیں ہو گا تو فصلیں کیسے اگائی جائیں گی؟ پنجاب

سب سے بڑا صوبہ ہے جو تمام صوبوں کو زرعی اجناس فراہم کرتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے ڈیموں کی تعمیر کے لئے خطیر رقم مختص کی گئی ہے اس سے نہ صرف بجلی کا مسئلہ حل ہو گا بلکہ وافر مقدار میں پانی بھی مہیا ہو گا کیونکہ ان ڈیموں سے 12 مہینے فصلوں کو پانی فراہم کیا جا سکتا ہے پانی کی اس وافر فراہمی سے ہماری معیشت مضبوط ہو گی اور مضبوط پنجاب مضبوط پاکستان کی ضمانت ہے۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت کی ترجیح یہ ہے کہ خواتین کو empowerment دی جائے اس لئے خواتین کو آئندہ internship میں لانے کے لئے ایک ارب 84 کروڑ روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے۔ مائیکرو فنانس کے ذریعے دیہاتی علاقوں اور شہری خواتین جو medium enterprises کے طور پر کام کرنا چاہیں انہیں بلاسود قرضے جاری کئے جا رہے ہیں تاکہ cottage industry develop ہو اور ہماری export زیادہ سے زیادہ ہو سکے۔

جناب سپیکر! حکومت نے 121-ارب 80 کروڑ روپیہ کا بجٹ صحت کے لئے مختص کیا ہے کیونکہ ہمارے وزیر اعلیٰ کا یہ mission ہے کہ ہر شہری کو doorstep پر health care facility provide کی جائے۔ Teaching Hospitals میں latest equipments کی فراہمی، DHQ Hospitals کو upgrade کرنا اور وہاں پر latest equipments کی فراہمی ہماری اوّلین ترجیح ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ research کو develop کیا جا رہا ہے اور Liver and Kidney Transplant Centres بنائے جا رہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ diabetes اور hypertension کی وجہ سے گردے اور جگر کے failure مریض بہت زیادہ تعداد میں بڑھ رہے ہیں۔ جب پنجاب میں Transplant Centre قائم ہو گا تو لوگ باہر جانے کی بجائے یہیں سے اپنا علاج معالجہ کرائیں گے۔ ہمارے لوگ انڈیا میں جا کر ایک ایک کروڑ روپیہ خرچ کرتے ہیں یہاں پر اب کم پیسوں میں اُن کا علاج ہو گا اور سعودی عرب وغیرہ کے لوگ اس مرض کے علاج کے لئے باہر کے ممالک میں جاتے ہیں تو وہ لوگ بھی پنجاب میں آ کر اپنا علاج معالجہ کرائیں گے تو ہمارا revenue بھی بڑھے گا۔

جناب سپیکر! ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف کا عزم اس ملک سے اندھیروں کو دُور کر کے اس ملک کو دنیا کی صف اوّل میں لانا ہے جس کے لئے میں وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ کی کاوشوں کو سلام پیش کرتی ہوں۔ میں آخر میں ایک شعر وزیر اعظم کی نذر کرتی ہوں:

دھرتی سے ایک وعدہ کیا اور ہستی بُھول گیا
ارضِ وطن کی کھوج میں ایسے نکلا دل کی بستی بھول گیا

اس بُھول پہ سارے خزانے جیسے اپنے وطن پہ نچھاور کر دیئے
اے ارضِ پاک تُو سلامت رہے

پاکستان زندہ باد!

جناب سپیکر: مہربانی شکریہ۔ حاجی ملک محمد وحید صاحب!

حاجی ملک محمد وحید: نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔اما بعد فاعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آج سب سے پہلے سانحہ ماڈل ٹاؤن جس میں جانی نقصان ہوا ہے تو ہم ان کے لواحقین کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں۔ اگر ان کے لواحقین کو انصاف کی توقع ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں بھی امید ہے کہ میاں محمد شہباز شریف کسی سے ناانصافی نہیں کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس واقعہ پر جوڈیشل کمیشن تشکیل دیا گیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اللہ کے فضل و کرم سے مسلم لیگ (ن) کا کبھی و تیرہ رہا ہے، کبھی گولی لاٹھی کی سرکار بنے ہیں اور نہ بنیں گے۔ جنہوں نے اس واقعہ میں نااہلی اور کوتاہی برتی ہے انشاء اللہ وہ سزا کے ضرور مستحق ہوں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے ایوان واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ کو بعد میں وقت دیتے ہیں۔ ہم اپوزیشن کو welcome کہتے ہیں اور پہلے چودھری محمد شفیق صاحب کی بات سنتے ہیں۔ جی، چودھری صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! آپ کی ہدایت پر ہم قائد حزب اختلاف اور ممبران حزب اختلاف کے پاس گئے تھے۔ ان کی بڑی مہربانی ہے کہ وہ تشریف لائے ہیں۔ ہم ان کو welcome کہتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا بھی شکریہ اور ان کا بھی تشریف آوری پر بہت شکریہ۔

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ہم سب نے مل کر قائد حزب اختلاف اور سردار صاحب کو request کی تھی۔ قائد حزب اختلاف اور ممبران حزب اختلاف ایوان میں آ گئے ہیں۔ ان کی مہربانی ہے۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کا شکریہ۔ میں معزز ممبران جو اِدھر بیٹھے ہیں یا اُدھر بیٹھے ہیں سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمیں بھیجا۔ میاں محمود الرشید صاحب اور باقی دوستوں سے Call regarding Attention Notice پر بات ہوئی ہے تو آپ نے جو فیصلہ فرمایا ہے کہ کل لاء منسٹر صاحب آ جائیں گے تو پھر اس معاملہ کو قانون کے مطابق دیکھ کر take up کریں گے۔

جناب سپیکر: اس کے لئے آپ کو rules suspend کرنا پڑیں گے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! وہ کل کی بات کر رہے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب کل آ جائیں گے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ حاجی ملک محمد وحید صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا تھا کہ انشاء اللہ انصاف ملے گا اور ضرور ملے گا۔ اب میں بجٹ پر آتا ہوں کہ ایک ہزار ارب روپے کا بجٹ ایک تاریخ ساز بجٹ ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے میں میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اس دور میں جب دہشت گردی اور بدامنی جس کے نتیجے میں میرے قائد میاں محمد نواز شریف نے جو اہم فیصلہ کیا اور شمالی وزیرستان میں آپریشن کا آغاز کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ماضی کی یاد کو تازہ کرتے ہوئے جب پاکستان کو میاں محمد نواز شریف نے ایٹمی قوت کا حامل پاکستان بنایا تھا اور مرد آہن کی طرح شمالی وزیرستان کا فیصلہ کر کے انہوں نے ایک تاریخ رقم کی ہے اللہ کے فضل و کرم سے اسی طرح پنجاب میں ایک ہزار ارب روپے کا بجٹ پیش کر کے ان سیاسی پنڈتوں اور ان سیاسی بہروپیوں اور ان لوگوں کو جو پرویز مشرف کی گود میں بیٹھ کر بنی پتنگیں لوٹتے رہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! بجٹ پر آئیں۔

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر! اب ان کی نیندیں حرام ہو گئی ہیں اور ان کو یہ بجٹ ناگوار گزرا ہے جس پر یہ بار بار ایوان سے اٹھ کر جانا اور بار بار ایوان کی تذلیل کرنا۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر! ان کو میاں محمد شہباز شریف کیونکر اچھا لگے گا جس نے اندھیروں کو ختم کرنے کی بنیاد رکھی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ذرا صبر اور برداشت کریں ابھی تو نندی پور کا بٹن دبایا ہے اور 95 میگاواٹ بجلی سسٹم میں شامل ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح بہاولپور میں قائداعظم سولر پارک پراجیکٹ کا افتتاح کیا گیا ہے۔ یہ ان کو ناگوار گزرا ہے۔ اسی طرح فیصل آباد اور ساہیوال میں 1620 میگاواٹ کے جو پراجیکٹ شروع ہوئے ہیں وہ ان کو ناگوار گزرے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! آگے بات کروں گا کہ ان کے لئے دانش سکول سسٹم بھی ایک ڈراؤنا خواب ہے۔ ان کو تعلیم پر دیا گیا بجٹ ناگوار گزرا ہے کیونکہ جب قوم ترقی کرے گی اور اللہ کے فضل وکرم سے ان غریبوں کے لئے جب میاں محمد شہباز شریف کام کریں گے تو ان کو وہ کام کیوں اچھے لگیں گے، وہ ان کو اچھے نہیں لگیں گے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ آپ ایسی بات نہ کریں۔

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر! فنی تعلیم کے پروگرام سے 20 لاکھ افراد فائدہ اٹھائیں گے۔ اس کے علاوہ missing facilities پر جو کام ہو رہا ہے۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن پر کام ہو رہا ہے اور اسی طرح ایک لاکھ اساتذہ کو جو میرٹ پر نوکریاں ملیں گی وہ ان کو ناگوار گزرے گا لیکن میاں محمد شہباز شریف یہ کام ضرور کریں گے اور کرکے دکھائیں گے۔

جناب سپیکر! اب میں صحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! time is over آپ کی مہربانی اب تشریف رکھیں۔ جناب عبدالرؤف مغل صاحب!

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! شکریہ

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر! مجھے تھوڑا سا وقت دے دیں، میں نے ابھی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، جناب عبدالرؤف مغل صاحب! اب میں نے floor اُن کو دے دیا ہے لہذا اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ لاہور میں جو واقعہ ہوا ہے وہ قابل مذمت ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! یہ بجٹ پر بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: اگر یہ بھی اس واقعہ کے اوپر بات کریں گے تو ہم بھی کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ کیسے کسی کو روک سکتے ہیں؟ جی، آپ بات کریں۔

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! میں اپنے اپوزیشن کے ممبران سے گزارش کروں گا کہ جونہی یہ بجٹ یہاں وزیر خزانہ کی طرف سے پیش کیا گیا تو ایک strategy کے طور پر انہوں نے پہلے ہی طے کر لیا تھا کہ ہم نے بجٹ سننا ہے اور نہ اسے پڑھنا ہے۔

جناب سپیکر: مغل صاحب! آپ اپنی بات کریں۔ اس چیز کو چھوڑیں۔

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! میں اپنی بات کروں گا کہ بجٹ جس کے mobilization سے لے کر expenditure تک ایک ایک چیز پر بیسیوں meetings منعقد ہوئیں اور انتہائی غور و خوض کے ساتھ اس کو تیار کیا گیا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ وہ طبقہ جو پنشن یافتہ ہے جن کی کوئی organization یا association نہیں ہے جن کی آواز سننے والا کوئی نہیں ہے اُن کی پنشن میں سو فیصد اضافہ کیا گیا ہے اور اُن کی آواز کو سنا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ GDP میں اضافے کا جو target حکومت پنجاب نے دیا ہے جو حالیہ 4.8 فیصد ہے انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ سال کے اختتام پر یہ بڑھ کر 5.5 فیصد ہو جائے گا جس سے پنجاب کے سسٹم میں، پنجاب کے لوگوں کی سہولیات اور روزگار میں اضافہ ہوگا۔ پنجاب کی تیز رفتار ترقی کے لئے میاں صاحب نے جس طرح electricity کے power projects پر ہر روز بے بہا کام کرتے ہوئے کوشش کی ہے اور سات مہینے کے اندر اندر ایک نشان کے طور پر 95 میگاواٹ کا پہلا پراجیکٹ چالو ہو گیا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ باقی projects بھی توقع کے مطابق اور کوششوں کے ساتھ جلد از جلد تیار ہوں گے۔ مسائل بہت ہیں۔ 11-اکتوبر 1947 کو سول، نیول اور ائر فورس کے افسران کو بانی پاکستان قائداعظمؒ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ کیا ہم بھاری ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اور مشکلات پر قابو پانے کے لئے تیار ہیں کیونکہ ہمارے دشمنوں نے ہماری مشکلات بڑھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ یہ ہماری بقاء کے لئے ایک چیلنج ہے اگر ہمیں بطور ایک قوم کے زندہ رہنا ہے تو ہمیں اپنے عزم اور توانائیوں کو بھرپور طریقے سے کام میں لانا ہوگا۔ اس باوقار ایوان میں ہم دس کروڑ عوام کے نمائندے نیک نیتی کے ساتھ یہ عہد کریں کہ ہم پنجاب کو آگے لے جانے کے لئے صمیم قلب سے کوشش کریں گے۔ یاد رکھئے کہ:

ایسی کوئی دنیا نہیں افلاک کے نیچے
بے معرکہ ہاتھ آئے جہاں تختِ جم و کے

جناب سپیکر! جس زبردست کوشش اور تگ ودو کے ساتھ چیف منسٹر پنجاب اور ان کی ٹیم کوشش کر رہی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارے ساتھی جو اپنے آپ کو اس وقت اپوزیشن کا کردار نبھانے کی ذمہ داری سے ہٹ کر اس کو سبوتاژ کرنے اور رکاوٹ بننے میں لگے ہوئے ہیں اور کوئی دن ایسا نہیں جاتا جس دن یہاں پر بائیکاٹ یا protest نہ ہو۔ باخدا ہمیں منفی روّیے چھوڑ کر مثبت روّیے اپنانے چاہئیں۔ آپ اچھی تجاویز دیں جن کو اس بجٹ میں شامل کیا جائے تاکہ کوئی کمی بیشی رہ گئی ہے تو اس کو پورا کیا جائے۔ میں خلوصِ نیت کے ساتھ اپنی حکومت سے کہوں گا کہ اس میں اگرچہ اپوزیشن بھی یہی کہتی ہے لیکن میں نیک نیتی کے ساتھ یہ کہوں گا کہ میرٹ پر سی پی او، ڈی پی او، ایجوکیشن سے متعلقہ ڈائریکٹر کالجز، ڈی پی آئی پنجاب اور ڈی او ہیلتھ وغیرہ سب کی میرٹ پر تعیناتی کی جائے تاکہ وہ result دیں۔ ایجوکیٹرز بھرتی کرنے میں کوئی سفارش نہ ہو۔ میں جاتے جاتے وزیر خزانہ کی توجہ کے لئے ایک بات ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ جو 10۔ارب روپے ڈی اے پی کھاد پر subsidy دی گئی ہے اور 14۔ارب روپے فاسفیٹ کھادوں اور پوٹاش پر دی گئی ہے، خدارا کوشش کریں کہ درمیان میں وہ ضائع نہ ہو جائے۔ وہ subsidy غریب کسان تک پہنچے اور اس کے ہاتھوں تک جائے۔۔۔

جناب سپیکر: مغل صاحب! ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ کھادوں پر subsidy دینے کے بعد جو اس کی price نکلی ہے اس کو bags پر پرنٹ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ محمد عارف سندھیلہ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔ شیخ صاحب! آپ کی بڑی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آج آپ پوائنٹ آف آرڈر دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ ملک محمد احمد خان صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے بہت ضروری بات کرنی ہے۔ میں نے آپ کو آپ کا وعدہ یاد دلانا ہے۔

جناب سپیکر: میرے ساتھ آپ علیحدہ مل لیں میں آپ کو ٹائم دے دوں گا لیکن ایوان کا ٹائم ضائع نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہ ایوان میں آپ کا وعدہ تھا۔

جناب سپیکر: چلیں، ملک احمد خان صاحب کی تقریر کے بعد دیکھتے ہیں کیونکہ میں نے اب اُن کو floor دے دیا ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کے لئے موقع دیا۔ بلاشبہ وزیر خزانہ، ان کی ٹیم اور چیف منسٹر کا جو vision ہے یہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اس بجٹ میں پہلی بار ایک نئی روایت قائم کی گئی ہے کہ اگلے چار سال کی منصوبہ بندی کے طور پر بھی اسے لیا جائے گا۔ میری گزارش یہ ہوگی کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد کم و بیش اٹھارہ وہ محکمے جو وفاق کے پاس تھے وہ اٹھارہویں ترمیم کے consequence میں صوبے کے پاس آ گئے۔ ہم پنجاب اسمبلی میں دیکھ رہے ہیں کہ آج تک ان اٹھارہ محکموں کی سٹینڈنگ کمیٹیوں کے Rules at power with National Assembly نہیں ہو سکے۔ Parliamentary oversight کا وہ concept جو قومی اسمبلی میں available تھا آپ کے پاس صوبہ پنجاب کی اس اسمبلی میں آج available نہیں ہے جس کا direct نقصان یہ ہوگا کہ آج بجٹ کے process میں جو آپ نے اپنی تمام سمتیں مقرر کیں آپ کی Parliamentary oversight اس کے اندر missing رہے گی۔ وزیر موصوف تو یہاں نہیں ہیں جبکہ پارلیمانی سیکرٹری بیٹھے ہیں تو this is very important کہ اس اسمبلی کے floor پر کھڑے ہو کر کوئی بات غیر آئینی اور Rules سے ہٹ کر نہیں کر سکتے۔ اٹھارہویں ترمیم کا یہ تقاضا ہے کہ فی الفور جتنی جلدی ہو سکے at power with National Assembly ان سٹینڈنگ کمیٹیوں کے Rules کے اندر ترمیم کی جائے اور وہ اختیارات ان کمیٹیوں کو دیئے جائیں تاکہ جو بجٹ کے اندر اس کی اصل روح ہے وہ پوری ہو سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری دوسری آپ سے یہ گزارش ہوگی کہ اگر ہم comparative study بھی کریں جیسے اُس دن عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ نے بھی بڑا اچھا اور خوبصورت تقابلی جائزہ آپ کے سامنے رکھا۔ Millennium Development Goals کی achievement آپ کی حکومت پر ایک فرض ہے اور حکومت پنجاب اس کی signatory ہے۔ Millennium Development Goals کی achievement کے لئے ہم نے کچھ sign کئے ہیں۔ بجٹ کے اندر poverty alleviation and school enrolment کے لئے ایک خطیر رقم رکھی گئی۔ اس کے اندر ہم ہیلتھ کے issues یعنی child mother mortality rate کو دیکھیں گے جس کے لئے بھی ایک خطیر رقم رکھ دی

گئی۔ آپ نے total Millennium Development Goals بھی achieve کرنے ہیں مگر وہ بھی Parliamentary oversight کے بغیر نہیں ہو سکیں گے۔ اس کے لئے بھی ضروری ہے کہ پارلیمنٹ کے role کا تقاضا جو یہ بجٹ کرتا ہے آپ اس کے لئے پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ کو حکم فرمائیں کہ وہ مہربانی کر کے اس پر important note لیں۔ میری آپ سے دوسری درخواست یہ ہوگی کہ میں نے ان دو باتوں کی نشاندہی اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے کی ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب کا vision، ان کی انتھک محنت، ان کی دن رات کی کاوش اور صوبہ پنجاب کے غریب عوام کی حالت بدلنے کے لئے اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کی محنت بھی ہے لیکن جب تک یہ forum in line نہیں ہوگا تب تک اس میں achievements لینی مشکل ہوتی رہیں گی اور آپ کو ان چیلنجز کو قبول کرنے کے لئے stuck of کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر! میری آپ سے یہ درخواست ہوگی کہ Millennium Development Goals پر آج میں چیئرمین پلاننگ ڈویلپمنٹ اور وزیر خزانہ کو اس بات پر مبارکباد دیتا ہوں کہ بجٹ تقریر میں انہوں نے اس کو address کیا، revolutionize کر رہے ہیں ٹرانسپورٹ کا سسٹم اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ پانچ بڑے شہروں کے اندر ٹرانسپورٹ کے نظام میں انقلابی تبدیلی آئے گی جس پر یہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ آج یہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کو، آپ کے سامنے دو روز قبل لاہور جیسے شہر کے اندر جو واقعہ پیش آیا جس کے آپ بھی گواہ ہیں اور میں بھی گواہ ہوں۔ ہوم سیکرٹری کے پاس وہ کنٹرول ہوتا جو آئین کا تقاضا ہے اور آپ نے لاء میں ترمیم کر دی ہے اس کو implementation کے لئے پھر پارلیمنٹری role چاہئے۔ آج پولیس آرڈر 2000 میں amendment ہو چکی ہے جس کے اوپر آپ کا finance control ثابت ہونا چاہئے، پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں پولیس کی reports واپس آنی چاہئیں کہ اربوں روپے کا جو بجٹ ہم انہیں دیتے ہیں اس کا مصرف کیا ہے؟ کیا وہ اس کے اوپر وہاں بیٹھ کر ایسی strategy نہیں بنا سکتے جس کے ساتھ پلاننگ clear ہو سکے اور ہر بات کا مورد الزام چیف منسٹر ایسے نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ یہ جو تین باتیں میں نے پانچ منٹ میں عرض کر دیں، اگر ہم ایک consistent policy کے ساتھ اگلے چار سالوں کے لئے بنائی گئی اس فاؤنڈیشن پر عمل پیرا ہو گئے تو انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے چار سالوں تک جب ہم اپنی اس اسمبلی کے

tenureکا آخری بجٹ دے رہے ہوں گے تو جو چیف منسٹر پنجاب عندیہ دے رہے ہیں کہ جی ڈی پی edgeکوincreaseکرے گا انشاء اللہ العزیز، ضرورincreaseکرے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: حاجی وحید اصغر ڈوگر صاحب!

جناب وحید اصغر ڈوگر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو یہ بات عرض کرنا چاہوں گا کہ جو بات کی جا رہی ہے کہ اپوزیشن والوں نے بجٹ پڑھا ہی نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ گزشتہ سال کا بجٹ اور اس سال کا بجٹ Treasury Benches سے کسی نے بھی نہیں پڑھا اور مجھے شک پڑتا ہے اور میں مثال سے ثابت کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: یہ پڑھ کر بیٹھے ہیں۔ آپ نے بھی پڑھا ہے اور انہوں نے بھی پڑھا ہے۔

جناب وحید اصغر ڈوگر: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وائٹ پیپر میں زرعی انکم ٹیکس کا ذکر ہے کہ 25 ایکڑ پر return جمع کروانا پڑے گی جبکہ A.I.T 2001 کے تحت شیڈول ایک میں 25 ایکڑ سے اوپر 50 ایکڑ تک sixth schedule کے تحت زرعی انکم ٹیکس کاٹا جاتا ہے اور 50 ایکڑ سے زائد second schedule deal کرتا ہے جس کے تحت return جمع کرانا پڑتی ہے۔ ان کے وائٹ پیپر کے صفحہ 8 پر 25 ایکڑ کا ذکر ہے جس سے اسسٹنٹ کمشنر یہ فائدہ اٹھاتے ہیں جو ان لوگوں سے رشوت لیتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہاں سے لے کر سیکرٹری خزانہ تک پہنچتی ہے۔ اگر انہوں نے پڑھا ہے تو اسے پچھلے سال ٹھیک کیوں نہیں کیا، اب یہ ٹھیک کر لیں، کیوں کرپشن کے لئے دروازے کھولتے ہیں؟ میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب دینا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ کہ کاروباری لوگوں کو تو N.T.N نمبر جاری کیا جاتا ہے لیکن ہم زمیندار جو انکم ٹیکس دیتے ہیں تو ہمیں P.T.N نمبر کیوں نہیں جاری کیا جاتا؟ ہمیں بھی یعنی پنجاب کے لوگوں کو بھی وہ سہولتیں ملنی چاہئیں۔ ہمارا انکم ٹیکس زبردستی کاٹا جاتا ہے، جب ہم اجناس فروخت کرتے ہیں تو اس وقت آڑھتی بھی کاٹتا ہے اور اس کے علاوہ مختلف جگہوں پر جیسے الیکٹریسٹی پر، موبائل پر بھی کاٹا جاتا ہے لیکن ہمیں جو ٹیکس دینا پڑتا ہے اس میں سے وہ منہا نہیں کیا جاتا۔ یہ پنجاب کے زمینداروں کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے اور پنجاب کے ساتھ بھی زیادتی ہے کہ وہ یہ claim کرے کہ یہ جو اربوں روپے کا ٹیکس ہے یہ وفاق سے واپس یہاں پر لایا جائے۔

جناب سپیکر! اب میں پچھلے بجٹ کا اس سال کے بجٹ کے ساتھ تقابل کروں گا۔ ریکارڈ پر موجود ہے کہ جو 7.5 بلین روپے انہوں نے سولر ٹیوب ویلوں کے لئے رکھا تھا، میں نے کہا تھا کہ

یہ infeasible ہے اور اب یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ ایک بھی سولر ٹیوب ویل نہیں لگا اور یہ سکیم انہوں نے ختم کر دی ہے۔ مزید ایک ارب 87 کروڑ روپے رکھا ہے جو ٹیوب ویلوں کے لئے بائیو منصوبہ بنایا ہے۔ میں اس ایوان میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ منصوبہ بھی not feasible ہے۔ کسی زمیندار کے پاس جو 12 ایکڑ سے کم ہے، 20/25 مویشی نہیں ہیں جو یہ ٹیوب ویل چلانے کے لئے ضروری ہیں تو میں انہیں یہی کہوں گا کہ یہ ایسے منصوبے نہ بنائیں جو feasible نہ ہوں اور پھر یہ پیسے میٹرو بس کے لئے لے کر جاتے ہیں اور زمینداروں کا پیسا شہروں میں لگایا جاتا ہے۔ میں یہی کہوں گا کہ اگر یہ پیسا صحیح جگہ پر نہیں لگا سکتے تھے تو واٹر فلٹریشن پلانٹس پر لگاتے۔ ان کے وزیر موصوف نے اپنی تقریر میں یہ admit کیا ہے کہ 60 فیصد بیماریاں گندے پانی کی وجہ سے لوگوں کو لگتی ہیں۔ انہوں نے پچھلی تقریر میں خود اپنے خطاب میں کہا ہے، یہ جو بنیادی ضرورت ہے یعنی صحت اور تعلیم بنیادی ضروریات ہیں۔ ٹرانسپورٹ ڈیڑھ لاکھ لوگوں کو آپ سہولت دے رہے ہیں اور اس پر اربوں روپے ضائع کر رہے ہیں۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر! میں ذکر کر رہا تھا کہ صرف راولپنڈی اور لاہور کی میٹرو بس کا پیسا واٹر فلٹریشن پلانٹس پر خرچ کرتے تو پنجاب کے دیہات میں جہاں 10 کروڑ آبادی میں سے 7 کروڑ کی آبادی ہے تو اگر وہاں پر واٹر فلٹریشن پلانٹس لگائے جاتے ہیں تو 33 ہزار دیہات میں سے ہر ایک دیہہ میں یہ واٹر فلٹریشن پلانٹ لگ جاتا۔ ہر دوسرا آدمی جو کہ ہیپاٹائٹس کا شکار ہے وہ اس سے بچ سکتا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دس کروڑ لوگوں کو اس سے فائدہ ہونا تھا صرف ڈیڑھ لاکھ لوگوں کو فائدہ نہیں ہونا تھا لیکن ہمارے خادم اعلیٰ کو مغل بادشاہ کی طرح لال قلعہ اور تاج محل بنانے کی فکر ہے، عوام کی بہبود کے لئے، ان کی صحت کے لئے اور بنیادی ضرورت کے لئے انہیں کوئی فکر نہیں ہے۔ اگر یہ پیسا صحیح استعمال ہوتا تو صحت کا بجٹ بھی کم ہوتا کیونکہ جب لوگ کم بیمار ہوں گے تو صحت کے بجٹ کے لئے بھی کم پیسوں کی ضرورت پڑتی۔ میں یہ کہوں گا کہ اگر پاکستان کو بچانا ہے اور پنجاب کو بچانا ہے تو سب سے پہلے واٹر فلٹریشن پر توجہ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں صرف پنجاب کے حوالے سے ایک بات کروں گا کہ وفاقی وزیر خزانہ نے پوسٹ بجٹ تقریر میں کہا ہے کہ ہم نے رینی کینال سندھ کے لئے پیسے رکھے ہیں، ہم نے کچھی کینال بلوچستان کے لئے پیسے رکھے ہیں اور پنجاب کے لئے کوئی پیسا نہیں رکھا اور انہوں نے یہ فخریہ انداز میں

کہا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ہم سب کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ گریٹر تھل کینال کے لئے کوئی پیسے نہیں رکھے گئے۔ گریٹر تھل کینال سے پنجاب میں اور پاکستان میں جو انقلاب آنا تھا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان میں کسی طور پر بھی زراعت کو پروان چڑھتے نہیں دیکھ سکتے۔ یہ سرمایہ دار پنجاب کے زمیندار کے حقوق کا استحصال کر رہے ہیں اور اس اسمبلی میں جو غیرت مند بیٹھا ہے اسے ضرور آواز اٹھانی چاہئے کہ وفاق کے وزیر خزانہ جب یہ فخریہ انداز میں کہیں کہ میں نے پنجاب کو کچھ نہیں دیا تو پنجاب کے عوام کے لئے یہ ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں پچھلے بجٹ کی بات کرتا ہوں، انہوں نے کہا کہ ہم نے 9 ڈیم شروع کئے ہیں جو سات ڈیم 30-06-2014 تک مکمل ہوں گے تو یہ مجھے کسی ایک کا نام بتا دیں کہ انہوں نے کون سا ڈیم مکمل کیا ہے؟ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو بٹھایا تو تھا لیکن آپ بار بار کھڑے ہو رہے ہیں۔ جی، فرمائیں۔ مہربانی کر کے کوئی ایسی بات نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! نہیں، نہیں۔ میں کچھ نہیں کہتا۔

جناب سپیکر: پنجابی میں کہتے ہیں ناں کہ "سُر نہیں وگیا جی"۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ سے زیادہ کچھ نہیں کہتا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اسمبلی کا پچھلا پورا tenure بھی گزر گیا اور آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ آپ پرائیویٹ چینلز کو کوریج کی اجازت دیں گے اور جب یہ tenure شروع ہوا تو آپ نے کہا اور پھر لاء منسٹر صاحب نے بھی کہا۔

(اس مرحلہ پر سیکرٹری اسمبلی کھڑے ہو کر جناب سپیکر کی طرف متوجہ ہوئے)

جناب سپیکر! ان کی باتوں میں نہ آئیں بلکہ آپ میری بات سنیں۔ (قہقہہ)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اس حوالے سے میٹنگ رکھ رہے ہیں اور آپ بیٹھ جائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری عرض سنیں کہ آپ خود اپنی کارروائی دیکھ لیں کہ یہ دس کروڑ عوام کے منتخب نمائندوں کا ایوان ہے اور جب ہماری پنجاب اسمبلی کی کارروائی چلتی ہے تو یقین کریں کہ ایسا لگتا ہے کہ جیسے تحریک پاکستان کی کوئی فلم چل رہی ہو۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! ہماری representation اتنی weak ہے اور ہمارے مقابلے میں سندھ اسمبلی کی کارروائی دیکھ لیں یہ آپ کا ذمہ ہے جس طرح آپ ایک تاریخ رقم کر رہے ہیں آپ کا نام ایک عظیم سپیکر کے طور پر آنا چاہئے تو میری گزارش یہ ہے کہ پرائیویٹ چینل کو آنے دیں اور یہ اتنے لمبے funds کا مسئلہ نہیں ہے اگر آپ funds کی بات کریں گے تو میں آپ سے علیحدگی میں بیٹھ کر آج ہی settle کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، ہم آپس میں بیٹھ کر بات کر لیں گے بڑی مہربانی۔ next ہیں احمد علی خان دریشک صاحب!

جناب احمد علی خان دریشک: جناب سپیکر! میں درخواست کروں گا کہ میری speech کا وقت ایک گھنٹے کے بعد کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر ان کا وقت مجھے دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں ایسے نہیں ہوتا انہوں نے بولنا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے speech کرنی ہے۔ ملک محمد علی کھوکھر صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سندھیلہ صاحب کا نام رہ گیا ہے، یہ ٹریفک میں پھنسے ہوئے تھے۔

جناب سپیکر: جی، وہ میں بول چکا ہوں، پہلے آپ نے سنا نہیں؟ یہ اُس وقت غیر حاضر تھے، اب یہ مکمل پیچھے جائیں گے۔ جی، ملک محمد علی کھوکھر صاحب!

ملک محمد علی کھوکھر: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں condemn کرتا ہوں لاہور واقعہ کی killing اور اس کے شر کے پیچھے جس کا بھی ہاتھ تھا اللہ کرے کہ ہم اُس کو کیفر کردار تک پہنچا سکیں۔ میں بہت مبارک دیتا ہوں وزیر خزانہ کو کہ انہوں نے اتنا بڑا development بجٹ پیش کیا اور سب سے زیادہ ہمارے لئے اطمینان کی بات یہ تھی کہ اُس میں 36 فیصد جنوبی پنجاب کے development کے لئے رکھا گیا ہے۔ اُس میں کیا پراجیکٹس ہیں اُن کی بحث تو چلتی رہے گی کہ پراجیکٹس کس نوعیت

کے ہیں، افادیت کیا ہے یہ تو وقت سے ہی پتا چلے گا لیکن جو اصل خوش آئند بات ہے کہ جنوبی پنجاب کی طرف focus آیا ہے یہ وسیب South Punjab کا اس کی اپنی کچھ values ہیں یہ جس کو ہم کہتے ہیں رَج لحاظ والا، ادب وآداب والا، مَن مناوالا وسیب ہے اور اس کی ان values کو بڑے عرصہ سے exploit بھی کیا گیا ہے۔ مقامی لیڈر شپ بھی جن لوگوں کو ملیں کچھ نے بڑے اچھے کام کئے، کچھ نے totally wasted years ہمیں تحفے میں دیئے تو دیکھنے کی یہ چیز ہے کہ focus اور attention south Punjab کی طرف آیا یہ محرومیوں سے بھرا ہوا خطہ ہے اور یہ merit کرتا ہے اپنی طرف حکمرانوں کی attention کو یہاں ابھی بھی صاف پینے کا پانی basic needs کی کمی ہے، awareness کی کمی ہے، اس بجٹ میں مختلف چیزیں like Woman University in Multan, Medical Colleges in Muzafargarh and other areas ہیں far-flung areas so it shows کہ گورنمنٹ کا regime of the day کا focus ہے کہ وہ areas جو backward رہ گئے ہیں they should come up میں مشکور ہوں مسلم لیگ (ن) کی لیڈر شپ کا، میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا انہوں نے اس چیز کا احساس کیا اور اپنے funds کو اُس طرف divert کیا۔ میں ساتھ ساتھ نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا سب سے valuable assets پنجاب کا Canal Irrigation System ہے اور یہ پہلی دفعہ خوش آئند بات ہے کہ اتنی بڑی خطیر رقم 50 بلین اُس طرف divert کی گئی۔ یہ system collapse ہونے کے قریب آرہا ہے canal کا اور زراعت کا سب سے بڑا cluster investment phenomena ہوتا ہے جتنا اس میں آپ investment کریں گے یہ آپ کو اُس سے بڑھ کر return دے گا، آپ اس میں investment کریں گے اتنی ہی ہماری زراعت پھیلے گی اور نئے command areas میں آئیں گے۔ آپ کی زراعت out put yields جو ہیں وہ enhance ہوں گی اور already ہم ایک irrigation starvation کی طرف جارہے ہیں تو جتنا ہم اس پانی کو harvest کرکے فیلڈ پر لائیں گے اُس میں invest کریں گے ہمیں اُس کا اتنا ہی زیادہ return ملے گا۔ یہ بڑی خوش آئند بات ہو گی کہ focus اس طرف ہوا ہے 50 بلین روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے لیکن میں حکومت اور اپنے وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ مزید اس کی طرف attention لائیں اور اس کی طرف مزید investment لے کر آئیں۔ اتنی urbanization expansion ہوئی ہے جس میں کتنے acreage جو ہماری agriculture acreage تھی وہ اب urbanization کی نذر ہو چکی ہے پانی کی excess ہمارے

پاس موجود ہے canal system میں اُس excess کو پرانے ہی laws پرانے ہی طریق کار bans ان چکروں میں ابھی تک اُس excess کو ہم utilize نہیں کر سکے۔ شجاع آباد کینال کی میں مثال دیتا ہوں hundred cusec پانی اُس میں extra پڑا ہوا ہے لیکن red tapism کی نذر ہوا ہوا ہے کہ بھائی آپ hundred cusec کو utilize کریں جو useable پانی ہے اُس کو آپ system میں ڈال کر فیلڈ میں لے کر آئیں وہ ہمارا ضائع ہو رہا ہے ساتھ ہی Canal Irrigation Department کی writ اتنی کمزور ہے کہ پانی کی چوری اور نہر کی ٹکیوں کے اوپر کوئی خاطر خواہ ایکشن نہیں ہوتا کوئی اس پر فورس نہیں ہے at the spot جو اُس کو regulate کروائے اور اس کی writ کو قائم کروائے۔ ہمیں بے حد ضرورت ہے ایک ایسی regime کی جو اس ادارہ کیساتھ جائے اور جا کر state کی writ کو پورا کر کے آئے offenders کو وہیں پر اُس کو culpable بنائے اور اُس چوری کو روکے۔ اس محکمہ میں revamp ہونے کی بہت زیادہ ضرورت ہے یہ خود کاشتکاروں کو چور بناتے ہیں، خود ان کو اُلٹے رستے دکھاتے ہیں جس کو revamp کرنا ہمارے لئے بے حد ضروری ہے مختصر وقت میں انہیں دو چیزوں پر نشاندہی کر سکتا تھا میں ایک دفعہ پھر مسلم لیگ (ن) کا شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ next ہیں محترمہ فرح منظور صاحبہ!

محترمہ فرح منظور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو سانحہ ماڈل ٹاؤن پر یہ کہنا چاہوں گی کہ ہم سب ان کے دُکھ میں شریک ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ جو مجرم قرار پائیں گے ان کو عوام کے کٹہرے میں پیش کیا جائے گا۔ ابھی یہاں پر بات ہوئی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر قانون کو مستعفیٰ ہو جانا چاہئے کیونکہ عورتوں پر گولیاں چلائی گئیں۔ اگر عورتوں کی بات کی جاتی ہے تو چند روز پہلے پنڈی بھٹیاں کا جو الیکشن ہوا اور وہاں پر ایم پی ایز کے ساتھ جو سلوک ہوا اسے دیکھتے ہوئے پارلیمنٹ میں بیٹھنے کے یہ لوگ اہل قرار پاتے ہیں یا ہم؟ (شور و غل)

جناب سپیکر: بجٹ پر بات کی جائے۔ No, no. This is not allowed محترمہ! آپ بجٹ پر آئیں۔

محترمہ فرح منظور: جناب سپیکر! اگر خواتین ایم پی ایز کے ساتھ ایسا ہو سکتا ہے تو وہاں پر یہ عام عورتوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہوں گے؟ انہیں بہت شوق ہے بحث کرنے کا، جب اس پر بحث ہو گی تو پھر دیکھیں گے کہ بحث کا جواب کیا آتا ہے۔ اب میں بجٹ کے بارے میں بات کرنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اپنے قائد وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور انہیں مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے پنجاب کے لئے ایک عوام دوست بجٹ پیش کیا۔ لائیو سٹاک کے لئے 8۔ ارب 93 کروڑ روپے مختص کئے گئے۔ ہمارے دیہی علاقوں میں جو خواتین ہیں ان کا دارومدار لائیو سٹاک پر ہے۔ باہر سے کمپنیاں پاکستان میں آکر invest کرتی ہیں تو کیوں نہ ہم خود اس میں invest کریں۔ اس سے ایک تو پیداوار میں اضافہ ہوگا اور دوسرا ہمیں روزگار بھی میسر آئیں گے۔

جناب سپیکر! جس طرح کھاد پر سبسڈی مقرر کی گئی اس کے لئے میں وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ غریب کسان کو سبسڈی کی صورت میں بہت بڑا ریلیف ملا ہے۔ ایگریکلچر کا ایک اور اہم مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک ایکڑ رقبے کے لئے پانی کا چوبیس منٹ کا ٹائم ہوتا ہے جو بہت کم ہے۔ چوبیس منٹ میں ایک ایکڑ زمین پوری طرح سے سیراب نہیں ہو سکتی۔ میری اپیل ہے کہ اس ٹائم کو بڑھایا جائے تاکہ فصل کو صحیح پانی مہیا ہو اور پیداوار میں اضافہ ہو۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے لئے 119۔ ارب روپے کا ایک بہت بڑا بجٹ مختص کیا گیا۔ اس میں ڈیرہ غازی خان، مظفر گڑھ، رحیم یار خان، کوٹ ادو، وہاڑی، بہاولپور میں ہسپتالوں کی تعمیرات اور بہت بڑے بڑے پراجیکٹس announce کئے گئے۔ میرے ڈسٹرکٹ وہاڑی WB-24 میں 75 ایکڑ زمین جو کہ میرے بھائی میاں ثاقب خورشید، وزیر اعلیٰ کے نوٹس میں لائے اور وہاں پر Low Income Housing Scheme کے نام سے ایک سکیم شروع ہوئی۔ میں اس کے لئے بھی وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے اس کے لئے 37 کروڑ روپیہ مختص کیا۔ گورنمنٹ کی زمینوں پر ناجائز قابضین قابض ہیں۔ میری یہ اپیل ہے کہ ان قابضین سے چھٹکارا دلایا جائے تاکہ یہ جن لوگوں کا حق ہے ان کو دیا جائے۔

جناب سپیکر! آج پاکستان روشنیوں کی منزل کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ہمارا ملک دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ اپوزیشن نے اس کو تنقید کا نشانہ بنایا ہوا ہے۔ اگر ہماری پالیسی ان کو پسند نہیں ہے تو آج خیبر پختونخوا میں 60۔ ارب روپے کی مالیت سے میٹرو بس چلائی جا رہی ہے کیا یہ خوش آئند بات نہیں ہے؟ یہ ہم پر تنقید کرتے ہیں اور ہمیں یہ سناتے ہیں کہ یہ جنگلا بس ہے۔ اگر یہ جنگلا بس ہے اور اتنی بُری پالیسی ہے تو آپ اس کو خیبر پختونخوا میں کیوں چلا رہے ہیں؟ یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ آپ ہماری پالیسی پر عملدرآمد کر رہے ہیں اور اللہ پاک آپ کو ہمت، حوصلہ اور عقل دے اور آپ دیکھیں کہ

آج آپ کا ملک روشنیوں کی طرف بڑھ رہا ہے۔ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کی سربراہی میں دیکھئے گا کہ 2018 میں یہ ملک کہاں سے کہاں پہنچے گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اپنے لیڈر کے لئے کچھ الفاظ کہنا چاہوں گی۔

جب اپنا قافلہ عزم و یقیں سے نکلے گا
جہاں سے چاہیں گے رستہ وہیں سے نکلے گا
اے وطن کی مٹی مجھے ایڑیاں رگڑنے دے
مجھے یقیں ہے چشمہ یہیں سے نکلے گا

بہت شکریہ۔ پاکستان زندہ باد

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: چودھری لال حسین صاحب!

چودھری لال حسین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں جتنی بھی باتیں کروں گا اپنے ڈسٹرکٹ کی کروں گا۔ سب سے پہلے بجٹ کی بات ہے، اس کی سب نے ہی تعریف کی اگر میں نہ کروں تو یہ زیادتی ہو گی۔ یہ اتنا بڑا بجٹ بڑی محنت، کوشش اور جدوجہد کے بعد پنجاب اسمبلی میں پیش ہوا ہے۔ ہمارے شہر میں جو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے جو کم از کم سو سال پرانا ہے وہاں پر اس وقت چار کنویں ہیں وہ چاروں کنویں صرف 10 فیصد کام کر رہے ہیں اور 90 فیصد وہاں پانی نہیں ہے۔ جب پانی نہیں ہو گا تو لازمی بات ہے کہ وہاں پر ایم ایس اور ای ڈی او (ہیلتھ) کوالٹی نہیں دے سکتے اور وہاں صفائی نہیں رہ سکتی۔ میں گزارش کروں گا کہ ہمارے ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے لئے زیادہ سے زیادہ فنڈ دیا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وزیر اعلیٰ بہت مہربانی کرتے ہیں اور سب کے لئے کر بھی رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایجوکیشن کے زمرے میں یہ کہوں گا کہ ابھی نئی appointments ہوئی ہیں اس میں 90 فیصد پوسٹیں سائنس کی تھیں اور 10 فیصد آرٹس کی تھیں۔ ہمارے چھوٹے شہر میں سٹوڈنٹس کی اکثریت آرٹس کی ہے اس لئے کسی ایک لڑکی کو بھی موقع نہیں ملا۔ وہ overage ہو رہی ہیں۔ اُن کا یہ قصور ہے کہ انہوں نے بی اے اور ایم اے آرٹس میں کیا ہے؟ میں کہوں گا کہ اس پالیسی میں بھی ردوبدل کیا جائے اور ان کو overage ہونے سے پہلے پہلے موقع فراہم کیا جائے۔ رہی بات trade کی تو ہماری سمال انڈسٹری جی ٹی روڈ پر تین کلو میٹر پر آتی ہے، وہاں پر گیس نہیں ہے اس لئے وہ انڈسٹری بند ہے اور وہاں پر پانی کا بھی مسئلہ ہے۔ وزیر صاحب ابھی یہاں بیٹھے تھے اب نہیں ہیں، جب وہ

ایوان میں آئیں گے تو میں ان کو بھی بتاؤں گا۔ ہم نے ایم ڈی کو بھی لیٹر لکھے ہیں لیکن ان کا کوئی جواب تک نہیں آیا۔ رہی بات ڈیم کی تو الحمد للہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے مجھے ایک ڈیم دیا ہے ایک سو سالہ پرانا مطالبہ نالہ گندپل کا تھا وہ بھی انہوں نے 47 کروڑ کا منظور کیا ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک ایجوکیشن کی بات ہے تو صرف میرے ووٹ ایریا میں تاریخ میں کوئی کالج نہیں تھا اب وہاں پر لڑکیوں کا ڈگری کالج منظور ہو گیا ہے اور اس کے لئے بھی فنڈز رکھے گئے ہیں۔ اس کے لئے میں وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! بجٹ تو محنت سے بن گیا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس میں سے 40 فیصد کھائے جاتے ہیں۔ چھوٹا چور ہو یا بڑا چور ہو، چور چور ہے لہذا اس پر کنٹرول کرنے کا کوئی طریقہ اپنایا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جتنے بھی ایم پی ایز ہیں انہیں اپنے اپنے حلقے میں چیک کرنا چاہئے کہ وہاں پر ٹھیکیدار کام صحیح کر رہا ہے یا غلط کر رہا ہے؟ اگر غلط کر رہا ہے تو اس کے خلاف انٹی کرپشن میں کیس ہونا چاہئے کیونکہ اتنی محنت سے بجٹ بنتا ہے اور اس بجٹ کا 40 فیصد لوگوں کے لئے نہیں ہوتا بلکہ ان کی جیبوں کے لئے ہوتا ہے۔ رہی لاء اینڈ آرڈر کی بات تو آپ نے اس کے لئے بجٹ 71۔ ارب روپے سے بڑھا کر 82۔ ارب روپے کر دیا ہے۔ پولیس کے لئے 16 فیصد اتنا بڑا بجٹ بڑھانے کے باوجود میرے جہلم میں ہر روز ڈکیتیاں ہو رہی ہیں، snatches ہو رہی ہیں، باہر سے لڑکیاں آتی ہیں انہیں رکشوں پر سے اتار کر ان کے پاسپورٹ، پیسے اور پرس چھینے جاتے ہیں۔ ہر روز پانچ دس snatches کے واقعات ہو رہے ہیں۔ وہاں کے لوگ اپنی بہن بیٹی کو تھانے لے کر نہیں جاتے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ وہاں جا کر کچھ نہیں ہوگا۔ سر عام رشوت چل رہی ہے۔ میں اپنے شہر جہلم کی بات کرتا ہوں یہاں ایک اور جہلم کے ایم پی اے بیٹھے ہیں وہ اس بات کی گواہی دیں گے کہ Jhelum is very poor جب کپتان کام نہیں کرے گا تو اس کی ٹیم بھی کام نہیں کرے گی اس لئے میں گزارش کروں گا کہ کم از کم جہلم کو ایسا آدمی دیا جائے جو ان حالات پر کنٹرول کر سکے۔ میں آپ کا وقت ضائع نہیں کرتا۔ کچھ لوگوں نے صاف پانی کی بات کی ہے۔ ابھی "پنجاب صاف پانی کمپنی" شروع ہو رہی ہے جس کا میں بھی ڈائریکٹر ہوں، میرے دوست رانا بابر صاحب اور قاضی صاحب بھی ہیں۔ اس کے لئے 5۔ ارب روپیہ رکھا ہوا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک سال میں دس لاکھ لوگوں کو اور پانچ سال کے اندر اڑھائی کروڑ لوگوں کو صاف پانی ملے گا۔ بہت شکریہ

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر۔۔۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب! آپ کیا کرتے ہیں؟

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ کی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس طرح اچھا نہیں لگتا، آپ discussion میں حصہ لیں اور اپنا نام دیں۔ آپ بجٹ پر بحث کریں جو کرنی ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ دیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کو پھر ٹائم دوں گا لیکن ابھی نہیں۔ جی، سردار علی رضا خان دریشک صاحب! آپ بات کریں۔ میں آپ سے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے personal نہیں ہونا۔ بس آپ اپنی بات کریں، مہربانی ہوگی۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! جو بات لوگوں کے لئے ہے وہ ضرور کریں گے۔ آپ پہلے ہی bar نہ لگائیں۔ میں بجٹ کے حوالے سے گزارش کروں گا کہ اگر پورا ایوان اس چیز کو دیکھے کہ ہمارے بجٹ کے دو ہیڈ developmental اور non developmental ہیں۔ utilization of non developmental budget is 100 percent بلکہ میں یہ کہوں گا کہ non developmental budget میں re-appropriation کی جاتی ہے اگر آپ development budget پر نظر ڈالیں تو collectively 60 percent ہے اور ہمارے ساتھ زیادتی یہ ہے کہ اپر پنجاب کی schemes 80 percent complete ہوئی ہیں اور اگر آپ جنوبی پنجاب کی سکیمیں دیکھیں تو ہمیں جو allocation ہوئی ہے اس میں صرف 25 فیصد complete ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر! میرا تعلق پنجاب کے پسماندہ ضلع سے ہے اور میرا ضلع پسماندہ ترین ہے اور میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کو پھر کہوں گا کہ آپ ذرا non development budget کو اٹھا کر دیکھیں۔۔۔(شور و غل)

MR SPEAKER: Order please, order.

بات سنا کریں، آپ کیا کرتے ہیں۔ آپ نے notes لینے ہوتے ہیں، بڑے افسوس کی بات ہے۔ میں بار بار آپ کو کہتا ہوں اچھا نہیں لگتا۔ جن کو میں کہہ رہا ہوں میرے خیال میں وہ سمجھ گئے ہیں اور میں کسی کا نام نہیں لیتا۔ جی، آپ بات کریں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! آپ میرے ٹائم سے یہ منہا کریں گے۔Hot and cold weather chargesکے حوالے سے میں چیختا رہا اور میں معزز ایوان کو آپ کی وساطت سے requestکروں گا کہ دیکھیں کروڑوں روپے اس مد میں آج بھی رکھے گئے ہیں۔cost of other headsجو بالکل ہی "پُھر لو" headsہیں ان کے اندر پیسے رکھے گئے ہیں۔ ہمارا دل دُکھتا ہے کہ ہمارے پاس پینے کا پانی نہیں ہے، ہمیں سڑکیں نہیں چاہئیں اور ہمیں بجلی نہیں چاہئے لیکن ہمیں کم از کم زندہ رہنے کی وہ بنیادی سہولیات تو فراہم کریں۔ میں نے پہلے بھی کہا اور آج پھر کہہ رہا ہوں کہ ہماری مائیں، بہنیں، بیٹیاں جانوروں کے ساتھ پانی پی رہی ہیں۔ فلڈ میں ہماری عزت وآبرو سڑکوں پر آجاتی ہے اور ہمارا دل دُکھتا ہے جس وقت ہارٹیکلچر کو re-appropriateکر کے دو،دو کروڑ روپے تزئین وآرائش پر لگایا جاتا ہے۔ مجھے پتا چلا ہے کہ ابھی جناب وزیراعلیٰ نے minutes of meetingمیں mandatoryکر دیا ہے کہ ہارٹیکلچر کے لئے ایک فیصد ہر headمیں رکھا جائے گا۔ مجھے تکلیف ہوتی ہے جس وقت آپ اتنے بڑے بجٹ کا half percent public awarenessکے لئے مختص کرتے ہیں۔Public awarenessکیا ہے یعنی اشتہار، مشہوری، advertisement، ہمیں تکلیف ہوتی ہے جس وقت ہم راجن پور سے یہاں آتے ہیں اور آکر دیکھتے ہیں کہ centre pointتا honey bridge،وہ سڑک جس پر120کی رفتار سے گاڑی جاتی ہے اور جون کے مہینے میں صرف بجٹ lapseہونے کے خوف سے اس کو بنایا جاتا ہے۔ ہمیں تکلیف ہوتی ہے جس وقت جیل روڈ سے لے کر Sherpao Bridgeتک جہاں پر سڑک کی repairکی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے آپ وہاں پر کروڑ روپے ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ہیلتھ کے حوالے سے بات کروں گا۔ ہمیں موبائل ہیلتھ یونٹس نہیں چاہئیں اور کیوں لوگوں کے اس فنڈز کو ضائع کیا جا رہا ہے؟ موبائل ہیلتھ یونٹس جو ہماری سڑکوں پر جا ہی نہیں سکتے تو ہمیں اتنے بڑے بڑے ٹرک دینے کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے pre-budget speechمیں گزارش کی تھی بلکہ مجھے حیرت ہوئی اور میں white paperدیکھ رہا تھا، دیکھیں! اقتدار سدا خدا کی ذات کا ہے۔ آج آپ اس کرسی پر بیٹھے ہیں تو کل کوئی اور بیٹھے گا۔ آج میں اس ایوان میں ہوں کل کوئی اور آئے گا۔ حضرت علیؓ کا قول ہے کہ اگر یہ کرسی پائیدار ہوتی تو تم تک کیسے پہنچتی۔ آپ ضرور consideredکریں لیکن پرویز الٰہی کارڈیالوجی کا نام ہی بجٹ میں changeکیا ہوا ہے اور Multan Institute of Cardiology لکھا ہوا ہے اور مجھے بتایئے کہ ہمیں کیوں نہیں بجٹ

ملتا؟ پرویزالٰہی انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی ملتان جس کا catchment area سب سے وسیع ہے۔ وزیر موصوف ذرا اٹھا کر دیکھیں کہ ہمیں اس بجٹ میں کیا دیا گیا ہے؟ میں اسی طرح گزارش کروں گا کہ ہماری requirement فلڈ بندوں کی ہیں، بجٹ رکھا جاتا ہے اور پھر وہ بجٹ پولیٹیکل لوگوں کو دے دیا جاتا ہے۔ خدا کے واسطے ٹیکنیکل ٹیم کو یہ بجٹ دیا جائے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ایجوکیشن کے سلسلے میں میرے معزز بھائیوں اور بہنوں نے یہاں پر بہت باتیں کیں کہ بجٹ کے اندر رقم مختص کر دینا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ الف اعلان کی رپورٹ دیکھئے کہ ڈسٹرکٹ راجن پور جو پنجاب کا حصہ ہے وہ آج تک کیوں آخری نمبر پر ہے۔ اس کی وجہ صرف اور صرف حکومت کی نااہلی اور غیر توجہی ہے۔ آپ بات کرتے ہیں میرٹ اور good governance کی، آپ ذرا بجٹ میں PC-1 جو دیئے ہوئے ہیں وہ اٹھا کر تو دیکھیں کہ سینکڑوں سکیمیں ایسی ہیں جن میں block allocation اور block allocation ہی ہے کیا block allocation آئینی ہے؟ قطعاً آئینی نہیں ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ آپ rules کو follow کریں۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ جس طرح پہلے بھی میری بہن نے ٹریژری بنچوں سے فرمایا، میں ایک شعر سے اپنی بات ختم کروں گا کہ فارسٹ ڈیپارٹمنٹ کے لئے فنڈز زیادہ مختص کئے جائیں تاکہ اس پر قبضے نہ ہوں اور ہم کس کے سامنے جا کر چیخیں؟ جب اس ایوان اور ایوان اقتدار کے لوگ ہی آکر جنگلات پر قبضہ کر لیں گے۔ میری ہاتھ باندھ کر اپیل ہو گی اور میں اپوزیشن کی طرف سے یہ assurance دلاتا ہوں کہ آپ بجٹ کے اندر ایک سپیشل head بنا دیں جس طرح قیوم جتوئی صاحب نے فرمایا تھا کہ کیا کرپشن پر ہمارا حق نہیں ہے۔ آپ اپنے ان لوگوں کے لئے بجٹ میں ایک head بنا دیں جس کی ہوس ختم نہیں ہوتی ہم اس کو پورا کریں گے۔ شیخ علاؤالدین نے جس طرح فرمایا اور میں اس بات پر اپنی تقریر ختم کروں گا کہ پنجاب اسمبلی کے اس ایوان میں آکر مجھے مرزا غالب کا وہ شعر یاد آجاتا ہے کہ:

بازیچہ اطفال ہے دنیا مرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے

بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، next محترمہ نسیم لودھی صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ حسینہ بیگم صاحبہ! جی، آپ بات کریں۔

محترمہ حسینہ بیگم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! صوبہ پنجاب میں جو 15-2014 کے لئے بجٹ رکھا گیا ہے اور اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے وہ قابل تحسین ہے۔ میں اپنے قائدین میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو اتنا اچھا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتی ہوں۔ جنوبی پنجاب کے لئے جو فنڈز رکھے گئے ہیں یہ قابل تعریف ہیں اور اس پر میں اپنے قائدین کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ بہاولپور میں ایک سولر سسٹم لگایا گیا ہے جس پر تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ ہمارے بہاولپور میں ایک یونیورسٹی بھی بنائی گئی ہے جہاں پر بچیاں اپنی تعلیم حاصل کرتی ہیں، اسی طرح دانش سکول جھانگی والا ہسپتال اور ماڈل بازار بہت اچھے بنائے گئے ہیں جس سے غریب لوگ اپنا مفت علاج نزدیک ہسپتال میں کراتے ہیں۔ دانش سکول میں غریبوں کے بچے اعلیٰ قسم کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اتوار بازار میں جو سلائی کڑھائی کی شاپس بنائی گئی ہیں اور ماڈل بازار میں صاف پھل اور سبزیاں کم پیسوں میں فروخت کی جاتی ہیں۔ اسی طرح ووکیشنل سکول میں بچیاں ہنر حاصل کرتی ہیں، کمپیوٹر، بیوٹی پارلر، سلائی کڑھائی کی ٹریننگ حاصل کرتی ہیں اور ان کو پیسے بھی دیئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بہاولپور میں ہمارے بیلداروں، مزدوروں کی کم از کم تنخواہ 10 ہزار روپے سے بڑھا کر 12 ہزار روپے مقرر کی گئی ہے۔ بہاولپور سے حاصل پور تک ڈبل روڈ بنائی جا رہی ہے، اس کے علاوہ بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال ہے اور ایک Heart کا ہسپتال بھی قائم کیا جائے گا۔ میں اپنے قائدین میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور میاں حمزہ شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ پاک چین دوستی زندہ باد، پاکستان زندہ باد شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

MR SPEAKER: Mr Fizan Khalid Virk Shaib! Order in the House.

جناب فیضان خالد ورک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے کچھ چیزیں share کرنا چاہوں گا اور میری کوشش ہوگی کہ میں کسی کی بھی دل آزاری نہ کروں۔ میں سب سے پہلے اپنے ڈسٹرکٹ کی بات کروں گا، پچھلے سال جب ہم لوگوں نے ادھر بجٹ پیش کیا تو بہت سارے لوگوں کو مسئلے مسائل تھے جن میں سے کچھ چیزیں میں نے بھی اپنے حلقے کے حوالے سے یا ڈسٹرکٹ کے حوالے سے share کی تھیں۔ آج الحمدللہ

میں بڑے فخر سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ تقریباً تمام problems solve ہو چکی ہیں، مثال کے طور پر 120 بیڈ کا چلڈرن ہسپتال جو کہ پی پی۔166 تحصیل اور ڈسٹرکٹ شیخوپورہ میں آتا ہے، اسی طرح منڈی مویشیاں کا مطالبہ تھا اس کا بھی آج الحمد للہ ٹینڈر ہو چکا ہے اور افتتاح ہو کر جلد کام بھی شروع ہو جائے گا۔ اسی طرح میں چلتے چلتے آگے آؤں گا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف پر پوری دنیا میں جو بھروسہ اور trust کیا جاتا ہے، مختلف ممالک میں ان کی اپنی personal relations یا اعتماد کی فضا ہے، اس کی وجہ سے آج ہم بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ڈالر جس کو ہم لوگ سمجھتے تھے کہ ہمارے قابو میں نہیں آ رہا اور وہ چیز جس پر بہت سارے لوگوں نے دعوے کئے ہوئے تھے، آج الحمد للہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ڈالر ہماری مٹھی میں ہے، آج ہماری معیشت مستحکم ہو چکی ہے۔ ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف، میاں شہباز شریف کے اعتماد کا ایک نتیجہ ہے کہ غیر ملکی لوگ ہمارے ملک میں آ کر اپنی investment کر رہے ہیں جس کی مثال میں پھر اپنے ڈسٹرکٹ کی طرف لے کر جاؤں گا، میں اپنے ضلع کو ہی represent کرنے کی کوشش کروں گا، گارمنٹس سٹی چائنا جس سے تقریباً 10 لاکھ لوگوں کو روزگار ملے گا، اس پر کام بھی شروع ہو چکا ہے اور قبضہ بھی لے لیا گیا ہے۔ میں یہ بات بھی اس ایوان میں clear کروں گا کہ وہاں پر جتنے بھی زمیندار ہیں ان کو اس کی مالیت سے بہتر معاوضہ چائنا گارمنٹس سٹی میں ملا ہے اور انہوں نے مطمئن ہو کر اپنی زمینیں دی ہیں، اپنے ملک کی ترقی وفلاح کے لئے اپنے بھائیوں کے لئے زمینیں دی ہیں۔ جب وہاں پر ایک ملین لوگ کام کریں گے تو اس سے لگ بھگ تقریباً ایک کروڑ لوگوں کو مختلف ذرائع سے فائدہ پہنچے گا۔ اسی طرح میں محکمہ پی اینڈ ڈی، محکمہ خزانہ والوں کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے میرے خیال میں ایک ایسا بجٹ پیش کیا ہے جو کہ ریکارڈ کی بات ہے کہ ہمارے ملک میں ایسا بجٹ کسی صوبے نے پیش نہیں کیا۔ اتنا بڑا، وسیع وعریض اور اس طرح کی پلاننگ کر کے 2018 تک یعنی اس حکومت کے آخری دور تک ہم سمجھتے ہیں کہ بے روزگاری کی جو ratio ہے اس پر بھی کنٹرول کیا جائے گا اور اسی طرح زراعت کو بھی ترقی دیتے ہوئے انہوں نے جو 14۔ارب 97 کروڑ روپے رکھے ہیں۔۔۔(شور وغل)

MR SPEAKER: Order, Order.

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! 14۔ارب 97 کروڑ روپے انہوں نے زراعت کے حوالے سے اسی بجٹ میں رکھے ہیں۔ اسی طرح اگر میں figures پیش کرتا رہوں گا تو ٹائم ختم ہو جائے گا۔ ہماری حکومت نے صحت، آبپاشی، زراعت اور انڈسٹری کی بہتری کے لئے کافی رقوم مختص کی ہیں۔ بہت

ساری چیزیں ایسی ہیں جو آج الحمد للہ بڑے فخر سے ہم لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا ملک اور ہمارا صوبہ پنجاب دوسرے صوبوں کی نسبت اوّلین ترجیحات رکھتے ہوئے سب سے آگے جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح زراعت کے حوالے سے میں عرض کرتا ہوں کہ ہم چاولوں کی ایکسپورٹ کرتے ہیں، کاٹن کی ایکسپورٹ کرتے ہیں، پچھلے سالوں سے اگر موازنہ کریں تو آج ہماری ماشاء اللہ ایکسپورٹ کئی گنا بہتر ہو چکی ہے۔ اسی طرح میں خزانہ ڈیپارٹمنٹ کو بھی appreciate کروں گا کہ انہوں نے جو سکیمیں رکھی ہیں وہ بہت اچھی ہیں، میں امید کروں گا کہ ان سکیموں کو مکمل کروانے میں اہم کردار ادا کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ان کو پایۂ تکمیل تک بھی پہنچائیں گے۔ ہاں میں ایک چیز ضرور کہوں گا کہ یہ جو ماڈل ٹاؤن والا سانحہ ہوا ہے اس پر بہت سارے لوگوں نے باتیں کی ہیں، ایک شخص ایسا بھی آیا ہے جس نے وزیر اعلیٰ سے مطالبہ کیا۔۔۔(قطع کلامی)

جناب سپیکر: محترم! خیال کیجئے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! ایک شخص ایسا بھی بولا، جس نے یہ مطالبہ تو کر دیا کہ وزیر اعلیٰ کو resign کر دینا چاہئے، اسی شخص نے کچھ دیر پہلے بنوں جیل پر جب حملہ ہوا تھا اس وقت اس نے اے این پی والوں سے کہہ دیا تھا کہ استعفیٰ دینا چاہئے لیکن کچھ عرصہ قبل خیبر پختونخوا میں جیل پر جو حملہ ہوا تھا اور وہاں پر جو ڈمی وزیر اعلیٰ کام کر رہا تھا اس سے انہوں نے استعفیٰ کا مطالبہ نہیں کیا، وہاں پر دہشتگرد اپنے بندوں کو آرام سے چھڑا کر لے گئے جس میں ہزاروں لوگوں کی جانیں قربان ہوئی تھیں اور بڑی مشکل سے ان کو جیل میں دوبارہ بند کیا تھا، اس سے مطالبہ نہیں کیا گیا کیونکہ وہ ان کا اپنا تھا یا وہاں پر ان کا زور نہیں چلتا یا اس کے خلاف بولتے وقت ڈر آتا ہے کہ اپنے گھر پر بات آ جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم وہ لوگ ہیں جو اپنے قائد کے حوالے سے بات کرتے ہوئے بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہمارے قائد وہ ہیں جو انتھک محنت کرتے ہیں، ہمارے قائد وہ ہیں جن کی تربیت کا نتیجہ ہے کہ آج ہم لوگ تمیز کے دائرہ میں بات کرتے ہیں، ہمارے قائد وہ نہیں ہیں بلکہ میں آپ کی وساطت سے ایک بات اور بھی کہنا چاہوں گا، حقیقی بات ہے کہ کئی دفعہ جب ہم باہر نکلتے ہیں تو میڈیا والے پوچھتے ہیں تو ہمیں شرم آتی ہے کہ جن کاغذوں پر قرآن پاک کے الفاظ لکھے ہوتے ہیں، بسم اللہ لکھی ہوتی ہے اور وہ کاغذ پھاڑ کر پھینک دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: اب اس بات کو چھوڑ دیں کیوں ماحول کو خراب کرنا چاہتے ہیں، آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! ان چیزوں پر بھی غور کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ شہزاد منشی صاحب!

جناب شہزاد منشی: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کے دن بجٹ پر سیر حاصل بحث ہو رہی ہے میں بھی موجودہ بجٹ کے سلسلے میں چند الفاظ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بجٹ نہایت ہی متوازن ہے، ترقی کی طرف گامزن وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی ملک و قوم سے محبت اور خوشحالی کا ترجمان بجٹ مستقبل قریب میں پاکستان اور خاص کر صوبہ پنجاب کو ترقی یافتہ صوبہ بنانے پر اور آج اس ایوان میں اس بجٹ کے حوالہ سے میں بھی میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ان کی پوری ٹیم کو اس تاریخ ساز بجٹ پیش کرنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ تاریخ کا ایک اتنا بڑا بجٹ ہے جس کی ماضی میں مثال نہیں ملتی، میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ان کی ٹیم نے جہاں تمام شعبہ جات میں کثیر تعداد میں فنڈز رکھے تاکہ ان تمام شعبہ جات کی ترقی و خوشحالی کے لئے کام ہو سکے وہاں پر انہوں نے اقلیتوں کے لئے ایک بہت بڑا بجٹ رکھا ہے جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ پچھلے سال 14-2013 کے بجٹ میں 20 کروڑ روپیہ اقلیتوں کی ترقی و خوشحالی کے لئے رکھا گیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک تاریخ ہے کہ اب اسے تقریباً اڑھائی سو گنا بڑھا کر پچاس کروڑ روپیہ کر دیا گیا ہے۔ پنجاب میں بسنے والی تمام اقلیتیں میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو خراج تحسین پیش کرتی ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب! ذرا متوجہ ہوں میں اس کے ساتھ ساتھ یہاں پر ایک بات کرتا چلوں کہ ہمیں بجٹ 15-2014 کی جو books دی گئی ہیں ان میں Book Volume II, Estimate of Charges Expeditious and Demands for Grants Development کے صفحہ نمبر 334 پر۔۔۔

جناب سپیکر: شہزاد منشی صاحب! مہربانی کر کے مجھے مخاطب ہوں۔ میں چلا جاؤں؟

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! میں معذرت خواہ ہوں I am sorry, extremely sorry ہمیں جو مسودہ پیش کیا گیا میں نے اس book کا نام بولا ہے اس کے والیم۔II کے صفحہ نمبر 334 پر 30

کروڑ روپے لکھا گیا ہے اس چیز کی تصحیح کر دی جائے کہ وہ 30 کروڑ نہیں بلکہ 50 کروڑ روپیہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس بجٹ میں اقلیتوں کی ڈویلپمنٹ کے لئے جو 50 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے اس پر ایک درخواست کروں گا کہ اس میں طلباء وطالبات کے فنڈز کو بھی include کیا گیا ہے، پنجاب میں بہت زیادہ کثیر تعداد میں اقلیتی بستیاں ہیں اس لئے میری آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ طلباء وطالبات کے لئے علیحدہ فنڈز رکھا جائے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر میاں محمد شہباز شریف کی کاوشوں اور انہوں نے جو شبانہ روز انتھک محنت کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کی محنت میں سب سے بڑی محنت توانائی کے بحران پر قابو پانے کے لئے ہے۔ انہوں نے ایک تاریخ رقم کی ہے اور ایک ریکارڈ مدت میں نندی پور پراجیکٹ مکمل کیا ہے یہ پاکستان کی تاریخ میں ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ میں ان کی کاوشیں بیان کروں کہ انہوں نے میٹرو بس کا پراجیکٹ گیارہ ماہ کی ریکارڈ مدت میں مکمل کر کے پاکستان میں ایک تاریخ رقم کی، انہوں نے اس کے ساتھ ساتھ جتنے بھی پراجیکٹس پر کام کیا ہے ان کی محنت اور کاوش کا ثمر آنے والے دور میں آنے والی نسلیں ہمیشہ یاد رکھیں گی۔ اس ایوان نے بلکہ وفاقی حکومت نے بھی ایک تاریخ رقم کی ہے کہ انہوں نے صوبہ پنجاب میں اقلیتوں کو جو نمائندگی دی ہے کہ تاریخ میں پہلی مرتبہ یہاں پر سکھ، ہندو اور مسیح کمیونٹی کی کثیر تعداد موجود ہے۔ ہمارے دل ان کو اس بات پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں انہوں نے پاکستان میں ایک تاریخ رقم کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اقلیتوں کے ساتھ جو امتیازی سلوک ہوتا تھا وہ قائدین پاکستان میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے ختم کر دیا ہے۔ انہوں نے مینارٹی کو صرف مینارٹی کی وزارتیں نہیں دیں بلکہ وزارت صحت، وزارت خزانہ اور اب پورٹ اینڈ شپنگ کی وزارتیں دی ہیں، انہوں نے یہ امتیازی سلوک ختم کر کے نہ صرف مینارٹی کے دلوں کو جیتا ہے بلکہ۔۔۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ بجٹ تقریر ہے؟

جناب سپیکر: آپ نہ سنیں لیکن interruption نہ کریں۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! ان کی محبتوں اور ان کی مینارٹیز کے ساتھ جو affiliation ہے ہم ان کی تعریفیں اسی لئے کرتے ہیں کہ انہوں نے ہمیشہ ان سے محبت رکھی ہے۔ میں ان کی محبتوں میں ایک درخواست کرنا چاہوں گا کہ یہاں پر مینارٹیز کے لئے اڑھائی فیصد کوٹا رکھا گیا ہے جس پر میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بھی بات کی تھی کہ اس پر ہمارے چند ادارے عملدرآمد نہیں کر رہے۔ میری استدعا ہے کہ اس پر عملدرآمد کے لئے یہ معزز ایوان اور خاص طور پر حکومت پنجاب اپنا جامع اور عملی کردار ادا کرے۔

میں اس کے ساتھ ساتھ حکومت پنجاب سے یہ بھی درخواست کروں گا کہ ہمارے جو مسیح ادارے nationalize ہو چکے تھے ان کو denationalize کیا جا چکا ہے لیکن ابھی ہمارے چند ایک مسیح ادارے denationalize نہیں ہوئے اس لئے آپ کے توسط سے حکومت سے درخواست کرتا ہوں کہ ان اداروں کو جلد از جلد واپس کر دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں نے آج اس ایوان میں ان کی تمام محبتوں کا ذکر کیا، میں ایک بار پھر انہیں پنجاب میں بہت بڑا بجٹ پیش کرنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: میاں ممتاز احمد مہاروی صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں بول لوں؟

جناب سپیکر: نہیں، ایسے نہیں۔ اپوزیشن سے سردار شہاب الدین خان کو floor دیتا ہوں پھر ادھر سے کوئی صاحب نہ ہوئے تو پھر آپ کو نمبر مل جائے گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہماری تو زبان بندی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی زبان بندی نہیں کر سکتے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ نے چوتھے دن سے ہماری زبان بندی کی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں، میں نہیں کہتا۔ ایسی بات نہیں ہے۔ آپ کا نمبر آ رہا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں حکومتی بنچز سے کتنے ممبران بولے ہیں اور اپوزیشن کی طرف سے کتنے بولے ہیں۔

جناب سپیکر: عارف صاحب! ایسے نہیں ہے۔ اگر آپ موقع پر نہ ہوں تو میں کیا کروں؟ آپ ان کا خیال کریں۔ اپنی جماعت کا خیال کریں۔ آپ تو ان کا ٹائم ضائع کر رہے ہیں۔ یہ جتنا ٹائم ہو گا ان کا ضائع ہو جائے گا میں نے تو ان کا نام بول دیا تھا۔ جی، سردار شہاب الدین خان!

سردار شہاب الدین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے عرض کروں گا کہ ایک ہزار ارب روپے سے زیادہ کا بجٹ جو اس ایوان میں پیش کیا گیا ۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ ایک ہزار ارب روپے سے زائد کے بجٹ پر اس ایوان میں میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن کو بڑی مبارکبادیں پیش ہوئیں۔ میں سب سے پہلے عرض کروں گا کہ سابقہ بجٹ جو 871۔ارب روپے پر مبنی تھا جس میں جنوبی پنجاب کے لئے 98۔ارب روپیہ مختص کیا گیا تھا۔ اگر وزیر خزانہ میری بات سن لیں تو میں جناب کے توسط سے ان سے گزارش کروں گا کہ اس بجٹ کو wind up کرنے سے پہلے وہ مجھے بتانا پسند فرمائیں گے کہ 98۔ارب روپیہ جو جنوبی پنجاب کے لئے مختص ہوا تھا اس میں سے کتنا خرچ ہوا، ہم ساؤتھ کی بات کیوں کرتے ہیں؟ ہمارے ساتھ تخت لاہور جو استحصال کرتا ہے، ہماری جو محرومیاں ہیں اس بجٹ میں بھی جنوبی پنجاب جنوبی پنجاب جنوبی پنجاب کا حوالہ دے کر صرف ہمیں خاموش کر دیا جاتا ہے۔ پچھلے مالی سال کے بجٹ میں 98۔ارب روپے میں سے جو میرے علم میں آیا ہے کہ 20۔ارب روپیہ بھی خرچ نہیں ہوا اور سارا پیسا اٹھا کر تخت لاہور لے آئے ہیں۔ کیا ساؤتھ پنجاب کی محرومیاں ختم ہو گئی ہیں؟ وہاں ہسپتالوں کے حالات دیکھ لیں، سکولوں کے حالات دیکھ لیں، روڈ نیٹ ورک دیکھ لیں، کیا ان کے تمام معاملات حل ہو گئے ہیں؟ ان کو سہولیات مہیا کر دی گئی ہیں؟ یہاں تو میٹرو بسیں چلا رہے ہیں۔ اس بجٹ میں انہوں نے جنوبی پنجاب کے لئے 263۔ارب روپے مختص کئے ہیں۔ میں نے اپنی پچھلی بجٹ تقریر میں بھی وزیر خزانہ موصوف کو کہا تھا کہ ہمارا حصہ تو زیادہ بنتا ہے لیکن جو مختص ہوا ہے وہ خرچ بھی ہو گا یا نہیں، جنوبی پنجاب کے لئے علیحدہ صوبے کی بات کیوں ہوتی ہے؟ اس کی یہی وجہ ہے کہ وہاں کے لوگوں کا استحصال ہو رہا ہے۔ اگر آپ budget book and white paper پڑھ لیں تو پتا چلے گا کہ اس میں maximum amounts block allocation کے تحت رکھی گئی ہیں۔ اب block allocation کا مقصد کیا ہے؟ اس کا مقصد یہ ہے کہ جس وقت چاہیں وہ پیسا نکال کر کسی دوسری جگہ پر خرچ کر لیں۔ یہاں لیّہ کے ممبران اسمبلی بھی بیٹھے ہوں گے۔ پچھلی بجٹ تقریر میں بڑے بلند و بانگ دعوے کئے گئے تھے کہ لیّہ تونسہ پُل تعمیر کیا جائے گا اور بہاؤالدین یونیورسٹی کا کیمپس بنایا جائے گا لیکن مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اس بجٹ تقریر میں اس کا ذکر تک نہیں ہے۔ پچھلے سال بھی تین چار ارب کے پراجیکٹ کے لئے صرف ایک کروڑ روپے دکھاوے کی خاطر رکھے گئے، یہ ناقابل استعمال رہے اور واپس کر دیئے گئے جو کہ بڑے افسوس کی بات ہے۔

جناب سپیکر! شعبہ تعلیم کے لئے 273۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ سکولوں میں missing facilities کو پورا کرنا اس حکومت کا کارنامہ نہیں بلکہ یہ تو بیرونی ممالک کی مدد سے ممکن

ہوا ہے۔ شعبہ تعلیم اور شعبہ صحت کے لئے SOP sign ہوا ہے جسے HSR & ESR کہا جاتا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ خدارا لاہور کے ائر کنڈیشنڈ کمروں سے نکل کر جنوبی پنجاب کا visit کریں۔ میں اپنے حلقے کی بات کروں گا۔ آپ پڑھا لکھا پنجاب کی بات کرتے ہیں لیکن میرے حلقے میں کالج تو دُور کی بات وہاں پر ایک ہائر سیکنڈری سکول بھی نہیں ہے۔ کیا یہی پڑھا لکھا پنجاب ہے؟ یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ صرف لاہور اور جی ٹی روڈ پنجاب نہیں ہے۔ راجن پور، مظفر گڑھ، لیّہ، بھکر اور میانوالی یہ تمام اضلاع محرومیوں کا شکار ہیں تو میری یہ گزارش ہو گی کہ 273۔ارب روپے میں سے ضلع لیّہ کے سکولوں میں پائی جانے والی missing facilities کو پورا کیا جائے کیونکہ یہ remote area ہے۔

جناب سپیکر! شعبہ صحت کے لئے 86۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ پچھلے بجٹ کی نسبت اس سال محکمہ صحت کے بجٹ کو بڑھایا تو گیا ہے لیکن میں وزیر خزانہ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پچھلے سال سے اب تک کتنے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں، تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں اور رورل ہیلتھ سنٹروں میں لوگوں کو ادویات ملی ہیں؟ میرے علم کے مطابق آج تک لوگ دھکے کھا رہے ہیں اور انہیں سرکاری ہسپتالوں میں ادویات نہیں مل رہیں۔ کیا یہ ادویات صرف فیصل آباد، لاہور اور اس کے گردونواح میں تقسیم کر دی جاتی ہیں؟ وزیر خزانہ مہربانی کر کے لاہور سے باہر نکلیں۔ راجن پور، مظفر گڑھ، لیّہ اور تونسہ جائیں۔ میرے خیال کے مطابق پنجاب کا نقشہ وزیر خزانہ کے علم میں نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار شہاب الدین خان! wind up کر لیں کیونکہ کافی لمبی فہرست ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اسی طرح محکمہ مواصلات و تعمیرات کے لئے 39۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ ہمارے علاقے کی سڑکوں کی حالت زار یہ ہے کہ تین چار گھنٹے کا سفر آٹھ گھنٹوں میں طے ہوتا ہے اور اس طرف کوئی دھیان نہیں دیتا۔ یہاں ابھی میرے معزز بھائی علی رضا دریشک کہہ رہے تھے کہ لاہور میں تو بنی ہوئی سڑکوں کو اُکھاڑ کر دوبارہ بنایا جا رہا ہے جبکہ ہمارے علاقوں کا کوئی پُرسان حال نہیں۔

جناب سپیکر! آخر میں امن وامان کے حوالے سے بات کروں گا۔ ابھی حکومتی بنچوں سے تعلق رکھنے والے ایک معزز ممبر اعتراف کر رہے تھے کہ پنجاب کے اضلاع میں امن وامان کی صورتحال انتہائی خراب ہے اور کرپشن اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ اسی بات کو ایک معزز ممبر نے second بھی کیا

ہے۔ پچھلے سال امن وامان کے لئے 77۔ارب روپے رکھے گئے تھے جبکہ مالی سال 15-2014 کے بجٹ میں 82۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! بہت شکریہ۔اب تشریف رکھیں۔آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔اب جناب منان خان صاحب بات کریں گے۔

جناب منان خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! ابھی حزب اختلاف کے معزز ممبر اسمبلی سردار شہاب الدین خان صاحب بات کر رہے تھے تو میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہر بات پر افسوس نہیں کرنا چاہئے۔پاکستان جس طرح ترقی کی راہ پر چل رہا ہے اس کو مثبت انداز سے دیکھنا چاہئے۔حزب اختلاف کا انداز سیاست اس طرح کا ہے کہ جیسے وہ پاکستان کو ترقی کی راہ پر گامزن ہوتے نہیں دیکھنا چاہتے۔میں ان سے صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ آئیں مل کر پاکستان اور جمہوریت کو مضبوط کریں۔

جناب سپیکر! اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں۔وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ان کی ٹیم نے مالی سال 15-2014 کے لئے پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا اور متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔اس بجٹ میں زندگی کے تمام شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا خیال رکھا گیا ہے۔پنجاب کے اس بجٹ میں ہر سال دس لاکھ بے روزگار نوجوانوں کو روزگار مہیا کرنے کا بندوبست کیا گیا ہے۔انشاء اللہ اگلے چار سالوں میں چالیس لاکھ بے روزگار لوگوں کو روزگار میسر آئے گا جس سے نوجوان خوشحال ہوں گے اور پاکستان مستحکم ہوگا۔

جناب سپیکر! حزب اختلاف کے ساتھی اکثر میٹرو بس پر تنقید کرتے ہوئے اسے جنگلا بس کا نام دیتے ہیں۔میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ لاہور میٹرو بس پراجیکٹ سے لاکھوں لوگ فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔اب اسی طرح کے منصوبے ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی میں بنائے جائیں گے جس کی وجہ سے حزب اختلاف کے لوگوں کی نیندیں حرام ہو چکی ہیں کیونکہ ان منصوبوں کی وجہ سے پاکستان مسلم لیگ (ن) کو لوگ اور زیادہ پسند کرنے لگے ہیں۔میں ان سے کہنا چاہتا ہوں کہ چار سال صبر کر لیں، پاکستان کی ترقی اور جمہوریت کو مضبوط ہونے دیں۔ہمارے وزیراعظم، وزیراعلیٰ پنجاب اور پارٹی کے دوسرے لوگ جس طرح سے محنت کر رہے ہیں اس سے پاکستان مزید ترقی کرے گا اور حزب اختلاف کی باری نہیں آئے گی کیونکہ انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان کے لوگ پھر مسلم لیگ (ن) کو ووٹ دیں گے۔اصل میں حزب اختلاف کو یہی خطرہ ہے کہ اگر مسلم لیگ (ن) کی حکومت اگلے چار سال پورے کر گئی تو پھر ہمارا کیا بنے گا؟ میں ان سے کہوں گا کہ صبر کریں، مثبت سوچ رکھیں اور جمہوری طریقے سے چلیں۔

جناب سپیکر!اب میں شعبہ صحت کے حوالے سے بات کروں گا۔وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس بجٹ میںHealth Insurance Cards Scheme launchکرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔میں اس کو بڑاappreciateکرتا ہوں۔اس سے پنجاب کی غریب عوام کو مفت ادویات ملیں گی۔اسی طرح بے روزگاری ختم کرنے کے لئے دوبارہ ییلو کیب سکیم شروع کی گئی ہے جس سے پنجاب کے نوجوانوں کو فائدہ ہوگا۔نوجوانوں کی خود روزگار سکیم کے لئے 2۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے جس پر میں وزیر اعلیٰ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر!ہمارے صوبہ کے اندر land recordپر کام ہو رہا ہے اس پر میں وزیر اعلیٰ کو سلام پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پٹواری کلچر سے ہماری جان چھڑا دی ہے۔میرے حلقہ تحصیل شکر گڑھ میں اتنی developmentنہیں ہوئی لیکن حکومت نے میرے حلقہ میں کوٹ نیناگاؤں کے اندر لڑکیوں کا ڈگری کالج دیا ہے،سڑکیں اور پُل بھی دیئے ہیں اس پر میں بہت مشکور ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:راناصاحب!بہت مہربانی۔چودھری محمد اشرف وڑائچ صاحب!

چودھری محمد اشرف وڑائچ:اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔بسم اللہ الرحمن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ۔میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ تقریباً ایک ہزار ارب روپیہ کا پیش کیا گیا ہے جس میں سے جنوبی پنجاب کو 36فیصد حصہ دیا گیا ہے۔ہم سمجھتے تھے کہ جنوبی پنجاب کو ہمیشہ نظر انداز کیا جاتا رہا ہے لیکن ہمارے وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ نے جنوبی پنجاب کی طرف خاص توجہ کی ہے۔فورٹ منرو میں چیئر لفٹ لگے گی،واٹر سپلائی آئے گی اور ملتان میں میٹرو بس آئے گی۔مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ جنوبی پنجاب میں اس طرح کے منصوبے لاہور سے کم ہیں کیا؟ہم نے جو منصوبے مری میں دیئے وہی منصوبے فورٹ منرو میں دے رہے ہیں۔ابھی ایک معزز ممبر کہہ رہے تھے کہ جنوبی پنجاب پر توجہ دیں میں سمجھتا ہوں کہ جب بجٹ کا 36فیصد حصہ جنوبی پنجاب کی سڑکوں پر لگے گا اور اس کے زرعی نظام پر لگے گا تو انشاءاللہ جنوبی پنجاب ترقی کے زینہ پر ہوگا۔میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیر خزانہ نے جن نامساعد حالات میں یہ بجٹ پیش کیا لیکن حزب اختلاف بجٹ تقریر کے دوران احتجاج کر کے باہر چلے گئے۔میرے خیال میں اگر حزب اختلاف والے یہ بجٹ پڑھتے تو وہ اس پر احتجاج نہ کرتے۔

جناب سپیکر!میرا تعلق ایک زرعی خاندان سے ہے۔اس بجٹ میں زراعت کے لئے 114۔ارب اور 87کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ سبسڈی کی مد میں تقریباً10۔ارب روپیہ دیا گیا ہے جس سے کسان اور اس ملک میں خوشحالی آئے گی۔پنجاب بنیادی زراعت کا منبع ہے اور

زراعت ہمارے ملک کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے تو ہمارے قائد کی طرف سے اس شعبہ پر پوری توجہ دینا اس چیز کی غمازی کرتا ہے کہ انشاء اللہ ہم آئندہ زراعت میں ترقی کریں گے۔ میری التماس ہے کہ میرا حلقہ دیہات کا ہے اور اس میں چار غلہ منڈیاں واقع ہیں تو اگر حکومت کھیت سے منڈیوں تک کے لئے سڑکیں مہیا کر کے کسان کو یہ سہولت دے دے تو اس سے کسان کی بھی بہتری ہو گی اور زرعی پیداوار میں بھی بہتری آئے گی۔اس کے ساتھ ساتھ پورے پنجاب میں سڑکوں کا جو جال بچھایا جا رہا ہے اُس میں سڑکیں کم از کم 20 فٹ چوڑی رکھی جائیں کیونکہ دیہاتی علاقوں میں 10 فٹ سڑک پر دو ٹرالیوں کا کراس مشکل ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ کا ایک پولیس سٹیشن بہت پرانا ہے جو انگریز کے ابتدائی دور میں تعمیر ہوا تھا تو اُس کی نئی بلڈنگ تعمیر کی جائے۔اسی طرح تعلیم کی مد میں 148۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے جو بڑا نیک شگون ہے۔ صحت کے لئے 121۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے وہ بھی پچھلے سال سے 37 فیصد زیادہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت نے پینے کے صاف پانی کے لئے 5۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے اس سے بھی لوگوں کو صاف پانی میسر ہو گا تو ہماری عوام کی صحت بہتر ہو گی۔

جناب سپیکر! ہمارا صوبہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو چکا ہے۔ ملتان، فیصل آباد اور پنڈی میں میٹرو بسیں اور لاہور میں میٹرو بس کے بعد میٹرو ٹرین چلائی جائے گی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! بہت شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ جناب آزاد علی تبسم صاحب!

جناب آزاد علی تبسم: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! پنجاب کی تاریخ کا انتہائی متوازن اور ہر لحاظ سے خوبصورت بجٹ پیش کرنے پر میں وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور اُن کی ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوں۔یہ بجٹ بلاشبہ پنجاب کی اُمنگوں کے عین مطابق ہے لیکن حزب اختلاف ہمارے بجٹ کو تنقید کا نشانہ بنا رہی ہے تو انہوں نے کبھی بھی ہمارے اچھے کاموں کو سراہا نہیں لیکن پنجاب کی عوام کے لئے ہماری حکومت جو کوششیں کر رہی ہے اور ان نامساعد حالات میں جس طرح کا بجٹ پیش کیا گیا ہے اس سے بہتر بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔اس بجٹ کی سب سے اہم اور بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ پاکستان کی تاریخ کا tax free budget ہے لہٰذا اس سے بہتر بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا۔اس بجٹ میں لاکھوں بے روزگار نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنے کے حوالے سے کئی منصوبے شامل ہیں۔آئندہ چار سالوں کے دوران لاکھوں بے روزگاروں کو روزگار فراہم

کرنے کے حوالے سے کئی منصوبے شامل ہیں۔ یہ بات جنوبی پنجاب کے لئے بڑی اہم ہے کہ پنجاب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ 36 فیصد بجٹ وہاں کے عوام کی خوشحالی کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب سے پٹوار کلچر کے خاتمہ کے لئے ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف کی طرف سے انقلابی قدم اٹھاتے ہوئے پٹواریوں کی دھونس دھاندلی کا راستہ روکنے کے لئے لینڈ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ انفارمیشن سروس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ اس سروس کے قیام سے نہ صرف پٹوار کلچر کا خاتمہ، بدعنوانی، رشوت ستانی کا بھی خاتمہ ہوگا بلکہ تیرہ ہزار نئے روزگار کے مواقع بھی میسر ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کا انتہائی مشکور ہوں کہ جنہوں نے میرے حلقہ پی پی۔51 میں تقریباً8۔ارب روپے کی لاگت سے کینال ایکسپریس وے کی منظوری دی ہے۔ اس کینال ایکسپریس وے کی تعمیر سے انشاء اللہ تعالیٰ وہاں پر خوشحالی کے نئے دور کا آغاز ہوگا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرے حلقہ میں ایشیاء کی سب سے بڑی انڈسٹریل اسٹیٹ ہے جہاں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی کوششوں سے چائنا نے 2۔ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کی ہے جس سے نہ صرف پنجاب میں خوشحالی آئے گی بلکہ میرے حلقہ سے بے روزگاری کا بھی خاتمہ ہوگا جس پر میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کا بے حد مشکور ہوں۔

جناب سپیکر! میں اس لحاظ سے بھی انتہائی مشکور ہوں کہ میرے حلقہ میں 135 میگاواٹ کے دو نئے پاور پلانٹس کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے جس سے انشاء اللہ تعالیٰ اندھیرے روشنیوں میں بدلیں گے اور معیشت کا پہیہ چلے گا کیونکہ ہماری فیکٹریاں اور کارخانے جب کام کریں گے تو ہماری معیشت بہتر ہوگی۔

جناب سپیکر! معیشت کی بہتری کے لئے جو اقدامات کئے جا رہے ہیں ان کی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ مزدور ہو یا کارخانہ دار سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر خوشحال ہوں گے۔ ہمارے قائد کی قیادت میں ترقی اور خوشحالی کی گاڑی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔[*******]

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "no no" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر![*********]

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ بہت شکریہ۔ محترمہ ناہید نعیم صاحبہ!

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر! پنجاب حکومت کو منظور نظر افراد کے گروہ کو ٹھیکے پر دے کر چلایا جارہا ہے جس سے عوام کو جو ریلیف دینے کا سہانا خواب دکھایا گیا وہ تو دور دور تک نظر نہیں آرہا۔ ہاں البتہ جن گروہوں کو حکومتی امور ٹھیکے پر دیئے گئے ان کے وارے نیارے ہیں صرف ایک مثال سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کی دوں گی کہ گوجرانوالہ میں ایک کمپنی کو دیا گیا ہے جسے حکومتی خزانے سے پانچ گنا زیادہ مالی وسائل فراہم کئے گئے مگر جس کام کے لئے سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کے لئے پانچ گنا زیادہ وسائل دیئے گئے ہیں اس کام کی صورتحال پہلے سے کسی طور پر بھی بہتر نہیں ہوئی۔ شہری علاقے کے ساتھ ساتھ موجودہ بڑے بڑے قصبوں کے سیوریج کے مسائل حل کرنے اور کوڑا کرکٹ کے نظام کے لئے ایک روپیہ بھی مختص نہیں کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بجٹ پر بات کریں۔ آپ کیا تقریر لے کر آ گئی ہیں؟

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر! گوجرانوالہ شہر کے ساتھ بڑے بڑے قصبے منڈیالہ وڑائچ، ونیہ والہ، لوہیانوالہ میں سیوریج اور سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کے مسائل کے حل کا کوئی نظام موجود ہے اور نہ ہی اس کے لئے کوئی پیسے مختص کئے گئے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ ہر بڑے قصبے میں سیوریج اور سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔ اس مد میں مقامی حکومت کو ترجیحی بنیادوں پر اضافی ہنگامی فنڈز فراہم کئے جائیں۔

جناب سپیکر! سڑکوں کی تعمیر سمیت ترقیاتی کاموں کی تکمیل میں محکمہ جاتی کرپشن جو کہ اب ایک رواج بن گئی ہے اگر اسے ختم نہ کیا گیا تو ایسے کام کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر! پولیس کو 81۔ارب 68 کروڑ روپے مہیا کرنے کی تجویز دی گئی ہے مگر پولیس میں محکمہ جاتی کرپشن ختم نہ کی گئی تو یہ تمام پیسا ضائع ہو جائے گا۔ واقف حال اچھی طرح جانتے ہیں کہ محکمہ کے اندر POL کے جعلی بِل تیار کر کے اعلیٰ افسران خود رقم کھا جاتے ہیں اور تھانے کی گاڑیوں کو روزانہ استعمال کے لئے پٹرول عوام کی جیبوں پر ڈاکا ڈال کر حاصل کیا جاتا ہے۔ پولیس کے ویلفیئر فنڈ کا بھی یہی حال ہے کہ کرپٹ افسران اس خطیر رقم کو بھی ہضم کر جائیں گے۔ اگر good governance کو یقینی نہ بنایا گیا تو اس بجٹ کا کوئی فائدہ عوام تک نہیں پہنچے گا۔

جناب سپیکر! ایک بڑا مسئلہ پینے کے صاحب پانی کا ہے۔ عوام کو صاف پینے کے پانی کی فراہمی حکومت کی اوّلین ذمہ داری ہے۔ گوجرانوالہ میں اس کام کو بھی ایک کمپنی کے حوالے کر دیا گیا ہے جس

کے لئے 5 ارب روپے کم ہیں اس کو بڑھایا جائے اور جنگی بنیادوں پر پورے پنجاب میں پینے کے صاف پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

جناب سپیکر! ماں اور بچے کی صحت کے لئے مختص بجٹ کو بڑھایا جائے۔ خواتین جو کہ آبادی کا 52 فیصد حصہ ہیں ان کے لئے سازگار ماحول اور مواقع پیدا کرنے کے لئے بجٹ میں جو کچھ مختص کیا گیا ہے وہ ایک مذاق ہے۔ ذہین طالبات کے لئے ماسٹر ڈگری اور پی ایچ ڈی میں داخلہ لینے پر سکالرشپ کے لئے بجٹ میں فنڈز مختص کئے جائیں کیونکہ اب خواتین نے معاشرے کو lead کرنا ہے۔ تعلیمی اداروں میں لڑکیاں 80 فیصد سے زائد بہتر نتائج دے رہی ہیں۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 10 فیصد اضافہ نہ ہونے کے برابر ہے اسے 20 فیصد کیا جائے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ پیر محمد اشرف رسول صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، جناب محمد ثاقب خورشید صاحب!

جناب محمد ثاقب خورشید: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! الحمدللہ آج مجھے اس ایوان میں بجٹ پر بحث کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ میں اس پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آج کے بجٹ میں روائتی انداز سے ہر کسی نے اپنے اپنے قائدین کو مبارکباد دی۔ ہم بھی اپنے قائدین کو مبارکباد دیتے ہیں کہ انہوں نے ایک بہت بڑی خطیر رقم کا بجٹ جنوبی پنجاب کے عوام کی ترقیاتی سکیموں کے لئے مختص کیا اس پر ہم وزیر خزانہ کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! آج کے اس سیاسی ماحول میں جمہوریت اور سیاست کو گالی بنا دیا گیا ہے۔ میڈیا پر تقریباً سولہ سے سترہ گھنٹے سیاستدانوں کو نفرت کی علامت بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ اگر میری اس بات سے میرے تمام ساتھی اتفاق کر لیں تو 1985 سے لے کر 2014 تک تقریباً 29 سال میں سیاست کی بے اصولیاں، بے قاعدگیاں اور بے ضابطگیاں جن پر عوام اور میڈیا ہم پر انگلیاں اٹھا رہا ہے۔ اس پر ہم سب کو اعتراف کرتے ہوئے معافی مانگ کر اپنی سمت درست کرنی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمیں اپنے وطن عزیز کے لئے کچھ نہ کچھ کر لینا چاہئے شاید پھر زندگی ہمیں ایسے قیمتی لمحے نہ دے سکے۔ ہمارا ضمیر اب اپنے صوبے اور ملک کی خدمت کا جذبہ جگا کر اٹھنے کا تقاضا کر رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں بجٹ پر چند تجاویز پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ ہمارے صحافی بھائی اپنے انداز سے تنقید کر کے ہماری establishment، بیوروکریسی اور ہم پر نکتہ چینی کر رہے ہیں۔ میں

یہاں یہ بھی گزارش کروں گا کہ بیوروکریسی کے اعلیٰ سے اعلیٰ آفیسر کے پاس جب ہمارے عوامی نمائندے جاتے ہیں بلکہ نیک نیتی اور مؤدبانہ انداز سے ہم جب ان کے دفاتر میں داخل ہوتے ہیں تو ان بیوروکریٹس کے ماتھوں پر شکن اور دلوں میں نفرت کا ایک بیج ابھرتا ہے جس میں وہ گنہگار بھی ہوتے ہیں لیکن جب ان افسران نے اپنی تعیناتیاں اچھے مقامات پر حاصل کرنی ہوتی ہیں تو وہ اربابِ اختیار کو سفارشی سمریوں کی شکل میں بھجواتے ہیں۔ کیا وہ اربابِ اختیار سیاستدان نہیں ہیں لہذا سیاست کو خدارا گالی نہ بنایا جائے۔ ہمارے قائدِ پنجاب نے شعبہ تعلیم کی تقرریاں اور تبادلے جس شفاف انداز سے پچھلے چھ سال سے شروع کی ہیں اگر ہم سب اب short cuts اور دیگر نام نہاد استحقاق کو پس پشت ڈال کر آرام سے نئے setup پر اپنا پروگرام چلائیں تو وقت کے مداریوں اور تبدیلی کے نام نہاد دعویداروں کو ایک جنبش سے بوچھاڑ دیں گے۔ محکمہ تعلیم کے ساتھ ساتھ دیگر محکمہ جات میں بھی شفاف بھرتیوں سے نوجوان طلباء وطالبات کو روزگار ملے گا۔ میری حکومتِ پنجاب سے گزارش ہے کہ وہ ایجوکیشن کے ساتھ ساتھ دوسرے محکموں کی تقرریوں پر سے ban اٹھائیں تاکہ جس طرح نوجوانوں کی تیز رفتاری سے تعلیم سے فراغت ہو رہی ہے اس سے انہیں بھی روزگار باعزت طریقے سے مل سکے۔ پنجاب اسمبلی میں سفارش کلچر کسی بھی سطح پر ختم کرنے کا عزم کرنا چاہئے اور انصاف کی رکاوٹ میں سیاستدانوں پر جو الزام لگ رہا ہے اس کی بجائے حق وانصاف کے لئے ہمیں ملزم نہیں بلکہ مدعی بننا چاہئے۔ ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہئے اور اپنی غلطیوں سے سبق سیکھنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اب آپ wind up کریں۔

جناب محمد ثاقب خورشید: جناب سپیکر! میں محکمہ جنگلات کے حوالے سے ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ قرآنِ پاک کے حافظ کے لئے داخلے میں بیس نمبر رکھے جاتے ہیں۔ اگر ہم سب اس بات پر فیصلہ کر لیں کہ زیادہ سے زیادہ درخت لگانے ہیں کیونکہ درخت لگانا ایک صدقہ جاریہ ہے۔ ہم ایجوکیشن کے لئے fix کر دیں کہ فی طالب علم پانچ درخت نہ صرف لگائے گا بلکہ ان کو پالے گا۔ چار سال میں کسی ممبر اسمبلی، ضلعی ممبر اسمبلی یا کسی ایسے افسر کی ڈیوٹی لگائی جائے کہ وہ ان کی صحیح طرح شماری کر سکے۔ اگر طالب علموں کو بیس نمبر اضافی دیئے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے شجرکاری بھی ہو جائے گی اور ہمارا صوبہ بھی ایک گرین صوبہ بن جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں کیونکہ ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ جی، کانجی رام صاحب!

جناب کانجی رام: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ 15-2014 پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ پنجاب کی تاریخ کا ایک ہزار ارب روپے سے بھی زائد کا بجٹ پیش کرنے پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ان کی پوری ٹیم نے جو کارکردگی دکھائی ہے اس پر میں اُن کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ 2014 کا یہ بجٹ فلاحی اور انقلابی پروگرام کی کلیدی اور بنیادی دستاویزات کی حیثیت رکھتا ہے۔ میرے قائد وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے جذبے کی سب سے بڑی گواہی یہ ہے کہ مسلم لیگ (ن) کا ماضی شاہد ہے کہ سابقہ پانچ سالہ دَور اور 2014 کے اس بجٹ میں زندگی کے ہر شعبہ جات میں معاشرے کے محروم طبقوں کو اوّلین ترجیحات میں شامل کیا گیا ہے۔ ہسپتالوں میں ادویات کی مفت فراہمی ہو، پنجاب ایجوکیشن فنڈ کی مالی معاونت سے چلنے والے ہزاروں سکول ہوں، ایجوکیشن ڈویلپمنٹ فنڈز ہوں جس کے ذریعے طلباء کو دیئے جانے والے وظائف ہوں، عام آدمی کے لئے سفری سہولتیں ہوں، آشیانہ ہاؤسنگ سکیم ہو یا دانش سکولوں کا قیام ہو پنجاب نے ہمیں دوسری مرتبہ خدمت کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کا بھی بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے minority کے لئے ڈویلپمنٹ فنڈ میں اضافہ کیا ہے مگر میری ایک گزارش ہو گی کہ اس میں مزید اضافہ کیا جائے۔ میرا تعلق بھی جنوبی پنجاب رحیم یار خان سے ہے۔ جیسا کہ اس مرتبہ 15-2014 کے بجٹ میں جنوبی پنجاب کی 32 فیصد آبادی کے لحاظ سے 36 فیصد بجٹ یعنی 119۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں اس کے لئے بھی میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا بے حد مشکور ہوں کیونکہ یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ جس طرح رحیم یار خان میں خواجہ غلام فرید یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، رحیم یار خان میں شیخ زید میڈیکل کمپلیکس کی تکمیل، بہاولنگر میں میڈیکل کالج کا قیام، بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں Thalassemia Unit & Bone Marrow Transplant Centre اور امراضِ قلب اور ہارٹ سرجری کے شعبوں کا قیام، ملتان، وہاڑی، ڈی جی خان اور مظفر گڑھ میں ضلعی ہسپتالوں کی upgradation، بہاولپور میں ویٹرنری یونیورسٹی کا قیام، ملتان میں چلڈرن ہسپتال کا قیام، بہاولپور میں پاکستان کے پہلے سولر پارک کا قیام، آبپاشی کے نظام کی بہتری کے لئے سلیمانکی بیراج اور پاکپتن کینال کی بحالی اور تعمیر نو، بہاولپور تا حاصل پور دو رویہ سڑک کی تعمیر، فورٹ منرو میں سیاحت کے فروغ کے لئے چیئر لفٹ اور واٹر سپلائی سکیم، بورے والا میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ذیلی کیمپس کا قیام، فورٹ منرو اور تونسہ میں دانش سکولوں کا قیام، جام پور اور چولستان کے لئے خصوصی پیکج

جیسے پروگرام دیئے گئے ہیں یہ میرے قائد کا ایک وژن ہے جو انہوں نے جنوبی پنجاب سے ایک محبت کی ہے۔ میں جنوبی پنجاب کے ان دو منصوبوں کا خصوصی طور پر ذکر کرنا چاہوں گا جو کہ تُرک گورنمنٹ کی طرف سے مظفر گڑھ میں ایک بہترین ہسپتال کا قیام کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ وہ ہسپتال ہے جہاں پر غریبوں کی دیکھ بھال اور مفت علاج ہو گا اور جو لوگ لاہور اور کراچی اپنے علاج کے لئے جایا کرتے تھے، وہ دن دور نہیں جب لوگ اپنے علاج کے لئے مظفر گڑھ آیا کریں گے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں ییلو کیب سکیم کو دوبارہ شروع کیا گیا ہے جس کے تحت 50ہزار ییلو کیپ گاڑیاں دی جائیں گی جس سے 50ہزار گھرانوں کا چولہا جلے گا۔ آخر میں اپنی ایک گزارش وزیر خزانہ کی نذر کروں گا کہ Minority Development Fund کے تحت پچھلی دفعہ وزیر اعلیٰ کے special package میں لاہور، فیصل آباد، شیخوپورہ، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کو select کیا گیا تھا تو میری گزارش ہو گی کہ اس دفعہ جنوبی پنجاب سے رحیم یار خان، بہاولپور اور ملتان کو شامل کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ذوالفقار علی خان صاحب!

جناب ذوالفقار علی خان: شکریہ۔ جناب سپیکر کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب کی تاریخ کا اتنا بڑا اور تمام شعبوں کا احاطہ کرنے والا بجٹ پیش کیا۔ خصوصاً میں جس شعبے پر بات کرنا چاہ رہا ہوں، مجھے بہت خوشی ہے کہ نہ صرف پنجاب بلکہ پاکستان کی تاریخ میں اس بجٹ میں ٹیکنیکل ایجوکیشن پر خصوصی توجہ دی گئی ہے کیونکہ پنجاب 100 ملین کی آبادی کا جو ہمارا صوبہ ہے جس میں 30 ملین کی یوتھ ہے اور 1.2 ملین کا اس میں سالانہ اضافہ ہو رہا ہے اور ہماری حکومت مبارکباد کی مستحق ہے جس نے اگلے چار سالوں میں دو ملین لوگوں کو trained کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے جو کہ بہت بڑا ٹاسک ہے۔

جناب سپیکر! میں اس حوالے سے چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے تو یہ ہے کہ TEVTA پنجاب، ووکیشنل ٹریننگ، پنجاب سکلڈ ڈویلپمنٹ فنڈ اور پرائیویٹ ادارے اس وقت مل کر دو لاکھ لوگوں کی سالانہ رجسٹریشن کرتے ہیں جو کہ ہماری requirement ہے جو ہمارا ٹاسک ہے اور جو ہمارا goal ہے اس کا یہ صرف 17 فیصد ہے اور جو باقی 83 فیصد جو کہ بہت بڑا ٹاسک ہے جو ہم نے اگلے چار لوگوں کے لئے لیا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ اس کے لئے بجٹ میں کم از کم دو بلین روپے کا اضافہ

کیا جائے۔ ٹیکنیکل ٹریننگ کے تمام اداروں کی آپس میں کوآرڈینیشن نہیں ہے تو ان کی آپس میں کوآرڈینیشن ہونی چاہئے تو تب جا کر ہم یہ goals حاصل کر سکیں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ ٹیکنیکل ٹریننگ کے دو طریق کار ہیں جس میں ایک لانگ ٹرم ہے جس کے تحت پنجاب کے تمام اضلاع میں جہاں پر پولی ٹیکنیکل کالج نہیں ہیں وہاں پر ہمیں جنگی بنیادوں پر پولی ٹیکنیکل کالجز بنانے چاہئیں۔ پولی ٹیکنیکل کالج سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ میٹرک کے بعد آپ کے طلباء جو بی یا سی گریڈ میں پاس ہوتے ہیں، ان کی بہت بڑی تعداد ٹیکنیکل میں جا سکتی ہے اور اس سے آپ کی ٹیکنیکل لیبر فورس بڑھے گی اور دوسرا آپ کی یونیورسٹیوں اور کالجوں پر بھی بوجھ کم ہو گا جبکہ ہماری انڈسٹری کو ایک trained labour force میسر آئے گی اور یونیورسٹیاں اور کالجز دوسری تعلیم دے سکیں گے۔ اس حوالے سے میری یہ بھی گزارش ہے کہ زمانے کے مطابق جیسے بائیو ٹیکنالوجی ہے، سولر ٹیکنالوجی، ونڈ ٹیکنالوجی ہے اور ہائیڈرو ٹیکنالوجی ہے تو ان کی پوسٹوں کا بھی اضافہ کیا جائے تاکہ صحیح ٹیکنیکل ٹریننگ دی جا سکے۔

جناب سپیکر! دوسرا شارٹ ٹرم ہے جس کے اندر پورے پنجاب میں ایک اندازے کے مطابق پانچ لاکھ لوگ ایسے ہیں جو کام تو جانتے ہیں لیکن وہ زمانے کے مطابق trained نہیں ہیں تو میری گزارش ہے کہ ان پانچ لاکھ لوگوں کو ہر ضلع کے اندر رجسٹرڈ کر کے انہیں ووکیشنل ٹریننگ دی جائے، ساتھ ہی انہیں 8 سے 12 ہزار روپے تک ماہانہ وظیفہ دیا جائے اور انہیں سرٹیفائیڈ کیا تو آپ کے پاس اس سال کے اندر پانچ لاکھ لوگوں کی ایک فورس تیار ہو جائے گی۔ اس حوالے سے پنجاب سے 3 لاکھ 67 ہزار لوگ ٹریننگ حاصل کر کے بیرون ملک روزگار کے لئے گئے۔ اس شعبے میں بھی توجہ دی جائے تو پنجاب کو 8/9 بلین ڈالرز کا زرمبادلہ ملتا ہے اور اگر اسے بھی crush پروگرام کے طور پر لے لیں تو انشاء اللہ ہم اسے دُگنا کر سکتے ہیں اور ایک بہت بڑی لیبر فورس تیار کی جا سکتی ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!

محترمہ شُنیلا رُوت: میں سب سے پہلے تو اپنے خداوند خدا کا شکریہ ادا کرتی ہوں جو بڑا مہربان ہے اور نہایت ہی رحیم ہے۔ اس کے بعد میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ بجٹ پر بات کر سکوں۔ میری بحث مینارٹی کے بجٹ کا محور ہو گی اور اس کے بارے میں بات کروں گی۔

جناب سپیکر! اگر آپ 14-2013 کی سالانہ بجٹ statement دیکھیں تو صفحہ نمبر 57 پر budget books کے مطابق 200 ملین روپے اقلیتوں کے لئے مختص کئے گئے تھے اور جب بجٹ

تقریر کے دوران میں نے اس بات کی نشاندہی کی تو وزیر خزانہ نے یہ فرمایا کہ نہیں، یہ رقم غلط ہے اور یہ رقم 32.50 ملین روپے ہے اور انہوں نے اپنی wind up speech میں کہا کہ ہم اسے بڑھا کر 40 ملین روپے کر رہے ہیں اور ہم نے تقریباً 25 فیصد بڑھائی ہے۔ ان کی تقریر میرے پاس موجود ہے جسے آپ دیکھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس سال جب پھر بجٹ آیا اور اسی چیز کو دیکھا گیا تو اقلیتوں کا بجٹ 200 ملین روپے ہی رہا وہ اس سے نہیں بڑھا اور انہوں نے جو بجٹ تقریر کی تھی اور جو لفظ انہوں نے اس فلور پر استعمال کئے لیکن بجٹ books میں اسے تبدیل نہیں کیا گیا۔ اگر آپ اس وقت کی budget books دیکھیں تو صفحہ 24 پر 15-2014 میں آپ نے فرمایا کہ 50 کروڑ روپے ہم نے اقلیتوں کے لئے مختص کر دیئے ہیں تو انہوں نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ جب آپ وائٹ پیپر کا صفحہ 44 دیکھیں تو وہاں پر 320 ملین روپے کی رقم لکھی گئی ہے اور اگر آپ Annual Budget Statement دیکھیں تو صفحہ 56 پر 300 ملین روپے لکھا ہوا ہے۔ میں کس figure کو صحیح اور درست مانوں، یہ ہمارے ساتھ آپ مذاق کر رہے ہیں، ہمارا کیا قصور تھا؟ کیا ہمارا یہ قصور تھا کہ اقلیتوں نے خصوصی طور پر مسیحیوں نے پاکستان بنانے میں اپنا ووٹ ڈالا تھا، ایس پی سنگھا نے deciding vote ڈال کر پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے لئے اپنا ووٹ ڈالا۔ کیا ہمارا یہ قصور ہے کہ ہم نے پاکستان کو بنانے میں ایک کلیدی کردار ادا کیا تھا کہ آپ ہمارے ساتھ اس طرح کا مذاق کر رہے ہیں؟ کہیں کچھ کہہ رہے ہیں اور کہیں کچھ کہہ رہے ہیں اور ہمیں سمجھ نہیں آ رہی کہ آپ ہمارے ساتھ کس قسم کا مذاق کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر! Equal opportunities بڑا ہی خوب صورت Preamble Human Rights and Minority Affairs کا آپ نے ڈویلپمنٹ پروگرام میں دیا، بہت ہی زبردست Protection of Human Rights and Religious Minorities کی بات آپ نے کی ہے۔ آپ نے equality کی بات کی ہے، ویلفیئر کی بات ہے اور equal opportunities کی بات کی ہے۔ میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں کہ کتنی equality ہمارے ساتھ ہو رہی ہے۔ یہ بجٹ جو آپ نے 15-2014 کا دیا ہے یہ discriminatory Budget ہے۔ 50 کروڑ روپے کی رقم ہے اور میرا خیال ہے کہ چڑیا گھر کا بجٹ بھی اس سے زیادہ ہو گا۔ آپ تو ہمیں انسان ہی نہیں سمجھتے اور جانوروں سے بھی بدتر ہماری زندگی کر دی ہے۔ اس میں کوئی break up نہیں ہے، کہاں پر پیسے خرچ ہوں گے، کیسے خرچ ہوں گے اور کیا ہو گا؟ مجھے شرم آتی ہے کہ حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہمارے

بھائی ان باتوں کی نشاندہی نہیں کر سکتے۔ Minority areas کی کیا ڈویلپمنٹ کی گئی ہے؟ آپ نے یہاں پر فرمایا کہ ان علاقوں میں جہاں پر اقلیتوں کی تعداد زیادہ ہے وہاں پر ہم ڈویلپمنٹ پراجیکٹس کریں گے۔ میں زیادہ لمبی تقریر نہیں کرنا چاہتی ہوں لیکن میں آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! پنجاب میں 9 ایسے حلقے ہیں جہاں minority کا candidate جیت سکتا ہے ہمارا اتنا ووٹ ہے وہاں پر 90 ایسے areas ہیں جہاں پر ہم الیکشن کو swing کر سکتے ہیں۔ یہ لوگ جھوٹ بول کر اُن کو دلاسہ دے کر اور سبز باغ دکھا کر ووٹ تو حاصل کر لیتے ہیں لیکن بعد میں سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ رحیم یار خان کے ہندوؤں کو دیکھیں جن کی زندگی animals سے بھی بدتر ہے وہاں پر نالیاں ہیں، گٹر اور نہ وہاں پر سڑکیں ہیں اور وہ وہاں پر اتنی بُری زندگی بسر کر رہے ہیں۔ میری یہ درخواست ہے کہ اس کو کم از کم ADB میں ایک فیصد minorities کے لئے مختص کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ wind up کریں!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! ایک بات میں کرنا چاہوں گی یوحنا آباد کے حلقے میں پی پی۔159 میں جہاں سے ہمارے چیف منسٹر صاحب الیکشن جیت کر آئے ہیں جہاں سے پنجاب اسمبلی میں minorities کے دو ممبر ہیں، جہاں ڈیڑھ سے دو ملین Christian رہتے ہیں وہاں وزیر اعلیٰ نے کہا میں اس کو پیرس بنادوں گا اس کو modern بستی بنادوں گا انہوں نے یہ بھی کہنا مناسب نہیں سمجھا کہ میں اس کو کالونی بنا دوں گا وہاں پینے کا صاف پانی ہے نہ وہاں پر proper سیوریج ہے۔ وہاں پر ہر طرف کچرا پھیلا ہوا ہے اور وہاں پر نہ proper streets ہیں مین ہول کھلے ہوئے ہیں آئے دن ان میں بچے گر جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! سردیوں میں تو سمجھ میں آتی ہے لیکن گرمیوں میں بھی وہاں سوئی گیس نہیں آتی۔ وہاں پر کوئی سکول ہے اور نہ ہی کوئی ہیلتھ یونٹ ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ! جی، next ہیں محترمہ بُشریٰ انجم بٹ صاحبہ! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج سالانہ بجٹ برائے سال 15-2014 پر بحث کا آخری دن ہے۔ آخر میں وزیر خزانہ اس بحث کو wind up کریں گے۔ اب تک 73 ممبران اس پر بات کر چکے ہیں اور میرے پاس 78 ممبران کی لسٹ ہے تو شاید آج یہ ممکن نہ ہو سکے۔ بہر حال میں یہ وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ جو مقررین رہ جائیں گے وہ ضمنی بجٹ پر عام بحث کے روز تقریر کر سکتے ہیں۔ ممبران سے استدعا ہے کہ وہ

اپنی بات مختصر کریں اس کے بعد وزیر خزانہ بجٹ پر بحث کو wind up کریں گے جی، محترمہ آپ بات کریں، مختصر بات کریں۔

محترمہ بشریٰ انجم بٹ: جناب سپیکر! جیسے کہ آپ نے mention کیا کہ:

Everybody should get the opportunity to speak regarding the budget because my expertise lies with the Education Department, therefore, I will just be focusing on education.

Mr Speaker! As we all know that 273 billion has been allocated to education only.

جناب سپیکر! ایجوکیشن ایک ایسی چیز ہے اور cause ہے جس کے لئے جتنا بھی فنڈ دیا جائے کم ہے لیکن lets make the most of it اپوزیشن نے بہت criticize کیا ہے۔ بجٹ کو لے کر as far as education is concerned. I personally feel that I take the criticism in a healthy manner ایجوکیشن کے لئے جتنا بھی criticize کریں اُس کو اگر ہم positively لیں تو شاید ہم بہتر کارکردگی show کر سکتے ہیں۔

However on the other hand Laptop Scheme against criticism

اُس میں گزارش کرنا چاہوں گی کہ یہ ہم

Let's take things in a positive manner as parents, as Principals of schools

بچے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں تو ہم اُن کو بھی انعام دیتے ہیں تو

If the Chief Minister has taken this initiative of appreciating the only deserves then I think we should all appreciate this cause. Other than that

تو ابھی "الف اعلان" نے ایک all parties ایجوکیشن کانفرنس کی تھی جہاں پر سب پارٹی کے ممبران شامل تھے اور جتنا بھی انہوں نے ایجوکیشن سے related اپنی recommendations دی تھیں۔

I am proud to say that this particular budget encompasses them beautifully. Other than that PEEF is an organization

جناب سپیکر! جو کہ Punjab Education Endowment Fund ہے جس کی Audit Department head میں خود ہوں۔ میں personally دیکھ رہی ہوں کہ:

Right now the budget from 9 billion has been increased to 11 billion. This particular fund is working in very transparent manner. Both internal and external audit have proven this fact.

جناب سپیکر! یہ organization اُنہی بچوں کو جو deserving ہیں اُن کا board result سے اُٹھاتی ہے اور

Before the admission dates go by, they make sure that we give them scholarship without even applying for it.

جناب سپیکر! ابھی تک ہم نے 17 ہزار students کو scholarship دی ہے۔

Other than that Knowledge Park is another good initiative from the Government. IT Labs, Govt. Sports Complexes, and Teacher Training Programmes we do realize.

جناب سپیکر! ہم اپنی کوتاہیوں کو مانتے ہیں اپنی weakness کو مانتے ہیں کہ ابھی گورنمنٹ سکولوں کے حالات اتنے اچھے نہیں ہیں۔

We are trying to work on that and we are trying to start with teachers training programmes. Right now we have just one Ali Institute which is training teachers professionally. We, as the Education Standing Committee, Insha Allah are working towards that as well and we will not only be working towards making Government Schools better but actually collaborating with the private schools and helping them train the teachers. In the end I will not take much of your time. Sixty five percent of our nation is comprised of youth.

اگر ہم use کر رہے ہیں اور ان کو نالج سے اُبھاریں تو شاید یہ ہمارے لئے liability کی بجائے assets بن سکتے ہیں۔

Let's all, irrespective of parties work together for this worthy cause. Thank you so much.

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی،next محترمہ ثوبیہ انور ستی صاحبہ!

محترمہ ثوبیہ انور ستی: جناب سپیکر! شکریہ۔For giving me the floor میں آپ کے توسط سے پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ پیش کرنے پر قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور اُن کی ٹیم کے ہر فرد کو لائق تحسین سمجھتی ہوں یقیناً موجودہ بجٹ کو تاریخی بنانے میں میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کو پچھلے چھ سالوں کی انتھک محنت اور جدو جہد کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر! اس بجٹ پر اعتراض کرنے والے معزز ممبران نے یا تو یہ دستاویز پڑھی ہی نہیں یا ان کو دن کو رات کہنا ان کی عادت بن چکی ہے۔ بقول شاعر

ان عقل کے اندھوں کو الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ اس بجٹ میں جنوبی پنجاب کے عوام کی ترقی کے لئے ترقیاتی بجٹ کا 36 فیصد مختص کئے جانے پر اپوزیشن معترض ہے یا توانائی کے شعبے کے لئے 31۔ارب روپے کی رقم کی فراہمی پر انہیں اعتراض ہے یا شعبہ تعلیم کے لئے 92۔ارب روپے سے زائد رقم کا رکھا جانا ان کے لئے باعث پریشانی ہے۔

جناب سپیکر! موجودہ حالات میں یہ بجٹ بہترین اور متوازی بجٹ ہے۔ ہم ترقی نسواں کے لئے موجودہ بجٹ میں ایک ارب 65 کروڑ کی رقم رکھے جانے پر حکومتی اقدام کو سراہتے ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ اس خطیر رقم سے دیہی علاقوں میں بھی کام کرنے والوں کے لئے day care centres کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔

جناب سپیکر! چونکہ میرا تعلق ضلع راولپنڈی کی پسماندہ تحصیل کوٹلی ستیاں سے ہے اس لئے میں آپ کے توسط سے حکومت سے گزارش کرنا چاہوں گی کہ جب میرے قائد میاں محمد نواز شریف نے 1986 میں بطور وزیر اعلیٰ مری کہوٹہ اور کوٹلی ستیاں کی ترقی پر خصوصی توجہ دی جس سے اس علاقے میں سیاحت کو فروغ ملا، اس سے علاقے کی ترقی کے لئے Murree kahuta Development Authority کا قیام عمل میں لایا گیا جو کہ میاں محمد نواز شریف کا ایک تاریخی اقدام ہے اور MKDA کے قیام سے علاقے میں ترقی کا نیا باب رقم ہوا مگر افسوس کہ 1999 میں سابق صدر پرویز مشرف نے

MKDA کو تحلیل کر دیا۔ کوٹلی ستیاں کہوٹہ اور مری کی ترقی کے لئے میں چاہوں گی کہ MKDA کو بحال کیا جائے تاکہ جو ترقی کا سفر 12۔اکتوبر 1999 کو رک گیا تھا اُس کو شروع کیا جاسکے۔

جناب سپیکر! 11۔ مئی 2013 کے انتخابات میں کامیابی کے بعد جب میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے وفاق اور پنجاب میں حکومتیں سنبھالیں تو معیشت مکمل طور پر تباہ ہو چکی تھی، توانائی بحران اپنے عروج پر تھا اور دہشت گردی کی وجہ سے اندرونی اور بیرونی سرمایہ کاری نہ ہونے کے برابر تھی مگر میری قیادت پچھلے 12 ماہ میں ان challenges کو حل کرنے کے لئے ہر ممکن وسائل کو بروئے کار لائی میاں محمد شہباز شریف نے پنجاب حکومت کے ساتھ ساتھ توانائی بحران کے لئے بہترین حکمت عملی اپنائی۔ آج پنجاب میں شعبہ توانائی کے لئے ڈالروں کی سرمایہ کاری انہی کی کاوشوں کا نتیجہ ہے جس سے مخالفین کی نیندیں حرام ہو چکی ہیں جبکہ میاں محمد نواز شریف نے حتی الامکان برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے political consensus سے طالبان سے مذاکرات کا عمل شروع کیا کیونکہ میری قیادت بخوبی آگاہ ہے کہ امن کے قیام کے بغیر معاشی ترقی کا سفر ممکن نہیں لیکن دہشت گردوں نے اسے بھی ہماری کمزوری سمجھا اس لئے میاں محمد نواز شریف نے اپنی مسلح افواج کو دہشت گردوں کے خلاف منطقی آپریشن کی واضح ہدایت جاری کی۔ الحمد للہ آج ہماری افواج ان بزدل دہشت گردوں کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ محترمہ لبنیٰ ریحان صاحبہ!

محترمہ صوبیہ انور ستّی: میں مسلح افواج کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ دہشتگردوں کے خلاف ہمیں جلد کامیابی حاصل ہو گی۔ معاشی ترقی کا خواب جو قائدین نے دیکھا ہے وہ ضرور شرمندہ تعبیر ہو گا۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ یہ لوگ سیاسی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر ہمارے لیڈر کا ساتھ دیتے تاکہ ملک کی ترقی کو جلد از جلد یقینی بنایا جا سکتا مگر افسوس کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا اب آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ لبنیٰ ریحان!

محترمہ لبنیٰ ریحان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے مالی سال 15-2014 کے بجٹ پر بولنے کا موقع دیا۔ میں پنجاب کا ایک ہزار ارب روپے سے زائد کا بجٹ پیش

کرنے پر میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں بہترین بجٹ پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ عوام دوست، غریب پرور اور فلاحی و انقلابی بجٹ ہے۔ میرے قائد میاں محمد شہباز شریف نے جب بھی کوئی بات منہ سے نکالی تو اسے عملی جامہ پہنانے میں کبھی کوئی دقیقہ فروگذاشت کیا اور نہ ہی لیت ولعل سے کام لیا بلکہ شب و روز ایک کر کے اپنی بات کو پورا کیا اور قوم کی امنگوں پر پورا اترے جس کا منہ بولتا ثبوت نندی پور پاور پراجیکٹ اور انرجی کے نوے پراجیکٹس ہیں جن پر کام کا آغاز ہو چکا ہے جس کی وجہ سے ہماری اپوزیشن پریشان ہے کہ اگر یہ سب کام کر کے عوام کے سامنے سرخرو ہو گئے تو پھر ہمارا کیا ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آئندہ مالی سال کا بجٹ جن ترجیحات اور اہداف کی عکاسی کرتا ہے اس کی بناء پر ہمارا پیارا صوبہ پنجاب ترقی کی منازل طے کرے گا۔ اس بجٹ میں تمام شعبہ ہائے زندگی کے طبقات کو مدنظر رکھا گیا ہے اور ہر ایک کے حقوق کا خیال رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ ایک ہزار ارب سے زائد کا ہے لیکن اس میں سب سے زیادہ اہمیت شعبہ تعلیم کو دی گئی ہے اور اس کے لئے کل 273۔ارب روپے کی کثیر رقم مختص کی گئی ہے۔ اس رقم کو سکولوں، دانش سکول، کالجوں، یونیورسٹیوں اور ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ وغیرہ پر متوازن طریقے سے تقسیم کیا گیا ہے حتیٰ کہ ایجوکیشن سیکٹر کے ہر حصے کو cover کیا گیا ہے۔ پنجاب کے تعلیمی اداروں کی missing facilities کو پورا کرنے کے لئے اس بجٹ میں 8۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو انتہائی خوش آئند قدم ہے۔ میاں محمد شہباز شریف تعلیمی وظائف کا خاص طور پر خیال رکھتے ہیں کیونکہ وظائف اصل میں motivation کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

جناب سپیکر صحت کے شعبہ کے لئے کل 121۔ارب 80 کروڑ روپے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں مختص کئے گئے ہیں۔ اس بجٹ کی رقم کو ہیلتھ انشورنس کارڈ، ایمبولینسوں کی خریداری، ادویات کی فراہمی، نئے ہسپتالوں کے قیام، نئی بھرتیوں، موبائل ہسپتالوں، ماں اور بچے کی صحت، دیہی مراکز اور دیگر صحت سے متعلقہ منصوبوں پر خرچ کیا جائے گا۔ یہاں میں ایک تجویز بھی دینا چاہوں گی کہ اگر ان سب گورنمنٹ ہسپتالوں میں برن یونٹ اور ہیپاٹائٹس یونٹ کا بھی اہتمام کیا جائے تو بہت اچھا ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! لاہور میٹرو بس کے کامیاب منصوبے پر پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت اور قیادت مبارکباد کی مستحق ہے اور اس کے بعد اب ہمارے شہر راولپنڈی میں بھی اس کا آغاز ہو چکا ہے جس کے لئے میاں محمد شہباز شریف مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اس سے راولپنڈی کے لوگوں کو سفر کے لئے معیاری اور سستی سہولت میسر ہوگی اور لوگ آسانی سے سفر کر سکیں گے۔ اس کے بعد فیصل آباد میں بھی میٹرو بس چلے گی۔ لاہور میں میٹرو ٹرین کا بھی منصوبہ بنایا گیا ہے جو جلد ہی شروع ہو جائے گا اور انشاء اللہ ستائیس ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔ یہ پاکستان کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھے گا۔ اس بجٹ میں لیبر کی اجرت کو دس ہزار سے بڑھا کر بارہ ہزار روپے کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں وزیر محنت راجہ اشفاق سرور کے حوالے سے ذکر کروں گی کہ انہوں نے لیبر ڈیپارٹمنٹ میں کچھ ایسی اصلاحات کی ہیں جن کی بدولت ورکر اپنے آپ کو محفوظ تصور کرنے لگے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ

محترمہ لبنیٰ ریحان: جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں پاکستان کی بہتر طریقے سے خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم تو مر جائیں گے اے ارضِ وطن پھر بھی تجھے
زندہ رہنا ہے قیامت کی سحر ہونے تک

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ڈاکٹر مراد راس صاحب! ذرا ٹائم کا خیال رکھئے گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھے یہاں پر بولنے کا موقع ملا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تین دن سے موجود نہیں تھے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ماڈل ٹاؤن کا جو سانحہ ہوا ہے وہ میرے حلقے میں ہی ہوا ہے جس کی وجہ سے میں یہاں آ نہیں سکا۔ میں آپ کو آج دلیلوں کے ساتھ بتاؤں گا کہ یہ حکومت عوام کی کس طرح دشمن ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ذرا ٹائم کو مدنظر رکھتے ہوئے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بالکل ٹائم کو مدنظر رکھتے ہوئے، یہ حکومت عوام کی دشمن کس طرح ہے، میں آپ کو سب سے پہلے یہ بتاتا ہوں کہ جو واقعہ پرسوں میرے حلقے میں ہوا اور نہتے لوگوں پر گولیاں چلائی گئیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس پر بہت زیادہ بات ہو چکی ہے آپ بجٹ پر رہیں تو بہتر ہوگا۔ آپ ماحول خراب نہ کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: ٹھیک ہے۔ چلیں، میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ حکومت عوام کی کس طرح سے دشمن ہے۔ قرشی بلیوارڈ بن رہی ہے جو کیولری پل کو جاتی ہے اس سڑک پر کوئی problem نہیں تھی اس کے اوپر دس کروڑ روپیہ لگا ہے۔ جیل روڈ جہاں کوئی problem نہیں تھی اسے دوبارہ سے بنایا جارہا ہے اس کے اوپر بھی دس کروڑ روپے سے زیادہ لگ رہا ہے۔ آپ ان دونوں سڑکوں کے سو سو فٹ دائیں یا بائیں جہاں کچی آبادیاں ہیں جائیں اور دیکھیں کہ وہاں پر لوگوں کے کیا حالات ہیں۔ وہاں لوگوں کے پاس پینے کے لئے پانی نہیں ہے۔ میں آج بھی مکہ کالونی میں صبح ٹینکر بھجوا کر آیا ہوں۔ وہاں پر لوگوں کے پاس پینے کے لئے صاف پانی نہیں ہے اور یہاں پر ان سڑکوں پر دس دس کروڑ روپیہ لگایا جارہا ہے جن سڑکوں پر problem ہی کوئی نہیں ہے، ان سڑکوں کے ساتھ کوئی issue نہیں ہے۔ ان سڑکوں پر کون سے گڑھے پڑے ہوئے تھے؟ یہ میں facts بتا رہا ہوں۔

جناب سپیکر! آپ جاکر ذرا سکولوں کی حالت دیکھیں۔ میں گلبرگ کے سکولوں کا بتاتا ہوں میرے موبائل کے اندر ان کی تصویریں ہیں۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول گنگا آئس فیکٹری جائیں وہاں پر ایک ہی کلاس کے اندر آدھی لڑکیاں کرسیوں پر بیٹھی ہیں اور آدھی لڑکیاں زمین پر بیٹھی ہیں۔ اُس لڑکی کا کیا قصور ہے جو نیچے بیٹھ کر ساتھ والی لڑکی کو دیکھ رہی ہے جو کرسی پر بیٹھی ہے؟ دس کروڑ، بیس کروڑ روپیہ سڑکوں پر لگایا جارہا ہے اور یہاں پر بچیوں کے پاس بیٹھنے کے لئے کرسیاں نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! آپ جائیں اور جاکر پانی کے حالات دیکھیں۔ ٹیوب ویل کام نہیں کر رہے ہیں۔ ہم نے محکمے والوں کو insist کر کے کہا کہ وہاں پر تو ٹیوب ویل لگائیں جو گورنمنٹ نے پہلے ہی پاس کئے ہوئے تھے لیکن وہ ٹیوب ویل نہیں لگا رہے ہیں۔ وہاں پر جو بھی پیسے ڈویلپمنٹ کے لئے آئے ہیں کیونکہ ہم نے تو پیسے مانگے نہیں ہیں، ہمیں تو چاہئے نہیں تھے اور ہم نے کہا ہی نہیں۔ جن کو دیئے ہیں وہ بھی نہیں لگا رہے ہیں۔ وہ سارے پیسے ہمارے مخالفوں کو دیئے گئے ہیں جو ہم سے وہاں پر ہارے ہیں اور وہ بھی نہیں لگا رہے ہیں۔

جناب سپیکر!آپ ذرا قبرستانوں کی حالت جاکر دیکھ لیں۔ مکہ کالونی اور جیوانانہ کے اندر عیسائیوں کا قبرستان ہے اور مجھے آٹھ مہینے سے زیادہ ہوگئے ہیں ڈی جی، ایل ڈی اے کے پاس جاتے ہوئے، انہوں نے ابھی تک وہ کیس دوبارہ نہیں کھولا۔ جیوانانہ کے اندر دوکنال زمین لے کر روک دیا گیا اور کہا گیا کہ ہم آپ کو اس کا substitute دیں گے۔ کہاں پر زمین ہے، اس کام کو کیوں مکمل نہیں کیا اور لوگوں کا کیا قصور ہے؟ میں کہتا ہوں کہ ہمیں کوئی تختی نہیں چاہئے، ہمارے کوئی نام نہ لکھے جائیں بلکہ یہ وہاں جاکر لوگوں کی بہتری کریں۔ مجھے کوئی پروا نہیں ہے، کہیں نام نہ لکھیں۔ لوگوں نے ہمیں مینڈیٹ دیا ہے مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے کہ میری کہیں تختی لگے، مجھے کوئی پروا نہیں ہے کہ کہیں میرا نام استعمال ہو۔ آپ جاکر لوگوں کی زندگی آسان کریں۔

جناب سپیکر! سکولوں کا فرنیچر، جس سکول کی میں آپ سے بات کر رہا تھا گنگا آئس فیکٹری صرف یہ ایک سکول ہی نہیں ہے بلکہ گلبرگ کے اندر تین اور سکولوں کے اندر میں خود جاکر personally فرنیچر دیکھ کر آیا ہوں تاکہ کم از کم students بیٹھ سکیں اور teachers بیٹھ سکیں۔ وہاں پر blackboard لکھنے کے قابل نہیں ہیں اور ہم ان کا انتظام بھی خود ہی کر رہے ہیں کیونکہ حکومت نے تو کچھ کرنا نہیں ہے۔ میری "ای ڈی او" ایجوکیشن کے ساتھ کافی دفعہ بات ہو چکی ہے، ای ڈی او نے کچھ کرنا نہیں ہے اور ڈی سی او سے بھی بات ہو چکی ہے۔ ہم صرف کچھ سکولوں کو پرائمری سے سیکنڈری کروانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ نہیں ہو رہے کیونکہ کسی ڈیپارٹمنٹ کے اندر کوئی کچھ کرنے کے لئے تیار ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! واسا والوں کے پاس ہم گئے ہیں، جتنے دو سڑکوں پر پیسے لگائے گئے ہیں اتنے پیسوں کے اندر جیل روڈ سے فیروزپور روڈ تک نیا سیوریج سسٹم ڈالا جا سکتا تھا اور ان سڑکوں کے ساتھ کوئی problem نہیں تھی۔ یہ سڑکوں کو توڑ کر دوبارہ بنا دیتے ہیں پتا نہیں کس لئے؟ کیونکہ اس میں سب سے زیادہ کرپشن ہے اور ڈویلپمنٹ کے اندر سب سے زیادہ کرپشن ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک ضروری issue یہاں پر لانا چاہتا ہوں کہ جڑانوالہ لاہور سے 32 کلو میٹر ہے۔ یہاں پر ایل ڈی اے land acquisition کر رہی ہے۔ ملک لیاقت علی صاحب ہیں جن کی بارہ ایکڑ زمین ہے، وہاں پر ایک ایکڑ کی value ایک کروڑ روپیہ ہے اور ان کو ایل ڈی اے بیس لاکھ روپیہ acquisition کا دے رہا ہے۔ ان کی ایک ایکڑ ایک کروڑ روپے کی زمین ہے اور ملک لیاقت علی کو بارہ کروڑ روپیہ ملنا چاہئے، وہاں کے ایم این اے رانا تنویر کی زمین کو بخش دیا گیا ہے اور کہا ہے کہ وہاں کے

جو ایم این ایز اور ایم پی ایز ہیں ان کی زمین کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔ مگر جو عام چھوٹا کاشتکار ہے اور جن کی زمین لائف لائن ہے۔ ملک لیاقت علی کے والد اور ان کی بیٹی میرے دفتر میں آکر بیٹھی رہی ہیں کہ ان کی زندگی کے لئے صرف وہ بارہ ایکڑ جگہ ہے اور ان کو بیس لاکھ فی ایکڑ دیا جا رہا ہے جہاں پر قیمت ایک کروڑ روپیہ ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ ہم یہاں پر آکر دعوے کرتے ہیں اور اتنا کچھ کہتے ہیں۔ آج ہسپتالوں کا کیا حال ہے۔ میں تو آگے مزید بولوں گا آج میں نے تو اس پر تھوڑی سی بریفنگ دی ہے کہ حلقوں کے اندر یہ حالات ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! wind up کر دیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں آخری بات یہ کروں گا کہ جو حلقوں کے اندر حالات ہیں، میں آپ کو اس حلقہ کا بتا رہا ہوں جس میں میاں محمد نواز شریف بھی رہتے رہے ہیں، ان کی فیملی بھی رہتی ہیں اور میاں محمد شہباز شریف رہتے ہیں۔ آپ کبھی میرے ساتھ چل کر دیکھیں اور میں آپ کو بتاؤں گا کہ وہاں کچی آبادیوں میں سکولوں اور قبرستان کے کیا حالات ہیں۔ میری گزارش ہے کہ سڑکیں بنانا اور پل بنانا بس کر دیں اور لوگوں کے مسائل کی طرف توجہ دیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ نسرین جاوید صاحبہ!

محترمہ نسرین جاوید المعروف نسرین نواز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اتنا اچھا بجٹ بنایا اور ہمارے وزیر خزانہ جنہوں نے بڑی محنت اور ہمت سے بجٹ پیش کیا وہ بھی مبارکباد کے لائق ہیں اور ان کے لئے ہماری دعائیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اور ہمت دے۔ ان دنوں جو بجٹ زیر بحث ہے وہ تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے۔ حقیقت اور ایمانداری سے دیکھنے والے یقیناً اس بجٹ کی تعریف کریں گے۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے کہ ہیلتھ اور ایجوکیشن کے لئے نسبتاً پہلے سے بہتر بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ عوام کی صحت بہتر ہوگی تو تعلیم حاصل کریں گے اور تعلیم حاصل کریں گے تو مستقبل اچھا ہوگا۔ ہمارے قائد کو ایک مسئلہ نہیں روزانہ کوئی نہ کوئی نیا مسئلہ ان کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے۔ عرصہ ایک سال میں ایک نہیں کئی مسائل حل کئے ہیں۔ انرجی کی تکمیل کے ساتھ ساتھ فیکٹریاں چلائی جائیں گی، لوگوں کو روزگار میسّر ہوں گے اور سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں ہزاروں لوگوں کو ملازمتیں ملیں گی جس سے چوری اور ناجائز کام ختم تو نہیں ہوں گے مگر کم ضرور ہو جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! عوام خوشحال ہوں گے اور جو لوگ پلوں سڑکوں پر تنقید کرتے ہیں انہیں سوچنا چاہئے کہ اگر سڑکیں بنیں گی تو پہیہ چلے گا۔ پہیہ چلے گا تو لوگ سفر کریں گے، ملازمتیں کریں گے اور وہاں کاروبار ہوں گے اس لئے ہمیں سب کو مل کر چلنا چاہئے اور صرف تنقید برائے تنقید نہیں کرنی چاہئے۔ ہم بیٹھے ہوئے کچھ نہ کچھ بات کر لیتے ہیں، یہ بات اچھی نہیں ہے اور تنقید نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ آپ کا بھی ملک ہے اور یہ صرف مسلم لیگ (ن) کا ملک نہیں ہے۔ یہ ہم سب کا ملک ہے اسے سنوارنے کے لئے قدم بڑھائیں اور ہمارے ساتھ چلیں۔ مسلم لیگ(ن) ایک مضبوط اور باقاعدہ جماعت ہے جو پرندے ادھر سے اڑ کر اُدھر بیٹھ گئے اور اُدھر سے اڑ کر ادھر بیٹھ گئے وہ جماعتیں نہیں ہوتی اور ان کو ہم کیا کہہ سکتے ہیں آپ خود ہی سوچ لیں کہ وہ جماعتیں کیا کر سکتی ہیں جن کے پرندے ادھر ادھر اڑتے پھر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! نندی پور پراجیکٹ کا ابھی ایک مرحلہ طے ہوا ہے اور بجلی میں فرق پڑھ گیا۔ اگر وہ مکمل ہو جاتا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ حالات بہت بہتر ہو جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ ٹائم ختم ہو گیا۔ محترمہ رخسانہ کوکب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ ارم حسن باجوہ صاحبہ! آپ بات کریں۔

محترمہ ارم حسن باجوہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شروع کرتی ہوں اس بابرکت ہستی کے نام سے تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں جس نے ہم سب پر بے پناہ احسان، انعامات فرمائے اور ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا۔ یہ کرم بھی اسی ذات باری تعالیٰ کا ہے کہ آج میں دوسرے سال بھی حکومت کے فلاحی اور عوام دوست بجٹ کے چند اہم نکات پر اس پروقار ایوان میں بات کر رہی ہوں۔ ہماری حکومت نے ہر ایریا کو دیکھا ہے جس میں سب سے زیادہ میں صحت پر بات کرنا چاہوں گی چونکہ اگر ہم صحت مند ہوں گے تو ہم دوسری facilities بھی avail کر سکیں گے۔ میں چونکہ ایک ماں بھی ہوں اور یہاں پر میں اس پر بات کرنا چاہوں گی کیونکہ ماں اور بچے کی صحت کسی کی بھی زندگی میں اہم role play کرتی ہے۔ ماں ایک معاشرے کی معمار ہوتی ہے اور بچے ہمارے مستقبل ہوتے ہیں۔ ہماری حکومت پنجاب نے اس میں ایک ارب روپے کی رقم مختص کی ہے جو کہ ایک نہایت قابل تعریف اقدام ہے۔

جناب سپیکر! اب میں صاف پانی پر بھی بات کروں گی کیونکہ unfortunately ہمیشہ سے ہم دوسری حکومتوں پر الزام لگاتے رہے ہیں۔ اپنی عوام کو صاف پانی مہیا کرنے میں ہماری حکومتیں

ہمیشہ ناکام رہی ہیں لیکن اس بار ہماری حکومت پنجاب نے ایک میگا پراجیکٹ کا انعقاد کیا ہے جو کہ ایک قابل تعریف عمل ہے اور نہایت ایک اچھا اقدام ہے۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن، کسی بھی قوم کی ترقی اور خوشحالی میں تعلیم مرکزی کردار ادا کرتی ہے۔ حکومت پنجاب تعلیم کے شعبہ میں وسائل کی فراہمی کو قوم کے روشن مستقبل کے لئے بہترین سرمایہ کاری تصور کرتی ہے۔ میں یہاں دانش سکولوں کی مخالفت کرنے والوں سے مخاطب ہو کر کہوں گی کہ یہ دانش سکولوں کی بدولت ممکن ہو سکا ہے کہ ہماری تین female students نے امریکہ میں ایک سائنسی مطالعہ میں نمایاں پوزیشن حاصل کی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! تیسری میں زراعت پر بات کرنا چاہوں گی چونکہ میرا تعلق ایک زمیندار گھرانے سے ہے اور میں کاشتکار کے مسائل کو اچھی طرح سمجھتی ہوں۔ زراعت کا شعبہ کسی بھی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں کاشتکاروں کے لئے حکومت نے جو اقدامات کئے ہیں یعنی کھاد پر سبسڈی دی ہے تو کاشتکاروں میں ایک خوشی کی لہر دوڑی ہے اور یہ کہ حکومت پنجاب نے کاشتکاروں کو کھاد فراہم کرنے کے لئے آئندہ بجٹ میں 5۔ارب روپے کی سبسڈی دینے کا فیصلہ کیا ہے جس کی وجہ سے ہماری زراعت کی معیشت، فی ایکڑ پیداوار میں انقلابی اضافہ دیکھنے میں آئے گا اور ہماری زراعت کی معیشت ایک نئے دور میں داخل ہو گی۔ اس کے علاوہ بھی بے شمار منصوبوں کے لئے رقم رکھی گئی ہے جس کی بدولت ہماری زراعت انشاء اللہ تعالیٰ اپنے دامن میں چار چاند لگائے گی۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں کچھ تجاویز پیش کرنا چاہوں گی کہ جو کاشتکاروں کے لئے حد بندیاں مقرر کی جاتی ہیں اس میں تھوڑی سی نرمی برتی جائے تاکہ کاشتکار اپنی اجناس کو دوسرے علاقوں میں فروخت کر سکے کیونکہ بہت سی اجناس اپنے علاقہ میں پڑی پڑی خراب ہو جاتی ہیں اس لئے ان حد بندیوں کو نرم کیا جائے۔

جناب سپیکر! دوسری میری تجویز یہ ہے کہ بیوہ خواتین کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں تاکہ وہ اپنے parents پر بوجھ نہ بنیں اور اپنا روزگار خود کما سکیں۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ وومن ڈویلپمنٹ کے لئے فنڈز پچھلے سال رکھے گئے تھے وہ collapse ہو گئے تھے اس لئے میری حکومت پنجاب اور وزیر خزانہ سے بھی درخواست ہے کہ یہ فنڈز خواتین ایم پی ایز کو مختص کئے جائیں تاکہ وہ اپنے علاقوں سے مختلف سکیمیں لے کر آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ time short ہے، بہت شکریہ۔ جناب احمد خان بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: شکریہ۔جناب سپیکر! بڑی دیر بعد موقع دیا گیا ہے کل پرسوں سے میں کوشش کر رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم بھی تین دن سے آپ کا نام بلا بلا کر تھک گئے ہیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! اگر میں بجٹ پر تمہید باندھوں گا تو میرا ٹائم ہی ختم ہو جائے گا اس لئے میں direct بجٹ پر ہی بات کروں گا۔1045۔ارب روپے کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے، بلا شبہ حجم میں یہ بجٹ بہت بڑا لگتا ہے لیکن میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ میں ایک agriculturist ہوں اور میں اسے تھوڑے سے وقت میں۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہو گی کہ پہلے آپ ایوان کو in order کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خاموشی اختیار کی جائے۔جی، آپ بات کریں، میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ایگریکلچر کا جو جی ڈی پی میں حصہ ہے وہ 24 فیصد ہے، بزنس کیمونٹی کا حصہ 22 فیصد ہے اور سروسز کا 56 فیصد ہے لیکن ہمارے لئے کیا رکھا گیا ہے؟ میں افسوس کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ میرے حکومتی بنچوں کے جو بھائی جن کو ایگریکلچر کا پتا نہیں ہے ان کو تو چلو پتا ہی نہیں ہے اور جن کو پتا ہے اور وہ بڑے وثوق سے یہ کہہ رہے ہیں کہ اس بجٹ میں ایگریکلچر کے لئے اتنا کچھ رکھا جا چکا ہے کہ کسان کے دن رات روشن ہو جائیں گے، کسان کو پتا نہیں کیا مل جائے گا؟ 14۔ارب روپے اس بجٹ میں رکھا گیا ہے جو کہ پورے بجٹ کا 1.4 فیصد بنتا ہے۔اگر آپ دیکھیں پچھلی دفعہ ایگریکلچر ریسرچ میں تقریباً 5۔ارب روپے رکھے گئے تھے جو اب lapse ہو گئے ہیں۔ ایگریکلچر ریسرچ کے صرف 73 کروڑ روپے خرچ ہو سکے ہیں، ہمیں نہیں پتا کہ کاغذوں میں جو کچھ ایگریکلچرسٹ کے لئے رکھا جاتا ہے وہ جاتا کہاں ہے؟ پنجاب بنیادی طور پر ایک زرعی صوبہ ہے، آپ کی انڈسٹری اس وقت چلے گی جب کسان خوشحال ہو گا، دیکھیں آج سارے حربے استعمال کر لئے ہیں خدا کے واسطے ایک دفعہ آپ کسان کو خوشحال کریں، یہ میرے بھائی جو اس وقت حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں میرے لئے قابل احترام ہیں، میری کیمونٹی کے لوگ جو ادھر بیٹھے ہیں یہ بول نہیں سکتے اور خوش قسمتی سے آپ بھی اسی کیمونٹی کے ہیں، رانا محمد اقبال خان بھی اسی کیمونٹی کے ہیں لیکن مجبوریاں اپنی جگہ ہمارے لئے کچھ نہیں رکھا جا رہا بلکہ میں اپنے دوستوں سے، اپنے بھائیوں سے یہ عرض کروں گا کہ جو کچھ رکھا جا رہا ہے وہ حکومتی بنچوں والے شکریہ کے ساتھ یہ واپس کر دیں۔1000۔ارب روپے میں سے

14-ارب روپے رکھے گئے ہیں جو 1.4 کی average بنتی ہے، ایک زرعی صوبے کے لئے اتنی کم رقم رکھی گئی ہے۔ میرے خیال میں اس پر تو ہمیں شرمندگی ہونی چاہئے جبکہ ہم اس پر بلند و بانگ دعوے کر رہے ہیں کہ agriculturist کے لئے کیا کچھ ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر! میں ایک بات آپ کی خدمت میں عرض کروں کہ آپ کا ایریا راجن پور، میرا ایریا میانوالی، خوشاب بھی ایک ہارڈ ایریا ہے، آپ کا ایریا بھی ہارڈ ہے ڈیرہ غازی خان بھی ہارڈ ایریا ہے، آپ کے بھی علم میں ہے کہ اس وقت ادھر لوگ پانی کے لئے بھی ترس رہے ہیں۔ اس وقت 57 سینٹی گریڈ گرمی پڑ رہی ہے اور لوگوں کے پاس پینے کا پانی بھی نہیں ہے۔ بے شک 72 دنوں میں والٹن کا پل بنائیں لیکن 72 دنوں میں جو والٹن کا پل بن رہا ہے اگر غریب آدمی اس پر سائیکل پر چڑھے گا تو اس کو تو پھر انجیو گرافی کروانی پڑے گی، وہ غریب آدمی کے لئے نہیں ہے وہ صرف گاڑی والوں کے لئے ہے۔ لاہور ہمارا گھر ہے، لاہور ہمارا دل ہے لیکن اس شکل پر اس قیمت پر کہ ہمارے sources استعمال ہوں، اس سے تو ایک فرق پیدا ہونے جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! آپ گھنٹی نہ بجائیں مجھے اپنی بات کو مکمل کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات ختم کریں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ابھی ایک منٹ ہے اور میں ایک منٹ اور لوں گا۔ پبلک ہیلتھ میں آپ نے پچھلی دفعہ 17-ارب روپے رکھے تھے جس میں سے چیف منسٹر صاحب کی 13-ارب روپے تو block allocation تھی اور اس میں خرچ کتنا ہوا ہے، اس میں 5-ارب روپے ٹوٹل خرچ ہوئے ہیں۔ اس 5-ارب روپے میں جو بقایا بچا ہے وہ راجن پور، میانوالی، خوشاب، لیہ اور بھکر کے لئے تھا جس کا ہمیں کچھ پتا ہی نہیں ہے کہ وہ کدھر گیا ہے lapse کدھر ہوا ہے؟ وہاں تو لوگوں کے پاس پینے کے لئے پانی نہیں ہے اور ادھر ہم سڑکیں دھلوا رہے ہیں۔ میں نے ملک تنویر اسلم صاحب سے بھی یہ بات کی تھی کہ آپ یہ پتا کریں، اس میں کوئی liking and disliking نہیں ہے، خدا کے لئے آپ دیکھیں آپ کی بجٹ کی جو کتاب ہے جس میں آپ نے سکیمیں دی ہیں اس میں میانوالی، بھکر، ڈیرہ غازی خان کے لئے پانی کی ایک بھی سکیم میں نے میرٹ پر نہیں دیکھی۔ Agriculturist کا تو یہ حال ہے کہ ہم نے 1600 روپے من گندم سردیوں میں خریدی ہے اور جب ہم کہتے ہیں کہ اس کی قیمت 1400 روپے کر دیں تو مجھے بڑی حیرت ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک احمد خان بھچر صاحب! بہت بہت شکریہ۔ جناب محمد نعیم انور صاحب!

جناب محمد نعیم انور:اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!آپ کا بہت بہت شکریہ۔آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے ایک بہترین بجٹ دیا ہے،جسے میں عوام دوست،کسان دوست،غریب پرور اور متوازن بجٹ کہوں گا جس میں تمام طبقات کوrelief دینے کی کوشش کی گئی ہے۔میرا تعلق جنوبی پنجاب کے پسماندہ ضلع کی پسماندہ ترین تحصیل فورٹ عباس سے ہے،اس بجٹ میں جنوبی پنجاب کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے 263۔ارب روپے کے فنڈز مختص کئے گئے ہیں جو کہ خوش آئند ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس سے جنوبی پنجاب کی پسماندگی دور کرنے میں بہت بڑی مدد ملے گی۔جنوبی پنجاب کی آبادی کے تناسب سے پچھلی دفعہ ترقیاتی بجٹ 32 فیصد تھا جس کو بڑھا کر اب 36 فیصد کر دیا گیا ہے جو کہ قابل ستائش ہے۔جنوبی پنجاب پر خصوصی توجہ دینے کے لئے میں محترم وزیراعلیٰ پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے جنوبی پنجاب کے عوام کو یہ relief دے کر ان کے دل جیت لئے ہیں۔ہم جنوبی پنجاب کے عوام ان کے ممنون و مشکور ہیں۔جہاں تک میرے حلقہ کا تعلق ہے اس کا نصف رقبہ چولستان پر مشتمل ہے،وزیراعلیٰ نے چولستان کی ترقی کے لئے ایک ارب 30 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔اس package میں چولستانیوں کو زرعی اراضی کی تقسیم بھی شامل ہے،چولستانیوں کو زرعی رقبہ تقسیم کئے جانے کے منصوبے پر کام شروع ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر!میری یہ تجویز ہے کہ چولستان میں وسیع و عریض رقبہ موجود ہے،چولستانیوں کے ساتھ ساتھ مقامی آبادی کے لوگوں،کاشتکاروں کو جو کہ بے زمین ہیں یا بہت کم زمین کے مالک ہیں انہیں بھی آسان شرائط پر زرعی رقبہ تقسیم کیا جائے کیونکہ زمین کی تقسیم در تقسیم ہونے کے بعد وہ بہت تھوڑی زمین کے مالک رہ گئے ہیں یا ان کی زمین بالکل ختم ہو کر رہ گئی ہے۔اگر انہیں چولستان کے رقبہ سے کچھ رقبہ تقسیم کیا جائے گا تو اس سے مقامی لوگوں کو روزگار ملے گا اور ملکی زرعی پیداوار میں اضافہ ہو گا اور معیشت مضبوط ہو گی۔

جناب سپیکر!اس بجٹ میں نہری نظام کی بہتری کے لئے 35۔ارب 57 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔میرا تعلق تحصیل فورٹ عباس سے ہے،نہری پانی کی وہاں پر شدید قلت ہے۔تحصیل فورٹ عباس کو سیراب کرنے والی ایک واحد نہر ہاکڑا ہے جس کا منظور شدہ پانی 2983 کیوسک ہے لیکن وہاں پر جو اس وقت پانی گزارا جا رہا ہے وہ 2200 کیوسک ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ نہر کے پشتے بہت کمزور ہیں اور نہر کے پشتے کمزور ہونے کی وجہ سے پانی پورا گزر نہیں رہا۔میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ یہ

783 کیوسک پانی کا جو ہمیں حق نہیں دیا جا رہا یہ ہمارے ساتھ ظلم اور زیادتی ہے۔ مہربانی فرما کر اس سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ہمارا بجٹ رکھا جائے تاکہ یہ جو ہمارا دیرینہ مطالبہ ہے، پانی کی جو کمی ہے وہ پوری ہو سکے اس لئے مجبوراً جب وہاں سے 2200 کیوسک پانی گزرتا ہے تو محکمہ کو وارابندی کرنی پڑتی ہے اور وارابندی کے نظام سے ہمارے بہت سارے لوگوں کا نقصان ہو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

جناب محمد نعیم انور: جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی گزارش اور کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد نعیم انور: محکمہ جنگلات کے لئے اس بجٹ میں 2.25-ارب روپے رکھے گئے ہیں لیکن کیا کوئی ٹمبر مافیا کے سد باب کے لئے بھی کوئی منصوبہ بنایا گیا ہے؟ میرے حلقہ چولستان کے دور دراز جنگل میں نہروں کے کنارے کھڑے درختوں کا ٹمبر مافیا نے صفایا کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ ثریا نسیم صاحبہ!

محترمہ ثریا نسیم: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرحیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرنا چاہوں گی۔ 1000-ارب روپے سے زیادہ کا بجٹ ماضی کی نسبت مختلف بجٹ ہے۔ وزیر اعلیٰ کا وژن محفوظ، خوشحال، تعلیم یافتہ، معاشی طور پر مستحکم، فنی اور زرعی طور پر ترقی یافتہ صوبہ بنانے کے لئے ماضی کی کامیابیوں اور تجربوں پر مبنی عوام کی ترقی کا یہ پروگرام آنے والے چار سالوں پر محیط ہے۔ ہمارے یہ ساتھی، ہمارے یہ مہربان جو بجٹ پر تنقید کر رہے ہیں ان کی یہ تنقید بلا وجہ ہے دراصل اس بجٹ کے وسائل اور اعداد و شمار نے ان کی نیندیں اڑا دی ہیں اور آنے والے چار سالوں کا جو روڈ میپ ہے اس نے ان کی زندگی عذاب میں ڈال دی ہے۔ (شور وغل)

MR DEPUTY SPEAKER: No.

محترمہ ثریا نسیم: جناب سپیکر! یہ صبر کریں اور دیکھیں کہ چار سال کے بعد جب پنجاب کا جی ڈی پی 8 فیصد تک پہنچ جائے گا، 70 لاکھ لوگوں کو غربت کی سطح سے نکال لیا جائے گا، چالیس لاکھ لوگوں کو روزگار مل جائے گا اور 20 لاکھ افراد جن میں خواتین بھی شامل ہیں کو ہنر مند بنا دیا جائے گا۔ ان کو اس بات کی پریشانی ہے کہ چار سال کے بعد یہ عوام کے پاس کون سا چہرہ لے کر جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!آپ یقین کریں ان کو عوام سے کوئی ہمدردی نہیں ہے،ان کو صرف خوف ہے کہ وہ شخص جو گیارہ مہینوں میں میٹرو بس رواں دواں کر سکتا ہے،وہ شخص جو ڈینگی کا خاتمہ کر سکتا ہے،وہ شخص جو سات ماہ میں نندی پور کے زنگ آلود پراجیکٹ میں جان ڈال سکتا ہے۔چار سال کے بعد وہ عوام کو بہت سارے مسائل سے نکال لے گا۔یہ وعدے نہیں یہ دعوے نہیں بلکہ ہمارا ماضی گواہ ہے۔میری اپنے ان مہربانوں سے درخواست ہے کہ یہ مظفر گڑھ ضرور تشریف لے جائیں اور طیب اردگان ٹرسٹ ہسپتال دیکھیں کہ اس ہسپتال کی ایک ایک اینٹ سے پاکستان مسلم لیگ(ن) کے خلوص کی خوشبو آتی ہے۔آپ یقین کریں کہ صحت مند ہوتے ہوئے بھی ان کی خواہش ہوگی کہ یہ اس ہسپتال میں داخل ہو جائیں۔

جناب سپیکر!وسائل کی کمی کا بہانہ کوئی بہانہ نہیں ہے اقبال نے کہا تھا کہ:

غلامی میں کام آتی ہیں تدبیریں نہ شمشیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں
یہ لوگ جس کی فراست پہ طنز کرتے ہیں
بڑے خلوص کا انساں دکھائی دیتا ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!بہت شکریہ

محترمہ ثریا نسیم: جناب سپیکر!ایک منٹ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثریا نسیم: جناب سپیکر!پسماندہ طبقات کے ساتھ ساتھ پسماندہ علاقوں پر بھی خاص توجہ دی گئی ہے جیسے جنوبی پنجاب کے لئے 36 فیصد ترقیاتی بجٹ مختص کیا گیا ہے۔ملتان میں طویل ترین میٹرو بس ہے،بہاولپور میں پہلے سولر انرجی پارک کا قیام ہے اور زمینداروں کے حوالے سے،کاشتکاروں کے حوالے سے 5۔ارب روپے کی سبسڈی دی گئی ہے یہ 5۔ارب روپے نہیں بلکہ یہ 10۔ارب روپے ہیں۔5۔ارب روپے فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے آئیں گے۔آپ تصور کریں کہ یہ 10۔ارب روپیہ---

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ بہت شکریہ۔ محترمہ راحیلہ انور صاحبہ! امید ہے کہ آپ ٹائم کا خاص خیال رکھیں گی۔

محترمہ راحیلہ انور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے زراعت پر بات کرنا چاہوں گی چونکہ میں بھی اسی سے related ہوں۔ اس بجٹ میں 14۔ ارب 97 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں، میرے بھائی نے percentage بتادی ہے کہ پیچھے ہمارے لئے بچتا کیا ہے؟ 1.5 فیصد بچتا ہے جو کہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ اسے کہاں سے کدھر کھینچ کر پورا کریں گے۔ یہاں پر جو بجٹ تقریر ہوئی اس میں کہا گیا کہ ہم نے سبسڈیز دی ہیں ہم نے فلاں فلاں نئے ٹیوب ویلز لگانے کے لئے طریقے launch کئے ہیں۔ ٹھیک ہے میں مانتی ہوں لیکن جو پہلے سبسڈیز دی گئی تھیں وہ تو انہوں نے واپس لے لیں، ٹیوب ویلز پر سبسڈیز ختم ہو گئیں، اس کے علاوہ بے شمار چیزوں پر سبسڈیز ہوتی تھیں وہ ختم ہو گئیں۔ نئی سبسڈیز تو جب ملیں گی تب ہی بات کریں گے لیکن جو پہلے سبسڈیز دی ہوئی تھیں کم از کم وہ تو رہنے دیتے تو ہم بھی آسرے میں رہتے کہ شاید ہمارے پاس کچھ نہ کچھ ایسا ہے کہ جس پر ہم قناعت کر کے تھوڑا بہت اپنی زراعت کو چلا سکتے ہیں۔ Day by day ہمارا اریگیشن سسٹم decline پر جا رہا ہے وہ اس کے ساتھ related ہے۔ آپ نہروں کے حالات دیکھیں، آپ ڈیمز دیکھیں، ہمیں چھوٹے ڈیمز کی بہت شدید ضرورت ہے۔ میرا علاقہ جہلم جس کے لئے ابھی میرے ایک بھائی زور و شور سے بول کر گئے کاش وہ exact picture بتاتے کہ وہاں پر سب کہتے ہیں کہ تھل، تھر لیکن یہاں جہلم کے حالات آج تھر سے بھی بدتر ہیں۔ سب سے بڑی salt mines ہمارے پاس ہیں، سب سے زیادہ معدنیات ہمارے ان پہاڑوں میں ہیں آپ بتایئے کہ یہاں ہمارے لئے کیا رکھا گیا ہے؟ یہی کہ ہمیں ہر دفعہ ہر بجٹ میں جھوٹے دلاسے دے دیئے جاتے ہیں۔ ایک نہر کا منصوبہ بڑے عرصے سے زیر غور تھا جسے ہم لوگ جلال پور نہر کے نام سے کہتے آئے ہیں۔ مجھے بھی سال ہو چلا ہے میں نے بھی ہر فورم پر، ہر جگہ جب بھی مجھے موقع ملا میں نے بات کی کہ خدا کے لئے ہمیں وہ ایک نہر دے دی جائے تاکہ ہم بھی ان لوگوں میں آجائیں کہ جہاں پر ہم کچھ produce کر کے کھانے پینے کے قابل ہو جائیں لیکن آج تک ایسا نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! میری آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ kindly ہمارے لئے کچھ کیجئے۔ پانی تو ہمارے پاس ویسے ہی نہیں ہے اگر ایک نہر بن جائے گی تو اس سے صرف جہلم، پنڈ دادن خان، جلال پور شریف سیراب نہیں ہوگا بلکہ اس کے ساتھ خوشاب کا علاقہ بھی سیراب ہوگا۔

جناب سپیکر! یہ باتیں کرنے میں تو ٹھیک ہیں لیکن facts میں جانا چاہئے آپ دیکھیں کہ preparation سے پہلے انڈیا کا پنجاب اور ہمارا پنجاب ایک تھا لیکن آج ان کا پنجاب دیکھئے اور ہمیں دیکھئے کہ ہم کہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کو تو bred bosket کہتے ہیں وہ تو produce کرنے والے بن گئے وہ bred bosket بن گئے اور ہم کیا بن گئے؟ یہ پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے ہمیں بھی تو کچھ نہ کچھ اریگیشن اور زراعت میں کرنا چاہئے تاکہ ہم بھی bred bosket بن جاتے، ہم بھی خود کفیل ہو جاتے اور ہم بھی کھانے والے ہو جاتے۔ اس معزز ایوان کے ہر معزز ممبر نے یہاں پر پینے کے صاف پانی کا مسئلہ discuss کیا ہے ہم جس ایریا میں رہتے ہیں ہمیں میٹرو بسیں چاہئیں اور نہ ہم نے آپ سے واٹر فلٹریشن پلانٹ مانگے ہیں بلکہ ہم تو simple as that ہمیں صرف پینے کا صاف پانی چاہئے جو میرے علاقے میں نہیں ہے۔ میں جو تھل کی بات کر رہی ہوں میں پنڈ دادن خان کی بات کر رہی ہوں، میں سوہاوہ کی بات کر رہی ہوں، میں کھیوڑہ، کندووال اور سروبہ کی بات کر رہی ہوں آپ ان کے ایک ایک گاؤں میں جائیں، ایک ایک گھر میں جائیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ وہاں کے حالات کیا ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! Wind up کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: wind up کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! وہاں نرومی دھنج ایک سکیم کا نام ہے جس کے ذریعے چکوال سے پانی لے کر آتے ہیں، اس کا فیز۔1 مکمل ہوا لیکن اب وہ تباہ ہو چکی ہے، اس کی پائپ لائنز ختم ہو چکی ہیں۔ ہم کون سی دنیا میں رہ رہے ہیں؟ جب ہمارے پیٹوں میں کچھ نہیں ہو گا تو ہم خالی پیٹوں کے ساتھ بسوں پر کیا چڑھیں گے؟ ہمیں وہ picture تو دکھاتے ہیں کہ ہم ان بڑی خوبصورت بسوں میں بیٹھے ہوئے ہیں پہلے ہمارے پیٹوں کا تو انتظام کریں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ مخدوم سید مرتضیٰ محمود صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: no, no جی، محمد عارف عباسی صاحب!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! محترمہ کی ایک منٹ کی بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! No, no عباسی صاحب بات کریں گے۔ محترمہ! پلیز تشریف رکھیں۔ محترمہ! ٹائم ختم ہو چکا ہے۔ آپ نے جو کہنا ہے وہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب موجود ہیں ان کو دے دیں۔

محترمہ راحیلہ انور: یہاں اعلان ہوا کہ پل کے لئے پیسے allocate کر دیئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو مبارک ہو کہ پیسے allocate ہو گئے ہیں۔ عباسی صاحب! آپ نے بات نہیں کرنی؟

جناب محمد عارف عباسی: جی، میں نے بات کرنی ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں مبارک کس بات کی دوں، انہوں نے تو figures ہی غلط دیئے ہیں، ٹوٹل 8- ارب روپے allocate ہوئے ہیں اس میں کون سے پل بنیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! آپ بات کریں، ٹائم short ہے اور آپ کا ٹائم ضائع ہو رہا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ چار دن کے انتظار کے بعد آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ ہماری زبان بندی تو اب بھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! چار دن سے آپ کا نام مسلسل لیا جا رہا ہے لیکن آپ موجود نہیں تھے۔ آپ یہ الزام نہ لگائیں کیونکہ چار دن سے آپ کا نام پکارا جا رہا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ الزام نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ جب میں بجٹ کو دیکھتا ہوں تو مجھے ایسے لگتا ہے کہ یہ بجٹ اس شخص نے بنایا ہے جو شاید اس پنجاب کی سرزمین پر نہیں رہتا، پنجاب کے غریب عوام کے درمیان نہیں رہتا اور اسے معلوم نہیں کہ اس وقت پنجاب کے عام آدمی کی زندگی کس طرح گزر رہی ہے؟ جی او آر کے بڑے بڑے محلات میں رہنے والے بیوروکریٹس اسی قسم کے بجٹ بناتے ہیں۔ یہ پنجاب کی تاریخ کا سب سے ظالمانہ بجٹ ہے۔ اس بجٹ میں بیاسی فیصد indirect ٹیکس لگائے گئے ہیں۔ indirect ٹیکس کا مطلب عام آدمی کی جیب پر ڈاکا ڈالنا اور عام آدمی پر ظلم کے کوڑے مارنا ہے۔ آپ direct tax صرف 18 فیصد لے رہے ہو جبکہ 82 فیصد tax عام آدمی سے وصول کیا جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک عام آدمی جب صابن کی ٹکیہ خریدتا ہے تو وہ بھی اتنا ہی ٹیکس دیتا ہے جتنا کہ ہمارے بادشاہ اور Royal family کے لوگ دیتے ہیں۔ اسی طرح سروسز پر سیل ٹیکس لگا کر ہمارے اُوپر ظلم کے نئے پہاڑ گرا دیئے گئے ہیں۔ درزی، موچی، حجام، ویڈیو شاپس، ٹیلیویژن شاپس، موبائل

شاپس اور کار واشنگ کرنے والوں پر جی ایس ٹی لگا دیا گیا ہے۔ آپ کی حکومت نے سروسز پر جو جی ایس ٹی لگایا ہے یہ پنجاب کی عوام کے ساتھ سب سے بڑا ظلم ہے۔ پوری دنیا میں سروسز پر انکم ٹیکس لاگو ہوتا ہے یعنی آدمی اپنی کمائی پر ٹیکس دیتا ہے۔ آپ نے سیل ٹیکس ورک شاپس، ان ڈور گیمز اور تمام چھوٹی بڑی دکانوں پر لگا دیا ہے۔ یہ ٹیکس direct عوام کی جیب سے جائے گا۔ اگر کوئی آدمی موبائل یا گاڑی خریدے تو وہ اس پر ٹیکس ادا کرے لیکن آپ نے تو کپڑوں کی سلائی اور دُھلائی پر بھی ٹیکس لگا دیا ہے۔ یہ اس قوم کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے۔ اس پر بھی آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے tax free بجٹ دیا ہے۔ خُدا کے لئے اس ایوان میں کیوں جُھوٹ بول رہے ہو اور کیوں قوم کو گمراہ کر رہے ہو؟ یہ tax free بجٹ نہیں ہے بلکہ یہ ظلم کے وہ پہاڑ ہیں جو کہ اس سے پہلے کبھی پنجاب کی عوام پر نہیں گرائے گئے۔

جناب سپیکر! یہ پتا نہیں کون سی دنیا میں رہ رہے ہیں؟ ہمیں تو پینے کا پانی نہیں مل رہا۔ پورے پنجاب کو پینے کے پانی کی فراہمی کے لئے 5۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جبکہ راولپنڈی میٹرو بس سروس پراجیکٹ کے لئے 40۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جس کی ہمیں قطعاً ضرورت نہیں۔ خُدا کا خوف کرو۔ لوگوں کے پاس پینے کا پانی نہیں، ہسپتالوں میں ادویات میسر نہیں، سکولوں میں فرنیچر اور استاد نہیں جبکہ آپ بڑے بڑے منصوبے بنا کر عوام کو بے وقوف بنا رہے ہیں۔ آپ لوگ یہ بڑے بڑے منصوبے اس لئے بنا رہے ہیں کیونکہ اس میں کمیشن زیادہ ہے۔ ساری دنیا کی بدنام کمپنیوں کو contract دے کر کمیشن بنایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے سال جو اے ڈی پی دیا گیا اس کا صرف 37 فیصد خرچ ہوا ہے۔ وزیر اعلیٰ ایوان کا بجٹ 334۔ارب روپے تھا جبکہ آپ نے 539 روپے خرچ کئے ہیں۔ جو پیسے عوام کے لئے رکھے گئے وہ خرچ نہیں کئے گئے جبکہ سادگی کا نعرہ لگانے والے وزیر اعلیٰ نے 334۔ارب روپے allocate کروائے اور 539۔ارب روپے خرچ کر دیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! بہت شکریہ۔ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ضمنی بجٹ کے ذریعے پنجاب کے عوام پر ڈاکا پڑ رہا ہے۔ میری اس ایوان میں تجویز ہے کہ ہر تین مہینے کے بعد budget evaluation کے لئے اس اسمبلی کا اجلاس بُلایا جائے۔ تین مہینے میں جو بجٹ خرچ ہو اس کے لئے اس ایوان کا اجلاس بلایا کریں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ایوان ہر تین مہینے بعد حساب لیا کرے تاکہ ان ڈاکوں سے ہماری جان چھوٹ سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! بہت شکریہ

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آخر میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ:

ہم چیخ نہیں مجبوروں کی ذرا غور سے سُن للکار ہیں ہم
اَے خادم اعلیٰ رہنے دے اس خدمت سے بیزار ہیں ہم

جناب ڈپٹی سپیکر: بڑی مہربانی۔ چوہدری شمشاد احمد خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ راشدہ یعقوب صاحبہ!۔۔۔ وہ بھی تشریف فرما نہیں ہیں۔ جی، محترمہ عذرا صابر خان!

محترمہ عذرا صابر خان: جناب سپیکر! معزز ممبران اور منسٹر صاحبان السلام علیکم۔ میں بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان میں بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ پنجاب کی تاریخ کا یہ پہلا موقع ہے کہ متوازی بجٹ پیش کیا گیا جس میں تمام شعبہ جات مثلاً تعلیم، صحت، بجلی، پانی اور لائیو سٹاک کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کی کابینہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جن کی دن رات کی کوششوں سے اتنا اچھا بجٹ پیش کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میری ایک بہن ناہید نعیم صاحبہ گوجرانوالہ سے تعلق رکھتی ہیں وہ ابھی بتا کر گئی ہیں کہ گوجرانوالہ میں کوئی funds نہیں لگے حالانکہ سال 14-2013 کے بجٹ میں گوجرانوالہ میں بہت زیادہ رقوم خرچ کی گئی ہیں۔ وہاں پر سڑکیں بنائی گئیں اور ایک بہت بڑا پل بھی تعمیر کیا گیا ہے جس کو دیکھ کر آپ دنگ رہ جائیں گے۔ اسی طرح وہاں پر صاف پانی کے بہت زیادہ کولرز لگائے گئے ہیں جس سے لوگ پانی پی کر خوش ہوتے ہیں اور دعائیں دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں حزب اختلاف کے معزز ممبران کو بتانا چاہتی ہوں کہ شور شرابا اور تنقید کرنا بہت آسان ہے لیکن اصلاح کے لئے کام کرنا بہت مشکل ہے۔ حزب اختلاف مخالفت برائے مخالفت نہ کرے بلکہ مخالفت برائے اصلاح کرے جس سے ملک اور قوم کو فائدہ ہو۔ میں معزز ایوان کے سامنے 15-2014 کے ترقیاتی بجٹ کا ذکر کرنا چاہتی ہوں۔ ہمارے ترقیاتی بجٹ کا حجم ایک ارب تین کروڑ اور 45 لاکھ روپے رکھا گیا ہے۔ سماجی شعبہ جات، محصولات، تعمیرات، پیداواری شعبہ جات اور سپیشل پروگرام کے لئے رقوم مختص کی گئی ہیں جن سے نہ صرف عام آدمی کو فائدہ ہوگا بلکہ تمام شعبہ جات میں ترقی کا کام بھی اُجاگر ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا ٹائم آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ عذرا صابر خان: جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف نے نندی پور میں بجلی کا منصوبہ اتنا جلدی اور اتنا اچھا شروع کیا ہے کہ اُس کو دیکھ کر پوری دنیا دنگ رہ گئی ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، محترمہ سلطانہ شاہین صاحبہ!

محترمہ سلطانہ شاہین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے تاریخ ساز بجٹ پیش کر کے عوام کے دل جیت لئے ہیں۔ ہمارے قائدین ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں کہ ملک میں ترقی کے نئے دور کا آغاز ہو۔ پنجاب حکومت نے بجٹ میں غریبوں کو زیادہ سے زیادہ relief دیا ہے اور اس بجٹ کے 36 فیصد فنڈز جنوبی پنجاب کو دے کر وہاں کی عوام کے دل جیت لئے ہیں۔ آج تک جنوبی پنجاب کی طرف کسی نے توجہ نہیں دی لیکن ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے جنوبی پنجاب میں خصوصی فنڈز دے کر بڑے اچھے منصوبے دیئے ہیں جس میں ملتان کو یونیورسٹی دی گئی ہے جس سے ہماری بچیوں کو اپنے ہی علاقہ میں اعلیٰ تعلیم میسر ہوگی جس پر ہم میاں محمد شہباز شریف کے مشکور و ممنون ہیں۔ انہوں نے ہمارے شہر ملتان کے لئے big city کا اعلان کیا ہے اور میٹرو بس کا بھی تحفہ دیا ہے جس کا بہت جلد آغاز ہونے والا ہے تو انشاء اللہ ہمارے قائدین کے سبب اس پاکستان کے اندھیرے اُجالوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔ یہ حزب اختلاف والے ایسے ہی بولتے رہیں گے، ان کی باری کبھی نہیں آئے گی اور اگلے دس سال بھی مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہے اور ہماری حکومت میں ہی انشاء اللہ پاکستان ترقی کرے گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک شعر حزب اختلاف کی نظر کرتی ہوں:

ہم سے اُلجھو گے دُنیا میں جیو گے کیسے
ہم تو ظلم کی ہر دیوار گرا دیتے ہیں

بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ تحسین فواد صاحبہ!

محترمہ تحسین فواد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور اُن کی پوری ٹیم کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے عوام دوست اور متوازن بجٹ پیش کیا۔

جناب سپیکر! 15-2014 میں جو منصوبہ جات شروع کئے گئے ہیں وہ سب قابل تعریف ہیں۔اس وقت ملک میں بے روزگاری بہت زیادہ ہے تو ہمارے وزیر اعلیٰ نے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے خود روزگار سکیم اور ییلو کیب سکیم شروع کی ہے وہ بہت خوش آئند بات ہے۔15-2014 میں ییلو کیب سکیم کے لئے 25۔ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے جو کافی حد تک بے روزگاری کا خاتمہ کرے گی۔

جناب سپیکر! پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لئے 5۔ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے جیسا کہ میں پہلے بھی راولپنڈی میں پانی کی قلت کا مسئلہ ایوان کے سامنے رکھ چکی ہوں تو اُمید ہے کہ راولپنڈی کی عوام کو اس بجٹ سے بہت فائدہ ہوگا۔راولپنڈی سٹی اور کینٹ میں پانی کا بہت مسئلہ ہے۔وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ سے خصوصی اپیل کرتی ہوں کہ سٹی اور کینٹ ایریا میں پانی کی قلت کو ختم کرنے کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ میری تجویز ہے کہ کینٹ ایریا میں بڑے ٹینک بنا کر پانی اکٹھا کر کے عوام کو مہیا کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں حکومت پنجاب کی تعریف کئے بنا نہیں رہ سکتی کیونکہ انہوں نے بیواؤں کا خیال رکھا ہے۔سرکاری ملازمین جو دوران سروس وفات پا جاتے ہیں اُن کے پسماندگان کو ملنے والی مالی امداد میں سو فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ملک تیمور مسعود صاحب!

ملک تیمور مسعود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں بجٹ پر بحث کے حوالہ سے چند گزارشات پیش کرنا چاہوں گا۔بجٹ پر بحث کا آج چوتھا دن ہے تو حکومتی بنچوں اور اپوزیشن بنچوں سے بھی بہت ہی سیر حاصل گفتگو کی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ حزب اقتدار کی طرف سے بلند بانگ دعوے کرتے ہوئے بڑے فخرانہ انداز میں اس بجٹ کے حوالہ سے بات کی گئی کہ پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ 10 کھرب روپیہ کا بجٹ پیش کیا جا رہا ہے یقیناً یہ قابل ستائش ہے لیکن میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو 10 کھرب روپیہ کے بجٹ کی بات کرتے ہیں کیا یہ اس کی تفصیل میں بھی گئے ہیں؟ انہوں نے اس کا break up بھی دیکھا ہے؟ انہوں نے کبھی یہ بھی جاننے کی کوشش کی کہ 10 کھرب روپیہ سے پنجاب کا جو بجٹ بنایا گیا اس کا source of income کیا تھا۔8 کھرب روپیہ وفاق سے NFC Award کی

صورت میں ہمیں دیا گیا اور اُس میں زیادہ رقم سرکاری ملازمین کے income tax, sales tax and other different indirect taxes لگا کر حاصل کی گئی۔ بجٹ کا صرف 2 کھرب روپیہ پنجاب اپنے وسائل سے خود پیدا کر رہا ہے۔ کیا یہ آپ کی قابلیت ہے؟ کیا یہ آپ کی اہلیت ہے کہ 10 کھرب روپے کے بجٹ میں صرف 20 فیصد contribution آپ کر رہے ہیں۔ اگر NFC Award سے آپ کو share نہ دیا جاتا تو اس بجٹ اور مختلف شعبہ جات کے اندر آپ کس طرح بات کرتے؟ آج مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہاں پر ان بند کمروں کے اندر اور ان ٹھنڈی ہواؤں کے اندر ہم نے انڈسٹری کے لئے بھی بات کی، یہاں پر Agriculture Sector کے لئے بھی زمینداروں نے بات کی لیکن حزب اقتدار نہ حزب اختلاف کی طرف سے اُن سرکاری ملازموں کے لئے بات کی گئی ہے جن کی تنخواہوں میں 10 فیصد اضافہ اونٹ کے منہ میں زیرہ کے مترادف ہے۔ جس تناسب سے مہنگائی بڑھ رہی ہے، جس تناسب سے اُن کی زندگیوں کے اوپر عذاب برپا کیا جا رہا ہے، بجلی کے بلوں سے لے کر آٹا اور کریانہ کی دکانوں پر وہ ذلیل ہوتے پھر رہے ہیں۔ اپنے بچوں کے منہ میں روٹی کا نوالہ ڈالنے کے لئے آج اُن کے پاس اتنی سکت نہیں اور ہم لوگ یہاں پر بیٹھ کر اُن ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کرنے کی بات کرنے سے بھی گریز کرتے ہیں۔ اس بجٹ کے اندر سب سے زیادہ contribution سرکاری ملازم کرتا ہے مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج اُس کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ یہاں پر سرکاری ملازمین کے لئے Health Insurance Scheme کی بات کی گئی اور یہاں پر اُن کے لئے Health Card کے اجراء کی بات کی گئی تو مجھے وزیر محنت اور انسانی وسائل بتائیں کہ 40 لاکھ لوگ سوشل سکیورٹی کے لئے contribute کر رہے ہیں انہیں Health Card issue کئے جاتے ہیں تو آج اُن کی کیا خدمت کی جا رہی ہے؟ آج بھی وہ ڈسٹرکٹ ہسپتالوں کے باہر لائن میں کھڑے ہو کر اپنی صحت کے لئے بھیک مانگتے ہیں لیکن اُنہی سر درد کی ایک گولی بھی میسر نہیں آتی۔ آپ لوگ یہاں پر عوام کو سبز باغ دکھا کر اور میڈیا کے سامنے hype create کر کے یہ فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ آپ نے ہیلتھ کے اندر پیسے رکھے، آپ نے ایجوکیشن کے اندر پیسے رکھے اور آپ energy crisis کے حوالہ سے بہت زیادہ فکر مند ہیں۔ یہاں پر Minister for Energy بیٹھے ہیں وہ آج جواب دیں کہ 31۔ ارب روپیہ کی میٹرو بس بن جاتی ہے لیکن پورے پنجاب کے Energy Sector کے لئے صرف 30۔ ارب روپیہ رکھا جاتا ہے تو ہمارے ساتھ یہ کس قسم کا کھلا تضاد ہے؟ آج یہ ایجوکیشن کے حوالہ سے بات کرتے ہیں کہ ہم نے اربوں روپیہ دیا۔ ہم نے اربوں روپے کی یہاں

funding کی ہے۔ہم نے تقریباً چالیس ہزار کے قریب ایجوکیٹرز بھرتی کئے لیکن افسوس کے ساتھ مجھے یہ بات کہنا پڑتی ہے یہاں پر وزیر خزانہ بھی بیٹھے ہیں وہ اس بات کو note کریں کہ جب یہاں پر آپ نے چالیس ہزار کے قریب ایجوکیٹرز بھرتی کئے، ان کو روزگار دیا اور آپ نے یہ بات کی کہ ہم نے ایجوکیٹرز بھرتی کئے۔آپ نے بہت اچھا کام کیا ہے۔آپ چالیس ہزار ایجوکیٹرز بھرتی تو کرتے ہیں لیکن اگلے ہی مہینے آپ کی surplus policy آجاتی ہے اور اس کے تحت جو ایجوکیٹرز پہلے سے وہاں پر اپنی services provide کر رہے ہیں جو پندرہ بیس سالوں سے سرکاری سکولوں کے اندر تعلیم دے رہے ہیں آپ ان کو surplus policy کے تحت اٹھا کر باہر پھینک رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! بہت شکریہ۔سردار خالد وارن صاحب!

سردار خالد محمود وارن: جناب سپیکر! شکریہ۔نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب توں پہلاں میں شکر گزار ہاں کہ جناب نے وقت دتا اے۔میں دل دی اتھاہ گہرائیاں دے نال شکریہ ادا کریناں آں۔وزیر خزانہ صاحب تے اوہناں دی ٹیم دا کہ جنہاں نے انتھک کوشش کیتی۔وزیر خزانہ نے ساڈے قائد میاں محمد شہباز شریف خادم اعلیٰ پنجاب دی ہدایت دے مطابق پنجاب دی عوام کوں اتنا اچھا، مخلص، عوام دوست، غریب پرور، یتیماں تے مسکیناں دا حق دیون والا تے پنجاب دے عوام دا حق دیون والا بجٹ دتا۔پر لی سائیڈ توں جنہاں لوکاں نے اج تک ایہہ بجٹ دی کتاب نہیں پڑھی اوہناں کوں میں تہاڈے توسط دے نال گزارش کریناں آں کہ عینکاں لا کے پڑھو کہ جنوبی پنجاب دے عوام دی ترجمانی اساں بہاولپور والے کر سکدے آں۔اساں جاندے ہاں کہ بہاولپور دی عوام دی خاطر ساڈے قائد خادم پنجاب میاں محمد شہباز شریف تے اوہناں دی ٹیم نیں بہاولپور نوں سولر انرجی دا پراجیکٹ دے کے پاکستان دی 67 سالہ ہسٹری وچ اتنا وڈا کم کر دتا اے تے تساں کوں اے باور کرایا اے کہ بہاولپور وی لاہور اے تے لاہور وی بہاولپور اے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! تساں کتاباں وچ نہیں پڑھیا جا کے ملتان وچ دیکھو کہ جینویں لاہور وچ میٹرو بس چلدی پئی اے اینویں ملتان وچ چلنی اے۔کیا تساں نوں بہاولپور نہیں ڈٹھا کہ بہاولنگر ضلع کوں اوتھے بہاولپور دے ملاپ نوں اج تک کئی حکومتاں نے نہیں ڈٹھا تے ساڈے وزیر اعلیٰ نے ساڈے خادم اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ تے اوہدی ساری ٹیم نے اس بجٹ وچ دو رویہ سڑک حاصل پور توں بہاولپور 90 کلومیٹر رکھی اے۔کیا ایہہ بہاولپور دے لوکاں دی ترجمانی نہیں کیتی؟ کیا تساں کو ایہہ نہیں نظر آ رہیا۔ایتھاں بیٹھ کے، جہلم بیٹھ کے، لاہور بیٹھ کے بہاولپور دی گفتگو کرنا آسان اے۔اینویں تساں

چیک کیتا ہو سی کہ بجٹ کتاب وچ 36 فیصد جنوبی پنجاب دا بجٹ لکھیا ہو یا اے۔ کیا تساں ایہہ نہیں ڈٹھا کہ رحیم یار خان دی ترقی واسطے ساڈے وزیر اعلیٰ دی ٹیم نے بجٹ وچ خطیر رقم رکھی اے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وارن صاحب! بہت شکریہ۔ جناب جاوید اختر صاحب!

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے سالانہ بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن اور ان کی ٹیم کو 1000۔ارب روپے کا ریکارڈ بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ بجٹ پنجاب کی ترقی کے حوالے سے وزیر اعلیٰ کے وژن اور road map کا عکاس ہے۔ یہاں اپوزیشن جو تنقید کر رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ تنقید نہیں ہے وہ صرف مسائل اور وسائل میں فرق ہے۔ یہ اس کو سمجھنے کی کوشش کریں سارے مسائل ایک ساتھ حل نہیں ہوا کرتے۔ یہ دنیا جب سے وجود میں آئی ہے یہ فرق ہے اور رہتی دنیا تک رہے گا کبھی کوئی حکمران یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ہم نے آپ کے سارے مسائل ختم کر دیئے ہیں۔ میں پچھلے دنوں ٹی وی پر دیکھ رہا تھا کہ اپوزیشن کے ملتان سے ایک اہم راہنما میں ان کا نام نہیں لینا چاہتا وہ فرمارہے تھے کہ ہمیں میٹرو بس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ وہ تو پراڈو اور مرسڈیز میں پھرتے ہیں غریبوں اور ان کے بچوں کو تو وہاں میٹرو بس کی ضرورت ہے۔ میٹرو بس پر غریبوں کے بچے سفر کرتے ہیں کسی بڑے لیڈر یا کسی بیوروکریٹ کے بچے اس میں سفر نہیں کرتے ہیں اس میں صرف غریبوں کے بچے سفر کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! دانش سکول کے حوالے سے میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بجٹ عوامی بجٹ ہے اور یہ بجٹ نوجوانوں کا بجٹ ہے۔ آپ دیکھیں کہ 20 لاکھ خواتین کی تعداد کوئی کم تعداد نہیں ہے انہیں فنی تعلیم دی جائے گی۔ یہ نوجوانوں کا بجٹ ہے۔ اس بجٹ پر one by one ہر موضوع پر بحث نہیں کی جاسکتی۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کے توسط سے انہیں ایک بہت اہم تجویز دوں گا امید ہے معزز ممبران اس کو appreciate بھی کریں گے اور اس کی تائید بھی کریں گے۔ ہمارے دیہی علاقوں میں جہاں پر حکومت گلی، نالی اور سولنگ وغیرہ کے اربوں روپے کے منصوبے دیتی ہے جو صفائی نہ ہونے کی وجہ سے ایک دو سال میں ختم ہو جاتے ہیں اور گورنمنٹ کے خزانے کا اربوں روپیہ ضائع ہو جاتا ہے۔ میری آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے یہ درخواست ہے کہ ہر یونین کونسل کی سطح پر صفائی کا مؤثر نظام قائم کیا جائے اور ہر یونین کونسل میں آٹھ سینٹری ورکرز، ایک ٹریکٹر

ٹرالی اور ہاتھ والی ٹرالیاں اگر فراہم کر دی جائیں تو صفائی کا نظام بہتر ہو جائے گا۔ ہمارے مذہب میں صفائی نصف ایمان ہے۔ آپ دیہات میں جائیں اور دیکھیں کہ وہاں صفائی کی کیا صورتحال ہے؟ وہاں پر صفائی کا انتظام بالکل نہیں ہے۔ میں اپنے سارے colleagues سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ سب اس کی تائید کریں تاکہ ہر یونین کونسل کی سطح پر صفائی کا مؤثر نظام لایا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ فہرست بہت لمبی ہے اور وقت بہت مختصر ہے اس لئے جو معزز ممبران ابھی تک تقریر نہیں کر سکے۔ میری ان سے گزارش ہے کہ ان کو ضمنی بجٹ پر تقریر کرنے کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ priority پر موقع دیا جائے گا۔ اب میں وزیر خزانہ سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ بحث کو wind up کریں۔

وزیر خزانہ / آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں اور منسٹر صاحب کی بات سنیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ / آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میری آپ سے request ہو گی کہ ویسے تو یہ seriously participate نہیں کرتے لیکن اگر آج کر رہے ہیں تو اِن کو دو دو منٹ دے دیئے جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آج آپ ہمیں موقع دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اتنی لمبی لسٹ ہے۔ مجھے بتائیں کہ میں کس طرح ٹائم دوں؟ اگر آپ میری بات مان لیں تو جو لوگ رہ جائیں گے اُن کو ضمنی بجٹ کی بحث کے اوپر دس دس منٹ دے دوں گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! آج ہمیں موقع دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چار دن سے آپ کا نام پکارا جا رہا تھا لیکن آپ لوگوں نے حصہ ہی نہیں لیا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ دو دو منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ میں تو آپ لوگوں کو ایک اچھا موقع دے رہا تھا۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ فائزہ احمد ملک صاحبہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ٹائم کا خیال رکھتے ہوئے میں سب سے پہلے وزیر خزانہ صاحب کو آپ کے توسط سے یہ تجویز دینا چاہوں گی کہ میں نے پچھلے بجٹ میں بھی یہ تجویز دی تھی لیکن حکومت کے آگے بین بجانا ہمارا کام ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ پانچ سال یہ بین بجاتے رہیں

گے۔ میں نے request کی تھی کہ نیشنل فنانس کمیشن کی طرز پر صوبائی فنانس کمیشن بنا دیا جائے۔ ہمارا صوبہ پنجاب اور ہمارے اضلاع کے بہت سارے ایسے علاقے ہیں جو احساسِ محرومی کا شکار ہیں۔ میرا تعلق لاہور سے ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ مجھے یقیناً تکلیف ہوتی ہے جب لاہور کو تختِ لاہور کا نام دیا جاتا ہے کیونکہ اس پورے ملک پاکستان کا لاہور دل ہے۔ میرے خیال میں جب ان علاقوں کی محرومی جو جنوبی پنجاب کی شکل میں دیکھنے میں آئی جیسے آپ کا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے لہذا اگر صوبائی فنانس کمیشن بنایا جائے گا تو ہر ضلع کو اس کا حصہ directly ملے گا اور ہر ضلع کی محرومی خود بخود دُور ہو جائے گی۔ یہاں پر جنوبی پنجاب کی بڑی دہائیاں دی جا رہی ہیں کہ کافی فنڈز بجٹ میں رکھے گئے ہیں۔ میرا سب سے پہلے سوال ہے کہ ایک ہزار ارب روپے کی رقم اس 15-2014 کے بجٹ میں رکھی گئی ہے۔ اگر دیکھا جائے تو تقریباً 451۔ارب روپے کی رقم بنتی ہے جس کا صوبہ پنجاب مقروض ہے لہذا ہم کس چیز کی خوشیاں اور جشن منائیں جبکہ ہمارے صوبے کے ہم تمام لوگوں کا ایک ایک بال قرضے میں جکڑا ہوا ہے۔ ہم یہاں اسمبلی میں بیٹھ کر جشن منا رہے ہیں کہ واہ جی واہ ہم نے ایک ہزار ارب روپے رکھے ہیں جن میں سے 451۔ارب روپیہ قرضہ میں چلا جائے گا۔ آپ نے یہاں پولیس کی بات کی کہ پولیس کے لئے ہم نے رقم مختص کی ہے۔ جب پولیس کے موضوع پر بحث ہوگی تب اس پر بات کریں گے۔ پولیس کی کارکردگی ہمارے سامنے ہے۔ اس کے لئے بجٹ ضرور بڑھائیں کیونکہ دہشت گردی ہمارے ملک میں اس وقت درپیش ہے جو بہت بڑا مسئلہ ہے لیکن میری گزارش ہے کہ اس بجٹ کے بڑھانے کے بعد ان کی کارکردگی بھی دیکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ کیونکہ ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کر کے ختم کر دوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ہر سطح کے اوپر بات کرنے میں کوئی اعتراض نہیں کیونکہ ہمیں بڑے منصوبوں کی ضرورت ہے، پُلوں کی بھی ضرورت ہے، بے شک ہمیں جنگلا اور اس طرح کی چیزوں کی بھی ضرورت ہوگی لیکن اس حکومت کو priorities set کرنی پڑیں گی۔ ہمیں priority پر ہیلتھ اور ایجوکیشن کو رکھنا چاہئے لیکن بسوں اور ٹرینوں کے منصوبوں کو دوسرے یا تیسرے نمبر پر لے کر جانا چاہئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، خرم شہزاد صاحب!

جناب خرم شہزاد: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ٹائم کی قلت کی وجہ سے صرف اتنی بات کروں گا کہ جس حلقہ سے میں منتخب ہوا ہوں اسے یعنی فیصل آباد کو پاکستان کا Manchester کہا جاتا ہے۔ وہاں پر بجلی کے line losses دو سے تین فیصد ہیں، وہاں پر گیس نہیں ہے اور بجلی نہیں ہے جو ہماری بنیادی ضرورت ہیں جبکہ ہم جنگلا بسوں کی طرف جا رہے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم budget lapses پر بات نہیں کرتے۔ کوئی اس بجٹ کو اٹھا کر ادھر لے جاتا ہے کوئی اُدھر لے جاتا ہے۔ سب سے پہلے تو ہم budget lapse کی بات کریں۔ یہاں پر وزیر خزانہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، میں نے پچھلی بجٹ تقریر میں بھی کہا تھا کہ پیسے allocate کئے جاتے ہیں لیکن پتا نہیں جاتے کہاں پر ہیں؟ میری تجویز ہے کہ ہمیں ہر جگہ پر treatment plants لگانے چاہئیں۔ ہمارے فیصل آباد میں بیس سے پچیس فیصد death ہیپاٹائٹس سے ہو رہی ہیں۔ اگر ہم treatment plant لگا دیں جس کو اچھے طریقے سے شروع کر لیں تو یقین کریں کہ آپ کا ہیلتھ کا بجٹ آدھا رہ جائے گا۔ آپ ہسپتالوں میں جا کر حال دیکھیں۔ 2013-14 کے بجٹ میں بھی ہیلتھ کے لئے پیسے رکھے گئے تھے لیکن کیا حال ہوا؟ میرے حلقہ میں تین جنرل ہسپتال آتے ہیں لیکن تینوں ہسپتالوں میں انسان کا جانور سے بھی بد تر حال ہے۔ ایک ایک بیڈ پر دو دو مریض لیٹے ہوئے ہیں لیکن ہیپاٹائٹس کی کوئی vaccine میسر نہیں ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ وہ پیسے کہاں پر جا رہے ہیں یا پیسے کم کر دیئے گئے ہیں بلکہ اس سے دگنے پیسے رکھے گئے ہیں لیکن پھر بھی وہی حال ہے، اگلے سال اگر ہم نے ایسے ہی بیٹھنا ہے اور ہسپتالوں کی یہی position ہونی ہے تو پھر ہمیں یہاں اس بجٹ میں تالیاں بجانے یا جشن منانے کا کیا فائدہ ہے؟

جناب سپیکر! میں تعلیم کے حوالے سے ذکر کروں گا کہ میرا حلقہ آٹھ بازاروں کا دل ہے لیکن وہاں پر اگر سکولوں کی یہ position ہے تو جنوبی پنجاب یا کسی اور جگہ پر کیا position ہو گی؟ سکولوں میں بچیوں کو بٹھانے کے کرسیاں نہیں ہیں اور واش رومز نہیں ہیں۔ پیسے allocate ضرور کئے جاتے ہیں لیکن وہ جاتے کہاں پر ہیں ہمیں اس کا کوئی پتا نہیں ہے؟ فیصل آباد میں جیل روڈ بنائی گئی جس پر پندرہ کروڑ روپے لگے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خرم شہزاد صاحب! پلیز wind up کر دیں۔

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! آپ believe کریں کہ اس میں ایک کھڈا نہیں تھا۔ اگر وہی پیسے ہم water treatment plant پر لگا دیتے تو ہمارا پانی کا مسئلہ حل ہو جاتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خرم شہزاد صاحب! بہت شکریہ۔ جی، سردار احمد علی دریشک صاحب!

جناب احمد علی خان دریشک: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اے اللہ! میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور تجھ سے ہی مدد مانگتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا کہ آپ نے ہمیں ٹائم دیا۔ میں پولیس کے حوالے سے بات کروں گا کہ بجٹ میں اس کے لئے بہت ساری رقم مختص کی گئی ہے۔ میں یہ بھی بتاؤں گا کہ اس وقت ہمارے ضلع کی جو صورتحال چل رہی ہے وہاں پر آٹھ لیٹر fuel پولیس کی ایک گاڑی کو دیا جاتا ہے جس آٹھ لیٹر میں وہ گشت بھی کرتی ہے اور افسران بالا کی پھٹیکیں بھی بھگتاتی ہے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ پولیس کے ڈیپارٹمنٹ کو حکومت نے بہت زیادہ بجٹ دیا۔ میں ایک چیز کے حوالے سے حکام بالا تک اپنی آواز پہنچاؤں گا کہ خدارا پولیس جیسے محکمے کو آزاد کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب احمد علی خان دریشک: جناب سپیکر! خدارا پولیس جیسے محکمہ کو آزاد کر دیا جائے پولیس کے محکمے سے سیاسی مداخلت ختم کر دی جائے۔ اگر پولیس ڈیپارٹمنٹ سے سیاسی مداخلت ختم کر دی گئی تو جیسے ماڈل ٹاؤن والا واقعہ پیش آیا ہے، ایسے واقعات آئندہ پیش نہیں آئیں گے۔ ہر حلقے میں ہر علاقے میں تھانہ کلچر، تھانہ سسٹم اور تھانے میں جو سیاسی مداخلت رکھی گئی ہے یہ بہت ہی شرمناک ہے، یہ بہت ہی شرمناک ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "بجٹ پر بات کریں" کی آوازیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: خاموشی اختیار کی جائے۔

جناب احمد علی خان دریشک: جناب سپیکر! میں بھی پولیس کے بجٹ کے حوالے سے ہی بات کر رہا ہوں۔ اب میں irrigation کے حوالے سے بات کروں گا کہ ہمارے ضلع ڈیرہ غازی خان اور خصوصاً ضلع راجن پور میں نہری نظام بالکل ہی بہتر نہیں ہے اور وہاں ٹیل پر پانی پہنچانے کے لئے پوری کوشش کی جاتی ہے لیکن راستے میں برسر اقتدار لوگ ٹیوب ویل لگا کر پانچ کھینچ کر اپنی زمینوں کو لگا دیتے ہیں۔ اس چیز کا نوٹس لیا جائے تاکہ ٹیل تک پانی پہنچ سکے اور خصوصاً ڈھندی نہر جو کہ ضلع راجن پور میں ہے۔ میں ضلع راجن پور کی خصوصاً بات کروں گا کہ وہاں پر لوگوں کو پینے کا پانی تک میسر نہیں ہے۔ میری منسٹر صاحب سے گزارش ہو گی اور میں ایک تجویز دوں گا کہ ہماری "وڈور" یونین کونسل ہے جو کہ میرے

اپنے حلقہ میں ہے جہاں پر پینے کا پانی میسر نہیں ہے۔اس یونین کونسل پر خصوصی توجہ دے کر وہاں پر فلٹریشن پلانٹ لگایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب!آپ سردار احمد علی صاحب سے تجاویز لے لیں۔ سردار صاحب!بہت شکریہ۔سردار قیصر عباس خان مگسی!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔چودھری محمود الحسن چیمہ صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔جی، چودھری محمد یوسف کسیلیہ صاحب!

چودھری محمد یوسف کسیلیہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔جناب سپیکر!بہت شکریہ۔سب سے پہلے تو سانحہ ماڈل ٹاؤن پر افسوس اور غمزدہ لوگوں کے ساتھ ہم بھی برابر کے شریک ہیں۔اس کے بعد میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے پنجاب کی تاریخ میں اتنے بڑے حجم کا بجٹ پیش کیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ پنجاب کو ایک محفوظ، خوشحال، تعلیم یافتہ، زرعی اور صنعتی ملک بنانے کے لئے اس بجٹ میں کوششیں کی گئی ہیں۔اسی طرح زراعت کے شعبہ کا پوری طرح خیال رکھا گیا ہے اور خاص طور پر جنوبی پنجاب کو شمالی پنجاب کے ہم پلہ لانے کے لئے اس کے بجٹ میں اضافہ کیا گیا ہے جس میں یونیورسٹی، میڈیکل کالجز، زرعی یونیورسٹی کا کیمپس بورے والا اور ڈی ایچ کیو ہسپتال کی اپ گریڈیشن شامل ہے۔

جناب سپیکر!میں خاص طور پر زراعت کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کیونکہ اس وقت منسٹر صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں کہ ہمارے ملک میں زراعت ملکی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لیکن پاکستان میں زراعت اس level اور اس status پر نہیں کی جارہی جو آج دنیا میں اس کے لئے نئی تکنیکس اپنائی گئی ہیں۔اس حوالے سے کسانوں کو inputs بہت مہنگی پڑتی ہیں، کھاد، بجلی، زرعی ادویات کی قیمتیں بہت زیادہ ہوتی ہیں اور جب وہ output لیتا ہے تو وہ عالمی مارکیٹ کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس لئے میری تجویز ہے کہ اس سلسلے میں نئی تکنیکس کو اختیار کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جناب آصف محمود صاحب!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!شکریہ۔میں اپنی بجٹ تقریر سے پہلے آپ سے چند ایک باتیں کرنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھ سے نہ کریں بلکہ بجٹ پر بات کریں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میرا مطلب ہے کہ آپ کے توسط سے اس ایوان کے اندر میں یہ بات کرنا چاہوں گا کہ جس جمہوریت کے ہم روز نعرے لگاتے ہیں۔ ہمیں یہاں پر تنقید کرنے یا بات کرنے سے پہلے آپ سے اپنی حفاظت کی surety لینی پڑتی ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں، نہیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! آپ ہماری حفاظت کے لئے ضامن بنیں تو ہم کوئی جسارت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آصف محمود صاحب! نہیں، نہیں۔ آپ بجٹ پر ہی رہیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں بجٹ سے پہلے یہ کہوں گا کہ ہمیشہ کی طرح اس دفعہ بھی جان کی امان پاؤں تو میں کچھ عرض کروں۔ گزارش یہ ہے کہ حکومت کی جو ترجیحات ہوتی ہیں، بجٹ allocate کر دینا، سب نے بڑے بڑے نعرے لگائے کہ بہت بڑے حجم کا ہم نے ایک بجٹ پیش کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بجٹ اور کھپت میں بڑا فرق ہے۔ کھپا دینا اور صحیح جگہ پر اس کو خرچ کرنے میں بڑا فرق ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ وقت چونکہ کم ہے اور تقریر بڑی لمبی چوڑی تھی لیکن میں اپنے حلقہ کے حوالے سے کوئی دو چار issues آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ راولپنڈی میں میٹرو بس کے حوالے سے جب ہم بات کرتے ہیں تو خدارا اس بات کو سمجھیں کہ ہم میٹرو بس کی مخالفت نہیں کرتے۔ اگر آپ ہمارے بنیادی مسائل کو پہلے حل کر دیں تو ہم بالکل اس میں سوار بھی ہوں گے اور آپ کی جماعت کے جھنڈے اٹھا کر بیٹھیں گے لیکن پہلے بنیادی مسائل ہیں، خدا کی قسم! ضلع راولپنڈی کے اندر یہاں پر میرے حلقہ کی آپ کی ایم پی اے بیٹھی ہیں اور انہیں پتا ہے کہ وہاں پانی کا کتنا مسئلہ ہے۔ جن عورتوں کے حقوق کی آپ بات کرتے ہیں تو ان کے ایک ہاتھ میں بچہ ہوتا ہے اور وہ دوسرے ہاتھ میں پانی کی بالٹی اس موسم گرما میں اٹھا کر لے جا رہی ہوتی ہیں۔ آپ میٹرو بس ضرور بنائیں لیکن خدارا یہاں پر وزیر خزانہ صاحب بھی تشریف فرما ہیں تو پانی کا جو مسئلہ راولپنڈی شہر کے اندر ہے اس کے لئے فی الفور اقدامات کریں۔

جناب سپیکر! میں دو تجاویز دینا چاہوں گا۔ ایک تجویز یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں کی سکیورٹی پر بڑی خطیر رقم خرچ ہوتی ہے۔ ابھی پچھلے دنوں کتے لئے گئے اور BMW گاڑیاں لی گئیں تو میں ایک

گزارش کروں گا کہ اس رقم میں سے تھوڑی سی کٹوتی کر کے کوئی دو انسٹرکٹرز ہائر کریں جو ہمارے وزیراعلیٰ اور وزیراعظم کو جمہوری روایات کی تربیت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ راجہ راشد حفیظ صاحب!

راجہ راشد حفیظ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں اپنی بات مختصر وقت میں ختم کروں گا۔ اس وقت بیٹھی ہوئی حکومت نے عوام سے بہت سے وعدے کئے تھے اور بہت سے نعرے لگائے تھے جن کی وجہ سے انہیں ووٹ دیا گیا۔ اس وقت یہ بات کہی گئی کہ چھ ماہ میں ہم عوام کی تقدیر بدل دیں گے، ہم چھ ماہ میں ایسا چھکا لگائیں گے کہ پاکستان کی تاریخ میں ایسا چھکا نہیں ملے گا اور پھر ایسا چھکا لگا کہ عوام کے چھکے چھوٹ گئے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اپنے ان وعدوں کو دیکھا جائے کہ ان پر کتنا عمل درآمد ہوا ہے۔ یہاں پر جو بجٹ اس دفعہ پیش کیا گیا تو میں نہیں سمجھتا کہ پنجاب کی تاریخ میں اس سے زیادہ وحشیانہ بجٹ پیش کیا گیا ہو۔ یہ وحشی قسم کا بجٹ پیش کیا گیا ہے جیسا کہ ان لوگوں کا انتخابی نشان وحشی قسم کا تھا تو اسی قسم کا انہوں نے بجٹ پیش کیا ہے اور یہ بہت بڑا ظلم ہے اور آپ پچھلے پانچ چھ ماہ سے دیکھ رہے ہیں کہ ظلم بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ "گلو بٹ" کا ظلم آیا تو لوگ [*********] (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبر محترمہ سلمیٰ بٹ اپنی نشست سے کھڑی ہو گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔ راجہ صاحب! آپ ایسی بات نہ کریں۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔ یہاں پر سانحہ لاہور ہوا تو لوگ جامعہ حفصہ کو بھول گئے اور یہاں پر پنجاب کا سابقہ ریکارڈ بجٹ آیا تو پنجاب کے سابق تمام بجٹ لوگ بھول گئے۔ میری یہ گزارش ہے کہ عوام کے مسائل وہیں کے وہیں پڑے ہوئے ہیں اور ہر دفعہ یہی کہا جاتا ہے کہ مثالی بجٹ پیش ہو رہا ہے لیکن آپ دیکھیں کہ پچھلے سات سال سے مسلم لیگ (ن) والے یہ بجٹ پیش کر رہے ہیں اور ہر دفعہ کہا جاتا ہے کہ عوام کی تقدیر بدل جائے گی۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ پچھلے سات سال میں عوام کی کون سی تقدیر بدلی ہے اور کون سی چیز سستی ہوئی ہے؟

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں چاہوں گی کہ ایوان میں موجود تمام حکومتی بنچز یا اپوزیشن بنچز کے ممبران میری تقریر کو کسی پارٹی کارکن بننے کی بجائے پاکستانی بن کر سنیں۔ سب سے پہلے تو میں ایک شعر عرض کرنا چاہوں گی کہ:

لگا کر آگ شہر کو یہ بادشاہ نے کہا
اٹھا ہے دل میں تماشے کا آج شوق بہت
جھکا کر سر کو سبھی شاہ پرست بول اٹھے
حضور کا شوق سلامت رہے شہر اور بہت

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آج بجٹ پر بات کرنا چاہوں گی۔ ہمارے حکومتی ممبران نے بات کی تو انہوں نے اس بجٹ کو عوام دوست کہا۔ میں اس کی تھوڑی سی تصویر دینا چاہتی ہوں کہ اگر یہ اتنا ہی عوام دوست بجٹ ہے جتنی حکومت پنجاب عوام دوست ہے۔ اگر واقعی یہ ایسا بجٹ ہے تو "ان کی دوستی اچھی نہ ان کی دشمنی اچھی" ہم جب اس اسمبلی میں روز داخل ہوتے ہیں تو وہاں سے عوام دوستی نظر آنا شروع ہوتی ہے۔ ہمارے left side پر کچھ سکیورٹی گارڈز جو ہم لوگوں کو گائیڈ کرنے کے لئے بیٹھے ہوتے ہیں، شدید ترین گرمی میں انتہائی موٹی یونیفارم کے ساتھ وہاں پر ایک مریل سا fan چل رہا ہے، کوئی وہاں پر ٹھنڈے پانی کا کولر نہیں۔ انہوں نے مجھے کہا کہ انہیں ٹھنڈا پانی بھی پینے کا میسر نہیں ہوتا۔ اگر ہم اپنے گھر سے، دیکھیں ہم نے فلاحی کاموں کے لئے اتنا بجٹ رکھا ہے جو کہ بہت اچھی بات ہے لیکن آپ کی سخاوت اپنے گھر سے شروع ہوتی ہے۔ ہم تو ان ٹھنڈے ائر کنڈیشنڈ ہالوں میں بیٹھے ہیں۔ میں آپ کو بتاتی ہوں جب enter ہوتے ہیں گیٹ سے lift میں ہمارے guards کھڑے ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پانی بھی رکھا ہے محترمہ کولر بھی رکھے ہیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! گرم پانی ہے اور کولر نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھنڈا پانی ہے اور کولر بھی لگے ہوئے ہیں پنکھے بھی لگے ہوئے ہیں آپ دیکھ لیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: کولر باہر entrance پر لگے ہوئے ہیں، جب آپ enter ہوتے ہیں اُس جگہ پر کولر نہیں ہیں تو مجھے اُن کی حالت دیکھ کر کہ ہم تو ائر کنڈیشنڈ ہالوں میں بیٹھے ہوتے ہیں، ہمیں

ضرورت اس امر کی ہے کہ پہلے ہم عوام کے مسائل دیکھیں کہ اگر یہ عوامی بجٹ ہے تو عوام کو relief کہاں ہے؟ دیکھیں جا کر کوڑوں کے ڈھیروں میں سے کتنے کھانا کھا رہے ہوتے ہیں وہیں سے بچے کھاتے ہیں پولیس کی بات ہوتی ہے کہ پولیس کا آپ نے اتنا بجٹ بڑھایا ہے، اُن کو جدید اسلحہ دیا ہے، کیمرے لگائے ہیں بہت اچھی بات ہے ضرور ہونا چاہئے۔ اُن کیمروں کے سامنے سنبل کے قاتلوں کی تصویریں تو آئیں لیکن آج تک سنبل کے قاتل نہیں پکڑے گئے انہیں latest اسلحہ کے ساتھ پولیس کی موجودگی میں آمنہ کو اینٹیں مار مار کر مار دیا گیا اس لئے فنڈز بڑھائے گئے کہ لاشیں گرائیں پولیس والے اور لوگوں پر straight firing کریں اور آپ اس بجٹ میں سے پانچ پانچ لاکھ اور تیس تیس لاکھ روپے معاوضہ دیں، میں اعتراض کرتی ہوں کہ اگر یہ بجٹ آپ پیش کرتے ہیں تو عوام پر رحم کھائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ جی، next محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! شعر دوبارہ پڑھ دوں؟

جناب سپیکر: نہیں، آپ سے آخر میں سن لیں گے۔ جی، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آج ہم budget speech کر رہے ہیں اور ہماری اسمبلی کا اس وقت ماحول یہ ہے کہ جیسے یہ ایک entertainment ہے، میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک بہت ہی serious قدم ہے جو ہم اپنے اس پنجاب کی فلاح کے لئے اس پنجاب کے مسائل کو حل کرنے کے لئے اٹھانے جا رہے ہیں۔ ہم سب کو چاہئے کہ ہم سنجیدگی کا مظاہرہ کریں اور ہم اپنے محدود وسائل کے اندر رہتے ہوئے اپنے بے تحاشا مسائل کی صحیح طور پر نشاندہی کر سکیں۔ میری آپ سب سے گزارش ہے کہ جب بھی ہم بجٹ بناتے ہیں ہماری یہ خواہش ہوتی ہے، ابھی میرے بہت سارے بھائیوں نے حکومتی بنچوں کی طرف سے بھی یہی کہا کہ سارے مسائل ایک ہی دفعہ میں حل نہیں ہو سکتے۔ یہ بہت بڑی حقیقت ہے ہم اس بات سے اتفاق کرتے ہیں لیکن یہاں پر ایک question mark ہے کہ کیا ہم نے اتنے سالوں سے جن priorities کو focus کیا؟ جن کی نشاندہی کی کیا کسی ایک کو بھی حل کرنے میں ہم آج تک کامیاب ہوئے یا نہیں؟ اس بات کو سوچئے وزیر خزانہ یہاں بیٹھے ہیں، policies دے رہے ہیں اور بجٹ پیش کر رہے ہیں تو کیا ان کے ذہن میں یہ بات نہیں آئی کہ ہم کسی ایک چیز کو focus کر لیں، لوڈشیڈنگ کا مسئلہ لے لیں، ایجوکیشن کا لے لیں، صحت کا لے لیں اور صاف پانی کا لے لیں۔ کوئی ایک دو چیزیں جب تک ہم اپنی priority پر نہیں رکھیں گے ہم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یہ ایک بنیادی چیز ہے جہاں تک ہمارے بنیادی مسائل کا تعلق ہے ہم ہمیشہ

بات کرتے ہیں fundamental rights کی fundamental rights کیا ہیں؟ fundamental rights یہ ہیں ہماری بنیادی ضروریات ہمیں پینے کا صاف پانی، خوراک اور کھانے پینے کی چیزیں، یہ میری priority ہے۔ یہ میری سوچ کہتی ہے کہ بنیادی ضروریات میں ہمیں سب سے پہلے اُن چیزوں کو focus کرنا چاہئے اور یہاں پر میں تھوڑا سا ذکر کروں گی پچھلے بجٹ سے اب تک جو ایجوکیشن میں ہوا اگر ہم بجٹ کے حوالے سے بات کریں تو white paper کے affairs or services میں یہ صفحہ نمبر 23 پر 6.68 بجٹ رکھا گیا ہے affairs or services ایجوکیشن کے لئے لیکن اس دفعہ بجٹ بڑھانے کی بجائے 6.67 کر دیا گیا اسی طرح اگر آپ صحت کی بات کریں تو صحت میں hepatitis کے لئے جتنا بجٹ allocate کیا گیا وہ پانچ کروڑ روپے تھا اب اُس کو کم کر کے ایک کروڑ کر دیا گیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ہماری کون سی priorities ہیں اور کون سی صحت کی ایسی priority ہے جس کو ہم نے decide کیا ہے کہ ہم اُس کو اس دفعہ لے کر آئیں گے اور اُس کو ہم ختم کریں گے؟ اسی طرح ہم نے سولر انرجی کی بات کی ہم اُس کو ختم نہیں کر سکے ہمارے نہایت ہی قابل احترم وزیر اعلیٰ کی بڑی خواہش ہے کہ ہم اچھے projects کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! میں صرف اس بات سے complete کر رہی ہوں کہ پچھلی دفعہ بجٹ میں جو ہم نے ongoing schemes 1179 دی تھیں اور اس کے بعد جو نئی schemes تھیں وہ 2405 تھیں۔ یہ کل schemes 3584 تھیں جن کے اوپر بجٹ allocate کیا گیا تھا اور schemes 760 کی completion ہوئی ہے۔ میں صرف یہ کہتی ہوں جو focus کریں اُس کو حل کریں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! شکریہ۔ ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ میں اب وزیر خزانہ کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بجٹ پر بحث کو wind up کریں۔

کورم کی نشاندہی

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

وزیر خزانہ / آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! دیکھیں ہم نے ان کا احساس کیا ہے آپ کو کہہ کر اِن کو بحث کا ٹائم دیا گیا۔ پہلے بھی یہ serious نہیں تھے۔ اب انہوں نے کورم point out کیا ہے اُس دن بھی بہت سارے ممبران بات کرنے سے رہ گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! بات یہ ہے آپ یہ رولز پڑھ لیں رولز 139 میں لکھا ہوا ہے کہ بحث کے خاتمہ پر وزیر خزانہ کسی دیگر وزیر جو اس کی جانب سے فرائض انجام دے رہے ہوں کو جواب دینے کا حق حاصل ہوگا۔ آپ اُن کا جواب تو سن لیں انہوں نے آپ کے تمام دوستوں کی بات سنی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ رولز کے مطابق اس وقت نہیں کر سکتے۔ پہلے رولز کی کتاب پڑھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں اپنے مؤقف پر قائم ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے تو گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا اجلاس پندرہ منٹ کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 15 منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(15 منٹ کے وقفہ کے بعد 5 بج کر 25 منٹ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔ ایوان کا ٹائم آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے سسر الی ایجنڈا نامنظور کی نعرے بازی)

سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث
(---جاری)

جناب سپیکر: مہربانی، مہربانی۔ جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہاں اپنی تقریر wind up کرنے سے سے پہلے اس معزز ایوان کو بتانا چاہوں گا کہ یہ جو بجٹ پیش کیا گیا اس پر چار دن تک ہمارے معزز ممبران نے بحث میں participate کیا مگر انتہائی افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہاں اپوزیشن کا روّیہ بالکل non serious تھا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "شیم شیم" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ ایسے نہ کریں۔ منسٹر صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں آپ کو بتانا چاہوں گا کہ ہمارے بہت سارے حکومتی ممبران اس بجٹ بحث میں participate کرنا چاہتے تھے لیکن اپوزیشن کے non serious روّیے کی وجہ سے وہ participate نہیں کر سکے لیکن آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے آج بھی ہماری request پر اپوزیشن کے ممبران کو ٹائم دیا۔ آپ یہ دیکھ سکتے ہیں کہ پہلے دن 16۔ جون کو جب ہم نے بجٹ پر بحث کا آغاز کیا تو ان کی طرف سے صرف قائد حزب اختلاف نے participate کیا اور پہلے تین دنوں میں اپوزیشن سے صرف پانچ ممبران نے بجٹ کی بحث میں participate کیا، اس سے ان کی seriousness کا اندازہ لگائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "شیم شیم" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر! بجٹ اجلاس اسمبلی کا سب سے اہم اجلاس ہوتا ہے جس میں آنے والے سال کے تمام ترقیاتی اور غیر ترقیاتی اخراجات پر discussions کی جاتی ہیں۔ ہم یہ چاہتے تھے کہ اپوزیشن بھرپور participate کرے ہم نے پہلے بھی ہمیشہ ان کی تجاویز کو مثبت انداز میں دیکھا اور اب بھی دیکھنا چاہتے تھے۔ آج آپ نے مہربانی کر کے اسمبلی کا extra time بڑھا کر اپوزیشن کے 19 ممبران کو ٹائم دیا، اس طرح حزب اختلاف کے کل 24 معزز ممبران نے اس بجٹ بحث میں participate کیا۔ میں یہاں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ قائد حزب اختلاف اور دوسرے معزز ممبران حزب اختلاف نے یہاں جو جو figures quote کئے اور انہوں نے بجٹ کے حوالے سے جو باتیں کیں وہ درست نہیں تھیں۔ مجھے

بھی اس اسمبلی کا ممبر منتخب ہوتے ہوئے بارہ سال ہو چکے ہیں لیکن میں نے اتنی غیر سنجیدہ حزب اختلاف آج تک نہیں دیکھی۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔ معزز ممبران نے جو points raise کئے ہیں آپ ان کا جواب دیں۔

وزیر خزانہ/آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ حزب اختلاف کے معزز ممبران non-political and non-serious لوگ ہیں۔ یہ لوگ پتا نہیں کہاں سے اُٹھ کر اس اسمبلی میں آ گئے ہیں۔ یہ اس ایوان کے تقدس کو بار بار پامال کرتے ہیں اور جس طرح ان کو اسمبلی میں important occasions پر properly participate کرنا چاہئے وہ نہیں کرتے۔

جناب سپیکر! میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے ہمیں موقع دیا کہ ہم اس ایوان میں اپنی حکومت کا دوسرا بجٹ پیش کر پائے۔ میں تمام وزراء اور معزز ممبران اسمبلی کا شکر گزار ہوں۔ میں حزب اختلاف کے معزز ممبران کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بھی غیر سنجیدہ طریقے سے شور شرابا اور ہلڑ بازی کرتے ہوئے اس بجٹ میں participate کیا ہے۔ جن معزز ممبران نے بجٹ کی بحث میں حصہ لیا میں اُن سب کا شکر گزار ہوں۔ میں اپنے صحافی بھائیوں کا بھی شکر گزار ہوں کہ جنھوں نے مثبت انداز میں بجٹ کو عوام کے سامنے پیش کیا اور ان تک حکومتی اقدامات کے بارے میں صحیح معلومات پہنچائیں۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت نے جب اقتدار سنبھالا تو ملک معاشی بحران کا شکار تھا۔ وفاقی محاصل میں کمی اور کم آمدن کے باعث صوبوں کے اقتصادی حالات بھی خراب تھے۔ پچھلے ایک سال کے دوران وفاقی محاصل میں خاطر خواہ اضافے کے باعث تمام صوبوں کو پہلے سے زیادہ funds ملے ہیں۔ حکومت پنجاب کی بہتر اقتصادی اور انتظامی پالیسیوں کی وجہ سے پنجاب کا خزانہ پہلے سے کہیں بہتر رہا۔ اسی وجہ سے ہم نے اگلے سال کے ترقیاتی پروگرام میں تقریباً 19 فیصد اضافہ تجویز کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کی اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ بجٹ کی تیاری کے دوران منتخب نمائندوں سے مشاورت نہیں کی گئی۔ میں ایوان کو یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ پچھلے سالوں کی طرح اس سال بھی حکومت نے اپنی جاری کردہ روایت کے مطابق pre-budget session کا انعقاد کیا۔ اس میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں جانب سے participation کی گئی تھی۔ میں آج اس معزز ایوان کو یہ بھی یاد دلانا چاہتا ہوں کہ pre-budget discussion اس ایوان میں چار

دن تک ہوتی رہی۔ حزب اختلاف نے دو دن اسی طرح ہلڑ بازی کی اور واک آؤٹ کر کے باہر نکل گئے اور صرف دو دن انہوں نے pre-budget session میں participate کیا تھا۔ حزب اختلاف کی اس معزز ایوان کے لئے یہ seriousness ہے۔

جناب سپیکر! ہم نے حتی الامکان کوشش کی کہ اس بجٹ کی تیاری میں معزز ممبران کی تجاویز کو مدنظر رکھا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے تعلیم، صحت اور زراعت کی ترقی کے لئے اس بجٹ میں خطیر رقوم مختص کی ہیں۔ pre-budget session کے دوران حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی جانب سے بار بار یہ کہا جاتا رہا کہ بہت سارے سکولوں، کالجوں اور ہسپتالوں میں سٹاف پورا نہیں ہے۔ وہاں پر development کا کام تو ہوا ہے لیکن non-development side سے وہاں پر سٹاف مہیا نہیں کیا گیا۔ اسی طرح یہ بھی کہا گیا کہ ہسپتالوں میں کم ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔ میں یہاں پر بتانا چاہوں گا کہ ہم نے تعلیم، صحت اور زراعت کی ترقی کے لئے بجٹ میں خطیر رقوم مختص کی ہیں۔ Pre-budget session کے دوران دونوں جانب کے ممبران اسمبلی کی متفقہ رائے تھی کہ تعمیر شدہ سکولوں اور ہسپتالوں کو جلد از جلد فعال بنایا جائے۔ پچھلے سال کے مقابلے میں ہم نے اس کا بجٹ اس سال دُگنا کر دیا ہے اور یہ رقم نئے ہسپتالوں میں عملہ اور ڈاکٹر مہیا کرنے کے لئے فراہم کی جائے گی۔ اسی سلسلے میں نرسوں کی تین ہزار نئی اسامیاں بھی منظور کی گئی ہیں جس کے لئے اگلے سال کے بجٹ میں ایک ارب 43 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ نئے تعمیر شدہ سکولوں کو فعال بنانے کے لئے صوبائی بجٹ میں 32 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ یاد رہے کہ پرائمری سکول ضلعی حکومت کے بجٹ سے چلائے جاتے ہیں۔ سکولوں کی بچیوں کو وظائف دینے کے لئے ایک ارب 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جبکہ نصابی کتب کی مفت فراہمی کے لئے 3۔ارب 63 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ یہ کچھ اخراجات تھے جو کہ بجٹ کے documents میں non-development side پر نظر آتے ہیں مگر جب تک یہ اخراجات نہ کئے جائیں تب تک development کے کام پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتے۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے سالانہ بجٹ کی تیاری کے سلسلے میں ممبران اسمبلی کے ساتھ بیسیوں مشاورتی اجلاس کئے اور اگلے سال کے بجٹ کی تیاری ان کی مشاورت کو مدنظر رکھ کر کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! عوام کی جان و مال کا تحفظ، ان کی صحت، تعلیم اور صاف پانی کی فراہمی ہماری حکومت کی اوّلین ترجیح ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ قائد حزب اختلاف ان مدات میں خاطر خواہ اضافے کی تعریف کی بجائے یہاں پر تنقید ہی کرتے رہے۔ میں قائد حزب اختلاف کے اس خدشہ کو دُور کرنا چاہتا

ہوں کہ حکومت ترقیاتی پروگرام پر اخراجات نہیں کر پا رہی۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ اس سال ترقیاتی منصوبوں پر عملدرآمد پہلے سے بہتر ہو گا۔ صرف اخراجات کی utilization دکھا دینا ہماری حکومت کی ترجیح نہ ہے۔ میٹرو بس ہو یا ہماری حکومت کے دور میں بننے والی دوسری سڑکیں، قائداعظم سولر پارک ہو، بہاولپور میں چار سو بستروں کا ہسپتال ہو، راولپنڈی کا انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی ہو یا کوئی دوسرا منصوبہ ہماری حکومت نے ان تمام منصوبوں کو ریکارڈ مدت میں اعلیٰ معیار کے مطابق مکمل کیا ہے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ ایوان کے اخراجات پر بے جا تنقید کے حوالے سے میں صرف اتنا کہوں گا کہ جو کچھ خرچ ہوا ہم نے اس کے صحیح اعداد و شمار عوام کے سامنے رکھ دیئے ہیں۔ ہم نے دوسرے صوبوں کی طرح کچھ چھپایا نہیں ہے۔ میں صوبہ خیبر پختونخوا کا بتانا چاہوں گا کہ وہاں پر تو Annual Budget Statement میں ان اعداد و شمار کو ہی چھپایا گیا ہے۔ ہم نے بڑی کوشش کی، دیکھ سکیں کہ صوبہ خیبر پختونخوا میں چیف منسٹر سیکرٹریٹ پر کتنے اخراجات ہوئے ہیں مگر انہوں نے اپنی بجٹ کی کتاب میں اس کو properly بتایا ہی نہیں کہ کتنے اخراجات کئے ہیں؟ ہم نے اپنی Annual Budget Statement میں ان اعداد و شمار کو چھپانے کی قطعاً کوشش نہیں کی اور یہ بات بھی عوام کو معلوم ہے کہ ہماری حکومت پر اعتماد کی وجہ سے پہلے سے کہیں زیادہ سربراہان مملکت اور بین الاقوامی وفود اب پنجاب کا رُخ کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس سے وزیر اعلیٰ کے دفتر کے اخراجات میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے مگر میں اس ایوان کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جس طرح بین الاقوامی ادارے ہمارے ترقیاتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ ڈال رہے ہیں اس کا فائدہ ان معمولی اخراجات سے کئی گنا زیادہ ہے۔ پنجاب کے ایک سابق وزیر اعلیٰ نے 40 کروڑ روپے اپنے صوابدیدی funds سے خرچ کئے جس کا آج تک کوئی ریکارڈ نہیں مل سکا۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب صوبے میں جلد از جلد کڈنی ٹرانسپلانٹ، جگر کی پیوند کاری اور کینسر کے علاج کے لئے بہترین ہسپتال قائم کرنا چاہتی ہے اس سلسلے میں منصوبہ بندی کر لی گئی ہے اور جلد ان منصوبوں پر عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔ جب تک یہ سہولتیں اس ملک میں میسر نہیں آتیں تو حکومت پنجاب اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے ان امراض میں مبتلا افراد کو خصوصی گرانٹ کے ذریعے علاج کے لئے بیرون ملک بھجواتی رہے گی۔ یہ عمل ایک شفاف طریقے سے جاری رہے گا۔ قائد حزب اختلاف کی جانب سے ان رقوم کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس رقم سے غریب مریضوں کو علاج کے لئے بیرون ملک بھیجا گیا اور وزیر اعلیٰ نے اپنے صوابدیدی فنڈز سے ان کو باہر بھیجا ہے۔ حزب

اختلاف نے اس پر بھی تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ پتا نہیں یہ فنڈز شاید اپنے کسی عزیز یا رشتہ داروں پر خرچ کئے گئے ہیں۔ ہمارے پاس اس کی پوری تفصیل موجود ہے۔ یہ تمام لوگ deserving تھے۔ وہ غریب اور مسکین لوگ تھے جو کہ اپنے علاج کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ عمل ایک شفاف طریقے سے جاری ہے اور اس طرح کے ہر کیس میں باقاعدہ ایک میڈیکل بورڈ تشکیل دیا جاتا ہے۔ اس میڈیکل بورڈ کی سفارشات کے مطابق حکومت بیرون ملک پاکستان کے سفارت خانے کے ذریعے متعلقہ ہسپتال کو براہ راست رقوم فراہم کرتی ہے۔ قائد حزب اختلاف کو اس قسم کی ضمنی گرانٹ پسند نہیں آئی مگر میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ کسی تنقید کی وجہ سے یہ حکومت ان افراد کو علاج معالجہ سے محروم نہیں رکھ سکتی۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے صوبہ میں تعلیمی ایمرجنسی نافذ کر رکھی ہے۔ خاص طور پر جنوبی پنجاب اور پسماندہ علاقوں کے لئے تعلیم کی فراہمی کے بڑے منصوبوں پر عملدرآمد کیا جا رہا ہے جن میں رحیم یار خان انجینئرنگ اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی یونیورسٹی، بہاولپور ویٹرنری یونیورسٹی اور بہاولنگر میں میڈیکل کالج کا قیام شامل ہیں۔ اوکاڑہ اور ساہیوال میں نئی یونیورسٹیوں کا قیام، اٹک میں بارانی زرعی یونیورسٹی کا ذیلی کیمپس اور دیپالپور میں زرعی یونیورسٹی کا ذیلی کیمپس قائم کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح صوبہ میں پرائمری اور ہائی سکول کی ترقی کے لئے 28۔ ارب روپیہ، ہائر ایجوکیشن کے لئے، 14۔ ارب روپیہ اور لٹریسی کی مد میں 2۔ ارب 40 کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ موجودہ مالی سال میں حکومت پنجاب نے صوبہ پنجاب کے تمام گرلز سکولوں میں اور جنوبی پنجاب کے تمام سکولوں میں 7۔ ارب 70 کروڑ روپے کی لاگت سے پانچ بنیادی سہولتیں مہیا کر دی ہیں۔ اگلے مالی سال میں اس مد میں 8۔ ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! صوبہ میں توانائی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے اگلے مالی سال کے بجٹ میں 31۔ ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ اس سے صرف کوئلہ سے بجلی پیدا نہیں کی جائے گی بلکہ شمسی توانائی سے 1000 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کا پلانٹ بہاولپور میں لگایا جا رہا ہے جس سے نہ صرف سستی بجلی پیدا ہو گی بلکہ اس سے environmental problem کا بھی کوئی خدشہ نہ ہو گا۔ یہاں پر حزب اختلاف کی طرف سے بار بار یہ کہا گیا کہ پچھلے سال توانائی کے شعبہ کے لئے جو بجٹ رکھا گیا اُس کو utilize نہیں کیا گیا۔ اُس بجٹ سے قائداعظم سولر پارک شروع کیا گیا، اس کے علاوہ ساہیوال میں کوئلہ سے 1320 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کے منصوبہ کے لئے رقم مختص کی گئی تھی مگر

یہ ہمارے وزیر اعلیٰ کی قائدانہ صلاحیتیں ہیں کہ چین سے foreigner آئے اور ساہیوال میں وہ اپنی investment سے ساہیوال میں 1320 میگاواٹ کا پراجیکٹ لگا رہے ہیں اور اُس پراجیکٹ سے جو بجلی پیدا ہو گی وہ ہمیں 8.25 روپیہ فی یونٹ کے حساب سے دیں گے۔ پچھلے سال اس پراجیکٹ کے لئے جو فنڈز رکھے گئے تھے وہ ہمارا project foreign investment سے شروع ہوا۔ اس کے علاوہ ہم انرجی کے دیگر منصوبہ جات پر بھی کام کر رہے ہیں اور اس سال پنجاب کے لوگوں کو اور خوشخبری ملے گی کہ ہم توانائی کے شعبہ میں کوئلہ سے بجلی پیدا کرنے کے منصوبے بھی شروع کریں گے۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف کو خدشہ ہے کہ صوبہ کے خزانہ پر قرضوں کا بوجھ بڑھ رہا ہے۔ میں اس سلسلہ میں ایوان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ 08-2007 میں قرضوں کا حجم صوبائی محاصل کا 69.65 فیصد تھا۔ آج یہ حجم کم ہو کر 41.2 فیصد رہ گیا ہے۔ اسی طرح قرضوں کے حجم میں پچھلے چھ سالوں کے دوران صوبائی محاصل کے مقابلہ میں تقریباً 30 فیصد کمی آئی ہے۔ اسی طرح صوبہ کی سالانہ debt retirement liability جو کہ 08-2007 میں کل محصولات کا 7.4 فیصد تھی کم ہو کر اگلے مالی سال میں 3.5 فیصد رہ جائے گی۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب کم آمدنی والے افراد کے لئے رہائشی سہولتیں پہنچانے کے لئے خاطر خواہ اقدامات کر رہی ہے۔ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کا قیام اس سلسلہ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگلے مالی سال کے بجٹ میں اس مد میں ایک ارب 50 کروڑ روپیہ مختص کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! مالی سال 15-2014 میں ایلیمنٹری اور ہائی سکولوں میں IT Labs کی فراہمی کے لئے ایک ارب 25 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے جو کہ گزشتہ مالی سال سے 25 فیصد زائد ہے۔ تمام ایلیمنٹری اور ہائی سکولوں میں مرحلہ وار پروگرام کے تحت آئندہ چار سال میں 100 فیصد IT Labs کی فراہمی مکمل کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ حزب اختلاف کے کچھ ممبران جن کا لاہور سے تعلق تھا، انہوں نے کہا کہ اُن کے حلقہ کے سکولوں میں IT Labs نہیں ہیں تو میں اُن کو چیلنج کرتا ہوں کہ اُن کے حلقہ میں جو ہائر سکولز ہیں وہ جب چاہیں میرے ساتھ چل کر وہاں کا visit کر سکتے ہیں کہ وہاں پر IT Labs موجود ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر! حزب اختلاف کی جانب سے سکول ایجوکیشن کے بجٹ میں کمی کی طرف توجہ مبذول کروائی گئی جو کہ حقیقت میں مبنی نہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رواں مالی سال میں سکول ایجوکیشن کے ترقیاتی بجٹ میں 26-ارب روپیہ مختص کیا گیا تھا جبکہ آئندہ مالی سال میں سکول ایجوکیشن کا ترقیاتی بجٹ 28.1-ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے جو کہ کل ترقیاتی بجٹ کا 8.14 فیصد ہے اور رواں مالی سال کے ترقیاتی بجٹ سے 8.1 فیصد زیادہ ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ تعلیم کے شعبہ میں non-salary budget میں 29.13 فیصد اضافہ تجویز کیا گیا ہے۔ صرف سکول ایجوکیشن کی مد میں non-salary budget میں 34.34 فیصد اضافہ تجویز کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب کے تمام اضلاع میں موجود پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں میں سکول کونسلز موجود ہیں جن کے فنڈز میں تدریج اضافہ کیا جا رہا ہے۔ مالی سال 15-2014 میں 18 اضلاع کی سکول کونسلز کے لئے 7-ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ بقیہ 18 اضلاع جن میں ضلع لاہور بھی شامل ہے، کے لئے 700 ملین روپیہ مختص ہے جس میں سے ہر پرائمری، ایلیمنٹری اور ہائی سکولوں کو بالترتیب 20 ہزار، 50 ہزار اور ایک لاکھ روپے سالانہ سکول کی مرمت وغیرہ کے لئے بذریعہ سکول کونسلز خرچ کئے جائیں گے۔ اگلے مالی سال میں مرحلہ وار پروگرام کے تحت بقیہ 18 اضلاع بھی سکول کونسلز کے ذریعے اضافی بجٹ مختص کرنے کے حقدار ہوں گے۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کی ترقی پر حکومت خصوصی توجہ دے رہی ہے۔ جب سے موجودہ حکومت برسر اقتدار آئی ہے جنوبی پنجاب میں آبادی کے لحاظ سے یعنی پچھلے تین سالوں میں 32 فیصد فنڈز مختص کئے جا رہے ہیں جبکہ اگلے مالی سال میں جنوبی پنجاب کے لئے کل ترقیاتی پروگرام کا 36 فیصد حصہ مختص کیا جا رہا ہے۔ چند بڑے منصوبے جن میں بہاولپور میں قائداعظم سولر پارک کے قیام کے لئے 17-ارب روپیہ، ملتان میں میٹرو بس کے لئے 10-ارب روپیہ، صحت اور تعلیم کے دوسرے منصوبوں کے لئے تقریباً 22-ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن اور پنجاب ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ سے بھی ان اضلاع کو آبادی کے لحاظ سے تقریباً 3-ارب روپیہ مہیا کیا جائے گا۔ مزید برآں دانش سکولوں کے قیام کے لئے 2-ارب روپیہ مختص کیا جا رہا ہے۔ اس رقم سے تونسہ، میلسی، لودھراں اور فورٹ منرو میں دانش سکول قائم کئے جائیں گے۔ میں یہاں پر یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ دانش سکولوں کے لئے ہم نے جو فنڈز رکھے ہیں وہ ہمارے تمام ایجوکیشن کا ٹوٹل بجٹ 274-ارب روپیہ ہے اُس میں سے صرف 2-ارب روپیہ دانش سکولوں کے لئے رکھا گیا ہے اور دانش

سکولوں کی performance کسی بھی طرح سے ہمارے elite institutions کے students سے کم نہیں ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اُن elite institutions میں اشرافیہ، اُمراء اور رؤسا کے بچے پڑھتے ہیں اور ان دانش سکولوں میں غریبوں کے بچے پڑھتے ہیں۔ ان 2۔ارب روپے سے ہم ہر سال تقریباً چار دانش سکول مختلف lower literacy اضلاع میں قائم کرتے ہیں اس پر بھی ہمارے حزب اختلاف کے بھائیوں کو افسوس ہے۔

جناب سپیکر! اگلے سال کے لئے صحت کے شعبہ میں جاری اخراجات میں 19.8 فیصد اضافہ کی تجویز ہے۔ اس سلسلہ میں ادویات کے لئے رواں مالی سال کے مقابلہ میں ایک ارب روپیہ اضافی دیا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں متعدی امراض پر کنٹرول کے لئے 2۔ارب روپیہ اضافی مختص کیا گیا ہے۔ اگلے بجٹ میں Punjab Hepatitis Control Programme کے لئے 40 کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ اسی طرح جناح ہسپتال میں ایک ارب 22 کروڑ روپے کی لاگت سے Burn Unit کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے جو انشاء اللہ اگلے مالی سال سے کام شروع کر دے گا۔

جناب سپیکر! مزید برآں موجودہ بجٹ میں ادویات کی مفت فراہمی کے لئے 8۔ارب 65 کروڑ 33 لاکھ 97 ہزار روپیہ رکھا گیا ہے جو کہ پچھلے سال کی نسبت 14.89 فیصد زیادہ ہے۔

جناب سپیکر! اگلے مالی سال کے بجٹ میں پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لئے 15۔ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے جو کہ Public Health Engineering Department اور WASA کے مختلف منصوبہ جات کے ذریعے خرچ کئے جائیں گے۔ اس میں 30 اضلاع میں واٹر فلٹریشن پلانٹ لگانے کے لئے 5۔ارب روپے بھی شامل ہیں۔

جناب سپیکر! موجودہ بجٹ میں ہم نے اقلیتی بھائیوں کے لئے 52 کروڑ روپے بشمول 20 کروڑ جاری اخراجات اور 30 کروڑ ترقیاتی کاموں اور 2 کروڑ روپے اقلیتی طلباء کے لئے سکالرشپ کی مد میں مختص کئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہماری یہ خواہش تھی کہ ہمارے اپوزیشن کے معزز ممبران ہمارے اس پیش کردہ بجٹ کو ان تعمیری تجاویز کی روشنی میں دیکھتے جو انہوں نے pre-budget session کے دوران پیش کی تھیں۔ معذرت کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اس دفعہ بجٹ اجلاس کے دوران بہت سا وقت نعرے بازی اور ہلڑ بازی میں ضائع کیا گیا اور کورم پوائنٹ آؤٹ کر کے حکومتی بنچوں کے معزز ممبران کو بھی budget debate میں participate نہ کرنے دیا گیا۔

جناب سپیکر! اگلے مالی سال کا بجٹ اس چار سالہ road map کا نتیجہ ہے جو وزیر اعلیٰ نے تمام محکموں اور معزز ممبران اسمبلی کی مشاورت سے تیار کروایا۔ یہ بجٹ 15-2014 کے road map کا پہلا سال ہو گا۔ ہماری قیادت کی کارکردگی اور ترقیاتی منصوبوں پر عملدرآمد کرانے کی اہلیت سب پر عیاں ہے اور یہ بجٹ انشاء اللہ صوبہ کی معاشی ترقی کے لئے سنگ میل ثابت ہو گا۔

حصار اَبر سے سورج نکلنے والا ہے
نظر اُٹھاؤ کہ منظر بدلنے والا ہے

پاکستان پائندہ باد

جناب سپیکر: اب اجلاس کل بروز جمعۃ المبارک مورخہ 20۔جون 2014 کو صبح 9:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ کل سالانہ بجٹ کے مطالبات زر پر ووٹنگ کا آغاز ہو گا۔ شکریہ

402

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ20۔جون2014

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبولﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال15-2014

مطالبات زر برائے سال15-2014پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر PC-21001	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو70لاکھ85ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"افیون"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال15-2014جلد اول کے صفحات 1تا9ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21002	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3۔ارب93کروڑ46لاکھ21ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"مالیہ اراضی"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال15-2014جلد اول کے صفحات 11تا46ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21003	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو7کروڑ11لاکھ2ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صوبائی آبکاری"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال15-2014جلد اول کے صفحات 47تا61ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21004	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو46کروڑ68لاکھ30ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال2015-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اسٹامپ"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال15-2014جلد اول کے صفحات 63تا72ملاحظہ فرمائیں۔

403

مطالبہ نمبر PC-21005	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2۔ارب23 کروڑ89لاکھ56ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"جنگلات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال15-2014جلد اول کے صفحات 73تا95ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21006	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو6کروڑ44لاکھ26ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"رجسٹریشن"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 15-2014جلد اول کے صفحات97 تا109ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21007	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو11کروڑ50لاکھ34ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے قانون موٹر گاڑیاں"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 15-2014جلد اول کے صفحات 111تا125ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21008	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو31کروڑ63لاکھ15ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"دیگر ٹیکس و محصولات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 15-2014 جلد اول کے صفحات 127تا150ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21009	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو15۔ارب23کروڑ39 لاکھ30 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"آبپاشی و بحالی اراضی"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 15-2014جلد اول کے صفحات 151تا296ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21010	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو22۔ارب67کروڑ17لاکھ51ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"انتظام عمومی"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال15-2014جلد اول کے صفحات 315تا795ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21011	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 8۔ارب 86 کروڑ 49 لاکھ 45 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 15-2014 جلد اول کے صفحات 797تا859 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21012	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 7۔ ارب 36 کروڑ 29 لاکھ 16 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے جیل خانہ جات و سزایافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 15-2014 جلد اول کے صفحات 861تا899 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21013	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 81۔ارب 68 کروڑ 39 لاکھ 7 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 15-2014 جلد اول کے صفحات 901تا986 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21014	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 11 کروڑ 51 لاکھ 52 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 15-2014 جلد اول کے صفحات 987تا1000 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21015	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 44۔ارب 34 کروڑ 84 لاکھ 69 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم برداشت "کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 15-2014 جلد اول کے صفحات 1001تا1266 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21016	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 55۔ارب 13 کروڑ 9 لاکھ 17 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 15-2014 جلد دوم کے صفحات 1267تا1608 ملاحظہ فرمائیں۔

405

مطالبہ نمبر PC-21017	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 10۔ارب 35 کروڑ 48 لاکھ 90 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 2014-15 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2014-15 جلد دوم کے صفحات 1609 تا 1656 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21018	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 7۔ارب ایک کروڑ 7 لاکھ 78 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 2014-15 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2014-15 جلد دوم کے صفحات 1657 تا 1774 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21019	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 52 کروڑ 16 لاکھ 36 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 2014-15 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2014-15 جلد دوم کے صفحات 1775 تا 1791 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21020	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3۔ارب 69 کروڑ 23 لاکھ 71 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 2014-15 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2014-15 جلد دوم کے صفحات 1793 تا 1906 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21021	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 17 کروڑ 5 لاکھ 84 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 2014-15 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2014-15 جلد دوم کے صفحات 1907 تا 1930 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21022	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 6۔ارب 81 کروڑ 61 لاکھ 48 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 2014-15 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2014-15 جلد دوم کے صفحات 1931 تا 1983 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21023	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2۔ارب 43 کروڑ 58 لاکھ 80 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 2014-15 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2014-15 جلد دوم کے صفحات 1985 تا 2088 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21024

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3۔ارب 76 کروڑ 8 لاکھ 36 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 15-2014 جلد دوم کے صفحات 2089 تا 2136 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21025

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 6۔ارب 51 کروڑ، 13 لاکھ 83 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 15-2014 جلد دوم کے صفحات 2137 تا 2193 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21026

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 32 کروڑ 39 لاکھ 98 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد محکمہ "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 15-2014 جلد دوم کے صفحات 2195 تا 2211 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21027

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 38 کروڑ 74 لاکھ 18 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 15-2014 جلد دوم کے صفحات 2213 تا 2226 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21028

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب 4 ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 15-2014 جلد دوم کے صفحات 2233 تا 2238 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21029

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 19 کروڑ 90 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 15-2014 جلد دوم کے صفحات 2239 تا 2263 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21030

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 22۔ارب 78 کروڑ 50 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 15-2014 جلد دوم کے صفحات 2265 تا 2269 ملاحظہ فرمائیں۔

407

مطالبہ نمبر PC-21031	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2- کھرب70- ارب36 کروڑ96 لاکھ 89ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 15-2014 جلد دوم کے صفحات 2271تا2411 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21032	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 5 کروڑ92 لاکھ20 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال15-2014 جلد دوم کے صفحات 2413تا2427 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-13033	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب29- ارب83 کروڑ، 22 لاکھ، 58ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال15-2014 جلد دوم کے صفحات 2429تا2448 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-13034	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3 کروڑ68 لاکھ28 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال15-2014 جلد دوم کے صفحات 2449تا2460 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-13035	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال-2014 15 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال15-2014 جلد دوم کے صفحات 2461تا2465 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-13050	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 14- ارب96 کروڑ8 لاکھ32 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرمایہ کاری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال15-2014 جلد دوم کے صفحات 2491تا2495 ملاحظہ فرمائیں۔

408

مطالبہ نمبر PC-22036	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2، کھرب، 16۔ارب 59 کروڑ 58 لاکھ 41 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 15-2014 جلد اول کے صفحات 1 تا 613 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12037	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 47۔ارب 97 کروڑ 51 لاکھ 88 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 2015-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 15-2014 جلد دوم کے صفحات 1 تا 51 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12038	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 19 کروڑ 5 لاکھ 51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 15-2014 جلد دوم کے صفحات 53 تا 57 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12040	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 50 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 15-2014 جلد دوم کے صفحات 59 تا 63 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12041	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 31۔ارب 71 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات و پل" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 15-2014 جلد دوم کے صفحات 65 تا 203 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12042	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 48۔ارب 2 کروڑ 84 لاکھ 20 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 15-2014 جلد دوم کے صفحات 205 تا 497 ملاحظہ فرمائیں۔

409

مطالبہ نمبر
PC-12043

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو13-ارب54کروڑ64لاکھ44ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون 2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارا جات وغیرہ "برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر(ترقیات) برائے سال15-2014 جلد دوم کے صفحات499تا513ملاحظہ فرمائیں۔

410

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کانواں اجلاس

جمعتہ المبارک،20۔جون2014
(یوم الجمع،21۔شعبان المعظم1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر25منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانامحمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿۲﴾ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ
الْهَوٰى ﴿۳﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿۴﴾ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ﴿۵﴾ ذُوْ مِرَّةٍ
فَاسْتَوٰى ﴿۶﴾ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ﴿۷﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿۸﴾ فَكَانَ قَابَ
قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿۹﴾ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ﴿۱۰﴾

سورۃ النّجم آیات 1تا10

تارے کی قسم جب غائب ہونے لگے(1) کہ تمہارے رفیق (محمدؐ) نہ رستہ بھولے ہیں نہ بھٹکے ہیں(2)اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں(3) یہ (قرآن) تو حکم اللہ ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے(4) ان کو نہایت قوت والے نے سکھایا(5) (یعنی جبرائیل) طاقتور نے پھر وہ پورے نظر آئے (6) اور وہ (آسمان کے) اونچے کنارے میں تھے (7) پھر قریب ہوئے اور اَور آگے بڑھے (8) تو دو کمان کے فاصلے پر یا اس سے بھی کم (9) پھر اللہ نے اپنے بندے کی طرف جو بھیجا سو بھیجا (10)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

میرے آقا میرے لجپال مدینے والے
سب کے حالات بدل ڈال مدینے والے
اپنی آنکھوں سے لگاؤں میں سنہری جالی
مجھ کو بلوائیے ہر سال مدینے والے
صدقہ حسنین کا بھر دیجئے جھولی سب کی
سب کو کر دیجئے خوشحال مدینے والے
آل اطہار کے میں گیت ہمیشہ گاؤں
خوش رہے مجھ سے تیری آل مدینے والے

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہم تحریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ سب سے پہلے تحریک التوائے کار نمبر 14/211 جو شیخ علاؤالدین، محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے پیش کی گئی، جو پڑھی جا چکی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس تحریک کا جواب آ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب موصول ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! متوجہ ہوں، یہ تحریک التوائے کار آپ اور محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! فرمائیں۔

پنجاب ہائر ایجوکیشن اور رجسٹرار یونیورسٹی آف گجرات کی باہمی چپقلش کی بناء پر مرے کالج سیالکوٹ کے بی ایس پروگرام کے دو ہزار طلباء کے مستقبل کو خطرہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! گورنمنٹ مرے کالج سیالکوٹ جو کہ یونیورسٹی آف گجرات سے الحاق شدہ ہے، گورنمنٹ آف پنجاب نے 2010 میں مذکورہ کالج میں بی ایس سی کلاسز کا آغاز کیا تھا۔ اس کالج میں درج ذیل مضامین چار سالہ پروگرام کے تحت پڑھائے جا رہے ہیں۔ ان میں بی بی اے، باٹنی، کیمسٹری، اکنامکس، انگلش، انفارمیشن ٹیکنالوجی، اسلامیات، میتھ، فزکس، پولیٹیکل سائنس، سائیکالوجی ہیں۔ 2013 کے visit کے دوران الحاق کمیٹی نے اپنی سفارشات میں مذکورہ کالج میں infrastructure اساتذہ کی شدید کمی کے بارے میں آگاہ کیا۔ کالج میں تمام سائنس مضامین کی لیبارٹریز اور پریکٹیکل کا سامان نہ ہونے کے برابر تھا، اس کے علاوہ آئی ٹی اور بی بی اے کا کوئی بھی ریگولر لیکچرار موجود نہیں تھا اور کچھ ڈیپارٹمنٹس میں صرف سی ٹی آئی اساتذہ موجود تھے، سمسٹر سسٹم میں کوالٹی ایجوکیشن کے لئے ریگولر اساتذہ کا موجود ہونا بہت ضروری ہے۔ تاہم طلباء کے مستقبل کے لئے یونیورسٹی نے 26۔ نومبر 2013 کو تمام بی ایس سی پروگرام کو جاری رکھنے کی اجازت دے دی ہے، لیٹر کی کاپی بھی منسلک کی گئی ہے۔ اساتذہ اور infrastructure کی کمی انشاء اللہ جلد ہی پوری ہو جائے گی۔ رپورٹ الحاق کمیٹی کو پیش کی جائے گی جن کی سفارشات پر عمل کرتے ہوئے 2014 میں کچھ ڈیپارٹمنٹس میں کام شروع کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت! کیا کرتے ہیں؟ تحریک التوائے کار پر بحث نہیں ہو سکتی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایک تو ہمیں تحریک التوائے کار کی کاپی فراہم نہیں کی جاتی، اس کے علاوہ اس میں ایک لیٹر کا حوالہ دیا گیا ہے وہ لیٹر ان کے پاس اللہ میاں سے آیا یا کہاں سے آیا وہ بھی نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے، اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک کا جواب آگیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر لیٹر کی کاپی مجھے دے دیتے تو مجھے پتا چلتا کہ جواب صحیح آیا ہے یا غلط۔

جناب سپیکر: اس پر بات نہیں ہو سکتی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، وہ جس لیٹر کا حوالہ دے رہے ہیں مجھے کیا پتا وہ لیٹر کیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ یہ لیٹر دیکھ لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ مجھے دکھادیں۔

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ مطالبات زر بابت سال 15-2014 پر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر: اب ہم سالانہ بجٹ برائے سال 15-2014 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری کا آغاز کرتے ہیں 15-2014 کے سالانہ بجٹ میں مطالبات زر کی تعداد 43 ہے، حکومت اور اپوزیشن کے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ ان 43 مطالبات زر میں صرف چھ مطالبات زر پر حسب ذیل ترتیب سے cut motions پیش کی جائیں گی۔ مطالبہ زر نمبر PC-21013 پولیس پر cut motion کے ذریعے کارروائی آج شروع ہو کر بروز سوموار 23۔ جون 2014 شام 5:00 بجے تک جاری رہے گی، باقی

ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ (4)144 کے تحت guillotine کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہوگی۔ اب ہم کارروائی کا آغاز کرتے ہیں وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 21013 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 81-ارب ،68 کروڑ،39 لاکھ،7 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو ، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 81-ارب ،68 کروڑ،39 لاکھ،7 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر PC-21013 میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ میاں محمود الرشید، میاں محمد اسلم اقبال، جناب محمد صدیق خان، ڈاکٹر مراد راس، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، جناب خرم شہزاد، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، جناب احمد علی خان دریشک، سردار علی رضا خان دریشک، جناب عبدالحمید خان نیازی، میاں ممتاز احمد مہاروی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد،

محترمہ راحیلہ انور، محترمہ نگہت انتصار، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان، محترمہ ناہید نعیم، محترمہ شُنیلا رُوت! آپ میں سے کوئی بھی یہ cut motion پیش کر سکتا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں move کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، move کریں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"81۔ارب، 68کروڑ، 39لاکھ، 7ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21013 "پولیس" کو کم کرکے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"81۔ارب، 68کروڑ، 39لاکھ، 7ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21013 "پولیس" کو کم کرکے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، جناب محمد صدیق خان!

جناب محمد صدیق خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں نے جو پولیس ڈیپارٹمنٹ کی مد میں کٹوتی کی تحریک پیش کی ہے اس سال پولیس کی مد میں 81 بلین سے زائد کی جو رقم مختص کی گئی ہے اور اس سلسلے میں مطالبہ زر میں جو ڈیمانڈ کی گئی ہے اس پر جو میرا اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ ایک تو یہ رقم جو تھی گزشتہ سال کے مقابلے میں 16 فیصد زیادہ ہے اور یہ رقم پاکستان کے مزدوروں، کسانوں، پنشنروں اور حکومت پنجاب کے جو ملازمین ہیں یہ ان کے خون پسینہ کی کمائی ہے، ان کے ٹیکس کی رقم ہے، یہ ٹیکس اس لئے دیا گیا کہ یہ ادارے اپنی ذمہ داری پوری کریں۔ ان کی کیا ذمہ داری ہے، پنجاب کے عوام کی مالی، جانی جو حقوق ہیں اس کی حفاظت کریں لیکن بدبختی سے یہ ادارے آج ایک سیاسی tool کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ جس طرح کے گزشتہ تین چار دنوں میں لاہور میں ایک پولیس دہشت گردی کی جو ہولی کھیلی گئی جس کا پوری دنیا میں ہمارے آزاد میڈیا اور highly professional and effective media نے جس طرح سے ان واقعات کو cover کیا ہے، جس طرح سے اس کی فوٹیج دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی بھی ذی شعور آدمی اور باضمیر پاکستانی اور civilized پاکستانی اس کو

appreciate نہیں کرے گا کہ ان کے فنڈز میں 16 فیصد صوبہ پنجاب کی عوام کی خون پسینے کی کمائی کے حوالے سے اضافہ کر دیا جائے کیونکہ یہ ادارہ یہ پولیس کا ادارہ ان funds کو misuse کر رہا ہے۔ پولیس کی ویب سائٹ کا جو crime rate ہے اس کا ریکارڈ میرے پاس موجود ہے کہ جو یکم جنوری سے 30۔ مئی تک جو crime rate میں اضافہ ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ ان پانچ ماہ میں 12 فیصد اضافہ ہے۔ خاص طور پر جو property crimes ہیں جس میں ransom کے cases ہیں یعنی abduction for ransom کے cases ہیں اور اس کے ساتھ ڈکیتی اور چوری وغیرہ کے واقعات میں بھی بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پولیس صرف اور صرف ایک پولیٹیکل پولیس بن چکی ہے اور وہ آج کے حکمرانوں کے ہاتھوں میں کھیل رہی ہے وہ ایک dynasty rule کے لئے اپنا کردار ادا کر رہی ہے جس کے لئے میں اس معزز ایوان کے سامنے درخواست کروں گا کہ جو پنجاب کے غریب لوگوں کے خون پسینے کی کمائی ہے اس کا مصرف ان حکمرانوں کے لئے نہ کیا جائے، اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ آپ دیکھیں پولیس کا یہ کام ہے کہ state نے اس کو جو ذمہ داری دی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بہت اعلیٰ ذمہ داری ہے۔ اس نے عوامی حقوق کا تحفظ کرنا ہے، اس نے عوام کے جان و مال کا تحفظ کرنا ہے بلکہ میں آج کے نوائے وقت کی یہ خبر quote کرنا چاہوں گا کہ معزز ہائیکورٹ کے ایک جج نے observe کیا ہے اور اپنی observation دی ہے کہ قتل و غارت گری موجودہ پنجاب پولیس کا ایک مشغلہ بن چکا ہے۔ ان حالات میں، میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی معزز ممبر، یہ معزز ایوان کبھی بھی اس چیز کی اجازت نہیں دے گا کہ جس ادارے کی credibility یہ ہے کہ اس ملک کی اعلیٰ عدلیہ جو اس کے بارے میں یہ کہہ رہی ہے کہ یہ قتل و غارت گری کرنا، کرپشن کرنا، قانون کو توڑنا اس ادارے کا محبوب مشغلہ بن چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس ادارے کو کوئی support کرتا ہے تو کوئی بھی مہذب معاشرہ، ایک تہذیب شدہ معاشرہ کبھی بھی اس کو endorse نہیں کرے گا اور اسے appreciate نہیں کرے گا۔

جناب سپیکر! میں ground reality بتا رہا ہوں اور میں اپنے حلقے کی بات کروں گا کہ میرے حلقے میں جتنی پولیس گردی ہے، جتنی political victimization ہے، جتنی political posting ہے، جتنی political motivated posting ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح یورپ کے نازیوں نے پولیس اور انتظامیہ کو ملک کی عوام کے خلاف استعمال کیا تھا اسی

طرح ہمارے حکمران اپنے اقتدار کو طوالت بخشنے کے لئے، ایک فحاشی سسٹم لانے کے لئے، dynasty rule کو آگے لے جانے کے لئے پولیس کو استعمال کر رہے ہیں جبکہ آئین نے انہیں یہ حق نہیں دیا اس لئے میں اس معزز ایوان سے درخواست کروں گا کہ آپ اور میں پاکستانی شہری ہیں ہم پاکستان اور صوبے کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ جو صوبے کی عوام کی life protection کے حوالے سے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرتا، ان کے مال کی protection کے حوالے سے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرتا اس کو اس صوبہ پنجاب کے عوام کے خون پسینے کی کمائی سے مزید سہولیات دینے کے لئے جو منسٹر صاحب نے مطالبہ کیا ہے اسے مسترد کر دینا چاہئے۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کروں گا کہ پولیس کو totally politicize کر دیا گیا ہے۔ آج اس ملک میں جو سٹیٹ دہشت گردی ہوئی ہے بالخصوص لاہور میں اس کو جتنا condemn کیا جائے وہ کم ہے اور اس کے ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ یہ جو بربریت، خونریزی اور قتل و غارت گری ہوئی ہے اس کے جو ذمہ داران ہیں بالخصوص آج موجودہ حکومت کہتی ہے کہ جو جوڈیشل کمیشن فیصلہ کرے گا جو بھی کردار ہیں ہم ان کو قانون کے کٹہرے میں لائیں گے۔ میں درخواست کروں گا کہ پوری قوم آج کے لاء منسٹر اور ہوم منسٹر پر الزام لگا رہی ہے۔ آپ اگر کل کا مبشر لقمان کا پروگرام دیکھیں۔۔۔(شور وغل)

ہمیں بات کرنے دو اور سننے کی جرأت کرو۔ یہ تو ان قاتلوں کو support کر رہے ہیں۔ ایک طرف آپ کا لیڈر کہہ رہا تھا کہ میں اس واقعہ سے بے خبر تھا لیکن اس کا ایک منسٹر انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ کہہ رہا ہے کہ ہم ان کو نیست و نابود کر دیں گے۔

MR SPEAKER: Siddique Khan Sahib! Please be relevant, be relevant.

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ relevant ہوں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ جو incident ہوا ہے جس کی پاکستان میں بلکہ مہذب دنیا میں کہیں بھی مثال نہیں ملتی جس میں یہ جو سٹیٹ دہشت گردی ہوئی ہے اس میں لاء منسٹر اور چیف منسٹر دونوں کو استعفیٰ دے کر کمیشن کے سامنے پیش ہونا چاہئے۔ آپ دیکھیں کہ اس معزز ایوان کے سامنے Home Minister as well as contradiction Law Minister نے [*************]

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 418 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: ایسے الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بننے دیا جائے۔ صدیق خان صاحب! آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ relevant ہوں۔

جناب محمد صدیق خان: آپ سننے کی ہمت پیدا کریں۔

جناب سپیکر: آپ بھی اس معزز ایوان کے ممبر ہیں اور وہ بھی ممبر ہیں۔ آپ اس معزز ایوان کے تقدس کا خیال کیا کریں۔ آپ کی مہربانی، ایسے نہ کیا کریں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میری بات تو سنیں۔ انہیں کہیں کہ تھوڑا سننے کی ہمت پیدا کریں۔

جناب سپیکر: آپ اشارے نہ کریں، مجھے مخاطب کریں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔

MR SPEAKER: Order please, Order please.

جی، فرمائیں!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! آج کا روزنامہ "دنیا" میرے سامنے ہے۔

جناب سپیکر: آپ بجٹ پر آئیں۔ آپ بجٹ پر آئیں، cut motion پر آئیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں cut motion پر بات کر رہا ہوں۔ میری بات تو سن لیں۔ ہمارا گلا کیوں گھونٹا جاتا ہے، ہمیں حق کی بات کیوں نہیں کرنے دی جاتی؟ آپ ایوان کو in order رکھیں اور ہماری بات سنیں۔

جناب سپیکر: آپ in order نہیں ہوتے تو ایوان کیسے in order ہوگا۔ آپ relevant ہوں۔

جناب محمد صدیق خان: آپ یہ "دنیا" اخبار دیکھیں۔

جناب سپیکر: آپ اس کی بات چھوڑیں اور cut motion پر آئیں۔ پلیز آپ cut motion پر آئیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! "دنیا" اخبار میں ہے کہ پنجاب پولیس نے بجٹ 14-2013 میں سے 14 کروڑ روپے غبن کر لئے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کر کے cut motion پر آئیں اور کسی اور کو بھی موقع دیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! پنجاب پولیس کے افسران نے 14-2013 کے بجٹ میں سے 14 کروڑ روپیہ کا غبن کر لیا ہے، کس حوالے سے غبن کیا ہے؟ کہ most wanted criminal

لوگوں کو arrest کرنا ہے لیکن ایک بھی most wanted criminal arrest نہیں ہوا اور 14 کروڑ روپیہ ضائع کر دیا ہے۔ اب آپ ان کی تنخواہوں میں اور انہیں incentive دینے کے لئے موجودہ بجٹ میں 16 فیصد اضافہ کر رہے ہیں۔ میں درخواست کروں گا کہ پولیس کی جو credibility ہے، پولیس کی جو efficiency ہے وہ under question ہے لہذا میری یہی درخواست ہے کہ اس مطالبہ زر کی جو demand کی گئی ہے اس میں کمی کی جائے، اس میں 16 فیصد کا اضافہ نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی cut motion کا نمبر تو بول دیں۔ آپ کی cut motion کا کیا نمبر تھا؟

معزز ممبران: انہیں نہیں پتا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! مجھے پتا ہے۔ cut motion کا نمبر 13 ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، اگلے مقرر بول دیں گے۔ جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے آج پانچویں دن بولنے کا موقع دیا اور یہ آپ کی مجبوری ہے کہ آپ ہمیں بولنے کا موقع دے دیں۔

جناب سپیکر: میری کوئی مجبوری نہیں ہے۔ آپ بولیں۔

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: Even then thank you very much.

جناب سپیکر: آپ بولیں، اچھے طریقے سے بولیں۔ میری تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ ایوان کے تقدس کا خیال رکھیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں اپنی گزارشات کا آغاز ایک شعر سے کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی کریں، کریں۔ آرڈر پلیز۔ ان کی بات سنیں۔

جناب محمد عارف عباسی: اگر جان کی امان پاؤں تو عرض کروں۔

MR SPEAKER: Order please, Order in the House.

ان کی بات سنیں۔

جناب محمد عارف عباسی:

ہم چیز نہیں مجبوروں کی ذرا غور سے سن للکار ہیں ہم
اے خادم اعلیٰ رہنے دے تیری خدمت سے بیزار ہیں ہم

جناب سپیکر! یہ جو81-ارب68 کروڑ روپیہ پولیس کو دیا جا رہا ہے یہ وہ پیسے ہیں جو آپ 82 فیصد ڈائریکٹ عام غریب عوام کی نسوں سے خون نچوڑ کر جمع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ بات ہو گئی ہے۔ اب آپ آگے چلیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ پیسے ایسی پولیس کو دے رہے ہیں جس کا کام جہاں عوام کی جان ومال کی حفاظت ہے وہ کام ہم نے تین چار دن پہلے ماڈل ٹاؤن کی سڑکوں پر دیکھ لیا ہے۔۔۔(شوروغل)

جناب سپیکر: ان کو بولنے دیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ پولیس احسن طریقے سے اپنے فرائض سر انجام دے رہی ہے۔(شوروغل)

MR SPEAKER: Order please, Order please.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ پیسا پولیس کو گلو بٹ جیسے غنڈے پالنے کے لئے دیا جا رہا ہے۔ یہ پیسا حکمرانوں کے امرود کے باغوں کو CCTV کیمرے سے cover کرنے کے لئے دیا جا رہا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ پیسا غریب عوام کا ہے یہ ایسے لگانے کی بجائے اسے غریب عوام کے پینے کے پانی پر لگایا جائے، ہسپتالوں پر لگائیں۔

MR SPEAKER: Order please, Order please. Order in the House.

جناب محمد عارف عباسی: پنجاب پولیس حکمرانوں اور مسلم لیگ(ن) کی آلہ کار بن چکی ہے، پولیس politicize ہو چکی ہے۔ پولیس کا کام عوام کی حفاظت نہیں رہا بلکہ پولیس کا کام حکمرانوں کی خدمت اور حکمرانوں کے مخالفین کو کچل دینا ہے۔۔۔(شوروغل)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

خاموشی اختیار کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پچھلے برس ہم نے پولیس کے لئے 73-ارب روپے رکھے تھے تو پھر انہوں نے کون سے تیر مار لئے ہیں؟ کرائم ریٹ روز بروز بڑھ رہا ہے، قتل کی وارداتیں بڑھ رہی ہیں، ڈاکے بڑھ رہے ہیں، اغواء کی وارداتیں بڑھ رہی ہیں، پولیس کا بھتہ بڑھ رہا ہے، تھانے مجرموں کی پناہ گاہیں بن چکی ہیں، تھانے جرائم پیشہ لوگوں کی آماجگاہیں بن چکے ہیں، تھانوں میں جرائم پیشہ لوگوں کو پالا جاتا ہے، ان کو trained کیا جاتا ہے اور اُن کی آمدنی سے تھانے حصہ لے رہے ہیں۔ اگر پولیس کے پاس کوئی غریب آدمی ایف آئی آر درج کرانے جائے تو وہ نذرانہ کے بغیر درج نہیں ہوتی۔ اگر آپ کسی

کو گرفتار کرانا چاہتے ہیں تو پولیس کی گاڑی میں پٹرول یا ڈیزل آپ نے بھروانا ہے اوران کو کھانا بھی آپ ہی نے کھلانا ہے تو پھر ان کو اتنے زیادہ funds کیوں دیئے جا رہے ہیں؟ جب تک آپ محرر کو دو، چار یا پانچ ہزار روپے نہ دیں تو وہ آپ کو وہاں پر بیٹھنے نہیں دیتا۔ میں کہتا ہوں کہ پولیس کو funds دینے کی بجائے ان سے لیں۔ ان سے کہیں کہ جو پیسے یہ کماتے ہیں اس میں سے آدھے حکومت کے خزانے میں جمع کروائیں۔ محکمہ پولیس میں اربوں، کھربوں روپے کی کرپشن ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ محکمہ پولیس کو 81۔ارب روپے کس لئے دیئے جا رہے ہیں؟ اگر حکمرانوں کی خدمت کے عوض یہ پیسے دیئے جا رہے ہیں تو ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ پولیس کو یہ پیسے حکمرانوں کی خدمت کے لئے نہ دیں بلکہ یہ پیسے عوام کے بنیادی مسائل پر خرچ کئے جائیں کیونکہ عوام بڑی کسمپرسی کی حالت میں ہیں۔

جناب سپیکر! وزیر قانون جن کا یہ محکمہ ہے اُٹھ کر چلے گئے ہیں۔ شاید انہیں یہ باتیں اچھی نہیں لگیں۔

جناب سپیکر: وہ ابھی آ جائیں گے۔ منسٹر صاحبان بیٹھے ہیں اور وہ notes لے رہے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس پولیس کو ایک روپے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ پولیس والے آپ کے نام پر بھتہ اور رشوت لے رہے ہیں۔ دنیا کا کوئی جُرم پولیس کی پُشت پناہی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ ایک ایس ایچ او کو پتا ہوتا ہے کہ اس کے حلقے میں کہاں کہاں منشیات فروشی ہو رہی ہے، کہاں پر جوئے کے اڈے چل رہے ہیں، کون ڈاکو، چور اور کار لفٹر ہے۔ یہ سب جرائم پولیس کی مرضی اور اس کی پُشت پناہی میں ہو رہے ہیں۔ پولیس والے عوام کے اُوپر غنڈے، ڈاکو، منشیات فروش اور جواری مسلط کر کے جو آمدنی حاصل کرتے ہیں کیا وہ کم ہے کہ آپ عوام کے خُون پسینے کی کمائی سے 81۔ارب روپے ان کو دے رہے ہیں؟ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پولیس politicize ہو چکی ہے۔ یہ مسلم لیگ (ن) کا terrorist wing بن چکا ہے تو اس کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ قوم کے خزانے سے پیسے دیئے جائیں لہذا میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ:

"81۔ارب 68 کروڑ 38 لاکھ 7 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21013 "پولیس" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ملک تیمور مسعود صاحب!

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میں نہایت ہی احترام کے ساتھ حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے اپنے فاضل دوستوں اور بہنوں سے گزارش کرتا ہوں کہ میں کسی بھی حوالے سے کوئی سیاسی points

scoring کرنے یا اپنی سیاست چمکانے کے لئے بات نہیں کر رہا۔ ہمیں منتخب کرنے والی عوام کا ہم پر قرض ہے۔ وہ لوگ جو ہمیں منتخب کر کے اس ایوان میں بھیجتے ہیں اُن کی طرف سے ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق جسے سچ سمجھیں اسے سچ کہیں اور جو ناحق سمجھیں اس کو ناحق کہیں۔ نہایت ہی احترام سے گزارش کروں گا کہ میں یہاں پر کسی قسم کی کوئی ناجائز بات اور نہ ہی میں آپ لوگوں کی دل شکنی کرنا چاہتا ہوں۔ یہ صرف میری نہیں بلکہ اس صوبے کے دس کروڑ عوام کے دلوں کی آواز ہے۔ ہمیشہ کی بادشاہی تو صرف میرے اللہ کی ہے۔ آج یہ لوگ حکومت میں ہیں اور کل ہو سکتا ہے کہ یہ ادھر ہمارے بنچوں پر بیٹھے ہوں۔ اس سے پہلے بھی یہ حزب اختلاف میں رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے گا۔ اللہ رحم کرے گا۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! ہم یہاں پر اداروں کو مضبوط کرنے کے حوالے سے مثبت تنقید کرنے کے لئے آئے ہیں اور ہم پولیس کے اُوپر بلا جواز تنقید کرنے کے لئے نہیں آئے۔

MR SPEAKER: Order please, Order in the House.

خاموشی اختیار کریں اور ملک تیمور صاحب کی بات کو غور سے سُنیں کیونکہ آپ نے ان کی باتوں کا جواب بھی دینا ہے۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! ہمیں اپنے اداروں کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ اسمبلی کا floor ہمیں اس بات کا درس دیتا ہے کہ ہم اداروں کو مضبوط کریں۔ ان کے قائد بھی اداروں کو مضبوط کرنے کی بات کرتے ہیں۔ اگر آج ہم ان اداروں کو مضبوط کرنے کے لئے کوئی positive and healthy criticism کر رہے ہیں تو ہمیں کیوں روکا جاتا ہے اور کیوں ہماری بات کو رد کیا جاتا ہے؟ مہربانی کر کے میری بات کو غور سے سُنیں کیونکہ یہ آپ کے بچوں کے مستقبل کی بات ہے۔ آپ کی اولاد نے بھی اسی ملک کے اندر جنم لیا، اسی ملک کے اندر رہنا ہے اور یہ ملک ہم سب کا ہے۔ خدارا آپ ایسے حقائق پر پردہ نہ ڈالیں اور ان سے چشم پوشی نہ کریں جو کہ کل ہم سب کے لئے زہر قاتل ثابت ہوں۔ ہمیں پولیس کے لئے مثبت ترجیحات کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ ہم پولیس کے لئے جو 81۔ ارب روپے رکھ رہے ہیں یہ عوام کے خون پسینے کی کمائی ہے، یہ پیسے لوگوں کے taxes سے اکٹھے ہوتے ہیں، یہ پیسے لوگوں پر انکم ٹیکس، سیلز ٹیکس اور ایکسائز ڈیوٹی لگا کر اکٹھے کئے جاتے ہیں۔ پولیس کے اندر بھی بے شمار ایسے لوگ ہیں کہ جو اس ملک کے لئے اپنی جانیں قربان کرتے ہیں۔ ملک سعد جیسے بہت سے پولیس والے اپنی جانوں کی پروا نہ کرتے ہوئے شہید ہوئے ہیں اور انہوں نے خودکش حملوں کو

ناکام بنایا ہے۔افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسی پولیس میں کچھ ناسور اور وردی کے بھیس میں بھیڑیے بھی موجود ہیں۔یہ اس عوام کے دشمن ہیں اور عوام کا خون چُوس رہے ہیں تو ان کے خلاف آپ ہمیں کیوں بات نہیں کرنے دیتے،آپ ہمیں ایسے لوگوں کی نشاندہی کیوں نہیں کرنے دیتے جو آپ کی صفوں میں بیٹھ کر اس عوام کا خون چُوس رہے ہیں؟ہم اپنے عوام کو جان و مال کا تحفظ دینے کی بات کرتے ہیں۔ہم اس پولیس کو اس لئے مضبوط کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ ہماری front line کی وہ force جو امن وامان کو maintain کرتی ہے۔جب پولیس امن وامان کو maintain نہیں کر سکتی اور ہر بات کے لئے فوج کو بُلانا پڑتا ہے تو پھر اس پولیس کو اتنی بڑی رقم دینے کی کیا ضرورت ہے؟

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر!یہ غلط کہہ رہے ہیں۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر!آپ کو جس کام کے لئے انہوں نے بُلایا ہے وہ بعد میں کر لیجئے گا۔مجھے اپنی بات کر لینے دیں۔آپ کو ہر وقت یہاں پر بلا جھجک بولنے کی عادت پڑ چکی ہے۔ہم امن وامان کی صورتحال کو کنٹرول کرنے کے لئے بار بار فوج کو بُلا لیتے ہیں اور جب وہ آکر ہمارے سروں کے اُوپر بیٹھ جاتی ہے تو پھر ہمیں تکلیف ہونے لگ جاتی ہے۔

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر!آپ کی پارٹی اس طرح کی سازشیں کر رہی ہے۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر!یہ بالکل غلط طریقہ ہے۔یہاں پر مجھے بات کرنے نہیں دی جا رہی۔ہم یہاں پر ان کی تعریف کرنے اور قصیدے پڑھنے نہیں آئے۔ہمیں کم از کم بات کرنے کا موقع تو دیا جائے۔ہم بلاوجہ مداخلت کی کبھی بھی اجازت نہیں دیں گے۔

MR SPEAKER: Order please, Order in the House.

محترمہ!آپ خاموش رہیں اور ان کو بات کرنے دیں۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر!میں یہاں پر صرف یہ درخواست کروں گا کہ ہمیں پولیس کے اندر ایسے ناسوروں کی نشاندہی کی ضرورت ہے جو کہ عوام کا خون چُوس رہے ہیں۔پولیس کے لئے 81۔ارب روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے جس میں سے 68۔ارب روپے ان پولیس ملازمین کی تنخواہوں اور allowances پر خرچ ہو جائیں گے۔ہم پولیس کی تنخواہوں کے لئے تقریباً 68۔ارب روپے دے رہے ہیں اگر ہم ان کو 100۔ارب روپے دے دیں تو تب بھی ان کی آنکھوں کی بُھوک نہیں مٹ سکے گی۔میڈیا کے اندر ایک فوٹیج چلی ہے جس میں پولیس اہلکار لوگوں کی دکانوں کے اندر گھس کر لوٹ مار کر

رہے ہیں۔ کیا پولیس کو اس لئے بھرتی کیا جاتا ہے کہ وہ لوگوں کی جان ومال کی حفاظت کرنے کی بجائے ان کا مال خود ہی لوٹنا شروع کر دیں؟ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

خاموش ہو جائیں۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! ان کو بہت تکلیف ہو گی کیونکہ یہاں پر بھی اس پولیس کو support کرنے کے لئے [**] بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ پولیس کے [**] کا کردار ادا کرتے ہیں۔ یہاں پر ایسے گلو بٹ بیٹھے ہوئے ہیں جو باہر جا کر عوام کا رُوپ دھارتے ہیں اور پھر ان کا خُون چُوستے ہیں۔

جناب سپیکر: [**] کے الفاظ کسی معزز ممبر کے بارے میں کہنا غلط ہے۔ ان کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میں بہت سی باتیں کرنا چاہتا تھا مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہاں اس ایوان کے اندر عوام کی آواز کو دبانے کے لئے یہ لوگ ہمیں بات کرنے نہیں دے رہے اور یہ اسی طرح کا کردار ادا کرتے ہیں۔ جب اُن کے اُوپر کوئی مشکل وقت آتا ہے اور یہ اسمبلی ان کے پیچھے کھڑی ہوتی ہے تو تب ان کو یہ اسمبلی یاد آتی ہے۔ آج ان کو اس اسمبلی کی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں ہے۔ آج یہ اس کو عزت اور توقیر نہیں دے رہے لیکن میری بات یاد رکھیں کہ جب یہ اسمبلی سے باہر ہوں گے تو تب ہاتھ لگا لگا کر اس اسمبلی اور اس کی عزت کو یاد کریں گے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک شعر سُنانا چاہوں گا کہ:

حکومت وی چوراں چکاراں دے ہتھ اے
عدالت وی جُھوٹے مکاراں دے ہتھ اے
خُدا خیر کرے میرے وطن دی بھراوٗ
ایہہ شیشے دا گھر لوہاراں دے ہتھ اے

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وقاص حسن مؤکل صاحب!

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سردار وقاص حسن موکل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے فاضل دوستوں نے اپنی اپنی تقاریر کے اندر محکمہ پولیس کے مختلف پہلوؤں کے اوپر روشنی ڈالی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حزب اقتدار سے چند سوالات کرنا چاہوں گا۔ اگر ہم پنجاب پولیس کے لئے 81-ارب روپیہ مختص کر رہے ہیں تو اُس سے عام شہری کو مل کیا رہا ہے؟ اگر یہی سوال ہمارا ایک ایم پی اے کرے جو اس وقت اغواء ہوا ہوا ہے جس کا پچھلے دو ہفتے میں کچھ پتا نہیں لگ سکا اور جس کو بازیاب کرنا پنجاب پولیس کا کام ہے۔ اگر اُس کی بیوی اور اُس کے بچوں سے پوچھا جائے کہ 81-ارب روپیہ پولیس کو دینے کے باوجود ہمارا فاضل دوست بازیاب نہیں ہو رہا اور ہم پولیس کی شاندار کارکردگی پر اُن کو مزید پیسے دینے جا رہے ہیں۔ مقتولہ ایم این اے کے لواحقین سے پوچھا جائے جس کو دن دہاڑے سڑک پر گولی مار دی گئی، اُن کے خاوند یا اُن کی بیٹی سے پوچھا جائے کہ 81-ارب روپیہ لے کر بھی پنجاب پولیس آپ کی بیوی یا آپ کی ماں کو سکیورٹی نہیں دے سکی۔ یہاں پر صرف اور صرف سوال یہ ہے کہ ان پیسوں میں پنجاب پولیس نے عام آدمی کو دیا کیا ہے؟ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please.

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں اپنی بات کے درمیان میں یہ کہنا چاہوں گا کہ معزز ممبران حزب اقتدار میری بات کے دوران کیوں interruption کر رہے ہیں؟ پولیس ہماری عوام کی سکیورٹی کے لئے رکھی گئی ہے اور یہ سوال میرے حزب اقتدار کے دوست بھی کریں گے کیونکہ یہ بھی عوامی نمائندے ہیں، یہ بھی اُن پولیس تھانوں میں جاتے ہیں اور ان کو بھی پتا ہے کہ وہاں ایف آئی آر درج کرانے سے لے کر raid تک، تفتیش کرانے سے ملزمان کو پکڑنے تک، ہر جگہ پر پیسا دیا جاتا ہے، سفارش کرائی جاتی ہے اور منت بھی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! یہ ground realities ہیں کہ ایس پی، ڈی آئی جی اور دیگر افسران بالا کی سکیورٹی کے لئے پولیس اور elite force کی دو دو موبائل گاڑیاں ہیں جبکہ عام آدمی کی سکیورٹی کے لئے ایک سپاہی ہے جس کے پاس شاید ڈنڈا بھی نہ ہو۔

جناب سپیکر! میرے بھائیوں نے ماڈل ٹاؤن کی بات کی۔ کیا ان 81-ارب روپیہ میں سے ہم گلو بٹ کی تنخواہ بھی دے رہے ہیں؟ میرا یہ صرف سوال ہے۔ اگر یہ چاہتے ہیں تو آپ اس رقم کو اور بڑھا دیں اور یہ کر سکتے ہیں کیونکہ یہ حکومت میں ہیں لیکن یہاں پر سوال صرف یہ ہے کہ یہ 81-ارب روپیہ پنجاب کی عوام اس لئے دے رہی ہے کہ انہیں رات کو چین کی نیند آئے، اُن کے جان و مال، اُن کی اولاد

اور اُن کا گھر بار محفوظ ہے تو ٹھیک ہے آپ پولیس کو اور پیسا دیں تو ہم کٹوتی کی بات نہیں کریں گے بلکہ یہ پیسا بڑھانے کی بات کریں گے لیکن کوئی کارکردگی تو دکھائے؟ اس کے بعد یہاں پر ہماری پنجاب پولیس کی جو کارکردگی ہے تو آپ نے بھی ضرور دیکھا ہو گا اور ہم بھی گزرتے ہوئے روز دیکھتے ہیں کہ جہاں پر سرکاری روٹ لگتے ہیں، اس سپاہی کی بہترین وردی، بلٹ پروف جیکٹ، بہترین بندوق اور بہترین اسلحہ سے لیس ہو کر خوبصورت وردی میں کھڑا ہوتا ہے۔ سڑک کے اوپر درختوں کے درمیان میں، نہروں اور پلوں کے اوپر، تھانوں کے اندر اور یہاں پر پنجاب میں 65 فیصد ایریا ابھی بھی rural area ہے یعنی اس کا مطلب ہے کہ 65 فیصد rural پنجاب کے تھانوں کی نمائندگی ہے۔ Rural area کے تھانوں میں ایسی گاڑیاں ہیں جن کے شاید چاروں ٹائر ایک دوسرے سے نہیں ملتے، جن کی دو لائٹیں ایک دوسرے سے آپس میں نہیں ملتیں، اگر وہ چل رہی ہوں تو، اگر کسی کا تعاقب کرنے کے لئے پولیس والے گدھا گاڑی پر بیٹھ جائیں تو شاید وہ کسی کو پکڑ سکیں۔ لاہور کے اندر چمچماتی گاڑیاں، راولپنڈی اور اسلام آباد میں چمچماتی گاڑیاں اور دیہاتوں میں وہ گاڑیاں جو کہ کسی اپاہج، کسی نادار کو بھاگ کر کسی ہسپتال لے جانا ہو تو وہ نہیں لے جا سکتیں۔

جناب سپیکر! اگر یہ 81۔ ارب روپیہ اس طرح سے لگنا ہے تو پھر ہم کیوں نہ کٹوتی کی بات کریں، کیوں نہ ہم یہ request کریں کہ ان ساری چیزوں کے اندر بہتری لائی جائے۔ اس 81۔ ارب روپیہ میں سے کرپشن کی روک تھام اور رکاوٹ کے لئے کتنے پیسے رکھے گئے ہیں؟ یہاں پر جو پی ایس پی افسران یا جو سی ایس پی افسران ہیں شاید ان کے اندر تھوڑا سا ظرف ہو، تھوڑی سی غیرت ہو اور پاکستان کی بہتری کے لئے تھوڑی سی سوچ ہو لیکن نیچے کا تمام عملہ صرف اور صرف تھانے کو بیچتا ہے، case کو بیچتا ہے، انصاف بکتا ہے اور یہ کام تھانے سے شروع ہوتا ہے۔ اگر ایک چیز کی بنیاد ہی ٹھیک نہیں ہے تو آگے جا کر کیا بنے گا؟

جناب سپیکر! اگر کسی نے انصاف خریدنے کے لئے تھانے میں جا کر پیسے دینے ہیں تو پھر اس 81۔ ارب روپیہ کی کیا ضرورت ہے؟ پیسے ہم دیں، تنخواہیں ہم دیں، ہم ان کو پالیں اور اس کے بعد نتیجہ صفر نکلے۔ قاتل، کرائے کے قاتل، کیا ہم 81۔ ارب روپیہ سے کرائے کے قاتل بنا رہے ہیں؟

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے جھوٹ جھوٹ کی آوازیں)

جناب سپیکر: یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ جی، وقاص صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ جو بات کر رہے ہیں تو یہ ان 13 خاندانوں کے بچوں سے پوچھیں، ان 13 خاندانوں کے لواحقین سے پوچھیں جن کے منہ میں گولیاں لگی ہیں، جن کی گردنوں میں گولیاں لگی ہیں اور آج یہ کھڑے ہو کر اس کی تردید کر رہے ہیں۔ میں ان سے اس وقت یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ ان 13 مقتولین میں سے کون سا خود کش جیکٹ کے ساتھ مسلح تھا، ان میں سے کس کے ہاتھ میں بندوق تھی، کس کے ہاتھ میں پتھر تھا؟ نہتے لوگوں کو انہوں نے مارا ہے اور وہ 81- ارب روپیہ میں مارا ہے اور آج اگر ہم بات کر رہے ہیں تو یہ آگے سے "شیم" کہہ رہے ہیں۔ "شیم" تو ان کے اوپر ہونی چاہئے کہ ان سے اپنا ہی ایک ادارہ بے لگام ہوا ہوا ہے، وہ ان سے نہیں سنبھالا جا رہا۔ آج ان کی یہ obesity ہے کہ آگے یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے لئے اور رقم بڑھائی جائے تاکہ کل کو یہ آکر ہمارا گریبان پکڑ لیں۔ آج 13 لوگ مارے گئے ہیں اور اگلے سال 1300 ہوں گے، اس سے اگلے سال 13000 ہزار ہوں گے۔۔۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے گا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اللہ ہی خیر کرے گا۔ آپ انہیں اور پیسے دیں تاکہ یہ اور بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کریں۔ میں اپنے تمام فاضل ممبران دوستوں اور ساتھیوں کے سامنے یہ کہتا ہوں کہ اگر میری کسی ایک بات کا بھی جواب دے سکتے ہیں تو جواب ضرور دیں اور مجھے غلط ثابت کریں کیونکہ یہ حقیقت ہے۔

جناب سپیکر: جی، جی۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں آخر میں یہی کہوں گا کہ اپوزیشن کا کام تنقید برائے تنقید ہوتا ہے اور نہ ہی یہ ہونا چاہئے۔ ہم اس ذمہ داری سے کیوں بھاگ رہے ہیں کہ اگر ان پیسوں کا ہم بہتر حل کر سکتے ہیں، کیا دنیا کے اندر پولیس کے ادارے efficient نہیں ہیں اور کیا وہ اپنی کارکردگی بہتر نہیں کرتے؟ دنیا کے کسی پولیس سٹیشن یا کسی پولیس فورس کی ویب سائٹ کھولیں تو وہ ہر سال اپنے نمبر کم کر رہے ہوتے ہیں جبکہ پاکستان اور پنجاب ایک ایسا شاہکار صوبہ ہے جس میں ہر چیز اوپر کو جا رہی ہے اور اگر اوپر سے بات ہوتی ہے تو اسے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ political mileage ہے۔ یہ کون سی

ہم نے security protection اور خدمت اور کام ہم نے کروانے ہیں، political mileage ہے؟ لینی ہے اور اگر ہمارے ساتھ یہ معاملہ ہو گا تو اس پر کون بات کرے گا؟

جناب سپیکر! میری یہ request ہے کہ اس چیز کو ہم ذمہ داری سے لیں اور احساس کریں۔ یہ وقت ہے کہ ہمارے پاس کرائے کے قاتلوں اور سٹے بازوں کو دینے کے لئے جو پیسے ہیں ان کو ہم بہتر استعمال میں لائیں۔ اس سے ملک کی کوئی فلاح ہو اور کوئی رات کو یہ سوچے کہ میں آج امن کی نیند سوؤں گا۔ میرے مال، مویشی، اولاد اور گھر کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ فائزہ احمد صاحبہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ ہماری کٹوتی کی تحریک ایک بہت اہم ادارے پولیس کے حوالے سے ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جب کسی ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی بات کی جاتی ہے تو وہاں کی پولیس، فوج اور رینجرز اس کا ایک اہم حصہ اور جز ہوتے ہیں۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس ملک میں نہ صرف امن و امان کی صورتحال کو بہتر کریں بلکہ اس ملک میں رہنے والے ہر شہری کو تحفظ فراہم کریں جس کے لئے انہیں depute کیا جاتا ہے۔ آج ہم یہاں کٹوتی کی اس تحریک کے بارے میں بات کر رہے ہیں جس کے لئے 81۔ارب روپے کی گرانٹ رکھی گئی ہے۔ ہم اس کی مخالفت اس لئے کر رہے ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ 81۔ارب روپے کی یہ گرانٹ اور ہر سال اس میں 16 فیصد کا جو اضافہ ہے وہ زیادتی ہے۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ اس ادارے کی جو ذمہ داری ہے کیا اس نے وہ ماضی میں مراعات لینے کے بعد بھرپور طریقے سے انجام دی ہے اور اگر نہیں دی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ ان وجوہات پر غور کرنا حکومت وقت کا کام ہوتا ہے۔ اگر حکومت وقت ان وجوہات پر غور کئے بغیر پولیس کی مراعات ہر سال بڑھاتی جائے، اس میں اضافہ کرتی جائے اور نتائج کا پچھلے سال اور نئے سال سے موازنہ نہ کرے تو میرا خیال ہے کہ آج ہمارے صوبہ میں امن و امان کی خراب صورتحال اسی وجہ سے درپیش ہے۔

جناب سپیکر! میرے کچھ سوالات ہیں اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ پولیس اپنے بجٹ کے حوالے سے کس کو جوابدہ ہے؟ اس بجٹ کو خرچ کرنے کا اختیار آئی جی پولیس اور بڑے افسران کے پاس ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس PAC-I بھی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں اسی طرف آ رہی ہوں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا پبلک اکاؤنٹ کمیٹی اس کو investigate کر سکتی ہے یا اس کے آڈٹ کا کوئی اور طریقہ ہے؟ میں کہتی ہوں کہ سارے

محکمہ جات یا اداروں کو جوابدہ ہونا چاہئے لیکن ہم نے ماضی میں بھی دیکھا ہے کہ ہمارے یہ ادارے جوابدہ نہیں ہیں۔ یہ بالکل شُتر بے مہار ہیں ان کو جوابدہ ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ دوسروں کو بھی موقع دیں۔ آج جمعۃ المبارک ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میری بات تو ابھی شروع ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: تو پھر یہ ختم کب ہوگی؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اگر ہم دیکھیں کہ ہم آج کس طرف جا رہے ہیں تو یہ بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ ہماری موجودہ حکومت نے ایک آرڈیننس پاس کیا جسے PPO کا نام دیا گیا۔ یہ بہت اچھی بات ہے بالکل ایسے آرڈیننس پاس ہونے چاہئیں لیکن PPO کو پاس کرنے سے پہلے اپوزیشن جماعتوں سے مشاورت نہیں کی گئی اور اکثریت کی بنیاد پر فوری طور پر اسمبلی میں اسے لاکر جبراً پاس کر دیا گیا۔ اگر ہم دوسری دنیا سے موازنہ کریں تو سری لنکا میں Terrorist Law کے لئے ایک پیرا ملٹری فورس بنائی گئی ہے، اسی طرح اگر ہم انڈیا کو دیکھیں تو وہاں TADA کے نام سے ایک فورس موجود ہے اور اسی طرح اگر ہم USA کو دیکھیں تو وہاں پر بھی Homeland Border Security Act ہے جسے لانے سے پہلے انہوں نے وہاں نہ صرف ایک فورس بنائی بلکہ اس کی اٹھارہ ماہ کی تربیت کرنے کے بعد Bill اسمبلی میں لاکر پاس کرایا۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے ہاں اگر فقدان ہے تو یہ فقدان ہماری وجہ سے ہے۔ یہاں پولیس پر بات ہو رہی ہے اور ہمارے حکومتی ممبران جس طرح interrupt کر رہے ہیں اور شور مچا رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ پولیس ہماری اور آپ کی حفاظت کے لئے ہے۔ پولیس آپ کو اور ہمیں facilitate کرنے کے لئے ہے۔ اگر پولیس کی کارکردگی متاثر ہوگی تو ہمارے صوبہ پنجاب کا امن خراب ہوگا اور ہمارے لوگوں اور عورتوں کی عزتیں محفوظ نہیں ہوں گی۔ اگر ہم دیکھیں تو ایک سال کے دوران جنسی زیادتی کے 897 واقعات رجسٹرڈ ہوئے ہیں۔ اگر ہم ماضی میں دیکھیں کہ جو کیس درج ہوئے ہیں ان میں سے اگر ہم چیدہ چیدہ واقعات کا ذکر کریں تو سنبل زیادتی کیس ہے کہ ایک سال ہو گیا ہے لیکن اس کا کوئی فیصلہ، رپورٹ یا نتیجہ پولیس کی وجہ سے ہمارے سامنے نہیں آسکا۔

جناب سپیکر! حال ہی میں ہمارے ایک ساتھی ایم پی اے اغواء ہوئے یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج بھی پنجاب اسمبلی کو اعتماد میں لیا گیا کہ ہمارا ساتھی کہاں گیا، اس کو کون لے گیا اور نہ ہی پولیس کی طرف سے کوئی بات سامنے آئی ہے۔

جناب سپیکر! پرسوں کا واقعہ ہے کہ طاہرہ آصف ہماری ایم این اے جن کا تعلق ایم کیو ایم سے تھا وہ آج زخموں کی تاب نہ لا کر وفات پا گئیں ان پر حملہ کس نے کیا؟ پولیس نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر! اس کے بعد اگر ہم دیکھیں کہ تین روز قبل جو ماڈل ٹاؤن میں سانحہ رونما ہوا وہ انتہائی قابل مذمت ہے اس لئے کہ وہاں پولیس نے وہ اختیارات جو آپ نے PPO کے تحت پولیس کو دیئے میں سمجھتی ہوں کہ ان اختیارات کا ایک مظاہرہ کیا گیا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ محترمہ کی بات سنیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یوسف رضا گیلانی صاحب، سابق وزیر اعظم اور سلمان تاثیر صاحب، سابق گورنر پنجاب کے بیٹوں کے اغواء کو ایک سال سے زائد بلکہ سلمان تاثیر صاحب کے بیٹے کے اغواء کو چار پانچ سال ہو گئے ہیں لیکن کوئی رزلٹ نہیں اور کوئی اتا پتا نہیں جو پولیس کی کارکردگی پر ایک اور نشان اور سوال چھوڑتا ہے۔

جناب سپیکر! خواتین کے اغواء کے 1786 مقدمات درج ہیں اور جو نہیں درج وہ اس کے علاوہ ہیں، قتل کے 846 مقدمات مختلف تھانوں میں درج ہیں، بچوں کے ساتھ زیادتی کے 102 سے زائد مقدمات درج ہیں اور لاکھوں کے ڈاکے روزانہ پڑ رہے ہیں تو پولیس کہاں ہے اور پولیس کیا کر رہی ہے؟ پولیس کی ناک کے نیچے سے ڈاکو گزر کر جاتے ہیں لیکن پولیس ان کو پکڑنا گوارا نہیں کرتی۔ اس کے بعد اب ایک نیا فیشن بنا ہے کہ بنکوں میں ڈاکے پڑنے شروع ہو گئے ہیں، لاکرز پر ڈاکے پڑ رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ فوٹیج موجود ہونے کے باوجود پولیس آج تک کسی بنک لاکر کے ڈاکو یا چوروں تک نہیں پہنچ سکی۔ یہ وہ سوال ہیں جو ایک ممبر صوبائی اسمبلی کے طور پر نہ صرف میرے ذہن میں ہیں بلکہ اس صوبہ کی عوام یہ سوال کرتی ہے کہ اگر اسمبلیوں میں بیٹھ کر ہم نے ان اداروں کو مضبوط کرنے کے لئے کوئی کوشش کرنی ہے تو پھر ہمیں ان اداروں کی کارکردگی پر اٹھنے والے سوال کے اوپر بھی غور کرنا چاہئے اور ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ اگر ہم ان کو اپنی تنخواہوں میں سے اپنے ٹیکسوں سے دیئے ہوئے پیسے سے facilitate کر رہے ہیں تو یقیناً ان لوگوں کو بھی ہمیں رزلٹ دینا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہاں پر میرے فاضل ممبران بھائیوں اور بہنوں نے بڑی تفصیل سے لاء اینڈ آرڈر اور پولیس کے متعلق روشنی ڈالی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ ایک چوکیدار کا کام

حفاظت کرنا ہے۔ اگر چوکیدار رات کو سو جائے، غفلت کا مظاہرہ کرے تو پھر وہ گھر ضرور لٹے گا۔ میں اس کی مثال اپنے صوبہ پنجاب سے دوں گی کہ جس کے چیف منسٹر صاحب کے اس بیان نے پورے صوبہ پنجاب کے عوام کو ہلا کر رکھ دیا ہے کہ وہ اتنے بڑے سانحہ سے جو ماڈل ٹاؤن میں رونما ہوا ہے اس سے بے خبر ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ relevant ہو جائیں اور اس issue پر آئیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ہم کوئی criticism نہیں کر رہے یہ ان کا اپنا بیان ہے۔ یہ ریکارڈ بیان انہوں نے دیا ہے کہ وہ بے خبر تھے۔ صوبے کا Head ہی اپنی عوام کے معاملات کے متعلق بے خبر ہے تو وہ صوبہ پھر لٹے گا۔ اس صوبہ نے تو لٹنا ہی لٹنا ہے جس کی مثال سانحہ ماڈل ٹاؤن ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اس cut motion پر بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کو یہاں پر بیٹھنے اور لوگوں کے اعتراضات سننے کی ہمت ہونی چاہئے تھی۔ وہ لاء منسٹر ہیں اور پولیس ان کے under آتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی مرضی ہے۔ ٹائم دیکھیں، آپ کا ٹائم ختم ہو رہا ہے۔ Be relevant now.

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ معاملہ relevant ہے اور پولیس کے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ cut motion پر بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! پولیس فورس نے جو کیا ہے ایسا کبھی ممکن ہی نہیں کہ وہ بغیر کسی Head کے آرڈر کے ایسی حرکت کر سکیں۔ اس سانحہ کے ذمہ دار چیف منسٹر صاحب خود ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کی اجازت کے بغیر پولیس عورتوں پر گولیاں برسا دے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ cut motion کا نمبر بولیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں cut motion کی ہی بات کر رہی ہوں۔ ہم نے ان cut motions کو کیا کرنا ہے جب ہماری جانیں محفوظ نہیں، ہماری عورتیں محفوظ نہیں اور ان کی عزتیں محفوظ نہیں ہیں؟ اس وقت جو incident ہوا ہے یہ پاکستان کی سیاسی تاریخ میں پہلا واقعہ ہے کہ خواتین کے سینوں پر گولیاں برسائی گئی ہیں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ اصل issue پر بات کریں ورنہ ہمیں بھی باتیں کرنی آتی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آج یہ بول رہی ہیں جبکہ یہ خود خواتین ہیں۔ یہی واقعہ ان خواتین کے ساتھ بھی پیش آ سکتا ہے۔ آج اگر انہوں نے اس چیز کا notice نہ لیا تو یہ واقعہ کل کو ان کے ساتھ بھی پیش آئے گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ مکافاتِ عمل ہے۔ اگر آپ کسی کے ساتھ کچھ کرتے ہیں تو آپ کے ساتھ بھی وہی ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی بھی غلط الفاظ بولیں گے تو وہ کارروائی کا حصہ نہیں بنیں گے۔

محترمہ خدیجہ عمر: اِنشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ اگر موجودہ حکمرانوں نے انصاف نہ کیا تو لوگ انصاف کریں گے۔ لوگ اس سے بھی بد تر ان لوگوں کا حال کریں گے۔

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار کی خواتین ممبران محترمہ فرزانہ بٹ
اور محترمہ سلمیٰ بٹ کی طرف سے "لوٹی لوٹی" کی نعرے بازی)

MR SPEAKER: No comments and no cross talk.

(اس مرحلہ پر ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گلو لیگ" کی نعرے بازی)

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جرائم کے حوالے سے اس وقت یہ حال ہے کہ ہر سال 12 فیصد جرائم بڑھ رہے ہیں۔ پچھلے چھ سالوں میں آپ نے لاء اینڈ آرڈر کی مد میں 450۔ارب روپے رکھے اور آج اس 450۔ارب روپے کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ اسی فورس سے سیاسی ایجنڈے کا کام لیا جارہا ہے نہ کہ لوگوں کی حفاظت کا کام لیا جارہا ہے۔ اگر اتنا ہی ضروری ہے تو اپنا ذاتی پیسا ان فورسز پر خرچ کریں لیکن عوام کے پیسوں سے سیاسی ایجنڈے پر کام کیوں کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! اب ان کو بھی بولنے دیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں آخر میں صرف اتنا ہی کہنا چاہوں گی کہ اگر اس صوبے، انصاف اور پولیس کا یہی حال رہا تو یہ مکافاتِ عمل ہے کیونکہ عوام ان سے ان کا بد تر حال کرے گی۔

جناب سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ جی، سعدیہ سہیل رانا صاحبہ! آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! cut motion کا نمبر PC-21013 ہے۔ سب سے پہلے میں جو بات بتانا چاہتی ہوں وہ پولیس کے بارے میں ہے۔ ہمارا صوبہ پنجاب اس وقت جرائم میں تمام صوبوں میں پہلے نمبر پر ہے جس میں سب سے زیادہ جرائم ریٹ بڑھے ہیں بلکہ سو فیصد بڑھے ہیں۔ میں آج صرف دو لائنیں discuss کرنے آئی ہوں۔ پنجاب کا شہر فیصل آباد لاء منسٹر کا شہر ہے۔ ابھی پرسوں ایک رپورٹ release ہوئی ہے جس رپورٹ کا نام police torturing in Faisalabad ہے اور اس ادارے کا نام "Justice Project Pakistan" ہے۔ اس نے پرسوں اپنی ایک رپورٹ launch کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ پچھلے پانچ سال کا tenure اور ایک سال یہ ملا کر چھ سال میں فیصل آباد کے تھانوں میں انیس ہزار بدترین ٹارچر کے cases ہوئے ہیں جس میں daily کا ایک case بنتا ہے اور سال میں 365 cases بنتے ہیں۔ ان cases کے انہوں نے جو وہاں پر victims دکھائے ہیں جن کو اس طریقے سے victimize کیا گیا ہے کہ ان کے زخم نظر بھی نہ آئیں اور ان کے ٹارچر کے طریقے ایسے تھے جو انسان کے رونگٹے کھڑے کر دینے والے تھے جن کو دیکھ کر آپ کی روح کانپ اٹھتی ہے۔ وہ شہر ہمارے لاء منسٹر کا ہے۔ اگر ہمارے لاء منسٹر کے شہر کا یہ عالم ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! وہ آپ کی بات کا جواب خود دیں گے۔ بہت مہربانی۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! پوری دنیا کے ممالک میں تھانے یا کچہریوں جیسے ادارے اصلاح کے لئے بنائے جاتے ہیں نہ کہ ٹارچر کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ ہم 16 فیصد بجٹ ریاستی دہشت گردی کے لئے بڑھا رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار کی خواتین ممبران محترمہ فرزانہ بٹ اور
محترمہ سلمیٰ بٹ کی طرف سے مسلسل مداخلت)

MR SPEAKER: Order please, Order please. Order in the House.

دیکھیں، ٹائم پہلے ہی بڑا مختصر ہے۔ مہربانی کر کے مداخلت نہ کیا کریں۔ ان کو بات کرنے دیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں نے اُن کی بات نہیں سنی۔ جی، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! میں صرف دو منٹ لوں گی۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, Order in the House.

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! یہاں پر پولیس کے کوئی افسران موجود نہیں ہیں۔ یہاں آئی جی کو ہونا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: خان صاحب! کوئی ضروری نہیں ہے۔ یہاں پر منسٹر صاحبان بیٹھے ہیں جو آپ کی بات کا جواب دیں گے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! آج ہم پنجاب کے بجٹ پر بات کر رہے ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہم ایک اہم ادارے کے بارے میں بات کر رہے ہیں جو ہماری عزتوں اور جان و مال کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ محترمہ! آپ کیا کر رہی ہیں؟ جی، بات کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے آپ سے صرف یہ گزارش کروں گی کہ ہم یہاں پر بات کر رہے ہیں کہ یہاں کیا غلط ہو رہا ہے اور کون سے روّیے ہم ٹھیک کرنے جا رہے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

سب سے پہلے ہمیں حکومتی بنچوں پر بیٹھی خواتین کے روّیوں کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ٹھیک ہو جائے گا۔ Don't worry آپ بات کرتی جائیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! میری انتہائی قابل احترام بہنیں یہاں پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ میں آپ کے توسط سے یہ عرض کروں گی کہ یہ مسئلہ میرا نہیں ہے یہ مسئلہ ہمارے ملک اور ہماری عوام کا ہے۔

جناب سپیکر: آدھ گھنٹہ ایوان کا وقت بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! اگر آج ہم یہاں پر اکٹھے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے اگر آپ ایوان میں بیٹھی خواتین کو نہیں روک سکتے تو ہم کیا بات کریں گے؟

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ معزز خواتین ممبران! اُن کی بات سنیں پھر منسٹر صاحب نے جواب دینا ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! اگر آپ ایوان کو ٹھیک نہیں کر سکتے تو ہم یہاں پر کسی اور کی بات کیا کریں گے؟ ہم کسی ادارے کی درستی کی کیا بات کر سکتے ہیں اگر ہم ان کے روّیے ٹھیک نہیں کر سکتے، آپ Custodian ہیں یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔ ہم اس ایوان میں کسی دوسرے ادارے کی کیا بات کریں پنجاب کا سب سے بڑا ادارہ تو یہ معزز ایوان ہے اور یہاں پر اس طرح کے روّیے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! میں نے اُن کو کہہ دیا ہے۔ آپ بات کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! آپ ایوان کے Custodian ہیں، ان کو گلو بٹ کی بہت یاد آ رہی ہے ان کو وہاں بھجوائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ میرے ساتھ بات کریں۔ آپ اُدھر کیوں دیکھتی ہیں؟

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! یہ خواتین وہاں جانے کے لئے بہت بے چین ہیں ان کو اُدھر بھجوا دیں یہ یہاں پر کیا کر رہی ہیں؟ ان کے روّیے اس بات کی علامت ہیں کہ یہ بھی وہاں جانا چاہتی ہیں لہذا ان کو وہاں بھیج دیں۔ کیا ان لوگوں کو خدا کا خوف نہیں آتا؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ مجھ سے بات کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! ہم اپنے پنجاب کی بات کر رہے ہیں اور بجٹ کی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! اُن سے direct نہ ہوں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! آپ سپیکر ہیں اور Custodian ہیں۔

MR SPEAKER: Order please, Order in the House. This is last warning to you.

جی، محترمہ! اب آپ بات کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! میں صرف مختصراً یہ عرض کروں گی کہ ہم سب کا مقصد اور خواہش ایک ہے۔ ہم سب یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک کی سالمیت کے لئے کچھ کریں۔ اگر ہم اس ملک کی سالمیت کے لئے کچھ نہیں کر سکتے اور ایسے ادارے جو کہ ہماری اور اس ملک کی حفاظت کے لئے ہیں جن کو ہم انصاف کے لئے بلاتے اور آواز دیتے ہیں ان کے لئے اتنا زیادہ بجٹ بھی رکھتے ہیں اگر ہم ان کی تربیت نہیں کر سکتے تو پھر ہم اگلا قدم کیا اٹھا سکتے ہیں؟ سب سے بڑی بات سوچنے کی یہ ہے کہ ہم آج اس پلیٹ فارم پر پولیس کے روّیے اور conduct کی بات کریں۔ پولیس کے اعمال جو آج تک ہم نے دیکھے ہیں، جن جن واقعات میں پولیس ملوث ہے ان میں تو آج کل ڈاکو بھی ملوث نہیں ہوتے جو کردار آج پولیس کا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اس حکومت اور ہم سب کے لئے بھی یہ لمحہ فکریہ ہے اور ہم سب کو چاہئے کہ ہم اس کو ایک مقصد بنائیں۔ اگر ہم ایک اچھا فنڈ پولیس کو دیتے ہیں اور ویسے بھی ان کی تنخواہوں کی مد میں ایک بڑا حصہ پنجاب کے بجٹ کا جاتا ہے تو کیوں نہ ہم اس پر check and balance رکھیں؟ ہمیں بہت شدت سے اس بات کا احساس ہے کیونکہ ہمارے ہر شہر، ہر ضلع، ہر تحصیل، ہر ریجن اور ہر صوبے میں ہمیں سب سے زیادہ اس وقت جو problem آ رہا ہے وہ پولیس کے رویوں سے آ رہا ہے کیونکہ پولیس کا عمل انتہائی ناقابل برداشت ہے۔ ان کے ظلم اور زیادتی سے آئے دن جو واقعات ہو رہے ہیں تو کیوں ہم ان سے آنکھیں بند کر کے بیٹھے ہیں؟ واقعات کی مثال میرے بہت سارے یہاں پر موجود colleagues نے دی ہے مگر ہم کون سے واقعہ کی بات کریں، کون سے ڈاکے، کون سے قتل، کون سی زیادتی کی بات کریں اور کون سا ایسا عمل ہے جس میں پولیس ملوث نہیں ہے؟ مجھے بتائیں کہ ان کی protection اور سربراہی کون کر رہا ہے اور ان کے سرپرست کون ہیں؟ وہ سرپرست ہمارے حکمران ہیں۔ ہم کیوں بھول جاتے ہیں کہ ہمیں پولیس کی درستی کے لئے سب سے پہلے اپنے آپ کو بھی ٹھیک کرنا ہے اور ہمیں یہ سوچنا ہے کہ جب ہم ان کو بجٹ کا ایک بہت بڑا حصہ allocate کرتے ہیں تو کیوں ہم ان سے اچھے results کی توقع نہیں کر سکتے؟

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ جب تک ہم اپنے ایسے اداروں کی کارکردگی کو assure نہیں کریں گے تب تک ہم کبھی بھی اپنے اس ملک کے لئے وہ مقاصد حاصل نہیں کر سکتے جن کی ہمارے اندر خواہشات ہیں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، کھگہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں بھی کچھ باتیں تجاویز اور تنقید کے طور پر کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے محکمہ پولیس کے جتنے بھی بزرگ اور بھائی افسران ہیں یہ ہم میں سے ہی ہیں لیکن ان کا رویّہ یہ بن چکا ہے کہ جب وہ وردی پہن لیتے ہیں تو پھر وہ کوئی اور ہی مخلوق بن جاتے ہیں۔ ہر حکومتِ وقت نے پولیس کو بہت support کیا ہے اور کرنا بھی چاہئے کیونکہ اس کے بغیر ہمارا معاشرہ کامیاب نہیں ہے۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ میرے حساب کے مطابق سپاہی کی کم از کم تنخواہ 20 سے 25 ہزار روپے ہے، اے ایس آئی کی 30 سے 35 ہزار روپے ہے، سب انسپکٹر کی تنخواہ تقریباً 40 سے 45 ہزار کے قریب ہے، ایس ایچ او / انسپکٹر کی تقریباً 50 سے 60 ہزار روپے ہے اور ڈی ایس پی کی تنخواہ 70 سے 75 ہزار روپے ہے جو بہت ہی معقول تنخواہ ہے۔ سرکار کے جتنے بھی محکمے ہیں اُن میں ججوں کے بعد کسی کا

نمبر آتا ہے تو reasonable تنخواہ اسی محکمے کی ہے۔ ہر حکومتِ وقت کو چاہئے کہ ان سے اُن کی تنخواہ کے مطابق کام لے اور اس میں بہتری لانی چاہئے۔ اتنی تنخواہ کے باوجود کارکردگی میں اتنی بہتری نہیں آئی جتنی ہونی چاہئے۔ میرا حکومتِ وقت سے مطالبہ ہے کہ ان کو بہتر انداز میں مزید بہتر کیا جائے۔ یہاں پر بیٹھے میرے ساتھی زیادہ تر زمیندار گھرانوں سے ہیں اور گاؤں کے علاقوں سے ہیں جو بخوبی سمجھتے ہیں کہ اب حالات یہ ہیں کہ اگر کسی آدمی کی کوئی گائے بھینس چوری ہو جائے یا لڑائی ہو جائے تو وہ تھانے ہی نہیں جاتا۔ وہ تھانے کیوں نہیں جاتا اس کی وجوہات آپ کے علم میں بھی ہیں اور مجھے بھی پتا ہے؟ اگر لڑائی کی وجہ سے وہ تھانے چلا جائے تو انسپکٹر صاحب کی فیس الگ ہے، سب انسپکٹر کی الگ ہے، تفتیشی اور محرر کی الگ ہے۔ پولیس والے اس تنخواہ کے باوجود بہت سارے پیسے اور بھی اکٹھے کرتے ہیں۔ اس میں میری تجویز یہ ہے کہ جہاں اتنے فنڈز ہر سال دیئے جاتے ہیں اگر آپ اس کو بہتر بنانا چاہتے ہیں تو جتنے بھی تھانے ہیں اُن میں کیمرے لگائے جائیں جیسا کہ بنکوں میں لگے ہوئے ہیں۔ تھانے کے بڑے گیٹ پر، محرر کے کمرے، ایس ایچ او کے کمرے اور بیرکوں میں کیمرے لگے ہونے چاہئیں جن کا رابطہ direct ایس پی صاحب سے ہو۔

جناب سپیکر: ابھی تو آپ 81۔ ارب روپے سے گھبرا رہے ہیں۔ جب ان کے کیمروں کے پیسے آئیں گے تو پتا نہیں بات کہاں پہنچے گی؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! ایک ارب روپے سے زائد کیمرے نہیں آئیں گے اور 81۔ ارب روپے بجٹ میں سے ہی لگائے جائیں۔ کیمروں کے لگنے کا اثر یہ ہوگا کہ ان کی کیمروں کی movement ایس پی صاحب کے دفتر میں live چل رہی ہوگی۔

جناب سپیکر: اب آپ wind up کر دیں۔ دیکھیں، ابھی آپ کی پانچ کٹوتی کی تحاریک باقی ہیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! اس طرح سے پولیس کے حالات بہتر کئے جاسکتے ہیں۔ ان کی تنخواہ اگر double بھی کر دی جائے لیکن جب تک ان کے اوپر معلومات نہ رکھی جائیں تب تک یہ ہمارا معاشرہ اسی طرح ہی رہتا ہے۔ میری اس میں گزارش ہے کہ کوئی ایسا بہتر سسٹم لایا جائے جیسا کہ بنکوں میں ہے تاکہ غریب آدمی کی بات سنی جاسکے اور ان کی ایف آئی آر کاٹی جاسکے۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! کتنے کیس ایسے ہیں جو سال سال پولیس درج ہی نہیں کرتی۔ جب وہ بے چارا مدعی اُن سے بچ بچا کر کچھ دے کر آ جاتا ہے تو بڑے گیٹ کے باہر رضاکاروں کی ایک یلغار ہوتی ہے جو اُس سے دو دو سو روپیہ مانگتے ہیں۔

جناب سپیکر: کھگہ صاحب! آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! اس کو بہتر کیا جائے اور بہتر تجاویز لائی جائیں۔ اس کے علاوہ ان کے فنڈز کم کئے جائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب میں سوال put کرنے لگا ہوں۔ منسٹر صاحبان ذرا توجہ فرمائیں۔ رانا صاحب! آپ بولیں کیونکہ آپ نے جواب دینا ہے اس کے بعد میں نے سوال put کرنا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جن معزز ممبران نے اس cut motion پر اظہارِ خیال کیا ہے مجھے ان کے خیالات کی بڑی قدر ہے لیکن انہوں نے اس cut motion سے متعلق کوئی بات نہیں کی۔ انہوں نے اِدھر اُدھر سے باتیں کی ہیں اور اس طرح کی باتیں اس سے پہلے بھی کئی دفعہ وہ کر چکے ہیں جن کا کئی دفعہ جواب دیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ تھانوں میں کیمرے لگا دیئے جائیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری آپ سے یہی گزارش ہو گی کہ آپ question put کریں۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"81۔ ارب 68 کروڑ 39 لاکھ 7 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21013 کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ رانا ثناء اللہ خان ہر موقع پر بات کرتے ہیں لیکن آج اُن کے ضمیر پر اتنا بوجھ ہے کہ وہ یہاں پولیس کا دفاع نہیں کر سکے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): وہ یہاں پر بات نہیں کر سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ خان کو یہاں پر بات کرنی چاہئے تھی۔۔۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 81۔ارب 68کروڑ 39لاکھ 7ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطاء کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے

"لاء منسٹر رانا ثناء اللہ، استعفیٰ دو اور چیف منسٹر استعفیٰ دو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 23۔جون 2014 سہ پہر 3:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دل میں ہو یاد تیری گوشہ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو
اس کی قسمت پہ فدا تخت شہی کی راحت
خاک طیبہ پہ جسے چین کی نیند آئی ہو
آج جو عیب کسی پر نہیں کھلنے دیتے
کب وہ چاہیں گے میری حشر میں رسوائی ہو

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔ میاں محمد اسلم اقبال صاحب کی تحریک استحقاق ہے انہوں نے کہہ دیا ہے کہ اس کو pending کر لیا جائے لہذا اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 14/275 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

سیکنڈری بورڈ لاہور کا معیاری جعلی اسناد تیار کرنے کے بہانے چار لاکھ روپے کی بجائے چار کروڑ روپے خرچ کرنے کا انکشاف

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب یہ ہے کہ security features کی حامل اسناد کی تیاری کی کل لاگت 3 کروڑ 9 لاکھ 15 ہزار 8 سو روپے بنتی ہے جس پر 17 فیصد جنرل سیلز ٹیکس کے علاوہ رائج الوقت انکم ٹیکس اور ماڈل کی تیاری کی رقم بھی شامل ہے۔ قبل ازیں بھی سیکنڈری بورڈ لاہور پاکستان سکیورٹی پرنٹنگ پریس سرٹیفکیٹ کا کاغذ خریدتا تھا۔ سرٹیفکیٹ چونکہ طالبعلم کے لئے عمر بھر کا اثاثہ ہوتا ہے لہذا سکیورٹی پرنٹنگ پریس کے معیاری کاغذ پر پرنٹنگ سے نہ صرف سرٹیفکیٹ کی عمر بڑھ جائے گی بلکہ ایک عام شخص بھی سند کے اصلی یا نقلی ہونے کی پہچان کر سکے گا۔ یہاں پر اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ لاہور بورڈ صرف اس صورت میں سند کی تصدیق کرتا ہے کہ جب کسی ادارہ یا فرد کی طرف سے ایسا کرنے کی درخواست کی جائے۔ جہاں تک خطیر رقم کے خرچ ہونے کا معاملہ ہے تو سیکنڈری بورڈ لاہور کی تمام آمدن اور اخراجات کی باقاعدہ حکومت پنجاب کی طرف سے متعین کردہ آڈٹ آفیسرز جانچ پڑتال کرتے ہیں۔ بعد ازاں حکومت پنجاب کے خصوصی آڈیٹر دوبارہ اس کی جانچ پڑتال کرتے ہیں اور اگر کسی بھی قسم کی کوئی بے ضابطگی پائی جائے تو اس معاملہ کی جانچ پڑتال پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کرتی ہے۔ اس بارے میں حتمی فیصلہ انہی کا ہوتا ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ مطالبات زر بابت سال15-2014 پر بحث اور رائے شماری

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ میرے خیال میں اب ہم گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال15-2014 کے مطالبات زر پر کارروائی دوبارہ شروع کرتے ہیں۔ مورخہ 20۔جون 2014 کے اجلاس میں مطالبہ زر 21013 پر پیش کردہ کٹوتی کی تحریک پر ووٹنگ ہو چکی ہے۔ جیسا کہ اعلان کیا گیا تھا کہ cut motions کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی آج شام 6:00 بجے تک کریں گے۔اس کے بعد باقی ماندہ مطالبات زر پر قاعدہ (4)144 کے تحت guillotine apply کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہوں گا کہ اسمبلی کے چاروں اطراف میں بیسیوں کنٹینرز کھڑے کئے گئے ہیں جن میں سے دو کنٹینرز گیس سلنڈروں سے بھرے ہوئے ہیں۔ خدانخواستہ کوپر روڈ والی طرف کوئی بھی حادثہ ہو سکتا ہے۔ آپ فوری طور پر سکیورٹی کے جو بھی ذمہ داران ہیں انہیں کہیں کہ گیس سلنڈروں والے کنٹینرز، کیونکہ دوسرے کنٹینرز کہیں اور لے جانا اگر ان کے بس میں نہیں ہے تو کم از کم ان دو کنٹینرز کو تو یہاں سے remove کروائیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ اسلام آباد اور راولپنڈی سے ہمارے پانچ ایم پی ایز جو اس اجلاس میں آج شرکت نہیں کر رہے کیونکہ پورا شہر ابھی تک seal ہے۔ میں آپ سے یہ کہوں گا کہ اگر ڈاکٹر طاہر القادری کی flight کو divert کر کے لاہور بھیجنا تھا تو لاکھوں لوگ جو راولپنڈی اور اسلام آباد کے باسی ہیں جن کا شاید اس تحریک یا استقبال سے کوئی تعلق بھی نہ تھا وہ کیوں خوار اور ذلیل ہو رہے ہیں؟ مجھے عارف عباسی صاحب کا تین بجے اور صدیق خان صاحب کا دو بجے فون آیا کہ باوجود کوشش کے ہم اپنے گھروں سے نکل نہیں پا رہے اور کنٹینرز کے ذریعے سے راستے بند ہیں۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ فوری طور پر راولپنڈی کی انتظامیہ سے کہیں کہ کم از کم راولپنڈی اور اسلام آباد

کے اندر اب اس طرح کا کوئی جلسہ جلوس نہیں ہو رہا وہ راستے کھولیں تاکہ ہمارے ایم پی ایز اجلاس میں شرکت کر سکیں۔

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! راستے بند نہیں ہیں میں بھی راولپنڈی سے آئی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ ہم نے ان کی اور آپ کی بات بھی سن لی ہے۔ اس کا ابھی جواب لے لیتے ہیں۔ جی، سندھو صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! معزز قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید صاحب نے جو نکتہ بالخصوص راولپنڈی کے اپنے ایم پی ایز کے بارے میں اٹھایا ہے میرا خیال ہے کہ وہ اپنی کسی ذاتی مجبوری کی وجہ سے یہاں نہیں آئے کیونکہ ہمارے دو منسٹر صاحبان اور ہماری بہنیں راولپنڈی سے آئی ہیں۔ یہ بالکل غلط اور baseless بات ہے۔

جناب سپیکر: اگر ایسی کوئی شکایت ہے تو میرے خیال میں انہیں facilitate کریں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ان کے اپنے ممبر جناب آصف محمود صاحب یہاں پر موجود ہیں ان کا تعلق بھی راولپنڈی سے ہے اس لئے ان baseless باتوں میں نہیں پڑنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ اس چیز کا notice لیں کہ اگر راستے میں کوئی رکاوٹ ہے تو اس کو دور کیا جائے اور ایم پی ایز صاحبان کو نہ روکا جائے۔ مہربانی۔ اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21016 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21016

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :

"ایک رقم جو 55۔ارب 13 کروڑ 9 لاکھ 17 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 55- ارب 13 کروڑ 9 لاکھ 17 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر نمبر PC-21016 میں کٹوتی کی تحریک میں مندرجہ ذیل ممبران کی طرف سے ہے۔ میاں محمود الرشید اور ان کے تمام ساتھی جن کی تعداد 47 کے قریب ہے جنہوں نے اس پر اعتراض کیا ہے۔ میں میاں محمود الرشید صاحب سے کہوں گا کہ وہ جن کو nominate کرنا چاہتے ہیں، کر لیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

DR NAUSHEEN HAMID: Mr Speaker! I move:

"That the total of Rs.55,13,0917000/- on account of Demand No PC-21016 for Health Services be reduced to Re.1/-"

MINISTER FOR HUMAN RIGHTS AND MINORITIES AFFAIRS (Mr Khalil Tahir Sindhu): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ! آپ اپنی بات کریں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے وزیر موصوف سے درخواست کروں گی کہ میں اپنی تقریر کے دوران کچھ figures mention کروں گی وہ اس کو note down کریں اور اپنے جواب میں ان کو ضرور mention کریں کیونکہ ان کی اپنی دی ہوئی کتابوں میں کسی ایک مد کے جو اخراجات ہیں وہ ایک کتاب سے دوسری کتاب سے match نہیں کرتے۔ اس وقت ہماری ہیلتھ سروسز کی صورتحال یہ ہے کہ ہمارے پاس دنیا کا بہترین ہیلتھ ماڈل موجود ہونے کے باوجود ہم عوام کو relief دینے میں ناکام ہیں۔ ہمارے پاس primary, secondary and tertiary health care network موجود ہے جس کو اگر ہم effective طریقے سے utilize کریں تو ہم

غریب عوام کو صحت کی بہتر سہولیات میسر کر سکتے ہیں۔ آج پاکستان کے غریب عوام اس لئے نہیں مر رہے کہ ہمارے پاس بیماریوں کا علاج نہیں ہے بلکہ حکومت کی غلط ترجیحات policies and poor governance کی وجہ سے یہ علاج اور سہولیات عوام تک نہیں پہنچ رہیں۔ یوں لگتا ہے کہ غریب کی زندگی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ کچھ health indicators ہیں جن پر میں روشنی ڈالنا چاہتی ہوں جس سے حکومت کی کارکردگی آپ کے سامنے آ جائے گی۔ میں یہ بھی clear کر دوں کہ یہ health indicators میں نے Punjab Health Department کی Punjab Health Profile سے لئے ہیں جو 19۔ جون 2014 کو update کی گئی تھیں۔ آج سے دو تین دن پہلے اس site کو update کیا گیا ہے اس لئے یہ latest health indicators ہیں۔ Maternal mortality rate یعنی ماؤں کی شرح اموات ہر ایک لاکھ life births پر تین سو ماؤں کی وفات ہو جاتی ہے اور زچگی کے دوران مرنے والی خواتین کی تعداد ترقی یافتہ ممالک کی نسبت 90 فیصد زیادہ ہے۔ آج پنجاب میں صرف 38.8 ماؤں کو trained skill birth attendants کی سہولت میسر ہے باقی خواتین دائیوں سے یا جس طریقے سے بھی وہ گھر میں manage کرتی ہیں جس کی وجہ سے شرح اموات اتنی زیادہ ہیں۔ اگر بچوں کی شرح اموات دیکھیں تو پہلے سال کے دوران ہر ایک ہزار بچے میں سے 77 بچے فوت ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جو child mortality rate under five years ہے ہر ایک ہزار بچوں میں سے 112 بچے موت کا شکار ہو جاتے ہیں جبکہ بنگلہ دیش جو ہم سے بہت چھوٹا اور کئی سال بعد معرض وجود میں آنے والا ملک ہے وہاں پر بھی یہ ratio ہم سے 1/3 ہے۔ اسی طرح بچوں کی ہماری آبادی میں سے 1/3 بچے malnourished ہیں اور ان کی growth extended ہے۔ ہیپاٹائٹس جو کہ ایک silent killer ہے اس وقت 10 فیصد آبادی ہیپاٹائٹس کا شکار ہے اور روز بروز یہ تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ حفاظتی اقدامات، بروقت تشخیص اور علاج سے اس مرض پر قابو پایا جا سکتا ہے مگر اس دفعہ ہیپاٹائٹس کے بجٹ میں واضح کمی کر دی گئی ہے۔ Prevent Health Care کے بجٹ میں واضح کمی کی گئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا ہیپاٹائٹس کا مرض ختم ہو گیا ہے یا لوگوں کو اب ان دوائیوں کی ضرورت نہیں رہی؟ حال ہی میں حکومتی نااہلی کی وجہ سے ایک لاکھ روپے سستی ویکسین expire ہونے کی وجہ سے ضائع ہو گئی ہے جس میں ایک ویکسین کا ٹیکہ 70 روپے میں cost کر رہا تھا۔ کیا یہ صرف اس لئے ضائع ہونے دی گئی کہ مہنگے ٹیکوں کی sale پر یہ اثر انداز ہو گی؟ اس کے علاوہ ٹی بی کا مرض ہمارے ملک میں بہت عام ہے اور اس وقت دنیا کی بائیس most effected countries میں

پاکستان کا چھٹا نمبر ہے لیکن اس کی drug purchase کے لئے بھی بجٹ کم کر دیا گیا ہے۔ڈینگی پھر سے سر اٹھا رہا ہے، ہسپتالوں میں ان cases کی تعداد بڑھنے لگی ہے، measles کی وباء پھر سے شروع ہو رہی ہے اور ملیریا role back programme پر بھی بجٹ ختم کر دیا گیا ہے۔ میں نے تھوڑے سے figures آپ کے سامنے رکھے ہیں جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ پنجاب میں ہیلتھ کی کیا صورتحال ہے؟ یہ بجٹ بھی الفاظ اور اعداد کا ایک خوبصورت گورکھ دھندہ ہے جس کے figures خود ہی controversial ہیں۔ میں دو مثالیں پیش کروں گی اور وزیر موصوف سے درخواست کروں گی کہ ان کو note کریں۔ انہوں نے جو 55۔ارب کی ڈیمانڈ پیش کی ہے اگر آپ white paper دیکھیں تو اس میں overall allocation health صرف 53۔ارب روپے مانگی گئی ہے تو یہ 2۔ارب روپے کا فرق کیوں ہے؟ یہ انہی کی دی ہوئی کتابوں میں موجود ہے جس کا جواب میں ضرور چاہوں گی۔ اسی طرح Annual Development Programme کی رقم white paper میں 31۔ارب روپے لکھا گیا ہے۔ 7۔ارب روپے بہت بڑی figure ہے جس کا میں جواب چاہوں گی کہ یہ difference کیوں ہے؟ پچھلی دفعہ کی طرح اس مرتبہ بھی بہت بڑی بڑی باتوں اور سکیموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے برعکس اگر ہم زمینی حقائق دیکھیں تو ہیلتھ کے بجٹ 14-2013 کا ایک بڑا حصہ utilize ہی نہیں کیا گیا۔ اصل اہمیت تو اس بجٹ کی ہوتی ہے جو عوام پر خرچ ہو جائے اور عوام پر ہی utilize ہو جائے۔ ان کی اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ ہیلتھ سکیموں میں صرف 57 فیصد سکیمیں complete ہوئی تھیں اور باقی سکیموں پر کوئی کام نہیں ہوا تھا۔ تمام تر توجہ بڑے شہروں پر مرکوز ہے اور دیہی علاقے suffer کر رہے ہیں۔ BHUs میں ڈاکٹرز اور دوائیاں موجود نہیں ہیں۔ ایک recent survey کے مطابق جو غریب ترین طبقہ ہے اس میں سے صرف 10 فیصد کی رسائی صحت کی سہولیات تک ہے۔ حکومت کی priorities میں ہیلتھ کہاں آتی ہے؟ اگر ہم ان کے ADP کے main objectives دیکھیں جو صفحہ نمبر 41 پر ہے اور میری سب سے درخواست ہے کہ آپ سب دیکھیں۔ اس میں شروع سے لے کر آخر تک ہیلتھ کا کہیں ذکر ہی نہیں ہے جبکہ میں سمجھتی ہوں کہ ہیلتھ کو اس ایجنڈے میں نمبر ون پر ہونا چاہئے تھا۔ Government Sector Hospital کا اگر ہم حال دیکھیں تو وہاں سہولیات کا فائدہ صرف وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں جن کی سفارش ہوتی ہے۔ پچھلے ایک سال سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ health personnel سڑکوں پر ہیں۔ کبھی ڈاکٹرز، نرسز اور کبھی پیرامیڈیکل سٹاف سڑکوں پر ہیں۔ حکومت کی غیر مؤثر پالیسیوں کی وجہ سے ان میں بے اطمینانی اور بے چینی پائی

جاتی ہے۔آج بھی ڈاکٹرز کی ہڑتال کا ساتواں دن ہے۔ سعودی عرب سے بہت سارے انڈین ڈاکٹرز واپس اپنے ملک جارہے ہیں کیونکہ ان کی حکومت نے ان کو ایکincentive دیا ہے۔ براہ مہربانی ایوان کوin orderکرائیں۔

MR SPEAKER: Order please, Order in the House.

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! ہمارے ملک کے ڈاکٹرز روزانہ ملک چھوڑ کر جارہے ہیں اور بہت تیزی سےbrain drainہورہا ہے۔ سروس سٹرکچر نہ ہونے کی وجہ سےqualified and specialist doctorsاپنا مستقبل مخدوش سمجھتے ہیں۔ یہ ڈاکٹرز یا تو پرائیویٹ سیکٹر میں چلے جاتے ہیں یا پھر وہ باہر کے ممالک میں جاتے ہیں جہاں ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے اور غریب مریض پھرنئے inexperience doctorsکے رحم وکرم پر رہ جاتے ہیں۔ ادویات کیpurchaseکے لئے اس بجٹ میں8۔ارب روپے سے زیادہ رکھے گئے ہیں جبکہ ہسپتال میں جو ادویات موجود ہوتی ہیں وہ انتہائی ناقص اور غیر معیاری ہیں جن سے مریضوں کو فائدے سے زیادہ نقصان ہوتا ہے جو پیسے کا زیاں ہے۔اس کے باوجود بھی ادویات کا فقدان ہر وقت رہتا ہے۔لیبارٹریوں میںchemicalsموجود نہیں ہیں جس کی وجہ سے ٹیسٹ نہیں ہوتے۔ایم آر آئی مشین، سی ٹی سکین مشین،ایکسرے مشین،ventilators اور الٹرا ساؤنڈ مشینیں بڑی تعداد میں خراب ہیں جس کے لئے بجٹ میں ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے مگر پچھلی مرتبہ کی طرح لگتا ہے کہ یہ بھی کرپشن مافیا اور کمیشن کی نذر ہو جائے گی۔Sanitation and sterilizationکا یہ حال ہے کہ جو مریض ہسپتال علاج کرانے جاتا ہے وہ گھر جاتے جاتے اپنے ساتھ کئی نئیinfectionsلے جاتا ہے۔ICUمیں مریض موت اور زندگی کی جنگ لڑ رہا ہوتا ہے مگر وہاں پر بلیاں پھر رہی ہوتی ہیں، بجلی نہیں ہوتی،AC plantsخراب ہیں اور آج کے سرکاری ہسپتال صرف مخیّر حضرات کیdonationsپر چل رہے ہیں۔اس بجٹ میںpreventive medical health careکے اوپر کوئی بھیfocusنہیں کیا گیا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہprevention is better than cureاڑھائی لاکھ بچہ ہر سال آلودہ پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کے ہاتھوں جان کھو بیٹھتا ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میں ہیلتھ انشورنس کارڈ کا ذکر کرنا چاہوں گی کہ پچھلی دفعہ بھی اس کے لئے بجٹ رکھا گیا تھا لیکنimplementنہیں ہوا تھا۔اس دفعہ بھی اس کے لئے انہوں نے4۔ارب روپے کی ایک خطیر رقم رکھی ہے۔حکومت کا فرض ہوتا ہے اور میرے خیال میں ان کاtarget health for allہونا چاہئے نہ کہ چند لوگوں کو ہیلتھ کارڈ دے کرfacilitateکیا جائے اور باقی تمام غریبوں کو

disown کر دیں جبکہ غریب ترین شخص بھی indirect taxes کے ذریعے حکومت کو پیسا دیتا ہے پھر اس کا حق کیوں چھینا جاتا ہے؟ ہماری اکثریت غربت کی لائن سے نیچے ہے لہذا اگر یہی 4-ارب روپیہ جو ہمارے 280 دیہی مراکز صحت ہیں اُن کو upgrade کرنے میں لگا دیا جائے اور ان کو State of Art بنایا جائے تو پنجاب کے تمام اضلاع کو فائدہ ہوگا۔ اگر ان کو پرائمری ہیلتھ کیئر یہیں مل جائے گی اور صرف difficult and complicated cases آگے refer ہوں گے تو secondary and tertiary ہسپتالوں پر سے بہت سا بوجھ کم ہو جائے گا اور وہ بہتر کارکردگی دکھا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک دو immediate ضرورتیں ہیں جس پر گورنمنٹ نے focus نہیں کیا اُن کا ذکر کرتی ہوں کہ جس طرح آگ اور تیزاب سے جھلسنے جیسے واقعات میں بہت تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے حکومت کو burn units پر فوری توجہ دینے کی ضرورت تھی مگر ہمارے پاس اتنی بڑی آبادی رکھنے والے لاہور شہر میں میو ہسپتال میں صرف آٹھ بیڈ ہیں یکی گیٹ ہسپتال میں تین بیڈ ہیں۔ ان کی اپنی health site پر پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے لکھا ہوا ہے جس پر میں اپنی بات ختم کروں گی کہ ہماری اتنی بڑی ہیلتھ سروس ہونے کے باوجود لوگوں کو ہم معیاری صحت provide نہیں کر پا رہے جس کی ایک reason انہوں نے خود لکھی ہے کہ low spending and expenditure on health even by Asian standards لہذا یہ خود مان رہے ہیں کہ ہم اپنے ہیلتھ بجٹ میں وہ amount نہیں دے رہے جو کہ ضرورت ہے۔ ترقی یافتہ قومیں صحت اور تعلیم سے آگے بڑھتی ہیں اس لئے ہماری درخواست یہ ہے کہ سڑکوں، میٹرو بسوں یا mono rails پر رقم خرچ کرنے سے پہلے عوام کو صحت دیں اُس کے بعد یہ ان پراجیکٹ کی طرف آئیں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب کون بات کریں گے؟

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں بات کروں گی۔

جناب سپیکر: کیا اسی تحریک پر ہی بات کریں گی؟

محترمہ شنیلا رُوت: جی۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

محترمہ شنیلا رُوت: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ہیلتھ بجٹ پر بات کروں گی کہ اس بجٹ کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف کتابوں میں ہیلتھ کا جو بجٹ بتایا گیا ہے وہ ہر کتاب میں فرق ہے۔ کہیں پر55فیصد آرہا ہے، کہیں پر53فیصد آرہا ہے اور ڈویلپمنٹ میں31فیصد ایک جگہ آرہا ہے تو دوسری طرف24فیصد آرہی ہے۔ مجھے تو یہاں پرconfusionنظر آرہی ہے اور سمجھ نہیں آتی کہ ہمارے وزیر خزانہ نے اس کو کس طرح سے پیش کیا ہے؟ میری بہن نے کافیexplainکیا ہے لہذا میں اس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتی۔ ہیلتھ کاGDP 2.6 percentہونا چاہئے جو کہ نہیں ہے۔ اگر آپ پنجاب کے ہسپتالوں کی حالت دیکھیں تو انہوں نے اپنی کتاب میں جوvision statementدی ہے وہ اس کے بالکل مترادف ہے اور وہ اُنconditionsکو بالکلdefyکرتی ہے کیونکہ ہسپتالوں میں کچھ بھی موجود نہیں ہے۔ وہاں پرbasic needsنہیں ہیں بلکہ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان ہسپتالوں میں لوڈشیڈنگ بہت ہے اور پانی وافر مقدار میں نہیں ہے جس کی وجہ سے بہت سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ میں لیڈی ایچی سن اور لیڈی ولنگڈن ہسپتالوں کی مثال دینا چاہتی ہوں جو لاہور کے بڑےmaternity hospitalsہیں۔ یہاں پر کوئی بھیwaste disposal managementنہیں ہے جس کی وجہ سے ڈھیروں گندگی اورwaste materialپڑا رہتا ہے جس سے بہت سی بیماریاں جنم لے رہی ہیں۔ اس کے علاوہ انہی ہسپتالوں میں بجلی گھنٹوں نہیں آتی جس کی وجہ سے مریض پریشان ہیں اور پیرامیڈیکل سٹاف سمیت ڈاکٹرز بھی بہت پریشان ہیں۔ میںsterilization kitsکی بات کرنا چاہوں گی جو ہسپتالوں میں بہت اہم چیز ہیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ معزز ممبران! اگر گپ شپ لگانی ہے تو لابی آپ کے لئے حاضر ہے۔ مہربانی کر کے ان کی بات سنیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر!Sterilization kitsموجود ہی نہیں ہیںso much soکہ it is imposing a great serious threat to the lives of both mother and child آپ جب پاکستان کےstatisticsکو دیکھیں توneonatal deathsآٹھویں نمبر پر آتی ہے،under five yearsدنیا میں تیسرے نمبر پر ہے اورinfant mortality rateپہلے نمبر پر ہے لہذا ہمیں ان چیزوں کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے جس کی طرف ہم بالکل دھیان نہیں دیتے۔ ایکSave the Children Reportہے---

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! ایک Save the Children Report ہے جس کا آرٹیکل Ending New born Deaths in Pakistan ہے۔

Pakistan has highest rates of first day death and still births.

سال 2012 میں ایک ہزار بچوں میں سے اکتالیس بچے وفات پا گئے۔

Unfortunately this number has sadly increased to sixty deaths per thousand in 2013-14.

میں Waste Disposal System کی بات کروں گی کہ کوئی ایسی strategy نہیں بنائی جا رہی کہ ہسپتالوں سے waste disposal کو کس طریقے سے ہٹایا جائے جس کی وجہ سے نشئی وہاں سے سرنجیں اٹھا کر لے جاتے ہیں جس سے ہیپاٹائٹس اور HIV & AIDS پھیل رہا ہے اور اس طرح کی کئی بیماریاں جنم لے رہی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ چونکہ ہمارے پاس sterilization kits نہیں ہیں تو جو Curing Institutes ہیں جیسے کہ:

Doctors and Paramedics have become the vectors of diseases such as Hepatitis C.

ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کے پاس proper kits نہ ہونے کی وجہ سے carriers to masses لوگوں کو بیماریاں منتقل ہو رہی ہیں۔

Again I would like to stress that according to Save the Children report less than half of Pakistani women have skilled birth attendants at the time of birth.

ایسی عورتوں کے پاس skilled birth attendants ہی نہیں ہوتیں جس کی وجہ سے باقی عورتیں دائیوں اور ایسی traditional birth attendants کے پاس چلی جاتی ہیں جن کے ساتھ بہت سی complications ہو رہی ہیں مگر حکومت اس کی طرف کوئی دھیان نہیں دے رہی۔ This is leading to Tetanus sepsis اس کی وجہ یہ ہے جیسے آپ نے دیکھا کہ پچھلے سال بہت سا سٹاف جس میں نرسیں، مڈوائف اور ڈاکٹرز بھی تھے وہ سڑکوں پر تھے جبکہ آج بھی ڈاکٹر سڑکوں پر ہڑتال کر رہے ہیں کیونکہ وہ مطمئن نہیں ہیں۔ اُن کو ٹائم پر تنخواہیں disburse نہیں کی جاتیں یا دی ہی نہیں جاتیں یا اُن کو صحیح معاوضہ نہیں دیا جاتا۔ ادویات out of stock ہوتی ہیں، جعلی ادویات دکانوں پر ہوتی ہیں اور خاص طور جہاں ہمارے سرکاری ہسپتال ہیں اُن کے باہر موجود maximum

سب دکانوں والے fake medicines بیچ رہے ہوتے ہیں۔ ہسپتالوں میں سازو سامان available نہیں ہے، ineffective referral systems ہیں اور صاف پانی نہیں ہے جس سے بہت سارے بچوں کی ڈائریا کی وجہ سے death ہو جاتی ہے یا پھر اُن کو پولیو ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں ایک Heart Saver Programme کا ذکر کرنا چاہوں گی جو PIC کا ایک بہت ہی اچھا اور effective پروگرام ہے which is not available for minorities. نان مسلم شہری جو اس ملک میں رہتے ہیں اُن کو بھی اس پروگرام سے استفادہ ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! غور سے سنیں جو محترمہ فرما رہی ہیں پھر آپ نے اس کا جواب بھی دینا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! اس پروگرام کا استفادہ minorities کو بھی ہونا چاہئے۔ اگر یہ زکوٰۃ کے پیسے سے چل رہا ہے تو بیت المال، tax money یا کسی اور مد میں سے اس کے لئے مختص کرنا چاہئے۔ میں ایک بہت اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ ہمارے پنجاب کی جن نرسوں کو کنٹریکٹ پر رکھا گیا تھا مگر جب وہ confirm ہو جاتی ہیں تو ان کی تنخواہ میں سے چھ یا سات ہزار روپے ہر مہینے کٹوتی کر لی جاتی ہے اور اُن کو یہ نہیں پتا ہوتا کہ یہ پیسے کیوں کاٹے جاتے ہیں اور یہ بہت بڑا مسئلہ ہے جس کی وجہ سے نرسوں میں بڑی بے چینی اور افراتفری پائی جاتی ہے لہذا اس چیز کو بھی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ وہ پیسے اس مد میں کیوں کاٹے جاتے ہیں؟

جناب سپیکر! ینگ ڈاکٹرز آج بھی ہڑتال پر ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ان کے اوپر سیاسی پریشر بہت زیادہ ہے کیونکہ وہاں پر ہمارے ایم این ایز اور ایم پی ایز جاتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں کہ ہمارے مریض داخل کرو، ہمیں ادویات دو، غریب مریضوں کو وہاں سے ہٹا دیا جاتا ہے اور انہیں اٹھا دیا جاتا ہے اور اپنے مریضوں کو وہاں پر داخل کروایا جاتا ہے، ان سے زبردستی کمرے لئے جاتے ہیں، انہیں تنخواہیں نہیں مل رہیں جس کی وجہ سے ڈاکٹرز بہت پریشان ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اسے بھی address کرنے کی ضرورت ہے اور یہ چیزیں ختم ہونی چاہیئں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت اہم باتیں ہیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے اور اسی وجہ سے میں سمجھتی ہوں کہ اتنا بڑا بجٹ آپ نے صحت کے حوالے سے دیا ہے جو کہ صحت کے حوالے سے ناکافی بجٹ ہے۔ اگر آپ اپنے صوبے کی آبادی کو دیکھیں تو یہ بہت کم بجٹ ہے جو کہ

less than 2 percent بنتا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ پچھلے سال آپ نے کہا کہ 57 فیصد صحت کے لئے بجٹ استعمال ہوا ہے لیکن عالمی رپورٹ کے مطابق 37 فیصد بجٹ استعمال ہوا ہے۔ ہماری[****] کہ جو تھوڑا سا بجٹ آپ کو ملا وہ بھی آپ استعمال نہیں کر سکے اس لئے میں اس میں کٹوتی کی تحریک پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں کیونکہ ایسے الفاظ اچھے نہیں لگتے ان کی زبان سے۔ جی، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج ایوان کے ماحول سے مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ کوئی بات سننے کو تیار نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کیوں نہیں سننے کو کوئی تیار، میں سن رہا ہوں آپ کی بات اور آپ بات کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ آپ ایوان کو in order کریں اور منسٹر صاحب سے بھی کہیں کہ وہ میری بات کا نوٹس لیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، منسٹر صاحب! نوٹ کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! مطالبہ زر نمبر PC-21016 کی کٹوتی پر آج ہم بات کرنے جا رہے ہیں۔ ہم یہ بات کرنے پر کیوں مجبور ہو جاتے ہیں اور اس کے پیچھے کیا ایسی وجہ ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ ہم کسی ادارے کے لئے وہ مقاصد حاصل کرنے کے لئے بجٹ رکھتے ہیں جن کی وجہ سے ہم آئے دن مختلف بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ ہمارے ملک کی بد قسمتی ہے کہ ہمارے ہاں صحت کا فقدان رہا اور ہم یہ عرصہ دراز سے دیکھ رہے ہیں کہ ہر سال بجٹ پیش ہوتا ہے اور اس کے لئے ہر سال ایک اچھی رقم رکھی جاتی ہے لیکن اس کے باوجود وہ کون سی وجہ ہے کہ ہم وہ مقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہے؟

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر! اگر ہم اپنے ملک کی ماؤں کی بات کریں تو یہاں پر دوران زچگی اموات ہوتی ہیں اور شرح اموات بہت زیادہ بڑھ چکی ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے پاس وہ awareness system یا وہ policies نہیں ہیں کہ ہم کس طرح انہیں aware کریں اور کس طرح سے ان کی جانوں کا تحفظ کر سکیں۔ ہم نے بہت دفعہ دیکھا کہ پولیو کے لئے مہم شروع ہوتی ہے اور کبھی ڈینگی کے خلاف مہم شروع

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہوتی ہے تو کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم اس کی precautions پہلے سے کریں، اس کے خلاف لائحہ عمل پہلے سے تیار کریں اور ایسے پروگرام پہلے سے مرتب کریں۔ جب ہمارے اوپر عین وقت پڑتا ہے اور جب بیماری حملہ آور ہوتی ہے تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ ہمیں یہ بھی پہلے کر لینا چاہئے تھا اور یہ بھی سوچ لینا چاہئے تھا۔ اسی طرح میں ایک اور issue میرا خیال ہے کہ جتنے اس ایوان میں معزز ممبران بیٹھے ہیں، ان سب کو اس سے واسطہ پڑتا ہے، میں BHUs کی بات کروں گی کہ ہمارے پنجاب میں کوئی ضلع ایسا نہیں جہاں پر BHUs کی حالت دیکھ کر رونا نہ آتا ہو، وہاں چلے جائیں تو آپ کو وقت پر ڈاکٹر ملتا ہے، ادویات ملتی ہیں اور نہ ہی دیگر سہولیات ہیں جبکہ RHCs کا بھی یہی حال ہے۔ ہمیں وہاں پر ایمبولینسز کی ضرورت ہے تو کیا ہم نے اپنے BHUs اور RHCs میں ایمبولینسز کے لئے کوئی انتظام کیا، نہیں کیا۔ ہم صحت کی بات کرتے ہیں اور اس کے لئے بجٹ رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود ضروری چیزوں کو ہم ignore کر دیتے ہیں۔ آج ہمارے سامنے وہ تمام مسائل اس طرح کھڑے ہیں کہ ہم بات کرنے پر مجبور ہیں۔

جناب سپیکر! ایک اور بہت ہی اہم issue اخبارات اور میڈیا پر آ چکا ہے جس پر بات کروں گی کہ کہیں تو ہمارے پاس ادویات کی کمی ہے، کہیں ہمارے غریب عوام دردر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور انہیں مفت ادویات نہیں مل رہیں جبکہ ہمارے ایم پی ایز اپنے دوست احباب کے علاج کے لئے چالیس چالیس لاکھ روپے کے directive وزیراعلیٰ سے جاری کروا رہے ہیں جو کہ ہمارے لئے بہت افسوسناک بات ہے۔ ہمارا ملک ایک غریب ملک ہے جہاں غریب کو بخار کی دوائی نہیں مل رہی وہاں ہم اپنے دوستوں کو نوازنے کے لئے بڑے بڑے directive جاری کرا رہے ہیں۔ یہ بات میڈیا پر بھی آ چکی ہے تو میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ اسے بھی note down کریں اور اس کا جواب بھی اس معزز ایوان میں آنا چاہئے کیونکہ یہ صحت سے متعلقہ ہے اس لئے میں نے اسے mention کیا ہے۔

جناب سپیکر! ہم بجٹ کی بات کرتے ہیں تو بجٹ پیش ہو گیا اور demands آ گئیں لیکن جب ہم demands کو دیکھتے ہیں تو وہاں پر 55۔ارب روپے figure لکھا جاتا ہے اور جب ہم white paper کو کھولتے ہیں تو وہاں پر 53۔ارب روپے لکھے جاتے ہیں۔ کیا یہ دھیان میں رکھنا ضروری نہیں ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم صرف خانہ پُری کرتے ہیں اور بہت show مارتے ہیں کہ ہم نے بہت بڑا بجٹ رکھا ہے جبکہ ہمیں پتا ہی نہیں ہے کہ ہم بجٹ میں کیا رقم رکھتے ہیں اور وائٹ پیپر میں کتنی رقم دیتے ہیں تو fact & figure میں یہ جو فرق ہے اسے بھی دیکھنا بہت ضروری ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ

جان ہے تو جہان ہے اور یہاں پر تو کوئی ایسی چیز نظر نہیں آ رہی۔ نیت ہوتی ہے تو اس کا پھل ملتا ہے۔ ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے اگر خود بجٹ بنایا ہو تو میرا خیال ہے کہ انہیں سمجھ بھی آتی تو یہ صورتحال وہی ہے کہ ہمیں تو کچھ پتا نہیں لیکن لوگوں کو بھی بانٹتے چلے ہیں۔

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گی کہ اگر اس طرح کا بجٹ رکھا جاتا ہے تو ہمیں یہ بھی ضرور دیکھنا چاہئے کہ ہمارے ہر ضلع میں اس وقت ہسپتالوں کی حالت انتہائی بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ کون سا ایسا بجٹ ہے جس سے ہم ان کی حالت سنواریں گے۔ جب ہم بجٹ دیکھتے ہیں تو کیا یہ ہمارا حق نہیں ہے کہ ہم اسے چیک بھی کریں اور یہ بھی دیکھیں کہ جو ادویات مستحقین کے لئے ہیں وہ کہاں جاتی ہیں اور ہمارے اپنے ہی لوگ جو حکومتوں میں بیٹھے ہوئے ہیں، وہ اپنے من پسند لوگوں کو نوازنے کے لئے ادویات کا غلط استعمال کر رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک ایسا بڑا factor ہے کہ اسے بھی highlight کیا جانا بہت ضروری تھا اور اس کا check and balance رکھنا بھی بہت ضروری ہے اس لئے کہ ہم اتنی بڑی رقم رکھتے ہیں تو ہمیں چاہئے کہ ہم ان تمام چیزوں کو بھی مدنظر رکھیں اور ہمارے جتنے بھی RHCs, BHUs اور ضلع میں ہمارے پاس جتنے اس وقت ہسپتال ہیں، نئے تو ہم نہیں بنا سکتے ہیں، ہم ان کی حالت کو سنوار لیں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! وہ کہہ رہی ہیں کہ 2۔ارب روپے کا فرق ہے اس کی وضاحت کریں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اپوزیشن نے جو بات کی ہے اس کا صحیح جواب دیں گے:

اکثر دھوکا دے جاندے نیں شکلوں ویکھے جاچے لوگ
سانوں آکے راہواں دسن اپنے گھروں گواچے لوگ
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے صوبائی سطح پر صحت کی سہولیات کی فراہمی مالی سال 15-2014 کے لئے جاری اخراجات جو current expenditures ہیں، کی مد میں 55۔ارب 13 کروڑ 9 لاکھ 17 ہزار روپے مختص کئے ہیں جو کہ مالی سال 14-2013 کے ابتدائی تخمینہ جات 45۔ارب 99 کروڑ 86 لاکھ 61 ہزار روپے کے مقابلے میں 9۔ارب 13 کروڑ 22 لاکھ 56 ہزار روپے زیادہ ہیں۔ اس طرح موجودہ مالی سال 14-2013 کا نظر ثانی شدہ بجٹ 45۔ارب 9 کروڑ 60 لاکھ 77 ہزار روپے سے 10۔ارب 3 کروڑ 48 لاکھ 40 ہزار روپے زیادہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح مالی سال

2014-15 کا بجٹ پچھلے سال کے ابتدائی تخمینہ جات سے تقریباً 20 فیصد اور نظر ثانی شدہ بجٹ کے مطابق تقریباً 22 فیصد زیادہ ہے۔

جناب سپیکر! مجوزہ بجٹ میں اس بات کی پختہ دلیل ہے کہ مجوزہ حکومت صحت کے شعبہ میں جاری غریب پرور اقدامات کو بھرپور اہمیت دیتی ہے اس میں بہت سارے revolutionary steps ہیں لیکن میں خاص طور پر ایوان کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح ہم نے پولیو کی بات کی اور preventive measures کی بات کی پنجاب میں ہم نے ایک کروڑ 75 لاکھ بچوں کو پولیو ویکسینیشن دی اور right now اس وقت تک پنجاب میں کوئی ایک پولیو کیس بھی نہیں ہے۔ میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ کس صوبے میں کیا ہو رہا ہے وہاں پولیو ورکر کو مارا جا رہا ہے پولیو قطرے نہیں پلانے دیتے میں یہ کبھی نہیں کہوں گا۔

جناب سپیکر! جس طرح سے میں نے آپ کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ پنجاب میں single case بھی نہیں ہے اور جو cases آئے بھی تھے اُن کی جب ساری medical history لی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ پولیو cases travel کر کے کسی دوسری جگہ سے فاٹا سے پشاور سے آئے تھے ۔جس طرح اور بہت سی چیزیں travel کر رہی ہیں اس طرح سے سارا لوڈ پنجاب پر ہے لیکن اس کے باوجود پنجاب بڑا بھائی ہونے کے ناتے ہم ہر چیز سے نبرد آزما ہو رہے ہیں اس کے علاوہ preventive measures کی بات کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! preventive measures میں Hepatitis دو چیزوں سے پھیلتا ہے اور اس میں ایک عنصر پانی ہے ہیپاٹائٹس B اور D پانی سے پھیلتا ہے۔اُس حوالے سے بھی صاف پانی کا منصوبہ ،وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کا جو وژن ہے کہ ہر انسان کو وہ جہاں بھی ہے اسے صاف پانی ملے this is the preventive measure اس کے علاوہ ہیلتھ انشورنس سکیم کے بارے میں ہم نے meetings کی ہیں یہ ابتدائی طور پر چار اضلاع لیہ، راجن پور، چکوال اور حافظ آباد میں جہاں پر ہیلتھ انشورنس کارڈ سکیم شروع ہے جہاں کوئی بھی پرائیویٹ ہسپتال میں جانا چاہے اور جس مرضی ہسپتال میں جانا چاہے وہاں پر جا کر اپنا کارڈ دکھائے گا اور اپنا علاج کرواسکتا ہے۔Federal Government نے اسی سکیم کی رقم 2 لاکھ 50 ہزار تک بڑھائی ہے۔اس کے علاوہ ایک معزز ممبر نے بات کی کہ بہت سے ممبران دوائیاں اس طرح سے لیتے ہیں جو بات انہوں نے کی۔

جناب سپیکر! معزز ممبران اور ان کی فیملی کا استحقاق ہے لیکن اس کے باوجود یہاں پر بہت سارے ممبران ایسے ہیں اس میں کوئی show بازی کی بات نہیں۔ میں اپنی بات کرتا ہوں اور ایڈوائزر خواجہ سلمان رفیق صاحب کی بات کرتا ہوں جنہوں نے اس tenure میں نہ پچھلے tenure میں کبھی ایک Disprin بھی وہاں سے نہیں لی۔ پورے ایوان کو اس میں لپیٹ دینا بڑی غلط بات ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے تین ہزار نرسز کے لئے اسامیاں پیدا کی ہیں جبکہ Hepatitis کے پروگرام کے لئے بھی پیسے رکھے ہیں۔ ہمارا جو فنڈ بجٹ میں رکھا جاتا ہے ایک تو وہ دوسرا جو global fund آتا ہے جو internationally there are so many donor agencies which are giving funds جو ہمارے پارٹ ہیں اس میں جو Consortium گلوبل فنڈ آتا ہے وہ بھی تمام preventive measures کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ علاوہ ازیں ہم نے جس طرح سے ہیلتھ انشورنس کی بات کی اس طرح دل کے مریضوں کے لئے اور ایمبولینس خریدنے کے لئے 36 کروڑ روپے رکھے ہیں اسی طرح Dialysis کے لئے 30 کروڑ سے بڑھا کر 60 کروڑ روپے کی رقم اس دفعہ مختص کی گئی ہے، ادویات کی مفت فراہمی کے لئے 8- ارب 75 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور ٹیچنگ ہسپتالوں کے لئے 5- ارب 18 کروڑ سے بڑھا کر 8- ارب 15 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں تو ان حالات میں EPI programme جس میں Immunization ہے اور ہمارا یہ ہدف ہے کہ 80 فیصد تک اس کو پورا کیا جائے اور یہ بھی preventive measures ہیں there are two kinds ایک medication دی جاتی ہے اور دوسرا preventive measures اختیار کئے جاتے ہیں اور preventive measures اس لئے اختیار کئے جاتے ہیں تاکہ کسی طریقے سے بھی بیماری زیادہ نہ پھیل سکے جس طرح پولیو کی بیماری دوسری جگہوں سے آکر پنجاب میں پھیلی اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے اسی سال Cancer Hospital Lahore, Mobile Health Units کا مزید اضلاع میں اجراء اور Kidney and Liver Institute Lahore, Medical College Bahawalnagar اور 500 بستر پر مشتمل ٹیچنگ ہسپتال مظفر گڑھ میں بن رہے ہیں۔ ان اقدامات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صوبائی حکومت جہاں پر preventive health services کو بنیادی اہمیت دے رہی ہے وہاں پر علاج معالجہ کی سہولیات کو بھی بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کر رہی ہے۔ ان حالات میں میری یہ استدعا ہو گی کہ یہ ہماری اتنی خطیر رقم ہے مجھے تو ان کی سمجھ نہیں آ رہی کہ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ اس جگہ پر رقم کم ہے اور دوسری جگہ پر خود کہتے ہیں کہ سارے بجٹ کا ایک روپیہ کر دیا جائے۔ یہ کیسا

مذاق ہے؟ میری ان تمام گزارشات کی روشنی میں عرض ہے کہ اپوزیشن کی جانب سے پیش کردہ کٹوتی کی تحریک کو مسترد کیا جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"55۔ارب 13 کروڑ 9 لاکھ 17 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ PC-21016 خدمات صحت سے کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 55۔ارب 13 کروڑ 9 لاکھ 17 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21015 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 44۔ارب 34 کروڑ 84 لاکھ 69 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 44۔ارب 34 کروڑ 84 لاکھ 69 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے

والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات
کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"
اس مطالبہ زر نمبر PC-21015 میں کٹوتی کی تحریک 47 معزز ممبران کی طرف سے ہے۔
جناب محمود الرشید صاحب! آپ اور آپ کے ساتھیوں کی طرف سے ہے اس پر جو بولنا چاہیں وہ بولیں۔

SARDAR SHAHABUDDIN KHAN: Thanks, Mr Speaker! I move:

> "That the total amount of Rs. 44,34,84,69000/- on account of demand No. PC-21015 for Education be reduced to Rs. 1"

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! I oppose.

جناب سپیکر: جی، opposed سردار شہاب الدین خان صاحب! اپنی بات شروع کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں گزارش کروں گا کہ ایجوکیشن پر 44۔ ارب اور something جو رقم بڑھائی گئی ہے یہ اچھی بات ہے کہ گورنمنٹ ایجوکیشن کے حوالے سے فنڈ دے رہی ہے۔ پڑھا لکھا پنجاب کہلانے والی حکومت پچھلے پانچ سال اور اس ایک سال میں بھی بجٹ میں رقوم تو بڑھا دیتی ہے لیکن ان کی proper utilization نہیں کرتی۔ یہ cut motions اپوزیشن کی ابدی اکثریت کے حوالے سے مسترد تو ہوں گی لیکن میں جناب کے توسط سے وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ kindly اپوزیشن ممبران کی تجاویز کو سن لیا کریں، لکھ لیا کریں اور اگر مناسب ہو تو ان کو بجٹ میں شامل بھی کر لیا کریں۔ میں ہمیشہ جنوبی پنجاب کی بات کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سارے پنجاب کی بات کیوں نہیں کرتے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں جنوبی پنجاب کی بات اس لئے کرتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کے ساتھ استحصال ہو رہا ہے۔ بڑا بھائی ہونے کے ناتے، ابھی بھی بڑے بھائی کی بات کی ہے۔ پچھلے مالی سال میں south میں ایجوکیشن پر 2۔ ارب اور کچھ پیسا مختص کیا گیا اور utilization میں کتنا آیا؟ صرف تیس فیصد utilize ہوا اور باقی رقوم کو پھر تخت لاہور واپس لے آیا۔ میں جنوبی پنجاب کی بات کیوں نہ کروں؟ اس وقت بھی میں ضلع لیہ کے حوالے سے بات کروں، اپنے حلقہ کے حوالے سے بات کروں تو میرے حلقہ پی پی۔263 میں حکومت وقت جو پڑھا لکھا پنجاب کا نعرہ لگاتی ہے میں ان کے

گوش گزار کر دوں کہ میرا حلقہ 80 کلو میٹر لمبائی اور 30 کلو میٹر چوڑائی پر محیط ہے۔اس حکومت کو پچھلے پانچ سالوں میں اور اس ایک سال میں وہاں پر ایجوکیشن میں کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ میں نے پچھلی بجٹ تقریر میں بھی کہا تھا کہ یہ پنجاب کی واحد constituency ہو گی جہاں ہائر کالج تو دور کی بات ہائر سیکنڈری سکول بھی نہ ہے۔کیا یہ پڑھا لکھا پنجاب کہلوانے والی حکومت کو کچھ نظر نہیں آتا؟ میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب میری بات تو سن لیں چاہے اسے بجٹ تجاویز میں شامل کریں یا نہ کریں۔ یہ constituency اس لئے ignore ہوتی رہی ہے کہ یہاں سے پاکستان پیپلز پارٹی ہمیشہ جیتتی رہی ہے۔اب وہ دور نہیں رہا کہ جب آپ فنڈز کے حوالے سے کسی کو victimize کریں گے، اگر آپ نے پچھلے پانچ سالوں میں کچھ نہیں دیا تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے پاکستان پیپلز پارٹی دوبارہ یہ سیٹ لے کر آئی ہے۔ان کو تو چاہئے کہ یہ جنوبی پنجاب کے post backward districts ضلع لیہ، مظفر گڑھ، راجن پور، ڈی جی خان، بھکر، میانوالی کی طرف توجہ دیں اور maximum بجٹ کی utilization کے لئے متعلقہ ڈی سی اوز کو یہ ہدایت جاری کریں کہ maximum funds کی utilization آنے والے مالی سال سے پہلے پہلے ہو جایا کرے۔ اسی طرح سے میں اس کو بڑھاتے ہوئے کہوں گا کہ یہ ESR پروگرام Education Sector Reforms جو 2002 سے شروع ہوا تھا اور یہ foreign aid تھی۔ جب یہ MOU sign ہوا تو اُس وقت یہ بڑے اچھے طریقے سے run ہوا لیکن جب 2008 کی گورنمنٹ آئی تو اس کو politicize کر دیا گیا اور اس کو ہمارے نمائندے معزز ایم این ایز، ایم پی ایز کی liking/disliking کی نذر کر دیا گیا۔

جناب سپیکر! میری حکومت کو یہ تجویز ہو گی کہ اس میں ایم این ایز اور ایم پی ایز کو بھی شامل کریں۔ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ خصوصاً ای ڈی او (ایجوکیشن)۔۔۔

(اس مرحلہ پر وزیر قانون رانا مشہود احمد خان ایوان میں تشریف لائے)

جناب سپیکر! ڈیسک بجے ہیں، میں بھی رانا مشہود خان صاحب کو مبارکباد پیش کروں گا کہ انہوں نے وزیر قانون کا چارج سنبھال لیا ہے۔ حکومت کو یہ ماننا پڑ گیا، own کرنا پڑ گیا کہ یہ negligence ہمارے وزیر قانون سے ہوئی جس کی وجہ سے ان سے استعفیٰ لینا پڑا۔ میں ایک بار پھر ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں جو کر رہے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں نے تو مبارکباد پیش کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے cut motions پر بات کر لینے دیں تو بہتر ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! چلیں، میں cut motions کے بعد بات کر لوں گا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! یہ ڈیسک بجے ہیں تو میں نے مبارکباد دے دی ہے۔ میں ESR کی بات کر رہا تھا تو اس میں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو چاہئے کہ ای ڈی او (ایجوکیشن) ہو، ڈی اوز ہوں اور ڈپٹی ڈی اوز ہوں ان کو فیلڈ میں نکلنا چاہئے۔ انہیں proper طریقے سے جہاں missing facilities کی ضرورت ہے جیسے سکولوں میں boundary walls ہیں، additional class rooms ہیں، toilets ہیں اور electricity ہے ایسے علاقوں میں۔۔۔(شور و غل)

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

سردار شہاب الدین خان: اس میں ایسے علاقوں کو مدنظر رکھیں جہاں missing facilities نہیں ہیں۔ آج بھی میں عرض کروں کہ میرے حلقہ پی پی۔93 میں ایسے پرائمری سکول ہیں جو missing facilities کی پالیسی میں آتے ہیں لیکن عرصہ چھ سال سے ان کو اس پالیسی میں نہیں لایا گیا۔ اسی طرح 32 مڈل سکول ہیں وہاں پر بھی additional class rooms کی ضرورت ہے۔ اسی طرح میں عرض کروں کیونکہ وزیر قانون صاحب ماشاءاللہ وزیر تعلیم بھی ہیں تو میں نے پچھلے بجٹ میں بھی یہ کہا تھا کہ جب فنڈز کی proper utilization نہیں ہو گی، اب تحصیل لیہ میں ایک ہائر سیکنڈری سکول بد قسمتی سے میری constituency میں ہے اس کے لئے 90 لاکھ روپے رکھا گیا، 60 لاکھ روپیہ خرچ ہوا اور 30 لاکھ روپیہ عرصہ چار سال سے خرچ نہیں ہو رہا ہے۔ جو بلڈنگ 60 لاکھ روپے سے بن چکی ہے وہ ناکارہ ہو چکی ہے۔ میں جناب کے توسط سے گزارش کروں گا کہ منسٹر صاحب اس کو نوٹ فرما لیں کہ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول EDA-120 تحصیل لیہ 30 لاکھ روپے کی لاگت سے وہ ہائی سے ہائر سیکنڈری بن جائے گا۔ یہ میں نے ایک مثال دی ہے کہ یہ فنڈز proper طریقے سے utilize نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں گزارش کروں گا کہ گورنمنٹ کی جو اچھی بات ہو اس کو ہمیں on the floor of the House کرنی بھی چاہئے۔ South میں جو بھی recruitments ہوئی ہیں وہ بالکل transparent اور شفاف طریقے سے ہوئی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وہاں اساتذہ کی چاہے وہ male side ہو یا female side ہو بہت کمی ہے لہذا مہربانی کر کے بہت جلد advertise کر کے ان کو پُر کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ مہربانی۔ جی، رانا صاحب!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں نے بات کرنی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں رانا صاحب کے بعد آپ کو بات کرنے کا موقع دیتا ہوں۔ جی، رانا صاحب! آپ بات کریں جو کرنی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا مشہود احمد خان): اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے یہ بات کرنا چاہوں گا کہ جو ذمہ داری میرے اوپر میری جماعت، میرے قائد میاں محمد شہباز شریف نے ڈالی ہے میں کوشش کروں گا کہ مجھ سے پہلے جو وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان تھے، میں ایوان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ رانا ثناء اللہ خان کا جمہوریت کی مضبوطی اور اس کو پروان چڑھانے کے لئے ایک درخشاں کردار ہے اور آپ پچھلی اسمبلی میں بھی سپیکر تھے اور جس وقت وہ یہاں پر لاء منسٹر رہے اور اس سے پہلے جب وہ اپوزیشن میں رہے تو یقین کریں کہ ہم لوگوں نے ان سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ وہ اپنے اندر ایک ادارہ ہیں، اس طرح politician جو اقدار کی بات کرتے ہوں، جو جمہوری رویوں کی بات کرتے ہوں، جو جمہوریت کو مضبوط کرنے کی بات کرتے ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ جہاں پر رانا ثناء اللہ خان کی اتنی قربانیاں ہیں آج انہوں نے پھر ایک مزید قربانی دی ہے اور قربانی اس بات کی ہے کہ میرے فاضل دوست نے یہاں پر بات کی کہ حکومت نے مان لیا، میں ریکارڈ کو درست کرنا چاہتا ہوں جب میں اس اسمبلی کے اندر پچھلے tenure میں ڈپٹی سپیکر تھا تب بھی اور اس سے پہلے جب میں اپوزیشن میں تھا تب بھی ہمیشہ کوشش کی ہے کہ اس ایوان کی اعلیٰ اور ارفع روایات کو برقرار رکھا جائے اور اسی مشن کو لے کر آگے چلنا ہے۔ رانا ثناء اللہ خان کے حوالے سے پریس میں جو کچھ آیا اور میں اس واقعہ کی proceeding بھی دیکھتا رہا ہوں۔ میرے ضمیر کے مطابق اس واقعے کے جو ذمہ داران ہیں ان میں رانا ثناء اللہ صاحب شامل نہیں ہیں اور اس پر Joint Investigation Team بنی ہے، اس پر جو مطالبہ کیا گیا تھا اس

کے مطابق ISI,MI اور IB ان تمام اداروں کو شامل کر کے Joint Investigation Team بنائی گئی ہے اور وہ جو تحقیق اور تفتیش کرے گی اس تفتیش کے نتیجے میں جو بھی ذمہ داران اور قصوروار ہوں گے حکومت پنجاب ان کو قرار واقعی سزا دے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جن لوگوں نے قانون کو ہاتھ میں لیا، جن لوگوں نے حکومت کو بدنام کرنے کی کوشش کی اور جن لوگوں نے حکومت کے notice میں لائے بغیر یہ کام کرنے کی کوشش کی توان کے خلاف کارروائی ہوگی لیکن میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ وہ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب ہیں کہ جب ان کے داماد کا مسئلہ آیا تو انہوں نے انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لئے اس کو ہتھکڑیاں لگوائیں اور انہوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کسی باپ پر ایسا وقت لے کر نہ آئے۔ یہ وہ خادم اعلیٰ پنجاب ہیں کہ جب ان کے قریبی عزیز کے پلازے کا مسئلہ آیا تو انہوں نے اس کو گرانے کا حکم دیا کیونکہ میرٹ اور transparency اس بات کا تقاضا کرتی تھی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ وہ خادم اعلیٰ پنجاب ہیں کہ جب کسی بے کس اور بے نوا کی آواز و پکار سنی تو طاقتور کا ہاتھ توڑنے کے لئے وہ میدان میں نکل پڑے جس کی وجہ سے اس بے کس کے اوپر ظلم ہوا تھا اور ساری عمر انصاف دلانے کے لئے بے کسوں اور بے نواؤں کے لئے لڑتے رہے اور آج انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے رانا ثناء اللہ خان نے اپنے عہدے سے استعفیٰ اس لئے دیا کہ وہ ایک عام آدمی کے طور پر جوڈیشل کمیشن میں جائیں اور ایک عام آدمی کے طور پر اپنا کیس plead کریں تاکہ کہیں سے یہ تاثر نہ آئے کہ وہ انصاف کے تقاضے پورے نہیں کر رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی 68 سالہ تاریخ میں اس طرح کی مثال ملتی ہے اور نہ ہی اس طرح کا ایثار نظر آتا ہے۔ میں دل سے یہ بات کہتا ہوں کہ مجھ پر ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے اور مجھے ایک بہت بڑے political figure کی جگہ پر آکر اس ایوان کے اندر حکومت کو represent کرنے کی ذمہ داری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے لئے یہ بات ایک چیلنج بھی ہے کہ میں اس معیار پر پہنچ سکوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ یہ ایوان سب کا ایوان ہے، اس ایوان کو چلانے اور اس کی اعلیٰ اقدار کو برقرار رکھنے کے لئے چاہے اپوزیشن کے ممبران اور چاہے ٹریژری بنچوں کے ممبران ہوں ان سب کو ساتھ لے کر چلنا میری ذمہ داری ہے۔ میں حکومت کی طرف سے اس ذمہ داری کو انشاء اللہ تعالیٰ اپنی بہترین صلاحیتوں سے پورا کرنے کی کوشش کروں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آخر میں وہ اعتماد جو وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف اور قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے مجھ پر کیا ہے اس پر پورا اترنے کی کوشش کروں گا اور اپنی ٹیم اور اس ایوان کے معزز ممبران کے ساتھ مل کر اس ایوان کو انشاء اللہ تعالیٰ بہتر طریقے سے چلانے کی کوشش کروں گا۔ آپ سب کا بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بھی شکریہ۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پندرہ منٹ کی تقریر نئے وزیر قانون نے فرمائی ہے اور ساتھ یہ کہا ہے کہ یہ جو واقعہ ہوا ہے اس کی مثال پنجاب کی تاریخ میں نہیں ملتی تو واقعی ہی مہذب دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ یہ جو کچھ ہوا ہے اس پر میرا یہ خیال ہے کہ وزیر قانون کے استعفیٰ پر یہ کہنا کہ ۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please order.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس سارے واقعے کے اندر جو کچھ ہوا، میں نے اس دن ساڑھے گیارہ بجے یہاں آ کر point of order پر آپ کی توجہ مبذول کروائی۔ میں نے احتجاج کیا اور میں نے کہا کہ سینکڑوں لوگ وہاں پر پتھراؤ کر رہے ہیں اور سینکڑوں پولیس والے فائرنگ کر رہے ہیں اور اس وقت تک کوئی اموات نہیں ہوئی تھیں لیکن اس کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے لاشیں گرنا شروع ہوئیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو یہاں پر اتنی لمبی چوڑی تعریف و توصیف کی گئی ہے اور ہر ممبر کر رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ concerned ہے۔ اصل جو واقعہ ہوا ہے اس واقعے جیسا واقعہ پاکستان کی تاریخ میں کبھی نہیں ہوا۔ یہ قابل شرم بات ہے کہ یہ واقعہ ہوا اور اسمبلی in session تھی اور وزیر اعلیٰ پنجاب کا یہ کہنا کہ یہ میرے علم میں نہیں ہے، جب یہاں ایوان میں یہ بات ہو رہی ہے، جب میڈیا پر چودہ گھنٹے سے وہ فلم دکھائی جا رہی ہے اور ہر چینل دکھا رہا ہے تو پورا ملک کیا پوری دنیا کے اندر سارے لوگ دیکھ رہے ہیں، اگر وزیر اعلیٰ پنجاب یا وزیر قانون اسی موقع پر intervene کرتے تو یہ واقعہ رونما نہ ہوتا جو چودہ جانیں گئی ہیں ان کے ضیاع سے بچا جا سکتا تھا جو 60 لوگوں کو direct گولیاں پڑیں۔ یہ بدترین بات ہے۔ پاکستان کی سیاسی تاریخ میں برقعہ پوش خواتین کو کبھی گولی نہیں لگی۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ تالیاں بجانے اور خوش ہونے کا موقع نہیں ہے۔ نئے وزیر قانون کو بھی پہلے سے زیادہ احساس

ذمہ داری دینا ہوگی اور جو یہ جمہوری قدروں کی بات کرتے ہیں انہیں جمہوری قدروں کی پاسداری کرنا ہوگی اور عملی طور پر ثابت کرنا ہوگا کہ اس ملک میں جمہوری حکومت ہے اور حق رائے دہی کو دبایا نہیں جا سکتا۔ اگر کسی کو جلسہ کرنے یا احتجاج کرنے پر گولیاں برسانا، یہ تو مارشل لاء کے دور میں بھی نہیں ہوا اور یہ اس دور میں ہوگیا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ حکمران کو اپنے قول اور فعل کے تضاد کو ختم کرنا ہوگا۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہم زبانی باتیں کرنے کی بجائے spirit to جمہوری قدروں کی قدر کریں اور لوگوں کو آزادی دیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، آپ کا بہت شکریہ۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت! آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ بات کر رہی ہیں اور ان کو cut motion پر بات کرنے دیں۔

مشیر برائے صحت (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: پیارے بھائی! آپ ذرا بیٹھ جائیں، جو انہوں نے کہہ دیا ہے، کوئی بات نہیں ہے۔ آپ سن لیں اور برداشت کی ہمت بھی رکھیں۔

مشیر برائے صحت (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! میں بتانا چاہتا تھا کہ 13 اموات نہیں ہوئی بلکہ 9 اموات ہوئی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جوڈیشل کمیشن قائم ہو چکا ہے اب اس پر comments کرنا مناسب نہیں ہے۔ جی، محترمہ! آپ بولیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آغاز ایک چھوٹے سے شعر سے کرنا چاہوں گی کہ:

اسے گماں ہے کہ اسے چاہا زمانے نے
عزیز سب کو تھا لیکن ضرورتوں کی طرح

جناب سپیکر! PC-21015 پر اس وقت ہم بات کر رہے ہیں، تعلیم کے لئے جتنا بجٹ رکھا گیا، ہم نے اپنی cut motion میں یہ کہا ہے کہ اسے ایک روپیہ کر دیا جائے، اس کی background کیا ہے؟ تعلیم کے فروغ کے لئے کیا صرف بجٹ مختص کرنا ہی کافی ہے، کیا صرف budget

allocate کر دینے سے شرح خواندگی بڑھ جائے گی؟ ہماری ذمہ داری یہاں پر ختم نہیں ہوتی ابھی پچھلے بجٹ اجلاس میں بھی ہم نے تعلیم کے لئے ایک اچھی خاصی رقم مختص کی تھی لیکن ہم نے اس سے کیا نتائج حاصل کئے؟ آپ کہہ رہے ہیں کہ missing facilities پوری کر دی گئی ہیں اور on the floor of the House اس کی بہت تعریفیں بھی کی گئیں، اچھی بات ہے تعریفیں کرنی چاہئیں لیکن اس وقت جب آپ کوئی اچھا کام کریں۔ ایک سال پہلے جب یہاں بجٹ پر تقریریں ہو رہی تھیں، میں نے اپنی پہلی بجٹ تقریر میں حمزہ شہباز شریف کے حلقہ این اے 119 کے ایک سکول کو mention کیا تھا کہ وہاں پر ایک ڈیڑھ مرلے کا پرائمری سکول ہے جہاں پر پینے کا پانی بھی نہیں ہے، ٹائلٹ نہیں ہے، ٹیچرز کے لئے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے اور وہاں پر اس وقت ڈیڑھ سو بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں لیکن افسوس کہ اس کی حالت آج بھی وہی ہے۔ یوحنا آباد میں گورنمنٹ کا ایک سکول ہے جہاں سے لوگ کھڑکیاں تک اتار کر لے گئے ہیں، وہاں پر مویشی بندھے ہوئے ہیں، سارا دن وہاں کتے پھرتے ہیں، نشئی پھرتے ہیں، وہاں پر تو مجھے کوئی تبدیلی نظر نہیں آئی۔ میں نے ذاتی طور پر وزیراعلیٰ کے حلقے میں بھی ایسے سکول دیکھے ہیں بلکہ میں آپ کو اس حلقے کے بے شمار سکول بھی visit کروا سکتی ہوں جہاں پر نہ تو missing facilities دور ہو سکی ہیں، missing facilities تو کیا وہاں پر سٹوڈنٹس ہی نہیں ہوتے، وہاں پر یا تو نشئیوں نے قبضہ کیا ہوا ہے یا پھر وہاں پر لوگوں نے جانور باندھے ہوئے ہیں اور ہم لوگ یہاں پر دعویٰ کر رہے ہیں کہ ہم نے یہاں پر ساری missing facilities ختم کر دی ہیں۔ ہمارے صوبہ پنجاب کے 70 لاکھ بچے ابھی بھی سکولوں میں داخل نہیں ہوئے اور ہم کس بات کی یہاں پر تعریفیں وصول کر رہے ہیں؟ آپ تعریفیں کریں، ضرور کریں لیکن جب کوئی ایسا تعریفوں والا کام مکمل کر لیں اس وقت کریں۔ آپ نے دانش سکول بنایا ہے، اچھا سکول ہے، آپ تعلیم کو جتنا بھی فروغ دیں گے اتنے ہی زیادہ لوگ تعلیم یافتہ ہوں گے لیکن میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا ضرورت اس امر کی نہیں ہے کہ ہم طبقات کو ختم کریں۔ آپ لوگ اپنے ماضی میں جائیں آپ کے والدین، ہمارے والدین، بڑے بڑے لیڈر یہاں گورنمنٹ سکولوں سے پڑھے ہیں، وہ ٹاٹوں پر بیٹھ کر پڑھتے تھے لیکن تعلیم ایسی حاصل کرتے تھے۔

جناب سپیکر! آپ بھی ماشاءاللہ ان میں سے ہیں جو ایسے تعلیم حاصل کرتے تھے اور وہ علم میں ہم سے لاکھ درجے بہتر ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ آج گورنمنٹ کے ادارے یا گورنمنٹ کے سکول اتنی بُری حالت میں ہیں کہ آج آپ یا ہم سے کوئی اپنا بچہ وہاں پر داخل کروانے کے لئے راضی نہیں

ہے۔ ہم بات کرتے ہیں کہ بجٹ میں تعلیم کے لئے اتنے پیسے رکھ دیئے ہیں، اچھی بات ہے لیکن تعلیم کے لئے ایک تو political will چاہئے دوسرا جب تک ہم تعلیم کا بزنس ختم نہیں کرتے اس وقت تک آپ تعلیم کو فروغ نہیں دے سکتے۔ جب تک تعلیم ایک کاروبار کی طرح چلتی رہے گی تو پھر آپ خواہ پائلٹ سکول بنائیں، دانش سکول بنائیں، اپنے political image کو بڑا کرنے کے لئے سکولوں کو کوئی بھی نام دے دیں اس سے فرق نہیں پڑے گا۔ خدارا تعلیم کاروبار نہیں ہے، تعلیم مذاق نہیں ہے ہم اپنی آنے والی نسلوں کے ساتھ یہ گھناؤنا مذاق نہ کریں۔ ہم یہاں پر point scoring کرتے ہیں، ادھر سے کہتے ہیں کہ ہم نے بہترین کام کیا، ہم کہتے ہیں کہ انہوں نے اچھا کام نہیں کیا لیکن میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس ملک کے لئے کیا کر رہے ہیں؟ دانش سکولوں میں کئی ٹیچرز ایسی ہیں جو daily wages پر کام کر رہی ہیں، آپ کو یاد ہو گا کہ آپ کے زمانے میں استاد سے ایک تعلق ہوتا تھا، آپ اس کے پاس اچھا پڑھ رہے ہیں مگر آپ کا رزلٹ اچھا نہیں آیا تو استاد پوچھتا تھا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ آپ کا رزلٹ اچھا کیوں نہیں آیا؟ آج آپ کا تعلق اپنے استاد سے نہیں بنتا کیونکہ وہ سیاسی flow سے ٹرانسفر ہو جاتے ہیں اور وہاں چلے جاتے ہیں جہاں زیادہ پیسا ملتا ہے۔ آج وہ ایک گھنٹے کا پیریڈ لینے کے بعد ٹیوشن پڑھاتا ہے اور ہزاروں روپے کماتا ہے اس لئے میں یہ کہوں گی کہ ہمیں اس سسٹم کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ دیکھیں بنیادی طور پر یہ کسی پارٹی کی جنگ نہیں ہے یہ ہماری آنے والی نسلوں کی جنگ ہے جنہیں ہم نے کل جواب دینا ہے۔ آج ہم ان ایوانوں میں بیٹھے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ موقع دیا ہے کہ ہم اپنے ملک کے لئے اور ان بچوں کے لئے کچھ اچھا کر جائیں۔ میری اس طرف بیٹھی ہوئی ان بہنوں سے بھی یہ گزارش ہو گی جو مائیں بھی ہیں اور اس نسل کو پیدا کرنے والی بھی ہیں کہ ہم جو یہاں پر بڑے بڑے سکولوں کے دعوے کر رہے ہیں وہ ٹھیک بھی ہیں یا نہیں۔ دیہاتوں میں جہاں پر تعلیم کی سب سے زیادہ ضرورت ہے، دیہات میں جتنے جرائم ہوتے ہیں وہ کیوں ہوتے ہیں؟ اس لئے ہوتے ہیں کہ وہاں پر جتنے مسائل ہیں وہ تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے ہیں، جاگیردار نہیں چاہتے کہ ایک چھوٹا بچہ کسی کسان کا بچہ، لوہار کا بچہ پڑھ لکھ کر تعلیم میں آپ کے level پر آ جائے۔ ہمارے ہاں جو ادارے ہیں وہ کئی قسم کے ہیں ایک اگر ایچی سن سکول ہے تو وہاں سے ایک کھیپ نکلتی ہے جو پارلیمنٹیرین ہوتے ہیں اور بڑے عہدیدار ہوتے ہیں۔ اسی طرح اگر پرائیویٹ سکولز ہیں تو وہاں سے بچے بیوروکریٹس بن کر نکلتے ہیں، ایک سکول سے کلرک بھی نہیں نکلتا، وہاں سے تو چوکیدار بھی نہیں نکلتا۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم طبقے پیدا کر رہے ہیں، ہم تعلیم سے ایک نسل پیدا نہیں کر رہے ایک قوم پیدا نہیں کر رہے بلکہ طبقات میں بانٹ کر ان

انسٹیٹیوٹ سے بچے نکالتے ہیں۔ان کا اس طرح سے mind make up کرتے ہیں جیسے فیکٹریوں میں روبوٹ کی مشینیں ہوتی ہیں۔ان کا اس طرح سے mindset programme feed کر دیا جاتا ہے۔اچی سن سے پڑھا ہوا بچہ غریب بچے کے ساتھ بھی نہیں بیٹھتا، چھوٹی گاڑی میں سکول نہیں جاتا کیونکہ اس کا mindset اس طرح سے بنا دیا جاتا ہے۔یکساں تعلیمی نظام ہر بچے کا اوّلین حق ہے۔ ویسے تو ہم بڑے خوش ہوتے ہیں، انگلینڈ، دبئی سے ہو کر آتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ سڑک ایسی بنانی ہے، ہم یہ کیوں نہیں دیکھتے کہ ان کی community کا جو سکول ہے، وہاں پر منسٹر کا بچہ بھی جاتا ہے وہاں پر ایک چوکیدار کا بچہ بھی پڑھتا ہے، وہ سکول سب بچوں کے لئے لازمی ہے اور اس پر یہ بھی لازم ہے کہ اپنے ایریا کے سکول میں ہی جائے۔آخر ہم اس سسٹم کو کیوں نہیں دیکھتے کہ ہم ایک ایسا سسٹم بنائیں اور یہ بجٹ ہم وہاں پر لگائیں جہاں سے ہم وہ نسل پیدا کر سکیں جو اس ملک کو ترقی دے سکے اور روشنی دے سکے۔سوائے اس کے کہ ہم point scoring کریں اور اپنے بورڈ لگائیں کہ ہم نے اتنے سکول بنائے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ آخر ان سکولوں سے ہمیں مل کیا رہا ہے، پیدا کیا ہو رہا ہے؟ یہ دہشت گرد۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اچھی باتیں کر رہی ہیں اور یہ اچھی باتیں آپ سن لیا کریں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! کچھ سکولوں میں تو Valentine Day منائے جا رہے ہیں، Mother's Day اور Father's day منایا جا رہا ہے، آپ منائیں، ضرور منائیں ہم تو وہ لوگ ہیں جو ہر روز ماں کی عزت کرتے ہیں اور ماں کو اہمیت دیتے ہیں، ان بڑے سکولوں کے بچوں سے پوچھیں ان کو تو شب برات، شب معراج کا تو پتا نہیں ہو گا لیکن ان کو Valentine Day کا ضرور پتا ہو گا کہ یہ کس طرح سے مناتے ہیں، پھول دیئے جاتے ہیں۔میں نے سکولوں کے function attend کئے ہیں جہاں پر میں مہمان خصوصی بھی گئی ہوں، وہاں سکولوں کے نام پر پروگرام کے نام پر انگلینڈ جانے پر بچوں کو نچایا جاتا ہے، ہم اپنے بچوں کو یہ کردار دے رہے ہیں کہ تم نے انڈین گانوں پر ناچنا ہے؟ ہم اقبال کے کسی کلام پر انہیں بتائیں کہ اقبال کے کلام میں کیا پیغام ہے؟ وہاں پر اچھی گیمز ہونی چاہئیں، اچھی گیمز میں involve کریں، صحت مند سرگرمیوں میں involve کریں۔موجودہ کلچر کو ختم کرنا پڑے گا، آپ ایک ایسا سسٹم بنائیں اپنی نئی نسل کو ایک ایسی کارآمد نسل بنائیں کہ تعلیم کا فروغ بھی ہو اور حقیقی معنوں میں علم بھی حاصل ہو، سوائے اس کے کہ ڈگریاں پیسے کمانے کے لئے حاصل ہوں، اساتذہ کی posting صحیح جگہ پر کرنا ضروری ہے، اس کے علاوہ بجٹ جو ہم مختص کرتے ہیں اس کو check کریں کہ وہ صحیح جگہ پر لگے۔شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! آپ ان کی باتوں کا جواب دیں جو یہاں پر کی گئی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! جیسا کہ پہلے بھی بتایا جا چکا ہے کہ تعلیم کے لئے 273۔ارب روپے ضلعی اور صوبائی سطح پر اس بجٹ میں رکھے گئے ہیں۔ جن میں سے سکولوں کے لئے 28۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں اور ہائر ایجوکیشن کے لئے 14۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ یہ جو کٹ موشن دی گئی ہے وہ بھی اسی پر دی گئی ہے۔ لازمی اور معیاری تعلیم بلاشبہ تمام بچوں کا بنیادی حق ہے جس کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین تحفظ بھی فراہم کرتا ہے۔ یہاں پر بہت زیادہ بات missing facilities پر کی گئی ہے اس لئے میں سب سے پہلے اس پر بات کرنا چاہوں گی۔ سکولوں کی missing facilities کے لئے اس بجٹ میں 8۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جبکہ جو dangerous buildings ہیں یا شکستہ عمارات ہیں ان کی تعمیر نو کے لئے 2.75 بلین روپے رکھے گئے ہیں اور سکولوں کی اپ گریڈیشن کے لئے 1.08۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ایلیمنٹری سکولوں کو کمپیوٹر لیب دیئے جائیں گے، اس کے لئے 250 ملین روپے الگ سے رکھے گئے ہیں اور نئے upgraded سکولوں میں آئی ٹی لیب کی فراہمی کے لئے ایک ارب روپیہ رکھا گیا ہے۔ میرے ایک معزز بھائی نے یہ بات بھی یہاں پر discuss کی تھی کہ اس وقت implementation اور proper utilization طور پر نہیں ہو رہی لیکن اس کے لئے میں یہ بتانا چاہوں گی کہ District level پر سکولز کونسلز قائم کی گئی ہیں اور ہر ڈسٹرکٹ میں Grievances Committees کام کر رہی ہیں، جس کو جو شکایت ہوتی ہے وہ ان Grievances Committees کے پاس جاتے ہیں اگر وہاں پر ان کو اس کا کوئی solution نہ ملے تو پھر وہ صوبائی سطح پر Provincial Grievances Committees school level پر کام کر رہی ہیں جو کہ utilization کے حوالے سے جس کو جو بھی کوئی problem ہو اس level پر آ کر ان کو حل کر سکتے ہیں اور اپنا discuss issue کر سکتے ہیں۔ یہاں پر میری ایک بہن نے ایچی سن اور امریکن سکولز کی بات کی ہے، میں یہاں پر دانش سکول کے حوالے سے صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ 273۔ارب روپے کے بجٹ میں سے صرف 2۔ارب روپے دانش سکول کے لئے رکھے گئے ہیں۔ دانش سکول میں ایڈمشن کے صرف دو criteria ہیں ایک میرٹ ہے اور دوسرا غریب، یہاں پر وہ بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں جن کے لئے شاید تعلیم حاصل کرنا ایک خواب تھا۔ میں یہاں پر یہ بھی بتانا چاہوں گی کہ ہمارے دانش سکول کی ہی بچیاں تھیں جنہوں نے US

میں سائنس کے پراجیکٹ working of wind tribune with low air pressure میں international prize حاصل کیا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دانش سکول میں جو بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان میں کوئی بھٹے میں کام کرنے والے کا بیٹا ہے، کسی مزدور کی بچی ہے یا کسی ڈومیسٹک ورکر کے بچے ہیں، ان کا بھی تعلیم پر اتنا ہی حق ہے جتنا آپ کا یا ہمارا ہے۔ اگر ہم اپنے بچوں کے لئے ایچی سن سکول یا امریکن سکولز select کرتے ہیں تو ایک غریب کے بچے کو بھی اتنا ہی حق ہے کہ وہ اس level کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرے۔ اس کے علاوہ وزیراعلیٰ صاحب نے اس بجٹ میں لیپ ٹاپس کے لئے 3.5۔ ارب روپے رکھے ہیں اور اس دفعہ لیپ ٹاپس کے حوالے سے ایک نیا addition ہے کہ مدرسوں کو بھی لیپ ٹاپس دینے کا plan بنایا ہے تاکہ وہ لوگ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ بتائیں کہ PC-21015 کا کیا کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! ان کی کٹوتی کی تحریک کو reject کیا جائے اور ہماری demand کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"44۔ ارب 34 کروڑ 84 لاکھ 69 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ PC-21015 "تعلیم" کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 44۔ ارب 34 کروڑ 84 لاکھ 69 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! PEMRA نے ARY ٹیلیوژن بند کیا ہے ہم نے اس سلسلے میں ایک قرارداد جمع کرائی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: ایسا کرتے ہیں کہ آپ اور لاء منسٹر صبح بیٹھ کر اس پر بات کریں گے اس کے بعد اس کا کوئی اچھا طریقہ اپنائیں گے۔ ایسے مناسب نہیں لگے گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): صبح کس ٹائم؟

جناب سپیکر: صبح 9.00 بجے آپ تشریف لائیں گے۔ اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21018 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21018

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 7۔ارب ایک کروڑ 7 لاکھ 78 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 7۔ارب ایک کروڑ 7 لاکھ 78 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر نمبر PC-21018 میں کٹوتی کی تحریک 47 معزز ممبران اپوزیشن کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ کٹوتی کی تحریک پیش کریں۔

MRS RAHEELA ANWAR: Mr Speaker! I move:

"That the total of Rs.7,010,778,000/- on account of Demand No. PC-21018 Agriculture be reduced to Rs.1/-"

جناب سپیکر: Rupees تو نہیں ہو گا بلکہ Rupee 1 ہو گا۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"7-ارب 1کروڑ 7لاکھ 78ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ PC-21018

"زراعت" کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

MINISTER FOR AGRICULTURE (Dr Farrukh Javed): Mr Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: .opposed جی، محترمہ! آپ بات کریں۔ میرے خیال میں آپ ہی بول لیں چونکہ 6.00 بجنے والے ہیں اس کے بعد guillotine apply ہو جائے گی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ہر دفعہ جب بجٹ پاس ہوتا ہے تو زراعت کے لئے کافی ساری رقم رکھی جاتی ہے لیکن جب اس بجٹ کو study کیا جاتا ہے تو اس میں hardly اتنی رقم بچتی ہے کہ already جو منصوبے چل رہے ہوتے ہیں ان کو ٹھیک کرنے کے لئے یا ان کی repairs پر جو کام ہونا ہوتا ہے اس کے لئے بھی وہ ناکافی ہوتی ہے۔ جیسا کہ سب کو پتا ہے کہ اس ملک میں ہمارا سارا دارو مدار زراعت پر ہے کیونکہ اگر ہم زراعت کو promote نہیں کریں گے، اگر اس پر spend نہیں کریں گے، اگر اسے آگے لے کر نہیں جائیں گے تو پھر پیداوار کہاں سے ہو گی؟ اگر پیداوار ہو گی تو انڈسٹری چلے گی۔ انڈسٹری کے لئے بہت سی ایسی چیزیں چاہیئں جب تک ایک کسان اپنی پیداوار نہیں دیتا تب تک فیکٹریاں نہیں چلتیں، میں مثال دیتی ہوں کہ جیسے دھاگہ بنتا ہے اگر کاٹن نہیں ہو گی تو دھاگہ کہاں سے بنے گا؟ اس وقت ہماری زراعت کے سیکٹر میں جو حالات ہیں ان کا آپ کو بھی اندازہ ہے، ان کا مجھے بھی اندازہ ہے اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر اس معزز ممبر کو اندازہ ہے جس کا زراعت سے تعلق ہے۔ میرے خیال میں ہمارے ایوان میں زیادہ تر بیٹھنے والے لوگوں کا تعلق زراعت سے ہی ہے۔ سبسڈیز تو دی جاتی ہیں لیکن مجھے کبھی یہ سمجھ نہیں آئی کہ نئی سبسڈیز دے کر پرانی والی کیوں ختم کر دی جاتی ہیں؟ ابھی انہوں نے سبسڈیز دی ہیں لیکن جو ٹیوب ویلز پر سبسڈیز تھیں وہ ختم کر دی ہیں اور بھی کئی چیزوں پر سبسڈیز تھیں وہ بھی ختم کر دیں۔ ابھی یہ کہہ رہے ہیں کہ شمسی توانائی والے ٹیوب ویلز لگائیں گے لیکن کہاں پر؟ انہوں نے پچھلی دفعہ بھی بولا تھا کہ شمسی توانائی کے ٹیوب ویلز لگیں گے لیکن ہم نے تو نہیں دیکھا کہ شمسی توانائی کا ایک ٹیوب ویل بھی لگا ہو۔ یہ بغیر پڑھے، بغیر دیکھے اور بغیر سوچے کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے اتنا بجٹ بنایا اور ہم نے یہ بجٹ یہاں یہاں spend کرنا ہے۔ اگر ان کی priorities پتا ہوں، اگر انہیں یہ پتا ہو کہ کسان کی کیا priorities ہیں تو شاید بجٹ بھی اسی حساب سے بنے اور ہمیں اتنا زیادہ بجٹ دیا جائے کہ ہمارے problems solve ہو سکیں لیکن میرا نہیں خیال کہ یہ حکومت ہمارے مسائل solve کرنا

چاہتی ہے۔ان کا سارا زور صرف انڈسٹری اور پلوں پر ہے، ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے انڈسٹری ہو گی تو اس ملک کا پہیہ چلے گا۔ چلیں ٹھیک ہے پل بھی چاہیئں، سڑکیں بھی چاہیئں اور ہر چیز چاہئے لیکن مجھے کبھی یہ سمجھ نہیں آئی کہ اگر آپ ایک agriculturist کو پیس کر رکھ دیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! ٹائم ختم ہوا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! پلیز مجھے دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ ٹائم ختم ہو گیا ہے اور میں نے ابھی ادھر سے بھی جواب لینا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! مجھے تو ویسے ہی نہیں بولنے دیا جاتا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، ایسے نہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ ہی دے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں! ایک منٹ بات کر لیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ میں ہر دفعہ point out کرتی ہوں کیونکہ میرا اس شعبہ سے direct تعلق ہے اور مجھے سارے مسائل کا علم ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے seeds پر subsidy دی ہے۔اس وقت بیج اور کھاد کی قیمتیں بہت زیادہ ہو چکی ہیں تو یہ اس پر کتنی subsidy دے دیں گے؟ اس سے بہتر تھا کہ جن حالات میں ہم پہلے تھے اُنہی میں گزارہ کرتے اور یہ بجٹ ہی نہ دیتے۔ میرا علاقہ بارانی ہے اور میں ہمیشہ زور دیتی ہوں کہ اس علاقے کی طرف توجہ دی جائے۔ ہم لوگ اس وقت پس کر رہ گئے ہیں۔ میں نے اس ایوان میں درخواست کی تھی کہ ہمارے علاقے میں جن لوگوں کی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں ان کی مالی امداد کی جائے لیکن آج تک کچھ نہیں کیا گیا۔ اب بجٹ announce ہونے کے بعد بھی کچھ نہیں ہو گا تو ہم ان سے کیا امید رکھیں؟ اس سے بہتر تھا کہ بجٹ announce ہی نہ ہوتا۔ آپ وہ وعدے کریں جن پر پورا اتر سکیں۔ اگر یہ اپنے کئے ہوئے وعدے پورے نہیں کر سکتے تو پھر کاغذی کارروائی نہ کیا کریں۔ انہوں نے گندم اور نہ ہی دوسری اجناس کی قیمتیں بڑھائی ہیں۔ یہ ہمیں کون سی subsidy دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! بہت مہربانی۔ اب تشریف رکھیں۔ جی، منسٹر صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:.No point of orderاس وقت نہیں۔آپ تشریف رکھیں۔

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے اپنی بہن محترمہ راحیلہ انور کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زراعت ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے،زراعت پاکستان کا ایک اہم شعبہ ہے اور اس کی وجہ سے سارے ملک کی صنعتیں چلتی ہیں۔اس شعبے کے لئے جتنے زیادہ پیسے مختص کئے جائیں وہ کم ہیں۔محترمہ راحیلہ انور صاحبہ نے اپنی تقریر میں بار بارsubsidy ختم کرنے کا ذکر کیا ہے۔شاید محترمہ کے علم میں نہیں کہ پہلی مرتبہ حکومت پنجاب نے صوبائی بجٹ میں 5۔ارب روپے فاسفیٹ کھاد کی قیمت پرsubsidy دینے کے لئے رکھے ہیں اور اتنی ہی رقم وفاقی حکومت سے commitکروائی گئی ہے۔اس طرح صوبہ پنجاب میں فاسفیٹ کھاد کی قیمت پرsubsidy دینے کی خاطر10۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔اس کے علاوہ ہمlaser-leveller پر2لاکھ 25ہزار روپے فی یونٹsubsidy دے رہے ہیں۔اس سال ہم بائیو گیس پر بیس ہزار ٹیوب ویل لگانے جا رہے ہیں۔اس کا باقاعدہdesign بن چکا ہے،consultantsآ گئے ہیں،لوگوں کی ٹریننگ ہو گئی ہے اور انشاءاللہ جلد بائیو گیس کے ٹیوب ویل شروع ہونے والے ہیں۔اس کے علاوہ ہمdrip irrigation پرsubsidy دے رہے ہیں۔میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے بالکل کسی چیز پر بھیsubsidy ختم نہیں کی ہے۔

جناب سپیکر!میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ایک بلین کپاس کی گانٹھیں زیادہ پیدا کر لیں تو ملکیeconomy میں 100 بلین روپے کا اضافہ ہوتا ہے یعنی زراعت کیinput and outputکا اتناdifferenceاورproportion ہے لہذا ان ساری باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میری یہ گزارش ہے کہ کٹوتی کی اس تحریک کو مسترد کیا جائے۔

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"7۔ارب،ایک کروڑ،7لاکھ،78 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21018 "زراعت" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر:یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 7۔ارب،ایک کروڑ،7لاکھ،78ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2015 کو ختم ہونے

والے مالی سال 2014-15 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اب باقی ماندہ تمام مطالباتِ زر پر guillotine apply کی جاتی ہے۔ باقی ماندہ تمام مطالبات زر پر قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ (4)144 کے تحت guillotine کے اطلاق کے ذریعے کارروائی شروع کرتے ہیں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21001

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 70 لاکھ، 85 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 2014-15 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21002

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3۔ارب، 93 کروڑ، 46 لاکھ، 21 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 2014-15 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21003

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 7کروڑ11لاکھ2ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 2014-15 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21004

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو46کروڑ،68لاکھ،30ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 2014-15 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21005

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو2۔ارب،23کروڑ،89لاکھ،56ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 2014-15 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21006

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 6 کروڑ، 44لاکھ، 26ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21007

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 11 کروڑ 50لاکھ 34 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قانون موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21008

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 31 کروڑ 63لاکھ 15 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21009

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو15۔ارب23کروڑ39لاکھ30ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"آبپاشی و بحالی اراضی"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21010

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو22۔ارب67کروڑ17 لاکھ51ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"انتظام عمومی"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21011

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو8۔ارب86کروڑ49لاکھ45ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"نظام عدل"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21012

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو7۔ ارب36کروڑ29لاکھ16ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے جیل خانہ جات و سزایافتگان کی بستیاں"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21014

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو11کروڑ51لاکھ52ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"عجائب خانہ جات"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21017

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو10۔ارب35کروڑ48لاکھ90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21019

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو52کروڑ16 لاکھ36ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21020

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو3۔ارب69 کروڑ23 لاکھ71ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ویٹرنری"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21021

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو17 کروڑ5لاکھ84ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"امداد باہمی"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21022

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو6۔ارب81 کروڑ61 لاکھ48ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21023

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو2۔ارب43 کروڑ58 لاکھ80ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"متفرق محکمہ جات"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21024

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو3۔ارب76کروڑ8لاکھ36ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سول ورکس"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21025

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو6۔ارب51کروڑ13لاکھ83ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"مواصلات"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21026

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو32کروڑ39لاکھ98ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد محکمہ "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21027

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو38کروڑ74لاکھ18ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ریلیف"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21028

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جوایک کھرب 4۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21029

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو19 کروڑ90 لاکھ24ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21030

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو22۔ارب78کروڑ50لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21031

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو2 کھرب،70۔ ارب36 کروڑ96 لاکھ89 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21032

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو5 کروڑ92 لاکھ20 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-13033

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب29۔ارب83 کروڑ22 لاکھ58 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13034

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3 کروڑ 68 لاکھ 28 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13035

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13050

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 14۔ارب 96 کروڑ 8 لاکھ 32 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرمایہ کاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-22036

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو2 کھرب16۔ارب 59کروڑ58لاکھ 41ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ترقیات"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12037

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 47۔ارب 97کروڑ 51لاکھ88ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"تعمیرات آبپاشی"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12038

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو19کروڑ5لاکھ 51ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زرعی ترقی و تحقیق"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12040

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو50 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12041

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو31۔ارب 71کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شاہرات وپل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12042

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو48۔ارب 2کروڑ 84 لاکھ20ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12043

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو13۔ارب54 کروڑ64 لاکھ44ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/خود مختار ادارہ جات"وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ایک اچھی خبر ہے جو منسٹر صاحب کی طرف سے آئی ہے جس کا میں ذکر کرتا ہوں کہ کل صبح آٹھ بجے وزیر خزانہ نے تمام حضرات کو، یہ صرف گورنمنٹ کے لئے نہیں بلکہ تمام حضرات کو ناشتے پر مدعو کیا ہے لہذا میری آپ تمام ممبران سے گزارش ہوگی کہ ضرور تشریف لائیں۔اب اجلاس بروز منگل مورخہ24۔جون2014 صبح9:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

499

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 24۔ جون 2014

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 127 کے تحت تحریک

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے آرڈیننس مفت اور لازمی تعلیم پنجاب 2014 میں توسیع کے لئے آئین کے آرٹیکل 128(2)(اے) کے تحت قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

ایک وزیر مندرجہ ذیل قرارداد پیش کریں گے:

قرارداد

"صوبائی اسمبلی پنجاب 13۔ مئی 2014 کو نافذ کردہ آرڈیننس مفت اور لازمی تعلیم پنجاب 2014 (آرڈیننس 5 بابت 2014) کی مدت میں 11۔ اگست 2014 سے مزید نوے (90) دن کے لئے توسیع کرتی ہے۔"

سرکاری کارروائی

(اے) مسودہ قانون مالیات پر غور و خوض اور اس کی منظوری

مسودہ قانون مالیات پنجاب 2014 (مسودہ قانون نمبر 18 بابت 2014)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب 2014، جیسا کہ ایوان میں پیش کیا گیا ، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب 2014 منظور کیا جائے۔

(بی) منظور شدہ اخراجات کے گوشوارہ کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

منظور شدہ اخراجات برائے سال 15-2014 کے گوشوارہ کا ایوان میں پیش کرنا

ایک وزیر منظور شدہ اخراجات برائے سال 15-2014 کا گوشوارہ ایوان میں پیش کریں گے۔

500

(سی) آرڈیننسوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

1۔ آرڈیننس (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب 2014 (6 بابت 2014)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ آرڈیننس (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب 2014 (7 بابت 2014)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ آرڈیننس گوداموں کی رجسٹریشن، پنجاب 2014 (8 بابت 2014)

ایک وزیر آرڈیننس گوداموں کی رجسٹریشن پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ آرڈیننس سٹریٹجک کوآرڈینیشن پنجاب 2014 (9 بابت 2014)

ایک وزیر آرڈیننس سٹریٹجک کوآرڈینیشن پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

5۔ آرڈیننس اوورسیز پاکستانیز کمیشن، پنجاب 2014 (10 بابت 2014)

ایک وزیر آرڈیننس اوورسیز پاکستانیز کمیشن پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

(ڈی) مسودات قانون پر غور وخوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون باب پاکستان فاؤنڈیشن 2014 (مسودہ قانون نمبر 15 بابت 2014)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون باب پاکستان فاؤنڈیشن 2014، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے اطلاعات نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون باب پاکستان فاؤنڈیشن 2014 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون ترقیاتی اتھارٹیز کی جانب سے املاک کا انتظام اور منتقلی 2014 (مسودہ قانون نمبر 14 بابت 2014)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ترقیاتی اتھارٹیز کی جانب سے املاک کا انتظام اور منتقلی 2014، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ترقیاتی اتھارٹیز کی جانب سے املاک کا انتظام اور منتقلی 2014 منظور کیا جائے۔

501

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا نواں اجلاس

منگل،24۔جون2014

(یوم الثلاثہ،25۔شعبان المعظم1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمO

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِO

هٰذَا يَوۡمُ الۡفَصۡلِ‌ ۚ جَمَعۡنٰكُمۡ وَالۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنۡ كَانَ
لَـكُمۡ كَيۡدٌ فَكِيۡدُوۡنِ ﴿۳۹﴾ وَيۡلٌ يَّوۡمَٮِٕذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الۡمُتَّقِيۡنَ فِىۡ
ظِلٰلٍ وَّعُيُوۡنٍۙ ﴿۴۱﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشۡتَهُوۡنَؕ ﴿۴۲﴾ كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا هَنِيۡٓــًٔا ۢ بِمَا
كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۴۴﴾

سورة المُرسَلات آيات 38 تا 44

یہی فیصلے کا دن ہے (جس میں) ہم نے تم کو اور پہلے لوگوں کو جمع کیا ہے (38) اگر تم کو کوئی داؤ آتا ہو تو مجھ سے کر لو (39) اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے (40) بے شک پرہیزگار سایوں اور چشموں میں ہوں گے (41) اور میووں میں جو ان کو مرغوب ہوں (42) اور جو عمل تم کرتے رہے تھے ان کے بدلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو (43) ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (44)

وما علینا الاالبلاغO

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

حضور اپنے کرم کے حصار میں رکھنا
دیار نور کے قرب و جوار میں رکھنا
جب آپ اپنے غلاموں کو یاد فرمائیں
ہمیں بھی شاہ مدینہ شمار میں رکھنا
جیوں تو گنبد خضراء کے سائے میں آقا
جو مر بھی جاؤں تو اپنے دیار میں رکھنا
حضور اپنے کرم کے حصار میں رکھنا
دیار نور کے قرب و جوار میں رکھنا

تعزیت

سابق ایم پی اے پیر شجاعت حسنین قریشی کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میرے علم میں آیا ہے کہ ہمارے ایک سابق ایم پی اے پیر شجاعت حسنین قریشی صاحب وفات پا گئے ہیں، ان کی مغفرت کے لئے دعا کروائی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: آج کے ایجنڈے پر مندرجہ ذیل کارروائی موجود ہے۔

Motion under rule 127 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997.

(a) Consideration and passage of Finance Bill 2014.

(b) Laying of the Schedule of Authorized expenditure for the year 2014-15.

(c) Laying of Ordinances.

(d) Consideration and Passage of Bills.

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 127 کے تحت تحریک کا پیش کیا جانا

MR SPEAKER: Now we take up Motion under rule 127 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997. Minister for Law may move the motion for leave of the Assembly.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Mashhood Ahmad Khan): Mr Speaker! I move:

> "That leave be granted to move a Resolution under Article 128(2) (a) of the Constitution for extension of the Punjab Free and Compulsory Education Ordinance 2014."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That leave be granted to move a Resolution under Article 128(2) (a) of the Constitution for extension of the Punjab Free and Compulsory Education Ordinance 2014."

Those who are in favour that leave be granted may rise in their seats. Secretary Assembly should count the members .These are more than 93. Leave is granted. Minister for Law may move his resolution.

قرارداد

ہنگامی قانون پنجاب مفت اور لازمی تعلیم 2014 کی میعاد میں توسیع

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Mashhood Ahmad Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of the Punjab Free and Compulsory Education Ordinance 2014 (V of 2014), promulgated on 13th May 2014, for a further period of ninety days with effect from 11th August 2014."

MR SPEAKER: The Resolution moved is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of the Punjab Free and Compulsory Education Ordinance 2014 (V of 2014), promulgated on 13th May 2014, for a further period of ninety days with effect from 11th August 2014."

The Resolution moved and the question is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of the Punjab Free and Compulsory Education Ordinance 2014 (V of 2014), promulgated on 13th May

2014, for a further period of ninety days with effect from 11th August 2014."

(The Resolution was passed.)

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر:۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

مسودہ قانون

(جوزیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون مالیات پنجاب 2014

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Finance Bill 2014. Minister for Finance may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Finance Bill 2014, as introduced, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Finance Bill 2014, as introduced, be taken into consideration at once."

It is not opposed by any body so the motion moved and the question is:

"That the Punjab Finance Bill 2014, as introduced, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Finance Minister. He may move it.

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I move:

"That in Clause 8 for sub-Clause (16) the following be substituted:

(16) Notwithstanding the omission of section 10 of the Punjab Finance Act, 2013(XVI of 2013), if a person has paid whole or part of the tax under the section he may claim adjustment of an equivalent amount from the tax charged, levied, assessed and payable under this section."

MR SPEAKER: The amendment moved is:

"That in Clause 8 of the Bill sub-Clause (16) the following be substituted:

(16) Notwithstanding the omission of section 10 of the Punjab Finance Act, 2013(XVI of 2013), if a person has paid whole or part of the tax under that section he may claim adjustment of an equivalent amount from the tax charged, levied, assessed and payable under this section."

The amendment moved and the question is:

"That in Clause 8 for the sub-Clause (16) the following be substituted:

(16) Notwithstanding the omission of section 10 of the Punjab Finance Act, 2013(XVI of 2013), if a person has paid whole or part of the tax under that

section he may claim adjustment of an equivalent amount from the tax charged, levied, assessed and payable under this section."

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now the question is:

"That in Clause 8 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

FIRST SCHEDULE

MR SPEAKER: Now, First Schedule of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Finance Minister. He may move it.

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I move:

"That in the First Schedule, in the Table, in column under the heading "Rate of Tax":

(a) in the second row for the figures "250,000", the figures "200,000", be substituted.

(b) In the third row:

(i) for the figures "200,000", the figures "150,000", be substituted; and

(ii) for the figures "1600,000", the figures "1500,000", be substituted; and

(c) in the fourth row:

(i) for the figures "150,000", the figures "100,000", be substituted; and

(ii) for the figures "1200,000", the figures "1000,000", be substituted.

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in the First Schedule, in the Table, in column under the heading "Rate of Tax":

(a) in the second row for the figures "250,000", the figures "200,000", be substituted.

(b) In the third row:

(i) for the figures "200,000", the figures "150,000" be substituted; and

(ii) for the figures "1600,000", the figures "1500,000", be substituted; and

(c) in the fourth row:

(i) for the figures "150,000", the figures "100,000", be substituted; and

(ii) for the figures "1200,000", the figures "1000,000", be substituted.

The motion moved and the question is:

"That in the First Schedule, in the Table, in column under the heading "Rate of Tax":

(a) in the second row for the figures "250,000", the figures "200,000", be substituted.

(b) In the third row:

(i) for the figures "200,000", the figures "150,000" be substituted; and

(ii) for the figures "1600,000", the figures "1500,000", be substituted; and

(c) in the fourth row:

(i) for the figures "150,000", the figures "100,000", be`substituted; and

(ii) for the figures "1200,000", the figures "1000,000", be substituted.

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now the question is:

"That the First Schedule of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

SECOND SCHEDULE

MR SPEAKER: Now, Second Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Second Schedule of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Finance Minister. He may move it.

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I move:

"That in Clause 1, for sub-clause (3), the following be substituted:

"(3) It shall come into force on the first day of July 2014 except the provisions of Clauses (a) and(b) of section 3 which shall come into force on such date as the Government may, by notification, specify."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 1, for sub-clause (3), the following be substituted:

"(3) It shall come into force on the first day of July 2014 except the provisions of Clauses (a) and(b) of section 3 which shall come into force on such date as the Government may, by notification, specify."

The motion moved and the question is:

"That in Clause 1, for sub-clause (3), the following be substituted:

"(3) It shall come into force on the first day of July 2014 except the provisions of Clauses (a) and(b) of section 3 which shall come into force on such date as the Government may, by notification, specify."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now the question is:

"That Clause 1 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Long title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Finance Bill 2014, as amended, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Finance Bill 2014, as amended, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Finance Bill 2014, as amended, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill as amended is passed)

منظور شدہ اخراجات برائے سال 15-2014 کے گوشوارہ کا ایوان میں پیش کیا جانا

MR SPEAKER: Laying of the schedule of authorized expenditure for the year 2014-15. Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I lay the schedule of authorized expenditure for the year 2014-15.

MR SPEAKER: The schedule of authorized expenditure for the year 2014-02015 has been laid.

ہنگامی قوانین

(جو پیش ہوئے)

ہنگامی قانون (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب 2014

MR SPEAKER: Now, the Punjab Local Government (Amendment) Ordinance 2014 (VI of 2014). Minister for Law may lay the Punjab Local Government (Amendment) Ordinance 2014.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Mashhood Ahmad Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Local Government (Amendment) Ordinance 2014. (VI of 2014)

MR SPEAKER: The Punjab Local Government (Amendment) Ordinance 2014 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Local Government and Rural Development with the direction to submit its report within two months.

ہنگامی قانون (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب 2014

MR SPEAKER: Now, the Punjab Local Government (Amendment) Ordinance, 2014 (VII of 2014). Minister for Law may lay the Punjab Local Government (Amendment) Ordinance 2014.

MINISTER FOR LAW AND PARLIMENTARY AFFAIRS (Rana Mashhood Ahmed Khan): Mr. Speaker! I lay the Punjab Local Government (Amendment) Ordinance 2014 (VII of 2014).

MR.SPEAKER: The Punjab Local Government (Amendment) Ordinance 2014 (VII of 2014) has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Local Government and Rural Development with the direction to submit its report within two months.

ہنگامی قانون گوداموں کی رجسٹریشن پنجاب 2014

MR SPEAKER: Now, the Punjab Registration of Godowns Ordinance 2014(VIII of 2014). Minister for Law may lay the Punjab Registration of Godowns Ordinance 2014.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Mashhood Ahmad Khan): Mr. Speaker! I lay the Punjab Registration of Godowns Ordinance 2014 (VIII of 2014).

MR SPEAKER: The Punjab Registration of Godowns Ordinance 2014 (VIII of 2014) has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Agriculture with the direction of submit its report within two months.

ہنگامی قانون سٹریٹجک کوآرڈینیشن پنجاب 2014

MR SPEAKER: Now, the Punjab Strategic Coordination Ordinance 2014 (IX of 2014). Minister for Law may lay the Punjab Strategic Coordination Ordinance 2014.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Mashhood Ahmad Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Strategic Coordination Ordinance 2014 (IX of 2014).

MR SPEAKER: The Punjab Strategic Coordination Ordinance 2014 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Home to direction to submit its report within two months.

ہنگامی قانون اوورسیز پاکستانیز کمیشن پنجاب 2014

MR SPEAKER: Now, the Punjab Overseas Pakistanis Commission Ordinance 2014 (X of 2014). Minister for Law may lay the Punjab Overseas Pakistanis Commission Ordinance 2014.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Mashhood Ahmad Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Overseas Pakistanis Commission Ordinance 2014 (X of 2014).

MR SPEAKER: The Punjab Overseas Pakistanis Commission Ordinance 2014 (X of 2014) has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Services and General Administration with the direction to submit its report within two months.

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون باب پاکستان فاؤنڈیشن 2014

MR SPEAKER: The Babe-e-Pakistan Foundation Bill 2014 the (Bill No. 15 of 2014). The First reading starts. Now, we take up the Bab-e-Pakistan Foundation Bill 2014. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Mashhood Ahmad Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Bab-e-Pakistan Foundation Bill 2014, as recommended by the Standing Committee on Information, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Bab-e-Pakistan Foundation Bill 2014, as recommended by the Standing Committee on Information, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Bab-e-Pakistan Foundation Bill 2014, as recommended by the Standing Committee on Information, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Mashhood Ahmad Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Bab-e-Pakistan Foundation Bill 2014, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Bab-e-Pakistan Foundation Bill 2014, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Bab-e-Pakistan Foundation Bill 2014, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون ترقیاتی اتھارٹیز کی جانب سے املاک کا انتظام اور منتقلی 2014

MR SPEAKER: Now, we take up the Management and Transfer of Properties by Development Authorities Bill 2014. The First reading starts. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Mashhood Ahmad Khan): Mr Speaker! I move:

> "That Management and Transfer of Properties by Development Authorities Bill 2014, as recommended by the Standing Committee on Housing Urban Development and Public Health Engineering, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That Management and Transfer of Properties by Development Authorities Bill 2014, as recommended by the Standing Committee on Housing Urban Development and Public Health Engineering, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it the motion moved and the question is:

> "That the Management and Transfer of Properties by Development Authorities Bill 2014, as recommended by the Standing Committee on Housing Urban Development and Public Health Engineering, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Mashhood Ahmad Khan): Mr Speaker! I move:

"The Management and Transfer of Properties by Development Authorities Bill 2014, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"The Management and Transfer of Properties by Development Authorities Bill 2014, be passed."

The motion moved and the question is:

"The Management and Transfer of Properties by Development Authorities Bill 2014, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب سپیکر: میں آپ سے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کل مورخہ 25-جون 2014 صبح 10:00 بجے تک کے لئے اجلاس ملتوی کریں گے اس سے پہلے میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ معزز ممبران جنہوں نے پہلے بحث میں حصہ لے لیا ہے تو اب ضمنی بجٹ پر cut motion آئیں گی جو سالانہ بجٹ پر نہیں بول سکے وہ کل اپنے نام ہمیں دے دیں اور جو بول چکے ہیں وہ مہربانی فرمائیں دوسروں کو موقع دیں۔ آج کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل مورخہ 25-جون 2014 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

499

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 24۔ جون 2014

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 127 کے تحت تحریک

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے آرڈیننس مفت اور لازمی تعلیم پنجاب 2014 میں توسیع کے لئے آئین کے آرٹیکل 128(2)(اے) کے تحت قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

ایک وزیر مندرجہ ذیل قرارداد پیش کریں گے:

قرارداد

"صوبائی اسمبلی پنجاب 13۔ مئی 2014 کو نافذ کردہ آرڈیننس مفت اور لازمی تعلیم پنجاب 2014 (آرڈیننس 5 بابت 2014) کی مدت میں 11۔ اگست 2014 سے مزید نوے (90) دن کے لئے توسیع کرتی ہے۔"

سرکاری کارروائی

(اے) مسودہ قانون مالیات پر غور و خوض اور اس کی منظوری

مسودہ قانون مالیات پنجاب 2014 (مسودہ قانون نمبر 18 بابت 2014)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب 2014، جیسا کہ ایوان میں پیش کیا گیا، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب 2014 منظور کیا جائے۔

(بی) منظور شدہ اخراجات کے گوشوارہ کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

منظور شدہ اخراجات برائے سال 15-2014 کے گوشوارہ کا ایوان میں پیش کرنا

ایک وزیر منظور شدہ اخراجات برائے سال 15-2014 کا گوشوارہ ایوان میں پیش کریں گے۔

500

(سی) آرڈیننسوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

1۔ آرڈیننس (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب 2014 (6 بابت 2014)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ آرڈیننس (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب 2014 (7 بابت 2014)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ آرڈیننس گوداموں کی رجسٹریشن، پنجاب 2014 (8 بابت 2014)

ایک وزیر آرڈیننس گوداموں کی رجسٹریشن پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ آرڈیننس سٹریٹیجک کوآرڈینیشن پنجاب 2014 (9 بابت 2014)

ایک وزیر آرڈیننس سٹریٹیجک کوآرڈینیشن پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

5۔ آرڈیننس اوورسیز پاکستانیز کمیشن، پنجاب 2014 (10 بابت 2014)

ایک وزیر آرڈیننس اوورسیز پاکستانیز کمیشن پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

(ڈی) مسودات قانون پر غور وخوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون باب پاکستان فاؤنڈیشن 2014 (مسودہ قانون نمبر 15 بابت 2014)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون باب پاکستان فاؤنڈیشن 2014، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے اطلاعات نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون باب پاکستان فاؤنڈیشن 2014 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون ترقیاتی اتھارٹیز کی جانب سے املاک کا انتظام اور منتقلی 2014
(مسودہ قانون نمبر 14 بابت 2014)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ترقیاتی اتھارٹیز کی جانب سے املاک کا انتظام اور منتقلی 2014، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ترقیاتی اتھارٹیز کی جانب سے املاک کا انتظام اور منتقلی 2014 منظور کیا جائے۔

501

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا نواں اجلاس

منگل،24۔جون2014

(یوم الثلاثہ،25۔شعبان المعظم1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح10بجے زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ
لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ
ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾

سورة المُرسَلات آیات 38 تا 44

یہی فیصلے کا دن ہے (جس میں) ہم نے تم کو اور پہلے لوگوں کو جمع کیا ہے(38) اگر تم کو کوئی داؤ آتا ہو تو مجھ سے کر لو(39) اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے(40) بے شک پرہیزگار سایوں اور چشموں میں ہوں گے (41) اور میووں میں جو ان کو مرغوب ہوں (42) اور جو عمل تم کرتے رہے تھے ان کے بدلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو(43) ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں(44)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

تاجدارِ حرم ہو نگاہِ کرم ،ہم غریبوں کے دن بھی سنور جائیں گے
حامیٔ بیکساں، کیا کہے گا جہاں آپ کے در سے خالی اگر جائیں گے
کوئی اپنا نہیں غم کے مارے ہیں ہم،آپ کے در پہ فریاد لائے ہیں ہم
ہو نگاہِ کرم ورنہ چوکھٹ پہ ہم آپ کا نام لے لے کے مر جائیں گے
مے کشو آؤ آؤ مدینے چلیں، جام ساقی کوثر سے پینے چلیں
یاد رکھو اگر، اٹھ گئی اک نظر،جتنے خالی ہیں سب جام بھر جائیں گے
خوفِ طوفان ہے آندھیوں کا ہے غم سخت مشکل ہے آقا کدھر جائیں ہم
آپ ہی گر نہ لیں گے ہماری خبر ہم مصیبت کے مارے کدھر جائیں گے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث شروع کرنے سے قبل میں اس معزز ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے پنجاب اسمبلی کے جتنے بھی معزز ممبران ہیں، میرے لئے نہایت ہی قابل احترام ہیں چاہے وہ right سے ہوں یا left سے ہوں۔ کافی دنوں سے ایک مسئلہ پریشان کن تھا کہ دونوں طرف سے ہی کچھ باتیں ایسی ہوئیں جس کی وجہ سے اجلاس کے بعد باہر سیڑھیوں پر دو معزز ممبران میں تلخ کلامی ہوئی اور جس کی وجہ سے معاملات خرابی کی طرف بڑھ رہے تھے لیکن الحمد للہ آج ہم نے، قائد حزب اختلاف، راجہ اشفاق سرور صاحب، سندھو صاحب اور جناب محمد سبطین خان صاحب نے بیٹھ کر معاملات کو سنا ہے اور اس میں ایک دوسرے کی جس طرح سے دل آزاری کی گئی تھی، ہم نے کوشش کی ہے اور ہماری کوشش اللہ کے فضل و کرم سے بارآور ثابت ہوئی ہے۔ دونوں نے ایک دوسرے کو بڑا اور چھوٹا تسلیم کیا ہے۔ ایک طرف جناب آصف محمود صاحب ہیں جن کا تعلق پی پی۔9 سے ہے اور دوسری طرف محترمہ سلمیٰ شاہین بٹ صاحبہ جو کہ ہماری بہن ہیں، جناب آصف محمود بھی ہمارا برخوردار ہے۔ ان دونوں نے ہماری بات مانی ہے، اب ان کا معاملہ settle ہو چکا ہے اور اب اس کو کسی بُری بات میں شامل نہ کیا جائے۔ میں آپ سے یہ التماس بھی کرنا چاہتا ہوں کہ میں کئی دفعہ یہ بات دُہرا چکا ہوں کہ معزز ممبران میرے لئے قابل احترام ہیں لیکن کچھ norms بھی ہوتے ہیں تو ہمیں ایک دوسرے کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے، ایک دوسرے کو اپنا چھوٹا بھائی اور بڑا بھائی یا بہن سمجھنا چاہئے۔ اس طرح سے ہمیں اس ایوان کو ایک اچھے طریقے سے مثالی بنا کر چلانا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں آپ کا بہت ہی شکر گزار ہوں گا کہ ایک دوسرے کی قیادت کو کچھ ایسے الفاظ نہ کہے جائیں جس سے دوسرے فریق کی دل آزاری ہو اور اسی طرح سے ایک دوسرے پر تنقید کی جو بات ہوتی ہے، تنقید برائے تعمیر ہونی چاہئے لیکن ایک دوسرے کو نشانہ بنانا اچھی بات نہیں ہو گی۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں گا کہ ان چیزوں سے پرہیز کیا جائے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں دو تین باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! دیکھیں یہ تو پھر بات۔۔۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں دو تین باتیں کروں گا لیکن اختلافی بات نہیں کروں گا۔ ہمارے جو معاملات آپ کے چیمبر میں طے ہوئے، میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے تو اس ایوان

میں بیٹھے ہوئے تمام معزز ممبران سے بڑے ذمہ دارانہ طریقے سے کہوں گا کہ محترمہ سلمیٰ بٹ صاحبہ میری بڑی بہن کی جگہ پر ہیں، میری والدہ کی جگہ پر بھی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: واہ، واہ۔

جناب آصف محمود: میں اس ایوان کے اندر تمام معزز ممبران کے سامنے ایک بات رکھوں گا کہ اگر یہ میرے ساتھ physical ہوتیں، مجھے خوشی ہوتی اگر وہ being elder مجھے جونیئر تصّور کرکے، میرے کسی کام پر تنقید کرکے میرے اوپر ہاتھ اٹھاتیں تو مجھے خوشی ہوتی لیکن بات یہ ہے کہ میں اگر اس ایوان کے اندر ہوں تو میں اپنی ذات کی حیثیت سے نہیں ہوں، میرے پیچھے میرے ووٹرز، میرے سپورٹرز کی بھی دل آزاری ہوئی ہے ،ان کا بھی آپ کو خیال رکھنا چاہئے تھا۔ایک بات جو میں نے میٹنگ کے اندر بھی آپ سے کہی کہ میڈیا کے کیمرے وہاں پر موجود تھے footages بھی موجود تھے۔۔۔

جناب سپیکر: اب اس بات کو چھوڑ دیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میرا روّیہ آپ نے وہاں پر بھی دیکھا اور میڈیا نے بھی دیکھا۔آپ سے گزارش یہ ہے کہ سزا اور جزا کا تعین کر دینا کہ mistake کس کی ہے، غلطی کس کی ہے؟ آپ نے تو یہاں پر چیزیں balance کر دیں، میں دعویٰ سے کہہ رہا ہوں کہ کوئی مجھے prove کر دے میں نے کسی کے لیڈر کے بارے میں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال سے اب اس بات کو چھوڑ دیں، بس اب ان باتوں کو جانے دیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! اس طرح سے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میاں صاحب سے پہلے پوچھ لیں؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! آپ نے بات کو بالکل balance کر دیا ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ناانصافی ہے۔۔۔

سرکاری کارروائی

بحث

ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ چلو میں نے آپ کے ساتھ ناانصافی کر لی ہے، آپ چھوٹے ہیں، آپ میری بات مانیں، بڑی مہربانی، آپ کا بہت شکریہ اور میرا آپ پر حق ہے۔ اب ہم ضمنی بجٹ برائے سال 2013-14 پر عام بحث شروع کرتے ہیں۔ آخر میں وزیر خزانہ اس کو wind up کریں گے، اب میں قائد حزب اختلاف میاں محمودالرشید صاحب سے کہوں گا کہ وہ تقریر کے لئے جن کو بھی nominate کریں ان کی مرضی ہے۔ میرے خیال میں دس، دس منٹ کی بات ہے جو معزز ممبران پہلے بول چکے ہیں وہ تو اب مہربانی فرمائیں جو نہیں بول سکے ان کو ضرور موقع دیا جائے اور یہ دونوں اطراف کے لئے بہتر ہو گا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں بھی کچھ گزارش کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: میں نے اب floor اُدھر دے دیا ہے، آپ تشریف رکھیں۔ Let him talk اس کے بعد آپ بات کر لیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے ایک انتہائی ضروری بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: اب میں floor اُدھر دے چکا ہوں۔ میرے بھائی! اب آپ بعد میں اپنی بات کر لینا، میں آپ کی بات سن لوں گا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! بات کو سنا کریں۔ جناب محمد سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ میں یہاں سے کروں گا کہ:

What is supplementary grant? According to Constitution of Pakistan in the Article 124.

میں یہ کہا گیا ہے کہ:

That the amount authorized to be extended for the particular service for the current financial year is insufficient. That a need has arisen for expenditure upon some new service not included in the annual budget statement for the year.

اور آگے بھی لکھا ہوا ہے جو میں پڑھوں گا نہیں۔ اتنی سی بات ہے کہ آئین یہ کہتا ہے کہ جہاں funds insufficientہو جائیں اور وہ needاور demandرہتی ہو تو اس کے اوپر ہم نے ضمنی بجٹ دینا ہوتا ہے۔ اب میں ضمنی بجٹ 14-2013کی طرف آ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر! کوئی بھی اچھا economistجو ایک said yearکا dataبناتا ہے تو وہ بھی اس point of viewسے بناتا ہے کہ اس کی ضرورت کہاں پر ہے، اس کی پلاننگ کیا ہونی چاہئے، اس کی priorityکیا ہونی چاہئے اور یہ department to departmentکہاں سے کہاں تک varyکرنا چاہئے، consumerکی needکیا ہونی چاہئے اور عوام کو reliefکہاں پر ملنا چاہئے۔ جتنی بھی اچھی business organizationsہیں ان میں three Wsپر بہت زیادہ emphasisکیا جاتا ہے کہ What, Whoجو business organizationبنا رہی ہے اس میں concerned productاور Whomیہ three Wsآتے ہیں کہ اس productکی افادیت جو ہے وہ عوام کے reliefکے ساتھ یا عوام کے benefitsکے ساتھ یا عوام کے فائدے کے ساتھ کس طرح سے manageکرنا ہے؟ اس کے علاوہ ایک جو بہت پرانی sayingکہ three Esکے بارے میں کہا گیا ہے کہ good economy, good efficiencyاور good effectivenessہی بجٹ کی three Esہیں اور They are equally important.اب یہاں پر Good Governanceآ جاتی ہے اور آپ کا بجٹ تب ہی بنتا ہے۔ میں تو یہ بات کرتے کرتے تھک گیا ہوں اور اب مجھے مزید نہیں کرنی چاہئے۔ جب تک ہمارے پاس censusنہیں ہوں گے، ہمیں پتا نہیں ہو گا کہ پنجاب کی population کتنی ہے اور پاکستان کی populationکیا ہے؟ جب آپ کو populationکا ہی پتا نہیں ہو گا تو How would you figure out those problemsیا ills of that societyکو ہم کس طرح سے manageکر سکتے ہیں جب تک کہ ہمارے پاس صحیح facts and figuresنہیں ہوں گے۔ جب ہم یہ بجٹ بناتے ہیں تو اس میں specificallyاور speciallyہم targetکرتے ہیں سوسائٹی کے ان deprivedلوگوں کو جن کو وہ بجٹ کی سہولیات اور بجٹ کے فوائد ملنے چاہئیں۔ مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہم اس کو تھوڑا سا overcomeکر گئے ہیں اور جو ہم نے properlyنہیں کیا۔ اب یہ جو

14-2013 کا بجٹ ہے اس میں تقریباً forty one excess demands آئی ہیں۔ جس ضمنی بجٹ میں forty one excess demands آ جائیں یہ تو itself bad governance کو reflect کرتا ہے اور اس کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔ ورنہ دو چار یا چھ excess demands آنی چاہئیں but these are 41 demands اور approximately یہ 22، 23 ارب روپے کا excess budget ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں جو basic budget reflect کر رہا ہے اس میں basic economic and managerial performance پر it's a big question mark. جو اچھی سوسائٹیز ہیں، اچھے لوگ ہیں، اچھے ملک ہیں، پڑھے لکھے ہیں جنہوں نے excel کرنا ہے، جنہوں نے آگے بڑھنا ہے They learn from their mistakes not blunders آپ mistake پر تو learn کر سکتے ہیں لیکن جہاں اتنے بڑے بڑے blunders کئے جائیں میرے خیال میں وہ تو ناقابل تلافی ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! جس طرح یہ ضمنی بجٹ ہے lets talk about Federal Govt. اب جیسے یہ آپریشن شروع ہے تو اگر اگلے سال ان کے ضمنی بجٹ میں یہ آ جائے تو ٹھیک ہے کیونکہ IDPs اتنی تعداد میں KPK اور ان صوبوں میں آ رہے ہیں تو وہ ایک logic بنتا ہے۔ اسی طرح اگر KPK اگلے سال ضمنی بجٹ دے دے تو اس کا بھی ایک logic بنتا ہے کہ ان کے اوپر یہ ایک unforeseen extra burden آ گیا لیکن الحمد للہ پنجاب میں ایسے کوئی حالات نہیں ہیں، اس وقت ایسی کوئی پریشانی اور کوئی problem نہیں آئی۔

جناب سپیکر! اب میں Interpretation of needs کے حوالے سے عرض کروں گا کہ UN کا ایک data ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ پاکستان بلکہ پنجاب کا لٹریسی ریٹ that is 26 percent and that's all جہاں ہمارا لٹریسی ریٹ 26 فیصد ہو اور ہم اس کے ساتھ energy crisis کو face کر رہے ہوں، ہم agricultural crisis face کر رہے ہوں، ہم industrial crisis بھی face کر رہے ہوں اور ہم ادھر تقریباً دو دو، اڑھائی اڑھائی ارب روپیہ صرف میٹرو بس کی سبسڈی کے لئے دے دیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ناجائز ہے This is unfair آپ صرف 27 کلو میٹر کے لئے دو یا اڑھائی ارب روپے کی سبسڈی دے رہے ہیں لیکن پورا پنجاب اندھیروں میں ڈوبا ہوا ہے۔ ڈیزل نہیں ہے، بجلی نہیں ہے، پانی نہیں ہے، ہماری کوئی زرعی پالیسی نہیں ہے اور انڈسٹریل پالیسی نہیں ہے۔ ان حالات میں یہ بہت ہی ناجائز بات ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اب roads and bridges کی طرف آ جائیں کہ ضمنی گرانٹ میں roads and bridges کے لئے اربوں روپے رکھا گیا ہے میرے خیال میں یہ 13،14۔ارب روپے کو touch کر رہے ہیں۔انفراسٹرکچر کا ہونا بہت ضروری ہے اور roads and bridges کا ہونا بہت ضروری ہے۔پاکستان یا پنجاب کا رہنے والا کوئی بھی فرد اس سے اختلاف نہیں کر سکتا کہ سڑک نہیں ہونی چاہئے یا bridges نہیں ہونی چاہئیں لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ جو 13،14۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے یہ haphazard decision ہے کیونکہ جب ہمارا سالانہ بجٹ بن رہا تھا تو اس وقت کسی کو یہ سوچ نہیں تھی کہ آگے جا کر یہ roads بھی بنیں گے۔آگے جا کر یہ bridges بھی بنیں گے لیکن جس وقت یہ start ہو گیا اس کے ساتھ ہی ہم نے ایک ضمنی بجٹ کی صورت میں بم گرا دیا اور یہ پیسا کس کا ہے؟ اللہ رحم کرے یہ فنڈ کسی پارٹی فنڈ سے تو آیا نہیں ہے بلکہ یہ پنجاب کا پیسا ہے، یہ ہماری tax collection کا پیسا ہے اس پر پورے پنجاب کا اتنا ہی right ہے، پنجاب کے رہنے والے ہر باسی کا اتنا ہی حق ہے اور ہر کسی کا equal حق ہے کہ وہ اس پر بات کر سکے اور اس پر بحث کر سکے۔اب بات یہ ہے کہ انفراسٹرکچر وہاں ہوتا ہے جہاں دوسرے ڈیپارٹمنٹ کی basic necessities پوری ہو جاتی ہیں اس کے بعد انفراسٹرکچر پر آتے ہیں۔میں پھر وہی بات repeat کروں گا کہ roads and bridges تب اچھے لگتے اگر آج ہمارے ملک میں prosperity ہوتی، ہماری انڈسٹری full-fledge چل رہی ہوتی۔ہمارا زمیندارہ ہے جہاں ہمارے 70 فیصد لوگ زمیندارہ سے related ہیں وہ ہمارا زمیندارہ flourish کر رہا ہوتا، ہر طرف سکون، امن اور ہریالی نظر آ رہی ہوتی تو roads and bridges کی افادیت زیادہ ہوتی لیکن جو کام پہلے کرنے والے ہیں وہ بعد میں کرتے ہیں اور جو بعد میں کرنے والے کام ہیں وہ پہلے کرتے ہیں۔ ہم اس طرح جلد بازی میں کام کر رہے ہیں کہ خدانخواستہ خدانخواستہ جمہوریت کو کوئی خطرہ ہے یا خدانخواستہ ہمارے پیچھے کوئی پولیس لگی ہوئی ہے۔ہم proper planning بنا کر proper طریقے سے کام کیوں نہیں کرتے جو کہ ہمیں کرنا چاہئے جس کے لئے ہمیں ووٹ ملے ہیں؟

جناب سپیکر!اب میں پولیس کی ڈیمانڈ پر بات کرنا چاہوں گا، پولیس کی excess demand میں تقریباً ایک ارب روپیہ جا رہا ہے، ہمیں پولیس کی ڈیمانڈ کے ساتھ اختلاف نہیں ہے لیکن اختلاف والی بات یہ ہے کہ پولیس کے اپنے جو facts and figures ہیں اس میں انہوں نے لکھا کہ پنجاب کا جو ٹوٹل بجٹ بنا اللہ کے حکم سے پولیس اس میں سے 10 فیصد تو پہلے ہی لے گئی اور اس 10 فیصد کے علاوہ تقریباً ایک ارب روپیہ excess لے گئی۔اب کرائم ریٹ اور ان کی کارکردگی پر آ

جائیں تو یہ بہت بڑا question mark ہے کہ ہم نے ابھی ایک ارب روپیہ دیا اور 10 percent of the total budget پولیس پہلے بھی لے گئی اور اللہ کے حکم سے میرے خیال میں یہ بات قابل تعریف ہے کہ کرائم ریٹ بھی 12 فیصد بڑھ گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت قابل تعریف بات ہے کہ ادھر سے دیکھیں تو ہم پولیس کو accommodate بھی زیادہ کر رہے ہیں اور انشاء اللہ کرائم ریٹ بھی ساتھ ساتھ بڑھتا جا رہا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومتی بنچز کا شکریہ ادا کروں گا اور یہ بات قابل تعریف ہے کہ ساتھ ساتھ کرائم ریٹ بھی بڑھ رہا ہے، justification یہ ہوتی کہ اگر یہ کم ہو جاتا۔۔۔

MR SPEAKER: Are you happy with this?

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں تو خوش اس لئے ہوں کہ جب گورنمنٹ خوش ہے تو ہمیں کیا اعتراض ہے کہ 10 فیصد ادھر سے بڑھ رہا ہے تو اُدھر 12 فیصد کرائم ریٹ بڑھ رہا ہے۔ ہم اگلی دفعہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ یہ بجٹ 50 فیصد مزید بڑھا دیں تاکہ ساتھ کرائم ریٹ بھی 100 فیصد بڑھ جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بس دو چار منٹ لوں گا۔ اب میں ایڈورٹائزمنٹ پر آتا ہوں کہ ہم ایڈورٹائزمنٹ پر کروڑ ہا روپیہ لگا رہے ہیں حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ جو project concerned ہے اگر وہ اچھا پراجیکٹ ہے تو وہ خود بولے گا۔ itself ہماری پریس بھری پڑی ہے، ہمارا الیکٹرانک میڈیا بھرا پڑا ہے، ہمارا پرنٹ میڈیا بھرا پڑا ہے اور ہم دماغ کے اندر عوام کو بار بار یہ inject کر رہے ہیں، یہ injection لگا رہے ہیں کہ ہم یہ یہ کام کر رہے ہیں۔ اپنی تعریف اچھی بات نہیں ہے چونکہ اس کی بجائے ہم سیوریج پر توجہ دے سکتے ہیں، ہم ڈسپنسریز پر توجہ دے سکتے ہیں اور ہم واٹر فلٹر پلانٹ پر توجہ دے سکتے ہیں۔ and so many other things

جناب سپیکر! اس کے بعد میڈیکل الاؤنسز پر آ جائیں، میڈیکل الاؤنسز کی یہ پوزیشن ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ڈاکٹر مراد راس صاحب نے مجھے اپنا ٹائم دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ اپنا ٹائم ان کو دینا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر مراد راس: جی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے لیکن پھر آپ نہیں بول پائیں گے۔آپ اپنی مرضی کر لیں پھر میں بھی کہیں مرضی کر لوں گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں نے requestکی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔جی، سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! انہوں نے تو مجھے ٹائم دے دیا لیکن اگر آپ اس بات پر ناراض ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو پہلے ہی ایک منٹ دے دیا ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اگر آپ ان کے ٹائم دینے پر ناراض ہیں تو ہم اس ٹائم کو rescheduleکر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں کیوں ناراض ہوں گا؟

جناب محمد سبطین خان: چلیں، ٹھیک ہے۔اب میڈیکل receiptsپر آ جائیں کہ ہم نے 21کروڑ روپے کے میڈیکل بل اس طرح دیئے ہیں کہ جو آپ کی سپلیمنٹری گرانٹ کی بُک ہے اس میں صرف نام لکھا ہوا ہے مثال کے طور پر A son of B and that's allکو55/55 لاکھ روپیہ، 50/50لاکھ روپیہ، 40/40لاکھ روپیہ، 45/45لاکھ روپیہ، 35/35لاکھ روپیہ دیا جس کا پورا ریکارڈ آپ کی سپلیمنٹری بُک میں without the giving addressموجود ہے۔اب ہونا تو یہ چاہئے کہ اگر اس کو ہم نے transparency point of viewسے دیکھنا تھا اور اس کو ہم نے transparent بنانا تھا تو اس میں ان کے addressesاور دوسری تفصیل بھی ہونی چاہئے تھی۔یہ عوام کا پیسا ہے اور اسے خرچ کرتے وقت تمام تفصیلات کو بھی maintainکرنا چاہئے۔تقریباً45لاکھ روپے کا ایک چیک جاری کیا گیا جس کو ڈی سی او ساہیوال نے روک لیا۔جب اس میں ڈی سی او ساہیوال نے interveneکیا اور اخبارات نے اس کو highlightکیا تو وہ چیک واپس آ گیا۔اگر ڈی سی او ساہیوال interveneنہ کرتے تو وہ چیک cashہو جاتا۔

جناب سپیکر! اب میں Local Bodies, Municipalities and their Autonomous Bodiesکے حوالے سے بات کروں گا جس کے لئے تقریباً4۔ارب اور30کروڑ روپے رکھے گئے۔حکومت پنجاب نے مقامی حکومتوں کے الیکشن نہیں کرائے۔ہمارے نہایت

قابل احترام ممبر رانا ثناء اللہ خان نے on the floor of the House کہا تھا کہ TMA's کرپشن کا گڑھ ہیں اور لوکل گورنمنٹ کا جو قانون آئے گا اس میں ہم TMA's کی replacement کریں گے۔بات ٹھیک ہو گی اور وہ قانون بن گیا۔الیکشن ہونا یا نہ ہونا وہ بعد کی بات ہے لیکن آج تک TMA's اسی طریقے سے کام کر رہی ہیں،ان کو اسی طریقے سے funds جاری ہو رہے ہیں اور وہ کروڑوں روپے کے funds استعمال کر رہی ہیں۔مقامی حکومتوں کے الیکشن نہ ہونے کی وجہ سے یہ funds TMA's کو نہیں جانے چاہئیں جبکہ وہ بدستور جارہے ہیں اور میں یہ کہوں گا کہ اس میں بندر بانٹ ہو رہی ہے۔ان funds کی شفاف طریقے سے distribution ہونی چاہئے تھی،اس سارے process کو متعلقہ ڈی سی او اور اسسٹنٹ کمشنر پر مشتمل کمیٹی monitor کرتی اور یہ دیکھتی کہ کیا اس میں کرپشن تو نہیں ہو رہی؟انہوں نے TMA's کے documents کو اتنا خفیہ طریقے سے رکھا ہوا ہے اور اگر ہم بطور ممبر حزب اختلاف یا ایم پی اے پنجاب اس کو دیکھنا چاہیں تو ہمیں اس ریکارڈ تک رسائی نہیں ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب ہمیں وہ ریکارڈ چیک کرنے نہیں دیا جاتا تو پھر ہم اس میں سے کرپشن کے element کو کیسے point out کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر:قانون کے مطابق access to information کا حق آپ کو حاصل ہے۔

جناب محمد سبطین خان:جناب سپیکر!آپ بالکل ٹھیک فرما رہے ہیں لیکن TMA's میں اتنی ہیرا پھیری ہے کہ اس کے لئے ایک خصوصی کمیٹی بنانے کی ضرورت ہے جو ان سارے معاملات کو دیکھے۔اب میرے علم میں نہیں کہ ہمارے وزیر قانون رانا مشہود احمد خان ہیں یا رانا ثناء اللہ خان ہیں تو جو بھی وزیر قانون ہیں ان سے آپ کہہ دیں کہ وہ ایک کمیٹی تشکیل دیں اور TMA's کا ریکارڈ چیک کرائیں۔میں یہ بات on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ اگر TMA's پنجاب کے ریکارڈ میں کروڑوں،اربوں روپے کا گھپلا نہ ملا تو پھر آپ جو سزا دیں گے مجھے وہ منظور ہو گی لیکن اس کمیٹی میں حزب اختلاف کے ایک یا دو معزز ممبران کو شامل کیا جائے۔میں یہ پوچھتا ہوں کہ TMA's کے documents کو اتنا secret کیوں رکھا ہوا ہے؟

جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے 35 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا گیا تھا جبکہ 54 کروڑ روپے خرچ کر دیئے گئے ہیں۔اب خُدانخواستہ وہاں کوئی natural calamity تو ہوئی نہیں۔اللہ رحم کرے کوئی گیس کا پائپ پھٹا اور نہ ہی swimming pool سے پانی باہر آیا۔میں نے یہ بھی سُنا ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے سیکرٹریٹ کے اخراجات کو کافی کنٹرول کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود

وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے اخراجات 11لاکھ روپے per day ہو رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اجلاس میں معزز ممبران کو ایک ناشتے کے علاوہ تو کبھی invite نہیں کیا گیا۔ اگر یہ دال سبزی کا خرچ ہے تو پھر اللہ رحم کرے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہوں گا۔

جناب سپیکر! مورخہ 8۔جون 2014 کو "Dawn News" میں ایک خبر چھپی جس میں لکھا ہوا ہے کہ وزیر خزانہ، سیکرٹری خزانہ اور چیئرمین محکمہ پی اینڈ ڈی نے جو بجٹ بنایا اس میں development کے لئے 290۔ارب روپے رکھے گئے تھے جبکہ انہوں نے صرف 110۔ارب روپے خرچ کئے ہیں۔ Which comes to approximately 37 percent of the total amount. یعنی ترقیاتی کاموں کے لئے جو رقم رکھی گئی تھی اس میں سے انہوں نے 37 فیصد خرچ کی ہے۔ میں "Dawn News" کی خبر کو authentic اس لئے کہہ رہا ہوں کیونکہ حکومت کے کسی corner سے اس کو challenge نہیں کیا گیا۔ ہم نے آج تک یہی سُنا ہے کہ خاموشی کو رضامندی سمجھا جاتا ہے۔ جب انہوں نے اس خبر کو challenge نہیں کیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حکومت "Dawn News" کی اس خبر سے متفق ہے۔ اب انہوں نے اپنے ترقیاتی بجٹ کا صرف 37 فیصد خرچ کیا ہے اور باقی رقم خرچ نہیں کی گئی تو اس پر میں سب سے نرم لفظ یہی کہوں گا یہ حکومت کی نااہلی ہے اس سے زیادہ نرم لفظ میرے پاس نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہوں گا کہ:

"Silence, silence says a lot and at the moment it is."

بڑی مہربانی۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جناب ماجد ظہور صاحب!۔۔۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں۔ رانا لیاقت علی صاحب!۔۔۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ محترمہ رخسانہ کوکب صاحبہ!

محترمہ رخسانہ کوکب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے اس ایوان میں بولنے کا موقع دیا۔ میں اپنے قائدین میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے پنجاب کے لئے عوام دوست بجٹ پیش کیا۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! لکھی ہوئی تقریر پڑھنے کی اجازت نہیں۔ آپ notes دیکھ سکتی ہیں۔

محترمہ رخسانہ کوکب: جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔ میں وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ان کی ٹیم کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں کیونکہ اس سے پہلے اتنا اچھا بجٹ پیش نہیں کیا گیا۔ اس بجٹ میں

تعلیم، صحت اور فلاحی منصوبوں پر بے حد دھیان دیا گیا ہے جس سے صوبے میں بسنے والے افراد کی یقینی بہتری ہو گی مگر ہمارے نام نہاد دشمن ہمارے منصوبوں کی راہ میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ ہم پہلے ہی خارجی انتشار کا شکار ہیں اور یہ ہمیں داخلی مصائب میں اُلجھا رہے ہیں۔ اس پر میں یہ کہوں گی کہ:

وہ فریب خُوردہ شاہیں جو پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے راہ و رسم شہبازی

جناب سپیکر! جو یہود و نصاریٰ کی کوکھ میں پروان چڑھا ہو وہ جمہوری اقدار اور اسلامی شعار کو کیا سمجھے گا؟ اب میں ضمنی بجٹ پر بات کرتی ہوں۔ آشیانہ سکیم، دانش سکول، ہر طرف سڑکوں کے جال، میٹرو بس جیسے منصوبے، ہونہار طلباء کی حوصلہ افزائی، صحت اور تعلیم کے لئے خصوصی اقدامات ہماری قیادت کی عمدہ روایات ہیں۔[*****]

جناب سپیکر: ایسے الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

محترمہ رُخسانہ کوکب: جناب سپیکر! وہ کہتے ہیں کہ یہ ترقی کیوں ہو رہی ہے؟ جبکہ صوبہ سندھ، بلوچستان اور KPK کی عوام کہہ رہی ہے کہ کاش! میاں محمد شہباز شریف ہمارے صوبہ کا وزیر اعلیٰ ہوتا۔ ہماری قیادت نے کبھی نعشوں پر سیاست نہیں کی جبکہ ہمارے مخالفین جو ملک کو ترقی کرتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتے وہ نعشوں پر سیاست کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میٹرو بس کی صورت میں ہماری حکومت نے عوام کو معیاری اور سستی ٹرانسپورٹ مہیا کرنے کے لئے صوبائی دارالحکومت اور اب دوسرے بڑے شہروں میں بھی یہ منصوبہ شروع کر رہی ہے۔ میں آخر میں یہ کہوں گی کہ:

شوق پرواز رکھتے ہو تو شاہین بنو
یوں تو کوے بھی ہواؤں میں اُڑا کرتے ہیں

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ سردار قیصر عباس خان مگسی صاحب۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ ملک احمد سعید خان صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری طارق سبحانی صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ سلمیٰ شاہین بٹ صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ چودھری غلام مرتضیٰ صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ کنیز اختر صاحبہ!

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ کنیز اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرے رحمٰن اور رحیم خدا حرفِ آغاز تیرے نام سے ہے۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اتنا متوازن اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر نہ صرف وزیر خزانہ کو بلکہ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتی ہوں جن کی فہم و فراست اور باہم مشاورت سے اتنا اچھا، عوام دوست اور متوسط طبقہ کا بجٹ پیش کیا گیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس بجٹ میں جہاں صحت، تعلیم، فلاحی منصوبوں اور عام آدمی کے زیر استعمال اشیاء پر ٹیکس نہیں لگایا گیا بلکہ اُن اشیاء کی مد میں انتہائی خطیر رقوم کی سبسڈی دے دی گئی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ آئندہ آنے والے دنوں میں ہمارا ملک نہ صرف صحت، تعلیم اور فلاحی منصوبوں میں ترقی کرے گا بلکہ ایک عام آدمی کی زندگی خوشحال ہو جائے گی۔ میں سمجھتی ہوں کہ ایک عام آدمی بازار سے جو بھی چیز خریدتا ہے اُس پر ٹیکس لاگو ہو جاتا ہے۔ آپ صابن کی ہی ٹکیہ خریدیں تو اُس میں بھی ٹیکس شامل ہوتا ہے۔ ٹیکس صرف لگژریز اور بڑی بڑی جائیدادوں پر ہونا چاہئے۔ آئندہ اس چیز کو ذہن میں رکھا جائے کہ بازار سے ملنے والی عام چیزوں پر اس طرح کے نئے ٹیکس نہیں ہونے چاہئیں۔ کل ہی اخبار میں آیا اور ٹی وی پر بھی slide چل رہی تھی کہ بجلی 80 پیسا فی یونٹ سستی ہو گئی ہے اور یہ سولر انرجی کے نئے منصوبے کے تحت سستی ہوئی ہے تو یہ بہت ہی خوش آئند بات ہے کہ اگر بجلی سستی ہوئی ہے اور ڈالر سستا ہوا ہے تو یہ ملک ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا ہو رہا ہے۔ میں وزیر قانون سے یہ درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ ایک واقعہ رونما ہو جاتا ہے، ڈکیتی یا قتل و غارت ہو جاتی ہے تو لوگ ایف آئی آر کے پیچھے بھاگتے پھرتے ہیں اور کئی کئی دن اُن کی ایف آئی آر نہیں کاٹی جاتی۔ آئندہ بننے والے قوانین میں اگر اس چیز کو شامل کر دیا جائے کہ معاشرہ میں جب بھی کوئی واقعہ رونما ہو خواہ وہ ڈکیتی، قتل و غارت یا domestic violence ہو تو کوئی ایسا غیر جانبدار بندہ ہو جو تھانہ میں جا کر اُس واقعہ کی ایف آئی آر کٹوائے۔ اگر یہ بات ہمارے قانون میں شامل ہو جائے تو تھانہ کلچر اور رشوت کی روک تھام بھی ہو سکتی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ آئندہ ایسے منصوبہ جات تیار کئے جائیں جن سے ہمارے معاشرہ میں اصلاحی نظام ہو تو ہمارے مخالفین اُس بارے میں جتنا بھی زیادہ شور مچائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ یہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو گا۔ ہمارا یہ بجٹ بہت خوش آئند ہے کیونکہ ہم نے تعلیم اور صحت میں بہت زیادہ فنڈز مختص کئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں صرف ایک بات کہنا چاہوں گی کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہے تو ہمیں اسلامی اقدار کی پاسداری کرنی چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سردار شہاب الدین خان صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ ہمارے سینئر پارلیمنٹیرین جناب سبطین خان صاحب نے بہت باتیں کیں لیکن میں مختصراً عرض کروں گا کہ ضمنی بجٹ وہ ہوتا ہے کہ کسی کام کے لئے جو بجٹ رکھا جائے اُس سے اخراجات زیادہ ہوں۔ انہوں نے اس ضمنی بجٹ میں 22۔ارب روپیہ excess کی demand کی ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یہ education or health sector میں excess مانگتے۔ میں نے جو ضمنی بجٹ کی کتاب پڑھی ہے اس میں بہت تھوڑی demands آئی ہیں اور ان departments میں آئی ہیں جن میں کرپشن involve ہوتی ہے۔ ان میں بہت huge amount مانگی گئی ہے جیسے roads and bridges کی مد میں 15۔ارب روپے اضافی اس ضمنی بجٹ میں مانگے ہیں۔

جناب سپیکر! معزز وزیر خزانہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میں آپ کے توسط سے سندھو صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ note فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی، تین منسٹر صاحبان ایوان میں آپ کے سامنے موجود ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پچھلے بجٹ 14-2013 میں یہاں بڑے بلند و بانگ دعویٰ سے معزز وزیر خزانہ نے کہا تھا کہ لیّہ تونسہ پُل بنائیں گے کیا وہ ہوا میں اُڑ گیا ہے یا کہاں گیا ہے؟ مجھے خوشی ہوتی کہ اس ضمنی بجٹ میں ان 15۔ارب روپے میں سے صرف 2۔ارب روپے ہی جنوبی پنجاب کے لئے مانگ لئے جاتے۔ حکومت پنجاب کا جو جنوبی پنجاب کا نعرہ ہے اور سالانہ بجٹ 15-2014 میں اس کے لئے 36 فیصد فنڈز مختص کئے گئے ہیں لیکن اس ضمنی بجٹ میں اس کا کوئی نام ونشان نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اس 15۔ارب روپے میں اگر آپ جنوبی پنجاب کے roads کو دیکھ لیں خصوصاً لیّہ کی roads کو دیکھ لیں جو پورے پنجاب میں گندم کی پیداوار میں سر فہرست ہے۔ ہمیں جو گندم فراہم کرتا ہے وہاں farm to market roads کی حالت دیکھنے کے قابل نہیں ہے۔ آپ Sugarcane کو دیکھ لیں وہاں خصوصاً میرے حلقہ پی پی۔263 میں 80 فیصد Sugarcane کاشت ہوتا ہے۔ وہاں سڑکوں کی حالت دیکھ لیں کہ وہاں Sugarcane کو ملوں تک لانے کے لئے جو مسائل کاشتکاروں کو درپیش ہیں، میں کئی مرتبہ تحاریک التوائے کار دے چکا ہوں لیکن میرے علم میں نہیں ہے کہ ایک سال گزر گیا ہے اور میری تحاریک التوائے کار کیوں نہیں آتیں؟ میں نے بارہا ضلعی انتظامیہ کو لکھا ہے حتیٰ کہ میں نے ایک خط محترم وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھی لکھا ہے کہ لیّہ میں سڑکوں کی حالت نہ

ہونے کے برابر ہے اور ہم غریب کاشتکاروں سے جو cess fund کاٹا جاتا ہے اس مد میں پچھلے سال کے پانچ کروڑ روپے کین کمشنر صاحب نے، جیسے ایک bureaucratic بات ہوتی ہے کہ فائل آگے نہیں چلنے دیتی اور وہ دبا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ ہمارا ہی پیسا ہے جو ہماری سڑکوں پر خرچ نہیں ہوگا تو کہاں ہوگا؟

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ اتنا پیسا ضمنی بجٹ میں مانگ تو لیا جاتا ہے جبکہ پہلا پیسا خرچ نہیں ہوتا اور وہ تخت لاہور پر آ جاتا ہے۔

جناب سپیکر: تخت بادشاہوں کے ہوتے ہیں یہ جمہوریت ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں تو تخت ہی کہوں گا۔ آپ اسی بجٹ میں دیکھ لیں کہ 2-ارب 42 کروڑ روپے کی سبسڈی میٹروبس پر دی گئی ہے۔ یہ رقم اگر جنوبی پنجاب پر خرچ ہو جاتی تو اس سے جنوبی پنجاب کے چار اضلاع کی Roads, Education and Health Sector میں حالت بہتر ہو جاتی۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اور پھر عرض کرتا ہوں کہ ہمیں خوشی ہوتی کہ Health and Education کے لئے یہ supplementary grants demand کرتے۔ اس ضمنی بجٹ میں صرف ان محکموں کے لئے رقم مانگی گئی جہاں صرف اور صرف کرپشن involve ہے۔ Roads and bridges، میٹروبس جنگلات اور خصوصاً TMA's میں رقم مانگی گئی ہے۔

جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ ایکٹ اسی پنجاب اسمبلی سے پاس ہوا۔ مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی کہ معزز سابق وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان یہاں کہہ چکے تھے اور میں سبطین خان صاحب کی بات کو second کرتے ہوئے کہوں گا کہ TMA's میں بہت کرپشن ہوئی ہے۔ لوکل گورنمنٹ کا ایکٹ بھی پاس ہو گیا لیکن اس پر implement کیوں نہیں ہوا؟ ابھی تک وہی ضلعی حکومت، وہی TMA's، وہی یونین ایڈمنسٹریشن ہے۔ اگر یہ ضلعی حکومت والا نظام خراب تھا تو آج سال ہونے کو ہے تو اس کا format تبدیل کیوں نہیں ہوا؟ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ ضلعی حکومت کا نظام ٹھیک تھا۔ اس ضمنی بجٹ میں انہوں نے 4-ارب 29 کروڑ روپے TMA's کے لئے demand کئے ہیں۔ اس سے پہلے TMA's نے جو بندر بانٹ کی ہے اور جو پیسا یوتھ فیسٹیول پر لگا۔ میں on the floor of the House یہ بات ریکارڈ پر لاؤں گا کہ ہمارے دو ایڈیشنل کمشنرز لیہ سے ٹرانسفر ہوئے ہیں جنہوں نے بطور ایڈمنسٹریٹر ٹی ایم اے لیہ یوتھ فیسٹیول کے بلوں پر دستخط نہیں کئے۔ ہمارے صوبہ میں اگر کرپشن اتنی بڑھ گئی ہے تو پھر یہ 4-ارب 29 کروڑ روپے کی جو demand کی گئی ہے اس کی کیا ضرورت ہے؟

خدارا حکومت پنجاب یہ کہنا تو چھوڑ دے کہ پنجاب پڑھا لکھا اور کرپشن سے پاک ہے۔ میں آج نشاندہی کر رہا ہوں کہ جو پیسا یوتھ فیسٹیول پر خرچ ہوا ہے میں آپ کے توسط سے معزز وزیر خزانہ اور دیگر قابل احترام وزراء جو بیٹھے ہیں ان سے کہوں گا کہ اس کی انکوائری کرائی جائے کہ کیوں دو ایڈیشنل کمشنرز نے بطور ایڈمنسٹریٹر بلوں پر دستخط نہیں کئے تیسرا ADC آیا جس نے ان بلوں پر دستخط کئے ہیں۔ اس کی انکوائری ہونی چاہئے اور کرپشن میں جو اہلکار ملوث ہے ان کو قرار واقعی سزا ملنی چاہئے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہیلتھ اور ایجوکیشن میں انہوں نے جو demands کی ہیں وہ بہت تھوڑی ہے۔ میں محترم وزراء اور آپ کو بھی دعوت دوں گا کہ آپ لیّہ تشریف لائیں وہاں ہیلتھ اور ایجوکیشن سیکٹر میں اگر آپ وہاں visit کریں تو خدارا آدمی رونے پر آ جاتا ہے۔

جناب سپیکر! DHQ's ہسپتال، THQ's ہو، RHC's ہو یا BHU's ہوں وہاں پر پچھلے ایک سال سے اسپرین کی ایک گولی تک available ہے اور نہ ہی ڈاکٹرز موجود ہیں۔ اگر صوبہ پنجاب میں لاہور اور اس کے گرد و نواح ہی پنجاب ہے تو آپ کے توسط سے میں حکومت سے کہوں گا کہ جنوبی پنجاب کے ایسے اضلاع کو نقشے سے ہی کاٹ دیا جائے جہاں کوئی ترقیاتی کام کیا بلکہ حکومت وقت کی کوئی بات ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! بہت مہربانی۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں آخری بات کرنا چاہتا ہوں اور ایجوکیشن کے حوالے سے گزارش کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ نے پہلے ہی وہ بات کر لی ہے اور ہم نے آپ کی ساری بات سن لی ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں ایجوکیشن پر آخری بات کرنے لگا ہوں۔ ایجوکیشن کے حوالے سے میں نے یہاں حکومت کو appreciate بھی کیا کہ ایجوکیشن میں جو recruitment ہوئی وہ بہت صحیح طریقے سے، بڑی transparent اور میرٹ کی بنیاد پر ہوئی ہے لیکن لیّہ میں recruitment کی ابھی بہت ضرورت ہے۔ وہاں پر male, female side پر سکول بند پڑے ہوئے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ مہربانی کر کے اس recruitment کو پورا کیا جائے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! بہت مہربانی۔ جی، جناب محمد خرم گلفام!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب عارف محمود گل!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب خرم اعجاز چٹھہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب شوکت حیات خان بوسن صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب امیر محمد خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب اکمل سیف چٹھہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری رفاقت حسین گجر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب ظفر اقبال صاحب۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ نبیرہ عندلیب صاحبہ!

محترمہ نبیرہ عندلیب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ اس بجٹ کے حوالے سے میں کہوں گی کہ یہ بجٹ بہت ہی تفکر، محنت اور عوام کی فلاح کے جذبے سے بنایا گیا ہے اور اس میں دوسری کوئی رائے نہیں ہے۔ جن ملکی حالات میں یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے اس کے لئے میں سی ایم اور ان کے مخلص ومعاون وزیر خزانہ اور پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور وہ اس کے مستحق بھی ہیں۔ میرے ذہن میں کچھ تجاویز ہیں جو میں پیش کرنا چاہتی ہوں۔ حکومت پنجاب کے بجٹ میں ترجیحات کی ترتیب بہت حکیمانہ ہے لیکن ایک بہت اہم امر جو کہ من حیث القوم انحطاط پذیر ہے وہ افراد کی اخلاقی تعلیم وتربیت سے بے اعتنائی ہے۔ میں نے اپنی پری بجٹ بحث میں بھی اس پر زور دیا تھا کہ اس کو اپنی تعلیمی ترجیحات میں شامل کیجئے اور قرآن وحدیث جیسے اخلاقی لٹریچر میں سے "سورۃ الحجرات" کو ہر طبقہ اور شعبہ ہائے زندگی کی ٹریننگ اور سلیبس کا حصہ بنائیے اور انٹرٹیمنٹ کے نام پر غیر اخلاقی activities کو کنٹرول کیا جائے۔ بجٹ میں کم عمر بچیوں کی شادی کے حوالے سے جو ذکر ہے وہ شرعاً جائز نہیں ہے اور کوئی دوسرا مذہب بھی اس کی اجازت نہیں دیتا اور اس قسم کی قانون سازی کے لئے مستند علماء سے راہنمائی لی جائے۔ خدمات پر سیلز ٹیکس کے لئے وکلاء اور ڈاکٹرز کے ساتھ ساتھ ٹرینرز مبلغین، خطیب اور نعت خواں بھی شامل کئے جائیں۔ اسٹامپ ڈیوٹی میں کمی بھی احسن ہے اس کو مزید کم کیا جاسکتا ہے۔ تعلیمی اداروں، دینی مدارس اور مساجد کی رجسٹریشن کے نظام کو مزید بہتر بنائیں۔ 15-2014 میں پولیس کے بجٹ میں بھی 16 فیصد اضافہ کیا گیا ہے یہ ضائع ہو جائے گا جب تک ہم پولیس کی اخلاقی تربیت نہیں کریں گے جیسے کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن لاہور میں ہم نے دیکھا ہے۔ اسمبلی میں بجٹ پیش ہونے کا محض یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم ستائش تک محدود رہیں بلکہ اس کی implementation کے لئے ہم سب کو کمربستہ ہونا پڑے گا۔ بجٹ کی کامیابی کے لئے یہ آیت مبارکہ کا حوالے دے کر میں سی ایم کی اس امید اور نصیحت کو دہرانا چاہوں گی جس کی انہوں نے ہم اور عوام سے توقع کر رکھی ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ

"بے شک اللہ تعالیٰ اس قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتے جب تک کہ وہ خود اپنی حالت تبدیل نہ کرنا چاہے۔"

جناب سپیکر! عوام کا ہر طبقہ خصوصاً تمام منسٹرز، ایم پی ایز اور ایم این ایز ایمانداری اور شب و روز محنت کے بغیر ان visions کو کامیاب نہیں بنا سکتے۔ بجٹ میں مقرر کردہ اعداد و شمار اور targets کے حصول کے لئے محکمہ جات کی سختی سے مانیٹرنگ کرنے کی ضرورت ہو گی۔ وہ تین حیثیتوں سے ہو گی۔

1۔ وزیر اعلیٰ کی مانیٹرنگ ٹیم کرے،

2۔ وزراء اور معزز ممبران صوبائی اسمبلی کریں،

3۔ محکموں کے افسران، اہلکاران اور ذمہ داران کریں۔

جس کی بنیاد اس حدیث مبارکہ پر ہونی چاہئے کُلُّکُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ "تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے سوال کیا جائے گا۔" ہر تین ماہ کے بعد رپورٹس کا جائزہ لینا چاہئے۔ اگلا بجٹ پیش کرنے سے پہلے پچھلی improvement, achievement and projects کے متعلق معلومات اور نتائج ایوان کے سامنے پیش کئے جائیں۔ اس طرح ہم ان targets کو achieve کر لیں گے اور انشاء اللہ پاکستان ترقی کی راہ پر گامزن بھی ہو گا۔ میں تین مسائل پیش کرنا چاہوں گی۔ پہلے نمبر پر کہ مغل پورہ کی آبادی میں پانی کا بہت مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر! دوسرے نمبر پر چونچہ سٹاپ کے علاقہ میں ٹریفک کے پیش نظر ایک انڈر پاس بنانے کی ضرورت ہے اور تیسرے نمبر پر گڑھی شاہو کے علاقہ میں سلائی سکول کی ضرورت ہے۔ اس وقت من حیث القوم ہمیں اپنی خودی کے حوالے سے بھی بہت زیادہ improvement کی ضرورت ہے۔ میں علامہ اقبال کے اس شعر پر اپنی گفتگو کا اختتام کرتی ہوں۔

میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

رپورٹیں
(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: محترمہ! شکریہ۔اس سے پیشتر کہ میں اگلا نام پکاروں؟ چودھری محمد اکرم صاحب مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک ایوان میں پیش کریں۔

مسودہ قانون مفت اور لازمی تعلیم پنجاب2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری محمد اکرم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Punjab Free and Compulsory Education Bill 2014
(Bill No. 16 of 2014).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔جولائی 2014 سے دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Free and Compulsory Education Bill 2014
(Bill No. 16 of 2014).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔جولائی 2014 سے دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Free and Compulsory Education Bill 2014
(Bill No. 16 of 2014).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔جولائی 2014 سے دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جناب احمد خان بھچر صاحب تحریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق سال14-2013 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر12 ,11 ,9سال2013اور ,12 ,11 ,9 ,8 ,7 ,6
20 ,19 ,17 ,16 ,15 ,14سال2014 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر12 ,11 ,9سال2013اور ,12 ,11 ,9 ,8 ,7 ,6
20 ,19 ,17 ,16 ,15 ,14سال2014 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر12 ,11 ,9سال2013اور ,12 ,11 ,9 ,8 ,7 ,6
20 ,19 ,17 ,16 ,15 ,14سال2014 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: اب احمد خان بھچر صاحب تحریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

تحاریک استحقاق سال 14-2013 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں

"تحاریک استحقاق نمبر 7, 6 سال 2013 اور 18, 13, 3, 1 سال 2014 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: جی، رپورٹیں پیش ہو چکی ہیں۔ اگلے مقرر ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب ہیں۔

ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث

(---جاری)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے سالانہ بجٹ کے اوپر بھی بات کرنے کی کوشش کی لیکن timing set نہ ہو سکی اور بائیکاٹ کے معاملات کی وجہ سے بھی نہ ہو سکی۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ بے شک پچھلے سال کے بجٹ پر بھی بات کر لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن دس منٹ کے اندر اندر کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں جو معاملہ ابتدا میں ایوان کے اندر پیش کرنا چاہتا ہوں وہ بہت ہی اہم ہے اور میں آپ سے اور آپ کے توسط سے پورے ایوان سے گزارش کروں گا کہ ذرا توجہ کے ساتھ میری یہ بنیادی باتیں سماعت فرمائیں۔ میں اپنی بات کا آغاز سورۃ البقرہ کی ان آیات سے کرنا چاہتا ہوں۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ
يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا
الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا
فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ
وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ
لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٢٧٧﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا
اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٢٧٨﴾
فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ وَإِن تُبْتُمْ
فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ﴿٢٧٩﴾ وَإِن
كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۚ وَأَن تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ
إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٨٠﴾

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم

جناب سپیکر: معزز ممبران اپنے اپنے ٹیلیفون بند کریں اور مہربانی کریں ورنہ ضبط ہو سکتے ہیں۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ:

شروع اللہ کے نام سے جو بے انتہا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ سودا بیچنا بھی تو (نفع کے لحاظ سے) ویسا ہی ہے جیسے سود (لینا) حالانکہ سودے کو اللہ نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام تو جس شخص کے پاس اللہ کی نصیحت پہنچی اور وہ (سود لینے سے) باز آ گیا تو جو پہلے ہو چکا وہ اس کا اور (قیامت میں) اس کا معاملہ اللہ کے سپرد اور جو پھر لینے لگا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں کہ ہمیشہ دوزخ میں (جلتے) رہیں گے (275) اللہ سود کو نابود (یعنی بے برکت) کرتا اور خیرات (کی برکت) کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے گنہگار کو دوست نہیں رکھتا (276) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہے ان کو ان کے کاموں کا صلہ اللہ کے ہاں ملے گا اور (قیامت کے دن) ان کو نہ کچھ خوف ہوا اور نہ وہ غمناک ہوں گے (277) مومنو! اللہ سے ڈرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا سود باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو (278) اگر ایسا نہ کرو گے تو خبردار ہو جاؤ (کہ تم) اللہ اور رسول سے جنگ کرنے کے لئے (تیار ہوتے ہو) اور اگر توبہ کر لو گے (اور سود چھوڑ دو گے) تو تم کو اپنی اصل رقم لینے کا حق ہے جس میں نہ اوروں کا نقصان اور نہ تمہارا نقصان (279) اور اگر قرض لینے والا تنگ دست ہو تو (اسے) کشائش

(کے حاصل ہونے) تک مہلت (دو) اور اگر (زر قرض) بخش ہی دو تو تمہارے لئے زیادہ اچھا ہے بشرطیکہ سمجھو (280)

جناب سپیکر! یہ سُود کے حوالے سے اُس ذاتِ پاک کا حکم ہے جو اس پوری کائنات کا خالق ومالک ہے اور اس ملک پاکستان کے اندر جس کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے اور اس ملک کا آئین اور اس کی شق نمبر 2A اس بات کو کہتی ہے کہ اس ملک کے اندر حاکمیت اللہ کی ہو گی اور آئین کی ایک اور شق کے تحت اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ پندرہ سال کے اندر اندر تمام قاعدے اور قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق استوار کر دیا جائے گا۔ وہ تاریخ گزر گئی لیکن اس کے مطابق ہماری پارلیمنٹ اس نظام کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکامات کے تابع نہیں کر سکی۔ سُود اسی طرح رواں دواں ہے۔ اس سال جو فیڈرل بجٹ پیش ہوا ہے اس میں 1300۔ ارب روپے کی اتنی بڑی رقم رکھی گئی ہے جو سُود کی قسطوں کی ادائیگی کے لئے ہم نے اندرون ملک کے بنکوں اور بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے لئے ہیں۔ یہ رقم کہاں سے آتی ہے؟ زرداری صاحب نے اپنی جیب سے اس رقم کی ادائیگی کی اور نہ ہی اس وقت کے جو موجودہ حکمران ہیں اُن کی جیبوں سے جائے گی۔ یہ سُود پر قرضے اتارنے کے لئے مزید قرضے لئے جا رہے ہیں۔ Statistics کہتے ہیں کہ جو پچھلا دَور تھا اور جو موجودہ دَور ہے جس کو ابھی ایک سال ایک مہینہ ہوا ہے ان میں 20۔ ارب ڈالر کے قرضے اس ملک کے اوپر economic survey کے مطابق مزید لادے گئے ہیں۔ Pakistan Institute of Economics Development ہر سال ایک economic review چھاپتا ہے جس میں اس کا تذکرہ کیا گیا ہے اور یہ ایک باضابطہ سرکاری ادارہ ہے۔ اس سُود کے دینے میں آپ بھی شامل ہیں، میں بھی شامل ہوں اور اس ملک کی ساٹھ فیصد آبادی ٹیکسوں کے ذریعے سے قومی خزانے کو بھرتی ہے جس میں سے یہ سُود ادا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مساجد جہاں پر اللہ کا ذکر کرنے کے لئے، نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے اور اپنی پیشانی کو اس کے حضور ٹیکنے کے لئے جاتے ہیں، یہ مساجد بھی سُود دینے والوں میں شامل ہو جاتی ہیں کیونکہ مساجد میں جو بجلی کا بل آتا ہے اس میں چھ سات ٹیکس لگے ہوتے ہیں جو قومی خزانے میں چلا جاتا ہے۔ اس طرح ساٹھ فیصد اس ملک کی آبادی، علمائے کرام، آپ اور ہم سب نہ چاہتے ہوئے بھی سُود کی ادائیگی میں ٹیکسوں کے ذریعے اپنی حلال کی کمائی میں سے دینے پر مجبور ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری طرف رب کا حکم اس حوالے سے میں نے آپ کی خدمت میں عرض کر دیا ہے کہ رب نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ اب اس حکم کے بعد جو یہ سُودی کام کرتے رہیں گے وہ

پھر ہمیشہ جہنم کے اندر رہیں گے۔ اس کے علاوہ میں دو باتیں اس ہستی کے حوالے سے بھی کرنا چاہتا ہوں جس کے اوپر درود و سلامتی خود رب نے بھیجی ہے۔ میری مراد آقائے نامدار محمد مصطفیٰ ﷺ سے ہے۔ انہوں نے سُود کے گناہ کے حوالے سے یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ اگر گناہوں کے ستّر درجے کئے جائیں تو آخری درجہ یعنی کم سے کم وزن والا درجہ حدیث کے مطابق یہ بنتا ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنی سگی ماں سے زنا کرتا ہے۔ میں دونوں طرف بیٹھے ممبران کو متوجہ کر رہا ہوں کہ یہ بات کوئی معمولی نہیں ہے کہ آپ اس کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیں۔ میں اس حدیث کو repeat کرتا ہوں کہ آقائے نامدار محمد مصطفیٰ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ جو سُود کا کام کرتا ہے وہ ایسے ہے جیسے اپنی سگی ماں کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ یہ بڑی خوفناک بات ہے اور اللہ کے نبی ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ:

"سود لینے والا، سود دینے والا، اس کی دستاویز کے کاتب اور اس پر گواہی دینے والا سب پر اللہ کی لعنت"۔

جناب سپیکر! میں نے یہ دو چار باتیں بالکل اتمام حجت کے طور پر اس معزز ایوان میں رکھی ہیں اور اس موقع پر میں یہ بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ کا وژن بھی اس حوالے سے بالکل clear تھا۔ جب سٹیٹ بنک آف پاکستان کی inauguration کر رہے تھے تو اس موقع پر قائد اعظم محمد علی جناحؒ کا ایک چھوٹا سا اقتباس آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ یکم جولائی 1948 کو سٹیٹ بنک آف پاکستان کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے کہا کہ:

"سٹیٹ بنک کا تحقیقی شعبہ بنکاری کے طور طریقوں کو معاشرتی اور اقتصادی زندگی کے اسلامی تصورات سے ہم آہنگ کرنے کے سلسلے میں جو کام کرے گا میں ان کا دلچسپی کے ساتھ انتظار کروں گا۔ اس وقت مغربی اقتصادی نظام نے تقریباً ناقابل حل مسائل پیدا کر دیئے ہیں اور ہم میں سے اکثر کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ شاید کوئی معجزہ ہی اس دنیا کو اس بربادی سے بچا سکے گا جس کا اسے اس وقت سامنا ہے۔ یہ افراد کے مابین انصاف کرنے اور بین الاقوامی سطح پر ناچاقی کو دور کرنے میں ناکام ہو گیا ہے، برعکس اس کے گزشتہ نصف صدی میں دو عالمی جنگوں کی زیادہ تر ذمہ داری بھی اس کے سر ہے۔ مغربی دنیا اس وقت اپنی مکینیکل

اور صنعتی اہلیت کے باوصف جس بدترین ابتری کی شکار ہے وہ اس سے پہلے شکار ہوئی ہے نہ ہوگی۔ مغربی اقدار، نظریے اور طریقے خوش و خرم اور مطمئن قوم کی تشکیل کی منزل کے حصول میں ہماری مدد نہیں کر سکیں گے۔ ہمیں اپنے مقدر کو سنوارنے کے لئے اپنے ہی انداز میں کام کرنا ہوگا اور دنیا کے سامنے ایسے اقتصادی نظام کو پیش کرنا ہوگا جس کی اساس انسانی مساوات، معاشرتی عدل کے سچے اسلامی تصور پر استوار ہو"۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بس کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بس ایک منٹ میں مکمل کرتا ہوں۔ یہ جو بانی پاکستان ہیں اور مسلم لیگ (ن) اور ساری مسلم لیگیں "(الف) سے لے کر (ے)" تک تو ساری بن گئی ہیں اور تمام ہی کہتی ہیں کہ ہم قائداعظم کے وارث ہیں۔ میں نے آپ کی خدمت کے اندر یہ باتیں رکھی ہیں اور میں بہت ہی دردمندی کے ساتھ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن سے آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ یہ سودی نظام کے حوالے سے اپنی wind up speech کے اندر اس معزز ایوان کو بتائیں کہ یہ جو آئین کی خلاف ورزی ہے اور وفاقی شرعی عدالت کے فل بنچ کا فیصلہ ہے کہ اس ملک کے اقتصادی نظام کو غیر سودی بنیادوں پر استوار کیا جائے۔ یہ فیصلہ نومبر 1991 میں ہوا تھا اور اس وقت انہوں نے 30-06-1992 تک cut date دی تھی کہ وفاقی حکومت اپنے تمام معاملات کو غیر سودی کر لے لیکن وہ حکمران جو اس وقت تھے اب بھی ہیں اور وہ اس کے خلاف سپریم کورٹ میں stay کے لئے گئے جس پر آج بھی یہ سود کی لعنت والا نظام چل رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بس کریں، ڈاکٹر صاحب! محترمہ میری گل صاحبہ!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں صرف دو باتیں کرنا چاہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، ڈاکٹر صاحب! یہ باتیں آپ پہلے کرتے اب نہیں۔ آپ لکھ کر بھیج دیں ہم ادھر دے دیں گے۔ اب محترمہ کا وقت ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ میری گل: جناب سپیکر! 8۔ اپریل 1947 کو بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اس وقت کے مسیحی راہنما اور متحدہ پنجاب کے پہلے سپیکر دیوان بہادر ایس پی سنگھا صاحب سے گفتگو کرتے ہوئے یہ پیشین گوئی کی تھی کہ:

The day will come when Christians will bless the day they chose to be Pakistanis

اسی پُر اعتمادی کو مدنظر رکھتے ہوئے جب24-جون کو اکالی دل کے راہنما ماسٹر تارا سنگھ نے اسی پنجاب اسمبلی کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر کہا تھا کہ "جو مانگے گا پاکستان اسے ملے گا قبرستان"تو دیوان بہادر ایس پی سنگھا نے کہا تھا کہ "سینوں پر گولی کھائیں گے پاکستان بنائیں گے"۔

جناب سپیکر!اس بجٹ پر تنقید کرنے والے اور غیر جمہوری روّیے رکھنے والوں سے میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا پاکستان کے مسیحیوں کے لئے وہ دن مبارک تھا جس دن ان کے ادارے Nationalizationکے نام پر چھین لئے گئے یا وہ دن مبارک تھا جب وزیر اعلیٰ صاحب کے پی کے الیکشن کے کچھ عرصہ بعد یعنی حکومت سنبھالنے کے بعد اپنی تجویز دیتے ہیں کہ کے پی کے کے سینٹری ورکر کا کام اقلیتوں کے سپرد کر دیا جائے کیونکہ یہاں کے مسلمان گلیاں اور سڑکیں صاف کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ مسیحیوں کے لئے وہ دن مبارک تھا جب سانحہ پشاور ہوا اور چرچ پر تاریخ کا بدترین اور قلمی خود کش حملہ ہوا تو تین دن بعد "نیا پاکستان کے خواب "دکھانے والے ہسپتال کے باہر آکر ان مسیحی زخمیوں کی عیادت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ طالبان کو دفتر کھولنے کی اجازت دی جائے۔ یہ مسیحی زخمیوں کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف تھا۔

جناب سپیکر!مسیحیوں کے لئے وہ دن مبارک تھا جب قائد محترم نے ملک کی باگ ڈور سنبھالتے ہوئے اتوار کو چھٹی کا دن قرار دیا جس سے گرجا گھروں کی رونقیں بحال ہوئیں۔ مسیحیوں کے لئے وہ دن مبارک تھا جب پہلی بار ایک مسیحی کو وزارت خزانہ کا قلمدان سونپا گیا اور مسیحیوں کے لئے وہ دن مبارک تھا جب ایک مسیحی ممبر کو وزیر صحت اور وفاق میں ایک مسیحی کو پورٹ اینڈ شپنگ کا قلمدان سونپا گیا۔ مسیحیوں کے لئے یہ دن مبارک تھا جب بجٹ میں500ملین روپے کی گرانٹ مختص کی گئی۔ اس بجٹ میں67 فیصد جو raiseہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ قائدین کی، پنجاب حکومت کی، میرے قائد میاں محمد شہباز شریف کی عوام سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ میں اس حوالے سے وزیر خزانہ کو خصوصی مبارکباد دوں گی اور ان کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں چند تجاویز پیش کرنا چاہوں گی تاکہ آئندہ آنے والے بجٹ میں اور اس بجٹ کے صحیح اور effectiveاستعمال کے علاوہ پنجاب کی اقلیتوں کے لئے بہتر طور پر استعمال کیا جاسکے۔

جناب سپیکر!دو کروڑ روپے کی گرانٹ اقلیتی طلباء کی سکالر شپ کے لئے رکھی گئی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ مسیحی اور اقلیتی طالب علموں کے لئے بڑی حوصلہ افزاء ہے لیکن میں کہوں گی کہ اس گرانٹ کو نہ صرف بڑھایا جانا چاہئے بلکہ میری ایک تجویز ہے کہ ایک فنڈ قائم کیا جائے جس سے نہ صرف سرکاری تعلیمی اداروں بلکہ نجی تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے اقلیتی طلباء بھی مستفید ہو سکیں کیونکہ مسیحی طلباء کی اکثریت نجی اداروں میں پڑھتی ہے اور وہ اس سے مستفید نہیں ہو پاتے۔ اسی طرح پانچ سو ملین روپے کی ڈویلپمنٹ گرانٹ سے ایک ایسا پروگرام شروع کیا جائے جس سے نہ صرف مذہبی عدم برداشت اور انسانی حقوق کی awareness کے لئے پروگرام ترتیب دیئے جائیں تاکہ عوام میں شعور پیدا ہو اور انسانی حقوق اور عدم برداشت کے حوالے سے ہونے والے واقعات میں کمی آسکے۔

جناب سپیکر! ترقیاتی کاموں کے لئے حکومتی بنچوں سے تعلق رکھنے والے تمام اقلیتی ممبران کو اس گرانٹ کے استعمال کے لئے پوری طرح با اختیار بنایا جائے تاکہ grass roots level تک وہ ترقیاتی کام کروا سکیں۔ میں آخر میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی شکر گزار ہوں کہ پہلی دفعہ تین اقلیتی خواتین ممبران کو ایک ایک کروڑ روپے کی گرانٹ دی گئی تاکہ وہ بھی اس ایوان کا حصہ اور مسیحی نمائندہ ہوتے ہوئے ترقیاتی کام اپنے اپنے علاقوں میں کروا سکیں۔ میں اس ایوان میں غیر جمہوری روّیہ رکھنے والوں کے لئے حبیب جالب کی زبان میں یہ کہنا چاہوں گی کہ:

آئے سر عالم کئی غاصب کئی قاتل
ظلمت کہاں ٹھہری ہے اجالوں کے مقابل
حق ہی نے کئے پار امڈتے ہوئے دریا
باطل کو ملا ہے نہ ملے گا کبھی ساحل

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں محمود الرشید صاحب!

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے بعد توقیر شاہ پرنسپل سیکرٹری کو بھی OSD بنا دیا جبکہ بہت سے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ وہ اُسی طرح سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ تمام فائلیں اُن کے پاس ایچ بلاک ماڈل ٹاؤن جاتی

ہیں اور ان فائلوں پر تمام احکامات اُن کی consent اور مرضی سے جاری ہو رہے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قول و فعل میں بہت بڑا تضاد ہے۔ ایک اتنا بڑا سانحہ ہو گیا ہے اور اُس سانحہ کے ذمہ دار ایک منسٹر صاحب نے resign دے دیا اور توقیر شاہ کو بھی وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے OSD بنا دیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا نوٹیفکیشن بھی عوام کے سامنے آنا چاہئے اور اس طرح کا VVIP treatment نہیں ہونا چاہئے اور اگر وہ اپنی ڈیوٹیاں unofficially سر انجام دے رہے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے لہذا اُنہیں فوری طور پر اُس عہدے سے ہٹانے کا نوٹیفکیشن پریس کو جاری کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری ایک قرار داد ہے جو متحدہ اپوزیشن کی طرف سے ہم نے پیش کی تھی۔ میں نے رانا صاحب سے بھی کل بات کی تھی کہ آپ اس کو out of turn take up کرنے کی اجازت دیں کہ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان 14 افراد کی پولیس فائرنگ سے ہلاکت کا ذمہ دار میاں محمد شہباز شریف کو قرار دیتا ہے اور ان سے مطالبہ کرتا ہے کہ بے گناہ افراد کی ہلاکت کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے مستعفیٰ ہو جائیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اہم واقعہ ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں محمود الرشید صاحب! بات یہ ہے کہ رانا صاحب آجائیں۔ آپ اس طرح نہیں کر سکتے۔ No میاں صاحب! no, no ایسے نہیں ہو سکتا بالکل نہیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ معاملہ عدالت میں pending ہے کل اس کی تاریخ ہے اور پتا نہیں ان کو کس چیز کا خوف کھائے جا رہا ہے؟ یہ rule پڑھ لیں اس پر بات نہیں ہو سکتی۔

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ اس قرار داد کو out of turn لینے دیں اُس کے بعد آپ مسترد کر دیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں اس طرح کا کوئی واقعہ نہیں ہوا اس لئے آپ یہ ہماری قرار داد out of turn take up کریں اور اس پر آپ رائے شماری کروالیں۔ مسلم لیگ (ن) کی اکثریت ہے اگر وہ مسترد ہو جائے گی تو ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! نہیں، بالکل نہیں۔ Rules کے مطابق ایسے نہیں ہو سکتا لہذا میں اس کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"چیف منسٹر، استعفیٰ دو" کی نعرے بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ راشد حفیظ! آپ نے بات کرنی ہے؟ راجہ راشد حفیظ صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جب یہ معاملہ عدالت عالیہ میں before the Honourable Judge زیر سماعت ہے تو یہ قرارداد پیش ہی نہیں ہو سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! اس پر کمیشن قائم ہو چکا ہے اُس کی رپورٹ آنے تک آپ انتظار کر لیں یہ بہتر ہے۔ جی، جناب آصف محمود صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد عارف عباسی صاحب!

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ فوزیہ ایوب قریشی صاحبہ!

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں وزیراعظم میاں محمد نواز شریف، وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن اور اُن کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں جنہوں نے اتنا خوبصورت اور متوازن بجٹ پیش کیا۔ ہماری حکومت نے پنجاب کو ایک محفوظ، خوشحال، تعلیم یافتہ، معاشی طور پر مستحکم صنعتی اور زرعی طور پر ترقی یافتہ صوبہ بنانے کے لئے معاشی پروگرام تشکیل دیئے ہیں اور ماضی کی کارکردگی سب کے سامنے ہے جس میں زندگی کے ہر شعبہ کے محروم طبقوں کو اوّلین ترجیحات سے نوازا گیا۔ موجودہ بجٹ بلاشبہ ایک غریب پرور بجٹ ہے جس میں عام لوگوں کو ریلیف دیا گیا ہے۔ خاص طور پر اس میں ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں دس فیصد اضافہ کیا گیا ہے اُس کے ساتھ ساتھ وہ ملازمین جو سروس کے دوران وفات پا جاتے ہیں اُن کی امداد میں سو فیصد اضافہ قابل تحسین ہے۔ Yellow cab سکیم کا دوبارہ سے آغاز جس سے ایسے لوگ مستفید ہوں گے جن کے بچے میٹرک کے بعد ملازمت کے لئے پریشان ہوتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ میاں محمد شہباز شریف کا احسن قدم ہے کیونکہ جن بچوں کو ملازمت نہ مل سکے اُن کو yellow cab کی صورت میں اچھا روزگار مہیا ہو گا۔

جناب سپیکر! بہاولپور کے حوالے سے میں ضرور بات کروں گی کہ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف بہاولپور کی عوام سے پیار کرتے ہیں اور بہاولپور کی عوام بھی چاہے کسی طبقہ سے تعلق رکھتی ہو سب نے قائدین کو کبھی مایوس نہیں کیا۔ آج ملک crisis میں ہے تو بہاولپور میں میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف نے پاکستان کا سب سے بڑا سولر پلانٹ لگایا جس کا نام قائداعظم

سولر پارک ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے بہاولپور اور اُس کے آس پاس کے رہنے والوں کو بھی بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔ اللہ کا شکر ہے کہ بہاولپور میں ہر دور میں بہت کام ہوئے ہیں چاہے وہ خواتین کے حوالے سے ہوں، نوجوانوں کے حوالے سے ہوں، ملازمین کے حوالے سے ہوں، وہاں پر دو رویہ سڑکوں کے حوالے سے ہوں یا خواتین کے لئے مینا بازار ہوں۔ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ، وومن کالج اور یونیورسٹیوں کے علاوہ بھی بہت سے کام پایۂ تکمیل پا چکے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایوان اور آپ کی اجازت سے ایک request کروں گی کہ جو خواتین reserve seats پر آئی ہیں، اس بجٹ کو دیکھیں جو بہت متوازن اور خوبصورت ہے اس میں reserve seats کی خواتین کو فنڈز کے حوالے سے ریلیف ضرور ملنا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ محترمہ شازیہ طارق صاحبہ!

محترمہ شازیہ طارق: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب تنویر اسلم ، حاجی احسان الدین قریشی اور ملک ندیم کامران صاحب جاکر اپوزیشن کے ممبران کو منا کر لائیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ شازیہ طارق: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے اپنے قائد وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو پنجاب میں تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اس بجٹ کے حوالے سے وقت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں صرف چند ایک تجاویز کو سامنے رکھوں گی۔ یہ کوئی الجبرا کا سوال نہیں ہے جو سمجھ میں نہ آسکے۔ آج دنیا میں جتنے بھی ترقی یافتہ ممالک ہیں انہوں نے جو حیرت انگیز ترقی کی ہے اس کی سب سے بڑی وجہ آبادی پر کنٹرول ہے۔ مسائل اور وسائل کے توازن ہی سے کوئی قوم ترقی کر سکتی ہے۔ بنگلہ دیش کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ انہوں نے اپنی آبادی پر کس طرح کنٹرول کر کے اپنے آپ کو ترقی کی راہوں پر گامزن کر دیا ہے۔ ہم اس کو اس طرح بھی سمجھ سکتے ہیں کہ اگر ایک آدمی کے ایک یا دو بچے ہیں اور اس کے پاس ایک مکان ہے تو اس کو اپنے بچوں کے لئے مزید مکانوں کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اسی طرح دوسری طرف اگر ایک فرد کے پانچ یا چھ بچے ہیں تو اس کو اپنے بچوں کے لئے مزید پانچ چھ نئے مکانوں کی ضرورت ہوگی۔ اسی طرح وہ دھرتی جو ہمارے لئے اناج پیدا کرتی ہے۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House, order in the House.

خاموشی اختیار کریں اور محترمہ کی بات سنیں۔

محترمہ شازیہ طارق: جناب سپیکر! وہ ہماری زرخیز زمین کم ہوتی جائے گی۔ جس رفتار سے ہماری آبادی بڑھتی جا رہی ہے یہ نہایت ہی خطرناک ہے اور اس رفتار سے مسائل بھی بڑھ رہے ہیں۔ اتنی زیادہ آبادی کے لئے بجلی، گیس، پانی اور دیگر ضروریات زندگی کیسے پوری ہوگی؟ اس مسئلے پر قابو پائے بغیر ترقی کا جو سنہرا خواب ہم دیکھ رہے ہیں وہ کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہ ہوگا۔ اس ضمن میں بجٹ میں جو رقم رکھی گئی ہے وہ 2۔ارب روپے ہے جو نہایت ہی کم ہے میری تجویز ہے کہ اس کو 2۔ارب سے بڑھا کر کم از کم 5۔ارب تک رکھا جائے۔

جناب سپیکر! محنت کش مزدور بارہ بارہ گھنٹے سردیوں گرمیوں میں کارخانوں، فیکٹریوں اور گھروں میں کام کرتے ہیں۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کو ان کی جائز مزدوری بھی نہیں دی جاتی۔ اکثر فیکٹریوں میں دو دو رجسٹر رکھے جاتے ہیں، مزدوروں کو ان کی تنخواہ کا حق بالکل نہیں ملتا اور ان کو آدھی تنخواہ دی جاتی ہے۔ جب مزدور کا چولہا نہیں جلے گا تو اس کا دل بجھ جائے گا۔ اگر بدن میں خوراک نہ ہوگی تو بدن کام نہیں کرے گا، اگر گاڑی میں پٹرول نہیں ہوگا تو گاڑی نہیں چلے گی۔ اس بجٹ میں رکھی گئی مزدور کے لئے ماہانہ مزدوری 12 ہزار روپے ہے جو نہایت ہی کم ہے میری تجویز ہے کہ اس کو 12 ہزار روپے سے بڑھا کر کم از کم 15 ہزار کر دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! معاشرے میں چوری ڈکیتیاں اور دیگر جرائم کی وجہ سے معاشی بدحالی بڑھتی جا رہی ہے۔ اگر کوئی شخص بھوکا ہوگا تو اس کو اپنا پیٹ بھرنے کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا پڑے گا۔ جیسے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:

جس دے کول نہ روٹی ہووے مارے گا اوہ ڈاکے
سو سو واری بھانویں لا لو سڑکاں اُتے ناکے
جہڑا وی اے گل نئیں مندا کہ بھکھ انھیاں کردی
دو چار دن اوہ کر کے ویکھے گھر اپنے وِچ فاقے

جناب سپیکر! میٹرو بس کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ میٹرو بس نے کس طرح ترقی کی ہے۔ اس بس میں روزانہ تقریباً پونے دو لاکھ کے قریب لوگ سفر کرتے ہیں۔ مہنگائی کے اس دور میں بیس روپے کا ٹکٹ لے کر لوگ ٹھنڈی بس کا سفر کرتے ہیں۔ ہمارے اپوزیشن والے بہن بھائی جو اس پر بہت اعتراض کرتے ہیں، اس پر طنز کرتے ہیں اور اس کو جنگلا بس کہتے ہیں جبکہ اُن لوگوں سے پوچھو جو کڑی دھوپ میں اس میں سفر کرتے ہیں وہ اس کو جنگلا بس نہیں بلکہ بنگلہ بس کہتے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ

اس منصوبے کو راولپنڈی اسلام آباد کے ساتھ ساتھ ملتان، فیصل آباد، سیالکوٹ، ساہیوال، نارووال اور دیگر بڑے شہروں میں بھی فوری طور پر شروع کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سفری سہولت سے فائدہ اٹھا سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ شازیہ طارق: جناب سپیکر! صرف اقلیتوں کی بات کرنے دیں۔ پاکستان میں بسنے والی اقلیتیں جس میں ہندو، سکھ، مسیحی، بدھ مت اور پارسی رہتے ہیں۔ معاشرتی اور معاشی ناہمواریوں کی وجہ سے انتہائی غریب اور پسماندہ ہیں۔ تقریباً دو کروڑ لوگوں کی ترقی کے لئے 50 کروڑ روپے کی رقم نہایت ہی کم ہے میری تجویز ہے کہ اس کو کم از کم ایک ارب روپے ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز ممبران واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لائے)

میں اپوزیشن کے معزز ممبران کو ویلکم کرتا ہوں۔ عبدالقدیر علوی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محمد عارف خان سندھیلہ صاحب!

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! یہ 15-2014 کا بجٹ منظور ہو چکا ہے، اس پر سیر حاصل گفتگو اور بحثیں بھی ہو چکی ہیں۔ یہ اسمبلی کی یادگار عمارت جو 1937 میں بنی، آزادی سے پہلے اور آزادی کے بعد نہ جانے کتنے بجٹ پیش کئے گئے لیکن 15-2014 کا بجٹ یہ اپنی مثال آپ بھی ہے اور لازوال بھی ہے۔ 28 صفحوں کے کتابچہ میں۔۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف: جناب سپیکر! یہ ضمنی بجٹ 15-2014 نہیں بلکہ 14-2013 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے یہ 14-2013 کا ضمنی بجٹ ہے۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! یہ جو بجٹ پیش کیا گیا اس کے کسی بھی پہلو پر، کسی بھی انداز پر، کسی بھی لفظ پر غور کیا جائے اور اس سے پہلے جو سولہ سال اس ملک کے حالات رہے ہیں۔ وہ بھی دیکھے جائیں۔ میرے یہ بھائی جو بھاگ کر بیٹھ جاتے ہیں، جو احتجاج کرتے ہیں، کرپشن کے طعنے دیتے ہیں اور ذمہ دار اُن لوگوں کو ٹھہرایا جاتا ہے جو اس قائداعظم کے بیٹے ہیں جنہوں نے اس وطن کی سالمیت، اس وطن کی آزادی اور اس وطن کی ترقی کی قسم کھائی ہوئی ہے۔ یہ بالکل آزادی کے ساتھ 15-2014 کا بجٹ پیش کیا گیا۔ اس سے پہلے والے جو بجٹ تھے وہ مکمل آزادی کے دور میں پیش نہیں

کئے گئے۔ مسلم لیگ پاکستان کی ماں ہے اور کوئی ماں اپنی اولاد کے ساتھ زیادتی نہیں کر سکتی، دغا نہیں کر سکتی اور دھوکا نہیں کر سکتی۔ جو ہم پر کرپشن کے الزام لگاتے ہیں، باتیں تو اور ہونی تھیں لیکن ایک میرے بھائی، ایک میرے دوست کہہ رہے تھے کہ آپ ہسپتالوں میں چلے جائیں تو وہاں پر سرنجیں نہیں ملتیں۔ یہ اپنے سولہ سال کے اُس سفر کو تو دیکھیں، اُن کی خدمات کیا ہیں، جمہوریت کے لئے خدمات کیا ہیں اور ملکی سالمیت کے لئے خدمات کیا ہیں؟ انہوں نے پاکستان کو لہولہان کیا، پاکستان کی آزادی کو گروی رکھ دیا اور آج ہم سلام کرتے ہیں پاکستان کے ان بیٹوں کو، ان جانبازوں کو جو شہادتوں کا سفر طے کرتے ہوئے شرپسندوں کے خلاف آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔(شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: خاموشی اختیار کریں اور تشریف رکھیں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: اگر یہ لوگ بات کرتے ہیں تو یہ اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ دوسروں کے سینے میں بھی دل دھڑکتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ضمنی بجٹ پر رہیں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! جب بجٹ کی بات ہو رہی تھی تو یہ قرار دادیں لا رہے ہیں کہ سی ایم صاحب کے خلاف پرچہ درج ہونا چاہئے، انہیں استعفیٰ دے دینا چاہئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ ضمنی بجٹ پر ہی رہیں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: میں اس بات کا ضرور جواب دوں گا۔ ان کی بات کا جواب دینا ضروری ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ ان کی بات کا جواب نہ دیں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! پاکستان کی تاریخ میں آج تک کسی صوبے کے وزیر اعلیٰ نے از خود کہا ہو کہ سپریم کورٹ اس واقعہ کا suo-moto action لے۔ ویسے تو جب courts suo-moto action لیتی ہیں تو کپکپیاں طاری ہو جاتی ہیں۔ ہم وزیر اعلیٰ پنجاب کی ذات کو سیلوٹ کرتے ہیں اور سلام بھی پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کو خود اپنے خلاف suo-moto action لینے کا کہا ہے۔ اپنے آپ کو کٹہرے میں کھڑا کرنا، اپنے آپ کو ترازو میں کھڑا کرنا اور اپنے آپ کو انصاف کے دوراہے میں کھڑا کرنا، دوسروں کی طرف انگلی اٹھانا آسان ہوتا ہے لیکن

اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ جب ایک انگلی آپ دوسری طرف اٹھاتے ہیں تو چار انگلیاں آپ کی طرف ہوتی ہیں۔ ہم تاریخ سے واقف ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ بجٹ پر رہیں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! یہ اس وقت بہانے ڈھونڈتے ہیں، یہ راستے تلاش کرتے ہیں، یہ جو سانحہ لاہور میں پیش آیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھیلہ صاحب! آپ ضمنی بجٹ پر بات کریں، آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! ہمیں دکھ ہے کہ یہ نہیں ہونا چاہئے تھا لیکن۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھیلہ صاحب! بہت شکریہ۔ جی، ان کا مائیک بند کریں۔ راجہ راشد حفیظ صاحب! میں نے ان کا مائیک بند کروا دیا ہے اب آپ بات کریں لیکن آپ ضمنی بجٹ پر رہیں گے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! یہ ضمنی بجٹ کم اور پارٹی کی تعریفوں کا سیشن زیادہ لگ رہا ہے جس طرح آپ ہمیں direction دیتے ہیں، آپ اس وقت اتھارٹی ہیں ان کو بھی direction دیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں ان کو بھی direction دے رہا ہوں۔

راجہ راشد حفیظ: اگر آپ کی کوئی نہیں سنتا تو آپ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! میں نے بات کر دی ہے، ان کا مائیک بند کروا دیا ہے۔ آپ اپنی بات کریں۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! اس طرح شور میں کیا بات کریں گے اور کس کو سنائی دے گی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بات کریں۔ میں آپ کی بات سن رہا ہوں بلکہ سارے سن رہے ہیں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھیلہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ راجہ صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! میں کس طرح بات کروں، آپ دیکھیں اس ماحول میں بات ہو سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

Order please, order in the House.

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس شور شرابا میں مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ یہ ڈرامہ بازی بند کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر!۔۔۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم شیم" کی نعرے بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھیلہ صاحب! میں نے آپ سے کہا ہے کہ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ عباسی صاحب! میں نے ان کا مائیک بند کروا دیا ہے۔ آپ بھی تشریف رکھیں۔ جی، راجہ صاحب! آپ بات کریں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! مجھے اپنی بات مکمل کرنے دیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھیلہ صاحب! میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ جی، راجہ صاحب! آپ بات کریں۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! کون بچائے گا پاکستان؟ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! میں کس طرح بات کروں، اس شور وغل میں بات ہو سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! آپ اپنی بات شروع کریں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر!۔۔۔۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گو گو گلو بٹ" کی نعرے بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر مراد راس صاحب! میں نے ان کا مائیک بند کروا دیا ہے۔ آپ بھی مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ جی، راجہ صاحب! آپ بات کریں۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو اسمبلی کے حالات اور کیفیت ہے تو یہ گلو بٹ کی کیفیت کسی وقت کسی میں بھی جاگ جاتی ہے اور یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! آپ ماحول خراب نہ کریں۔ آپ ضمنی بجٹ پر بات کریں تو بہتر ہے۔

راجہ راشد حفیظ: آپ مجھے آغاز کرنے دیں تو بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے تو آپ کو floor دیا ہوا ہے آپ کیسی بات کرتے ہیں؟

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اپنی تقریر کا آغاز ایک شعر سے کرنا چاہوں گا۔ ہم ضمنی بجٹ پر بحث کر رہے ہیں اور یہ بجٹ پنجاب حکومت کی طرف سے پیش کیا گیا ہے۔ اس میں، میں صرف ایک شعر یہ بیان کروں گا کہ:

****
****

جناب سپیکر! مجھے یہ نہیں سمجھ آتی کہ ہم ضمنی بجٹ پیش کیوں کرتے ہیں؟ جب ہم ایک proper budget پیش کر دیتے ہیں اور اس کے پیش کرنے کے بعد ایسی کیا ضرورت پڑتی ہے؟ ضمنی بجٹ ایسی چیزوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو میں نہیں سمجھتا کہ کسی حوالے سے بھی عوام کے لئے ضروری ہو۔ (قطع کلامیاں)

میاں نوید علی: جناب سپیکر! انہوں نے غلط پڑھ کے ہمارے قومی شاعر کی توہین کی ہے۔۔۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گو گو گلو بٹ" کی نعرے بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

میاں نوید علی: جناب سپیکر! انہوں نے جو شعر پڑھا ہے اس کو حذف کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب! میں نے کہہ دیا ہے۔

میاں نوید علی: جناب سپیکر! انہوں نے قومی شاعر ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کی توہین کی ہے۔ آپ یہ شعر کارروائی سے حذف کروائیں۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! اگر ان کو میرا شعر پسند نہیں آیا تو دوسرا شعر سنا دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شعر کو حذف کیا جاتا ہے۔ جی، راجہ صاحب! بات کریں۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

میاں نوید علی: جناب سپیکر! آپ شعر حذف کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں نے کہہ دیا ہے۔ میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! یہ پی ٹی آئی کے گلو بٹ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈھلوں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ نہیں ایسے نہ کریں۔ جی، راجہ صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! اگر انہیں میرا شعر پسند نہیں آیا تو میں اگلا شعر سنا دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ شعر نہ سنائیں، ضمنی بجٹ پر بات کریں۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! میں ایک شعر اور سنا دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ رہنے دیں۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! شعر عرض ہے کہ:

****
****

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شعر حذف کیا جاتا ہے۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! یہاں پر یہ ضمنی بجٹ کی باتیں کرنے آتے ہیں لیکن یہ اور باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ یہ اپنے اپنے لیڈروں کی تعریفیں شروع کر دیتے ہیں۔ ہم نے یہاں پر پنجاب کی عوام کے لئے بات کرنی ہے اور اس کی بات کرنے دیجئے۔ یہاں پر میں گزارش یہ کروں گا کہ ضمنی بجٹ کو جب بھی پیش کیا جائے اور عوام کے ایسے فلاح و بہبود کے کاموں کے لئے استعمال کیا جائے جس سے عوام کی بہتری ہو نہ کہ 24،24 لاکھ کے کتے لے لئے جائیں اور 50،50 کروڑ روپے کی گاڑیاں لے لی جائیں۔ ضمنی گرانٹ میں ہمیشہ ایسی چیزیں دیکھنے کے لئے ملی ہیں اور اربوں روپے کے لیپ ٹاپ تقسیم کر دیئے جاتے ہیں لیکن آئی ڈی پیز کے لئے صرف اور صرف 50 کروڑ روپے رکھا جاتا ہے۔۔۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم شیم" کی نعرے بازی)

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ جو ضمنی بجٹ کا حصہ ہے اس کو ایسے کاموں میں لگایا جائے جس سے عوام کی فلاح و بہبود ہو سکے۔ آپ ہیلتھ پر ضمنی بجٹ لگائیں کسی کو اعتراض نہیں ہوگا۔ آپ لوگوں نے اس دفعہ مین بجٹ میں ہیلتھ پر بے شمار رقم خرچ کی لیکن میرے حلقے میں child اور mother پر ایک ہسپتال بن رہا ہے اور پچھلے سات سال سے اس کا کام بند پڑا ہے۔ اس کا کام بند ہونے کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ چودھری پرویز الٰہی کی حکومت میں شروع ہوا ہے۔ اس کا کام بند پڑا ہوا ہے، اس کی بلڈنگ کھڑی ہو چکی ہے اور وہ پیسا اس وقت ضائع ہو رہا ہے۔ آپ لوگوں نے یہاں پر صاف پانی کے لئے 5- ارب روپے مختص کر دیئے لیکن صرف 5- ارب میں راولپنڈی شہر کو بھی صاف پانی فراہم نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ اپنے اس بجٹ کا زیادہ تر حصہ ایسے کاموں میں لگائیں جس سے direct عوام کو فائدہ پہنچے اور direct عوام مستفید ہو سکیں لیکن ہماری priorities کچھ اور ہیں۔ ہم یہاں پر جو بجٹ منظور کر کے جاتے ہیں، پھر اس کے بعد پتا چلتا ہے کہ کتنے ہی پیسے میٹرو کی مد میں، کتنے ہی پیسے ٹرین کی مد میں لگ گئے ہیں۔ اس وقت ہمارے صوبے کو میٹرو کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمیں صاف پانی کی ضرورت ہے، ہمیں صحت کے لئے سہولیات چاہئیں، ہمارے سکولوں اور کالجوں کی جو missing facilities ہیں ان کی ضرورت ہے۔ اس حکومت کی اوّلین ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ ان چیزوں کو provide کریں لیکن ان کی اس طرف بالکل توجہ نہیں ہے۔ ان کی توجہ صرف اور صرف ایسے کاموں پر مرکوز ہے جس سے ان کی promotion ہو سکے۔ ایسے کام جن کو یہ اخبارات میں دے کر اپنا image بہتر کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! آپ اپنا موبائل بند کر دیں۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! میرا موبائل تو پہلے ہی بند ہے۔ یہاں پر تو ایسے کاموں کی تشہیر کی جاتی ہے جس سے عوام کو براہ راست کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا۔ میں آپ کی وساطت سے اس گورنمنٹ سے یہی گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگر اگلے کچھ عرصہ میں یہ عوام کو relief نہیں دیں گے تو عوام مزید مشتعل ہو جائیں گے۔ آپ energy crisis کو ٹھیک کریں کیونکہ آپ کی مرکز میں بھی حکومت ہے، فضول کاموں پر پیسے ضائع کئے جا رہے ہیں، مجھے تو افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ 24 لاکھ روپے سے کتے خریدے جاتے ہیں اور 30 لاکھ روپے سانحہ لاہور کے شہیدوں پر خرچ کیا جاتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کس طرح کا انصاف مل رہا ہے؟ 25 لاکھ روپے کتوں کے لئے اور انسانی جانوں کی قیمت بھی وہی

ہے۔ میں مختصراً یہی بیان کرنا چاہوں گا کہ جس طریقے سے یہ بجٹ پیش کیا گیا اس کو اتنا اچھا بیان کیا گیا ہے جس کی کوئی مثال نہیں ملتی لیکن اس کے باوجود اس میں بہت خامیاں ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ لوگوں کے سامنے آئیں گی۔ بے شمار باتیں ایسی ہیں جو میں یہاں پر نہیں بھی کرنا چاہ رہا ہوتا لیکن اس کے باوجود مجھے کرنی پڑیں گی، میں صرف اور صرف ایک بات یہاں پر کہوں گا کہ ہمارے صوبہ پنجاب میں گورنمنٹ جو چیزیں show کر رہی ہے وہ اس طرح سے نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! میں ایک بات کر کے اپنی تقریر کا اختتام کروں گا کہ:

I must say the Government of PML(N) is pissing on the people of Punjab and Pakistan and showing its railing Thank you very much.

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب آصف محمود!

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ آصف محمود صاحب میرے خیال میں تقریر کر گئے ہیں؟ جناب محمد عارف عباسی صاحب!

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر! میں نے ایک انتہائی اہم بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اب میں floor ان کو دے چکا ہوں۔

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ جناب آصف محمود صاحب واک آؤٹ کر کے باہر گئے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کیوں باہر گئے ہوئے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ان کا پتا کریں کہ انہوں نے واک آؤٹ کیوں کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کب واک آؤٹ کر کے گئے ہیں؟

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! پچھلے دنوں محترمہ سلمیٰ شاہین بٹ اور جناب آصف محمود صاحب کے درمیان جو تلخ کلامی ہوئی تھی اس سلسلے میں آج سپیکر چیمبرز میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ محترمہ ایوان میں اس واقعہ پر sorry کریں گی، مگر آج سپیکر صاحب نے یہاں پر یہ بات نہیں کی اور انہوں نے معاملے کو ختم

کر دیا جس کی وجہ سے انہوں نے احتجاجاً واک آؤٹ کیا ہوا ہے۔ اگر سپیکر صاحب نے اس طرح کے معاملات پر ایکشن نہ لیا تو پھر اس طرح کے واقعات ہوتے رہیں گے اور کوئی نہ کوئی issue پیدا ہوتا رہے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے نہیں پتا لیکن اس دن یہ decision ہوا تھا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن، سپیکر صاحب اور وزیر قانون بیٹھ کر اس پر کوئی decision لیں گے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت کر دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں بھی بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں موجود تھا، معزز قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید بھی موجود تھے، سپیکر صاحب موجود تھے اور ہماری بہنیں بھی وہاں پر موجود تھیں۔ وہاں پر بڑی خوش اسلوبی سے یہ فیصلہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار شہاب الدین خان صاحب بھی موجود تھے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! وہاں پر بڑی خوش اسلوبی سے یہ معاملہ طے پا گیا، اب جان بوجھ کر اس بات کو آپ ہوا نہ دیں، already میاں صاحب کو بھی پتا ہے اور یہ decide ہو گیا تھا کہ۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! فرمائیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ فیصلہ ہوا تھا کہ سپیکر صاحب ایوان میں آ کر یہ کہیں گے کہ معاملہ رفع دفع ہو گیا ہے اور محترمہ سلمیٰ بٹ صاحبہ نے جناب آصف محمود کو sorry کہا ہے اور چھوٹے بھائی کے طور پر انہوں نے بھی کہا ہے کہ یہ میری بڑی بہن ہیں لیکن سپیکر صاحب نے یہاں پر جو آ کر بات کی اور کہا کہ ہاں میں نے ناانصافی کر دی ہے، میری بات مانو۔ پھر انہوں نے یہ بھی کہا کہ معاملہ ختم ہو گیا ہے، غلط فہمیاں دور ہو گئی ہیں اور ان کی آپس میں صلح ہو گئی ہے جبکہ قطعی طور پر ایسی بات نہیں تھی۔ راجہ اشفاق سرور صاحب اگر یہاں پر موجود ہیں تو وہ اس کی وضاحت کر دیں گے کہ یہ

بات نہیں ہوئی تھی۔ وہاں یہ طے ہوا تھا کہ ایوان میں جناب سپیکر یہ کہیں گے کہ سلمیٰ بٹ صاحبہ نے آصف محمود صاحب سے معذرت کی ہے، sorry کیا ہے، اب ان کی آپس میں غلط فہمی دور ہو گئی ہے اور صلح ہو گئی ہے۔ ہم تو ان کو بہن بھائی بنا کر وہاں سے آ گئے تھے، جو غلط فہمی پیدا ہوئی وہ یہاں سے ہوئی، جو اعتراض جناب آصف محمود کا ہے وہ بڑا genuine ہے کہ جو بات وہاں طے ہوئی تھی سپیکر صاحب نے اس طرح آ کر یہاں ایوان میں announce نہیں کیا جس کی وجہ سے انہوں نے بطور احتجاج ایوان سے واک آؤٹ کیا ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں میرے ساتھ ایک آدھ منسٹر صاحب بھی آئیں، وہ ہمارا بھائی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جس patience کے ساتھ، بات صرف یہ نہیں تھی، physically انہوں نے اسے hit کیا، جو پریس نے رپورٹ کیا، اخبارات میں بات آئی، ان کے حلقہ انتخاب کے اندر جس طرح سے لوگوں نے اس کا نوٹس لیا، اس سے ان کی تضحیک کا پہلو نکلا کہ آپ وہاں سے تھپڑ کھا کر آ گئے ہیں یہ کوئی آدمی بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ، وزیر زراعت ڈاکٹر فرخ جاوید صاحب جائیں، زحمت کریں اور جناب آصف محمود صاحب کو منا کر لے آئیں۔ سپیکر صاحب کے پاس صبح بیٹھ کر انشاء اللہ اس معاملے کو دوبارہ دیکھ لیں گے اور جو طے ہوا تھا سپیکر صاحب ادھر آ کر بات کریں گے۔ جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ جو ضمنی بجٹ ہے اس کو انتہائی مہذب الفاظ میں پنجاب کے عوام کے پیسے پر بیوروکریسی کا ڈاکا کہا جا سکتا ہے کیونکہ جب ایک بجٹ پاس کر دیا گیا ہر محکمے کو اس کی ڈیمانڈ کے مطابق دے دیا گیا حالانکہ پچھلے سال اپوزیشن کی کوئی بھی کٹوتی کی تحریک یہاں پر منظور نہیں ہوئی تھی بلکہ جتنا جس محکمہ نے مانگا اس کو دے دیا گیا۔ اس کے باوجود یہ 22۔ارب روپے اب دوبارہ مانگے جا رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب آصف محمود صاحب واک آؤٹ
ختم کر کے ایوان میں تشریف لائے)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب آصف محمود صاحب! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ ڈاکٹر فرخ جاوید صاحب! آپ کا بھی بہت شکریہ۔ عباسی صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! مجھے اس پر جو concern ہے وہ یہ ہے کہ اگر یہ excessive budget development کے ضمن میں آتا، عوام کی فلاح و بہبود کے ضمن میں آتا تو ہمیں اس پر

کوئی اعتراض نہ ہوتا اور ہم بڑی خوشی سے اس کو support کرتے لیکن بد قسمتی سے جو پیسے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے اے ڈی پی میں رکھے گئے تھے اس کا تو صرف 37 فیصد خرچ ہوا ہے اور جو غیر ترقیاتی اخراجات ہیں جیسے اسٹیبلشمنٹ، بیورو کریسی اور حکمرانوں کی عیاشی کے لئے جو پیسہ رکھا گیا تھا وہ کم پڑ گیا ہے اور اس کے لئے 21۔ارب روپے مزید مانگے جا رہے ہیں۔ میرا یہ کہنا ہے کہ ہمیں سسٹم کو دیکھنا چاہئے، ہمیں leakage کو دیکھنا چاہئے، ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ پیسے ایوان کی منظوری کے بغیر کیوں خرچ ہوئے ہیں؟ بیورو کریٹس کو یہ پیسے دینا پنجاب کے عوام کے ساتھ دشمنی ہے اس لئے یہ پیسے قطعاً اس ایوان سے منظور نہیں ہونے چاہئیں بلکہ یہ پیسے جن لوگوں نے excessive خرچ کئے ہیں جنہوں نے allocated funds سے زیادہ خرچ کئے ہیں ان کی تنخواہوں سے اور ان کی جائیدادیں بیچ کر recover کرنے چاہئیں۔ میونسپل کمیٹیوں اور autonomous bodies میں تقریباً 425۔ارب روپے خرچ کر دیئے گئے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ پنجاب کے عوام کو میونسپل کارپوریشنوں نے کون سی ایسی extraordinary سہولیات دی ہیں، کون سے ایسے کام کئے ہیں جس پر انہوں نے 425۔ارب روپے خرچ کر دیئے ہیں۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں بلکہ میرے حلقہ میں پچھلے پورے سال میں سیوریج پر، پینے کے پانی پر، فلٹروں پر، گلیوں پر ایک روپیہ بھی خرچ نہیں ہوا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ 22، 23۔ارب روپے کی جتنی بھی رقم ہے بیورو کریسی جو کہ نوکر شاہی ہے اس کی عیاشیوں پر خرچ ہوا ہے۔ آپ ان کی عیاشیاں دیکھیں، ان کے دفاتر دیکھیں، ان کے گھر دیکھیں، ان کی گاڑیاں دیکھیں، ان کا رہن سہن دیکھیں، پنجاب کے عوام کی خون پسینے کی کمائی پر عیش کرتے ہیں، جو اپنا پیٹ کاٹ کر حکمرانوں کو دیتے ہیں اور اس پر یہ عیاشیاں کر رہے ہیں۔ ہمارے ہاں جو یہ ضمنی بجٹ کا رواج ہے، یہ جو بیورو کریسی کا ڈاکا ہے اس کی قطعی طور پر اجازت نہیں ہونی چاہئے کہ ضمنی بجٹ ایوان میں آئے۔ ہاں ضمنی بجٹ آئے اگر وہ عوام پر خرچ ہو، خدا نخواستہ اگر کوئی قدرتی آفات آ گئی ہیں، خدا نخواستہ اگر ایسا کوئی مسئلہ ہو گیا ہے جو پہلے سے طے شدہ نہیں تھا routine سے ہٹ کر تھا اور عوام کے لئے تھا تو ہم حاضر ہیں۔ ہم چاہتے ہیں ایسے معاملات پر ہمیں اعتراض بھی نہیں ہونا چاہئے لیکن یہ جو کام ہے، ان کی گاڑیوں، ان کے بنگلوں، ان کی عیاشیوں اور ان کے ٹی اے / ڈی اے کے لئے یہ جو اربوں روپیہ عوام کا لٹایا جا رہا ہے یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ قطعی ظلم ہے۔ میری اس میں تجاویز یہ ہیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! عیاشیوں کے الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

جناب محمد عارف عباسی: یہ بالکل پارلیمانی لفظ ہے میں اسے حذف نہیں کرانے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ کو تجویز دوں گا کہ ہر تین ماہ بعد اس ایوان کا اجلاس بلائیں اور ان تین ماہ میں جو بجٹ release ہوا ہے اس کی تفصیلات سے اس ایوان کو مطلع کیا جائے تاکہ ہمیں پتا ہو کہ تین ماہ میں عوام کی ڈویلپمنٹ کے لئے کتنا پیسا خرچ ہوا ہے، افسر شاہی کی عیاشیوں پر کتنا پیسا خرچ ہوا ہے اور حکمرانوں کی عیاشیوں پر کتنا پیسا خرچ ہوا ہے؟ حکمرانوں کے تو امرود کے باغ بھی CCTV کیمرے سے cover ہیں اگر وہاں سے ایک کانسٹیبل امرود توڑ لیتا ہے تو وہ بے چارہ معطل ہو جاتا ہے لیکن یہاں نعشیں سڑکوں پر پڑی رہتی ہیں ایمبولینس نہیں جاتی، دو دو گھنٹے نعشیں سڑک پر پڑی ہیں زخمی سڑک پر پڑے ہیں لیکن ایمبولینس نہیں جاتی۔ ہم ہسپتالوں میں اربوں روپیہ دے رہے ہیں لیکن آپ کو ہسپتالوں کی حالت کا پتا ہے، اگر یہ پیسا ہسپتالوں میں test equipment ٹھیک کرنے کے لئے، ہسپتالوں میں ادویات کے لئے، ہسپتالوں میں مریضوں کی سہولت کے لئے دیا جاتا تو ہم اس پر بڑے خوش ہوتے اور ہمیں فخر ہوتا۔ آپ نے شوشا کے لئے فلٹر پلانٹ لگا دیئے میرا ایک سال سے سوال ہے کہ راولپنڈی کے فلٹر پلانٹ کب اور کتنی دفعہ تبدیل ہوئے لیکن ابھی تک جواب نہیں آیا۔ میرا ایک سال سے یہ سوال ہے کہ راولپنڈی کے فلٹر پلانٹوں کے پانی کا لیبارٹری ٹیسٹ کرایا ہے لیکن آج تک اس کا جواب نہیں آیا۔ پچھلے ایک سال سے میرا سوال ہے کہ راولپنڈی کی میونسپل کمیٹی کی گاڑیوں کی maintenance پر کتنا خرچہ ہوا لیکن آج تک اس کا جواب نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! wind up کر دیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کیا یہ اس ایوان کو جواب دینا اپنی بے عزتی سمجھتے ہیں؟ عوام کا یہ 21/22۔ ارب روپیہ جن جن محکموں میں خرچ کیا ہے ان محکموں کے ذمہ داران کی تنخواہوں سے، ان کی جائیدادیں بیچ کر ان سے لیا جائے لیکن عوام کا پیسا انہیں نہیں دینا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! بہت شکریہ۔ سردار وقاص حسن مؤکل صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب احمد خان بھچر صاحب!

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ حاجی صاحب! آپ تشریف رکھیں، ضمنی بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اس لئے کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ جی، بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بولنے کا موقع دیا ہے۔ میں اس ضمنی بجٹ کے بارے میں صرف دو سوال کروں گا، ایک جو 41 demands کی گئی ہیں اور دوسرا miscellaneous میں میرے مطابق جو 16، 17۔ ارب روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اگر آپ miscellaneous میں جائیں تو صفحہ نمبر 110 سے لے کر صفحہ نمبر 179 تک دیکھیں تو یہ 16۔ ارب اور کچھ روپیہ بنتا ہے۔ اس میں 3۔ ارب اور کچھ روپے ظاہر کئے گئے ہیں لیکن بقایا اداروں سے جو profit کی مد میں رقم آئی ہے اس کو ظاہر نہیں کیا گیا اور وہ بھی وزیر اعلیٰ پنجاب کی صوابدید میں شامل ہیں جو کہ انہوں نے miscellaneous میں خرچ کئے ہیں۔ ایک ہزار ارب روپے سے اوپر کا بجٹ پیش ہوا اس میں سے 450۔ ارب روپیہ صوابدیدی اختیارات میں block allocation میں استعمال ہو رہا ہے اور ہو گا۔

جناب سپیکر! میں ایک عرض کروں گا کہ کیا ہی اچھا ہوتا میرے یہ بھائی بیٹھے ہیں جو کہ mostly agriculture based ہیں، اگر آج ہم سے زراعت کے لئے ضمنی بجٹ مانگا جا رہا ہوتا تو آج سارا ایوان یہ کہہ رہا ہوتا کہ چونکہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے اور زراعت کے لئے ضمنی بجٹ مانگا جا رہا ہے۔ آپ 41 demands میں جائیں تو سوائے ایجوکیشن اور ہیلتھ کے mostly دیکھ لیں میں اس کے لئے بھی یہ کہوں گا کہ ایجوکیشن اور ہیلتھ میں جو پیسا مانگا جا رہا ہے میرے حساب سے یہ کم ہے اس سے بھی زیادہ خرچہ ہونا چاہئے تھا لیکن جو implementation ہے میں figures میں نہیں جاؤں گا میں پنجاب کی اس وقت کی موجودہ صورتحال کی عکاسی کروں گا جس پنجاب کے آپ بھی رہائشی ہیں جس پنجاب کے زیادہ تر میرے یہ agriculturist بھائی رہائشی ہیں۔

(اذانِ ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ زرعی صوبہ اور زرعی لوگ، 70 فیصد زراعت سے منسلک آبادی لیکن اتنی بڑی بدقسمتی ہے کہ ایگریکلچر ریسرچ کے لئے 4۔ ارب 73 کروڑ روپیہ رکھا گیا جس میں پچھلی دفعہ صرف 73 کروڑ روپیہ خرچ ہوا ہے یعنی آپ کا جو مرالہ ہائیڈل

programme renewal تھا اس میں بھی پیسے lapse ہوئے ہیں۔ بجٹ میں ٹورازم کے لئے صرف 93 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے جہاں سے اس پنجاب کو کوئی چیز آتی ہے وہاں سے ہمارے پیسے lapse ہو رہے ہیں اور جہاں پر ہم اللوں تللوں میں خرچ کر رہے ہیں۔ ہمارے وزیر خزانہ تشریف فرما ہیں ہمیں demands 41 پر ویسے ہی شرمندگی ہونی چاہئے کہ ہماری demands 41 ضمنی بجٹ میں آئی ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے اتنا عرض کروں گا کہ اس وقت ہماری زراعت کی جو صورتحال ہے یہ ہمارے زراعت کے بھائی بیٹھے ہیں ان کی اپنی مجبوریاں ہوں گی لیکن مجھے ذاتی طور پر پتا ہے کہ ہم اگلی نسل کو کیا دے کر جا رہے ہیں۔ اس وقت ہماری زراعت میں 70 فیصد نہریں third schedule میں جا رہی ہیں، third schedule کا مطلب یہ ہے کہ وہ نہر مہینے میں دس دن چلتی ہے اور بیس دن بند رہتی ہے۔ اگر یہ figures سے نکلیں تو میں آپ کو یہ عرض کر رہا ہوں کہ پچھلی دفعہ سے اس دفعہ کاٹن کی کاشت 15 سے 20 فیصد کم ہوئی ہے۔ مجھے ذاتی طور پر انڈیا جانے کا تجربہ ہے پاکستان واحد ایسا ملک ہے جہاں پر کاشتکاروں سے منتھلی ٹیوب ویلز کے بل لئے جاتے ہیں۔ انڈیا میں ان کی ایک limit بنی ہوئی ہے جو pay کر سکتے ہیں جن کی land limit, holding limit زیادہ ہے ان سے quarterly یا half yearly بل لے رہے ہیں لیکن ادھر ہمارے ہاں زراعت کا GDP میں 24 فیصد حصہ ہے لیکن ہمارے لئے 1.4 فیصد رکھا جا رہا ہے۔ میں انتہائی افسوس سے کہتا ہوں کہ زراعت میں سب کچھ ٹھیک ہے کوئی ضمنی بجٹ نہیں مانگا جا رہا ہے۔ میں اتنا عرض کروں گا کہ میں اس وقت کوئی ایسی controversial بات نہیں کروں گا کیونکہ ہر ممبر کے پاس ہر پارٹی کے اپنے لیڈر کے لئے، اپنی پارٹی کے لئے، دوسری پارٹی کے against اتنا مواد ہوتا ہے کہ اگر آپ چھ مہینے کا اجلاس بھی رکھ دیں تو یہ مواد ختم نہیں ہوگا۔ میں آپ سے اتنا عرض کروں گا کہ ہم ادھر عوام کی بھلائی کے لئے بیٹھے ہیں، اس وقت آپ کے اور ہمارے ایریا میں 50 temperature above ہے وہ لوگ آج بھی دس دس کلو میٹر سے جا کر پانی لا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے pre-budget discussion میں حصہ لیا اور جب میں باہر نکلا تو مجھے ایک چٹ ملی، اس میں pre-budget تجاویز تھیں اور وہ ردی کی ٹوکری میں پڑی ہوئی تھی۔ ہم نے اپنی pre-budget تجاویز میں بھی یہی کہا تھا اور ہم اپنا فرض ادا کرتے رہیں گے بے شک کوئی ہماری بات سنے یا نہ سُنے۔ یہ انتہائی شرمندگی کی بات ہے کہ ہمارے وہ شعبہ جات جو کہ بہت زیادہ آمدنی

دے سکتے ہیں ان کی بہتری کے لئے ہم کچھ نہیں کر رہے۔یہاں پر لوکل گورنمنٹ، پلوں اور میٹرو بس کے لئے مزید رقم مانگی جا رہی ہے۔اگر ان چیزوں کے لئے واقعی ضرورت ہے تو ضرور خرچ کریں لیکن غیر ضروری اخراجات سے اجتناب کیا جائے۔450۔ارب روپے main budget کی block allocation میں رکھے گئے۔اگر آپ تفصیل دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ صوابدیدی funds سے ضمنی بجٹ میں 3۔ارب نہیں بلکہ 16۔ارب روپے خرچ کئے گئے ہیں۔یہ وزیراعلیٰ صاحب نے دیئے ہیں اور اس کی تفصیل کا ہمیں علم نہیں۔کیا ہی اچھا ہوتا کہ اس 16۔ارب روپے کو زراعت کی بہتری کے لئے یا سکولوں کی missing facilities کو پورا کرنے پر خرچ کیا جاتا۔میں یہ بات وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ پچھلے سال کے دوران میرے حلقے کے کسی ایک سکول کی missing facilities کو پورا نہیں کیا گیا۔کیا ہمارے علاقے کے سکولوں میں تمام سہولتیں میسر ہیں؟آپ میانوالی کی حد تک دیکھ لیں کہ کیا وہاں سکولوں میں ہر چیز بالکل ٹھیک ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر:احمد خان بھچر صاحب!آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب احمد خان بھچر:جناب سپیکر!میں اپنی تقریر جلد ختم کر دوں گا۔میں نے کچھ مزید وقت مانگا تھا۔پہلے بھی precedent ہے کہ ایک ممبر نے دوسرے ممبر کو وقت دیا ہے۔وزیر خزانہ پوری کابینہ اور حکومت کا main mind ہوتا ہے۔ہمارے وزیر خزانہ واقعی main mind ہیں کیونکہ ان کا تعلق ایک سیاسی گھرانے سے ہے لیکن میں انتہائی افسوس سے کہتا ہوں کہ جب بجٹ تقریر ہوتی ہے تو صرف لاہور کا ذکر کیا جاتا ہے۔لاہور ہمارا دل ہے،لاہور پر خرچ ہو لیکن اس قیمت پر نہ ہو کہ لاہور کی سڑکیں دُھلیں جبکہ راجن پور،لیہ، میانوالی اور مظفر گڑھ کے بچوں کو پینے کے لئے پانی بھی نہ ملے۔

جناب سپیکر!آپ دیہاتی علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور بخوبی جانتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں جب بچی پانچ،چھ یا سات سال کی ہوتی ہے تو پھر سکول جاتی ہے۔جب وہ پرائمری سکول میں ہوتی ہے تو اس کی عمر بارہ یا تیرہ سال ہو جاتی ہے۔ہمارے علاقے میں بچیوں کو ٹائلٹ استعمال کرنے کے لئے تین تین کلومیٹر دُور جانا پڑتا ہے۔ہم ادھر ائر کنڈیشنڈ ہال میں بیٹھے ہیں اور ائر کنڈیشنڈ گاڑی میں بیٹھ کر اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں اس لئے ہمیں ان مسائل کا ادراک نہیں ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر(ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!ان کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:احمد خان بھچر صاحب!wind up کر لیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کر لوں گا۔ میں منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ اگر میری کوئی بات pinch کر رہی ہے تو بے شک آپ اسے نظر انداز کر دیں لیکن ہمیں اپنے حق کے لئے بولنے دیں۔ میں اتنا عرض کروں گا کہ اس ضمنی بجٹ میں دو چیزوں کو مدنظر رکھیں۔ اس وقت جو خرچ ہو چکا وہ تو مجبوری ہے اگر ہم اس کی مخالفت کریں گے اور اس کے خلاف بولیں گے تو پھر بھی آپ نے اسے پاس کرنا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں آخر میں ایک شعر سُنا دیتا ہوں اور باقی باتیں نہیں کرتا۔ میں اپنی community کے لئے بولوں گا۔ پنجابی کا شعر ہے اور میاں محمد بخشؒ نے فرمایا تھا کہ:

اُڈ گئے باز چھڈ گئے آہلنیاں نُوں
تے گھگی باغ دی پردھان ہو گئی
وَس پئے گئی فارسی بُدھواں دے
پیر بخشا گل ویران ہو گئی

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب وحید اصغر ڈوگر صاحب!

جناب وحید اصغر ڈوگر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ضمنی بجٹ کے حوالے سے میرے دوستوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی ہے۔ میں ان باتوں کو دہرانا نہیں چاہتا۔ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے فخر ہے کہ میں پنجاب کے غیور عوام کے ووٹوں سے منتخب ہو کر یہاں ایوان میں آیا ہوں اس لئے صوبہ پنجاب کی بات کروں گا۔ جن کو خیبر پختونخوا کے حوالے سے بات کرنی ہے وہ اُدھر جا کر الیکشن لڑیں تو ان کو پتا چل جائے گا کہ خیبر پختونخوا کی حکومت کیا کر رہی ہے؟

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین، انجینئر قمر الاسلام راجہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! تقریباً 22۔ارب روپے کے قریب ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے جو کہ اصل میں 22۔ارب روپے نہیں بلکہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ میں صرف دو مطالبات زر کے حوالے سے بات کروں گا۔ سب سے پہلے میں مطالبہ زر نمبر 15 کی بات کروں گا جس میں miscellaneous expenditure کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ اس مد میں 3.74۔ارب روپے مانگے گئے ہیں جبکہ دوسری مختلف مدوں سے رقوم نکال کر تقریباً 13.5۔ارب روپے مزید بھی خرچ کئے گئے ہیں۔ ہمیں جو کچھ دکھایا جا رہا ہے اصل میں وہ نہیں۔ اب میں جنرل ایڈمنسٹریشن کی مطالبہ زر نمبر 5 کے حوالے سے

بات کروں گا۔ جنرل ایڈمنسٹریشن میں انہوں نے 3.66۔ارب روپے خرچ کئے اور 86 کروڑ مزید مانگے ہیں۔ اگر ان تمام figures کو اکٹھا کیا جائے تو یہ 22۔ارب روپے سے کہیں زیادہ رقم بنتی ہے۔

جناب چیئرمین! وزیر خزانہ نے سال 14-2013 کی اپنی بجٹ تقریر میں کہا تھا کہ وزیر اعلیٰ انتظامی اخراجات میں 20 فیصد cut down کریں گے۔ اب وزیر خزانہ اپنی تقریر میں اس بات کا جواب ضرور دیں کہ انہوں نے جھوٹ بولا تھا یا پھر ان کے وزیر اعلیٰ نے جھوٹ کہا تھا۔ میں figures بتا دیتا ہوں کہ جنرل ایڈمنسٹریشن میں 86 کروڑ روپے مزید مانگے گئے ہیں تو یہ بیس فیصد cut down نہیں ہے۔ اسی طرح میں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کی بات کرتا ہوں جس کے لئے انہوں نے 35 کروڑ روپے کی منظوری لی تھی جبکہ 53 کروڑ روپے خرچ کئے ہیں۔ اس حساب سے انہوں نے 54 فیصد extra خرچ کیا اور بیس فیصد cut down نہیں ہوا۔ کیا وزیر خزانہ اپنی تقریر میں اس بات کی وضاحت کرنا پسند فرمائیں گے کہ آیا انہوں نے جھوٹ بولا یا پھر ان کے خادم اعلیٰ نے جھوٹ کہا تھا اور اگر یہ اس بات کی وضاحت کر دیں گے تو مجھے بڑی خوشی ہو گی؟

جناب چیئرمین! میں نہیں سمجھتا کہ خدانخواستہ پچھلے سال پنجاب میں کوئی سیلاب یا زلزلہ آیا ہے اور اگر کوئی ایسی صورتحال درپیش آئی ہے تو یہ مجھے بتا دیں؟ یہ تقریباً 15۔ارب روپے کے پُل اور سڑکیں بنا رہے ہیں۔ پچھلے سال ترقیاتی بجٹ 290۔ارب روپے کا تھا اور ایک بین الاقوامی رپورٹ کے مطابق اس کا صرف 37 فیصد استعمال ہوا ہے۔ ترقیاتی بجٹ تو یہ استعمال نہیں کر سکے جبکہ 15۔ارب روپے یہ ضمنی بجٹ میں مزید مانگ رہے ہیں۔ یہ بجٹ انہوں نے ضمنی الیکشن کے دوران خرچ کیا ہے۔ انہوں نے ضمنی الیکشن جیتنے کے لئے 14 یا 15۔ارب روپے خرچ کر دیئے جو کہ کسی بھی صورت مناسب نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! اسی طرح انہوں نے پچھلے سال کروڑوں روپے Medical Assistance کی مد میں دیئے ہیں۔ دو آدمیوں کو 55/55 لاکھ روپے دیئے گئے، پانچ لوگوں کو 50/50 لاکھ روپے دیئے گئے، اسی طرح پھر پانچ لوگوں کو 35/35 لاکھ روپے دیئے گئے اور باقی کچھ لوگوں کو 15 یا 20 لاکھ روپے تک دیئے گئے ہیں جبکہ کسی بھی آدمی کا ایڈریس نہیں لکھا گیا تاکہ یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ رقم اپنے پیارے کارکنوں یا واقعی ضرورت مندوں کو دی جا رہی ہے۔ میں درخواست کروں گا کہ آئندہ کے لئے اگر کسی کو Medical Assistance یا کوئی دوسری امداد دیں تو اس کا پورا ایڈریس بھی لکھا کریں۔

جناب چیئرمین! جب ہم جنرل بجٹ میں ترجیحات طے کر لیتے ہیں تو پھر ضمنی بجٹ میں اتنے زیادہ اخراجات کیوں کئے جاتے ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ جو افسر یا بیوروکریسی کے لوگ سالانہ بجٹ سے زیادہ اخراجات کرتے ہیں انہیں ضمنی بجٹ میں پیسے دینے کی بجائے ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ ہمارے حکمران ان افسروں کی نااہلی پر کارروائی کرنے کی بجائے انہیں ضمنی بجٹ میں پیسے دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ پولیس کو ایک ارب روپے کے قریب ضمنی بجٹ میں دے رہے ہیں تو یہ کس کارکردگی کی بنیاد پر دیئے جا رہے ہیں؟ ہر سال crime rate 12 percent بڑھ رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کا بجٹ اتنے فیصد کم کرنا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: سید محمد محفوظ مشہدی صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں۔ مخدوم سید محمد مسعود عالم صاحب!

مخدوم سید محمد مسعود عالم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین! میں پاکستان کی معیشت میں سب سے اہم contribution دینے والے سیکٹر پر بات کروں گا جو کہ پاکستان کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی بھی کہلاتا ہے۔ تقریباً 90 فیصد صنعتوں کو raw material شعبہ زراعت ہی مہیا کرتا ہے۔ میں یہاں تین فصلوں کا ذکر کروں گا جن میں کپاس، گندم اور آم شامل ہیں۔ کپاس کا basic area southern Punjab ہے جہاں پر یہ کاشت کی جاتی ہے۔ ساہیوال سے لے کر سکھر تک main area ہے کہ جہاں پر کپاس کی production ہوتی ہے۔ کپاس اس وقت ملک کی معیشت میں 40 percent contribute کر رہی ہے اور اس 40 percent contribution کے حوالہ سے اس پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ میں یہاں پر یہ عرض کروں گا کہ اس سے ہماری linen پیدا ہو رہی ہے اس لئے اس پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ دنیا کی finest linen میں اس کی category آتی ہے تو ہم نے اس کی by products پر بھی غور کرنا ہے، اس کا seed اور اس کا leftovers یہ ساری چیزیں صرف industry کو feed نہیں کر رہیں یہ cattle industry کو بھی feed کر رہی ہیں اور باقی industries میں بھی اس کی بہت زیادہ contribution ہے۔ میں cotton seed oil پر آؤں گا جس کو edible oil بھی کہتے ہیں اس کی پہلی فیکٹری 1833 میں امریکہ میں لگائی گئی اور اس کی American Civil War expansion کے بعد دھڑا دھڑ ہوئی کیونکہ اس کی importance بڑھ گئی۔ ہم نے اس کے seed oil کو اس کی importance کے حوالہ سے صحیح طریقہ سے ابھی تک utilize نہیں کیا۔ میں یہاں پر اس کے uses اور اس کی افادیت پر نظر ڈالوں گا کہ

اس میں anti-oxidants بہت زیادہ ہوتے ہیں، اس میں vitamin E کی زیادہ مقدار کا پایا جانا قابل ذکر ہے اور اس میں cholesterol بہت low ہے جو کہ ہماری صحت کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ اگر آپ باقی oils کو define میں لے جاتے ہیں اور continues supply کرتے ہیں تو وہ toxic matter پیدا کرتا ہے جبکہ edible oil میں یہ quality ہے کہ یہ define میں اتنا جلدی change نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ soaps and cosmetics lotions میں use ہو رہا ہے اور اس کی high oxidation existence ہے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر ہم اس پر technology use کریں تو ہماری agro based industries بھی اس پر ترقی کر سکتی ہیں خصوصاً جنوبی پنجاب میں اب تک کوئی خاطر خواہ industries نہیں لگائی گئیں جس کے لئے میں یہاں پر request کروں گا۔ ایک ہمیں agriculture کا Five year green revolution plan دیا جائے تاکہ زمیندار اور کاشتکار یکسوئی سے اس پر کام کر سکیں۔ اس کا اہم رول starch free flour ہے جو بعض patients کو recommend کیا جاتا ہے وہ اس کے seeds کے leftovers سے بنتا ہے۔ اس seed کی افادیت اور اہمیت یہ ہے کہ اس کا بہت زیادہ حصہ پوری دنیا میں use ہو رہا ہے۔ Asian, Chinese and Hindu Culture میں اس کو medicines کے طور پر بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے بعد میں wheat پر آؤں گا اور اس کو بھی explore کروں گا کہ یہ دنیا میں سب سے زیادہ serial crop کاشت کیا جاتا ہے اور wheat صرف جنوبی پنجاب کی crop نہیں ہے بلکہ پورے ملک کی crop ہے۔ ہمارے پاس پورے سال میں مختلف atmosphere موجود رہتا ہے۔ جہاں چولستان کی گرمی ہے تو وہاں پہاڑوں کی برف بھی ہے، جہاں سمندر ہیں تو دنیا کی بہترین زمین central Punjab کا texture سب سے improved texture ہے۔ اس کو Professor of Horticulture and Crops Sciences, Jim Dulin نے explore کیا varieties ہم نے temperature wise, wheat کی classes مقرر کی ہیں۔ ہم نے varieties کو explore نہیں کرنا بلکہ ان classes کو پاکستان کی economy میں مزید introduce کرنا ہے۔ جیسے انہوں نے varieties کی classes 5/6 بتائی ہیں کہ مختلف atmospheres میں اس کے بہتر results ہیں اور کس میں protein and gluten زیادہ ہیں جو durum wheat کہلاتی ہے یا hard dead spring wheat ہے یا hard dead white wheat ہے یا hard white wheat کہلاتی ہے اور soft bread winter wheat and soft white wheat میرا کہنے کا مطلب یہ

ہے کہ اس کو مزید explore کرنے کی ضرورت ہے۔ اب میں اس کے industrial contribution پر تھوڑی سی بات کروں گا۔ wheat کے seeds سے starch or gluten بنتا ہے اُس کو دنیا میں مختلف uses میں لایا جا رہا ہے تقریباً 30 products مختلف industries میں use ہو رہے ہیں جن میں سے چند ایک کا میں یہاں پر ذکر کرنا چاہوں گا کہ امریکہ ہر سال اپنی industry میں 5 billion pounds starch use کر رہا ہے اور یہ مختلف قسم کے medical uses میں بھی آ رہا ہے۔ اس میں polymer, cosmetics, lotions etc. میں اس کا substitute use ہو رہا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ جی، اب آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ جناب محمد صدیق خان صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب خُرم شہزاد صاحب!

جناب خُرم شہزاد: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس وقت ضمنی بجٹ پر بحث ہو رہی ہے تو میں اس پر سب سے پہلے تو یہ کہوں گا کہ 21۔ ارب 68 کروڑ روپیہ خرچ کرنے سے پہلے ہی ہمیں پتا چلنا چاہئے۔ اب ہم یہاں پر بیٹھ کر اس پر بات کر رہے ہیں لیکن یہ کہاں پر خرچ ہوا ہے اس کی کوئی تفصیل نہیں ہے۔ خرچ کرنے سے پہلے اس پر بحث ہونی چاہئے جبکہ ہم خرچ کرنے کے بعد اس پر بحث کر رہے ہیں۔ اس میں پانی کا مسئلہ، treatment plant، سکولوں کا حال دیکھ لیں اور کالجوں کا حال دیکھ لیں۔ بجٹ تو allocate ہو جاتا ہے لیکن ہمیں budget lapse کا پتا نہیں لیکن یہ خرچ کہاں پر ہوتا ہے؟ میرے حلقہ میں الائیڈ ہسپتال اور سول ہسپتال ہیں اُن میں گردے واش کرنے والی مشینیں خراب ہیں جس کی وجہ سے وہ بند پڑی ہیں۔ بجٹ تو allocate کیا گیا ہے لیکن وہ کہاں پر خرچ ہو رہا ہے؟ ہمیں سڑکیں اور پُل بننے پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اُس سے پہلے بنیادی ضروریات یعنی تعلیم اور صحت پر توجہ دینی چاہئے۔

جناب چیئرمین! میں وزیر خزانہ کی توجہ چاہتا ہوں کہ 45 فیصد اموات hepatitis سے ہو رہی ہیں لیکن پانی کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جا رہی۔ اسی طرح تعلیم کی طرف بھی کوئی توجہ نہیں دی جا رہی۔ میں اس میں یہ ضرور کہوں گا کہ کچھ سڑکیں جو بالکل ٹھیک تھیں جیسے جیل روڈ، فیصل آباد پر 20 کروڑ روپیہ کا بجٹ لگایا گیا جہاں پر ایک گڑھا بھی نہیں ہے جس پر سو کلومیٹر کی رفتار سے گاڑی چلتی ہے اور فیصل آباد کی اُس سڑک کو توڑ دیا گیا۔ اگر ہم وہی بجٹ ہسپتالوں پر لگا دیتے اور تعلیم پر لگا دیتے یا

کسی اور جگہ پر لگا دیتے تو ہمیں اُس سے فائدہ ہوتا۔ میں یہاں پر یہ ضرور کہوں گا کہ ہمیں تعلیم، صحت اور water treatment پر خصوصی توجہ دینی چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہاں پر گزارش کروں گی کہ ضمنی بجٹ کا تعلق ہنگامی اور ایمرجنسی رقوم کے استعمال سے ہوتا ہے۔ میں نے جب اس کا مطالعہ کیا تو اس سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ یہ کتاب وزیر اعلیٰ پنجاب کے صوابدیدی فنڈز کے استعمال کی کوئی دستاویز ہے۔ یہ صوابدیدی فنڈز ہیں جو وزیر اعلیٰ کی disposal پر ہوتے ہیں جو کسی بھی ممبر کے علم میں نہیں ہوتے۔ اگر ہم پچھلے چھ سالوں کا ریکارڈ چیک کریں تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کی جو credibility ہے اور جن منصوبوں کا انہوں نے اعلان کیا ہے آج ہم چھ سال بعد اسی جگہ کھڑے ہیں جہاں چھ سال پہلے تھے تو ان کی credibility بالکل صفر ہے۔ انہوں نے آگے بڑے بڑے منصوبوں کا اعلان کیا ہے جو کہ قرض اٹھا کر مکمل کئے جائیں گے۔ یہ ایک خسارے کا بجٹ ہے اور اس پر آپ وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی فنڈ کو کتنا بے دریغ طریقے سے استعمال کر رہے ہیں۔ بیت المال اور زکوٰۃ و عشر کا ایک سسٹم ہے جس کے ذریعے لوگوں کی مدد ہونی چاہئے کیونکہ اس صوبہ میں جو بھی مستحق شہری ہیں ان کا اس پر یکساں حق ہے اور یہ نہیں ہونا چاہئے کہ آپ کسی کو زیادہ اور کسی کو کم دیں۔ مجھے یہ بھی بتایا جائے کہ کتنے لوگوں کی پہنچ وزیر اعلیٰ تک ہے؟ میرے علم میں تو یہ بھی ہے کہ ان کے اپنے ممبران کی پہنچ بھی ان تک بڑی مشکل سے ہوتی ہے تو مستحق لوگ بے چارے کس طرح ان کے پاس پہنچ کر اس صوابدیدی فنڈ سے اپنا حق لے سکتے ہیں؟ یہاں پر اس حکومت کا اصولی طور پر یہ drawback رہا ہے کہ انہوں نے ایسے ایسے منصوبوں کا اعلان کیا ہے جس پر کسی قسم کا کوئی homework نہیں ہوتا جس کا نتیجہ یہی ہے کہ ان کو اپنے بہت سے منصوبے ختم یا بند کرنے پڑے ہیں۔ ان منصوبوں کو چلانے کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ یہ تو ناکام منصوبے ہیں۔ انہوں نے ان منصوبوں پر عوام کا پیسا استعمال کر کے ضائع کر دیا ہے اور تجربات ہی کئے ہیں۔ انہوں نے عوام کے پیسے سے منصوبوں پر تجربات کئے ہیں۔ میں مختصر الفاظ میں کہوں گی کہ انہوں نے صوبہ کو تجربات کی ایک لیبارٹری بنا دیا ہے جس کی وجہ سے یہ ایک منصوبہ شروع کرتے ہیں اور اس پر کوئی homework نہیں ہوتا اور مجبوراً ان کو اس کو بند کرنا پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین! میری آپ کی وساطت سے ان لوگوں سے گزارش یہ ہے کہ جب بھی کوئی کام شروع کریں تو خدا کے لئے homework کر لیا کریں کیونکہ ہم پہلے ہی قرض میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ہمارا صوبہ ان تجربات کو afford نہیں کر سکتا۔

جناب چیئرمین! ایک طرف پیلی ٹیکسی سکیم شروع کی گئی ہے اور دوسری طرف لوگوں کی امداد کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ یہ اپنی ذاتی تشہیر کے لئے جو پیسا استعمال کرتے ہیں اگر یہی پیسا رمضان package کے لئے رکھ دیتے جس سے غریب لوگوں کے منہ میں نوالہ چلا جاتا تو زیادہ بہتر تھا۔

جناب چیئرمین! میری ان سے ایک گزارش یہ ہے کہ ہسپتالوں میں جو مشینری خراب پڑی ہوئی ہے اور بہت سے ایسے منصوبے جو چودھری پرویز الٰہی صاحب نے شروع کئے جیسے انہوں نے ہسپتال بنائے تھے وہ صرف اس وجہ سے مکمل نہیں کئے جا رہے کہ یہ انہوں نے بنائے تھے۔ میرے قائد نے تو یہ بھی کہا تھا کہ بے شک تختیاں اتار کر اپنی تختیاں لگا لیں لیکن عوام کو فائدہ پہنچائیں۔ ان کی بہت مہربانی ہوگی۔

جناب چیئرمین: بہت مہربانی۔ محترمہ راحیلہ انور صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس دفعہ پنجاب میں بہت بڑا بجٹ پیش کیا گیا اور اب اس کے بعد after shocks یعنی ضمنی بجٹ پر ہم لوگ آج بات کر رہے ہیں۔ یہ ضمنی بجٹ بھی تقریباً 22۔ارب روپے کا ہے۔ میں نے جب اس میں جو اخراجات تھے وہ پڑھے تو مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ یہ کس طرح سے 22۔ارب روپے پورے کریں گے، کیا ڈویلپمنٹ کی مد سے یہ پیسے پورے کئے جائیں گے یا کسی اور طریقے سے کریں گے؟ کیونکہ obviously by the end of the day یہ ڈویلپمنٹ کے پیسے ہی کاٹے جائیں گے اور نقصان پھر ہمارا ہی ہوگا۔

جناب چیئرمین! یہ بجٹ چاروں صوبوں میں سب سے بڑا مگر سب سے زیادہ خسارے کا بجٹ ہے۔ خیبر پختونخوا جو اس وقت حالت جنگ میں ہے جو IDPs، terrorism اور مشکلات میں گھرا ہوا ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے بہت ہی balance بجٹ پیش کیا۔ یہاں پنجاب کا ڈویلپمنٹ بجٹ 33.4 فیصد اور خیبر پختونخوا میں 34.4 فیصد ہے۔ پچھلے سال 390 بلین اور اس سال 54 فیصد اس میں اضافہ کر دیا گیا لیکن جو پچھلے سال کے بجٹ سے 66 بلین خرچ نہ ہو سکے جو lapse کر گئے جس میں وومن ڈویلپمنٹ فنڈ بھی شامل تھا۔ یہاں targets تو بہت رکھے گئے لیکن یہ لوگ وہ achieve نہیں کر سکے، پیسے allocate ہو جاتے ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پھر یہ لوگ targets کیوں

achieve نہیں کر سکتے؟ اگر یہ لوگ targets achieve کر لیتے تو شاید اس ملک کا بھلا ہو جاتا۔ ہر بجٹ میں پیسے تو ضرور رکھ دیئے جاتے ہیں but I am sorry to say ان کو کبھی بھی انہوں نے پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچایا اور نہ کبھی ان کو utilize کیا ہے اسی لئے تو پیسے lapse ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین! کیا یہ سمجھتے ہیں کہ جادو کی چھڑی سے یہ سارا ملک سیدھا ہو جائے گا، پنجاب سیدھا ہو جائے گا یا یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں اوپر سے کوئی مدد آئے گی کہ بیٹھے بٹھائے ہمارا صوبہ سُدھر جائے گا؟ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہی ان کے خیال میں 66 بلین جو lapse ہوئے ہیں تو کیا ساری سڑکیں ٹھیک ہو گئی ہیں، کیا سارے کالج ٹھیک ہو گئے ہیں، کیا پنجاب کے تمام ادارے سب کے سب A one ہو گئے ہیں؟ کہ پیسے lapse ہو گئے ہیں اور انہوں نے lapse بھی ہونے دیئے۔ آپ ہسپتالوں کو دیکھیں وہاں پر نہ تو ادویات ملتی ہیں، اگر ایمرجنسی میں جائیں تو وہ مریض کو مار کر کہتے ہیں کہ اپنی نعش گھر لے جاؤ اور ہسپتالوں میں سٹاف بھی پورا نہیں ہے۔ اس ہفتہ کا ایک واقعہ ہے کہ جہلم کے ہسپتال میں ایک حاملہ عورت گئی جسے ایمرجنسی سے واپس کر دیا گیا تو اس عورت کی وہیں ہسپتال میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر death ہو گئی کیونکہ وہاں کی لیڈی ڈاکٹر نے اسے کہا تھا کہ آپ میرے پرائیویٹ ہسپتال میں آؤ میں یہاں پر آپ کو treat نہیں کروں گی۔ یہ تو ہمارے ہسپتالوں کے حالات ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! wind up کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب چیئرمین! بجٹ میں مواصلات و تعمیرات کے شعبہ میں 39 بلین 56 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور roads and bridges پر بہت زیادہ اخراجات ضمنی بجٹ میں ہوئے ہیں۔ ہم جہلم والے بہت ہی بدقسمت ہیں کہ شاید aliens ہیں اور اس دنیا کی مخلوق نہیں ہیں یا شاید پاکستانی نہیں ہیں۔ Although ہم سے زیادہ پاکستانی کوئی نہیں ہے کیونکہ فوج کا آدھے سے زیادہ حصہ جہلم اور چکوال سے belong کرتا ہے۔ ہم نے ایک پُل مانگا تھا جس کا estimate انہوں نے 40 کروڑ روپے لگایا تھا لیکن آج بھی اس پُل کا estimate محکمہ پی اینڈ ڈی اور محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کے درمیان فٹبال بنا ہوا ہے اور ابھی تک صرف 8 کروڑ روپے اس بجٹ میں اس پُل کے لئے رکھے گئے ہیں جو کہ نوگراں کے مقام پر ہے اور وہ ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب چیئرمین! میرا تو ابھی ٹائم بھی پورا نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ wind up کریں ٹائم ہو گیا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب چیئرمین! پُل کے لئے صرف 8 کروڑ روپے بجٹ میں رکھے گئے ہیں، میرا خیال ہے اس 8 کروڑ روپے سے ایک سڑک ہی بن سکتی ہے پُل کہاں بنے گا؟ اور جو حکومتی ارکان ہیں انہوں نے وہاں پر اپنی فلیکسز اور تختیاں بھی لگانی شروع کر دی ہیں کہ پُل بننا شروع ہو گیا ہے، پُل کے لئے پیسے allocate ہو گئے ہیں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ہم تختیوں کی سیاست نہیں کرنا چاہتے ہمیں تو کام چاہئے ہم تو شکر کریں گے کہ یہ حکومت ہمیں وہاں پر پُل بنا کر دے، انہوں نے ابھی سے وہاں جا کر اپنا نام لکھنا شروع کر دیا ہے۔ I wish کہ وہاں پر صرف حکومت پنجاب لکھا جاتا تب بھی تو اسی حکومت کا نام اونچا ہونا تھا، وہ بھی لوگوں کے ساتھ جھوٹ بول کر ضروری تو نہیں تھا کہ اپنا نام بڑا بڑا لکھ دیتے کیونکہ اپنے نام کو elaborate کرنا کوئی اتنا ضروری نہیں تھا۔ جو کچھ اس ایوان میں ہو رہا ہے ہم سب کو پتا ہے کیوں نہ ان کو facts بتائے جائیں، کیوں نہ ان کو بتایا جائے کہ 40 کروڑ روپے کا estimate لگا ہے لیکن فی الحال صرف 8 کروڑ روپے allocate ہوئے ہیں۔ آپ دیکھیں ہماری economy کا کیا حال ہے، Day by day ہم کدھر جا رہے ہیں؟ ہم لوگ taxes pay کرتے ہیں، ہماری عوام کے پیسوں سے ہی گولیاں خریدی جاتی ہیں اور ہمارے اوپر ہی وہ گولیاں چلائی جاتی ہیں، کیوں پولیس کو آپ ٹریننگ نہیں دیتے، کیوں ان کے اخلاق پر خرچہ نہیں کرتے، کیوں ان کو بتایا نہیں جاتا کہ صحیح اور غلط میں فرق کیا ہے؟ لوگوں کی ماؤں بہنوں کا خون بہا دیتے ہیں اور ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ یہ دیکھیں کس قدر ظلم ہے اس مملکت خداداد میں جو ہم نے اسلام کے نام پر لی تھی، وہ بھی اسلام لیوا ہیں ہم بھی اسلام لیوا ہیں جن پر گولیاں چلائی گئیں وہ بھی اسلام کے متوالے ہیں یہ ظلم اور زیادتی جو اس ملک میں ہو رہی ہے۔ انہوں نے پیسے lapse کر دیئے ہیں۔ جہلم میں BS(Honor's) پروگرام شروع ہوا جو کہ ایم اے، ایم ایس سی کے برابر ہے اور وہ اسی حکومت نے شروع کیا تھا۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج جہلم میں صرف ایک آئی ٹی کا ٹیچر تھا اور وہ بھی واپس لاہور بلا لیا گیا۔ اس کے بلاک اور آئی ٹی کی لیب پر بلین روپے خرچ ہوئے ہیں، ویسے تو آئی ٹی کے حوالے سے اس حکومت کے دعوے ہیں کہ ہم بہت کچھ کریں گے ہم اس کو وہاں لے جائیں گے، تو یہ دیکھیں ان کا اپنا شروع کیا ہوا پروگرام اس وقت بند ہونے کے قریب ہے۔ آپ دیکھیں 2 کروڑ روپے انہوں نے لیب پر لگائے اور 6 ملین انہوں نے بلاک پر لگائے ہیں، انہوں نے جو کمپیوٹر دیئے ان سے کچھ حاصل نہیں ہو رہا ہے، وہ اس وقت بچوں کے لئے کھلونے بن

چکے ہیں اور وہ ان کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔جب یہ ٹیچرز نہیں دیں گے،جب وہاں پر عملہ ہی نہیں ہو گا تو وہاں پر بچے کیا سیکھیں گے؟ پچھلے سال tax collection کا ٹارگٹ 126 بلین تھا۔(شور وغل)

محترمہ راحیلہ انور: جناب چیئرمین! ایوان کو in order کریں۔

جناب چیئرمین: آپ سب لوگ خاموشی سے محترمہ کی بات سنیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب چیئرمین! ان کے فائدے کی ہی باتیں ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب چیئرمین! میرا تو ابھی ٹائم بھی پورا نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ ٹائم دیکھیں آپ کا ٹائم ہو گیا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب چیئرمین! بس میں آخری دو منٹ بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب چیئرمین! مجھے میرے colleague ٹائم دے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ اپنا ٹائم دیتی ہیں تو ٹھیک ہے کیونکہ ہم نے اجلاس دو بجے ختم کرنا ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب چیئرمین! میں نے اپنا ٹائم نہیں دینا، میں بولوں گی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب چیئرمین! آصف صاحب کا ٹائم مجھے دے دیں کیونکہ وہ اپنا ٹائم مجھے دینا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آصف صاحب کا نام نہیں ہے۔ محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ اپنا ٹائم دینا چاہتی ہیں تو ٹھیک ہے۔آصف صاحب کا نمبر گزر گیا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب چیئرمین! جس دن ان کا نام تھا وہ واک آؤٹ کر گئے تھے اور پھر بعد میں ان کو منا کر لے آئے تھے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! چلیں ٹھیک ہے، آصف صاحب کا ٹائم آپ لے لیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ پچھلے سال tax collection کا ٹارگٹ 126 بلین تھا اور 112 بلین collect ہوا اور اس سال 164 بلین کا ٹارگٹ دیا گیا ہے۔ کیسی ستم ظریفی ہے کہ اس

حکومت سے کوئی ادارہ بھی ٹھیک نہیں ہو رہا کیسے اتنا ambitious target دے دیا گیا، پھر بھی قینچی تو ڈویلپمنٹ فنڈ پر ہی چلے گی۔اب میں اس سے زیادہ کیا کہوں؟ ہر ملک کی economy کی کوئی نہ کوئی strength ہوتی ہے اور ہماری agriculture strength ہے، اس کو ignore کر رہے ہیں، اس کے لئے پہلے بجٹ رکھا گیا لیکن ابھی جو ضمنی بجٹ پیش کیا گیا اس میں اس کا ذکر بھی نہیں ہے۔ جب agriculturalist کو آپ accommodate کریں گے تب ہی انڈسٹری چلے گی۔ گورنمنٹ نے شمسی توانائی سے چلنے والے ٹیوب ویل فراہم کرنے کے لئے عندیہ دیا تھا اور اس مقصد کے لئے 36 کروڑ روپے مختص کئے گئے مگر اب تک کسانوں کو ٹیوب ویل ملے نہ انرجی پیدا کرنے کے لئے منصوبہ شروع ہوا۔ ساری دنیا میں rain water harvesting کو بہت زیادہ encourage کیا جاتا ہے جس پر خرچہ صرف اتنا آتا ہے کہ ایک گڑھا بنا دیا جاتا ہے جس میں rain water اکٹھا کیا جاتا ہے جس سے پانی کا bed level بھی raise ہوتا ہے اور ٹیوب ویل لگانے میں آسانی ہوتی ہے اور جو کاشتکار ہے اس کو اور جانوروں کو بھی پانی ملتا ہے۔ اس پر خرچہ صرف گڑھا کھودنے کا آتا ہے چاہے وہ گڑھا ایک ایکڑ، دو ایکڑ یا چار ایکڑ ہو، اس پر تو اتنا خرچہ بھی نہیں ہے تو پھر ہماری حکومت کیوں اس طرف نہیں آتی، کیوں ہم زمینداروں کے مسائل کی طرف دھیان نہیں دیتی؟ جس طرح پچھلے دنوں اولے پڑے اور ساری فصلیں تباہ ہو گئیں، میں نے بار بار اس گورنمنٹ سے request کی، میں نے بار بار انہیں بولا کہ پلیز ہم کو compensate کیا جائے، زمیندار ایسی ناگہانی آفتوں سے بچ سکتا ہے اگر انہیں انشورنس دے دی جائے اس پر implementation ہو جائے اگر یہ سہولت ہو تو زمیندار بھی کم از کم آسانی سے اپنی زندگی گزار سکے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! اب آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ جی، محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!

محترمہ شُنیلا رُوت: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں اپنی تقریر میں ایک بات ضرور کرنا چاہوں گی جو اس کا حصہ نہیں ہے۔ میری بہن جس نے ایس پی سنگھا کا ذکر کیا تو ایس پی سنگھا نے پاکستان کو بنانے میں کلیدی کردار ادا کیا تھا۔ انہوں نے اپنا deciding vote بھی ڈالا لیکن انہوں نے یہ سوال رکھا کہ ہمارے لئے وہ دن اچھا تھا یا یہ دن اچھا ہے؟ میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں کہ پنجاب میں مسلم لیگ نے اُس وقت بھی ہمارے لیڈر ایس پی سنگھا کو چار مہینے کے بعد ہی اُن پر no confidence کرتے ہوئے فارغ کر دیا جس پر قائداعظم محمد علی جناحؒ بہت رنجیدہ ہوئے، ان سے بہت ناراض ہوئے اور بہت پریشان ہوئے تو پھر انہوں نے ان کو فیڈرل میں ایم این اے بنا کر بھیج دیا۔ ہمارے ساتھ مسلم لیگ

نے تو ہمیشہ ہی خاص طور پر پنجاب میں زیادتیاں کی ہیں۔ ہم آج بھی جوزف کالونی کے سانحہ کو نہیں بھولے۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے interruption)

جناب چیئر مین: خاموشی سے سنیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب چیئر مین! ہم نے ان کی باتوں کو سنا ہے لہذا یہ بھی ذرا دل تھام کے بیٹھیں۔ آپ نے خیبر پختونخوا میں AlSent Church کا ذکر کیا جو دہشت گردی تھی کوئی حکومت کی طرف سے حملہ نہیں تھا لیکن بد قسمتی سے ہماری پنجاب کی حکومت تو خود دہشت گرد ہو گئی ہے۔اب انہوں نے ہمارے اوپر کتنے حملے اور کرنے ہیں؟ حال ہی میں انہوں نے ماڈل ٹاؤن لاہور پر حملہ کیا، جوزف کالونی میں اٹھارہ گھنٹے آگ جلتی رہی وہاں دس لوگ جل کر مر گئے مگر حکومت کے سَر پر جوں تک نہیں رینگی۔ ہم کس کس بات کا یہاں پر ذکر کریں؟ خیبر پختونخوا کی اگر ہم بات کرتے ہیں تو عمران خان کی قیادت میں چیف منسٹر خیبر پختونخوا نے Edwardes College کو church کے حوالے کیا مگر پنجاب میں ابھی بھی پچیس ہمارے ایسے ادارے اور سکول ہیں جن کو پنجاب حکومت اپنے قبضے میں لئے ہوئے ہے۔ پچھلے اتوار Saint Francis School کے لئے ہم نے احتجاج کیا لیکن حکومت کیوں ہمارے ادارے ہمیں واپس نہیں کر رہی جن کو انہوں نے اپنے قبضہ میں رکھا ہوا ہے؟اگر ہم اس قسم کی باتیں کریں گے تو یہ بات بہت دُور تک جائے گی۔

جناب چیئر مین!اب میں بجٹ کی طرف آنا چاہتی ہوں کہ بجٹ اور جو finances ہوتے ہیں وہ کسی بھی قوم، کسی ادارے، کسی خاندان یا کسی بھی معاشرے کی ریڑھ کی ہڈی ہوتے ہیں لیکن یہاں پر finances کے حوالے سے ہماری حکومت کے پاس وہ capabilities ہیں اور نہ ہی ان کے پاس اختیار ہے۔ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے اس بجٹ کو disburse کرنا ہوتا ہے ان کے پاس کوئی اختیار ہی نہیں ہے۔ ہمارا پچھلے سال 14-2013 کا جو 37 فیصد بجٹ تھا وہ خرچ ہی نہیں ہوا اور اب ہم اتنا بڑا ضمنی بجٹ منظور کروانا چاہ رہے ہیں۔

جناب چیئر مین: محترمہ!اب آپ wind up کر دیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب چیئر مین! مجھے یہ بات کرنے دیجئے گا کہ پچھلے سال اقلیتوں کے لئے 40 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی اور وزیر خزانہ نے on the floor of the House اس کا ذکر کیا تھا۔ اقلیتی ممبران کو 10/10 لاکھ روپے دے کر حکومت اقلیتوں سے فارغ ہو گئی اور اب

30 کروڑ کا بجٹ ضمنی بجٹ میں بھی رکھ دیا ہے۔ کرسمس کے لئے آپ نے ہمارے غریب لوگوں کے لئے جو فنڈز رکھے تھے وہ کہاں گئے کیونکہ وہ فنڈز تو استعمال ہی نہیں ہوئے اور اب آپ اضافی بجٹ بھی مانگ رہے ہیں؟ یہ 30 کروڑ روپے بیت المال میں سے دیئے گئے تھے لیکن وہ فنڈز جو مختص کئے گئے تھے ان میں سے کیوں نہیں دیئے گئے؟

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب!

محترمہ شنیلا رُوت: جناب چیئرمین! یہ تو زیادتی ہے کہ آپ ہمیں بات ہی نہیں کرنے دیتے۔

جناب چیئرمین: احسن ریاض صاحب اگر آپ کو ٹائم دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب چیئرمین! جس دن بجٹ announce ہونا ہوتا ہے ہمارے لوگ اس دن انتظار کرتے ہیں اور ٹی وی لگا کر دیکھتے ہیں کہ ہمارے معزز منسٹر صاحب کھڑے ہو کر شاید ان کو کوئی relief دیں گے لیکن ہمیشہ کی طرح کہا گیا کہ اس دفعہ کا بجٹ بہت ہی مفصل ہے اور اس سے اچھا بجٹ کوئی نہیں ہو گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ پچھلے سال کے بجٹ کی طرح کا یہ بجٹ نہ ہو۔۔۔

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے interruption)

جناب چیئرمین: خاموشی سے بات سنیں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب چیئرمین! میری معزز colleagues بیٹھی ہیں اُن کو اگر کوئی مسئلہ ہے تو kindly ریسکیو 1122 کو بلوا کر check کرا لیں کیونکہ بلاوجہ وہاں سے آوازیں نکل رہی ہیں۔ یہاں پر ہم ایوان میں اکٹھے ہوتے ہیں تو دس کروڑ عوام کی تقدیر لکھنے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں۔ یہاں پر بیٹھ کر ہم پیسا ضائع کرنے اور آوازے کسنے کے لئے نہیں آتے۔ آپ پہلے اِن کو شعور دلائیں۔ جب پچھلے سال کہا گیا کہ بہت اچھا اور مفصل بجٹ ہے اور اس سے اچھا بجٹ نہیں بنایا گیا ہو گا مگر اس کے باوجود ہم یہاں پر دیکھتے ہیں کہ 22۔ارب روپے کا ضمنی بجٹ یہاں پیش کیا گیا ہے۔ یہ 22۔ارب روپے کے بجٹ کے اندر 41 demands ہیں۔ اگر آپ یہ demands دیکھیں تو یہ خود ہی بتاتی ہیں کہ کتنی اچھی good governance چل رہی ہے کیونکہ اکتالیس دفعہ حکومت کو باری باری extra پیسے مانگنے کی ضرورت پڑی ہے۔ جب بجٹ بنایا گیا تو کیا اُس وقت اس چیز کا علم نہیں تھا کہ ہم لوگوں کو مزید پیسوں کی ضرورت ہو گی؟ ضمنی بجٹ اس وقت لے کر آیا جاتا ہے اللہ معاف کرے جب کوئی ناگہانی آفت آ جائے جس کے لئے پیسے advance نہ رکھے گئے ہوں۔ میرے خیال میں اللہ کا بڑا فضل ہے کہ پنجاب کے اوپر ایسی

کوئی آفت نہیں آئی کہ ہمیں ضمنی بجٹ کی ضرورت ہوتی۔ اگر ہم ضمنی بجٹ دیکھتے ہیں تو اس کے breakdownکے اندر دیکھا یہ جاتا ہے کہ 14۔ارب روپے کی سڑکیں ہی بنادیں۔ کیا سڑکوں سے زیادہ باقی چیزیں ضروری نہیں تھیں، کیا ہمارے constitutional rightsپورے کردیئے گئے تھے، کیا ہمیں تعلیم مل رہی ہے، کیا ہمارے ہسپتال کام کر رہے ہیں، کیا ہمارے چکوک کے اندر ڈسپنسریاں ہیں، کیا پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ نے ہماری ضروریات مکمل کر دی ہیں اور کیا ہر گاؤں کے اندر نالیاں، سولنگ یا سیوریج کا نظام ہے؟ لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ ہم اس کے برعکس اربوں روپے اُن سڑکوں کے اوپر لگا رہے ہیں جو پہلے بن چکی ہیں مگر یہ اُن پر دوبارہ پیسے لگانے میں مصروف ہیں، آخر کیوں، کیا عوام نے یہ پیسا ضائع کرنے کے لئے ہمیں دیا ہے کیونکہ ہم اس پیسے کے ضامن ہیں؟ آپ نے میٹرو بس کو چلانے کے لئے 2۔ارب 25کروڑ روپے subsidyکے طور پر دیئے۔ اگر آپ میٹرو بنانے پر100۔ارب روپے خرچ کریں جس کو سالہا سال چلانے کے لئے اربوں روپے ان کو subsidyکے طور پر extraدیں تو کیا یہ good governanceہے؟ اس سے آگے دیکھیں کیونکہ ضمنی بجٹ کے اندر یہ چیز تفصیل کے ساتھ دی گئی ہے کہ دو لوگوں کے علاج کے اوپر55لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ آپ بتائیں کہ ان دو لوگوں کی ہمارے ملک کے لئے ایسی کیا خدمات تھیں جن کے علاج کے لئے 55لاکھ روپے خرچ کئے گئے جبکہ باقی ہمارے وہ لوگ جو دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں اُن کو علاج مہیا نہیں ہو رہا، کیا یہ good governanceہے؟ اگر دیکھا جائے تو ہمارے وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کا54کروڑ روپے کا expenditureہے جو تقریباً 11لاکھ روپے روزانہ بنتا ہے۔ کیا ایک غریب ملک کا سربراہ اتنا شاہ خرچ ہونا چاہئے کہ وہ دن کا11/12 لاکھ روپے خرچ کرے؟ یہ ہمارے اوپر سوالیہ نشانات ہیں کہ ہم لوگ چندہ اور قرضہ لے کر چل رہے ہیں لیکن ہماری شاہ خرچیاں اس طرح سے ہیں جیسے ہمارے پاس تیل کے کنویں ہیں۔ اس سے آگے چلیں تو آپ دیکھیں گے کہ ہم لوگوں نے پچھلی دفعہ کی طرح کچھ چیزوں کو دہراتے ہوئے اس دفعہ پھر yellow cabسکیم رکھی ہے لیکن پچھلی yellow cabsکدھر ہیں پہلے وہ تو ہمیں دکھا دیں۔ ہزاروں گاڑیاں جو لوگوں کو بانٹی گئیں وہ کدھر ہیں، وہ گاڑیاں ذاتی طور پر استعمال ہو رہی ہیں مگر yellow cabکے طور پر نہیں چل رہیں، کیا ہمارے ہر سکول و کالج کے اندر IT labsبن چکی ہیں اور کیا ہمارے سکول کے ہر بچے کو لیپ ٹاپ کی سہولت میسر ہے؟ میں کہتا ہوں کہ بالکل بھی نہیں ہے۔ اگر نہیں ہے تو ہم کیوں لوگوں کو لاکھ لاکھ لیپ ٹاپ بانٹ دیں کہ وہ اپنے گھروں

میں ذاتی استعمال کریں۔ اگر سکولوں میں IT labs بنائی جائیں گی تو اس سے ہر بچہ مستفید ہو گا لیکن کوئی ایک بچہ اپنا ذاتی لیپ ٹاپ اپنے پاس رکھ کر مستفید نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین: فتیانہ صاحب! بہت شکریہ

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب چیئرمین! میں آخر میں یہ کہہ کر بات ختم کرنا چاہوں گا کہ فیصل آباد کے اندر وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے 7- ارب روپے کا سٹی فنڈ دیا گیا تھا اور بہت اچھی بات ہے کہ فیصل آباد کو اتنی بڑی رقم وزیر اعلیٰ نے عطا کی لیکن وہ ساری کی ساری رقم شہر پر ہی خرچ کر دی گئی۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا دیہی علاقوں کے رہنے والے لوگ ضلع فیصل آباد کا حصہ نہیں ہیں؟

جناب چیئرمین: فتیانہ صاحب! بہت شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب چیئرمین! ایک دفعہ پھر شکریہ کہ انتہائی سختی کے باوجود آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ آج ہم ضمنی بجٹ پر بات کر رہے ہیں اور comprehensive بحث کے بعد آج ہمیں پھر موقع مل رہا ہے کہ ہم ضمنی بجٹ کے اوپر بات کریں۔ میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح سے ہم اپنے لئے ایک بہت بڑی honour سمجھ رہے ہیں اور حکومت ایک بہت بڑی honour سمجھ رہی ہے کہ آج پنجاب نے سب سے بڑا بجٹ پیش کر کے ایک مثال قائم کی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جہاں پر ایک بڑا بجٹ پیش کیا گیا وہاں پر اس طرح کے ضمنی بجٹ پیش کر کے جس طرح سے رقوم کے یہ گورکھ دھندے کا کھیل کھیلا جا رہا ہے، ہمیں اب اسے بند کر دینا چاہئے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیشہ وہی حکومتیں اور وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو بہتر preparation کرتے ہیں، اچھی تیاری کرتے ہیں، اچھی پالیسیاں بناتے ہیں اور اس کے بعد اپنے وسائل کو مسائل کے مطابق بروئے کار لاتے ہیں۔

جناب چیئرمین! ضمنی بجٹ کی جو 18 demands پیش کی گئیں اور تقریباً 12- ارب روپے اس کے اوپر خرچ کئے گئے ہیں تو میں اس میں سے چند ایک کا ذکر کروں گی۔ اس میں loan Municipality کے لئے جس طرح سے لوکل گورنمنٹ کے لئے 4- ارب 28 کروڑ 75 لاکھ 29 ہزار روپے خرچ کئے گئے ہیں تو بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ ہم میں سے جتنے لوگ یہاں پر بیٹھے ہیں تو ہر ممبر اپنے اپنے حلقے کا representative ہے اور اپنے حلقے سے منتخب ہو کر یہاں آیا ہے۔ ہم نے بجٹ میں تو بڑی رقم مختص کی، وہ الگ بات ہے، کیا یہ ضمنی بجٹ ہمیں کہیں پر لگا ہوا نظر آیا، کون سی نالیاں ٹھیک ہو گئیں، کون سا سیوریج سسٹم ٹھیک ہو گیا، یونین کونسل سطح پر کون سی ڈویلپمنٹ

ہو گئی؟ ہمیں تو کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی تو میں سمجھتی ہوں کہ پھر ضمنی بجٹ کے لئے 4۔ارب روپے اس طرح سے اگر رکھے جاتے ہیں اور کہیں پر کوئی ڈویلپمنٹ نظر نہیں آتی تو اس کا مطلب ہے کہ ہم یہ بجٹ اپنی من پسند جگھوں پر اور اپنے من پسند لوگوں کے کہنے پر کہیں نہ کہیں investکر رہے ہیں بجائے اس کے کہ ہم لوگوں کی فلاح کے لئے اور اس حلقے کی بہتری اور ڈویلپمنٹ کے لئے وہاں پر کسی سیوریج سسٹم کی بہتری کے لئے، صاف پانی کی فراہمی کے لئے، ہسپتالوں کی بہتری کے لئے، ادویات کے لئے اور لوگوں کے حقیقی مسائل کے حل پر خرچ کر پاتے تو یہ انتہائی افسوس کی بات ہے۔

جناب چیئرمین! میں irrigationکی بات کروں گی کہ پنجاب ہمارا زرعی صوبہ ہے اور irrigationجتنا importantہے، وہاں پر ہم دیکھتے ہیں کہ ضمنی بجٹ میں پھر ایک دفعہ پانچ سے چھ ارب روپے کے درمیان یہ رقم رکھ دی جاتی ہے اور اس کے بعد ہمیں کیوں یہ نظر آتا ہے کہ اس ضمنی بجٹ میں اگر کوئی رقم رکھی ہے تو وہ کون سی ایسی آفت ہمارے اوپر آ گئی، وہ کون سا ایسا ضروری عمل تھا جس کے لئے بجٹ کے علاوہ بھی ہمیں ضرورت پڑ گئی؟ وہ کون سا ایسا نہری سسٹم ہے جس کو ہم نے درست کر دیا تو کیا اس حوالے سے کوئی ایک مثال اس معزز ایوان میں پیش کی جا سکتی ہے، کیا وزیر خزانہ کسی ایک چیز کی مثال دیں گے کہ 5۔ارب روپے سے کون سی ایسی آفت تھی جسے دور کیا گیا ہے؟ اس طرح سے ضمنی بجٹ کا سہارا لے کر، بہت ساری ایسی چیزیں جو سٹینڈنگ کمیٹیوں میں جانی چاہئیں، جس کے لئے ہم بہت سارا ایسا کام کر سکتے ہیں۔ یہ ایوان صوبہ پنجاب کا ایک superiorادارہ ہے لیکن یہاں پر سٹینڈنگ کمیٹیوں کی جو حالت ہے، کیا ان کے لئے researchکا انتظام نہیں کیا جا سکتا تھا، کیا لائبریریاں نہیں بن سکتی تھیں، کیا سٹاف کے لئے وہ پیسے خرچ نہیں کئے جا سکتے تھے جو ہم اس طرح کے گورکھ دھندوں پر لگاتے ہیں اور کسی کو اس کی بھنک تک نہیں پڑتی؟ اس طرح سے استعمال کرتے ہیں جیسے شہنشاہ اپنی مرضی سے خرچ کرتا ہے۔ میں اس حوالے سے ایک مثال یہ بھی دوں گی کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ! بہت شکریہ۔ آپ کا وقت پورا ختم ہو گیا ہے۔ جی، محترمہ ناہید نعیم صاحبہ!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب چیئرمین! ہم اس طرح سے اپنا بہت بڑا بجٹ استعمال کر لیتے ہیں جس کی بہت ساری مثالیں ہیں۔ اگر آپ تھوڑا سا مجھے موقع دیں گے تو میں بتاؤں گی۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ ناہید نعیم: شکریہ۔جناب چیئرمین!میں وزیر خزانہ کی اس بات کو حقائق کے قریب نہیں سمجھتی جو انہوں نے کہا ہے کہ حکومت پنجاب تعلیم کے شعبہ میں وسائل کی فراہمی کو قوم کے خوش آئند مستقبل کے لئے بہترین سرمایہ کاری۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ!لکھی ہوئی تحریر پڑھنے کی اجازت نہیں اس لئے آپ زبانی تقریر کریں۔

محترمہ ناہید نعیم: جناب چیئرمین!میں یہاں پر کسی کی تعریف کرنے آئی ہوں نہ ہی برائیاں بلکہ میں بجٹ پر تقریر کرنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: محترمہ!آپ پڑھ کر تقریر نہیں کر سکتیں بلکہ آپ زبانی بات کریں۔

محترمہ ناہید نعیم: جناب چیئرمین!میں وہی کہہ رہی ہوں کہ یہاں پر تعریف کرنے آئی ہوں اور نہ برائیاں بلکہ بجٹ پر تقریر کرنے آئی ہوں۔اگر کوئی پوائنٹ میں دیکھ لیتی ہوں تو اس میں برائی والی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین!تعلیم کے لئے مجموعی قومی پیداوار کا کم از کم چار فیصد مختص کیا جانا اشد ضروری ہوتا ہے۔یہ وہ شرح ہے جس کے مطابق ہمارے ملک میں بین الاقوامی معاہدوں کی روشنی میں اس سے کم تعلیمی بجٹ نہیں رکھا جانا چاہئے مگر اس بجٹ میں تعلیمی بجٹ مجموعی قومی پیداوار جی ڈی پی کی کم از کم شرح چار فیصد سے کم رکھا گیا ہے جس نے ثابت کر دیا ہے کہ اس سال بھی سرکاری تعلیمی اداروں کی حالت میں عملاً کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔Missing facilities پوری ہوں گی، فی کلاس اساتذہ کی مطلوبہ تعداد مؤثر ہو گی اور نہ ہی کوالٹی ایجوکیشن دینے کا خواب شرمندہ تعبیر ہو گا۔گویا کہ اس سال تعلیمی بجٹ کا حجم کچھ زیادہ رکھا گیا ہے مگر لوگوں کی سرکاری تعلیمی اداروں سے مایوسی کا حجم اس سے کہیں زیادہ ہے۔

جناب چیئرمین!تعلیمی بجٹ کے حوالے سے میں ایک فراڈ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتی ہوں کہ تعلیمی اداروں کے لئے ویلفیئر گرانٹس میں non salaries بجٹ ان کو دیا جاتا ہے اور اس میں سے 18 فیصد جنرل سیلز ٹیکس اور چار فیصد انکم ٹیکس کاٹ لیا جاتا ہے جو کہ چوری ہے۔اس بجٹ میں جو تعلیم کے لئے رکھا ہے اس کے ایک بڑے ہیڈ سے 22 فیصد واپس لے لیا جاتا ہے۔میری تجویز ہے کہ تعلیمی بجٹ کو جی ایس ٹی اور انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب چیئرمین! صرف ایک مثال کے ذریعے میں یہ بات واضح کرنا چاہتی ہوں کہ مختص تعلیمی بجٹ اصل تعلیمی ضروریات پوری کرنے کے لئے بہت کم ہے۔ میری یونین کونسل منڈیالہ راج کی آبادی 30ہزار لوگوں سے زیادہ ہے جہاں سکولوں میں پڑھنے کے قابل بچوں کی تعداد 15ہزار سے کم نہیں ہے اور ان بچوں کے لئے صرف ایک مڈل سکول اور ایک گرلز سکول ہے۔ گرلز سکول کی عمارت کے کچھ کمروں کی حالت انتہائی مخدوش ہے جبکہ وہاں 400تک بچیاں مشکل سے پڑھ سکتی ہیں مگر یہاں 600بچیاں داخل ہیں۔ لڑکوں کے مڈل سکول میں بھی بچوں کی ایک ہزار سے زائد تعداد ہے۔ اس یونین کونسل کے 15ہزار بچوں میں سے صرف 1600بچوں کے لئے تعلیمی سہولیات فراہم کی ہوئی ہیں جبکہ باقی بچوں کے لئے پرائیویٹ سکول رہ جاتے ہیں اور اکثر غریب بچے ان پرائیویٹ سکولوں کی فیس نہیں دے سکتے جس کی وجہ سے وہ بچے سکول کا منہ تک نہیں دیکھ پاتے۔ یہی وجہ ہے کہ ضلع گوجرانوالہ کے لاکھوں بچے سکول نہیں جا پاتے اور۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ کا وقت پورا ہو گیا ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ سردار جمال خان لغاری صاحب!

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب چیئرمین! آپ کی کمال مہربانی کہ آپ نے مجھے اس بجٹ پر تقریر کرنے کا موقع دیا۔ میں آج الحمدللہ فخر سے کھڑا ہوا ہوں کہ پنجاب کے قائد میاں محمد شہباز شریف کا میں انتہائی مودبانہ الفاظ کے اندر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے جنوبی پنجاب کے دل کی دھڑکن پر انقلابی کاوشوں کو شرمندہ تعبیر کرتے ہوئے جو احسن اقدامات کئے ہیں، وہ انشاء اللہ تاریخ میں رقم ہوں گے۔ کون جانتا ہے فورٹ منرو کہاں ہے؟ مری کو سارے پہچانتے ہیں، نتھیا گلی اور بھوربن کی سیریں کرتے ہیں۔ فورٹ منرو تو وہ قبائلی علاقہ ہے جو کہ پنجاب اور بلوچستان کی سرحد پر واقع ہے، جہاں پر پانی نہیں ہے اور وہاں پر ایسے حالات ہیں کہ جب قحط اور دُکھال کا موسم آتا ہے تو میتوں کو بغیر غسل دیئے دفنایا جاتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے شیم، شیم کی آوازیں)

جناب چیئرمین! شیم نہیں بلکہ اب سنیں کہ شیم کے بعد کیا ہوتا ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے الحمدللہ ہم جنوبی پنجاب والوں کی عزت نفس کو اجاگر کیا ہے اور ہمیں وہ مقام عطا کر دیا ہے کہ فخر سے جمال لغاری اب یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ وہی جمال لغاری ہے جس نے سینیٹ کے ایوان کے اندر ایک تحریک شروع کی اور جنوبی پنجاب کو اس پنجاب سے کاٹ کر علیحدہ صوبے کے مطالبے کے لئے

ایک قرارداد پیش کی اور 100 ووٹوں میں سے 36 ووٹ لئے۔آج جمال لغاری اس مطالبے سے دستبردار ہو چکا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! آج اسی پنجاب میں رہ کر میں اپنے آپ کو الحمدللہ خوش اور اطمینان قلب حاصل کرنے پر اللہ تعالیٰ کا احسان مند ہوں۔فورٹ منرو کو 138 کروڑ کی واٹر سپلائی وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے دے دی ہے، فورٹ منرو کو پاکستان کا سب سے بڑا سیاحت کا مرکز بنانے کی خاطر انہوں نے 124 کروڑ کی چیئر لفٹ کا منصوبہ الحمدللہ دے دیا ہے اور مظفر گڑھ سے لے کر ڈیرہ غازی خان اور ڈیرہ غازی خان سے لے کر فورٹ منرو تک ٹوٹل سفر تقریباً 90 میل بنتا ہے تو اس 90 میل کے اوپر دو رویہ سڑک کا بھی انہوں نے الحمدللہ اعلان کیا ہے اور ہمیں یقین ہے یہ اعلانات نہیں ہیں بجٹ کے اعداد و شمار میں ان کی reflection ہوئی ہے اور ہمیں یہ ٹاسک سونپا گیا ہے۔یہ صرف جمال لغاری پر نہیں بلکہ اُن کا اعتماد ہم تمام ممبران کے اوپر ہے۔الحمدللہ کہا گیا ہے کہ جو بھی funds ہیں یہ funds ایک امانت ہیں ان funds کی صحیح utilization ہونی چاہئے transparent utilization صاف اور شفاف طریقے سے یہ لگنے چاہئیں ہیں اور لگیں گے۔انشاء اللہ ہم سارے حق حلال کھاتے ہیں کمیشن کھانے والوں پر اللہ کی لعنت در لعنت اور انشاء اللہ ہم اسی بیوروکریسی کے اوپر check ثابت ہوں گے۔اللہ تعالیٰ خیر کرے نشتر گھاٹ کے اوپر پل کا اعلان، الحمدللہ بہاولنگر کے اندر میڈیکل کالج کی تعمیر اور سب سے بڑی بات کہ جنوبی پنجاب کی طرف تو سارے ہنستے تھے کہ جنوبی پنجاب کے اندر میٹرو بس کہاں سے آئے گی یہ تو صرف میٹرو بس راولپنڈی اور لاہور کے لئے ہے۔سب سے طویل ترین میٹرو بس ملتان کے اندر الحمدللہ آرہی ہے پاکستان کا جدید ترین ہسپتال جس پر شوکت خانم بھی شرمندہ ہوگا، آغا خان بھی شرمندہ ہوگا اور میری تحریک انصاف کی طرف قطعاً کوئی ہٹ نہیں ہے، میں جذبات میں ہوں اور میں یہ بات کہنے پر فخر محسوس کر رہا ہوں کہ مظفر گڑھ جیسے پسماندہ علاقے کے اندر ترک اردگان ہسپتال کی جو تعمیر ہے وہ آغا خان اور شوکت خانم کو کہیں پیچھے چھوڑ دے گی۔

جناب چیئرمین! وزیراعلیٰ پنجاب کی یہ جو تمام کاوشیں ہیں جنوبی پنجاب کے لئے اور خاص طور پر ڈیرہ غازی خان کے اندر دو دانش سکول دیئے گئے ہیں ایک فورٹ منرو اور دوسرا تحصیل تونسہ کو دیا جس پر نہ صرف میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو بھی ڈبل سیلوٹ کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین! آپ کا بھی شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ آج وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی تمام کاوشوں کا تذکرہ کر سکا۔ ڈیرہ غازی خان میں ایک ارب 17 کروڑ روپے کے فنڈز کے ساتھ انہوں نے جو پہاڑوں سے پانی آتا ہے اُس سیلاب کی روک تھام کے لئے اُن کی peaceful harnessing of the flood torrents کے لئے انہوں نے فنڈز دیئے میں وزیر اعلیٰ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور تمام معزز ایوان کا بھی شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب ماجد ظہور صاحب!

جناب ماجد ظہور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ

کورم کی نشاندہی

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب چیئرمین: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جی، ماجد ظہور صاحب!

ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث

(---جاری)

جناب ماجد ظہور: جناب چیئرمین! اس ایوان کی شاندار روایات میں سے ایک روایت یہ بھی تھی کہ بجٹ کے دوران کورم پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا جاتا تھا لیکن آج کی اپوزیشن اس بات پر مبارکباد کی مستحق ہے کہ جہاں انہوں نے اس ایوان میں اور بہت سی منفی روایات کو جنم دیا وہاں انہوں نے بجٹ کے دوران کورم پوائنٹ آؤٹ کرکے ایک اور منفی روایت کی تاریخ رقم کی۔ پنجاب کے اس بجٹ کو اس سے زیادہ اور کیا خراج تحسین پیش کیا جا سکتا ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی بصیرت کو اس سے زیادہ کیا خراج تحسین پیش کیا جا سکتا ہے کہ جنوبی پنجاب کے وہ لوگ جو اپنی محرومیوں کی وجہ سے، جو اپنی

غربت کی وجہ سے علیحدہ صوبے کا مطالبہ کرتے تھے آج جنوبی پنجاب کے لوگ جناب جمال لغاری سمیت بہت خوش ہیں کیونکہ اس بجٹ میں ان کے لئے جو ترجیحات رکھی گئی ہیں وہ ان پر نہ صرف فخر کا اظہار کرتے ہیں بلکہ جو علیحدہ صوبہ بنانے کی سوچ تھی اس پر بھی نظر ثانی کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میں اس شاندار بجٹ کو پیش کرنے پر وزیراعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں صرف ایک منٹ میں بات ختم کرتا ہوں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کے نعرے پر قائم ہوا۔ جہاں ہم اپنے لوگوں کی معاشی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں وہاں ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ان کی روحانی ضروریات کا بھی خیال رکھیں۔ ہر مسلمان کی زندگی کی یہ واحد خواہش ہوتی ہے کہ وہ روضہ رسول ﷺ پر حاضری دے اور اللہ کے گھر میں دو سجدے ادا کرے۔ میں وزیر خزانہ کے سامنے یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اس بجٹ میں کم از کم ایک ارب روپے کا فنڈ قائم کیا جائے اور اس فنڈ سے ان غریب، لاچار اور بے سہارا افراد کو عمرہ کی سعادت حاصل کروائی جائے جو اپنی معاشی حیثیت کی وجہ سے عمرہ کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ اب وزیر خزانہ ضمنی بجٹ کے حوالے سے wind up speech کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں نے بھی بات کرنی تھی، پلیز مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، منڈا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں اس بجٹ کے موقع پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ جو بجٹ 2014-15 ہے الحمد للہ ہم اس کے زبانی جمع خرچ کی بات نہیں کر رہے ہیں۔ جو مالی سال یکم جولائی سے شروع ہو رہا ہے اور 30-جون 2015 کو ختم ہوگا۔ ہم پنجاب کے اندر economic revolution لے کر آئیں گے۔ وفاقی حکومت کا موٹروے کا ایک منصوبہ ہے جس سے ہم اپنی معیشت کے دروازے کھول رہے ہیں جس سے لاکھوں لوگوں کو روزگار ملے گا اور فنی ترقی ملے گی۔۔۔

جناب چیئرمین: منڈا صاحب! بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں اپنے حلقے کے حوالے سے کچھ گزارشات پیش کرنا چاہوں گا۔ میرے حلقے کے حوالے سے جو منصوبے ہیں وہ میں نے لکھے ہیں اگر آپ کی اجازت ہو تو میں ان کو بیان کر دوں یا پھر سیکرٹری اسمبلی کو تحریری طور پر دے دیتا ہوں تاکہ یہ ریکارڈ کا حصہ بنا لیں۔

جناب چیئرمین: منڈا صاحب! آپ تحریری طور پر دے دیں، ان کو ریکارڈ کا حصہ بنا لیا جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ ہم لاہور، کراچی، فیصل آباد موٹروے کی منظوری و تعمیر پر وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میرے حلقے میں بھی کچھ کام ہونے بہت ضروری ہیں۔ میری آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے گزارش ہو گی کہ ان کاموں کو ترجیحی بنیادوں پر کروایا جائے جو درج ذیل ہیں:

سٹی شرقپور شریف میں شیر ربانیؒ کے نام سے یونیورسٹی کا قیام۔ سٹی شرقپور شریف اور فیض پور میں ڈیجیٹل لائبریری کا قیام۔ سٹی شرقپور شریف کے بالمقابل دریائے راوی پر پل کی تعمیر۔ سٹی / تحصیل شرقپور شریف اور تحصیل فیروزوالہ میں سگیاں چوک کے قریب ایمرجنسی سروس ریسکیو 1122 کا قیام۔ شرقپور میں سپورٹس کمپلیکس کا قیام (ونڈالہ دیال شاہ)۔ لاہور شرقپور شریف روڈ پر پٹرولنگ چیک پوسٹ کا قیام۔ برج اٹاری BHU کی upgradation برائے RHC، گرلز ہائی سکول فیض پور خورد، برج اٹاری کی upgradation برائے ہائر سیکنڈری سکول۔ نہر UCC سکھانوالہ کی پختہ تعمیر، تحصیل ہیڈکوارٹرز ہسپتال شرقپور شریف کی سو بیڈ تک توسیع کی منظوری اور پائیلٹ سیکنڈری سکول شرقپور شریف excellence بنایا جائے۔ یونین کونسل نمبر 30,31,32 ونڈالہ دیال شاہ، ڈھاکہ نظام پورہ میں مکمل واٹر سپلائی سسٹم کا قیام۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ لاہور شرقپور شریف روڈ اور شیخوپورہ شرقپور شریف روڈ پر انٹرچینجز کی تعمیر۔ ڈھاکہ نظام پورہ اور ونڈالہ دیال شاہ یونین کونسل نمبر 30,31,32 میں پبلک پارکس، سپورٹس جمنیزیم اور کرکٹ گراؤنڈ کی منظوری۔ سٹی شرقپور شریف میں کامرس کالج کی تعمیر۔ جوڈیشل کمپلیکس تحصیل شرقپور شریف کی منظوری۔ حلقہ پی پی۔165 کے اندر کرکٹ گراؤنڈ کا قیام و منظوری۔ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ شرقپور شریف کی منظوری۔ سٹی شرقپور شریف میں لاہور جڑانوالہ روڈ پر بڑا اڈا لاریاں چوک کی توسیع monument کی تعمیر۔ اس کے علاوہ میرے حلقہ پی پی۔165 میں ٹاؤنز اور گاؤں

کے اندر صاف پانی کے لئے واٹر فلٹریشن پلانٹس کی تنصیب کی جائے جن میں فیض پور خورد، برج اٹاری، ڈھاکے، تریڑے والی، غازی پور، سجو وال، بھینی، ناظر لبانہ، کوٹ محمود، قلعہ شریف، نظام پورہ، ایچی پور، فتو والہ، بھولے شاہ، نانو ڈوگر، نور پور، مڑھ بھنگواں، چک نمبر 17، ایسن وغیرہ وغیرہ آتے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ جی، وزیر خزانہ!

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں معزز ممبران اسمبلی کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ضمنی بجٹ برائے سال 2013-14 کی بحث میں بھرپور حصہ لیا۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ انتہائی ناگزیر وجوہات کی بناء پر ہی ضمنی بجٹ بنایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر پچھلے سال کے ضمنی بجٹ کو 82۔ارب روپے سے کم کرکے 21۔ارب 67 کروڑ 63 لاکھ 70 ہزار روپے کر دیا گیا جو کہ تقریباً 74 فیصد کم ہے جس سے بہتر financial management کی نشاندہی ہوتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! جیسا کہ میں نے بتایا کہ پچھلے سال کا جو ضمنی بجٹ 82۔ارب روپے کا تھا اور اس سال ہم اس کو کم کرکے 21۔ارب 67 کروڑ 63 لاکھ 70 ہزار پر لے آئے ہیں جو کہ پچھلے سال سے 74 فیصد کم ہے۔ گورنمنٹ کی پالیسی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ next year اس میں مزید کمی آئے گی۔

جناب چیئرمین! ضمنی بجٹ میں امن و امان، relief measures, subsidy اور علاج معالجہ کی فراہمی کی مدات پر بجٹ allocate کیا گیا ہے۔ میں معزز ایوان کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ مالی امداد صرف ان نادار لوگوں کے علاج کے لئے متعلقہ ہسپتال کی انتظامیہ کو after due process فراہم کی جاتی ہے جو میڈیکل بورڈ recommend کرتا ہے۔ جہاں تک کسی فرد کا رہائشی پتا، مالی حالت، entitlement اور مزید تفصیل درکار ہے تو وہ معزز ممبر کو فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے فراہم کی جا سکتی ہے۔ یہ رقم چیف منسٹر صاحب کی جانب سے ان لوگوں کو فراہم کی جاتی ہے جو غریب، نادار ہوتے ہیں یا وہ جن کو کوئی ایسی بیماری ہو جیسے liver transplant یا چھوٹے بچوں کے heart کی problem جن کا پاکستان میں علاج نہیں ہو سکتا اور ان کو باہر جانا ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں چیف منسٹر صاحب علاج معالجہ کے لئے خصوصی مدد کرتے ہیں تو یہ اس کی مد میں خرچ ہوتا ہے۔ یہاں پر ہمارے ایک معزز ممبر نے یہ کہا کہ جو ہماری budget books ہیں اس میں ان کے نام دیئے گئے

ہیں لیکن ان کے پتے نہیں ہیں۔ ہم ان کو یہ کہیں گے کہ یہ پوراprocess بہت میرٹ پر کیا جاتا ہے۔ اگر ان کو ان کے پتے بھی چاہئیں تو وہ بھی فنانس ڈیپارٹمنٹ سے مل سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! امن و امان کی صورتحال کے تناظر میں پولیس کے بجٹ میں مختلف مدات میں فنڈز کی reallocation کی گئی ہے اور پولیس کے بجٹ میں کسی قسم کا اضافہ نہیں کیا گیا۔ مزید برآں پولیس ڈیپارٹمنٹ کے لئے موجودہ سال میں 71۔ارب 30 کروڑ 54 لاکھ 10 ہزار روپے مختص کئے گئے تھے جو کہ نظر ثانی شدہ بجٹ میں کم ہو کر 70۔ارب 18 کروڑ 3 لاکھ 53 ہزار روپے رہ گئے۔ اس طرح پولیس کو ضمنی بجٹ میں کسی قسم کی کوئی اضافی allocation نہیں کی گئی بلکہ بجٹ کے اندر ہی مختلف مدات میں adjustment کی گئی ہے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر ہمارے اپوزیشن کے بہت سارے معزز ممبران نے اپنی speeches میں یہ کہا کہ شاید پولیس کے بجٹ میں ہم نے بہت اضافہ کیا اور ضمنی گرانٹس کو بھی بجٹ میں further allocate کیا تو ان کو بتانے کے لئے عرض ہے کہ اگر وہ بجٹ بکس کو بغور ملاحظہ کریں تو ان کی adjustment کی گئیں اور ان کے بجٹ میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔

جناب چیئرمین! کچھ معزز ممبران نے وزیر اعلیٰ کے دفتر کے اخراجات میں اضافے کی طرف دوبارہ توجہ دلائی حالانکہ اس کا بجٹ تقریر کے اندر بھی تفصیلاً جواب دیا جا چکا ہے۔ میں پھر دوبارہ بتانا چاہوں گا کہ اس سال آپ کے صوبہ پنجاب میں investment کے لئے چائنا اور ترکی سے بہت زیادہ delegations آئے۔ اس میں اگر آپ دیکھیں تو ان کی سکیورٹی کے انتظامات کے سلسلے میں چیف منسٹر سیکرٹریٹ کے بجٹ کی allocation میں اضافہ ہوا۔

جناب چیئرمین! ایک معزز ممبر نے اخباری خبر کا سہارا لیتے ہوئے ترقیاتی بجٹ کی کم utilizations کے بارے میں نشاندہی کی ہے تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ یہ figures درست نہیں ہیں کیونکہ ابھی تک موجودہ مالی سال کے AG Punjab accounts کی طرف سے مکمل نہ ہوئے ہیں اس لئے فرضی اعداد و شمار کی بنیاد پر کم utilizations کا واویلہ اس مرحلے پر کیا جانا مناسب نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! ایک معزز ممبر اسمبلی نے میٹرو بس پر دی جانے والی subsidy کو سڑکوں کی تعمیر و مرمت پر خرچ کرنے کی بجائے جنوبی پنجاب کی سڑکوں پر خرچ کرنے پر زور دیا ہے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ موجودہ بجٹ میں infrastructures development اور سڑکوں کی

تعمیر ومرمت پر خصوصی طور پر جنوبی پنجاب میں سڑکوں کی تعمیر ومرمت پر 11-ارب روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے۔ غریب عوام جو کہ میٹرو بس پر روزانہ ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ کی تعداد میں سفر کرتے ہیں لہذا سبسڈی کی مد میں دی جانے والی سہولت کو واپس لینا غریب لوگوں کے ساتھ سراسر ناانصافی ہوگی۔

جناب چیئرمین! ایک معزز ممبر نے اشتہارات کی مد میں اضافی بجٹ مختص کرنے پر اعتراض کیا اس سلسلے میں گزارش ہے کہ زیادہ تر اشتہارات کے ذریعے وبائی امراض خصوصاً ڈینگی، کانگو، خسرہ اور پولیو جیسی خطرناک بیماریوں سے بچاؤ کے طریق کار سے عوام کو آگاہ کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! ایک معزز ممبر نے TMA's کو بجٹ allocation کے بارے میں اپنے خدشات کا اظہار کیا ہے۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ موجودہ حکومت نے ٹی ایم ایز کو Interim PFC Award کے تحت ترقیاتی بجٹ کے لئے 29 کروڑ 56 لاکھ 75 ہزار 4 سو روپے اور دوسرے غیر ترقیاتی اخراجات کی مد میں 97 کروڑ 60 لاکھ 81 ہزار روپے جو کہ محصول چونگیات پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کی قانونی provision کو سامنے رکھتے ہوئے مختص کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر آخر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارے اپوزیشن ممبران نے بہت تیاری کی اور مجھے اپوزیشن کے ایک ممبر سے یہ بھی پتا چلا ہے کہ پتا نہیں financial consultant بجٹ پر بحث کرنے کے لئے کیوں hire کئے گئے تو میں انتہائی معذرت کے ساتھ یہ کہوں گا کہ اکثر figures جو یہاں بجٹ تقریروں میں اور ضمنی بجٹ quote کی گئی وہ figures ٹھیک نہیں تھیں اور میں ان کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ آئندہ سے ان کو کسی financial consultant کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ان کو بجٹ بکس دیکھنی نہیں آتی۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر ان کو بجٹ دیکھنا نہیں آتا تو ان کو میں یقین دلاتا ہوں کہ ہمارا فنانس اور پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ ان کی مشاورت اور مدد کے لئے حاضر ہے۔ آئندہ سے یہ ان سے مشاورت کر لیا کریں۔

جناب چیئرمین! دوسری بات میں آج یہاں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ بجٹ سیشن انتہائی اہم سیشن ہوتا ہے اور ہمارے معزز ممبران اپوزیشن نے شاید کورم پوائنٹ آؤٹ کرنے کا ریکارڈ قائم کیا ہے اور عام طور پر کورم پوائنٹ آؤٹ کرنا پنجاب اسمبلی کی روایت نہیں ہے۔ یہ تمام پاکستان اسمبلیوں کی روایت ہے کہ بجٹ اجلاس میں کورم پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا جاتا۔ مگر ان کا پتا نہیں کیا ایجنڈا ہے اور کس

ایجنڈے پر یہ کام کر رہے ہیں جبکہ آپ کی مہربانی سے ان کو پورا ٹائم دیا گیا ہے۔ انہوں نے Budget debate میں پہلے تین دن properly participate نہیں کیا اور آپ نے آخری دن اپنے ممبران کا ٹائم short کر کے ان کے 19 ممبران کو ٹائم دیا۔ مگر آج بھی آپ نے اپنے ٹریژری ممبران کا ٹائم short کر کے ان کو زیادہ ٹائم دیا ہے۔ اس کے باوجود بھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے کورم پوائنٹ آؤٹ کرنے کا ایک ریکارڈ قائم کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اپوزیشن کو چاہئے کہ سب سے important آپ کا بجٹ سیشن ہوتا ہے جس میں پورے پنجاب کے لوگوں کے لئے اگلے ایک سال کی جو تعمیر و ترقی ہونی ہے اس کے حوالے سے یہاں پر بحث کی جاتی ہے۔ میں ان سے یہی کہوں گا کہ ہماری ہر طرح کی مشاورت حاضر ہے next time ان کو اچھی تیاری کرائیں گے تاکہ یہ بجٹ debate میں بھرپور حصہ لیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! ان کی تیاری بھی نہیں ہوتی شاید اس وجہ سے کورم پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں یا جس طرح انہوں نے اس دفعہ بجٹ سیشن کے دوران واک آؤٹ کرنے کا بھی ریکارڈ قائم کیا ہے۔ میں آخر میں اس تمام معزز ممبران کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ضمنی بجٹ کی مثبت بحث میں حصہ لیا اور اس شعر کے ساتھ اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ:

شکوہ ظلمت شب سے تو کہیں بہتر تھا
اپنے حصے کی کوئی شمع جلاتے جاتے

(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر مراد راس: جناب چیئرمین! اگر ان کو پڑھنا لکھنا آتا تو پھر دوبارہ ضمنی بجٹ پیش کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔۔۔

جناب چیئرمین: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہوا اور کل اجلاس کی کارروائی 1:00 بجے تک جاری رہے گی باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 144 سب قاعدہ 4 کے تحت guillotine کا اطلاق براہ راست سوال کے ذریعے ہوگا۔

اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 26۔ جون 2014 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

606

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ26۔جون2014

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013

ضمنی مطالبات زر برائے سال 14-2013 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر1	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو17کروڑ،59لاکھ،93ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اسٹامپ"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013کے صفحات 1تا2 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر2	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو18کروڑ،6لاکھ،77 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013کے صفحات 3تا4ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر3	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو30کروڑ،42لاکھ،61ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس ومحصولات برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013کے صفحات 5تا9 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر4	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو5۔ارب،59کروڑ،75لاکھ،62 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"آبپاشی وبحالی اراضی"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013کے صفحات 10تا29ملاحظہ فرمائیں۔

607

مطالبہ نمبر5	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو86کروڑ،45لاکھ،94ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کوختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"انتظام عمومی"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2013-14کے صفحات30 تا68ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر6	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو19کروڑ،60لاکھ،66ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کوختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"جیل خانہ جات وسزایافتگان کی بستیاں"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2013-14کے صفحات 69تا71ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر7	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو26کروڑ،24لاکھ،80ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30جون2014کوختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صحت عامہ"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2013-14کے صفحات72 تا78ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر8	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو4کروڑ،88لاکھ،47ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کوختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ماہی پروری"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2013-14کے صفحات79تا 80ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر9	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو1کروڑ،25لاکھ،1ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کوختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"امدادباہمی"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2013-14کا صفحہ 81ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر10	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو8کروڑ،51لاکھ،28ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کوختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صنعتیں"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2013-14 کے صفحات82 تا86ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر11	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو17کروڑ،3لاکھ،69ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کوختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"متفرق محکمہ جات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2013-14کے صفحات87 تا100ملاحظہ فرمائیں۔

608

مطالبہ نمبر 12	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 80 کروڑ، 34 لاکھ، 55 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 کے صفحات 101 تا 104 ملاحظہ فرمائیں
مطالبہ نمبر 13	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو ایک۔ارب، 19 کروڑ، 68 لاکھ، 58 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 کے صفحات 105 تا 108 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 14	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 2۔ارب، 70 کروڑ، 87 لاکھ، 47 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 کا صفحہ 109 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 15	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 3۔ارب، 74 کروڑ، 74 لاکھ، 54 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 کے صفحات 110 تا 180 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 16	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 37 لاکھ، 37 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 کے صفحات 181 تا 184 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 17	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو ایک ارب، 3 کروڑ، 1 لاکھ، 12 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 کے صفحات 185 تا 191 ملاحظہ فرمائیں۔

609

مطالبہ نمبر18	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو4،ارب،28کروڑ،75لاکھ،29ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013کے صفحات 192تا195ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر19	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"افیون"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال14-2013کا صفحہ196 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر20	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"مالیہ اراضی"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013کے صفحات 197تا199ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر21	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صوبائی آبکاری"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013کا صفحہ200 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر22	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"جنگلات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013کے صفحات 201تا205ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر23	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"رجسٹریشن"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013کا صفحہ206 ملاحظہ فرمائیں۔

610

مطالبہ نمبر24	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2013-14 کے صفحات 207تا216 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر25	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2013-14 کے صفحات 217تا240 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر26	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2013-14 کا صفحہ 241 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر27	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2013-14 کے صفحات 242تا264 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر28	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات "صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2013-14 کے صفحات 265تا335 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر29	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2013-14 کے صفحات 336تا342 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر30	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2012-13 کے صفحات 343تا354 ملاحظہ فرمائیں۔

611

مطالبہ نمبر31

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 کے صفحات 355 تا 358 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر32

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 کے صفحات 359 تا 360 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر33

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 کا صفحہ 361 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر34

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈی" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 کے صفحات 362 تا 363 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر35

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 کا صفحہ 364 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر36

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 کا صفحہ 365 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر37

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ڈویلپمنٹ برداشت" کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 کے صفحات 366 تا 522 ملاحظہ فرمائیں۔

612

مطالبہ نمبر38	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 کا صفحہ 523 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر39	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 کے صفحات 524تا525 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر40	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" شاہرات و پل" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 کے صفحات 526تا570 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر41	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 کے صفحات 571تا617 ملاحظہ فرمائیں۔

2۔ منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 14-2013 ایوان کی میز پر رکھا جانا

ایک وزیر منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 14-2013 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

614

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا نواں اجلاس

جمعرات، 26۔جون2014

(یوم الخمیس، 27۔شعبان المعظم 1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بجے زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ
اٰمَنُوۡا لَا تَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ اٰذَوۡا مُوۡسٰی فَبَرَّاَہُ اللّٰہُ مِمَّا قَالُوۡا ؕ
وَ کَانَ عِنۡدَ اللّٰہِ وَجِیۡہًا ﴿۶۹﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ
وَ قُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا ﴿۷۰﴾ یُّصۡلِحۡ لَکُمۡ اَعۡمَالَکُمۡ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ
ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِیۡمًا ﴿۷۱﴾
اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ الۡجِبَالِ فَاَبَیۡنَ
اَنۡ یَّحۡمِلۡنَہَا وَ اَشۡفَقۡنَ مِنۡہَا وَ حَمَلَہَا الۡاِنۡسَانُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوۡمًا
جَہُوۡلًا ﴿۷۲﴾

سورۃ الأحزَاب آیات69 تا72

مومنو! تم ان لوگوں جیسے نہ ہونا جنھوں نے موسیٰ کو (عیب لگا کر) رنج پہنچایا تو اللہ نے ان کو بے عیب ثابت کیا۔ اور وہ اللہ کے نزدیک آبرو والے تھے (69) مومنو! اللہ سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کہا کرو (70) وہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک بڑی مراد پائے گا (71) ہم نے (بار) امانت کو آسمانوں اور زمین

پر پیش کیا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھا لیا۔ بے شک وہ ظالم اور جاہل تھا(72)

وما علینا الا البلاغ o

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

تاجدارِ حرم ہو نگاہِ کرم ہم غریبوں کے دن بھی سنور جائیں گے
حامیِ بے کساں کیا کہے گا جہاں آپ کے در سے خالی اگر جائیں گے
کوئی اپنا نہیں غم کے مارے ہیں ہم آپ کے در پہ فریاد لائے ہیں ہم
ہو نگاہِ کرم ورنہ چوکھٹ پہ ہم آپ کا نام لے لے کے مر جائیں گے
مے کشو آؤ آؤ مدینے چلیں دستِ ساقیٔ کوثر سے پینے چلیں
یاد رکھو اگر اُٹھ گئی اِک نظر جتنے خالی ہیں سب جام بھر جائیں گے
خوفِ طوفاں ہے بجلیوں کا ہے ڈر سخت مشکل ہے آقا کدھر جائیں ہم
آپ ہی گر نہ لیں گے ہماری خبر ہم مصیبت کے مارے کدھر جائیں گے

تحاریک التوائے کار

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 428/14 شیخ علاؤالدین اور محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 455/14 بھی شیخ علاؤالدین صاحب اور محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

ضمنی مطالبات زر برائے سال 14-2013 پر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری ہوگی۔ گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 پیش کیا جائے گا۔ ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری، ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 میں ضمنی مطالبات زر کی تعداد 41 ہے۔ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان یہ طے پایا ہے کہ ان 41 ضمنی مطالبات زر میں سے پانچ ضمنی مطالبات زر میں دوپہر 1:00 بجے تک حسب ذیل ترتیب سے cut motions پیش کی جائیں گی۔ مطالبہ زر نمبر 18 قرضہ جات "قرضہ جات برائے میونسپلٹیز / خود مختار ادارہ جات وغیرہ" جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 18 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 4۔ ارب 28 کروڑ 75 لاکھ 29 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال

کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 4۔ارب 28کروڑ75لاکھ 29ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوائے دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر نمبر 18 میں کٹوتی کی تحریک تقریباً 47 ممبران کی طرف سے ہے میں قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید صاحب سے کہوں گا کہ وہ جن کو حکم دیں وہ تحریک پیش کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

4۔ارب 28کروڑ75 لاکھ29 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 18 برائے "قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

4۔ارب28کروڑ75 لاکھ29 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 18 برائے "قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

MINISTER FOR EXCISE AND TAXATION/ FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I opposed it.

جناب سپیکر: جی، oppose کی گئی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ جو خطیر رقم 425۔ارب سے زیادہ کی overdrafting ہوئی ہے جو کہ اس کی منظوری کے بغیر بیوروکریسی نے خرچ کی ہے۔ ہم اس کی منظوری کس وجہ سے دیں؟ کیا بلدیاتی اداروں اور خود مختار اداروں نے کوئی ایسا outstanding کام کیا ہے، کوئی

ایسے کام کر دیئے جس سے عوام کو دیئے گئے جو فرائض تھے اس سے زیادہ کا فائدہ ہوا ہے۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ ہماری میونسپل کمیٹیوں کے حالات سب کے سامنے ہیں ان افسران کا جو عوام کے ساتھ روّیہ ہے، ان کی جو کام کرنے کی صلاحیت ہے اور ان کی عوامی سروسز کے لئے جو delivery ہے وہ ہم سب کو پتا ہے کہ کتنا عوام کے کام کرتے ہیں؟ اس افسر شاہی کو وہ اربوں روپے دے رہے ہیں جو بجٹ سے زیادہ انہوں نے خرچ کیا ہے اور یہی جمہوریت کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ ان افسران کے روّیے اور یہ افسران جس طرح سے عوام کے ساتھ پیش آتے ہیں، جس طرح عوامی مسائل کے بارے میں ان کے روّیے ہوتے ہیں اور یہی روّیے جمہوریت کے لئے خطرہ ہیں۔ یہ بیوروکریسی پاکستان کو لوٹ کر کھا رہی ہے اور بدنام عوامی نمائندے ہوتے ہیں۔ اس ایوان کے عوامی نمائندے 2005 میں جن کی تنخواہیں فکس ہوئی تھیں آج 9 سال بعد بھی وہ انہی تنخواہوں پر کام کر رہے ہیں۔ آپ کی یہ افسر شاہی ہمارے لئے پریشانی کا باعث ہے۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت جو عوامی نمائندوں کو empower نہیں کرتی اور بیوروکریسی پر depend کرتی ہے تو یہی وجہ ہے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ جمہوریت کو خطرہ ہے تو جمہوریت کو خطرہ لوگوں کے روّیوں سے ہوتا ہے، حکمرانوں اور بیوروکریسی کے روّیوں سے ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! کیوں نہیں بلدیاتی الیکشن کروائے جاتے، کیوں نہیں عوامی نمائندوں کو اختیارات دیئے جاتے؟ بلدیاتی الیکشن ہوں اور بلدیات کے عوامی نمائندوں کے ذریعے یہ پیسے خرچ ہوں۔ یہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت عوامی نمائندوں پر اعتبار کیوں نہیں کرتی، ان extra اخراجات پر چیک اینڈ بیلنس رکھنے کے لئے اس ایوان پر اعتماد کیوں نہیں کیا جاتا اور اس ایوان کے ایم پی ایز پر اعتماد کیوں نہیں کیا جاتا؟ اس ایوان میں ہماری سٹینڈنگ کمیٹیوں کو empower کیا جائے اور ان کو اختیارات دیئے جائیں تاکہ اس قسم کے شاہانہ اخراجات پر نظر رکھ سکیں تو اس قسم کی فضول اور شاہانہ خرچوں سے بچا جا سکتا ہے۔ آپ ان اداروں کو یہ اربوں روپے دے رہے ہیں، ان کے روّیے یہ ہیں کہ دو دو سال سے سوالوں کے جواب نہیں آتے اور اگر سوالوں کے جواب آتے ہیں تو غلط آتے ہیں۔ کبھی اس ایوان کے تقدس کا خیال نہیں رکھا گیا، کسی غلط سوال پر کسی محکمے کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ اگر آپ اس ایوان کے منتخب شدہ عوامی نمائندوں کو اختیارات نہیں لے کر دیں گے، empower نہیں کریں گے اور اس نوکر شاہی پر depend کریں گے تو یہ عوام کے اربوں روپے جو ہماری خون پسینے کی کمائی ہے جو بڑی مشکل سے عوام اپنا پیٹ کاٹ کر اس ملک کو چلانے کے لئے دیتی ہے یہ ان کی کرپشن اور عیاشیوں کی نذر ہو جاتی ہے۔ آپ میونسپل کمیٹیوں کے حالات دیکھیں کہ ہر شہر میں کروڑوں روپے بجلی کے بل کی مد میں دیئے جاتے

ہیں لیکن سٹریٹ لائٹس جلتی نہیں ہیں۔ پچھلے سال ساڑھے آٹھ کروڑ روپے راولپنڈی میں راول ٹاؤن کے لئے دیئے گئے اور کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں ہے۔اس پر میرا سوال اسمبلی میں موجود ہے۔ پہلے میں نے پوچھا کہ کیا راول ٹاؤن میں بلدیہ کا بجلی کا میٹر ہے،اس کا میٹر نہیں ہے اور ساڑھے آٹھ کروڑ روپے بجلی کی مد میں ادا کئے گئے جس میں چور بازاری یہ ہوتی ہے کہ بازاروں کو بلدیہ کے لوگ connection دیتے ہیں،ان سے پیسے لیتے ہیں اور یہ واپڈا کی ملی بھگت سے کروڑوں روپے عوام کے ضائع کئے جاتے ہیں اور عوام اندھیرے میں ہے۔

جناب سپیکر!اس کے بعد میں تجاوزات کے بارے میں بات کرتا ہوں کہ ان محکموں نے کیا کام کیا ہے؟اس وقت راولپنڈی میں کوئی footpath ایسا نہیں ہے جس پر کوئی پیدل چل سکے۔ان footpaths پر تجاوزات کی مد میں یہ کروڑوں روپے ماہانہ بھتہ وصول کرتے ہیں۔۔۔

چودھری لیاقت علی خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟میں نے floor ان کو دیا ہوا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! بنیادی کام ہے صفائی،آدھے سے زیادہ صفائی کے ورکر گھروں میں بیٹھ کر تنخواہیں لیتے ہیں۔آدھی تنخواہیں ورکروں کو دی جاتی ہیں اور آدھی تنخواہیں یہ افسران اپنی جیبوں میں ڈال لیتے ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔گلیاں اور نالیاں گندگی سے اٹی ہوئی ہیں۔اس کے بعد آپ سیوریج سسٹم کو دیکھ لیں۔دس منٹ کی بارش سے آپ کے گھروں میں چار چار فٹ پانی چلا جاتا ہے۔ان کے پاس جو مشینیں پڑی ہیں وہ بھی خراب ہیں اور اس کے لئے بھی یہ کروڑوں روپے maintenance کے فنڈ کی مد میں لیتے ہیں اور کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں ہے۔اگر یہ عوامی نمائندے empower ہوں،آپ کی سٹینڈنگ کمیٹیاں empower ہوں،آپ کے ایم این ایز،ایم پی ایز بھی empower ہوں،آپ کے بلدیاتی ادارے موجود ہوں تو یہ نوبت ہی نہ آئے۔اربوں روپے کی جو کرپشن ہوتی ہے وہ نہ ہو سکتی۔میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر یہ بلدیاتی الیکشن سے ڈر کیوں رہے ہیں،حکومت بلدیاتی الیکشن کیوں نہیں کروا رہی حالانکہ ان کے منشور میں یہ بات شامل تھی کہ ہم چھ مہینے کے اندر بلدیاتی الیکشن کروا دیں گے۔اس خوف سے بلدیاتی الیکشن نہیں کروا رہے کہ جب یہ empower ہوں گے تو انتظامیہ پر جو ان کی direct گرفت ہے وہ کمزور ہو جائے گی۔آپ کب تک نوکر شاہی پر depend کر کے اس ملک کا [****] کرتے رہیں گے؟

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 620 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پھر کچھ بھی نہیں بچے گا، سارے ادارے انحطاط کی طرف جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے گا، ملک کی خیر مانگیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم یہ بات اسی لئے کہہ رہے ہیں کہ آپ عوامی نمائندوں کو empower کریں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

جناب محمد عارف عباسی: اس ایوان کو empower کریں، سوال و جواب پر توجہ دیں، ہماری جو تحاریک التوائے کار ہیں ان پر توجہ دیں، آپ بلدیاتی الیکشن کروائیں۔ عوامی نمائندوں سے تو حکومت اس طرح دور بھاگتی ہے جیسے یہ اس حکومت کے دشمن ہیں؟ اگر عوامی نمائندوں کو اختیارات مل جائیں۔۔۔

MR SPEAKER: Order please.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ بجٹ جس کو ہم ضمنی بجٹ کہہ رہے ہیں، میں تو کہتا ہوں کہ عوام کے پیسے پر یہ ڈاکا ہے، عوامی نمائندوں کی منظوری کے بغیر افسر شاہی جو یہ پیسا خرچ کرتی ہے وہ عوام کے حق پر ڈاکا مارتی ہے، عوام کے پیسے پر ڈاکا مارتی ہے، ان ڈاکوں کو روکنے کے لئے، اس فضول خرچی کو روکنے کے لئے آپ کو چاہئے کہ پہلے تو بلدیاتی الیکشن کروائیں تاکہ بلدیات کے معاملات ٹھیک ہوں۔ اس کے بعد اس ایوان کو اختیارات دیں، ایوان کی سٹینڈنگ کمیٹیوں کو اختیارات دیں، سوال و جواب پر توجہ دیں تاکہ اس قسم کے ہمارے جو مسائل ہیں ان سے ہم بچ سکیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری میونسپل کمیٹیاں، خود مختار اداروں نے تو وہ کام بھی نہیں کئے جس کے لئے بجٹ میں رقم رکھی گئی تھی اور اب یہ extra رقم منظور کروانا چاہ رہے ہیں۔ میرا وزیر خزانہ سے یہ سوال ہے کہ یہ صرف راولپنڈی کے حوالے سے ہی مجھے بتادیں کہ وہاں پر کیا extraordinary کام ہوا ہے؟ اس وقت بھی ہماری 70 فیصد لائٹیں نہیں جل رہیں، ہمارے سیوریج سسٹم کا یہ حال ہے کہ پورے سال میں ایک نالہ بھی صاف نہیں ہو سکا ہے، کوئی ایک گلی نہیں بنی، کوئی نیا ٹیوب ویل نہیں لگا، کوئی ایک فلٹر پلانٹ نہیں لگا، پھر ان کو 375- ارب روپے کیوں دے دیں؟ اس لئے میری گزارش ہو گی کہ اس کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: مہربانی۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب! آپ بھی اسی cut motion پر بولیں گے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سب پر بولیں گے۔

جناب سپیکر: آپ کی اور cut motions بھی ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جی، ہاں۔

جناب سپیکر: دیکھ لیں، سوچ لیں، آپ کی مرضی، مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔ فرمائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): ڈریں نہیں۔

جناب سپیکر: مجھے ڈرانا چاہتے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): نہیں، نہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ مجھے ڈرانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ابتدا میں، میں دو تین باتیں budget process کے حوالے سے آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ آپ بھی بار بار منتخب ہو کر اس ایوان میں آئے ہیں اور میں بھی تیسری دفعہ اس ایوان کے اندر موجود ہوں۔ اس دوران متعدد بجٹ یہاں پر پیش ہوتے رہے ہیں اور اس پر discussion بھی ہوتی رہی ہے۔ پورا ایوان اس بات کو اچھی طرح سے سمجھتا ہے، میں کوئی points scoring کے لئے بات نہیں کر رہا، بجٹ سازی کا جب یہ سارا process ہوتا ہے، جب بجٹ یہاں پر پیش ہو جاتا ہے تو اس میں اسمبلی کا صرف اتنا حصہ ہوتا ہے کہ ایک cosmetics قسم کی pre-budget discussion رکھ لی جاتی ہے اور اس کے اندر جو معزز ممبران بولنا چاہتے ہیں وہ بول لیتے ہیں لیکن اس کی کوئی reflection budget کے اندر نہیں ہوتی یعنی اگر اس کی reflection موجود ہو۔ اگر کوئی proposals آئی ہوں اس کے بارے میں وزیر خزانہ brief کرتے ہوں کہ pre-budget discussion میں فاضل ممبران نے یہاں پر یہ تجاویز پیش کی تھیں ان کو thrash out کیا گیا اور یہ تجاویز ہم نے بجٹ کے اندر incorporate کر دی ہیں۔ یہ تجاویز practicable نہیں تھیں اس لئے ہم نے ان کو incorporate نہیں کیا۔ اس سے ایوان کو کوئی اعتماد ہوتا کہ ہم یہاں پر جو گلے پھاڑتے ہیں، چیختے چلاتے ہیں تو اس سے کوئی اثر ہو۔

جناب سپیکر!دوسرا معاملہ یہ ہے کہ اس کے بعد جب یہ بجٹ پیش ہو جاتا ہے، میں معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ ہم بھی دونوں اطراف پر بیٹھے رہے ہیں، آج یہاں بیٹھے ہیں، کبھی وہاں بیٹھتے تھے یعنی ساری صورتحال کو closely دیکھا ہے۔ وزراء صاحبان کو شاید اپنے ڈیپارٹمنٹ کے بجٹ کے حوالے سے کچھ تھوڑی بہت سُدھ بدھ ہو تو ہو، باقی جو اسمبلی کے مرد و خواتین ممبران ہیں، انہیں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ بجٹ کیسے بن رہا ہے کہاں بن رہا ہے اور کیسے یہ ساری سفارشات مرتب ہوتی ہیں؟اس کے بعد اتنا بڑا پلندا جو کئی کلو گرام پر محیط ہوتا ہے وہ ظاہر ہے۔بجٹ اجلاس سے چند روز پہلے بلکہ چند گھنٹے پہلے کابینہ کے اجلاس کے اندر پیش ہو جاتا ہے، میری خود ایک منسٹر صاحب سے بات ہوئی ہے، میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو وہ رات کو۔۔۔

جناب سپیکر: میں ان کا نام نہیں پوچھوں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں بھی آپ کو نام نہیں بتا رہا، میری موجودگی کے اندر گاڑی آئی اور اتنا بڑا "تھبا" deliver کیا کہ یہ۔۔۔

رائے منصب علی خان: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ پلیز!ان کو اپنی بات کرنے دیں، بجٹ تقریر کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔ مہربانی فرمائیں۔

رائے منصب علی خان: جناب سپیکر!میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ معزز ممبران فرما رہے ہیں کہ ان کو کچھ معلوم نہیں ہوتا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کو سارا پتا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ سب کو پتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!مجھے ایک منسٹر صاحب کہنے لگے کہ ڈاکٹر صاحب آپ یہ دیکھ لیں، کیا میری اتنی capacity ہے کہ میں اس پلندے کو ایک دو گھنٹے میں دیکھ لوں؟

جناب سپیکر: کیا یہ ان کی ہمت نہیں ہے کہ ساری کتابیں پڑھ لیں، کمال نہیں ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ایک دو گھنٹے میں اس کو thrash out کر سکوں، نتیجہ کیا ہوتا ہے؟اس کو کابینہ پاس کر دیتی ہے اور اس کے بعد بجٹ اسمبلی میں پیش ہو جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ cut motion پر آ جائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! cut motion پر بھی میں بات کر لوں گا، گزارش یہ ہے کہ اس کے بعد یہ [****] ہم جتنی بھی اس کے اوپر بحث کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: قرآن وحدیث سے زیادہ؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جو اس documents کی scarcity ہو جاتی ہے وہ۔۔۔

جناب سپیکر: نعوذ باللہ۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! یہ بات مناسب نہیں ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کروا دیئے جائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: کارروائی سے حذف کروا دیئے گئے ہیں، حذف ہو چکے ہیں، ان کو اب بات کرنے دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں جو بات کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ اس کے بعد یہ ساری بحث ہوتی ہے، اس دفعہ بھی ساری بجٹ سازی ہوئی ہے، چار دن اس پر عام بحث ہوئی ہے اور دیگر معاملات پر بھی بات ہوئی ہے اس کے علاوہ cut motions بھی پیش ہوئی ہیں، اس پر بھی debate ہوئی ہے، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کے بعد بجٹ کے اندر کوئی ایک روپے کی بھی تبدیلی ہوئی ہے؟ اسی طرح بجٹ پاس ہو جاتا ہے اور پنجاب کے عوام کی کمائی سے جو ٹیکس وصول کیا جاتا ہے وہ اس اجلاس پر خرچ ہوتا ہے، آپ مجھے اس کی out put بتا دیں؟ میں آپ کی خدمت میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس سارے process کو review کرنے کی ضرورت ہے۔ اس وقت جو advanced جمہوریتیں ہیں، دوسرے ممالک کے تجربات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اُن کی روشنی میں بجٹ بنایا جائے۔ قومی اسمبلی کے اندر بھی کچھ چیزیں تبدیل ہوئی ہیں ان ساری چیزوں کو دیکھیں اور اس سلسلے میں ایوان کی کمیٹی بنائیں access کریں تاکہ سب کی اس کے اندر دلچسپی ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ treasury benches کو بھی full allow ہونا چاہئے کہ اس کے اوپر وہ بات کریں، اچھے اچھے لوگ، اچھے debaters سوچنے سمجھنے والے دماغ اس سائیڈ پر بھی بیٹھے ہیں لیکن چونکہ موقع نہیں ہوتا وہ بات نہیں کر سکتے ان کے گلے کو گھونٹا ہوا ہوتا ہے، یہ ساری صورتحال ہے، میری بہت ہی honestly دردمندانہ درخواست ہے کہ اس سارے process کو خدا کے لئے review کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! اب میں ضمنی بجٹ پر بات کرنا چاہتا ہوں اور اس حوالے سے بھی میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ضمنی بجٹ میں اچھی خاصی رقم block allocation کے طور پر رکھ لی جاتی ہے اور ہم یہاں چیختے چلاتے رہے ہیں کہ یہ اتنی اتنی بڑی رقم block allocation میں آپ لوگ رکھتے ہیں، اس کو اپنی مرضی سے خرچ لیا جاتا ہے یہ طریق کار ٹھیک نہیں ہے۔ ظاہر ہے majority تو پھر majority ہوتی ہے prevail کرتی ہے اور بجٹ پاس ہو جاتا ہے اور اس کے بعد اپنی مرضی سے اس کا استعمال ہوتا ہے۔ یہ جو بجٹ excess ہو جاتا ہے، میں ان سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس دفعہ تھوڑی سی constraint ہوئی ہے اور ضمنی بجٹ کے اندر تھوڑی سی کمی لے کر آئے ہیں لیکن پھر بھی اچھی خاصی رقم ہے جو excess خرچ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ پورے سال میں اس ایوان کے علاوہ ہمارے پاس کوئی موقع نہیں ہوتا کہ ہم اس کا جائزہ لے سکیں کہ یہ اتنا بڑا بجٹ جو 1000۔ارب سے زائد کا بجٹ پیش کیا ہے اس کی چیکنگ کہاں پر ہو گی؟ درمیان میں اسمبلی کو کچھ معلوم ہوتا ہے اور نہ ہی حکمران اس کے اوپر اپنی کوئی توجہ دیتے ہیں اور وہ بھی اپنی مرضی سے خرچ کرتے ہیں۔ میں اس میں گزارش کرتا ہوں کہ چلیں آپ اسے اسمبلی کے اندر دوبارہ پیش نہ کریں ایوان کی ایک فنانس کمیٹی ہے، جب بھی اگر کہیں excess خرچ کرنا ہے آپ نے بجٹ کو reallocate کرنا ہے، اس House Committee کے اندر اس کی composition کو بہتر کرنے کے لئے اس پر غور کر لیا جائے۔ اس کمیٹی کے ممبران میں fifty percent گورنمنٹ سے لے لیں اور fifty percent اپوزیشن سے لے لیں، یہ اخراجات کم از کم وہاں پر پیش ہوں اس کی justification ہو کہ یہ excess خرچ کرنا چاہتے ہیں یا یہ رقم ہم دوسری طرف لے کر جانا چاہتے ہیں تو اس حوالے سے اس میں ایوان کی کوئی sanctity تو ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو چیزیں ہیں اس حوالے سے سوچنے کی ضرورت ہے۔

اب یہ جو 4۔ارب 28 کروڑ 75 لاکھ 29 ہزار روپے کے مطالبات زر پیش ہوئے ہیں۔ ٹھیک ہے میں اس پر بات کر رہا ہوں ابھی دو تین اور ممبر بھی بات کر لیں گے، پانی میں مدھانی ڈالے رہیں گے، بھینس کے آگے بین بجاتے رہیں گے نتیجہ تو کچھ بھی نہیں نکلنا، یہ اسی طرح پاس ہو جائے گا اور اس کے بعد اس حوالے سے کوئی پوچھ پریت نہیں ہو گی۔ میں پہلی بات تو municipalities کے حوالے سے کر رہا ہوں کہ آپ یہ municipalities میں خرچ کر رہے ہیں مجھے اور ہم سب کو یہ تجربہ ہے کہ جس طرح

گورنمنٹ کے Exchequer کا وہاں پر بیٹھے اہلکار زیاں کرتے ہیں ہمیں اس کے بڑے تجربے ہیں اور میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ DO روڈز ایک کام کر رہے ہیں وہ کام ہو گیا اس کی billing وہاں سے draw کر لی اب وہاں پر جو ٹی ایم اے ہے اس نے اس منصوبہ کو اپنے کاغذات کے اندر بنایا اسے منظور کیا انہوں نے اسے کاغذوں میں execute کر کے دکھا دیا اور من وعن وہ رقم جو DO روڈز نے خرچ کی ہے وہی رقم ٹی ایم اے نے وصول کر کے اس منصوبے کو کاغذوں کے اندر دکھا دیا ہے، ایسے متعدد منصوبے میری معلومات کے اندر ہیں اس لئے ضروری ہے کہ یہ municipalities کی بات کر رہے ہیں، بلدیاتی اداروں کی بات کر رہے ہیں یہ آئینی obligation ہے کہ ہم نے بلدیاتی ادارے بنائے ہیں تو بلدیاتی انتخابات کرائیں اور یہ عوام کی ضرورت ہے تاکہ وہاں جو عوامی نمائندے بیٹھے ہوں گے وہ اس کے اوپر check and balance رکھیں گے اور عوام کی ضروریات کے مطابق خرچ کر سکیں گے۔ سرکاری افسران اور بیوروکریسی سب ہمارے لئے محترم ہیں وہ بھی سوچتے ہیں لیکن inside جو معلومات ایک عوامی نمائندے کو عوام کے مسائل کے حوالے سے ہوتی ہیں وہ کسی بیوروکریسی کے افسر کو نہیں ہوتیں، کسی سرکاری اہلکار کو نہیں ہوتیں اور اس کے بھی تجربات ہیں۔ ماضی میں بہاولپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنی میں 1990 سے 1993 کی بات کر رہا ہوں کہ بجٹ آنے والا تھا اس سے کچھ دیر پہلے میں نے سیکرٹری خزانہ کے آگے ہاتھ جوڑ کر بڑی مشکل سے بہاولپور کے لئے ایک کروڑ روپیہ کی رقم حاصل کی تو وہ رقم کمشنر صاحب کے PLA کے اندر originally گئی۔ اب کمشنر صاحب نے مجھ سے بات کی کہ ڈاکٹر صاحب دیکھیں یہ بہاولپور شہر ہے اس کے تین آنے والے راستے ہیں ہم ان راستوں کو خوبصورت کرتے ہیں ان کے اوپر محراب بناتے ہیں، ان پر لائٹیں لگاتے ہیں تاکہ کوئی آدمی داخل ہو تو وہ کہے کہ میں کسی اچھے شہر کے اندر جا رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ کمشنر صاحب یہی فرق ہے ایک بیوروکریسی کے افسر اور ایک عوامی نمائندے کی سوچ کا۔ میں نے کہا کہ میں جو یہ پیسے لے کر آیا ہوں۔۔۔

MR SPEAKER: Order please, Order please.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ بھی اس پر حیرانی کا اظہار کر رہے ہیں کہ آپ مئی کے اندر یہ پیسے کیسے لے کر آ گئے ہیں تو میں نے کہا کہ آپ کی سوچ یہ ہے کہ ہمیں سرخی پاؤڈر لگانا ہے لیکن میری کیا سوچ ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ شہر کے اندر متعدد محلے، بستیاں اور کالونیز ایسی ہیں کہ جب بارش آتی ہے تو بارش کا پانی سیوریج کے پانی کے ساتھ مل کر باہر نکلتا ہے اور لوگوں کے بیڈرومز کے اندر، لوگوں کے کچنز کے اندر، لوگوں کے ڈرائنگ رومز کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ میری priority یہ ہے کہ مجھے

یہاں سیوریج کے نظام کو ٹھیک کرنا ہے اور میری دوسری priority یہ ہے کہ شہر کے اندر 95 فیصد محلوں اور بستیوں کے اندر پینے کا پانی جو نیچے سے کھینچتے ہیں وہ پینے کے قابل نہیں ہے اور اس حوالے سے اس کی optimum composition نہیں ہے۔ میں اس کی درستی کے حوالے سے سکیمیں شروع کرانا چاہتا ہوں اور آپ اس کو یہاں پر سرخی پاؤڈر لگانا چاہتے ہیں، مریض مر رہا ہے اور آپ اس پر سرخی پاؤڈر لگا رہے ہیں، میں نے کہا کہ اس حوالے سے سوچ کا فرق ہے۔ الحمد للہ جیسا میں نے چاہا ویسے ہی میں نے وہاں اس پر کام کرایا لیکن میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس حوالے سے سوچ کا فرق ہوتا ہے اس لئے municipalities کے انتخابات کرائے جائیں۔ اس حوالے سے یہ بات آ گئی ہے گورنمنٹ کے لوگ بھی یہاں پر موجود ہیں اس حوالے سے اسے review کریں۔

جناب سپیکر! میں اگلی یہ بات آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ جو خود مختار ادارے بنائے جاتے ہیں لاہور کے اندر میونسپل ادارے موجود ہیں، ملتان میں بھی یہی کیفیت ہے، بہاولپور میں بھی یہی کیفیت ہے اور پورے پنجاب کے اندر municipalities کے ادارے موجود ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ یہ خود مختار ادارے بھی بنائے جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ dual system نہیں ہونا چاہئے ایک ہی سسٹم بنائیں آپ میونسپل اداروں کو مضبوط کریں۔ میئر ہے، چیئرمین ہے آپ انہیں مضبوط کریں جو پبلک کے مسائل کی insight رکھتے ہیں اور اس کے درمیان segregation کریں۔ حکمرانوں کے لئے خود مختار اداروں کو dictate کرنا، انہیں حکم دینا آسان ہوتا ہے چونکہ وہاں بیوروکریسی کا افسر بیٹھا ہوتا ہے وہ سرکاری اہلکار ہوتا ہے جو بھی اوپر سے آرڈر آئے گا چاہے وہ بھلے سے سمجھے کہ یہ پبلک کے مفاد میں نہیں ہے لیکن اس کی زبان سے کبھی "no sir" نکلنا نہیں اس نے تو ہمیشہ کہنا ہے کہ "yes sir" اور اس نے اس پر چل پڑنا ہے۔ اسے پتا ہے کہ میں اس کو جواب دہ ہوں عوام کو جواب دہ نہیں ہوں لیکن جو عوامی نمائندہ ہوتا ہے اسے تو چار پانچ سال بعد عوام کے درمیان جانا ہوتا ہے اور وہاں اس کی پوچھ پریت ہوتی ہے اور آپ مجھ سے زیادہ اس سارے معاملے کو جانتے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو overlapping ہے ہمیں اس بارے میں بھی review کرنا چاہئے، ہمیں اسے دیکھنا چاہئے اور یہ جو دھڑا دھڑ خود مختار ادارے بنائے جا رہے ہیں اور جس طرح اب لاہور کا ادارہ تین اضلاع پر محیط ہو گیا ہے، اگر اس میں ایوان کی طرف سے کوئی representation ہے تو وہ قائد ایوان کی ہے جو اس کے چیئرمین ہیں لیکن اب انہیں سارے اداروں کا چیئرمین بنا دیا ہے وہ کس کس ادارے کے اجلاس کی صدارت کریں گے؟ اس کے علاوہ پورا پنجاب ہے اور اس کے اتنے سارے محکمے ہیں اس لئے اس سے

deliver نہیں ہو رہا۔ ہم جو جنوبی پنجاب کے لوگ ہیں ہم سخت پریشانی کے اندر ہیں۔ صبح سردار شہاب الدین صاحب میرے ساتھ موجود تھے ان کا کوئی سائل میانوالی سے آیا ہوا تھا میرے ساتھ میڈیکل profession کے دو ایسوسی ایٹ پروفیسر اتنا لمبا سفر کر کے یہاں پہنچے، وہاں مریض suffer کر رہے ہیں لیکن وہ یہاں پر اپنے کام کے لئے آئے ہیں کہ ان کے contract میں extension ہونی ہے۔ فائل وہاں پر پڑی ہے ایڈیشنل سیکرٹری اور ڈپٹی سیکرٹری میٹنگ میں گئے ہیں ہم دونوں گئے ہوئے تھے میں نے پوچھا کہ وہ کدھر گئے ہیں کوئی پتا نہیں کب آئیں گے یہ بھی کوئی پتا نہیں بارہ ایک بجے آئیں گے۔ جی، اب وہ دونوں ڈاکٹر صاحبان اور جوان کا سائل ہے انہیں کہا کہ بھائی کہیں جگہ تلاش کرو آج وہاں پر رہو گزارہ کرو کل ہم پھر کوشش کریں گے۔ یہ سارا سسٹم جو یہیں پر مرتکز کئے چلے جا رہے ہیں اس بارے میں review کرنے کی ضرورت ہے اور جنوبی پنجاب کے لوگ اس میں شدید مشکل کے اندر ہیں۔ میں عرض کروں گا کہ مجھے بہاولپور میں متعدد سرکاری افسران و اہلکاران کے محکموں سے کیا کام لینا ہے؟ وہاں درخواست دینی ہے اور کوشش کر کے منت ترلا کر کے نائب قاصد کے طور پر، میں ایک ڈیپارٹمنٹ میں گیا تو نائب قاصد کو اندر بڑے صاحب نے بلایا ہوا تھا، میں نے کچھ چیزیں note کرنی تھیں تو میں نائب قاصد کی کرسی پر بیٹھ گیا میڈیا والے گزرے تو کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ کہاں بیٹھے ہیں تو میں نے کہا کہ بھائی میں بھی اس محکمے کا آنریری نائب قاصد لگ گیا ہوں۔ ابھی میں یہاں پر چیزیں note کر رہا ہوں کیا کام ہے؟ عمرہ کے لئے این او سی NOC چاہئے۔ اوے اللہ کے بندو۔۔۔

MR SPEAKER: Order in the House, Order in the House. Dr Shaib!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! عمرہ کے NOC کے لئے اتنی بڑی مشکل؟ آپ بہاولپور ملتان اور ڈیرہ غازی خان کے اندر اپنے ڈیپارٹمنٹ کے head کو allow کر دیں اتنا چھوٹا سا کام تو وہ کرے۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: آپ میری بات نہیں سن رہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! وہ فائل آ جاتی ہے اور یہاں رلتی رہتی ہے جب تک اس کو پکڑ کر table to table خود لے کر نہ جایا جائے کام نہیں ہوتا۔ اب سسٹم develop ہو گیا ہے۔ بہاولپور کے اندر ایک کلرک ہے وہ ہر ایک مہینے کے بعد جن جن ڈاکٹروں کے کام ہوتے ہیں ان سے دس دس ہزار روپیہ وصول کرتا ہے اور دو تین لاکھ روپیہ لے کر آ جاتا ہے۔ یہاں آ کر اس کا ہر اہلکار کے ساتھ کام کے حوالے سے commission طے ہے کہ یہ کام ہے ایک ہزار روپیہ، یہ کام ہے دو ہزار روپیہ، وہ سارے کام دو دن کے اندر کروا کر چلا جاتا ہے، اس کے بھی کچھ ہزار روپے بن جاتے ہیں۔ یہ اس وجہ سے

systemize ہو گیا ہے کہ آپ نے اسے centralize کر دیا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ پچھلے ایوان میں جس میں آپ سپیکر تھے اس میں باقاعدہ یہ قرارداد consensus کے ساتھ پاس ہوئی تھی۔ میں ایوان کے اندر موجود نہیں تھا لیکن ہماری پوری کمیٹی نے میاں محمد شہباز شریف کے گھران سے ملاقات کی ان سے debate ہوئی اور انہوں نے بہاولپور کی بحالی اور جنوبی پنجاب کو صوبہ بنائے جانے کی قرارداد پیش کرنے کے لئے کہا کہ ہم کوشش کرتے ہیں کہ اس پر joint resolution ہو گی۔ ہم نے کہا کہ پیپلز پارٹی سے بات کریں گے، (ق) لیگ سے بات کریں گے اور آپ (ن) لیگ کی گارنٹی دیں چونکہ آپ خود (ن) لیگ ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہماری طرف سے Ok ہو گیا۔ آپ اس Chair پر بیٹھے تھے اور وہ قرارداد consensus کے ساتھ پاس ہوئی کہ جنوبی پنجاب کو صوبہ بنایا جائے اور بہاولپور صوبہ کو بحال کیا جائے۔ اب پتا نہیں میں کیا کہوں کہ یہ سیاست تھی یا کیا بات تھی؟ حقیقت میں اس وقت ضرورت ہے کہ جنوبی پنجاب کو صوبہ بنایا جائے اور بہاولپور صوبہ کو بحال کیا جائے۔ ہم جو وہاں کے لوگ ہیں ہم اس حوالے سے سخت کرب کے اندر ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ابھی آپ cut motion پر آئیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ ایوان کے Custodian ہیں آپ کی سربراہی میں وہ قرارداد پاس ہوئی تھی۔ میں ہر اجلاس سے پہلے بہاولپور صوبہ کی بحالی اور جنوبی پنجاب صوبہ بنائے جانے کی قرارداد دیتا ہوں لیکن جناب کمال مہربانی سے اپنے چیمبر کے اندر اسے cut کر دیتے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ خدا کے لئے اسے پیش ہونے دیں، بار بار پیش ہونے دیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب! آپ cut motion پر بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کی شفقت ہے کہ مجھے ساری بات کرنے کا موقع دیا گیا اور اس کے لئے میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، تشریف رکھیں۔ خُدا کے واسطے مجھے کام کرنے دیں۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! ڈاکٹر سید وسیم اختر نے ہمارے مذہبی جذبات کو مجروح کیا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ مجھے آپ کی بات سمجھ نہیں آئی۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! میں اپنے دینی جذبات پر compromise نہیں کر سکتا لہذا میری بات سُنیں۔ان الفاظ کو حذف کرنے سے بات نہیں بنتی۔ڈاکٹر سید وسیم اختر کو اس پر معذرت کرنی چاہئے۔یہ اسمبلی میں شائستہ لودھی نہ بنیں۔ڈاکٹر صاحب اس پر معافی مانگیں ورنہ میں walkout کر جاؤں گا۔آپ نے الفاظ حذف کرائے ہیں لیکن حذف کرانے سے یہ چیزیں مٹ نہیں جاتیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب بڑے سمجھدار آدمی ہیں اور وہ اس بارے میں خود ہی وضاحت کر دیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگر میری بات سمجھنے میں معزز ممبر کو کوئی پریشانی یا غلط فہمی ہوئی ہے تو اس پر میں ان سے معذرت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔بڑی مہربانی۔پیر اشرف رسول صاحب! اب آپ بیٹھ جائیں کیونکہ بات ختم ہو گئی ہے۔کیا مطالبہ زر نمبر 18 پر مزید کوئی معزز ممبر بات کرنا چاہیں گے؟ کوئی نہیں۔جی، وزیر خزانہ صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز ممبران حزب اختلاف نے اس کٹوتی کی تحریک پر بات کی ہے۔انہوں نے کٹوتی کی تحریک سے ہٹ کر بھی بہت سی باتیں کی ہیں۔ہمارے بہت ہی محترم و معزز ممبر ڈاکٹر سید وسیم اختر نے کہا ہے کہ اس ایوان میں جو pre-budget discussion ہوئی وہ ایک cosmetic pre-budget discussion تھی اور یہ بجٹ اس کے مطابق نہیں بنایا گیا۔میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر pre-budget discussion کے لئے چار دن رکھے گئے تھے۔اس میں سے دو دن معزز ممبران حزب اختلاف نے بائیکاٹ فرمایا، دو دن انہوں نے اس میں participate کیا اور ان کی طرف سے بہت سی تجاویز آئیں۔ اگر آپ اس بجٹ کو اُٹھا کو دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ اس مرتبہ SNEs کے لئے ایک huge amount رکھی گئی ہے کیونکہ تمام معزز ممبران کا یہ کہنا تھا کہ کالج، سکول اور ہسپتال بنے ہوئے ہیں مگر وہاں سٹاف نہیں ہے۔اس کے لئے non-development side پر ایک huge amount رکھی گئی ہے تاکہ ہم یہ بھرتیاں کر سکیں جبکہ پچھلے سالوں میں ایسا نہیں ہوتا تھا۔

جناب سپیکر! یہاں ایوان میں pre-budget discussion کے دوران معزز ممبران کی طرف سے point out کیا گیا کہ کچھ projects پچھلے کئی سالوں سے چل رہے ہیں لیکن پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکے۔ آپ ہمارا ترقیاتی بجٹ اُٹھا کر دیکھیں۔ اس مرتبہ ہم نے ongoing schemes کے لئے زیادہ funds مختص کئے ہیں جبکہ نئی سکیموں کے لئے کم funds رکھے گئے ہیں۔ یہ اس موجودہ بجٹ میں major تبدیلیاں ہیں۔ یہاں ایوان میں معزز ممبران کی طرف سے pre-budget discussion کے دوران جو تقاریر کی گئیں ان کی کاپیاں اسمبلی سیکرٹریٹ سے لی گئیں اور اس کے علاوہ میں نے خود بھی کچھ points note کئے ہوئے تھے۔ یہ تمام تقاریر اور points ہم نے محکمہ خزانہ اور محکمہ پی اینڈ ڈی کو دیئے اور پھر دونوں محکموں کو خاص طور پر ہدایت کی کہ ان کی روشنی میں بجٹ تیار کیا جائے۔

جناب سپیکر! یہاں ایک معزز ممبر حزب اختلاف کی طرف سے کہا گیا کہ اس بجٹ کو بنانے میں political leadership کا کوئی vision نہیں ہے۔ میں انتہائی معذرت کے ساتھ کہنا چاہوں گا کہ یہ بجٹ political leadership کا vision ہے۔ اس سال ہم نے جو بجٹ پیش کیا ہے اس میں اگلے چار سال کا vision دیا گیا ہے اور vision ہمیشہ political leadership دیتی ہے بیوروکریسی نہیں۔ بجٹ کی تیاری میں اس ایوان کے معزز ممبران نے pre-budget discussion میں حصہ لے کر اپنی inputs دیں۔ اس کے بعد ہماری Resource Mobilization Committee اور بجٹ بنانے کے لئے جو دوسری کمیٹیاں بنائی گئیں ان میں بھی اس ایوان کے معزز ممبران اور منسٹرز شامل تھے۔ ان سب کی مشاورت کے بعد ہم نے اس بجٹ کو تیار کیا۔ میں معزز ممبران کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ جب ہماری تمام کمیٹیوں اور بیوروکریسی نے بجٹ بنالیا تو وزیراعلیٰ صاحب نے کم از کم سات یا آٹھ لمبی لمبی meetings کیں اور پھر ہمارے قائد کے vision کے مطابق اس بجٹ کو finalize کیا گیا۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کرنے لگا ہوں۔ میں نے ان کے points لکھے تھے اس لئے سب کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اس بجٹ میں کوئی change نہیں ہے۔ میں پھر انتہائی معذرت سے کہوں گا کہ معزز ممبران حزب اختلاف یہاں پر بات کرتے ہیں اور پھر باہر چلے جاتے ہیں اور اگلے دن شاید اخبار بھی نہیں پڑھتے۔ آپ Finance Bill اُٹھا کر دیکھیں۔ اس دفعہ Finance Bill میں amendments کی گئی ہیں۔ جب Finance Bill پر ووٹنگ ہوئی تو ہم اس میں

amendmentsلے کر آئے۔اس طرح ان کی یہ بات بھی غلط ثابت ہو گئی کہ جب بجٹ پیش کر دیا جاتا ہے تو پھر اس میں کوئیamendment نہیں کی جاتی۔

جناب سپیکر!اب میں کٹوتی کی تحریک کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ حکومت پنجاب اقتصادی و معاشرتی ترقی کے سلسلے میں مختلف سکیموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے اور معاشی رکاوٹ سے بچانے کے لئے مختلف خود مختار اداروں کو قرضے کی صورت میں مدد فراہم کرتی ہے جس کا بالواسطہ فائدہ پنجاب کی عوام کو پہنچتا ہے۔ان قرضہ جات کی واپسی کا شیڈول جاری کیا جاتا ہے اور واپس کردہ رقوم حکومت پنجاب کے محصولات کا حصہ بنتی ہیں۔

جناب سپیکر!حزب اختلاف کی طرف سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ ضمنی بجٹ برائے سال 2013-14میں مطالبہ زر نمبر18اور Grant No.43, PC-12043قرضہ جات برائے Municipalities and Autonomous Bodies کی مد میں مختص کی گئی رقم 4-ارب 28کروڑ75لاکھ 29ہزار روپے کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔اس سلسلے میں گزارش ہے کہ حکومت پنجاب مختلف خود مختار ادارہ جات کو قرضہ کی مد میں رقم فراہم کرتی ہے جو کہ یہ ادارے ایک خاص مدت کے بعد حکومت پنجاب کو واپس کرنے کے پابند ہیں۔یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ تمام جاری کئے گئے قرضہ جاتTechnical Supplementary Budgetکی مد میں آتے ہیں جن کی گنجائش پہلے سے بجٹ میں موجود ہوتی ہے۔اس سلسلے میں رواں سال کل معاشی معاونت 9-ارب 28کروڑ86لاکھ 29ہزار روپے کی تھی جس میں5-ارب،ایک کروڑ،ایک لاکھ روپے کی بچت کر کے کلTechnically Supplementary Budgetکا حجم کم کر کے4-ارب28کروڑ75لاکھ 29ہزار روپے کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر میں چیدہ چیدہ قرضہ جات کی تفصیل بھی بتانا چاہوں گا کیونکہ یہاں صرف Municipalities and TMA'sکے حوالے سے بات کی گئی ہے۔یہ سب کچھ budget bookمیں دیا ہوا ہے مگر انہوں نے چونکہ بات کی ہے تو میں دوبارہ اس معزز ایوان کو بتانا چاہوں گا کہ فیصل آباد انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی کو 38کروڑ10لاکھ روپے، پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی کو 5کروڑ18لاکھ22ہزار روپے، پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کو Self employment Schemeکے تحت ایک ارب،20کروڑ روپے، پنجاب لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ کو 7کروڑ93لاکھ70ہزار روپے، پنجاب جرنلسٹ ہاؤسنگ سکیم کو 40لاکھ روپے،

قائداعظم سولر پارک کمپنی کو5کروڑ روپے، پنجاب منرل کمپنی کو30کروڑ روپے اور پنجاب انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ کمپنی کو 5۔ارب15کروڑ30لاکھ روپے دیئے گئے۔ معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے اس ایوان میں ان اداروں کے بارے میں کوئی بات نہیں کی گئی۔یہاں پر صرف Municipalitiesکے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ میں جن خود مختار اداروں کا ذکر کر رہا ہوں ان میں سے صرف راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لئے2۔ارب52کروڑ21لاکھ،ایک ہزار روپے مختص کئے گئے ہیں تو یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ موجودہ ضمنی گرانٹ برائے سال14-2013 بابت مطالبہ زر گرانٹ۔43 کو صرف انتہائی اہم سکیموں کی مد میں مختلف کمپنیوں کو قرضہ کی صورت میں جاری کیا گیا ہے جو کہ قابل واپسی بھی ہے لہذا اس مد میں تحریک کے مطابق کٹوتی کئے جانے سے ان فلاحی سکیموں کے چلانے میں رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس سے مفادِ عامہ کے نقصان کا خدشہ ہے لہذا معزز ایوان سے یہ التماس ہے کہ یہ تحریک کٹوتی مسترد کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"4۔ارب28کروڑ 75 لاکھ 29 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر18 قرضہ جات برائے"میونسپلٹیز/ خود مختار ادارہ جات"وغیرہ کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"4۔ارب28کروڑ75لاکھ29ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ برداشت "کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر17 تعمیر آبپاشی۔جی، وزیر خزانہ صاحب!

مطالبہ زر نمبر

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 3 کروڑ ایک لاکھ 12 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 3 کروڑ ایک لاکھ 12 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک تقریباً 47 حضرات کی طرف سے ہے۔ میاں محمود الرشید صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں تو اس پر کون بات کرے گا؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"ایک ارب 3 کروڑ ایک لاکھ 12 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 17 "تعمیرات آبپاشی" کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ارب 3 کروڑ ایک لاکھ 12 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 17 "تعمیرات آبپاشی" کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

MINISTER FOR IRRIGATION (Mian Yawar Zaman)**:** Mr Speaker! I Oppose.

جناب سپیکر: opposed جی، آپ بات کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جب پاکستان بنا اور اُس سے پہلے جب انڈو پاک تھا تب ہمارا آبپاشی کا جو نظام تھا جو انگریز نے بنایا تھا اُس وقت ہمارے پنجاب اور انڈیا کے پنجاب میں ایک جیسا نظام آبپاشی بنایا گیا تھا۔ ہم سالہا سال سے آبپاشی کے لئے بجٹ رکھتے آئے ہیں اور ہم کہتے تو ہیں کہ ہم بہت کچھ کر رہے ہیں مگر مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ اگر ہم efforts کر رہے ہیں اور پیسا بھی رکھ رہے ہیں تو وہ پیسا کہاں استعمال ہوتا ہے؟ ہمارا آبپاشی کا نظام آج اُس جگہ پر پہنچ چکا ہے کہ کاشتکار بدحال ہے، اُس کو سمجھ نہیں آ رہا کہ وہ کس طرح survive کرے۔ On the other hand آپ دیکھئے کہ انڈیا کا پنجاب bread basket بن چکا ہے وہ اس وقت پورے انڈیا کو food supply کر رہا ہے۔ ہمیں practically دیکھنا چاہئے کہ ہم کاشتکار کے لئے کیا کر رہے ہیں اور ابھی تک کیا کر چکے ہیں؟ small dams اس وقت ہماری ضرورت ہیں ہمیں چاہئے کہ ہم اُن چیزوں پر زور دیں جن سے ہمیں practically فائدہ ہو، نہ کہ صرف پیسا announce کر دیا جائے اور پھر اِدھر اُدھر لگا دیا جائے۔ بارانی علاقوں کا اس وقت survival اس میں ہے کہ وہاں پر small dams بنائے جائیں۔ جس طرح کہ میرا علاقہ جہلم ہے وہاں پر قدرت کی طرف سے کچھ ایسا نظام ہے کہ پہاڑوں سے پانی آتا ہے جیسے ٹِلہ رنج ہے جب یہ پانی نیچے آتا ہے تو اگر اس کو store کر لیا جائے تو اس سے small dams بن سکتے ہیں اور ہمارا یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ میں نے ہر forum پر یہ آواز اُٹھانے کی کوشش کی کہ خدارا ہمارے حال پر رحم کریں، ہمیں بھی وہ کچھ دے دیجئے کہ ہم بھی کم از کم دو وقت کا کھانا آرام سے کھا سکیں۔ ہماری یہ شدید ضرورت ہے کہ وہاں پر small dams بنائے جائیں، نہ کہ صرف پیسا announce کر کے ہمیں initiative دے دیا جائے کہ ہم یہ کرنے جا رہے ہیں، وہ کرنے جا رہے ہیں۔ پہلے بھی یہ بات ہوئی تھی اور میں نے اسی ایوان میں کھڑے ہو کر بات کی تھی کہ وہاں پر نالہ دھان ہے ہمارے لئے اُس کا مسئلہ سالہا سال سے چل رہا ہے اس سے وہ مسئلہ بھی solve ہو سکتا ہے۔ اگر اُس کے اوپر پُل بھی نہ بنا کر دیں کیونکہ پُل پر بہت زیادہ خرچہ آتا ہے تو اگر small dam بنا کر اُسی پانی کو store کر لیا جائے تو اس سے ایک تو کاشتکار کو سہولت ہو جائے گی اور دوسرا مون سون کے موسم میں ہمارا علاقہ damage ہوتا ہے تو اس مسئلہ سے بھی ہم بچ سکیں گے۔ ہمارے علاقہ میں canals کی بہت بُری حالت ہے لوگوں نے موگے توڑے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ٹیل پر پانی نہیں پہنچتا۔ بااثر لوگوں کو تو کوئی کچھ نہیں کہتا جبکہ چھوٹے کاشتکار کو جرمانے بھی کئے جاتے ہیں اور انہیں پکڑا بھی جاتا ہے۔ آپ کے توسط سے میں وزیر موصوف سے گزارش کروں

گی کہ اس معاملہ کو ذرا اس طرح لیں کہ کسی کو یہ شکایت نہ ہو کہ بااثر کو کوئی نہیں پوچھتا اور غریب کاشتکار کو پکڑ لیا جاتا ہے۔ Rain water کو store کرنا اس وقت ہماری شدید ضرورت ہے کیونکہ بارش زیادہ ہو جائے اُس سے بھی کاشتکار affected ہوتا ہے اور بارش کم ہو اُس سے بھی کاشتکار affected ہوتا ہے۔ جس طرح انڈیا نے جگہ جگہ dams بنا دیئے ہیں جس کی وجہ سے آج ہمارے دریاؤں میں پانی بھی کم ہو چکا ہے تو ہم rain water پر کیوں نہ اپنا سارا زور رکھیں؟ کیونکہ اب تو انڈیا نے ہمیں اپنی مرضی سے پانی دینا ہے اور اس وقت ہم پانی کی شدید قلت کا شکار ہیں۔ صنعتکاروں کو قرضہ دینے کے حوالے سے بہت آسان شرائط پر اور بہت جلد accommodate کر لیا جاتا ہے جبکہ ہمارا زمیندار طبقہ اگر قرضہ لینے جاتا ہے تو انہیں بہت سی شرائط پوری کرنا پڑتی ہیں اور تب تک اُن کی فصل کا ٹائم گزر جاتا ہے اور وہ بے چارے پھر اُسی طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہ جاتے ہیں۔ آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے میری گزارش ہے کہ ہمیں کاشتکاروں کے حوالے سے practical ہونا چاہئے۔ وزیر خزانہ ہمیں یہاں پر کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے پیسا رکھ دیا ہے اور ہم اُن کی بات پر یقین بھی کر لیتے ہیں لیکن پھر پتا نہیں چلتا کہ at the end of the day وہ پیسا کہاں جاتا ہے؟ آپ کے توسط سے میں یہاں پر گزارش کروں گی کہ کاشتکار کی حالت پر رحم کیا جائے اور ہمیں صرف بجٹ نہ دے دیئے جائیں بلکہ عملی طور پر بھی کچھ کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ بھچر صاحب! کیا آپ بھی اس پر بات کریں گے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! سب بات کریں گے۔

جناب سپیکر: مجھے کیا اعتراض ہے۔ آپ خود ایک بجے دیکھیں گے کہ کدھر کام جا رہا ہے۔ (قہقہہ) جی، بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں مختصر بات کروں گا اور آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا لیکن جو بات ہو گی انشاء اللہ valid ہو گی کیونکہ کل ہمارے اوپر منسٹر صاحب نے کافی بات کی ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہمارے پاس valid information ہی نہیں ہے۔ اس کے لئے بھی آپ ایک criteria بنا لیں تو ہم حاضر ہیں کہ valid information کس کی ہے اور invalid کس کی ہے۔

جناب سپیکر! میں آبپاشی کے حوالے سے اتنی بات کروں گا کہ انگریز کے دور کا ہمارے پاس آبپاشی کا نظام ہے جو کہ 1930 کی دہائی میں شروع ہوا تھا اور اس کے بعد چند بڑی نہروں پر ہمارا گزارہ ہو رہا ہے۔ ان میں سے میانوالی میں پہلے خضر برانچ تھی اب اس کو مہاجر برانچ کہتے ہیں اور ایک کینال برانچ

آپ کے علاقہ فیصل آباد میں بھی ہے۔آپ نے گریٹر تھل کا منصوبہ شروع کیا لیکن بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ پانچ چھ سال ہو گئے ہیں کہ اس کی remodeling کے لئے کوئی فنڈ اور کوئی پیسا نہیں رکھا گیا جس سے لیہ، میانوالی، خوشاب اور بھکر کے علاقہ جات سیراب ہونے ہیں۔

جناب سپیکر! اس وقت آبپاشی کا اتنا بُرا حال ہے کہ اس کو ہم تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ان میں پرانے زمانے کے موگہ جات ہیں، ٹربائن کے ذریعے آبپاشی ہو رہی ہے اور اپر پنجاب میں چھوٹی چھوٹی موٹرز بجلی پر لگی ہوئی ہیں۔ موجودہ گورنمنٹ چھ سال سے برسراقتدار ہے لیکن ابھی تک آبپاشی میں ایسا کوئی قابل ذکر کام نہیں ہوا جس پر ہم فخر کر سکیں۔ ہمارا صوبہ زرعی صوبہ ہے اور زراعت کے لئے بنیادی طور پر ہمیں پانی کی ضرورت ہے۔اس وقت پانی کی یہ پوزیشن ہے اور میں نے کل بھی یہ عرض کیا تھا کہ ہماری تمام نہروں کے فرسٹ، سیکنڈ اور تھرڈ شیڈول بنائے گئے ہیں۔آپ کو معلوم ہے کہ اب کپاس کا موسم ہے اور گنے کو اس موسم میں پانی کی کتنی ضرورت ہوتی ہے۔اس کے بعد چاول کا موسم آ رہا ہے۔ میں آپ سے اس سلسلہ میں اتنا عرض کروں گا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس میں پیسے زیادہ سے زیادہ رکھے جائیں لیکن ہم کٹوتی کی تحریک اس لئے پیش کرتے ہیں کہ ہمیں دکھ ہوتا ہے کہ اس رقم کو صحیح طریقہ سے خرچ نہیں کیا جاتا۔آپ watercourses کو دیکھ لیں کہ پچھلی دفعہ جو پیسے رکھے گئے تھے وہ lapse ہوئے ہیں۔انہوں نے زرعی ریسرچ کے لئے اربوں روپے رکھے لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ریسرچ پر صرف 73 کروڑ روپے خرچ ہوئے اور بقیہ lapse ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ کم از کم مقامی طور پر جو کاشتکار ہیں انہیں اعتماد میں لیا جائے۔آپ کی نہریں تقریباً بند ہو چکی ہیں جو نہریں پورا پورا سال چلتی تھیں وہ اس وقت تھرڈ شیڈول میں آ چکی ہیں۔ میرے بھائی جو میانوالی سے تعلق رکھتے ہیں جن میں حکومتی بنچوں سے بھی ممبر ہیں وہ یہاں بیٹھے ہیں آپ ان سے حلفاً یہ بات پوچھ لیں کہ میانوالی میں ایک کروڑ 10 لاکھ روپے کی ابھی ادائیگی ہوئی ہے اور کپاس کا سارا سیزن lift irrigation system پر گزر چکا ہے۔آپ کا اپنا علاقہ جہاں پر چھوٹی موٹرز لگی ہوئی ہیں اور لاہور کے اردگرد جو پانی جا رہا ہے وہ سارا اِدھر کا فضلہ جا رہا ہے جو سبزیوں کو لگ رہا ہے۔ میں آبپاشی کے حوالے سے ایک ہی بات کروں گا کہ اگر آپ نے کوئی کارنامہ سرانجام دیا ہے تو تھل گریٹر کو بنایا ہے لیکن اس کی remodeling کے لئے کچھ رکھیں۔اس کے علاوہ جب بھل صفائی ہوتی ہے تو اتنی زیادہ صفائی کر دی جاتی ہے کہ پانی موگوں کے نیچے کھڑا رہتا ہے اور پانی tail تک نہیں پہنچتا۔اس بارے میں ہم کیا کہیں کہ موگوں کی outlet کے لئے آپ نے procedure

اتنا سخت کر دیا ہے کہ نہروں کی اجازت چیف منسٹر صاحب دیتے ہیں تو ایک عام آدمی ان تک کیسے پہنچ سکتا ہے۔ آپ خود زمیندار ہیں اور جانتے ہیں کہ کاشتکار کے لئے آبپاشی بہت ضروری ہے۔ آپ کو اس میں خصوصی اقدامات اٹھانے چاہئیں۔ یہ صوبہ پنجاب جو زرعی صوبہ ہے لیکن حالات یہ ہیں کہ زراعت کی طرف سے بہت بُرے نتائج آ رہے ہیں۔ میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ اس مد میں جو پیسے رکھے گئے ہیں، میں نے کل بھی ذکر کیا تھا کہ آپ ضمنی بجٹ میں زراعت کے لئے ہم سے پیسے مانگتے کہ یہاں زراعت میں اتنا کام ہوا ہے کہ مزید پیسوں کی ضرورت پڑی ہے لیکن ایک روپیہ بھی اضافی نہیں مانگا گیا۔ ہم کٹوتی کی تحریک اس لئے پیش کرتے ہیں کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو پیسا محکمہ کے لئے رکھا گیا ہے وہ صحیح طریقے سے خرچ نہیں ہو رہا جب تک on ground عملدرآمد نہیں ہو گا اس وقت تک یہاں جو کچھ بھی ہو گا وہ نشستن، گفتن اور برخاستن والی بات ہی ہو گا۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ کو مقامی طور پر کاشتکاروں کو آبپاشی کے حوالے سے اعتماد میں لینا چاہئے اور ہر جگہ پر ایسا ہونا چاہئے۔ یہ نہ دیکھیں کہ اس کا کس پارٹی سے تعلق ہے۔ اگر آپ کو اپنے ممبران اسمبلی پر اعتماد نہیں ہے تو کم از کم آپ کو کاشتکاروں کی ایک علیحدہ کمیٹی بنانی چاہئے۔ ہمارے منسٹر صاحب ایوان میں تشریف فرما ہیں تو میں آپ کے اور اس ایوان کے توسط سے گورنمنٹ کو warn کر رہا ہوں کہ اس وقت آبپاشی کا بُرا حال ہے اور آئندہ سال آپ کی کپاس اور گندم کی کاشت بے حد متاثر ہو گی۔ میں نے بس اتنا ہی وقت لینا تھا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ نے cut motion پر بات کرنی ہے تو کر لیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! بعد میں وقت دے دیجئے گا۔

جناب سپیکر: آپ cut motions ختم ہونے کے بعد بات کر لیجئے گا۔ جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ آبپاشی اور زراعت لازم و ملزوم ہیں۔ آپ خود بھی کاشتکار ہیں اور سمجھتے ہیں کہ زراعت میں پانی اور آبپاشی کی کتنی اہمیت ہے۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, Order please.

آپ کے پاس گپ شپ کے لئے لابی موجود ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں دو تین اہم معاملات پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے ایک ارب تین کروڑ ایک لاکھ بارہ ہزار روپے کی زائد رقم خرچ کی ہے جسے یہ مانگ رہے ہیں۔ میرا تعلق بہاولپور سے ہے میں یہ عرض کروں گا کہ جنوبی پنجاب، بہاولپور، بہاولنگر اور رحیم یار خان cash crop یعنی کپاس اسی علاقہ سے آتی ہے جو national development میں contribute کرتی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ بھی عرض کروں گا کہ وہاں کا جو چھوٹا کاشتکار ہے جس کے پاس پانچ، دس یا بارہ ایکڑ زمین ہے اور بدقسمتی سے اگر اس کی زمین tail پر آ گئی ہے تو محکمہ tail تک پانی پہنچانے میں بالکل ناکام ہے اور وہاں کے بڑے بڑے وڈیرے محکمہ کی ملی بھگت کے ساتھ موگوں کو توڑ لیتے ہیں۔ ان کی زمینیں سیراب ہو جاتی ہیں۔ اللہ کرے لیکن پتا نہیں کب یہ قاعدہ قانون میں تبدیلی کریں گے؟ ایوان میں یہ بات بھی آئی تھی کہ اس پر قانون سازی ہونی چاہئے کہ موگہ کوئی توڑتا ہے اور اس کے بعد پانی جہاں جہاں بھی جاتا ہے اور اس موگہ کی range کے اندر جتنے بھی زمیندار موجود ہوتے ہیں سب کو جرمانہ ٹُھک جاتا ہے۔ اس پانی کی اس کاشتکار کو ضرورت تھی یا نہیں لیکن پانی اس کی زمین میں گھس گیا چاہے اس کی فصل برباد ہو گئی لیکن اسے جرمانہ ادا کرنا ہے کہ اس موگہ پر اس کی زمین واقع ہے۔ یہ قانون سالہا سال سے چل رہا ہے۔ اس طرح غریب آدمی پِس جاتا ہے۔ ہمارے پاس کیس آتے ہیں کہ کاشتکار چیف انجینئر، سپرنٹنڈنگ انجینئر، ایکسیئن اور ایس ڈی او سب کے سامنے ماتھا مارتے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہم کیا کریں یہ قانون سازی تو آپ نے کرنی ہے؟ اتفاق سے آج cut motions میں بات آ گئی ہے تو میں آپ کے توسط سے منسٹر موصوف سے گزارش کروں گا کہ کوئی time limit کر کے اس قانون سازی میں تبدیلی کے حوالے سے بات کریں۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو ہمارا نہری نظام ہے اس میں پانی کہاں سے آتا ہے؟ جتنے بھی دریا پانی لے کر آتے ہیں ان میں سے کوئی بھی دریا ایسا نہیں ہے جو پاکستان میں سے نکلتا ہو۔ اس کے sources کشمیر، افغانستان اور انڈیا کے اندر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید ہی کوئی پاکستان کا شہری ایسا ہو گا جو اس سے آشنا نہ ہو کہ ہندوستان نے باقاعدہ آدھی دہشت گردی سالہا سال سے پانی کے حوالے سے شروع کی ہوئی ہے۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: آپ لوگ میری بات پر عمل نہیں فرماتے۔ مہربانی کریں اور خاموشی سے بات سنیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سالہا سال سے انہوں نے آبی دہشت گردی شروع کی ہوئی ہے اور ہمارے حصے کے دریاؤں پر ہمارے ہی اہلکاروں کی ملی بھگت سے کیونکہ وہ کیس کو صحیح طریقے سے

انٹرنیشنل اداروں میں plead نہیں کرتے جبکہ وہ ڈیم پر ڈیم بنا رہا ہے۔ماضی میں جماعت علی شاہ صاحب جو کہ پاکستان واٹر کونسل کے چیئرمین اور بیسویں سکیل کے آفیسر تھے لیکن جب یہ ملی بھگت آشکارہ ہوئی تو وہ ملک سے فرار ہو گئے۔اس کیس کا کیا بنا؟ کچھ پتا نہیں ہے۔ہمارے جو لوگ قوم سے غداری کرتے ہیں ان کی بھی پوچھ پریت کا کوئی سلسلہ بنانا چاہئے۔میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بھچر صاحب بھی اچھی اور خوبصورت بات دلیل کے ساتھ کر رہے تھے لیکن میں جناب احسن اقبال صاحب کو refer کرنا چاہتا ہوں جو اس وقت ہمارے ملک میں پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے وفاقی وزیر ہیں اور vision 20/20 ان کا ایک اچھا subject ہے جس پر وہ محنت کرتے ہیں،اچھی باتیں کرتے ہیں اور اچھی سوچ رکھتے ہیں۔دُور تک سوچنا حکمرانوں کی بنیادی ذمہ داری بھی ہے کہ پانچ یا دس سال بعد ہماری ضروریات کیا ہوں گی اور ہمیں کہاں پر کس چیز کی ضرورت ہے؟اس کو بالکل سوچنا چاہئے۔ماضی میں یہ سوچیں نہیں تھیں جس کا نتیجہ اس وقت ہم بدترین لوڈشیڈنگ کی شکل میں بھگت رہے ہیں۔مسئلہ یہی رہتا ہے کہ جو بھی حکمران آتا ہے وہ اپنی ناک سے آگے نہیں دیکھتا اور ڈنگ ٹپاؤ کرتا ہے کہ میں گزارہ کر لوں باقی آنے والے خود ہی معاملات کو بھگتتے رہیں گے۔اس وقت جس بدترین لوڈشیڈنگ کو ہم face کر رہے ہیں سابقہ جتنی بھی سیاسی حکومتیں یا فوجی آمریتیں تھیں وہ سب اس criminal negligence کی ذمہ دار ہیں۔میں احسن اقبال صاحب کی بات کر رہا تھا جو اس وقت فیڈرل منسٹر ہیں جن کی statement تمام اخبارات میں on record ہے۔میں نے "ڈان" اخبار میں ان کی statement پڑھی جو تین کالمی سرخی کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔اس میں لکھا تھا کہ جس طرح ہندوستان پاکستان کے حصے کے دریاؤں پر پانی کی ڈکیتی مار رہا ہے،سال 2025 میں پانی کا ایک قطرہ ہندوستان اور کشمیر سے پاکستان نہیں آئے گا بلکہ ہندوستان کی بدنیتی دیکھیں کہ جس سے دوستی کے لئے ہم ان کے پیچھے بھاگتے ہیں اس نے افغانستان کو دریائے کابل جو کہ دریائے سندھ کا source ہے اس کے بارے میں کہا ہے کہ آپ ہمیں ٹھیکہ دے دیں،ہم کابل یعنی افغانستان کے اندر اس پانی کو روکنے کے مختلف منصوبے عملی طور پر آپ کو کر کے دکھا دیں گے۔یہ ہماری طرف سے جو دوستی اور تجارت کی باتیں ہوتی ہیں اس کے جواب میں ہندوستان یہ بات کرتا ہے۔جو ہمارے حصے کے دریا ہیں اگر وہ ان کو براہ راست روک نہیں سکتا تو وہ اس میں tunnels بنا رہا ہے جو tunnels کے ذریعے سے پانی divert کرے گا۔جو سندھ طاس کا معاہدہ ہوا تھا اس وقت جو لوگ معاہدہ کرنے والے تھے وہ پتا نہیں کیا پی کر سوئے رہے اور انہوں نے اس معاہدہ میں اس بات کو شامل کروا دیا کہ آبپاشی کے علاوہ پانی کے استعمال میں کوئی ممانعت نہیں

ہو گی۔ میں نے سندھ طاس معاہدے کی ساری تفصیل پڑھی جو کہ اقوام متحدہ میں ہو رہا تھا۔ اس معاہدہ میں Arbitrator کے طور پر اقوام متحدہ کا نمائندہ بیٹھا تھا جب ہندوستان نے یہ شق شامل کروانے کی کوشش کی تو اس نمائندے نے پاکستان کے نمائندوں سے کہا کہ آپ لوگ سو تو نہیں رہے کیونکہ وہ یہ شق شامل کروا رہے ہیں تو کیا آپ کو قبول ہے؟ جس پر انہوں نے کہا کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ آبپاشی کے لئے پانی تو نہیں روک سکیں گے اور اس کی کیا ضرورت ہے؟ بنیا تو بہت دُور کی سوچتا ہے اس نے یہ شق شامل کروالی جس کے نتیجے میں وہ کہتے ہیں کہ ہم بجلی بنانے کے لئے پانی روک رہے ہیں اور اس نے ڈیم بنائے ہیں۔ جب ہمیں پانی کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ پانی روک لیتا ہے اور جب ہم کو ضرورت نہیں ہوتی تو وہ پانی چھوڑ دیتا ہے، اس حوالے سے یہ ایک لمبی تفصیل ہے۔ آپ بھی چونکہ کاشتکار ہیں آپ کو اچھی طرح یاد ہو گا جب چند اجلاس پہلے یہاں آبپاشی کے حوالے سے بات ہو رہی تھی تو میں نے کالا باغ ڈیم کا مسئلہ شدومد کے ساتھ اس ایوان میں اٹھایا تھا کہ یہ ایک technically feasible منصوبہ ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب یہ معاملہ میں نے اس ایوان میں پیش کیا اور میڈیا کے اندر آیا تو پاکستان انجینئرنگ کونسل کے پانچ سینئر ممبر جن کی پینتیس پینتیس سال سروس تھی، ان میں سے کوئی چیف انجینئر تھے اور کچھ اس طرح کے عہدوں سے ریٹائرڈ یافتہ تھے۔ وہ پانچ چھ بڑی بڑی کتابیں لے کر جماعت اسلامی کے ہیڈکوارٹر منصورہ سے ٹائم لے کر آئے اور تین گھنٹے میرے ساتھ بیٹھے رہے۔ وہاں سارا منصوبہ discuss ہوا تو انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب یہ بالکل ایک ٹیکنیکل منصوبہ ہے، پاکستان کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے اور یہ storage dam ہے۔ جب یہ مکمل ہو گا تو اس کا additional فائدہ یہ ہو گا کہ ساڑھے تین ہزار میگاواٹ بجلی نیشنل گرڈ میں اضافی طور پر جائے گی۔ اس کے علاوہ انہوں نے بتایا کہ 2012 کا جو سروے ہے، جو ہمارا analysis ہے اور جو ہماری studies ہیں وہ یہ کہتی ہیں کہ پانی سے بجلی بنانے کے جتنے بھی منصوبے ہیں وہ روبہ عمل آئیں گے۔ 2012 میں ایک یونٹ بجلی 14 پیسے میں پڑتی ہے اب اگر 15-2014 ہو گیا ہے تو 20 پیسے ہو جائے گی۔ ہم بجلی دوسرے sources یعنی فرنس آئل، سولر انرجی سے بنا رہے ہیں اور کوئلے سے بنانا چاہتے ہیں جس کے نتیجے میں 28/28 روپے فی یونٹ بجلی قوم کو ملتی ہے۔ ان منصوبوں کے ذریعے سے پانی کے storage کا منصوبہ ہماری سیاست کی نذر کر دیا ہے۔ میرے ایک ساتھی ڈائریکٹر آئی بی کے عہدے پر جو بہاولپور کے اندر ہیڈکوارٹر میں تعینات رہے ہیں، میں پچھلے سال اسلام آباد گیا اور ان کو معلوم تھا کہ میں آ رہا ہوں تو ہم دونوں مل بیٹھے۔ ہماری گفتگو کسی اور موضوع پر تھی لیکن درمیان میں کالا باغ ڈیم بھی آ گیا۔

ڈائریکٹر آئی بی نے بتایا کہ ہمارے ریکارڈ کے مطابق ہندوستان 18-ارب روپے سالانہ میڈیا کے لوگوں اور ان علیحدگی پسندوں پر خرچ کرتا ہے جو سندھ، KPK یا بلوچستان میں بیٹھے ہیں۔ وہ کالا باغ ڈیم کی مخالفت ان کے ذریعے سے کرواتا ہے تاکہ یہ fuss یہاں پر پڑی رہے۔ اب میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر کام کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ جب میں نے یہ بات پیش کی تھی اُس وقت آپ بھی اس پر convince ہوئے تھے اور آپ نے خود کہا تھا کہ یہ بات ٹھیک ہے بلکہ مجھ سے یہ بھی کہا کہ KPK کے اندر پی ٹی آئی کے ساتھ آپ کا alliance ہے۔ یہ بھی کہا کہ آپ میاں محمود الرشید صاحب کے ساتھ بات کریں، ہم بھی تیار ہوتے ہیں اور وزیر موصوف میاں یاور صاحب کو بھی آپ نے کمیٹی میں شامل کیا۔ یہاں discussion میں بات ہوئی تھی کہ ہم کوئی حکومت کی چھتری نہیں لیں گے بلکہ ہم خود دردِ دل کے ساتھ نکلیں گے، اپنے خرچ پر تینوں صوبوں میں جائیں گے، وہاں بات کریں گے اور اس پر consensus پیدا کرنے کا آغاز کریں گے لیکن پتا نہیں کیوں آپ بھی اپنے ہتھیار پھینک کر بیٹھ گئے؟ میں از سر نو آپ سے درخواست کروں گا کیونکہ یہ پاکستان کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ اس کو بنانے کی بہت ضرورت ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میں تو آپ کی کاوش کو appreciate کرتا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! شکریہ۔ سندھ میں سیلاب کے آنے سے جو تباہ کاری ہوتی ہے اس سے وہاں اربوں روپے کا نقصان ہو جاتا ہے لیکن وہ نقصان بھی اس ڈیم کے بنانے سے بچ سکتا ہے۔ شمس الملک جو واپڈا کے چیئرمین رہے ہیں ان کی اپنی زمین کالا باغ نوشہرہ میں ہے۔ انہوں نے خود کہا کہ نوشہرہ کو اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن پھر بھی KPK کے جو لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں ان کی تسلی کے لئے آٹھ فٹ کی کنکریٹ کی ایک دیوار ڈالی تاکہ اگر پانی بھی پڑے تو وہاں نہ جائے۔ وہاں پانی جانے کی کوئی صورت ہی نہیں تھی لیکن ہم نے ڈیم نہیں بنایا۔ 2010 میں سیلاب آیا اور اللہ تعالیٰ نے دکھایا کہ اگر یہ ڈیم بن جاتا تو یہ رُک سکتا تھا۔ ڈیم نہیں بنایا گیا جس کے نتیجے میں نوشہرہ پانی میں ڈوب گیا اور لوگوں کی چھتوں سے پانی بہہ رہا تھا۔ میں اس لئے یہ درخواست کروں گا کہ آپ نے جو کمیٹی بنائی تھی اس کو از سر نو زندہ کریں۔ پنجاب کے اندر چولستان 66 لاکھ ایکڑ رقبے پر محیط ہے۔ یہ ایک تہذیبی علاقہ ہے جو پاکستان کے لئے لائیو سٹاک کا سب سے بڑا source ہے، یہاں سے رُوس کی ریاستوں تک جانور جاتے ہیں اور اس حوالے سے بہت زیادہ فوائد موجود ہیں۔ ماضی میں یہ علاقہ پورا lush green تھا لیکن پانی ختم ہو گیا اور دریا بند ہو گیا۔ 1990 سے 1993 کے دوران جب قائد ایوان غلام حیدر وائیں

مرحوم تھے تو بار بار میں یہاں پر اُٹھتا تھا پھر انہوں نے زِچ ہو کر مجھے کہا کہ ڈاکٹر صاحب میں یہاں ایک کمیٹی بناتا ہوں جس میں چیف انجینئر، ایک ریٹائرڈ چیف انجینئر اور مجھے شامل کیا اور کہا کہ جہاں سے پانی ملتا ہے لے آؤ اور جو تم سفارش کرو گے میں اس کو منظور کر لوں گا۔ ہم نے چار پانچ سیشن کئے لیکن کہیں سے پانی نہیں نکلتا تھا پھر consensus کے ساتھ یہ رپورٹ بنی کہ کالا باغ ڈیم کو بنائیں گے، وہاں سے channels کے ذریعے پانی چولستان پہنچے گا اور یہ 66 لاکھ ایکڑ رقبہ پاکستان کی زراعت اور معیشت کے اندر ایک ایسا انقلاب لے کر آئے گا جس کی مثال موجود نہیں ہے اور دو تین سالوں میں پاکستان کی economy boost ہو گی۔ گزارش یہ ہے کہ بات کو sum up کرتے ہوئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محکمے کو درست کرنے کی ضرورت ہے، قانون سازی کی ضرورت ہے اور ٹیل پر پانی پہنچانے کے حوالے سے معاملات کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ جب موگہ ٹوٹتا ہے تو تمام غریب کاشتکاروں کے گلے پر چُھری چلتی ہے لہذا اس کے لئے قانون سازی کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ انہوں نے جو PIDA بنایا ہے، ایک معاہدہ ہوا تھا اس کا ٹائم گزر گیا ہے اور ابھی PIDA نہیں بن سکا جس کے اوپر ایوان کے اندر discussion کرنے کی ضرورت ہے کہ اس کے کیا فائدے اور نقصانات ہیں؟ میری اس حوالے سے ذاتی study یہ ہے کہ اس PIDA بننے کے سسٹم کے اندر overall کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ بیرونی ایجنڈا ہے اس کو بھی wind up کرنے کی ضرورت ہے لیکن ظاہر ہے کہ اس کے اوپر قرضہ لیا ہے لہذا اس پر بھی ہمیں discussion کرنے اور اس کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔ میں دوبارہ آپ کے توسط سے on top یہ بات کہوں گا کہ خدا کے لئے initiative لیں۔ میں وزیر خزانہ کے توسط سے میاں محمد شہباز شریف سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کالا باغ ڈیم کے لئے آگے آئیں تو میں اس میں اُن کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں۔ میاں محمود الرشید صاحب نے اس دن اس کو ok کیا تھا لہذا ہم از سر نو نکلیں، consensus پیدا کریں کیونکہ یہ پاکستان کی بقاء کا منصوبہ ہے اور feasible ہے جس پر کروڑوں روپے لگ چکے ہیں۔ کالا باغ ڈیم کے لئے مشینری پہنچ گئی، گھر بن گئے اور infrastructure بن گیا لیکن سیاست کی وجہ سے رہ گیا تھا۔ خدا کے لئے ہم نئے سرے سے اس کو شروع کریں کیونکہ مجھے اللہ پر یقین ہے کہ ہم اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکیں گے۔ میں آخری بات آپ کی اجازت سے یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ساری مشکلات کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم اللہ کو بالفعل بھول جاتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہم کریں گے اور ہمارے کرنے سے ہو گا لیکن میں اس حوالے سے آپ کی خدمت میں قرآن کی یہ آیات یہاں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا
رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ
بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝

سو میں نے کہا معافی اپنے رب سے جو اس کائنات کا خالق ہے مالک ہے جتنی بھی نعمتیں اس دنیا کے اندر زمین کے نیچے، زمین پر یا زمین کی سطح کے اوپر موجود ہیں سب کو رب نے پیدا کیا ہے۔

وہ قرآن میں ہمیں متوجہ کرتا ہے کہ:

"فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ"

سو میں نے کہا معافی مانگو اپنے رب سے"

اللہ کے بندو کشکول لے کر آئی ایم ایف، ورلڈ بنک اور امریکہ کی طرف کدھر جاتے ہو، اللہ کہتا ہے کہ واپس آؤ میری طرف کیوں سُود کے نظام کو چلاتے ہو اور کیوں انگریزی قانون کو اپنے ملک کے اندر رواج دیتے ہو؟ میں نے تمہیں قرآن کے ذریعے ایک نظام دیا ہے اس کی طرف آؤ اور اپنی جو تم سے بھول چوک ہوئی ہے اس پر استغفار کرو۔

رب کہتا ہے کہ میں رحیم و کریم ذات ہوں۔

"اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا"

کہ میں تمہیں معاف کر دوں گا۔

"يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا"

یعنی میں آسمان سے رحمتوں کی بارشیں کروں گا"

تمہاری فصلیں ٹائم پر پک جائیں گی۔ پھر اللہ کہتا ہے کہ تمہیں مال چاہئے، بیٹے چاہئیں "وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ" کہ میں تمہیں مال بھی دوں گا میں تمہیں بیٹے بھی دوں گا"

"وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا"

"یعنی میں تمہارے لئے باغ پیدا کر دوں گا اور میں تمہارے لئے نہریں جاری کر دوں گا۔"

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ من حیث القوم حکمران اور قوم بھی ہم اللہ کی طرف رجوع کریں۔ میں نے کل کافی تفصیل کے ساتھ سُود کے حوالے سے بات کی تھی اور یہ سارا ایوان سُود کو حرام سمجھتا ہے لیکن مجھے افسوس ہوا ہے کہ وزیر خزانہ نے اپنی winding up speech کے اندر سُود کے بارے کوئی بات نہیں کی اور کوئی عندیہ نہیں دیا کہ ہم اس سُودی نظام کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ آئینی تقاضا ہے اور وفاقی شرعی عدالت کے full bench کا فیصلہ ہے۔ جب ہم اس طرح اللہ کے احکامات کی خلاف ورزیاں کرتے ہیں تو اللہ خوش نہیں ہوتا بلکہ وہ ناراض ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! تھوڑی دیر میں guillotine apply ہو جائے گی لہٰذا کسی اور کو بھی بولنے کا موقع دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں سب کو اسی بات پر متوجہ کرتا ہوں کہ اللہ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے۔ جب ہم اللہ کی طرف رجوع کریں گے تو انشاء اللہ معاملات ٹھیک ہونے شروع ہو جائیں گے۔ اس نے تو بدر کے مقام پر ایک ہزار کے مقابلے میں فتح نصیب کی تھی۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب تعالیٰ ہمیں اس کی طرف رجوع کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! ہم سب ان کی تائید کرتے ہیں کیونکہ سُودی نظام کا خاتمہ ہونا چاہیے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔ ابھی آپ ٹھہریں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: ایک مختصر بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: ابھی بات سنیں۔ آپ کیا کرتی ہیں؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ایک منٹ بولنے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ ابھی آپ کے بولنے کا موقع نہیں ہے۔ جی، میں عارف عباسی صاحب کو floor دے رہا ہوں۔ آپ ان کو بولنے دیں۔

چودھری لیاقت علی خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

چودھری لیاقت علی خان: جناب سپیکر! ہم سب کو پتا ہے کہ اسلام کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ماشاء اللہ آپ کو بہت زیادہ پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے لیکن مجھے اتنا نہیں پتا جتنا آپ کو پتا ہے۔ انہوں نے ایسی کوئی غلط بات نہیں کی۔ مہربانی

چودھری لیاقت علی خان: جناب سپیکر! آپ نے ہی ان کو اتنا ٹائم دیا ہے۔

جناب سپیکر: ان کا cut motion پر ٹائم ہے اس پر وہ جتنا مرضی ٹائم لے سکتے ہیں اور میں ان پر پابندی نہیں لگا سکتا۔ ایک بجے تک چاہے ایک ممبر بات کریں یا سارے کریں اُن کی مرضی ہے۔ جی، عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں cut motion پر بات کروں لیکن کل وزیر خزانہ نے اپوزیشن پر جو بے جا تنقید کی ہے کہ اپوزیشن نے کورم کی نشاندہی کی ہے تو میں یہ بات clear کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کل کی بات چھوڑیں۔ اس پر بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں cut motion پر ہی آ رہا ہوں لیکن اپوزیشن پر بے جا تنقید کی گئی ہے جبکہ ہم نے انتہائی ایمانداری اور خلوص کے ساتھ اس ایوان کی efficiency کو برقرار رکھنے کے لئے کورم کی نشاندہی کی تھی۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ اس cut motion پر ہی بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں cut motion پر ہی بات کر رہا ہوں کہ بجٹ جیسے موقع پر حکمران جماعت جس کی اس ایوان میں 92 فیصد اکثریت ہے اگر وہ کورم پورا نہیں رکھ سکتی تو کورم کب پورا ہو گا؟ ہماری طرف سے ان کی غیر سنجیدگی کی نشاندہی تھی کہ حکمران بجٹ پر کتنے سنجیدہ ہیں؟ یہاں پر کروڑوں اربوں روپے اور عوام کے پیسے کی بات ہو رہی ہے لیکن یہ پونے چار سو میں سے نوّے بندے ایوان میں پورے نہیں کر سکتے۔ اپنی نالائقیوں اور کمزوریوں کو چھپانے کے لئے بے جا اپوزیشن کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اپوزیشن نے کل اپنا فرض ادا کیا ہے اور ہم آئندہ بھی یہ فرض ادا کرتے رہیں

گے۔ جہاں ہمیں حکمرانوں کی نالائقی اور کوتاہی نظر آئے گی ہم اس کو انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح highlightکرتے رہیں گے۔

جناب سپیکر!میں آبپاشی کی cut motion پر آتا ہوں جس کے لئے انہوں نے ایک ارب 3کروڑ روپے مانگے ہیں۔ چونکہ میں خطہ پوٹھوہار سے تعلق رکھتا ہوں اس لئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے خطہ پوٹھوہار کے اپنے موسمی حالات ہیں وہاں کی زمینیں بھی فصل دینے کے قابل ہیں لیکن آج تک جتنی بھی پالیسیاں بنی ہیں وہ نہری علاقوں کی specific پالیسیاں بنی ہیں۔ ہمارا خطہ پوٹھوہار جو پہاڑوں پر مشتمل ہے جہاں پر شاید نہری نظام اتنا زیادہ مؤثر نہیں ہے اس کے اوپر کبھی بھی کوئی پالیسی نہیں بنائی گئی جس کی وجہ سے ہماری زمینیں روز بروز بنجر ہوتی جارہی ہیں، پیداوار کم ہوتی جارہی ہے اور زمیندار کی دلچسپی زمینداری سے ہٹتی جارہی ہے جس کی بنیادی وجہ پانی کا نہ ہونا ہے۔ خطہ پوٹھوہار جو کہ جہلم سے شروع ہو کر اٹک تک جاتا ہے اس کی طرف انہوں نے کوئی دھیان نہیں دیا۔ انہوں نے جو ضمنی بجٹ رکھا ہے اس میں سے انہوں نے وہاں کتنا خرچ کیا ہے، کتنی سکیمیں بنائی ہیں، لوگوں کو کتنی تعلیم دی ہے اور کتنا ٹیکنالوجی کی طرف گئے ہیں؟ میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ ہم بھی تختِ لاہور کا حصہ ہیں، ہم بھی تختِ لاہور کے تابع ہیں اور ہم خطہ پوٹھوہار کے رہنے والے بھی اس پنجاب کا حصہ ہیں لہٰذا خدا کے لئے ہماری طرف بھی توجہ دیں۔ ہمارے لوگوں کا بھی یہ دل کرتا ہے کہ ان کی زمینیں جو دن بدن بنجر ہوتی جارہی ہیں وہ آباد ہوں۔ موسمی حالات بدلنے کی وجہ سے، بارشوں کی کمی کی وجہ سے اور چشموں کے خشک ہونے کی وجہ سے ہماری بہت ساری زمینیں بنجر ہوتی جارہی ہیں۔ وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ وہ جنوبی پنجاب اور وسطی پنجاب سے نکل کر شمالی پنجاب کے خطے پوٹھوہار کی طرف تھوڑی سی توجہ دیں کیونکہ ہمیں بھی آبپاشی کی ضرورت ہے اور ہماری زمینوں کو بھی پانی کی ضرورت ہے اس لئے جب یہ اربوں کھربوں روپے نمود و نمائش پر ضائع کر رہے ہیں تو ہم لوگ جو پہاڑوں میں رہتے ہیں اور جن کے پاس ان زمینوں کے علاوہ اتنے وسائل نہیں ہیں تو انہیں اتنی توجہ دی جائے کہ لوگ دوبارہ اپنی زمینوں کی طرف متوجہ ہو سکیں اور ہماری زمینیں صرف ڈی ایچ اے اور بحریہ نہ خریدے بلکہ ان زمینوں سے ہم اپنی خوراک پیدا کر سکیں۔ میری وزیر موصوف سے گزارش ہے کہ یہ تنقید کی بجائے لوگوں کے حالات پر نظر رکھیں اور ہم خطہ پوٹھوہار کے لوگوں کے لئے بھی تخت لاہور جیسے اقدامات ہو سکیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اب وزیر آبپاشی اس کا جواب دیں گے۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے تمام معزز ممبران کی تقاریر کو غور سے سنا ہے۔ انہوں نے اس کٹوتی کی تحریک کے متعلق محکمہ آبپاشی کے اوپر general discussion فرمائی ہے اور ضمنی گرانٹ پر انہوں نے کوئی بات نہیں کی۔ میں مناسب سمجھوں گا کہ جس دن آپ اس ایوان کے اندر محکمہ آبپاشی کے لئے general discussion رکھیں گے، میں ان کا جواب دے دوں گا۔ میں ضمنی گرانٹ اور اس کی وجوہات بیان کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! مالی سال 14-2013 میں محکمہ آبپاشی کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے ایک ارب تین کروڑ ایک لاکھ 12 ہزار روپے کی ضمنی گرانٹ مختص کی گئی جس کے تحت متعدد اہم ترقیاتی منصوبوں پر عملدرآمد کیا گیا۔ دریاؤں اور برساتی نالوں کے سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچاؤ کے لئے 13 عدد منصوبہ جات جن کا تخمینہ لاگت 90 کروڑ 71 لاکھ 12 ہزار روپے ہے، پر عملدرآمد کیا گیا۔ ان منصوبہ جات کو تیار کرنے کے لئے فلڈ سیزن کے بعد پہلے دریا کا سروے کیا جاتا ہے اور پھر منصوبہ کا P.C.1 بنایا جاتا ہے چونکہ یہ تمام کام سالانہ ترقیاتی پروگرام سال ہذا میں منظور ہونے کے بعد ہوتا ہے لہذا ADP میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ مزید برآں انتہائی اہم نوعیت کے کام انسانی جان و مال کے تحفظ کے لئے ہوتے ہیں ان کا اگلے فلڈ سیزن سے پہلے مکمل کروانا ضروری ہوتا ہے اس لئے ان منصوبہ جات پر ضمنی گرانٹ کے ذریعے عملدرآمد کیا جاتا ہے۔ یہ خطیر رقم دریاؤں کی ملحقہ آبادیوں، نہری نظام کے سیلابی پانی کی تباہ کاریوں سے بچانے کے لئے سیلابی نالوں کی صفائی، پشتوں کی مضبوطی و تعمیر اور بندوں کی مرمت کے لئے استعمال کی گئی ہے۔ موہڑہ شیر اڈیم کی تعمیر کا منصوبہ Central Development Working Party سے بروقت منظور نہ ہونے کی وجہ سے یہ ADP 2013-14 میں شامل نہ ہو سکا اور بعد میں یہ منصوبہ اس شرط پر منظور ہوا کہ land acquisition کے 123 ملین روپے حکومت پنجاب برداشت کرے گی لہذا زمینوں کے بڑھتے ہوئے rates کے خدشہ کے پیش نظر حکومت پنجاب نے یہ پیسے بطور ضمنی گرانٹ 14-2013 میں ادا کرنا بہتر سمجھا لہذا ان وجوہات کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب سے التماس ہے کہ کٹوتی کی یہ تحریک مسترد کر کے گرانٹ منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ، اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ارب 3 کروڑ ایک لاکھ 12 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 17 "تعمیرات آبپاشی" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 3 کروڑ ایک لاکھ 12 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے ادا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 6 جیل خانہ جات، سزا یافتگان کی بستیاں سے متعلق ہے تو وزیر خزانہ مطالبہ زر پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 19 کروڑ 60 لاکھ 66 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے ادا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 19 کروڑ 60 لاکھ 66 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے ادا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر 6 میں کٹوتی کی تحریک 47 معزز ممبران کی طرف سے آئی ہے۔ جی، تو کون پیش کرے گا؟

MS NABILA HAKIM ALI KHAN: Thank you, Mr Speaker! I move that:

"The total of Rs.196 million 66 thousand on account of Demand No.6 Jails and Convict Settlement be reduced to Rs.1."

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"19کروڑ 60لاکھ 66ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 6 "جیل خانہ جات وسزایافتگان" کی بستیاں کم کرکے ایک روپیہ کردی جائے۔"

MINISTER FOR PRISONS (Mr Abdul Waheed Chaudhary): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، محترمہ! اسے oppose کیا گیا ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ ہم بجٹ پر بات کرتے ہیں اور اس کے بعد ضمنی بجٹ آجاتا ہے اور اس پر بھی اعتراض نہ کریں اگر صحیح طور پر ادارے کام کر رہے ہوں۔ واقعی حقیقی معنوں میں ان اداروں کی درستی اور ان کی تربیت، اگر کوئی تربیتی ادارہ ہے تو وہاں حقیقی معنوں میں اگر تربیت ہو رہی ہو تو میرا خیال ہے کہ اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے جتنے ممبران ہیں، خاص طور پر اپوزیشن کی طرف سے کبھی اعتراض نہیں اٹھایا جا سکتا لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کرنی پڑتی ہے کہ ہمارے صوبہ پنجاب میں پنجاب کا وہ کون سا ادارہ ہے جسے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ صحیح حالت میں چل رہا ہے؟ پنجاب کی جیلوں کی جو صورتحال ہے اور جو تماشا وہاں پر ہم آئے دن دیکھتے ہیں اور جس طرح سے وہاں پر قیدیوں کے ساتھ، ہم بات کرتے ہیں کہ ہماری سوسائٹی کا وہ حصہ جو بہت سے جرائم میں ملوث ہوتا ہے اور somehow کبھی کبھی بغیر کسی جرم کے بھی petty matters میں بھی انہیں جیل جانا پڑتا ہے۔ جب جیلوں میں وہ چلے جاتے ہیں تو جو سلوک ان کے ساتھ کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ انہیں بھیڑوں اور بکریوں کی طرح باندھ دیا جاتا ہے۔ کسی بلڈنگ کی جو ایک capacity ہوتی ہے، ہم بجٹ دے رہے ہیں، کیا ہمارا یہ فرض نہیں بنتا کہ ہم اس چیز کو چیک کریں کہ کیا ان کے وہاں پر رہنے کے انتظامات صحیح طور پر کئے گئے ہیں، کیا ان کی انسانی ضروریات پوری ہو رہی ہیں اور کیا ان کے fundamental rights انہیں مل رہے ہیں کیونکہ آخر وہ بھی انسان ہیں اور اس چیز سے کوئی بھی انکار

نہیں کر سکتا، میں ذکر کروں گی کہ پنجاب میں 33ہزار قیدی ہیں اور میں اس کی مثال اس طرح دے سکتی ہوں کہ ساہیوال سنٹرل جیل میں 1500 یا 2000 قیدیوں کی capacity ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ میری بات سنیں۔ آپ سب کے پاس دس منٹ ہیں اس میں آپ چاہے اکیلے بول لیں یا کسی اور کو بولنے دیں کیونکہ ایک بجے سے پہلے منسٹر صاحب نے wind up بھی کرنا ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! آفیشل ٹائم تو ایک بجے تک ہی ہے ناں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! ساہیوال جیل کی میں ایک مثال اس طرح سے دے رہی ہوں کہ ساہیوال میں پندرہ سو دو ہزار کی capacity میں قیدیوں کی ہمیشہ 4ہزار سے اوپر تعداد رہی ہے کیونکہ مجھے بارہا وہاں پر visit کرنے کا موقع ملا ہے۔ جس طرح سے قیدیوں کو وہاں پر بند کیا جاتا ہے۔ ایسا سلوک جانوروں کے ساتھ بھی نہیں ہوتا۔ اگر ہم بات کریں کہ ادارے میں اُن کو تربیت دے رہے ہیں تو کس قسم کی تربیت دے رہے ہیں؟ جو لوگ جیلوں میں جاتے ہیں وہ شاید باہر اُس طرح کے کسی جرم میں ملوث نہیں ہوتے لیکن جب وہ جیل میں جاتے ہیں اور جب جیل سے باہر آتے ہیں تو وہاں پر اُن کو جو چیزیں سیکھنے کو ملتی ہیں، شاید باہر رہ کر وہ چیزیں نہیں سیکھ سکتے اور وہ بعد میں اُس سے بڑے جرائم کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اُس کی کیا وجہ ہے؟ میں سمجھتی ہوں اُس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہاں کوئی میکنیزم نہیں ہے اور check and balance کا کوئی system نہیں ہے۔ جس طرح سے warden اُن کو اندر منشیات مہیا کرتے ہیں اور جس طرح سے drugs اُن کو اندر available ہوتی ہیں وہ باہر زیادہ مشکل ہوتیں ہیں۔ اگر ان ساری چیزوں کی روک تھام ہم نہیں کر سکتے تو پھر بھی بجٹ اور ضمنی بجٹ ہم سارا کچھ کر رہے ہیں لیکن کیا یہ ہمارا فرض نہیں ہے کہ ہم دیکھیں کہ کیا جن مقاصد کے لئے یہ سارا خرچ کر رہے ہیں ہماری عوام کی خون پسینے کی کمائی سے جو revenue اکٹھا ہوتا ہے وہ کہاں استعمال ہو رہا ہے؟ میں ایک juvenile system کی بات کروں گی juvenile justice system ordinance کی ہمیشہ violation ہوتی رہی ہے convicts کی بات کرتے ہوئے میں یہ سب باتیں کر رہی ہوں کہ petty matters کے جو convicts ہیں اُن کے ساتھ جس طرح کا وہاں پر سلوک کیا جاتا ہے اور یہ ordinance جاری ہوا اس کے بعد اُس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا اور ان کو اُسی طرح سے جو serious نوعیت کے جرائم میں ملوث لوگ ہوتے ہیں اُنہی کے ساتھ اُن کو بھی بند کر دیا جاتا ہے حالانکہ juveniles کے لئے الگ سے اُن کی تربیت کے لئے اور جو وہاں پر petty matters میں

جاتے ہیں جس طرح سے اُن کو سزائیں دی جارہی ہیں اور جو سلوک جیل میں اُن لوگوں کے ساتھ کیا جارہاہے وہ بھی انتہائی افسوسناک ہے۔ ساہیوال میں ایک جیل انتہائی سکیورٹی جیل ہے جو دہشت گردوں کے لئے بنائی جاتی ہے کچھ عرصہ پہلے وہاں پر اُس کی تعمیر ہوئی جس پر اربوں روپیہ خرچ کیا گیا۔ اُس پر بہت protest ہوا میں سمجھتی ہوں کہ یہ حکومت کی mismanagement ہے کہ ایک آبادی کے اندر شہر کے وسط میں جہاں پر شاپنگ مال ہیں، جہاں پر یونیورسٹی ہے، جہاں پر کالج ہیں اور اُس کو کالج stop کہا جاتا ہے وہاں پر ایک انتہائی سکیورٹی کی دہشتگردوں کی جیل بنادی گئی ہے۔ اُس پر protest کے باوجود کچھ نہیں ہوا حکومت نے اُس پر بے دریغ پیسا خرچ کیا جی، ہم بڑا کام کرنے جارہے ہیں بغیر یہ چیز visit کئے ہوئے کہ کیا وہ وہاں پر feasible ہے؟ کیا اُس جگہ پر جیل کو ہونا چاہئے اور وہ بن گئی اُس پر لگنے والا پیسا جو لگا تھا وہ تو ضائع ہوا ہی ہے۔ اب ضمنی بجٹ میں صفحہ نمبر 69 پر پھر رقم جو اُس جیل کو دی جارہی ہے جبکہ کچھ عرصہ پہلے وزیراعلیٰ وہاں visit پر گئے ہیں کسی واقعہ کے سلسلے میں انہوں نے وہاں visit کرنا تھا تو وہاں اُن کے سامنے کسی نے یہ بات رکھی تو انہوں نے کہا کہ اس جیل کو یہاں پر نہیں ہونا چاہئے اور اس کو سنٹرل جیل کا حصہ ہی سمجھا جائے۔ یہ بات میرے علم میں کچھ دن پہلے آئی اور اس کے بعد اب پھر ضمنی بجٹ میں اُس پر پیسے خرچ کئے جارہے ہیں، یہ اس طرح کی mismanagement کیا مذاق ہے؟ میں سمجھتی ہوں یہ حکومت کی نالائقی ہے، منسٹر جیل یہاں پر موجود ہیں میں سمجھتی ہوں کہ اس طرح کی چیزیں ہم اچھا کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔ کیا اچھا کرنے کے لئے کوئی میکنیزم نہیں ہوتا اور اُس کو وہاں پر جاکر چیک نہیں کرنا چاہئے؟ یہ ضروری ہے کہ ایک بندے نے کہہ دیا وہ اس ایوان کا ممبر ہے اور ہم نے اُس کو نوازنا ہے، چاہے جیسے بھی نوازیں ہمیں نہیں پتا وہاں پر کیا صورتحال ہے؟ ہم وہاں پر ایک بڑی رقم خرچ کر دیتے ہیں اور بعد میں احساس ہوتا ہے اور ہم order پاس کرتے ہیں کہ اس کو وہاں نہیں ہونا چاہئے۔ اُس کے باوجود ضمنی بجٹ میں اُس پر پیسے خرچ کئے جارہے ہیں۔ جیلوں کی حالت اتنی بُری ہے کہ اگر ہم بات کریں کہ جو convicts ہیں اُن کو جو کھانا دیا جاتا ہے اُس سے بہتر تو چارہ ہے جو جانور کھاتے ہیں۔ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ جب کوئی dignitary وہاں visit پر جاتا ہے تو اس کو بڑے اچھے طریقے سے وہاں protocol کے ساتھ لے جایا جاتا ہے، اُس کو سب اچھا کی مثالیں دی جاتی ہیں اور weight کرکے تنور کی روٹی کھلائی جاتی ہے دیکھیں جی اصل گندم کی روٹی ہے اور جو بعد میں وہاں کے حالات ہوتے ہیں اور ہمیں وہاں اندر سے جس طرح کی شکایات سننے کو ملتی ہیں کیونکہ مجھے اس کا experience بھی ہے کہ میرے پاس وہاں سے بہت ساری complaints آتی رہی

ہیں اور وہاں پر جو قیدی ہیں وہ خود تحریر کر کے بھیجتے تھے کہ ہمیں پورے دن میں ایک وقت کا کھانا ملتا ہے۔ ہم یہاں بغیر کچھ دیکھے کسی چیز کا check and balance رکھے ہوئے پنجاب کے شہنشاہ بنے بیٹھے احکامات صادر کرتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ جہاں پر اس طرح کی چیزیں ہوں وہاں پر ہمیں اس طرح بجٹ کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ یہ ہمارے عوام کی امانت ہے اور امانت میں خیانت کا جرم اس پر لاگو ہونا چاہئے اس لئے میری یہ تحریک ہے کہ یہ جو رقم ہے اس کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ان کی طرف سے چار منٹ رہتے ہیں چار منٹ میں جو بولنا چاہے وہ بول لے۔ جی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں بھی آج محکمہ جیل کے بارے میں ہی بات کرنا چاہتی ہوں اس پورے سیشن میں، میں نے ہر تقریر میں ایک شعر پڑھا ہے تو اس روایت کو برقرار رکھتے ہوئے ایک شعر پڑھنا چاہتی ہوں۔

خوش فہمیوں کے سلسلے اتنے دراز ہیں
ہر اینٹ سوچتی ہے کہ دیوار مجھ سے ہے

تو ہمارے حالات کچھ ایسے ہی ہیں۔ جیل کے حالات پر میں بات کرنا چاہتی ہوں جیلیں اُن جرائم پیشہ لوگوں کے لئے بنائی جاتی ہیں جو اس معاشرے میں بد امنی پھیلانے کا باعث بنتے ہیں۔ جیل کا concept پوری دنیا میں اصلاح کا ہے۔ ایک آدمی جو عادی مجرم ہے یا کسی حالات کی وجہ سے مجرم بنا اُس سے کوئی جرم ہو گیا ہے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو تو وہ ایسی جگہ بھیجا جاتا ہے کہ جہاں اُس کو معاشرے سے isolate کر کے ایک ایسا فرد بنانے میں اُس کی مدد کی جائے کہ وہ واپس جا کر اُس معاشرے کا ایک فعال رکن بن سکے اور ایک فعال حصہ بن سکے لیکن ہمارے ساتھ المیہ یہ ہے جو ہم نے کہا کہ یہ بجٹ ضائع کرنے والی بات ہے اس بجٹ کو نہ بڑھایا جائے کیونکہ پاکستان میں جیلوں کا system مزید بدتر سے بدترین ہوتا جا رہا ہے۔ جو چھوٹے مجرم جیل جاتے ہیں وہ وہاں سے بڑے مجرم بن کر نکلتے ہیں کیونکہ ہمارے ہاں جوڈیشل سسٹم اتنا اچھا نہیں ہے۔ ہمارے معاشرے میں انصاف قائم نہیں ہے۔ ہمارے تھانے کچہریوں میں جو میکنیزم ہے اُس میں پیسا لگتا ہے، کرپشن ہے جس کی وجہ سے کئی مظلوم لوگ بھی جیلوں میں بند ہو جاتے ہیں لیکن جو مظلوم جاتا ہے، جب وہ وہاں سے نکلتا ہے تو مظلوم نہیں رہتا بلکہ وہ مولا جٹ بن کر نکلتا ہے۔ ہمارا المیہ ہے ہم نے جیلوں میں کیسے اصلاح لانی ہے؟ میں جیل کے اندر کے حالات بھی بتا دوں ہم انہیں ایک فعال شہری بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہئے کہ ہم اُن کی mental

mental health کو دیکھیں کیونکہ جرائم کئی قسم کے ہوتے ہیں کئی جرائم صرف اور صرف mental health سے related ہوتے ہیں۔ ایک انسان کے اندر revenge ہوتا ہے وہ revenge سوسائٹی سے لینا چاہتا ہے تو دنیا میں خاص طور پر چھوٹے بچے پکڑے جاتے ہیں ان کے لئے community services دی جاتی ہیں۔ ان کا medically اور mentally treatment ہوتا ہے اور ان کو بجائے جیلوں میں رکھنے کے drugs دے کر صحیح کیا جاتا ہے۔ اسی جیل میں دہشت گرد رہا ہے، وہیں serial killer ہے، وہیں ایک معمولی جیب کترا ہے، وہیں معمولی چوری کرنے والا ہے اور بے گناہ بھی ہے۔ کسی شخص نے پیسا لگایا اور اس کو جیل میں ڈلوا دیا کیونکہ یہاں یہی چلتا ہے۔ ہمارے یہاں سسٹم کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔ جیلیں ایسی جگہیں نہیں ہیں جہاں لوگوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح بھر دیا جائے۔ میں آپ کو جیلوں کا آنکھوں دیکھا حال بتا سکتی ہوں کیونکہ میں نے کئی جیلیں visit کی ہیں اور میں بتا سکتی ہوں کہ جیلوں کے اندر کی زندگی اور حالات کیسے ہیں۔ آپ یقین کریں کہ ایک جیل میں ایک کھلا toilet تھا جس میں کوئی پردہ اور چار دیواری نہیں تھی۔ وہاں گندے پانی کی بالٹی تھی اس کو سب لوگ استعمال کر رہے تھے۔ اس پانی کو انہوں نے toilet کے لئے بھی استعمال کرنا ہے، وہیں سے پانی پینا ہے، وہیں سے نہانا اور کپڑے دھونے ہیں۔ آپ imagine کریں کہ جو شخص ان حالات میں سے گزر کر آئے گا کیا وہ اچھا شہری بنے گا اور کیا وہ معاشرے میں آ کر فعال کردار ادا کرے گا؟ جیلوں میں خواتین کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے، چھوٹے بچوں کے ساتھ بدکاری ہوتی ہے۔ یہ حقائق ہیں جو بہت بھیانک ہیں۔ ہمیں کہتے ہوئے شرم آتی ہے لیکن یہ ground realities ہیں۔ ایک معصوم بچہ جو روٹی چراتا پکڑا جاتا ہے اس کو آپ جیل میں دھکیل دیتے ہیں۔ ایک بچے نے پلاسٹک کا فون چرایا اس کو تھپڑ مارا اور جیل میں ڈال دیا۔ اس بچے کو ان criminal کے ساتھ ڈال دیا۔ جب وہ جیل سے نکلے گا تو پھر کیا بن کر نکلے گا؟ وہ کہے گا کہ اچھا، میرے ساتھ یہ ظلم ہوا ہے میں اس ظلم کا بدلہ اس معاشرے سے لوں گا۔ ہم نے وہاں ایسا کوئی mechanism نہیں بنایا۔ بچوں کو کہیں بھی ایسے crimes کے لئے جیلوں میں نہیں ڈالا جاتا بلکہ ان بچوں کو community service دی جاتی ہے، fines ہوتے ہیں، ان کو medical health چاہئے ہوتی ہے، ایسی drugs ہوتی ہیں جس سے ان کا mental level ٹھیک کیا جاتا ہے اور ان کی counseling کی جاتی ہے۔ وہاں اس طرح کا سسٹم ہوتا ہے۔ جو اچھی تہذیب یافتہ قومیں ہوتی ہیں وہ جیلوں کو اس لئے استعمال کرتی ہیں کہ جب وہاں ایک مجرم جیل سے باہر نکلتا ہے تو وہ ایک فعال شہری ہوتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی جیلوں کو فائدہ مند بنائیں۔ جیل ہمارا کوئی

ٹارچر سیل نہیں ہے۔ وہاں لوگوں سے بہت بد سلوکی کی جاتی ہے۔ میں نے خود ایسے لوگوں کو دیکھا ہے کہ ایک قتل کا مجرم وہاں گیا، اس نے پیسے دیئے اور اس کے لئے ہر weekend پر آلو گوشت بن کر جاتا تھا۔ وہاں پر قتل کے مجرم ایسے رہ رہے تھے جیسے picnic منانے آئے ہوئے ہیں۔ آپ وہاں پر پولیس کو پیسے دے کر facilities حاصل کر لیں، موبائل فون حاصل کر لیں، drugs حاصل کر لیں یہاں تک کہ آپ اسلحہ حاصل کر لیں۔ وہاں پر غنڈہ گردی کا راج ہوتا ہے۔ ہم بجٹ کی بات کر رہے ہیں، بجٹ ضرور بڑھائیں اور بجٹ ضرور رکھیں لیکن یہ بھی دیکھیں کہ ہم کر کیا رہے ہیں، ہم نے ان کو کیسی زندگی دینی ہے؟ ہم نے ان کو انسان بنانا ہے۔ ایک ایسی category ہونی چاہئے جو بالکل الگ ہو وہاں پر صرف دہشت گرد اور قاتل ہوں۔ دہشتگردوں، قاتلوں کی بیرک الگ ہونی چاہئے اور جو معمولی جرم کے مرتکب ہوتے ہیں ان کے لئے الگ بیرک ہونی چاہئیں۔ وہاں ان کی اصلاح کے لئے، تعلیم کے لئے اور شعور کے لئے کام ہو۔ انہیں اسلام کی وہ تعلیم دیں جو پیار محبت اور سکون کا باعث ہو۔ انہیں بتائیں کہ گناہ اور ثواب کیا ہوتا ہے، انہیں بتائیں کہ ہم نے اللہ کو بھی جواب دینا ہے اور دنیا میں بھی جواب دینا ہے۔ اگر ہم نے بجٹ رکھنا ہے تو پھر سسٹم کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم بات کر رہے ہیں ضمنی بجٹ کی تو یہ دیکھیں کہ ہم نے ان کا استعمال کیسے کرنا ہے؟ اگر ان کا استعمال بہتر ہوتا ہے اور اس سے اچھے نتائج حاصل کر سکتے ہیں تو یہ بہترین کام ہے اور ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اگر اس کا نتیجہ کچھ نہیں ہے تو پھر ہم اس سے کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ ہم جیلوں میں جو کھیپ بھیجتے ہیں جب وہ کھیپ وہاں سے نکلتی ہے تو اس سے بدتر بن کر نکلتی ہے اس لئے اس رقم کو کم کر کے ایک روپیہ کر دینا چاہئے۔ شکریہ (نعرے ہائے تحسین)

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے اس کو ٹھیک ایک بجے سے پہلے پہلے مکمل کرنا ہے اور کسی کی دل آزاری کرنے کی کوشش نہیں کرنی یہ میں آپ کو بتا دوں۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں جواب تو صحیح دوں گا، دل آزاری والی بات نہیں ہے، میں حکیم نہیں ہوں کہ میں نے ان کو گلوکوز دینا ہے بلکہ میں حقائق پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر: ایسے الفاظ استعمال نہ کئے جائیں۔ آپ مہربانی کریں، آپ ایک wise آدمی ہیں اور آپ اس اسمبلی کے ممبر for the first time نہیں ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! سب معزز ممبران کے علم میں ہے کہ ملک میں دہشت گردی کی کئی سالوں سے لہر جاری ہے۔ امن وامان کی خراب صورتحال کے پیش نظر پنجاب میں خاص طور پر ساہیوال میں high security prison بنائی گئی ہے جس کے اخراجات کے لئے ہم نے بجٹ کی request کی ہے۔ میں اپنی معزز بہنوں سے گزارش کروں گا کہ جو انہوں نے figures پیش کئے ہیں انتہائی افسوس کی بات ہے کہ وہ KPK کی جیلوں کی بات کر رہی ہیں جب کہ پنجاب کی جیلوں میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میری ایک بہن نے کہا کہ جیلوں میں 33 ہزار قیدی ہیں۔ افسوس کی بات ہے کہ وہ 33 ہزار نہیں بلکہ 50 ہزار سے بھی زیادہ ہیں۔ یہاں کھانے کے بارے میں بھی کہا گیا ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ پورے پاکستان کی جیلوں میں بہترین اور سستا کھانا پنجاب کی جیلوں میں ملتا ہے۔ اگر میری بہن کو یقین نہ ہو تو وہ وہاں جا کر کھانا کھا کر دیکھ سکتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ کروں گا کہ میری بہنوں نے کہا کہ وہاں قیدیوں کو جانوروں کی طرح باندھا جاتا ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکہ پنجاب کی جیلوں میں الحمدللہ چیف منسٹر کے vision اور ان کے حکم کے مطابق ایسے اقدامات کئے ہیں جو پورے پاکستان کے کسی صوبے میں بھی نہیں کئے گئے۔ میرے اپوزیشن ممبران یہ چاہتے ہیں کہ پنجاب کی جیلوں کا وہی حشر ہو جو KPK میں ہوا ہے۔ وہیں طالبان اسلحہ لے کر آئے۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ صرف اپنی بات کریں۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں یہ گزارش ضرور کرنا چاہوں گا کہ پنجاب کی جیلوں میں الحمدللہ ایک ہفتے میں سات مرتبہ چکن دیا جاتا ہے۔ رمضان المبارک کے حوالے سے معزز ممبران کو بتانا چاہوں گا کہ ایک prisoner کی خواہش پر افطاری میں شربت اور سحری میں چائے کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ تمام جیلوں میں ensure کیا گیا کہ ہر بیرک میں نماز تراویح اور تلاوت کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔ اس موجودہ صورتحال کے پیش نظر جیل کی فورس کو جدید خطوط پر استوار کرنے کے لئے ان کو جدید اسلحہ مہیا کرنا بہت ضروری ہے۔ یہ ڈیمانڈ اس لئے کی گئی ہے تاکہ خدانخواستہ ایسے حالات میں جیل کی فورس حالات کنٹرول کر سکے۔ ہم جیل کی فورس کو آرمی سے ٹریننگ دلوا رہے ہیں۔ ہم جیل کی دو سو فورس کو ٹریننگ دلوا چکے ہیں۔ یہ سارا پیسا جدید اسلحہ کے لئے ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم پنجاب کی چودہ جیلوں میں jammer نصب کرنے جا رہے ہیں۔ الحمدللہ جب ٹینڈر دیئے گئے تو انٹرنیشنل فرموں نے 2- ارب روپے کے ٹینڈر دیئے لیکن LRPC ہماری دفاعی

پیداوار کا ایک ذیلی ادارہ ہے اس سے ہم صرف 33 کروڑ روپے سے چودہ jammer لگوانے جا رہے ہیں۔ میں اپنے اپوزیشن بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ جیسے میں نے پنجاب کی جیلوں میں PCO لگوائے ہیں آپ KPK میں بھی لگوانے کے لئے اس سنت پر ضرور عمل کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم ملتان، فیصل آباد، راولپنڈی اور لاہور میں within two months family rooms بنا رہے ہیں جن میں قیدی اپنی فیملی کے ساتھ تین دن تک رہ سکتے ہیں۔ جو قیدی غریب تھے چالیس ملین روپے ان کے لئے رکھے گئے ہیں۔ وہ غریب قیدی جو سزا تو پوری کر چکے ہیں لیکن غربت کی وجہ سے وہ اپنی دیت کا جرمانہ ادا نہیں کر سکتے تو چیف منسٹر کی مہربانی سے تقریباً ڈیڑھ سو قیدیوں کو پچھلے سال رہا کیا گیا ہے۔ ان کے لئے اس دفعہ ہم نے چالیس ملین روپے رکھے ہیں۔ (شور وغل)

MR SPEAKER: Order in the House, order in the House.

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں اپنی بہنوں کو بتانا چاہوں گا کہ دنیاوی تعلیم کے لئے وہاں میٹرک، ایف اے، بی اے کے مراکز بھی ہیں وہاں قیدی امتحان پاس کرتے ہیں۔ پاکستان کی ہسٹری میں پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ وزیر اعلیٰ کے وژن کے مطابق میں نے TEVTA سے مل کر قیدیوں کو ٹیکنیکل ٹریننگ شروع کروائی ہے۔ نو سو قیدی TEVTA سے چار قسم کے کورس کر رہے ہیں۔ اللہ ان کو جلدی باہر لے آئے، وہ جیلوں سے باہر آ کر باعزت طریقے سے اپنی روزی روٹی کما سکیں گے۔ چیف منسٹر کا vision ہے کہ جیلوں کو اصلاح کا گھر بنایا جائے تو موجودہ صورتحال کے تناظر میں، موجودہ امن وامان کی خراب صورتحال کے تناظر میں اپنی فورس کو جدید خطوط پر استوار کرنے کے لئے، ان کو facilitate کرنے کے لئے میں آپ سے اور پورے ایوان سے گزارش کروں گا کہ یہ جو بجٹ رکھا گیا ہے اس کو پاس کیا جائے اور جاری کیا جائے۔ بہت شکریہ.

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"19 کروڑ 60 لاکھ 66 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 6 "جیل خانہ جات وسزا یافتگان کی بستیاں" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نہ منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 19 کروڑ 60 لاکھ 66 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2014 کو ختم ہونے والے

مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات وسزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: قاعدہ نمبر 144 سب قاعدہ 4 کے تحت guillotine کا اطلاق جیسا کہ پہلے اعلان کیا گیا تھا کہ ضمنی مطالبات زر پر cut motions کے ذریعے کارروائی 1:00 بجے تک جاری رہے گی اور باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 144 سب قاعدہ 4 کے تحت guillotine کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہوگی تو اب ہم قاعدہ 144 کے تحت guillotine کا اطلاق کرتے ہوئے کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ سے یہ امید نہیں تھی آپ تو جمہوری آدمی ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ قانون اور rules تو آپ لوگوں نے بنائے ہیں۔ میں اس کے تحت ہی چل رہا ہوں اور اس سے باہر نہیں جا رہا۔

مطالبہ زر نمبر 1

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 17 کروڑ 59 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 2

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 18 کروڑ 6 لاکھ 77 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر3

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 30 کروڑ 42 لاکھ 61 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 5۔ارب 59 کروڑ 75 لاکھ 62 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 86 کروڑ 45 لاکھ 94 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظامی عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو26کروڑ24لاکھ80ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو4کروڑ88لاکھ47ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ25لاکھ ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو8کروڑ51لاکھ28ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو17کروڑ3لاکھ69ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 12

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو80کروڑ34لاکھ55ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 13

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 19 کروڑ 68 لاکھ 58 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 14

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 2۔ ارب 70 کروڑ 87 لاکھ 47 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 15

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 3۔ ارب 74 کروڑ 74 لاکھ 54 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 16

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 37 لاکھ 37 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 19

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 20

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 21

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 22

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 23

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 24

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 25

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال

کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات و پل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب وزیر خزانہ منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ پیش کریں۔

منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 14-2013 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR EXCISE AND TAXTATION/ FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I lay the Supplementary Schedule of authorized expenditure for the year 2013-14.

MR SPEAKER: The Supplementary Schedule of authorized expenditure for the year 2013-14 has been laid.

منسٹر صاحب! آپ کچھ بولنا چاہیں گے؟

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں بجٹ کی approval پر سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ میں تمام منسٹر صاحبان، خصوصاً سابق وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان اور موجودہ وزیر قانون رانا مشہود احمد خان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں تمام معزز ممبران اسمبلی بشمول قائد حزب اختلاف اور معزز ممبران حزب اختلاف کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ تمام معزز ممبران جس طرح بجٹ debate میں شامل رہے اور اس بجٹ کو پاس کرنے میں جس طرح انہوں نے کاوشیں کیں میں اس پر ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں محکمہ خزانہ، محکمہ پی اینڈ ڈی، سیکرٹری اسمبلی اور اسمبلی کے تمام ملازمین کا بھی بہت مشکور ہوں۔ میں اپنے صحافی بھائیوں اور بہنوں کا بھی بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے اس بجٹ کی coverage کر کے تمام کارروائی کو عوام تک پہنچایا۔

جناب سپیکر! ایک روایت ہے کہ بجٹ اجلاس کے دوران کام کرنے والے پنجاب اسمبلی کے تمام ملازمین بشمول ڈسپنسری سٹاف جنہوں نے اس بجٹ اجلاس میں انتھک محنت کی ہے، جس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی طرف سے اسمبلی ملازمین بشمول ڈسپنسری سٹاف کے لئے بطور اعزازیہ دو ماہ کی اضافی تنخواہ کا اعلان کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! معزز ممبران حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے لئے اسمبلی روایات کے مطابق lunch کا بندوبست کیا گیا ہے۔ مرد ممبران اسمبلی کے لئے اسمبلی کیفے ٹیریا، خواتین ممبران اسمبلی کے لئے کمیٹی روم (بی) اور ہمارے صحافی بھائیوں اور بہنوں کے لئے کمیٹی روم (سی) میں کھانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ آپ سے خصوصی طور پر اس کھانے میں تشریف لانے کے لئے گزارش ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ میں آپ سب معزز ممبران کا شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔ گورنر پنجاب کی طرف سے مندرجہ ذیل آرڈر موصول ہوئے ہیں جو میں پڑھ دیتا ہوں۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(46)/2014/1101. Dated: 26th June 2014. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Mohammad Sarwar,** Governor of the Punjab, hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab w.e.f June 26, 2014 (Thursday) after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the	**MOHAMMAD SARWAR**
25th June, 2014	**GOVERNOR OF THE PUNJAB"**

INDEX

PAGE NO.

A

ABDUL WAHEED CHAUDHRY, MR. *(Minister for Prisons)*
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2013-14 regarding-
-Prisons and settlements for convicts 654
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Disclosure of spending rupees 40 million instead of rupees 4 lac by Secondary Board Lahore on the lame excuse of preparation of superior quality certificates 451
-Risk to future of two thousand students of BS programme of Murray College Sialkot due to tussle between Punjab Higher Education and Registrar University of Gujrat 412
AGENDAS FOR THE SESSIONS HELD ON-
-20th June, 2014 402
-23rd June, 2014 441
-24th June, 2014 499
-25th June, 2014 530
-26th June, 2014 606
AHMAD SHAH KHAGGA, MR.
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-
-Police 436
AHMED KHAN BHACHER. MR.
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2013-14 regarding-
-Irrigation Works 635
DISCUSSION On-
-Supplementary Budget for the year 2013-14 576
EXTENSION IN PERIOD FOR SUBMISSION OF REPORT regarding-
-Privilege Motion Nos. 9, 11, 12 of 2013 and 6, 7, 8, 9, 11, 12, 14, 15, 16, 17, 19 and 20 of 2014 552

report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING- 553
-Privilege Motion Nos. 6, 7 of 2013 and 1, 3, 13, and 18 of 2014
ALI ASGHAR MANDA, CH. *(Parliamentary Secretary for S & GAD)*
DISCUSSION On-
-Supplementary Budget for the year 2013-14 599

PAGE NO.

Annual Schedule OF- 512
-Authorized Expenditures for the year 2014-15 *(Laid in the House)*

B

BILLS-
-The Bab-e-Pakistan Foundation Bill, 2014 (Bill No.15 of 2014) *(Considered and passed by the House)* 515-521
-The Management and Transfer of Properties by Development Authorities Bill, 2014 (Bill No.14 of 2014) *(Considered and passed by the House)* 521-528
-The Punjab Finance Bill, 2014 *(Considered and passed by the House)* 505-512

C

Condolence ***(PRAY FOR FORGIVENESS)-*** 503
-On the sad demise of Pir Shujaat Hussain Qureshi Ex MPA

D

DEMANDS FOR GRANTS-
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-
-Administration of Justice 487
-Agricultural Development & Research 495
-Agriculture 480
-Charges on account of Motor Vehicles Acts 486
-Civil Defence 493
-Civil Works 490
-Cooperatives 489
-Communications 491
-Development 495
-Education 467
-Fisheries 489
-Forests 485
-General Administration 487
-Government Building 496
-Government trade in medical stores and coal 494
-Health 453
-Housing and Physical Planning 491
-Industries 490

	PAGE NO.
-Investment	494
-Irrigation and Land Reclamation	487
-Irrigation Works	495
-Land Revenue	484
-Loans to Government Servants	494
-Loans to Municipalities/Autonomous Bodies etc.	497
-Miscellaneous	493
-Miscellaneous Departments	490
-Museums	488
-Opium	484
-Other Taxes and Duties	486
-Pension	492
-Police	414
-Prisons and settlements for convicts	488
-Provincial Excise	485
-Public Health	488
-Registration	486
-Relief	491
-Roads and Bridges	496
-Stamps	485
-State trading in food grains and sugar	493
-Stationary and Printing	492
-Subsidies	492
-Town Development	496
-Veterinary	489
DEMANDS FOR GRANTS-	
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2013-14 regarding-	
-Administration of Justice	663
-Agricultural Development & Research	668
-Agriculture	665
-Civil Defence	667
-Civil Works	665
-Communications	660
-Cooperatives	659
-Developments	667
-Education	664
-Expenditures for Motor Vehicle Rules	657
-Fisheries	659
-Forests	663
-General Administration	658
-Government trade in food grains and sugar	661
-Government trad in medical stores and coal	667
-Health Services	664
-Housing & Physical Planning	666

PAGE NO.

-Industries 660
-Irrigation and Land Reclamation 658
-Irrigation Works 633
-Land Revenue 662
-Loans for Municipalities/Autonomous Bodies etc. 616
-Miscellaneous 661
-Miscellaneous Departments 660
-Museums 664
-Opium 662
-Other Taxes and Duties 658
-Pension 661
-Police 663
-Prisons and settlements for convicts 648
-Provincial Excise 662
-Public Health 659
-Registration 663
-Relief 661
-Roads & Bridges 668
-Stamps 657
-State Buildings 669
-Stationary & Printing 666
-Subsidies 666
-Town Development 668
-Veterinary 665

DISCUSSION On-
-Supplementary Budget for the year 2013-14 536

E

EHSAN RIAZ FATYANA, MR.
DISCUSSION On-
-Supplementary Budget for the year 2013-14 591

EXTENSION IN PERIOD FOR SUBMISSION OF REPORTS regarding-
-Privilege Motion Nos. 9, 11, 12 of 2013 and 6, 7, 8, 9, 11, 12, 14, 15, 16, 17, 19 and 20 of 2014 552
-The Punjab Free and Compulsory Education Bill, 2014 (Bill No.16 of 2014) 551

f

FAIZA AHMED MALIK, MRS.
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-
-Police 428

FARRUKH JAVED, DR. *(Minister for Agriculture)*
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-

PAGE NO.

-Agriculture 483

FINANCE BILL-
-The Punjab Finance Bill, 2014 *(Considered and passed by the House)* 505

FOZIA AYUB QURESHI, MRS.
DISCUSSION On-
-Supplementary Budget for the year 2013-14 561

K

KANEEZ AKHTAR, MRS.
DISCUSSION On-
-Supplementary Budget for the year 2013-14 545

KHADIJA UMAR, MRS.
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-
-Police 430
DISCUSSION On-
-Supplementary Budget for the year 2013-14 584

Khalil Tahir Sindhu, mr. ***(MINISTER FOR HUMAN RIGHTS & MINORITIES AFFAIRS ADDITIONAL CHARGE OF HEALTH)***
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-
-Health 464

KHURAM SHAHZAD, MR.
DISCUSSION On-
-Supplementary Budget for the year 2013-14 583

L

LEADER OF THE OPPOSITION
-See under Mehmood-ur-Rasheed, Mian

M

MAJID ZAHOOR, MR.
DISCUSSION On-
-Supplementary Budget for the year 2013-14 598

MARY GILL, MS.
DISCUSSION On-
-Supplementary Budget for the year 2013-14 557

MASHHOOD AHMAD KHAN, RANA *(Minister for Schools Education Additional Charge of Law & Parliamentary Affairs, Higher Education, Youth Affairs, Sports, Archeology and Tourism)*

PAGE NO.

-Speech in the House on becoming Minister for Law & Parliamentary Affairs 471

BILLS *(Discussed)*-

-The Bab-e-Pakistan Foundation Bill, 2014 (Bill No.15 of 2014) 515

-The Management and Transfer of Properties by Development Authorities Bill, 2014 (Bill No.14 of 2014) 521

MOTION regarding-

-Grant of leave to move resolution for extension of an Ordinance 503

ORDINANCES *(Laid in the House)*-

-The Punjab Local Government (Amendment) Ordinance, 2014 (VI of 2014) 513

-The Punjab Local Government (Amendment) Ordinance, 2014 (VII of 2014) 513

-The Punjab Overseas Pakistanis Commission 2014 514

-The Punjab Registration of Godowns Ordinance, 2014 514

514

-THE PUNJAB STRATEGIC COORDINATION ORDINANCE, 2014

504

Resolution REGARDING-

-Extension of the Punjab Free and Compulsory Education Ordinance, 2014 (V of 2014)

MEHMOOD-UR-RASHEED, MIAN *(Leader of the Opposition)*

-Speech in the House regarding attack on Secretariat of Tehreek-e-Minhaj-ul-Quran by Polic 473

MEHWISH SULTANA, MS. *(Parliamentary Seceretary for Higher Education)*

DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-

-Education 478

MINISTER FOR AGRICULTURE

-See under Farrukh Javed, Dr.

MINISTER FOR FINANCE

-See under Mujtuba Shuja-ur-Rehman, Mian

Minister for Human Rights & Minorities Affairs Additional Charge of Health

-See under Khalil Tahir Sindhu, Mr.

MINISTER FOR IRRIGATION

-SEE UNDER YAWAR ZAMAN, MIAN

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT & COMMUNITY DEVELOPMENT ADDITIONAL CHARGE OF LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS

PAGE NO.

-See under Sana Ullah Khan, Rana
MINISTER FOR PRISONS
-See under Abdul Waheed Chaudhry, Mr.
MINISTER FOR SCHOOLS EDUCATION ADDITIONAL CHARGE OF LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS, HIGHER EDUCATION, YOUTH AFFAIRS, SPORTS, ARCHEOLOGY AND TOURISM
-See under Mashhood Ahmad Khan, Rana
MOTION regarding-
-Grant of leave to move resolution for extension of an Ordinance 503
MUHAMMAD AKRAM, CHODHARY
EXTENSION IN PERIOD FOR SUBMISSION OF REPORT regarding-
-The Punjab Free and Compulsory Education Bill, 2014 (Bill No.16 of 2014) 551
MUHAMMAD ARIF ABBASI, MR.
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-
-Police 419
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2013-14 regarding-
-Irrigation Works 645
-Loans for Municipalities/Autonomous Bodies etc. 617
DISCUSSION On-
-Supplementary Budget for the year 2013-14 573

MUHAMMAD ARIF KHAN SINDHILA, MR.
DISCUSSION On-
-Supplementary Budget for the year 2013-14 564
MUHAMMAD JAMAL KHAN LAGHARI, SARDAR
DISCUSSION On-
-Supplementary Budget for the year 2013-14 596
MUHAMMAD MASOOD ALAM, SYED, MAKDUM
DISCUSSION On-
-Supplementary Budget for the year 2013-14 581
MUHAMMAD SIBTAIN KHAN, MR.
DISCUSSION On-
-Supplementary Budget for the year 2013-14 536
MUHAMMAD SIDDIQUE KHAN, MR.
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-
-Police 415
MUJTUBA SHUJA-UR-REHMAN, MIAN *(Minister for Finance)*
BILL *(Discussed)***-**
-The Punjab Finance Bill, 2014 505
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-
-Agriculture 480

PAGE NO.

- -Education 467
- -Health 453

DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2013-14 regarding-

- -Loans for Municipalities/Autonomous Bodies etc. 616, 629
- -Prisons and settlements for convicts 648

DISCUSSION On-

- -Supplementary Budget for the year 2013-14 601

FINANCE BILL-

- -The Punjab Finance Bill, 2014 *(Considered and passed by the House)* 505

Annual Schedule OF-

- -Authorized Expenditures for the year 2014-15 *(Laid in the House)* 512

Supplementary Schedule OF-

- -Authorized Expenditures for the year 2013-14 *(Laid in the House)* 669

N

Naat-e-Rasool-e-MaqbooL (saw) Presented in the House in sessions held on-

- -20th June, 2014 411
- -23rd June, 2014 450
- -24th June, 2014 502
- -25th June, 2014 533
- -26th June, 2014 615

NABILA HAKIM ALI KHAN, MS.

DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-

- -Health 462
- -Police 434

DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2013-14 regarding-

- -Prisons and settlements for convicts **649**

DISCUSSION On-

- -Supplementary Budget for the year 2013-14 593

NABIRA INDLEEB, MRS.

DISCUSSION On-

- -Supplementary Budget for the year 2013-14

PAGE

NO.

549

NAHEED NAEEM, MRS.
DISCUSSION On-
-Supplementary Budget for the year 2013-14

595

NAUSHEEN HAMID, DR.
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-

454

-HEALTH

Nazar Hussain, mr. ***(PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS)***

ADJOURNMENT MOTIONS (Answers) regarding-
-Disclosure of spending rupees 40 million instead of rupees 4 lac by Secondary Board Lahore on the lame excuse of preparation of superior quality certificates 451

-RISK TO FUTURE OF TWO THOUSAND STUDENTS OF BS PROGRAMME OF MURRAY COLLEGE SIALKOT DUE TO TUSSLE BETWEEN PUNJAB HIGHER EDUCATION AND REGISTRAR UNIVERSITY OF GUJRAT **412**

NOTIFICATION of-
-Prorogation of 9th session of 16th Assembly of the Punjab commenced on 13th June, 2014

670

O

ORDINANCES *(Laid in the House)*-
-The Punjab Local Government (Amendment) Ordinance, 2014 (VI of 2014) 512
-The Punjab Local Government (Amendment) Ordinance, 2014 (VII of 2014) 513
-The Punjab Overseas Pakistanis Commission 2014 514
-The Punjab Registration of Godowns Ordinance, 2014 513
-The Punjab Strategic Coordination Ordinance, 2014 514

PAGE NO.

P

PARLIAMENTARY SECERETARY FOR HIGHER EDUCATION

-SEE UNDER MEHWISH SULTANA, MS.

Parliamentary Secretary for Law & Parliamentary Affairs

-SEE UNDER NAZAR HUSSAIN, MR.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR S & GAD
-See under Ali Asghar Manda, Ch.

Prorogation-

-NOTIFICATION OF PROROGATION OF 9TH SESSION OF 16TH ASSEMBLY OF THE PUNJAB COMMENCED ON 13TH JUNE, 2014 670

Q

QUORUM-
INDICATION OF QUORUM OF THE HOUSE DURING SESSION HELD ON-
-25th June, 2014 598

R

RAHEELA ANWAR, MRS.
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-
-Agriculture 481
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2013-14 regarding-
-Irrigation Works 633
DISCUSSION On-
-Supplementary Budget for the year 2013-14 585
RASHID HAFEEZ, RAJA
DISCUSSION On-
-Supplementary Budget for the year 2013-14 569

PAGE NO.

RECITATION From the Holy Quran and its translation presented in the House in sessions held on -
- -20th June, 2014 410
- -23rd June, 2014 449
- -24th June, 2014 501
- -25th June, 2014 532
- -26th June, 2014 614

report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING- 553
- -Privilege Motion Nos. 6, 7 of 2013 and 1, 3, 13, and 18 of 2014

Resolution REGARDING-
- -Extension of the Punjab Free and Compulsory Education Ordinance, 2014 (V of 2014) 504

RUKHSANA KOKAB, MS.
DISCUSSION On-
- -Supplementary Budget for the year 2013-14 543

S

SAADIA SOHAIL RANA, MRS.
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-
- -Education 474
- -Police 433

DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2013-14 regarding-
- -Prisons and settlements for convicts 652

QUORUM-
- -Indication of quorum of the House during session held on 25th June, 2014 598

SANA ULLAH KHAN, RANA *(Minister for Local Government & Community Development Additional Charge of Law & Parliamentary Affairs)*
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-
- -Police 438

Supplementary Schedule OF- 669
- -Authorized Expenditures for the year 2013-14 *(Laid in the House)*

SHAHABUDDIN KHAN, SARDAR
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-
- -Education 468

PAGE NO.

DISCUSSION On-
-Supplementary Budget for the year 2013-14 546

SHAZIA TARIQ, MRS.
DISCUSSION On-
-Supplementary Budget for the year 2013-14 **562**

SHUNILA RUTH, MS.
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-
-Health **458**
DISCUSSION On-
-Supplementary Budget for the year 2013-14 589

SPEECH-
-Mashhood Ahmad Khan, Rana *(Minister for Schools Education Additional Charge of Law & Parliamentary Affairs, Higher Education, Youth Affairs, Sports, Archeology and Tourism)* 471
-Mehmood-ur-Rasheed, Mian *(Leader of the Opposition)* 473

SUPPLEMENTARY BUDGET-
-General discussion on Supplementary Budget for the year 2013-14 536

T

TAIMOOR MASOOD, MALIK
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-
-Police 421

V

VICKAS HASSAN MOKAL, SARDAR
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-
-Police 425

W

WAHEED ASGHAR DOGAR, MR.
DISCUSSION On-
-Supplementary Budget for the year 2013-14 **579**

PAGE NO.

WASEEM AKHTAR, DR SYED
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2013-14 regarding-
-Irrigation Works 637
-Loans for Municipalities/Autonomous Bodies etc. 621
DISCUSSION On-
-Supplementary Budget for the year 2013-14 553

Y

YAWAR ZAMAN, MIAN *(Minister for Irrigation)*
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2013-14 regarding-
-Irrigation Works

647